بسم اللہ الرحمن الرحیم
ان الصلوٰۃ تنہیٰ عن الفحشاء والمنکر
بیشک نماز روکتی ہے بے حیائی اور برائی کی باتوں سے
(العنکبوت: ۴۵)
نماز مسنون کلاں
تالیف
مفسر قرآن حضرت مولانا صوفی عبد الحمید خان سواتی
بانی
مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ
ناشر
ادارہ نشر واشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم
فاروق گنج گوجرانوالہ
www.ahlehaq.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وأقم الصلوٰة إن الصلوٰة تنهى عن الفحشاء والمنكر (العنکبوت آیت ۴۵)

اور قائم کر نماز کو بیشک نماز روکتی ہے بے حیائی اور بری باتوں سے

وأقم الصلوٰة لذكري (طٰہٰ آیت ۱۴)

اور قائم کر نماز کو خاص میری یاد کے لیے

لا خير في دين لا صلوٰة فيه (مسند احمد ج ۴ ص ۲۱۸، بیہقی ج ۲ ص ۴۵۵، البدایہ والنہایہ ج ۵ ص ۳۰)

نماز مسنون کلاں

تالیف

حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتی

ناشر

ادارہ نشر و اشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم فاروق گنج گوجرانوالہ

پاکستان

طبع ۱۸

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب نمازمسنون کلاں

تالیف حضرت مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتیؒ بانی مدرسہ نصرۃ العلوم

مطبع طفیل آرٹ پریس لاہور

تعداد (۱۱۰۰)

سرورق وکتابت محمد امان اللہ قادری

ناشر ادارہ نشرواشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم فاروق گنج گوجرانوالہ

قیمت ۳۴۰ روپے

تاریخ طبع ذوالحجہ ۱۴۲۹ھ بمطابق دسمبر ۲۰۰۸ء

ملنے کے پتے

(۱) ادارہ نشرواشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم فاروق گنج گوجرانوالہ

(۲) مکتبہ سید احمد شہیدؒ اردو بازار لاہور

(۳) مکتبہ قاسمیہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

(۴) مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور

(۵) اسلامیہ کتب خانہ اڈا گامی ایبٹ آباد

(۶) کتب خانہ مجیدیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

(۷) کتب خانہ رشیدیہ راجہ بازار راولپنڈی

فہرست مضامین نماز مسنون کلاں

دیباچہ

طبع ششم

از: محمد فیاض خان سواتی مہتمم مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

حَامِدًا وَّمُصَلِّیًا۔

بحمد اللہ تعالیٰ نمازِ مسنون کلاں کا چھٹا ایڈیشن قارئین کرام کے ہاتھوں میں ہے۔ اللہ رب العزت نے اپنے خصوصی فضل وکرم سے اس کتاب کو بہت مقبولیت سے نوازا ہے۔ رمضان المبارک ۱۴۰۶ھ مطابق جون ۱۹۸۶ء میں یہ کتاب پہلی مرتبہ شائع ہو کر منظر عام پہ آئی اور اپنی بے پناہ خوبیوں کی وجہ سے اس کا پہلا ایڈیشن بہت جلد ختم ہو گیا اور ربیع الثانی ۱۴۰۸ھ مطابق دسمبر ۱۹۸۷ء میں دوسری مرتبہ پھر رجب ۱۴۱۰ھ مطابق مارچ ۱۹۹۰ء میں تیسری مرتبہ پھر ربیع الثانی ۱۴۱۳ھ مطابق اکتوبر ۱۹۹۲ء میں چوتھی مرتبہ، پھر ذیقعدہ ۱۴۱۲ھ مطابق مئی ۱۹۹۲ء میں پانچویں مرتبہ شائع ہوا۔ گویا کہ تقریباً نو سال کے قلیل عرصہ میں اب شعبان ۱۴۱۵ھ مطابق جنوری ۱۹۹۵ء میں اس کا چھٹا ایڈیشن منظر عام پہ آیا ہے۔ اس ایڈیشن میں پاکستان کے جید علماء کرام کی نماز مسنون کلاں پہ تصدیقات بھی درج کر دی گئی ہیں اور پاکستان کے مختلف جرائد ورسائل نے نماز مسنون کلاں پر جو تبصرے کیے تھے۔ انہیں بھی اس ایڈیشن میں درج کر دیا گیا ہے۔ نماز جیسے اہم رکن اسلام کے موضوع پہ اردو زبان میں ایسی مدلل ضخیم کتاب شاید ہی موجود ہو۔ قرآن وسنت، خلفائے راشدینؓ، صحابہ کرامؓ، تابعینؒ، سلف صالحینؒ، بزرگانِ دینؒ، ائمہ دینؒ خصوصاً امام اعظم ابو حنیفہؒ کا مسلک اس نماز مسنون کا طرۂ امتیاز ہے۔ اس میں کسی مسلک پہ نقد وجرح نہیں کی گئی۔ بلکہ مثبت مگر مدلل طور پہ مسلک احنافؒ کو ترجیح دی گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کتاب کو ہر طبقہ میں بڑی پذیرائی حاصل ہوئی ہے۔ پاکستان کے علاوہ بیرونی ممالک میں بھی احباب نے اس کوشش

کو قابلِ صد تحسین و آفرین قرار دیا ہے۔ نماز مسنون کلاں کی اشاعت جہاں مسلک احناف سے تعلق رکھنے والوں کے لیے ایک انمول چیز ہے۔ وہاں مخالفین و ناقدین کے لیے پریشانی کا باعث بھی ہے۔ خصوصاً بعض اہلحدیث (غیر مقلدین) حضرات نے تو اس کتاب کی افادیت و اہمیت کو گھٹانے کے لیے کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی۔ اس کتاب کے چند مسائل کو لے کر ان پر بے جا اعتراضات کی ناکام کوشش کی اور عوام الناس کو باور کرایا گیا کہ نماز مسنون میں درج شدہ مسائل قرآن و سنت کے خلاف ہیں اور احناف کا نماز کا طریقہ غلط ہے۔ جس کے ردّ عمل میں احقر نے ایک کتابچہ بنام "حیّ علی الفلاح" لکھا ہے جس میں نماز مسنون کلاں پر کیے جانے والے جملہ اعتراضات کے مسکت اور مدلل جوابات لکھ دیے ہیں۔ اور معترضین کی غلط بیانیوں اور افتراء پردازیوں کو طشت ازبام کر دیا گیا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن و سنت پر ثابت قدم رکھے۔ اور مسلکی تعصب رکھنے والوں کو ہدایت نصیب فرمائے۔ آمین۔

از احقر

محمد فیاض خان سواتی

مہتمم مدرسہ نصرۃ العلوم جامع مسجد نور گوجرانوالہ

۲۲ر شعبان ۱۴۱۵ھ مطابق ۲۴ر جنوری ۱۹۹۵ء

تصدیقات علماء کرام

مکتوب گرامی ، شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد الحقؒ ، سابق مدرس دار العلوم دیوبند بانی و مہتمم دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

مکرمی و محترم المقام حضرت العلام مولانا صوفی عبد الحمید صاحب زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ ۔ امید ہے کہ مزاج بالخیر ہوں گے

آپ کی حالیہ گرانقدر تصنیف "نماز مسنون" موصول ہوئی ۔ ماشاء اللہ اس کی شدید ضرورت تھی ۔ اس موضوع
پر ایک جامع کتاب آپ نے تصنیف فرما کر فرض کفایہ ادا کر دیا ہے ۔ طباعت کی عمدگی نے چار چاند
لگا دیے ہیں ، میری تو نظر کمزور ہے تاہم جگہ جگہ سے سننے میں خط وافر اور بے حد مسرتیں حاصل ہوئی
ہیں ، میری دلی دعا ہے کہ باری تعالیٰ آپ کی یہ عظیم کاوش اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور دنیا و
آخرت کے ترقیات اور لازوال نعمتوں سے مالامال فرمائے ۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان
صفدر کی خدمت میں تسلیمات پیش فرما دیں ۔

والسلام
عبد الحق غفرلہ

مہتمم دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک پشاور

مکتوب گرامی ، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یوسف خان مدظلہ فاضل دیوبند ، بانی و مہتمم تعلیم القرآن پلندری ، آزاد کشمیر

حضرت العلام جناب صوفی صاحب ۔ زید مجدہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

کافی دن ہوئے کہ آپ کی طرف سے میرے اور مولانا اسحاق صاحب کے نام نماز مسنون کلاں دو عدد
موصول ہوئیں ایک عدد تو مولانا اسحاق کو حسب حکم پیش کر دیا تھا ، جس پہ وہ بڑے مسرور ہوئے
ماشاء اللہ اس میں صرف نماز کا مسنون طریقہ ہی بیان نہیں ہے ، بلکہ بہت عمدہ اسلوب

کے ساتھ اچھی علمی تحقیق بھی ہے ، جس سے عوام اور طلبا ہی نہیں بلکہ اہل علم حضرات بھی استفادہ کر سکیں گے ۔ بحمد اللہ بہت ہی مبارک کوشش ہے ۔ آپ کو آپ کی اس عمدہ تصنیف پر ہدیہ تبریک پیش کرتے ہوئے جو نسخہ میرے لیے بطور ہدیہ بھیجا گیا ہے ۔ اس کا بیحد شکر گزار بھی ہوں ۔ اللہ تعالیٰ نے آپ برادران سے جو دینی خدمت لی ہے وہ مسلک حق کے لیے بہت بڑا سرمایہ افتخار ہے ۔ اللہ تعالیٰ اس مبارک سعی کو قبول فرما کر دارین کی سرخروئی کا باعث بنائے ۔ آمین

میں بڑا شرمندہ ہوں کہ آپ کے اس ہدیے اور عنایت کا جواب بڑی تاخیر سے دے رہا ہوں مجھے اُمید ہے کہ آپ میری اس کوتاہی کو معاف فرمائیں گے ۔ اگر بار خاطر نہ ہو تو حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم العالیہ کو ہدیہ سلام مسنون عرض ہو ۔

والسلام

محمد یوسف خان

مکتوب گرامی ، شیخ الحدیث حضرت مولانا فیض احمد کھروی مدظلہ ، شیخ الحدیث جامعہ قاسم العلوم ملتان

مخدوم و مکرم حضرت مولانا عبدالحمید صاحب دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

بحمد اللہ الکریم یہاں سب احباب خیر و عافیت سے ہیں ۔ اُمید ہے کہ حضرت والا کے مزاج گرامی بعافیت ہوں گے ۔ کل حضرت والا مرتبت کی طرف سے " نماز مسنون کلاں " مجلد کی ایک کاپی موصول ہوئی جو جامعہ قاسم العلوم گل گشت ملتان کے کتب خانہ میں داخل کر دی گئی ہے ۔ نماز کے موضوع پر حضرت والا نے ایسی جامع مفصل کتاب لکھ کر اور بہترین صورت میں اسے شائع فرما کر ملت اسلامیہ پاکستانیہ پر بہت بڑا احسان فرمایا ہے جزاکم اللہ تعالیٰ ونفعنا اللہ بعلومکم وطول بقائکم ۔ بندہ کو پاکیزہ دعاؤں سے سعادت بخشی جائے ۔

خادم فیض احمد عفی عنہ

۲۵ / ۲ / ۱۴۲۰ھ

مکتوب گرامی شیخ الحدیث حضرت مولانا علامہ پروفیسر میاں منظور احمد صاحب مدظلہ
فاضل دیوبند و شیخ الحدیث دارالعلوم الشہابیہ سیالکوٹ

محترمی و مکرمی صوفی صاحب ادام اللہ برکاتکم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں چشم تصور میں اس دن کا نظارہ اب بھی محفوظ پاتا ہوں جب دن کہ میں آپ کے مدرسہ نصرۃ العلوم میں حاضر ہوا تھا۔ ایک طرف بعض لوگوں کے ساتھ ایک کشادہ پیشانی والے منور چہرے کو دیکھا تھا اور دوسری منزل میں مولانا سرفراز صاحب مدظلہ کے درسِ قرآن میں چلا گیا تھا۔ دوبارہ جب نیچے آتا ہوا۔ تو آنجناب کو آپ کے دفتر میں ملا تھا۔ آپ کی ملاقات سے پہلے میں نے اپنے ساتھی سے کہہ دیا تھا کہ اس نیم دراز شخص کی پیشانی میں مجھے نورِ علم اور چہرے پر عالمانہ وقار نظر آتا ہے آنجناب سے کچھ دیر گفتگو رہی اور میرے تمام ظنون بحمد اللہ یقین سے بدل گئے، پھر آپ نے اپنے دروس کی تین کتابیں بھجوائیں تو میں سراپا ممنونِ احسان ہو گیا۔ اب آپ کی کتاب نماز مسنون موصول ہوئی۔ ان تمام ہدایا کا تہہ دل سے نکلا ہوا شکریہ قبول فرمائیے اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔ آمین۔ ۔ آپ اس دورِ جاہلیت جدیدہ میں بفضلہ تعالیٰ علم کا حق ادا کر رہے ہیں۔ آپ کے دروس سے استفادہ کرتا ہوں۔ نماز کو جستہ جستہ دیکھا ہے، الحمد للہ کہ آپ نے نہایت عالمانہ و محققانہ انداز میں کچھ بزعمِ خود غلط لوگوں کے اڑائے ہوئے گرد و غبار کو چھانٹ دیا ہے۔

۔۔ امید ہے مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔

والسلام

الاحقر:۔ پروفیسر میاں منظور احمد
دارالعلوم الشہابیہ سیالکوٹ

مکتوبِ گرامی :۔ حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب مدظلہ
فاضل جامعۃ الازہر مصر، مدرس الجامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی

محترم جناب حضرت مولانا صوفی عبدالحمید صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ‘

ابھی ابھی مولانا عبدالرزاق صاحب لدھیانوی نے آپ کی طرف سے ایک نہایت قیمتی تحفہ "نمازِ مسنون" عنایت کیا۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ ماشاء اللہ بہت محنت فرمائی ہے، اور امت کے لیے نماز جیسی بنیادی عبادت میں راہنمائی فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی زندگی، علم و عمل اور قلم میں برکت فرمائے۔ تاکہ اسی طرح تعمیری انداز میں آئندہ بھی مختلف موضوعات پر کام ہوتا ہے۔ ان شاء اللہ میں خود بھی استفادہ کروں گا۔ اور دوسروں کو بھی پڑھنے کے لیے دوں گا۔

والسلام

طالبِ دعاء۔ عبدالرزاق اسکندر

جامعۃ العلوم الاسلامیہ۔ کراچی ۵

۲۹ / ۳ / ۱۴۰۷ھ

۳ / ۱۲ / ۱۹۸۶ء

مکتوبِ گرامی :۔ حضرت مولانا حافظ قاری کرنل ڈاکٹر فیوض الرحمٰن صاحب مدظلہ
پی۔ ایم۔ اے کاکول ایبٹ آباد

حضرت المحترم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ‘

آپ کے تعزیت نامہ سے بڑا سکون ملا۔ فجزاکم اللہ خیراً۔ مرحوم اور محزدین کو آئندہ بھی اپنی دعاؤں میں یاد فرمائے رہنے کی درخواست ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کا سایۂ رحمت کامل صحت و عافیت کے ساتھ ہمارے سروں پر سلامت رکھیں اور دینِ قیم کی مزید مخلصانہ جذبات کی توفیق بخشیں۔ آمین۔ آپ کا قیمتی تحفہ "نماز" بھی موصول ہوا۔ جزاکم اللہ خیراً، ماشاء اللہ بہت معلوماتی کتاب ہے۔ اور

طباعت وکتابت بھی عمدہ ہے۔ اپنے ہاں کی لائبریریوں کے لیے بھی خریدیں گے۔ ان شاء اللہ اس کتاب پر ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں، درسِ قرآن کا سلسلہ تحریری صورت میں برابر جاری رہنا چاہیئے۔ اس سے بھی بہتوں کا بھلا ہوگا۔

والسلام علیکم

فیوض الرحمٰن

۲۰/۵/۱۴۰۷ھ

مکتوب گرامی ، حضرت مولانا محمد اقبال نعمانی صاحب مدظلہ مہتمم جامعہ محمدیہ و خطیب جامع مسجد مرکزی چوک علی پور چٹھہ گوجرانوالہ

مکرم و محترم جناب حضرت مولانا صوفی عبدالحمید صاحب سواتی مدظلہ العالی

سلام مسنون ۔ مزاج گرامی ! امید ہے جناب بعافیت ہوں گے۔

جناب کا ارسال فرمودہ گرانقدر اور انمول تحفہ (نماز مسنون کلاں) مجھے موصول ہوا۔ مطالعہ کیا ماشاء اللہ کتاب ہر اعتبار سے جامع ہے۔ اور تقاضۂ وقت کے عین مطابق ہے۔ اللہ کریم نے اس کتاب کے ذریعے آپ سے ایک عظیم دینی خدمت لے لی ہے۔ کتاب کا اسلوبِ بیان عمدہ ہے۔ کتاب چونکہ مثبت انداز میں لکھی گئی ہے جو اس کی احادیث کو چار چاند لگانے والی بات ہے تاہم اس سے مخالفین کے اس جھوٹے پراپیگنڈہ کی قلعی کھل جاتی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ فقہ حنفی کے پیروکاروں کے پاس احادیث رسول سے ثبوت نہیں ہے۔ اس وقت ایسی کتاب کی بڑی شدت سے ضرورت محسوس کی جارہی تھی اور وہ ضرورت اس کتاب کے ذریعے کماحقہٗ پوری ہو گئی ہے یہ کتاب بہت سی کتابوں سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ کریم اس خدمت کو مقبول فرمادیں اور مسلمانوں کے لیے نافع فرمادیں اور آپ کو جزائے خیر سے نوازیں۔

فقط والسلام

محمد اقبال نعمانی ، جامع مسجد مرکزی علی پور چٹھہ

ضلع گوجرانوالہ ۔ ۱۰ ربیع الثانی ۱۴۰۷ھ

مکتوب گرامی : جناب ابوالکلام خواجہ صاحب ، ملتان

محترمی و مکرمی جناب حضرت مولانا صوفی عبدالحمید صاحب دامت برکاتکم العالیہ

السلام علیکم ۔

گذشتہ ماہ آپ کی طرف سے "نماز مسنون" کا ہدیہ موصول ہوا نماز کے بارے میں جامع و مانع کتاب جس کی ضرورت ، اہمیت اور افادیت محتاج بیان نہیں عنایت فرمانے پر ممنون ہوں۔ خداوند قدوس اس کتاب کو جو دائرہ معارفِ نماز کی حیثیت رکھتی ہے ۔ قبولیت سے سرفراز فرمادیں اور مجھ جیسے عامی و خاطی کو اس سے علمی استفادے اور عملی اصلاح کی توفیق عطا فرمائیں ۔ آمین

دعاؤں کا محتاج

ابوالکلام خواجہ

معرفت خواجہ پیپر مارٹ ، چوک بازار ، ملتان

تبصرہ - ادارہ ماہنامہ بیّنات ، کراچی

جمادی الاولیٰ ۱۴۰۷ھ فروری ۱۹۸۷ء

حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتی دامت فیوضہم کی شخصیت اہل علم طبقہ میں کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ ان صفحات میں متعدد بار ان کا ذکر آچکا ہے۔

بلاشبہ آں موصوف ان علمائے ربانی میں سے ہیں۔ جن کے اوقات میں حق تعالیٰ نے مافوق العادت برکت فرمائی ہے۔ اور دین قیم کی بے لوث اور خاموش خدمت کے لیے ان کو موفق بنایا ہے۔ نماز کے موضوع پر یوں تو سینکڑوں سے متجاوز کتب و رسائل تصنیف کیے گئے ہیں۔ مگر ان میں سے بیشتر مستند رسائل کی زبان عربی ہے جب کہ اردو رسائل و کتب میں عموماً دلائل کی طرف التفات نہیں کیا گیا۔ بلکہ عموماً اختصار سے کام لیا گیا ہے۔ جب کہ آئینہ کا دوسرا رُخ یہ ہے کہ ناقص العلم متعصب اور غالی قسم کے لوگ جب بھی کوئی ایسی کتاب لکھتے ہیں تو وہ اپنا زورِ قلم تمام تر اس پہ صرف کرتے ہیں کہ ہمارا مسلک ہی حق ہے۔ اور دیگر سب مسلک غلط، خلاف سنت صرف قیاسی فقہ، انسانی اجتہاد اور محض قیاس پر مبنی ہیں۔ جس سے عوام کا غلط فہمی میں مبتلا ہونا ایک بدیہی امر ہے۔ اِن حالات کے پیشِ نظر ضرورت تھی کہ نماز جیسی اہم عبادت کے مسائل پر عام فہم اور دلنشین انداز میں ایک ایسی کتاب لکھی جائے۔ جس میں مسائل کے علاوہ دلائل بھی بیان کیے جائیں۔

زیرِ نظر کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں اگرچہ مسائل کا استیعاب تو نہیں کیا گیا لیکن اہم اور ضروری مسائل کو دلائل کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اس میں عوام و خواص کی بنیادی اور اہم ضرورت کے پیش نظر دعوات و اذکار کے ساتھ ساتھ ان تمام قرآنی آیات کو جن میں صراحتہً نماز کا ذکر ہے۔ "تذکار الصلوٰۃ فی القرآن" کے عنوان سے

یکجا کر دیا گیا ہے۔

کتابت و طباعت اور تجلید کی عمدگی نے کتاب کو دیدہ زیب بنا دیا ہے۔ اُمید ہے اہلِ ذوق اس گرانقدر سرمایہ کی پذیرائی فرمائیں گے۔

تبصرہ :- ادارہ ماہنامہ "الفاروق"، کراچی

ربیع الثانی ۱۴۰۷ھ مطابق ۱۹۸۶ء

حضرت مولانا صوفی عبدالحمید صاحب ملک کے مشہور اہلِ قلم اور محقق عالم حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب مدظلہٗ کے بھائی ہیں۔ دونوں بھائیوں کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے علم و تقویٰ کے ساتھ ساتھ تحقیق ذوق سے نوازا ہے۔ چنانچہ مختلف موضوعات پر دونوں حضرات کی مختلف تصانیف اس پر شاہد عدل ہیں۔ صوفی صاحب موصوف کی دیگر چھوٹی بڑی تصانیف کے علاوہ معالم العرفان فی دروس القرآن کے نام سے درسِ قرآنِ کریم کا ایک سلسلہ بھی ہے جس کے متعدد اجزاء شائع ہو چکے ہیں۔ آپ کی بہت سی خصوصیات میں ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ آپ فلسفہ ولی اللہی کے صحیح الفکر شارح بھی ہیں اور برصغیر کے مدارس میں موجودہ دور میں یہ خصوصیت شاید آپ ہی کی درس گاہ کو حاصل ہے کہ اس میں دورہ حدیث کے ساتھ آپ پورے سال سبقاً سبقاً حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی تصنیفِ لطیف حجۃ اللہ البالغہ پڑھاتے ہیں۔ نیز اس کے علاوہ مختلف امور و نظریات کے متعلق آپ کی معلومات سن کر آدمی حیران رہ جاتا ہے کہ ہمیشہ مسجد و مدرسہ میں رہنے والے اور قال اللہ اور قال الرسول میں ہر وقت مصروف رہنے والے اللہ کے اس بندے کو یہ معلومات کیسے حاصل ہوتی ہیں۔ غرضیکہ آپ کی شخصیت موجودہ پرفتن دور میں ان علماء سلف کی زندگیوں کا نقش صحیح ہے جو تعلقات اور تعیشات کی تمام کشتیاں جلا کر اپنے آپ کو علم کے جزیروں میں مقید کر دیتے تھے اور اب اس دور میں ان کی مثالیں بالکل ناپید ہو چکی ہیں۔

وقد کانوا اذا عُدّوا قلیلا

فقد صاروا اعزّ من القلیل

مولانا صوفی عبدالحمید سواتی مدرسہ نصرۃ العلوم جیسے عظیم ادارہ کے اہتمام و انصرام کی ذمہ داریاں سرانجام دینے کے علاوہ گوجرانوالہ کی سب سے بڑی جامع مسجد، مسجد نور میں خطابت اور روزانہ درس قرآن و حدیث کے فرائض سے بھی عہدہ برآ ہوتے ہیں اور امام ولی اللہ دہلویؒ کے علمی خانوادہ کے علمی تبرکات کی اشاعت اور تصنیف و تالیف کی طرف بھی پوری توجہات مبذول کیے ہوئے ہیں۔

حضرت صوفی صاحب مدظلہ کے دروس القرآن کے متعدد مجموعے شائع ہو کر اہل علم و دانش سے داد و تحسین حاصل کر چکے ہیں اور علماء خطباء ان سے مسلسل استفادہ کر رہے ہیں۔

زیر نظر کتاب بلاشبہ ان کی ایک شاہکار تصنیف ہے جس میں انہوں موجودہ دور کی ایک اہم ترین ضرورت کو پورا کرتے ہوئے نماز کے بیشتر مسائل کو جمع کر کے قرآن و سنت سے اُن کے دلائل بھی مہیا کر دیے ہیں۔ حنفی نقطۂ نظر سے اس امر کی ضرورت ایک عرصہ سے شدت کے ساتھ محسوس کی جا رہی تھی کہ نماز اور اس کے متعلقہ دیگر ضروری مسائل کے ضمن میں قرآن و سنت کی روشنی میں دلائل کو اس طرح اکٹھا کر دیا جائے کہ کسی ایک مسئلہ پر احناف کے مؤقف کی وضاحت اور ترجیح معلوم کرنے کے لیے بہت سی کتابوں کی طرف مراجعت کی ضرورت باقی نہ رہے۔ بحمد اللہ صوفی صاحب مدظلہ نے اس کتاب کے ذریعہ اس ضرورت کو کم و بیش مکمل حد تک پورا کر دیا ہے۔

کتاب کے آغاز میں نماز کے بارے میں قرآن پاک کی ایک سو نو آیات کو سورتوں کی ترتیب کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ پھر فقہی ترتیب کے مطابق طہارت، اوقات نماز، اذان، شرائط، ارکان، واجبات، سنن، مکروہات، سجدہ سہو، ادراک فریضہ، نماز تراویح، جمعہ، عیدین، صلوٰۃ المسافر، صلوٰۃ الخوف، اور نماز جنازہ جیسے اہم موضوعات پر کم و بیش پانچ سو ضمنی عنوانات کا احاطہ کرتے ہوئے آخر میں حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ اور مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے خطبات جمعہ اور بعض کتاب الاذکار کے تحت زندگی کے مختلف گوشوں سے تعلق رکھنے والی مسنون دعاؤں کا بھی ذکر کر دیا گیا ہے اور اس طرح مصنف نے علماء و خطباء کو اپنی اس محنت شاقہ کے ذریعہ بہت ضخیم کتابوں کی ورق گردانی سے بے نیاز کر دیا ہے۔

نماز مسنون آپ کی محنتوں اور کاوشوں کا تازہ نتیجہ اور ثمرہ ہے جو ۸۲۵ صفحات اور چھوٹے بڑے تقریباً پانچ سو عنوانات پر مشتمل ہے اور وضو، غسل، تیمم ۔ نماز کے مسائل پر مشتمل ہے ۔ طریقہ یہ ہے کہ پہلے صاف اور سادہ اردو میں مسئلہ لکھتے ہیں پھر کسی فقہی کتاب سے اس کا حوالہ لکھتے ہیں اور پھر احادیث مرفوعہ یا اقوال صحابہؓ و تعامل امت سے اس کی دلیل ذکر کرتے ہیں۔ پوری کتاب نہایت تحقیق و تدقیق پر مشتمل ہے اور درحقیقت اِن لوگوں کے پروپیگنڈے کا مثبت اور مسکت جواب ہے جو بزعم خویش اپنے آپ کو اہلِ حدیث اور حدیث پر عمل پیرا کہتے ہیں اور باقی پوری امت کو اہلِ رائے اور قیاس پر عمل کرنے والا بتلاتے ہیں اور بعض معاندین تو ایسے ہیں جو پوری امت کی نمازوں کو مردود اور نامقبول اور اپنی نمازوں کو مقبول کہتے ہیں بلکہ بعض منچلے قسم کے ناخداشناس اور مزاجِ دین سے ناواقف تو باقاعدہ لوگوں کی نماز کا مذاق بھی اڑاتے ہیں ۔

حضرت صوفی صاحب مدظلہ کی مذکورہ بالا کتاب اس زہر کے لیے تریاق ہے ۔ کتاب ہر لحاظ سے بہترین ہے ۔ ہمارے خیال کے مطابق کوئی لائبریری اور گھر اس کتاب سے خالی نہیں ہونا چاہیئے ۔ خاص کر وہ حضرات جو معاندین کے اعتراضات کا نشانہ بنتے ہیں ان کے لیے اس کتاب کا مطالعہ ضروری ہے یہ کتاب ہر عالم (خصوصاً ائمہ مساجد) کے زیر مطالعہ ہونی چاہیے ۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ فاضل مصنف کی عمر، علم اور خدمات میں برکت عطا فرمائے ۔ آمین ۔

تبصرہ :۔ ادارہ ہفت روزہ خدام الدین لاہور

۱۹ تا ۲۶ ستمبر ۱۹۸۶ء

مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ کے مہتمم حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتی دامت برکاتہم دورِ حاضر کے ان خوش قسمت بزرگوں میں سے ہیں جنہیں اللہ رب العزت نے دینی علوم کی ترویج و اشاعت کے لیے منتخب فرمایا ہے اور انہوں نے تدریس و تعلیم کے ساتھ ساتھ تقریر و تحریر کے ذریعے بھی لوگوں کو دینِ حق اور اس کے اعتقادی و عملی تقاضوں سے آگاہ کرنے کے لیے گرانقدر خدمات سرانجام دی ہیں ۔

حضرت صوفی صاحب مدظلہ نے "نماز مسنون کلاں" میں انداز ایسا اختیار کیا کہ علماء اور طلباء کے ساتھ ساتھ عام تعلیم یافتہ مسلمان بھی اس سے پوری طرح استفادہ کر سکتے ہیں اور پھر عام مناظرانہ انداز سے ہٹ کر انہوں نے افہام و تفہیم کا اسلوب اختیار کر کے کتاب کی افادیت کو دوچند کر دیا ہے۔

ہمارے نزدیک "نماز مسنون کلاں" نہ صرف دینی مدارس کی لائبریریوں اور علماء و طلباء کے ذاتی کتب خانوں میں ایک گرانقدر اضافہ ہے۔ بلکہ عام تعلیم یافتہ مسلمانوں میں بھی اس کی زیادہ سے زیادہ اشاعت ضروری ہے اور غالباً اسی ضرورت کو سامنے رکھتے ہوئے ساڑھے آٹھ سو صفحات کی اس ضخیم کتاب کا ہدیہ اس کی لاگت سے کے مطابق صرف پچھتر روپے رکھا گیا ہے، جو بلاشبہ ناشرین کے مشنری جذبہ اور ایثار کا مظہر ہے اللہ تعالیٰ حضرت مصنف مدظلہ کی اس عظیم محنت پر انہیں جزائے خیر دے اور ان کی تصنیفات کو زیادہ سے زیادہ افادۂ عوام کا ذریعہ بنائیں۔

تبصرہ :- ادارہ ماہنامہ "الانور" شفیلڈ برطانیہ اگست ۱۹۸۶ء

حضرت مولانا صوفی عبدالحمید صاحب مدظلہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدر کے چھوٹے بھائی ہیں۔ دارالعلوم دیوبند کے فاضل ہیں۔ فلسفہ میں حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ کے خصوصی شاگرد[1] ہیں، تصوف میں آپ کو بلند مقام حاصل ہے۔ تدریس میں مسلم شریف اور حجۃ اللہ البالغہ کے پڑھانے میں آپ کو علمی حلقوں میں خاصی شہرت حاصل ہے اور رافضیت میں آپ کو ملکہ تام حاصل ہے۔ برصغیر کی مشہور علمی شخصیت حضرت مولانا عبدالشکور لکھنویؒ سے آپ نے اس موضوع پر شرف تلمذ حاصل کیا ہے۔ دارالعلوم سے فراغت کے بعد آپ چار سال تک طبیہ کالج میں طب پڑھتے رہے۔ فارغ ہونے کے بعد کچھ عرصہ تک گوجرانوالہ میں حکمت کا شغل جاری رکھا لیکن اللہ نے آپ سے دین کی خدمت کا عظیم کام لینا تھا ——————

۱۹۵۲ء میں گھنٹہ گھر کے قریب ایک چھپڑ میں

---

[1] حضرت سندھیؒ کے شاگرد نہیں ہیں۔ (فیاض)

مدرسہ نصرۃ العلوم اور جامع مسجد نور کی بنیاد رکھی جو آج ملک کے بڑے مدارس میں شمار ہوتا ہے مسجد نور شہر کی بڑی مسجد ہے۔ جہاں جمعہ میں سب سے زیادہ مجمع ہوتا ہے، حضرت صوفی صاحب تیس سال سے درس وخطابت کے ساتھ تصنیف وتالیف کا کام بھی جاری کیے ہوئے ہیں تصوف پر کئی کتابوں کا ترجمہ اور تشریح آپ کا علمی شاہکار ہیں۔ آپ ہر روز مسجد نور میں درس قرآن دیتے ہیں جو دروس القرآن کے نام سے شائع ہو رہا ہے اور علمی وعوامی حلقوں میں خاصی شہرت حاصل کر چکا ہے۔ نماز پر آپ نے پہلے ایک مختصر کتاب لکھی تھی لیکن نماز پر تفصیلی کتاب لکھنے کا ارادہ تھا کہ اللہ پاک نے یہ عظیم کام پورا کرا دیا۔ نماز مسنون بلاشبہ آپ کا لاثانی علمی شاہکار ہے جو علماء طلباء، خطباء حتیٰ کہ مفتیان عظام کے لیے بھی ایک گرانقدر تحفہ ہے۔ مذہب حنفی کے تمام مفتیٰ بہ مسائل کو احادیث اور معتبر ومستند کتب فقہ سے بحوالہ نقل کیا گیا ہے۔ نماز پر اس سے قبل اس طرح کی تفصیلی کتاب منظرِ عام پر نہیں آئی۔ کتاب کے آخر میں خطبات جمعہ وعیدین اور اذکار مسنونہ کا اضافہ کیا گیا ہے۔ طباعت جلد اور کاغذ میں بھی کمال کیا گیا ہے قیمت بہت مناسب ہے، فقہ حنفی سے تعلق رکھنے والے ہر شخص کے لیے یہ کتاب حرزِ جاں بنانے کے قابل ہے۔ اللہ تعالیٰ مصنف وناشرین کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

تبصرہ: حضرت مولانا محمد گوہر شاہ۔ مدیر اعلیٰ ماہنامہ "النصیحۃ"

ومہتمم دار العلوم اسلامیہ چارسدہ۔ جمادی الاول ۱۴۰۷ھ فروری ۱۹۸۷ء

زیر تبصرہ کتاب: نمازِ مسنون کتابوں میں سے ایک بہترین اور نادر مجموعہ ہے۔

مصنف کتاب مولانا صوفی عبدالحمید صاحب، مہتمم دار العلوم نصرۃ العلوم گوجرانوالہ، فاضل دیوبند ہیں۔ محقق عصر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر کے بھائی ہیں اور جانی پہچانی شخصیت ہیں۔ کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ یہ کتاب نماز کے موضوع پر جامع سہل وآسان اور مدلل ہے۔ بندہ کی نظر سے اردو زبان میں اس سے زیادہ مفید، مدلل اور آسان کتاب نہیں گزری ہے

مولانا صاحب نے کتاب کی تمہید میں کتاب کے ماخذ اور مراجع کے ساتھ ساتھ کتاب کی خصوصیات اور اعتدال کی تعلیم وتلقین اختصار اور جامعیت کے ساتھ ذکر کیے ہیں۔ کتاب کے مقدمہ میں قرآن مجید کی وہ آیات مع ترجمہ وتفسیر ذکر کیے ہیں جن میں نماز کا بیان کسی بھی انداز

سے آیا ہے۔ اس کے بعد فقہی ترتیب سے طہارت اور نماز کے ایک ایک مسئلہ قدرے تفصیل سے ذکر ہے۔ تمام مسائل امام اعظم ابو حنیفہؒ کے مسلک کے مطابق ان دلائل کے ساتھ ذکر کیے ہیں، جو قرآن مجید و احادیث صحیحہ اور فقہی اقوال سے مؤید ہوں۔ زیر نظر کتاب میں طہارت، اذان، اوقات نماز، فرائض نماز، سنن، مستحبات، مکروہات اور مفسدات کا پورا بیان درج ہے۔ جمعہ و عیدین، نماز جنازہ اور نوافل وغیرہ کے تمام مباحث اور اس کے ساتھ ساتھ اذکار و دعوات اور خطبات کا ایک بہترین مجموعہ ہے۔

بہر حال زیر تبصرہ کتاب نماز مسنون ایک مفید کتاب ہے۔ اللہ پاک مولانا صاحب کو اجر جزیل عطا فرمائیں۔ اور مصنف علامہ صاحب کی زیر تبصرہ کتاب نیز دیگر تصانیف کی مقبولیت میں مزید ترقی عطا فرما دیں۔

الدین النصیحۃ کی بنا پر تمام قارئین سے التماس ہے کہ اس کتاب کو حاصل کر کے سفر و حضر میں پاس رکھ کر ان کی بیش بہا احکام و مسائل سے فائدہ حاصل کریں۔

محمد گوہر شاہ

تبصرہ :- حضرت مولانا محمد اشرف علی قریشی۔

مدیر ماہنامہ صدائے اسلام پشاور محرم ۱۴۰۸ھ ستمبر ۱۹۸۷ء

پیش نظر کتاب "نماز مسنون کلاں" حضرت مولانا صوفی عبد الحمید سواتی صاحب دامت برکاتہم کی تصنیف ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ نے حق ادا کر دیا ہے۔ اس موضوع پر ایک جامع کتاب ہے۔ جو کہ انسان کو بہت سی کتابوں کی ورق گردانی سے بے نیاز کر دیتی ہے یہ کتاب عامۃ المسلمین کے ساتھ ساتھ اہل علم حضرات کے لیے انتہائی نافع ہے۔

مساجد میں اس کا رکھنا بہت ہی سودمند ہے۔ تاکہ عامۃ المسلمین اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کر سکیں۔ اس کتاب میں تمام ضروری مسائل بیان کیے گئے ہیں۔ اس کے ابواب میں قرآن پاک کی اکثر سورتیں، کتاب الطہارات، فضائل وضوء، مکروہات وضو، استنجاء غسل کے احکام، تیمم، کتاب الصلوٰۃ، اذان، شرائط نماز، ارکان صلوٰۃ، واجبات نماز، سنن صلوٰۃ، مفسدات صلوٰۃ، مکروہات نماز، سجدہ سہو، ادراک فریضہ، صلوٰۃ الوتر، صلوٰۃ السفر، صلوٰۃ التسبیح صلوٰۃ التراویح، صلوٰۃ الجمعہ، صلوٰۃ العیدین، عید الاضحیٰ، صلوٰۃ المسافر، صلوٰۃ الخوف، صلوٰۃ الطالب

والمطلوب، صلوٰۃ المریض، صلوٰۃ الجنازہ وغیرہ، خطبات کتاب الاذکار والدعوات، مشائخ کرام چشت کے معمولات وعمومی اوراد، اور اس قسم کے بہت سے دیگر عنوانات سے یہ کتاب مزین ہے۔

نماز مسنون کا مطالعہ ہر زن ومرد کے لیے مفید ہے۔ اور اس کتاب کو ہر ایک گھر کی لائبریری کی زینت بنانا چاہیے۔

تبصرہ: حضرت مولانا مفتی محمد انور صاحب مدظلہ، ماہنامہ الخیر ملتان

صفر ۱۴۱۴ھ اگست ۱۹۹۳ء

نماز کے موضوع پر حضرت مولانا صوفی عبد الحمید صاحب سواتی مدظلہ کی تالیف "نماز مسنون کلاں" ہے جس میں انہوں نے نماز کے ضروری مسائل، دلائل سمیت ذکر کر دیئے ہیں۔ دلائل کتاب اللہ، احادیث صحیحہ وسنت ثابتہ اور صحابہ کرامؓ، تابعین عظامؒ اور ائمہ دینؒ کے تعامل کے حوالوں سے ہے۔ مناظرانہ انداز کی بجائے کتاب وسنت کی ترجمانی اور امام اعظم ابو حنیفہؒ اور احناف کے طریق کی ترجیح پر اکتفاء کیا گیا ہے۔ مصنف علام نے اس حقیقت کو ملحوظ رکھا ہے کہ ائمہ کرامؒ کے فروعی وفقہی اختلافات، علمی اور استنباطی اختلافات ہیں انہیں مناظروں ومناقشوں کا موضوع بنانا غلو اور تنگ نظری ہے۔

بلاشبہ حنفی مسلک کے پیروکاروں کو اپنے مسلک اور شرح صدر کے لیے "نماز مسنون" ایک کافی وشافی تالیف ہے۔ ۸۲۷ صفحات پر مشتمل اس تالیف میں نماز کے متعلقات ضروری تفصیل کے ساتھ آگئے ہیں۔ ہماری رائے میں نہ صرف حنفی مسلک کے ہر امام وخطیب کے لیے خصوصاً اور عوام کے لیے عموماً اس کا مطالعہ نافع ہے بلکہ مسلک اہل حدیث کے غیر متعصب حضرات کے لیے بھی اس کا مطالعہ ان شاء اللہ بصیرت افروز وچشم کشا ہوگا۔ کاغذ کتابت، طباعت عمدہ، خوبصورت ڈائی دار جلد قیمت -/۱۲۰ روپے۔ ہمارے پیش نظر نماز مسنون کلاں کا پانچواں ایڈیشن ہے جو اس کی غیر معمولی مقبولیت وافادیت کی بین دلیل ہے اس ایڈیشن میں کتابت کی ان اغلاط کی تصحیح بھی کر دی گئی ہے جو سابقہ ایڈیشنوں میں رہ گئی تھی

تمہید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی عَبْدِہٖ وَرَسُوْلِہٖ اَکْرَمُ الْاَکْرَمِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہِ الطَّاھِرِیْنَ وَاَصْحَابِہِ الْمُعَظَّمِیْنَ وَاَزْوَاجِہٖ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاَتْبَاعِہٖ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ۔

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

قُلْ لِّعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ۔ (سورۃ ابراہیم آیت ۳۱) (اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کہہ دیجئے میرے ان بندوں سے جو ایمان لائے ہیں کہ وہ نماز قائم کریں۔

تمہید احقر نے آج سے تقریباً بیس سال قبل بچے بچیوں کی تعلیم و تربیت کے لیے نماز پر ایک چھوٹا سا کتابچہ ترتیب دیا تھا۔ بنام "نماز مسنون" اس کتابچہ کے اب تک سات ایڈیشن طبع ہو چکے ہیں۔ اس کتابچہ سے بچوں کی تعلیم میں بہت فائدہ ہوا، اور اللہ تعالیٰ نے اس کتابچہ کو اپنے فضل و کرم سے بہت مقبولیت عطا فرمائی۔ بچوں کے علاوہ اس کتابچہ سے بڑے حضرات نے بھی بہت فائدہ اٹھایا۔ اس کے ساتویں ایڈیشن کی کتابت دوبارہ کرائی گئی تھی۔ اور اس کتابچہ میں کچھ اضافات بھی کئے گئے۔ ایک بات یہ بھی تھی کہ مسائل مندرجہ کے متعلق حوالجات درج کر دیے گئے۔ اور احادیث کا سلسلہ بھی چالیس تک پورا کر دیا گیا۔ اور بعض اذکار ضروریہ کا بھی اضافہ کیا گیا۔ اور ساتھ ہی خطباء حضرات کی سہولت و ضرورت کے پیش نظر جمعہ، عیدین اور نکاح کے خطبات بھی اسمیں شامل کر لیے گیے۔

جب یہ کتابچہ لکھا گیا تھا اس وقت سے احقر کے ذہن میں یہ بات گردش کرتی تھی کہ نماز مسنون پر ایک درمیانے درجہ کی کوئی مستند کتاب بھی ہونی چاہیئے۔ جس میں نماز مسنون کے اکثر مسائل ضروریہ بمع دلائل کے درج ہوں۔

لیکن ایسا موقع نہ مل سکا کہ اس کی طرف توجہ مبذول کیجائے۔ اب قریب زمانہ میں اللہ تعالےٰ نے اس کی توفیق عطا فرمائی۔ اس کتاب میں حتی الامکان دلائل کتاب اللہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث صحیحہ اور سنت ثابتہ سے اور صحابہ کرامؓ اور تابعین عظامؒ اور ائمہ دینؒ کے تعامل سے مذکور ہوں گے۔ اور صرف مثبت پہلو ہی درج ہوگا۔ مناظرانہ باتیں اور مسلکی مناقشات کا ذکر کم ہوگا، اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے احقر نے کچھ تھوڑا سا مواد کتاب ہذا (نماز مسنون کلاں) میں جمع کر دیا ہے۔ ترتیب عام کتب احادیث اور کتب فقہ کے مطابق ہے۔ دلائل کا ذکر قرآن کریم کے علاوہ اکثر صحیح احادیث اور فقہ کی معتبر کتب سے مانوس طریق پر کیا گیا ہے۔

اصل مقصد صرف اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی ہے۔ اور پھر جملہ افراد ملت کی بہتری۔ اور بالخصوص حضرت امام ابوحنیفہؒ کے پیروکار اور احناف کرام کے طریق کی ترجیح بھی کسی قدر نمایاں ہوگی۔

اصل بات یہ ہے کہ نماز جیسی اہم ترین عبادت پر تمام امت متفق ہے۔ لیکن نماز کی کیفیت ادا بعض افعال وصیات کچھ سنن وآداب اور مستحبات نماز کے بارہ میں صحابہ کرامؓ، تابعین عظامؒ اور ائمہ دین کا باہم اختلاف پایا جاتا ہے۔ اصل پر متفق ہوتے ہوئے ہر ایک کو اپنے طریق کی افضیلت و اولویت کے اظہار و ترجیح کا پورا حق حاصل ہے۔ اس بارہ میں اگر انصاف سے کام لیا جائے، تو احناف کرام کا طریق صلوٰۃ دوسروں کی تغلیط کے بغیر سب سے افضل و اولیٰ نظر آئے گا۔

چنانچہ حضرت مولانا نواب صدیق حسن خاں بھوپالیؒ باوجود غیر مقلد اور فرقہ اہل حدیث کے مقتدا ہونے کے حنفی طریق پر نماز پڑھتے تھے۔ چنانچہ صاحب نزہۃ الخواطر لکھتے ہیں۔

• اَنَّهٗ كَانَ يُصَلِّيْ عَلٰى طَرِيْقَةِ الْاَحْنَافِ فَلَا يَرْفَعُ الْاَيْدِيَ فِي الْمَوَاضِعِ غَيْرَ تَكْبِيْرِ التَّحْرِيْمَةِ وَلَا يَجْهَرُ بِاٰمِيْنَ بَعْدَ الْفَاتِحَةِ وَلَا يَضَعُ يَدَهٗ عَلٰى صَدْرِهٖ وَاِنْ كَانَ يُوْتِرُ بِوَاحِدَةٍ وَيُصَلِّيْ ثَمَانَ رَكَعَاتٍ فِي التَّرَاوِيْحِ' (نزہۃ الخواطر ج ۸ ص ۱۹۱)

وہ نواب صدیق حسن خاںؒ احناف کے طریقہ پر نماز پڑھتے تھے۔ تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع یدین نہ کرتے تھے اور نہ فاتحہ کے بعد آمین بالجہر کرتے تھے۔ اور نہ ہاتھ سینہ پر رکھتے تھے۔ اگرچہ وہ ایک رکعت وتر پڑھتے تھے اور آٹھ رکعات تراویح۔

نیز حضرت امام شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اپنی کتاب "فیوض الحرمین" میں تحریر فرماتے ہیں۔

• إِنَّ فِي الْمَذْهَبِ الْحَنَفِيِّ طَرِيْقَةً أَنِيْقَةً هِيَ أَوْفَقُ بِالسُّنَّةِ الْمَعْرُوْفَةِ الَّتِيْ جُمِعَتْ وَنُقِّحَتْ فِيْ زَمَانِ الْبُخَارِيِّ وَأَصْحَابِهِ (فیوض الحرمین ص۳۶)

بے شک مذہب حنفی میں ایک ایسا عمدہ طریقہ ہے جو سنتِ معروفہ کے ساتھ سب سے زیادہ موافقت رکھتا ہے۔ وہ سنت جس کو امام بخاریؒ اور ان کے زمانہ کے دیگر محدثین کے دور میں جمع اور منقح کیا گیا ہے۔

نماز کے موضوع پر ابتدائی قرون سے لے کر اب تک سینکڑوں سے متجاوز کتب، رسلے، چھوٹے کتابچے اور عظیم و ضخیم کتابیں تصنیف کی گئی ہیں۔

احادیث کی تمام کتب اور فقہ کی تمام کتابوں اور فتاویٰ میں نماز کے جملہ مسائل مندرج ہیں۔ ان کے علاوہ مستقل طور پر صرف نماز کے موضوع پر ہر دور اور ہر زمانہ میں بہت کام ہوتا رہا ہے۔ متقدمین میں حضرت امام احمد بن حنبلؒ کا رسالہ کتاب الصلوٰۃ مختصر اور اہم ترین کتابچہ ہے۔ ہر دور میں مختلف زبانوں میں نماز کے متعلق کتب و رسائل کی اشاعت ہوتی رہی ہے۔ پریس کے ظہور کے دور میں تو یہ کام بہت زیادہ بڑھ گیا ہے۔ امام ابن ہمامؒ کا سفری رسالہ جو انہوں نے سفر کی حالت میں لکھا تھا۔ وہ بھی خوب ہے۔ اس کا نام زاد الفقیر رکھا ہے۔

عہد وسطیٰ کے فقہائے کرام میں سے جس نے کتاب منیۃ المصلی لکھی ہے۔ بڑی اہم کتاب ہے۔ اور پھر اس کی شرح غنیۃ المتملی (کبیری) جو محدث فقیہ شیخ ابراہیم حلبیؒ کی تصنیف ہے بے حد اہم کتاب ہے۔ جس میں مسائل کے ساتھ تمام صحاح ستہ سے دلائل۔ احادیث صحیحہ، حسنہ پیش کیے ہیں۔ اور تقریباً یہی انداز امام ابن ہمامؒ نے "فتح القدیر شرح ہدایہ" میں اختیار کیا ہے۔

اور حضرت مولانا ملا علی قاریؒ نے "شرح نقایہ" میں محدثانہ طریق پر دلائل کا ذکر اور احادیث کی جرح و تعدیل کی ہے۔ متاخرین فقہاء و محدثین میں طریق استدلال اور توضیح و بیان کے اعتبار سے بہت عمدہ بے مثال کتاب ہے۔

فارسی زبان میں مفتاح الصلوٰۃ مولانا فتح محمد صاحب برہان پوری رحمۃ اللہ علیہ کی بہت
اور حضرت مولانا شاہ رفیع الدین محدث دھلویؒ کا رسالہ "فوائد نماز" فارسی زبان میں نماز کے حقائق کے بیان میں بہت مختصر اور بے مثال ہے۔

خلاصہ کیدانی عربی بھی مختصر رسائل میں درسیات میں شامل ہے۔ جس میں نماز کے بارہ میں ک

مسائل مذکور ہیں، اردو زبان میں بے شمار کتابیں اس موضوع پر شائع ہوئیں ہیں۔ چنانچہ بہشتی زیور کے نماز کے اجزاء از حکیم الامت حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانویؒ بہت مفید اور اہم ہیں۔ حضرت مولانا ابوالخیر اسدی صاحب کی مدنی نماز اور حضرت حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ کی فلسفہ نماز اور حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحبؒ کی تعلیم الاسلام۔ اور مولانا شیخ الحدیث محمد زکریاؒ کی فضائل نماز اور حضرت مولانا خیر محمد صاحبؒ کی حنفی نماز اور مولوی اکرام الحق صاحب راولپنڈی کی نماز کی کتاب اور اس سلسلہ میں اردو زبان میں سب سے زیادہ مفصل اور طویل کتابوں میں سے حضرت الاستاذ امام اہل سنت حضرت مولانا عبدالشکور لکھنوی فاروقی فرنگی محلیؒ کی کتاب علم الفقہ بہت مفید اور مفصل کتاب ہے۔

اور حضرت مولانا ابوالقاسم محمد رفیق دلاوریؒ تلمیذ حضرت مولانا شیخ السندؒ کی کتاب عماد الدین بڑی اہم کتاب ہے۔ اسی طرح مولانا سید زوار حسینؒ کی کتاب عمدۃ الفقہ کا حصہ دوم کتاب الصلوٰۃ بھی اہم۔ مفید مشرح کتاب ہے۔ اگرچہ ان میں اکثر کتابوں میں دلائل کی وضاحت عموماً فقہ کی کتب سے کی گئی ہے۔

کتاب ہذا میں ناظرین کرام ملاحظہ فرمائیں گے کہ دلائل کا زیادہ تر حصہ مستند احادیث سے اخذ کیا گیا ہے۔ اور اس کے علاوہ فقہائے کرام کے قوی دلائل اور سلف کے تعامل سے لیا گیا ہے۔

فقہائے کرام نے دلائل کے احادیث سے استدلال کی طرف کم توجہ کی ہے، کیونکہ ان کے نزدیک عوام کے لیے تسہیل و تیسیر ہمیشہ پیش نظر رہی ہے۔ اس لیے کہ مسائل کے حدیثی استدلال میں بڑی بحث و تمحیص اور ردّ و قدح ہوتی ہے۔ پھر سند پر کلام اور اس کی تنقیح یہ عوام کے بس کا روگ ہی نہیں۔ عوام کو تو اصل مسائل ہی معلوم ہونے ضروری ہیں۔ تاکہ وہ ان پر عمل کر سکیں۔

لیکن جدید دور میں پریس کی توسیع و ظہور نے اکثر لوگوں کو کسی قدر تردد میں ڈال دیا ہے۔ کتابوں کی کثرت اور شروح احادیث کی گوناگوں زیادتی نے احادیث کی طرف رجحان زیادہ کر دیا ہے۔

اور پھر ناقص العلم اور متعصب لوگ ایسے ہیں کہ وہ جب کوئی کتاب لکھتے ہیں تو عوام کو یہ باور کراتے ہیں کہ "ہمارا مسلک" ہی حق ہے۔ اور دیگر مسالک سب غلط۔ خلاف سنت، صرف قیاسی انسانی اجتہاد اور محض قیاس پر مبنی ہیں۔ جس سے عوام مغالطہ میں پڑ جاتے ہیں۔ حالانکہ فروعی

مسالک اپنے فروعات میں حق پر ہیں اور شریعت حقہ میں ایسے تمام مسالک کے لیے اپنے طریق کار کی ترجیح وتائید کے لیے اصول وضوابط دلائل و براہین اور صریح قرائن موجود ہیں، سب کو برحق مانتے ہوئے اپنے مسلک کو قوی دلائل اور واضح قرائن سے راجح قرار دینے کا پورا حق حاصل ہے۔ لیکن تشدد تعصب تعمق وجنبہ داری کی قطعاً گنجائش نہیں اکثر فرق مبتدعہ اسی تعصب کا شکار ہوتے ہیں۔ اور اپنے سوا کسی کو تسلیم نہیں کرتے۔

خدا کی پناہ۔ بعض تو معمولی اور ادنی درجہ کے استحبابی مسائل میں بھی اس قدر غلو کرتے ہیں کہ ان کو فرض۔ واجب سے کم نہیں سمجھتے۔ اور اس کے خلاف سنت اور مستحب امور پر عمل کرنے والوں کو گمراہ اور صراط مستقیم سے ہٹا ہوا خیال کرتے ہیں۔ جزوی مسائل میں اس قدر زیادہ زور دینا کہ باقی تمام راستے مسدود نظر آئیں۔ تنگ نظری اور تنگ ظرفی کی انتہا ہے۔ مذاہب اربعہ متبوعہ اور اہل ظاہر کے اختلافات اور بعض دیگر ائمہ کرام کے فقہی اور فروعی اختلافات یا تشریحی اور توضیحی اختلافات خواہ کتنے بھی زیادہ کیوں نہ ہوں آخر یہ علمی اور استنباطی اختلافات ہیں۔ اور یہ سب اہل حق ہیں۔ اور بعض جزوی اعمال واذکار کی وجہ سے انہیں حق سے خارج نہیں قرار دیا جاسکتا۔ اللہ تعالیٰ سب کو حق کے سمجھنے اور اس کے اتباع کی توفیق عطا فرمائے۔

ان تمام امور کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس کتاب کی ترتیب کی ضرورت لاحق ہوئی۔ اس میں تمام مسائل کا استیعاب نہیں کیا گیا بلکہ اہم مسائل کا ذکر کیا گیا ہے۔ اگر استیعاب مدنظر ہوتا تو اس کتاب کا حجم اس سے سہ چند ہو جاتا اور حالات اس کے متحمل نہیں۔

اس کتاب کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے۔ کہ اس میں اکثر ضروری مسائل مع دلائل کے علاوہ عوام وخواص کی اہم اور بنیادی ضرورت یعنی اذکار اور دعوات کا اضافہ بھی کیا گیا ہے۔ نماز کے اذکار اور بعد از نماز کی دعائیں اور اذکار کے علاوہ عام لیل ونہار میں ضروری ادعیہ واذکار بھی ایک خاص ترتیب سے اس کتاب میں ملیں گے۔ اور ہر شخص ان کو معمول بنا سکتا ہے۔

کتاب کی ابتدا میں ناظرین کرام ایک فصل میں تذکار صلوٰۃ فی القرآن پڑھیں گے۔ وہ تمام آیات جن میں صراحۃً نماز کا ذکر ہے۔ وہ سب یکجا کر دی گئی ہیں تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ قرآن کریم میں نماز کا کہاں کہاں کس کس مقام پر ہے۔ تمام آیات کا ترجمہ زیادہ سہل زبان میں لکھا گیا ہے۔ اس ترجمہ میں زیادہ

ترکشف الرحمٰن کو مقدم رکھا گیا ہے۔ دیگر مقامات پر آیات کریمہ کا ترجمہ اور نیز احادیث کے تراجم بھی احقر نے اپنے فہم ناقص کے مطابق لکھے ہیں۔ لیکن قرآنی آیات کے تراجم میں زیادہ اعتماد و انحصار حضرت مولانا شاہ عبدالقادر محدث دہلویؒ۔ اور حضرت امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ اور حضرت مولانا شاہ رفیع الدین محدث دہلویؒ اور حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانویؒ اور مولانا شیخ الہند محمود حسن دیوبندیؒ کا زیادہ لحاظ رکھا گیا ہے۔ اور مولانا فتح محمد صاحبؒ کا ترجمہ بھی ہے جس سے استفادہ کیا گیا ہے اور شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کا ترجمہ قرآن اور فوائد تفسیریہ یہ تراجم ہمارے اس دور میں سب سے زیادہ نافع اور قابل اعتماد ہیں۔

مسائل اور دلائل ان کے فہم و اخذ میں غلطی کا امکان ہو سکتا ہے۔ اگر کوئی شخص واضح طور پر نشاندہی کریگا تو اس کی اصلاح کی جائے گی۔ لیکن مسلکی تعصب اور مشاغبیت (شورش) کے طور پر اور مناظرہ بازی کے طریق پر جو شخص بات کرے گا۔ اس کی بات کی طرف توجہ نہیں کی جائے گی۔

واللہ اعلم

وھو الموفق والمعین

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

احقر عبدالحمید سواتی

۱۴۰۴ھ
۱۹۸۴ء

اشاعتِ کتاب

(طبع سیزدہم)

نماز مسنون کلاں کی اشاعت کی سعادت مجموعی طور پر ادارہ نشر و اشاعت مدرسہ نصرت العلوم کے حصہ میں آرہی ہے، لیکن ناسپاس گذاری ہوگی، اگر مندرجہ ذیل دو صاحبوں کا خصوصی شکریہ ادا کیا جائے

ایک حاجی محمد اسلم صاحب کباڑی والے ہیں، جنہوں نے اس کتاب کی کتابت کے مصارف کا ذمہ اٹھایا، اور ضخیم کتاب کی کتابت مکمل ہوئی، اللہ تعالیٰ حاجی صاحب موصوف کی اس عظیم خدمت و قربانی کو قبول فرمائے، اور ان کے لیے زادِ آخرت بنائے۔ (حاجی صاحب موصوف اب وفات پاچکے ہیں)

دوسرے صاحب مولوی محمد اشرف صاحب فاضل مدرسہ نصرۃ العلوم ہیں، جنہوں نے اس کتاب کے سلسلہ میں بہت محنت و کاوش کی ہے۔ اور کافی مشقت برداشت کی ہے، اصل کتاب کے مسودہ کو کتابت کے قابل بنانا، کیونکہ احقر کا خط ایسا نہیں کہ کاتب صاحبان آسانی سے لکھ سکیں، اور اس کے علاوہ کتاب کے حوالہ جات کی درستگی، اور مسودہ میں درج حوالوں کو اصل کتابوں کے ساتھ ملانا، اور بار بار کی ورق گردانی کی زحمت اٹھانا، یہ ایک عظیم محنت تھی، جس کو احقر انجام نہ دے سکتا، اگر مولوی محمد اشرف صاحب اس کی ذمہ داری قبول نہ کرتے۔

اس طرح انہوں نے میرے کام میں سہولت پیدا کی، اور بعض مقامات پر مسودات میں تقدیم و تاخیر اور تبویب وغیرہ کے سلسلہ میں مفید مشورے بھی دیئے، اور اس کے علاوہ پروف ریڈنگ کے سلسلہ میں بھی مولوی صاحب موصوف کی محنت قابلِ داد ہے۔

الغرض کہ اس کتاب کے سلسلہ میں اگر ان کا تعاون نہ ہوتا تو شاید کہ اس کی اشاعت نہ ہوسکتی۔

اللہ تعالیٰ مولوی صاحب کے علم و عمل اور اخلاص میں برکت عطا فرمائے، اور اس محنت و کاوش کو ان کے لیے موجبِ اجرِ جزیل بنا دے۔ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيزٍ

احقر

عبدالحمید سواتی مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

ذوالحجہ ۱۴۲۳ھ فروری ۲۰۰۳ء

مقدمہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قرآن کریم میں توحید، معاد رسالت کے ذکر کے بعد جس قدر تذکرہ نماز کا ہے۔ کسی دوسری عبادت کا نہیں۔ اجمالی طور پر اور عبادت واطاعت کے ضمن میں تو سینکڑوں دفعہ سے بھی زیادہ ذکر ہوگا۔ لیکن صراحۃً تقریباً ایک سو نو ۱۰۹ مرتبہ قرآن مجید میں نماز کا ذکر ہے۔ اس میں نماز کی فرضیت اہمیت اور حکمت کے علاوہ نماز کے احکام ومسائل اس کے شرائط مبادی ارکان اور مستحبات تک کا بھی تذکرہ موجود ہے، اس کا اجر وثواب دنیاوی اور اخروی فوائد بھی مذکور ہیں۔ عقیدہ اور فکر کی اصلاح کے بعد تمام عبادات میں سے اہم ترین عبادت نماز ہے۔ اس کے بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات واضح طور پر موجود ہیں۔

عَنِ ابۡنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ لَا إِيۡمَانَ لِمَنۡ لَا أَمَانَةَ لَهٗ وَلَا صَلٰوةَ لِمَنۡ لَا طُهُوۡرَ لَهٗ وَلَا دِيۡنَ لِمَنۡ لَا صَلٰوةَ لَهٗ إِنَّمَا مَوۡضِعُ الصَّلٰوةِ مِنَ الدِّيۡنِ كَمَوۡضِعِ الرَّأۡسِ مِنَ الۡجَسَدِ

(الترغیب والترہیب للمنذری ص۱۴۳ بحوالہ الطبرانی)

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس میں امانت نہیں اسمیں ایمان نہیں اور جس کی طہارت نہیں اس کی نماز نہیں اور جس کے لیے نماز نہیں اس کے لیے دین نہیں نماز کا مقام دین میں ایسا ہے جیسا سر کا مقام جسم میں

عَنۡ أَبِيۡ هُرَيۡرَةَ رض عَنۡ رَسُوۡلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ لِمَنْ حَوْلَہٗ مِنْ اُمَّتِہٖ اُکْفُلُوْا لِیْ بِسِتٍّ اَکْفُلْ لَکُمْ بِالْجَنَّۃِ قَالُوْا وَمَا ھِیَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ الصَّلٰوۃُ وَالزَّکٰوۃُ وَالْاَمَانَۃُ وَالْفَرْجُ وَالْبَطْنُ وَاللِّسَانُ

(الترغیب والترہیب ص۱۳۳ ج۱ بحوالہ طبرانی)

نے اپنے اردگرد اپنی امت کے لوگوں سے فرمایا تم مجھے چھ چیزوں کی ضمانت دو میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ صحابہؓ نے عرض کیا حضور وہ کون سی چیزیں ہیں؟ آپ نے فرمایا نماز، زکوٰۃ، امانت، شرمگاہ کی حفاظت، پیٹ کی حفاظت اور زبان کی حفاظت۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلم لَا سَھْمَ فِی الْاِسْلَامِ لِمَنْ لَّا صَلٰوۃَ لَہٗ

(الترغیب والترہیب ص۱۹۵ ج۱ بحوالہ مسند بزار)

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا حصہ نہیں ہے اسلام میں جس کی نماز نہیں۔

عَنْ فَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَلصَّلٰوۃُ مَثْنٰی مَثْنٰی تَشَھُّدٌ فِیْ کُلِّ رَکْعَتَیْنِ وَتَخَشُّعٌ (اَیْ بِالْبَاطِنِ اَنْ لَّا یَتَطَرَّقَ اِلَی الْقَلْبِ الْوَسَاوِسُ وَالْخَوَاطِرُ) وَتَضَرُّعٌ (اَمَّا فِی الظَّاھِرِ بِاِکْثَارِ الدُّعَاءِ وَالسُّؤَالِ) وَتَمَسْکُنٌ (بِاِظْھَارِ الذِّلَّۃِ وَالْاِفْتِقَارِ لَہٗ وَالْاِسْقَاطِ عَنْ دَرَجَۃِ الْاِسْتِحْقَاقِ) ثُمَّ تُقْنِعُ (تَرْفَعُ) یَدَیْکَ (ترمذی ص۸۲)

فضل بن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نماز دو دو رکعت ہے۔ پھر دو رکعت کے بعد تشہد ہے اور اپنے باطن اور قلب سے عاجزی کرنا اور گڑگڑانا ہے اور اپنی شکست کا اظہار ہے اور پھر ہاتھ اٹھانا ہے۔

عُثْمَانُؓ مَرْفُوْعًا اِنَّ الصَّلَوٰتِ تُذْھِبُ الذُّنُوْبَ کَمَا تُذْھِبُ الْمَاءُ الدَّرَنَ

(مسند احمد ص۷۲ ج۱)

حضرت عثمانؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز گناہوں کو اس طرح لے جاتی ہے جس طرح پانی میل کچیل کو صاف کر دیتا ہے۔

ابن مسعودؓ قَالَ سَاَلْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ قَالَ الصَّلٰوۃُ لِوَقْتِھَا قُلْتُ ثُمَّ

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ کونسا عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ محبوب ہے۔ آپ نے فرمایا

اَیٌّ قَالَ بِرُّ الْوَالِدَیْنِ قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ اَلْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ۔
(بخاری ص ۷۶، مسلم ص ۶۲)

کہ نماز جس کو وقت پر ادا کیا جائے۔ عرض کیا پھر کونسا عمل۔ فرمایا ماں باپ کے ساتھ احسان کرنا۔ عرض کیا پھر کونسا عمل فرمایا اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کرنا۔

اَبُوْنُعَیْمٍ عَنْ فَضْلِ بْنِ دُکَیْنٍ وَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْنِ۔ (مظہری ص ۳۰۵ ج ۳، کنزالعمال ص ۲۳ ج ۴)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز دین کا ستون ہے۔

اِبْنُ عَسَاکِرَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ وَقَالَ اَلصَّلٰوۃُ نُوْرُ الْمُؤْمِنِ (مظہری ص ۳۰۵ ج ۳، ابن ماجہ ص ۲۱ عن انسؓ) (کنزالعمال ص ۲۰۵ ج ۴)

فرمایا کہ نماز مومن کا نور ہے۔

عَنْ عَلِیٍّؓ وَقَالَ اَلصَّلٰوۃُ قُرْبَانُ کُلِّ تَقِیٍّ
(مظہری ص ۳۰۵ ج ۳، کنزالعمال ص ۲۰۶ ج ۴)

کہ نماز ہر متقی کے لیے تقرب الی اللہ کا ذریعہ ہے۔

اَبِیْ مَالِکِ الْاَشْعَرِیِّؓ مَرْفُوْعًا وَالصَّلٰوۃُ نُوْرٌ۔ (مسلم ص ۱۱۸ ج ۱)

حضرت ابومالک اشعریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز نور ہے۔

ثَوْبَانَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِسْتَقِیْمُوْا وَلَنْ تُحْصُوْا وَاعْلَمُوْا اَنَّ خَیْرَ اَعْمَالِکُمُ الصَّلٰوۃُ وَلَا یُحَافِظُ عَلَی الْوُضُوْءِ اِلَّا مُؤْمِنٌ۔ (موطا امام مالک ص ۲۳ مسند احمد ص ۲۷۶ ج ۵، دارمی ص ۱۳۳ ج ۱، ابن ماجہ ص ۲۴)

حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو استقامت پر رہو۔ اور تم ایسی حالت پوری طرح شمار نہیں کر سکتے (تمہاری طاقت میں نہیں) اور جان لو تمہارے بہترین اعمال میں نماز ہے اور وضوء کی حفاظت نہیں کر سکتا مگر مومن۔

اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَرَءَیْتُمْ لَوْ اَنَّ نَھْرًا بِبَابِ اَحَدِکُمْ یَغْتَسِلُ مِنْہُ کُلَّ یَوْمٍ خَمْسًا ھَلْ یَبْقٰی مِنْ دَرَنِہٖ شَیْءٌ قَالُوْا لَا یَبْقٰی مِنْ دَرَنِہٖ شَیْءٌ قَالَ

حضرت ابوہریرۃؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بتلاؤ اگر تم میں سے کسی شخص کے دروازے پر نہر جاری ہو۔ اور وہ اس میں ہر روز پانچ مرتبہ غسل کرے کیا اس کے بدن کا میل کچیل رہ سکتا ہے لوگوں نے عرض کیا کہ نہیں۔ تو آپ نے فرمایا پس یہی مثال

فَذٰلِكَ مَثَلُ الصَّلَوٰتِ الْخَمْسِ يَمْحُو اللّٰهُ بِهِنَّ الْخَطَايَا۔ (بخاری ص۷۶ ج۱، مسلم ص۲۳۵ ج۱)

پانچ نمازوں کی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ خطاؤں اور گناہوں کو مٹاتا ہے۔

وَفِي حَدِيْثِ مَعَاذٍ مَرْفُوْعًا رَأْسُ الْأَمْرِ الْإِسْلَامُ وَعَمُوْدُهُ الصَّلٰوةُ وَذِرْوَةُ سَنَامِهِ الْجِهَادُ (مسند احمد ص۲۳۱ ج۵، ترمذی ص۳۷۶)

حضرت معاذ رض کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معاملہ کی بنیاد اسلام ہے۔ اور اس کا ستون نماز ہے اور اس کے کہان کی بلندی جہاد ہے۔

أَبِي ذَرٍّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ زَمَنَ الشِّتَاءِ وَالْوَرَقُ يَتَهَافَتُ فَأَخَذَ غُصْنَيْنِ مِنْ شَجَرَةٍ قَالَ فَجَعَلَ ذٰلِكَ الْوَرَقُ يَتَهَافَتُ قَالَ يَا أَبَا ذَرٍّ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ إِنَّ الْعَبْدَ الْمُسْلِمَ لَيُصَلِّي الصَّلٰوةَ يُرِيْدُ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ فَتَهَافَتُ عَنْهُ ذُنُوْبُهُ كَمَا تَهَافَتُ هٰذَا الْوَرَقُ عَنْ هٰذَا الشَّجَرَةِ (مسند احمد ص۱۷۹ ج۵)

حضرت ابوذر رض سے روایت ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ اللہ علیہ وسلم موسم سرما میں باہر نکلے جب کہ درختوں کے پتے گر رہے تھے۔ آپ نے ایک درخت کی دو ٹہنیاں ہاتھ سے پکڑیں تو پتے گرنے لگے۔ فرمایا کہ ابوذر! عرض کیا حاضر ہوں یا رسول اللہ فرمائیں۔ آپ نے فرمایا بیشک جب عبد مسلم نماز پڑھتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی چاہتا ہے۔ تو اس کے گناہ اس طرح گرتے ہیں جس طرح اس درخت کے پتے گرتے ہیں

معاذ رض اَوْصَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تَتْرُكَنَّ صَلٰوةً مَكْتُوْبَةً مُتَعَمِّدًا فَإِنَّ مَنْ تَرَكَ صَلٰوةً مَكْتُوْبَةً مُتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ ذِمَّةُ اللّٰهِ (مسند احمد ص۲۳۸ ج۵)

حضرت معاذ رض کہتے ہیں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی۔ کہ فرض نماز قصداً ترک نہ کرنا۔ کیونکہ جس نے قصداً فرض نماز ترک کی اللہ تعالےٰ کا ذمہ (حفاظت) اس سے بری ہوگیا۔

عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رض عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ ذَكَرَ الصَّلٰوةَ يَوْمًا فَقَالَ مَنْ حَافَظَ عَلَيْهَا كَانَتْ لَهُ نُوْرًا وَبُرْهَانًا وَنَجَاةً يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَمَنْ لَمْ يُحَافِظْ عَلَيْهَا لَمْ تَكُنْ لَهُ نُوْرًا وَلَا بُرْهَانًا وَلَا نَجَاةً

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رض سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن نماز کا ذکر کیا اور فرمایا کہ جس نے نماز کی حفاظت کی تو اس کے لیے یہ قیامت کے دن نور اور برہان (دلیل) اور نجات ہوگی۔ اور جس نے اس کی حفاظت نہ کی تو نہ یہ اس کے لیے نور اور برہان ہوگی اور نہ نجات کا باعث ہوگی

وَكَانَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَعَ قَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَاُبَيِّ بْنِ خَلَفٍ۔ (مسند احمد ۱۶۹/۲ کنز العمال ۲۲۹/۳)

اور ایسا آدمی قارون، فرعون، ہامان، ابی بن خلف (جیسے نافرمانوں) کے ساتھ ہوگا۔

اَبِی الدَّرْدَاءِؓ قَالَ اَوْصَانِیْ خَلِیْلِیْ (صلی اللّٰہ علیہ وسلم) اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَاِنْ قُطِّعْتَ وَحُرِّقْتَ وَلَا تَتْرُكْ صَلٰوةً مَكْتُوْبَةً مُتَعَمِّدًا فَمَنْ تَرَكَهَا مُتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ وَلَا تَشْرَبِ الْخَمْرَ فَاِنَّهَا مِفْتَاحُ كُلِّ شَرٍّ۔

(زجاجۃ المصابیح ۱۴۳/۱ بحوالہ ابن ماجہ)

حضرت ابو درداءؓ کہتے ہیں کہ مجھے میرے پیارے دوست (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) نے وصیت فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بنانا چاہے تجھے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے یا تجھے آگ میں جلا دیا جائے۔ اور فرض نماز کو بھی قصداً نہ چھوڑنا کیونکہ جس نے فرض نماز کو قصداً چھوڑ دیا۔ اس سے اللہ تعالیٰ کا ذمہ (حفاظت) اٹھ گئی۔ اور شراب بھی نہ پینا کیونکہ یہ ہر برائی کا دروازہ کھولنے والی چیز ہے

عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِؓ اَنَّهٗ كَتَبَ اِلٰى عُمَّالِهٖ اِنَّ اَهَمَّ اُمُوْرِكُمْ عِنْدِيَ الصَّلٰوةُ مَنْ حَفِظَهَا وَحَافَظَ عَلَيْهَا حَفِظَ دِيْنَهٗ وَمَنْ ضَيَّعَهَا فَهُوَ لِمَا سِوَاهَا اَضْيَعُ۔

(موطا امام مالک ص۵)

حضرت عمرؓ نے اپنی حکومت کے افسروں کی طرف یہ مکتوب (سرکلر) لکھا۔ کہ تمہارے کاموں میں میرے نزدیک سب سے اہم کام نماز ہے جس نے اس کی حفاظت کی اور اس کی نگرانی کی تو اس نے اپنے سارے دین کو محفوظ کر لیا۔ اور جس نے اس کو ضائع کر دیا تو وہ باقی باتوں کو بہت زیادہ ضائع کرنے والا ہوگا۔

قَوْلُهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ اَلصَّلٰوةُ خَيْرُ مَوْضُوْعٍ فَمَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ يَّسْتَكْثِرَ فَلْيَسْتَكْثِرْ۔ (رواہ الطبرانی فی الاوسط۔ فتح الملہم ۱۹۴/۲، کنز العمال ۱۰۶/۴ عن ابی ہریرہؓ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ نماز ایک بہترین مقرر کیا ہوا عمل ہے۔ پس جو شخص طاقت رکھتا ہے کہ اس میں سے زیادہ حصہ لے تو اس کو چاہیئے کہ وہ زیادہ حصہ لے (زیادہ نماز ادا کرے)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّ جِبْرَائِيْلَ عليه السلام قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ روایت کرتے ہیں حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا

حَبَّبَ اِلَیْکَ الصَّلٰوۃَ فَخُذْ مِنْهَا مَا شِئْتَ (مسند احمد ص۲۵۵ ج۱)

کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے نماز کو ایک محبوب عمل بنایا ہے۔ پس آپ اس میں سے جتنا حصہ چاہیں لیں

نماز تقرب الی اللہ کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔

اَقْرَبُ مَا یَکُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَّبِّهٖ وَهُوَ سَاجِدٌ (مسلم ص۱۹۱ ج۱، ابوداود ص۱۲۷ ج۱، نسائی ص۱۲۰ ج۱)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ جس حالت میں اپنے رب سے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے وہ سجدہ کی حالت ہوتی ہے

نماز کو صحیح طریق پر ادا کرنا اور خامیوں سے بچنا بھی ازحد ضروری ہے۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ مَرْفُوْعًا۔ مَا مِنْ مُصَلٍّ اِلَّا وَمَلَکٌ عَنْ یَمِیْنِهٖ وَمَلَکٌ عَنْ یَسَارِهٖ فَاِنْ اَتَمَّهَا عَرَجَا بِهَا وَاِنْ لَّمْ یُتِمَّهَا ضَرَبَا بِهَا وَجْهَهٗ۔

(الترغیب والترهیب ص۱۸۳ ج۱ بحوالہ اصبهانی)

حضرت عمرؓ روایت کرتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص نماز پڑھتا ہے۔ اسکے دائیں طرف ایک فرشتہ ہوتا ہے اور ایک بائیں طرف، اگر اس شخص نے نماز کو پوری طرح مکمل شکل میں ادا کیا تو یہ دونوں فرشتے اس نماز کو لے کر اوپر (بارگاہ الٰہی میں) لیجاتے ہیں اور اگر اس نے اس کو پوری طرح ادا نہ کیا تو وہ نماز اس کے چہرے پر پھینک دی جاتی ہے۔

اَنَسٌؓ مَرْفُوْعًا۔ مَنْ صَلَّی الصَّلَوَاتِ لِوَقْتِهَا وَاَسْبَغَ لَهَا وُضُوْءَهَا وَاَتَمَّ لَهَا قِیَامَهَا وَخُشُوْعَهَا وَرُکُوْعَهَا وَسُجُوْدَهَا خَرَجَتْ وَهِیَ بَیْضَاءُ مُسْفِرَۃٌ تَقُوْلُ حَفِظَکَ اللّٰهُ کَمَا حَفِظْتَنِیْ وَمَنْ صَلَّاهَا لِغَیْرِ وَقْتِهَا وَلَمْ یُسْبِغْ لَهَا وُضُوْءَهَا وَلَمْ یُتِمَّ لَهَا خُشُوْعَهَا وَلَا رُکُوْعَهَا وَلَا سُجُوْدَهَا خَرَجَتْ وَهِیَ سَوْدَاءُ مُظْلِمَۃٌ تَقُوْلُ ضَیَّعَکَ اللّٰهُ کَمَا ضَیَّعْتَنِیْ حَتّٰی اِذَا کَانَتْ حَیْثُ شَاءَ اللّٰهُ

حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے نمازیں ان کے وقت پر پڑھیں اور وضو بھی کامل بنایا اور نماز کا قیام، خشوع (عاجزی)، رکوع، اور سجدہ پوری طرح ادا کیا تو وہ نماز وہاں سے نکلتی ہے۔ سفید روشن ہوتی ہے اور وہ کہتی ہے اے نمازی اللہ تعالیٰ تیری حفاظت فرمائے جسطرح تو نے میری حفاظت کی ہے اور اگر اس نے نماز کا خشوع، رکوع، سجدہ مکمل نہ کیا تو وہ وہاں سے نکلتی ہے سیاہ تاریک ہوتی ہے اور کہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ تجھے ضائع کرے جس طرح تو نے مجھے ضائع کیا ہے

لُفَّتْ كَمَا يُلَفُّ الثَّوْبُ الْخَلِقُ ثُمَّ ضُرِبَ بِهَا وَجْهُهٗ۔ (الترغیب والترہیب ص۱۹۹ بحوالہ طبرانی)

پھر وہ وہاں ہوتی ہے جہاں اللہ تعالےٰ چاہے۔ پھر اسکو اس طرح لپیٹ دیا جاتا ہے جس طرح پرانا کپڑا لپیٹا جاتا ہے اور اس نمازی کے منہ پر پھینک دیا جاتا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ اور حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے منقول ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ نماز میں امام سے رکوع و سجود میں سبقت کرتا ہے تو انہوں نے فرمایا۔

لَا صَلَّيْتَ وَحْدَكَ وَلَا صَلَّيْتَ مَعَ اِمَامِكَ (کتاب الصلوٰۃ للامام احمدؒ ص۲)

کہ تم نے نہ تو اکیلے نماز پڑھی ہے اور نہ اپنے امام کے ساتھ پڑھی ہے۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ

يَاْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يُصَلُّوْنَ وَ لَا يُصَلُّوْنَ۔ (کتاب الصلوٰۃ ص۲)

لوگوں پر ایسا زمانہ آجائے گا کہ گو بظاہر نماز پڑھیں گے لیکن حقیقت میں وہ نماز نہ پڑھنے والے ہوں گے۔

ایک حدیث میں آتا ہے۔

لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ نَافِلَةً حَتّٰى يُؤَدِّيَ الْفَرِيْضَةَ (کتاب الصلوٰۃ ص۱۲)

اللہ تعالےٰ نفل نماز یا عبادت کو قبول نہیں کرتا جب تک فرض نہ ادا کیے جائیں (فرض کا اہتمام ضروری ہے نفل عبادت سے)

ایک حدیث میں آتا ہے کہ بندہ جب تک نماز میں ہوتا ہے اس کو تین باتیں حاصل ہوتی ہیں۔

(۱) آسمان کی بلندیوں سے لیکر اس کے سر کی چوٹی تک نیکی بکھرتی رہتی ہے۔

(۲) ملائکہ آسمان سے لے کر ان نمازی کے قدموں تک اس کو گھیرتے ہیں۔

(۳) ایک منادی کرنے والا یہ اعلان کرتا رہتا ہے کہ اگر بندہ کو معلوم ہو تو وہ نماز میں کبھی بھی ادھر اُدھر التفات نہ کرے۔ (کتاب الصلوٰۃ ص۱۴)

ایک حدیث میں آتا ہے کہ ایک شخص ساٹھ سال تک نماز پڑھتا رہتا ہے لیکن اس کی نماز نہیں ہوتی۔ جب یہ پوچھا گیا کہ اس کی نماز کیوں نہیں ہوتی تو آپ نے فرمایا اس لیے نہیں ہوتی کہ اگر یہ شخص رکوع پوری طرح ادا کرتا ہے تو سجدہ صحیح طریق پر ادا نہیں کرتا اور اگر سجدہ صحیح طرح ادا کرتا ہے تو رکوع صحیح نہیں ادا کرتا (کتاب الصلوٰۃ ص۲۳)

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

نماز کا تذکرہ قرآن مجید میں

ضمناً اور اطاعت وعبادت کے عنوان میں تو سینکڑوں مرتبہ نماز کا ذکر موجود ہے۔ لیکن صراحت کے ساتھ بھی قرآن کریم کے ایک سو نو مقامات میں نماز کا ذکر ہے۔ چنانچہ

سورۃ بقرہ میں نماز کا ذکر

(۱) هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ ﴿۲﴾ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُونَ ﴿۳﴾ (بقرہ پ۱)

یہ قرآن خدا سے ڈرنے والوں کی راہنمائی کرتا ہے۔ وہ جو غیب کی باتوں پر یقین رکھتے ہیں اور نماز کو قائم رکھتے ہیں اور جو ہم نے ان کو رزق دیا ہے اسمیں سے خرچ کرتے رہتے ہیں۔

(۲) وَاَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوا مَعَ الرّٰكِعِينَ ﴿۴۳﴾ (بقرہ پ۱)

اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دیا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کیا کرو۔

(۳) وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۚ وَاِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِينَ ﴿۴۵﴾ الَّذِينَ يَظُنُّونَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُونَ ﴿۴۶﴾ ع (بقرہ پ۱)

اور قوت پکڑو صبر اور نماز سے بیشک نماز ضرور شاق ہے مگر ان پر نہیں جو ڈرنے والے ہیں وہ جو یقین رکھتے ہیں اس بات پر کہ وہ اپنے رب سے ملنے والے ہیں اور بیشک ان کو اسی کی طرف واپس جانا ہے

(۴) وَاِذْ اَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِىٓ اِسْرَاءِيلَ لَا تَعْبُدُونَ اِلَّا اللّٰهَ تعـ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِينِ وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِيمُوا الصَّلٰوةَ

اور یاد کرو جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ سوائے اللہ تعالےٰ کے کسی کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ سے نیک سلوک کرنا۔ اور قرابت داروں اور یتیموں اور محتاجوں۔ سے بھی حسن سلوک سے پیش آنا۔ اور عام

وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ؕ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۸۳﴾ (بقرہ پ۱)

لوگوں سے نرمی سے بھلی بات کہا کرنا اور نماز قائم رکھنا اور زکوٰۃ دیتے رہنا، پھر تم پھر گئے مگر تم میں سے بہت تھوڑے اور تم ہو ہی روگردانی کرنے والے۔

(۵) وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ؕ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۱۰﴾ (بقرہ پ۱)

اور تم نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو، اور جو اعمال خیر بھی تم اپنے لیے آگے بھیج دو گے تو ان کا ثواب اللہ کے ہاں محفوظ پاؤ گے۔ بیشک اللہ تعالیٰ تمہارے سب کاموں کو دیکھ رہا ہے۔

نیز بقرہ کی آیت نمبر ۱۱۴ میں ضمناً نماز کا ذکر ہے

"اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہو سکتا ہے جو اللہ کی مساجد میں اس کا نام لینے سے منع کرے اور مساجد کی تخریب میں کوشش کرے"

(۶) نیز بقرہ آیت ۱۲۵ میں

"اور اللہ کے گھر کو پاک صاف رکھو رکوع اور سجدہ کرنے والوں کے لیے" (یعنی نماز پڑھنے والوں کے لیے) (بقرہ آیت ۱۴۳) "اور اللہ تعالیٰ کی شان یہ نہیں کہ وہ تمہارے ایمان کو (تمہاری نمازوں کو) ضائع کر دے"

(۷) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۵۳﴾ (بقرہ پ۲)

اے ایمان والو صبر سے اور نماز سے قوت حاصل کرو بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے

(۸) وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ (بقرہ آیت ۱۷۷)

اور نیکی حقیقت میں اس شخص کی ہے جو نماز کی پابندی کرتا ہو اور زکوٰۃ بھی ادا کرتا ہو۔

(۹) حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۗ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ﴿۲۳۸﴾ فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا ۚ فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۹﴾ (بقرہ پ۲)

اور سب نمازوں کی حفاظت کرو اور خاص کر درمیان والی (عصر کی) نماز کی۔ اور اللہ تعالیٰ کے روبرو باادب کھڑے ہوا کرو پھر اگر تم کو خوف ہو تو پیادہ کھڑے کھڑے پڑھ لو یا سواری پر پڑھ لو پھر جب تم امن حاصل کر لو تو خدا کو اسی طرح یاد کرو جس طرح تم کو سکھا دیا ہے جو تم پہلے نہیں جانتے تھے

(۱۰) اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ لَہُمۡ اَجۡرُہُمۡ عِنۡدَ رَبِّہِمۡ ۚ وَلَا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَلَا ہُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ ﴿۲۷۷﴾ (بقرہ پ۳)

بیشک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اور نماز کی پابندی کی اور زکوٰۃ ادا کی تو ان کے رب کے پاس ان کا ثواب محفوظ ہے۔ اور نہ ان کو کسی قسم کا خوف ہوگا۔ اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

سورۃ اٰل عمران میں نماز کا ذکر

(۱۱) فَنَادَتۡہُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ وَہُوَ قَآئِمٌ یُّصَلِّیۡ فِی الۡمِحۡرَابِ (اٰل عمران آیت ۳۹ پ۳)

پس فرشتوں نے زکریا علیہ السلام کو آواز دے کر کہا جب کہ وہ مسجد کے کمرہ میں نماز پڑھ رہے تھے۔

(۱۲) یٰمَرۡیَمُ اقۡنُتِیۡ لِرَبِّکِ وَاسۡجُدِیۡ وَارۡکَعِیۡ مَعَ الرّٰکِعِیۡنَ۔

(اٰل عمران آیت ۴۳ پ۳)

اے مریم تو اپنے رب کی فرمانبردار بن کر رہ اور سجدہ کیا کیا کر اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کیا کر (نماز کا پڑھنا مراد ہے)

سورۃ نساء میں نماز کا ذکر

(۱۳) یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَقۡرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنۡتُمۡ سُکٰرٰی حَتّٰی تَعۡلَمُوۡا مَا تَقُوۡلُوۡنَ وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِیۡ سَبِیۡلٍ حَتّٰی تَغۡتَسِلُوۡا ؕ وَاِنۡ کُنۡتُمۡ مَّرۡضٰۤی اَوۡ عَلٰی سَفَرٍ اَوۡ جَآءَ اَحَدٌ مِّنۡکُمۡ مِّنَ الۡغَآئِطِ اَوۡ لٰمَسۡتُمُ النِّسَآءَ فَلَمۡ تَجِدُوۡا مَآءً فَتَیَمَّمُوۡا صَعِیۡدًا طَیِّبًا فَامۡسَحُوۡا بِوُجُوۡہِکُمۡ وَاَیۡدِیۡکُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَفُوًّا غَفُوۡرًا ﴿۴۳﴾

(النساء پ۵)

اے ایمان والو جب تم نشے کی حالت میں ہو تو اس وقت تک کہ تم زبان سے جو کچھ کہتے ہو اسے سمجھنے نہ لگو نماز کے قریب نہ جاؤ، اور اسی طرح جنابت کی حالت میں بھی نماز نہ پڑھو جب تک غسل نہ کر لو۔ اِلاّ یہ کہ تم مسافر ہو اور اگر کبھی تم بیمار ہو۔ یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی شخص جائے ضرورت سے فارغ ہو کر آئے یا تم عورتوں سے ملے ہو (مباشرت کی ہو) اور پھر تم پانی پر قدرت نہ پاؤ۔ تو ایسی حالت میں تم پاک زمین پر قصد کرو اور اپنے چہروں پر اور ہاتھوں پر مسح کر لو یعنی تیمم کر لیا کرو بیشک اللہ تعالیٰ بڑا درگذر کرنے والا اور بڑا بخشش کرنے والا ہے۔

(۱۴) اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ۔

(سورۃ نساء۔ آیت ۷۷ پ ۵)

اے مخاطب! کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ تم ابھی تک اپنے ہاتھوں کو (لڑائی سے) روکے رہو اور نماز کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو۔

(۱۵) وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِى الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ ۖ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِيْنًا (۱۰۱) وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَاۗىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْيَاْخُذُوْٓا اَسْلِحَتَهُمْ ۣ فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَاۗىِٕكُمْ ۠ وَلْتَاْتِ طَاۗىِٕفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَاَسْلِحَتَهُمْ ۚ وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَاَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً ۭ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَنْ تَضَعُوْٓا اَسْلِحَتَكُمْ ۚ وَخُذُوْا حِذْرَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا (۱۰۲) فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰي جُنُوْبِكُمْ ۚ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۚ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَي الْمُؤْمِنِيْنَ

اور جب تم ملک میں سفر کرو تو تم کو اس پر کوئی گناہ نہیں کہ تم نمازیں قصر کیا کرو (چار رکعت کی بجائے دو رکعت پڑھا کرو) اگر تم کو یہ خوف ہو کہ کافر تم کو کسی پریشانی میں مبتلا کر دیں گے۔ بلاشبہ کافر تمہارے کھلے دشمن ہیں۔ اور جب آپ ان مسلمانوں کے درمیان موجود ہوں اور آپ اپنے ہمراہیوں کو نماز پڑھانے کھڑے ہوں تو چاہیے کہ ان میں سے ایک گروہ آپ کے ساتھ نماز پڑھنے کھڑا ہو جائے۔ اور یہ لوگ اپنے اپنے ہتھیار اپنے ساتھ لے لیں۔ پھر جب وہ لوگ سجدہ کر چکیں (ایک رکعت پڑھ لیں) تو ان کو چاہیے کہ وہ تمہارے پیچھے چلے جائیں اور دوسرا گروہ جس نے ابھی نماز نہیں پڑھی ان کو چاہیے کہ وہ آجائیں اور آپ کے ہمراہ نماز پڑھیں۔ لیکن یہ دوسرا گروہ بھی اپنے بچاؤ کا سامان اور اپنے ہتھیار اپنے ساتھ لے لے۔ کیونکہ کافر یہ آرزو رکھتے ہیں کہ کسی طرح تم اپنے اسلحہ اور جنگی سامان سے غافل ہو جاؤ۔ تو وہ تم پر ایک دم ٹوٹ پڑیں۔ اور اگر تم کو بارش کی وجہ سے کوئی دشواری ہو یا تم بیمار ہو تو تم کو اس بات میں کچھ گناہ نہیں کہ تم اپنے ہتھیار اتار کر رکھ دو اور صرف اپنی حفاظت کا سامان لے لو یقین جانو کہ اللہ تعالیٰ نے کافروں کے

كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ﴿۱۰۳﴾ (نساء پ ۵) لیے ذلت آمیز عذاب تیار کر رکھا ہے۔ پھر جب تم یہ نماز پوری کر چکو تو تم کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے ہر حال میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے رہو۔ پھر جب تم کو ہر طرح اطمینان نصیب ہو جائے۔ تو تم قاعدے کے موافق نماز ادا کرو۔ بیشک نماز مقرر اور معین اوقات کے ساتھ مسلمانوں پر فرض کی گئی ہے۔

(۱۶) اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۴۲﴾ (نساء پ ۵)

بلاشبہ اپنے خیال میں یہ منافق اللہ تعالیٰ کو دھوکہ دیتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ ان کو اس دھوکہ کی سزا دینے والا ہے۔ اور یہ منافق جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو محض لوگوں کو دکھلانے کو بڑی کاہلی اور کسالت سے کھڑے ہوتے ہیں۔ اور خدا کا ذکر بھی نہیں کرتے مگر مختصر سا (بہت تھوڑا)

(۱۷) لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِى الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۶۲﴾ (نساء پ ۶)

لیکن ان میں سے وہ اہل کتاب جو علم میں پختہ ہیں اور وہ جو مسلمان ہیں کہ یہ ان کتابوں پر ایمان رکھتے ہیں جو آپ سے پہلے نازل ہوئی ہیں اور وہ نماز کی پابندی کرنے والے اور زکوٰۃ ادا کرنے والے ہیں۔ اور وہ جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو ہم عنقریب اجر عظیم عطا فرمائیں گے۔

سورہ مائدہ میں نماز کا ذکر

(۱۸) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ۭ وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ۭ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰي سَفَرٍ اَوْ جَاۗءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ

اے ایمان والو جب تم نماز پڑھنے کو اٹھو (اور تم بے وضو ہو) تو اپنے منہ کو اور کہنیوں تک اپنے ہاتھوں کو دھو لیا کرو۔ اور اپنے سروں کا مسح کر لیا کرو۔ اور اپنے پاؤں بھی ٹخنوں تک دھو لیا کرو۔ اور اگر تم جنابت کی حالت میں ہو تو تمام جسم کو خوب پاک کرو۔ اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی شخص جائے ضرورت

مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ؕ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۶﴾

(مائدہ پ ۶)

سے فارغ ہو کر آیا ہو۔ (بول و براز سے فارغ ہو کر) یا تم نے عورتوں سے (مباشرت کی ہو) پھر تم پانی پر قدرت نہ پاؤ تو ایسی حالت میں تم پاک مٹی کا قصد کرو اور اس مٹی سے اپنے چہروں کا اور اپنے ہاتھوں کا مسح کر لو۔ اللہ تعالیٰ یہ نہیں چاہتا کہ تم پر کوئی تنگی کرے بلکہ وہ یہ چاہتا ہے کہ تم کو پاک و صاف کرے اور تم پر اپنے احسانات کی تکمیل کر دے۔ تاکہ تم اس کا شکر بجا لاؤ۔

(۱۹) بنی اسرائیل سے اللہ تعالیٰ نے جب عہد و پیمان لیا تھا اور بارہ نقیب ان پر مقرر کیے تھے اور ان سے فرمایا تھا۔

لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿۱۲﴾

(مائدہ پ ۶)

کہ اگر تم نماز کے پابند رہو گے اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو گے۔ اور میرے تمام رسولوں پر ایمان لاؤ گے اور ان رسولوں کی مدد کرو گے اور اللہ کو اچھے طور پر قرض دیتے رہو گے (خدا کی راہ میں مال صرف کرتے رہو گے) تو ضرور میں تم سے تمہاری خطائیں دور کروں گا اور تم کو ایسے باغوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی۔ پھر جس شخص نے تم میں اس پختہ عہد کے بعد غلط روش اختیار کی تو بے شک وہ سیدھی راہ سے بھٹک گیا۔

(۲۰) اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۵۶﴾ (مائدہ پ ۶)

مسلمانوں تمہارا رفیق تو صرف اللہ تعالیٰ اور اسکا رسول اور وہ ایمان والے ہیں۔ جو نماز کی پابندی رکھتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ اور وہ خدا کے حضور میں جھکنے والے (رکوع کرنے والے) ہیں۔ اور جو کوئی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو اور اہل ایمان کو رفیق بنائیگا تو یقین کرو کہ اللہ تعالیٰ ہی کی جماعت

غالب رہنے والی ہے۔

(۲۱) وَإِذَا نَادَيْتُمْ إِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ۭ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُونَ ﴿۵۸﴾ (مائدہ پ)

اور جب تم نماز کے لیے اذان دیتے ہو۔ تو یہ لوگ اس کے ساتھ بھی مذاق اور کھیل کرتے ہیں (اس لئے) کہ یہ لوگ بالکل عقل سے بے بہرہ ہیں۔

(۲۲) وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ أَنْتُمْ مُّنْتَهُونَ ﴿۹۱﴾

(مائدہ پ)

اور (یہ شیطان ارادہ کرتا ہے کہ) تم کو اللہ کے ذکر سے اور نماز ادا کرنے سے باز رکھے سو تم اب بھی ان باتوں (شراب نوشی، جوا، بتوں کے استھان، فال کھولنے کے تیروں) سے باز آؤ گے یا نہیں!

(۲۳) تَحْبِسُونَهُمَا مِنْۢ بَعْدِ الصَّلٰوةِ

(مائدہ آیت ۱۰۶ پ)

(اگر شہادت کے ادا کرنے میں دو آدمی کوتاہی کریں تو ان کی جگہ دوسرے دو کھڑے ہو جائیں شہادت علی الشہادت کے لیے) ان دونوں کو روک لو نماز کے بعد۔

سورۃ انعام میں نماز کا ذکر

(۲۴) وَأَنْ أَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّقُوهُ ۚ وَهُوَ الَّذِيٓ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ﴿۷۲﴾

(انعام پ)

اور یہ بھی کہ تم نماز کی پابندی کرو اور یہ بھی کہ اللہ سے ڈرتے رہو۔ اور وہی ذات ہے جس کی طرف تم سب سمیٹے جاؤ گے۔

(۲۵) وَهٰذَا كِتٰبٌ أَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنْذِرَ أُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا ۚ وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْاٰخِرَةِ يُؤْمِنُونَ بِهٖ وَهُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ ﴿۹۲﴾

(انعام پ)

اور یہ قرآن بھی ایک کتاب ہے جس کو ہم نے نازل کیا ہے۔ جو بڑی بابرکت ہے۔ اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے۔ اور اس لیے نازل کی تاکہ آپ اہل مکہ کو اور مکہ کے چاروں طرف بسنے والوں کو ڈرائیں۔ اور جو لوگ آخرت کو مانتے ہیں وہ اس کتاب پر ایمان لاتے ہیں اور ان کا حال یہ ہے کہ وہ اپنی نمازوں سے پوری طرح باخبر رہتے ہیں۔

(۲۶) قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ ﴿۱۶۲﴾ لَا شَرِيكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ ﴿۱۶۳﴾

(انعام پ۸)

اے پیغمبر آپ کہہ دیجئے کہ بالیقین میری نماز میری عبادت میرا جینا اور میرا مرنا سب کچھ اللہ تعالٰی کے لیے ہے۔ جو رب ہے تمام جہانوں کا۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور مجھ کو یہی حکم دیا گیا ہے اور میں سب فرمانبرداروں سے پہلا فرمانبردار ہوں۔

سورۃ اعراف میں نماز کا ذکر

(۲۷) قُلْ أَمَرَ رَبِّي بِالْقِسْطِ ۖ وَأَقِيمُوا وُجُوهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَادْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۚ كَمَا بَدَأَكُمْ تَعُودُونَ ﴿۲۹﴾

(اعراف پ۸)

آپ کہہ دیجئے کہ اللہ تعالٰی نے تو انصاف کرنیکا حکم دیا ہے۔ اور نیز یہ کہ تم ہر نماز کے وقت اپنا رخ سیدھا رکھا کرو۔ یعنی قبلہ کی طرف، اور خدا کی عبادت اس طور پر کیا کرو کہ اس کی عبادت کو خالص اسی کے لیے کرنیوالے ہو۔ جسطرح اس نے تم کو پہلی مرتبہ پیدا کیا ہے اسی طرح تم پھر لوٹو گے۔

(۲۸) يٰبَنِيٓ اٰدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا ۚ إِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ ﴿۳۱﴾

(اعراف پ۸)

اے بنی آدم ہر مسجد (نماز) کی حاضری کے وقت اپنا لباس پہن لیا کرو، اور کھاؤ اور پیو اور حد سے آگے نہ بڑھو۔ بیشک اللہ تعالٰی اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

(۲۹) وَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِينَ ﴿۱۲۰﴾

(اعراف پ۹)

اور تمام جادوگر سجدہ میں گر گئے۔

(۳۰) وَالَّذِينَ يُمَسِّكُونَ بِالْكِتٰبِ وَأَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۭ إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجْرَ الْمُصْلِحِينَ ﴿۱۷۰﴾

(اعراف پ۹)

اور جو لوگ توریت (کتاب الٰہی) کے صحیح پابند ہیں اور نماز کی بھی پابندی کرتے ہیں تو یقیناً ہم ایسے نیک کردار لوگوں کا اجر ضائع نہیں کریں گے۔

(۳۱) وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوا لَهٗ

اور جب قرآن نماز میں پڑھا جایا کرے تو اس کو

وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۲۰۴﴾ (اعراف پ۹)

پوری توجہ سے سنا کرو۔ اور خاموش رہا کرو شاید کہ تم پر رحم کیا جائے۔

سورۃ انفال میں نماز کا ذکر

(۴۲) اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۲﴾ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۳﴾ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا (انفال آیت ۲ ۴ پ۹)

بس ایمان والے تو وہی ہیں کہ جب خدا کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب خدا تعالیٰ کی آیتیں ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ آیتیں ان کے ایمان کو قوی تر کر دیتی ہیں اور وہ اپنے رب ہی پر توکل کرتے ہیں۔ وہ ایسے ہیں جو نماز کی پابندی کرتے ہیں۔ اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے کچھ خرچ بھی کیا کرتے ہیں۔ یہی لوگ سچے ایمان والے ہیں۔

(۴۳) وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ اِلَّا مُكَآءً وَّتَصْدِيَةً ؕ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۳۵﴾ (انفال پ۹)

اور بیت اللہ کے پاس ان (مشرکین) کی نماز سوائے اس کے اور کچھ نہ تھی کہ وہ سیٹیاں اور تالیاں بجاتے تھے۔ سو اب عذاب کا مزہ چکھو۔ اس کفر کے بدلے میں جو تم کیا کرتے تھے۔

سورۃ توبہ میں نماز کا ذکر

(۴۴) فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۵﴾ (توبہ پ۱۰)

پھر اگر وہ توبہ کرلیں۔ اور نماز پڑھنے لگیں اور زکوٰۃ ادا کرنے لگیں۔ تو ان کی راہ چھوڑ دو بیشک اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔

(۴۵) فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ ؕ وَنُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۱۱﴾ (توبہ پ۱۰)

پھر اگر یہ لوگ توبہ کرلیں اور نماز پڑھنے لگیں اور زکوٰۃ ادا کرنے لگیں۔ تو یہ لوگ دین کے اعتبار سے تمہارے بھائی ہیں۔ اور ہم تفصیل کے ساتھ احکام

بیان کرتے ہیں ان لوگوں کے لیے جو سمجھ دار ہیں۔

(۳۶) اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰٓى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۸﴾

(توبہ پ۱۰)

اللہ تعالیٰ کی مسجدوں کو تو صرف وہی لوگ آباد کر سکتے ہیں۔ جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لائیں۔ اور نماز کی پابندی کریں۔ اور زکوٰۃ ادا کریں۔ اور سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی اور سے نہ ڈریں۔ سو ایسے لوگوں کی نسبت خدا سے امید ہے کہ یہی لوگ راہ یافتہ لوگوں میں سے ہوں گے۔

(۳۷) وَمَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ اِلَّآ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ وَلَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى وَلَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ﴿۵۴﴾

(توبہ پ۱۰)

اور ان کی خیرات قبول کیے جانے سے بجز اس امر کے کوئی بات مانع نہیں کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا۔ اور یہ نماز کو نہیں آتے مگر بڑی کاہلی سے۔ اور یہ خیرات نہیں کرتے مگر بادل ناخواستہ۔

(۳۸) وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۷۱﴾ (توبہ پ۱۰)

اور مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے رفیق و مددگار ہیں۔ جو نیک کاموں کا حکم دیتے ہیں اور برے کاموں سے منع کرتے ہیں۔ اور نماز کی پابندی کرتے ہیں۔ اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول کے حکم پر چلتے ہیں یہی لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ ضرور رحم فرمائے گا بیشک اللہ تعالیٰ کمال قوت کمال علم کا مالک ہے۔

(۳۹) وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۸۴﴾

(توبہ پ۱۰)

اور اے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) آئندہ ان میں سے جب کوئی مر جائے تو کبھی اس کے جنازہ کی نماز نہ پڑھیں اور نہ آپ اس کی قبر پر جا کر کھڑے ہوں۔ کیونکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا ہے اور وہ حالت کفر ہی میں مرے بھی ہیں۔

(۴۰) لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ۔ (توبہ آیت ۱۰۸ پ ۱۱)

اے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ اس مسجد (ضرار) میں کبھی بھی جاکر (نماز کے لیے) کھڑے نہ ہوں۔ البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد اول روز سے تقوی پر رکھی گئی ہے (مسجد قبا، اور مسجد نبوی) وہ مسجد اس کی مستحق ہے کہ آپ اس میں کھڑے ہوں (نماز ادا کریں)

(۴۱) اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ۭ (توبہ آیت ۱۱۲ پ ۱۱)

ان مسلمانوں سے بھی وعدہ (بشارت) ہے جو توبہ کرنے والے عبادت کرنے والے، شکر بجا لانیوالے، روزہ رکھنے والے۔ رکوع کرنے والے، سجدہ کرنے والے (نماز ادا کرنے والے) اچھی باتوں کی تعلیم دینے والے اور بُرے کاموں سے منع کرنیوالے اور اللہ تعالی کی مقررہ حدود کی نگہداشت کرنے والے۔

سورۂ یونس میں نماز کا ذکر

(۴۲) وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰى وَاَخِيْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوْتًا وَّاجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۭ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۷﴾ (یونس پ ۱۱)

اور ہم نے موسیٰ اور ان کے بھائی پر وحی بھیجی کہ تم دونوں اپنی قوم کیلئے مصر میں مکان بناؤ اور تم اپنے گھروں ہی میں نماز کی جگہ بنا لو۔ اور نماز کی پابندی رکھو اور اے موسیٰ تو ایمان والوں کو بشارت دیدے۔

سورۂ ہود میں نماز کا ذکر

(۴۳) قَالُوْا يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَآ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِيْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا ۭ اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ ﴿۸۷﴾ (ہود پ ۱۲)

قوم شعیب کے لوگ کہنے لگے اے شعیب! کیا تیری نماز نے تجھ کو ہمارے متعلق یہ حکم دیا ہے کہ ہم ان معبودوں کی عبادت ترک کردیں جن کی عبادت ہمارے بڑے بوڑھے کرتے چلے آئے ہیں یا یہ حکم دیا ہے کہ ہم اپنے مال میں اپنے حسب دل خواہ تصرف کرنا چھوڑ دیں بیشک

(۴۴) وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ؕ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ﴿۱۱۴﴾

(ہود، پ ۱۲)

آپ تو بڑے حلیم الطبع اور نیک چلن ہیں۔

اور اے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ دن کے دونوں کناروں اور رات کے کچھ حصوں میں نماز کی پابندی کیجئے بیشک نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں۔ یہ باتیں ایک مکمل نصیحت ہیں ان کے لیے جو نصیحت قبول کرنے والے ہیں

سورۃ رعد میں نماز کا ذکر

(۴۵) وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۲۲﴾

(رعد پ ۱۳)

اور نیز یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے رب کی رضا جوئی کی غرض سے تکالیف پر صبر کرتے ہیں۔ اور نماز کی پابندی کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے پوشیدہ اور علانیہ خرچ کیا کرتے ہیں۔ اور برائی کو بھلائی سے دفع کرتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کا اس عالم میں نیک انجام ہے

سورۃ ابراہیم میں نماز کا ذکر

(۴۶) قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خِلٰلٌ ﴿۳۱﴾

(ابراہیم پ ۱۳)

اے پیغمبر (علیہ السلام) میرے ایمان والے بندوں سے کہہ دیجئے کہ وہ نماز کی پابندی رکھیں اور جو کچھ ہم نے انکو دیا ہے اسمیں سے اس دن کے آنے سے پہلے کچھ خفیہ اور علانیہ بھی خیرات کیا کریں کہ جس دن نہ کوئی خرید و فروخت ہوگی اور نہ اس دن کوئی دوستی کام آئے گی

(۴۷) رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ

اے ہمارے رب میں اپنی اولاد میں سے بعض اولاد (اسماعیل علیہ السلام) کو ایک بے زراعت میدان میں تیرے محترم گھر کے پاس آباد کر رہا ہوں تاکہ اے ہمارے رب یہ لوگ نماز کی پابندی رکھیں اور جن کو میں بسا رہا ہوں

مِّنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ ﴿۳۷﴾

(ابراہیم پ۱۳)

قرآن کی طرف کچھ لوگوں کے قلوب کو مائل کردے اور ان کو کھانے کے لیے پھل عطا کرتا کہ وہ تیرا شکر کرتے رہیں۔

(۴۸) رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ﴿۴۰﴾

(ابراہیم پ۱۳)

اے میرے رب مجھ کو نماز کی پابندی کرنے والا رکھیو اور میری اولاد میں سے بھی بعضوں کو یہی توفیق دیجیو اے ہمارے رب اور میری دعا قبول کرے۔

سورۃ حجر میں نماز کا ذکر

(۴۹) وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِيْنَ ﴿۲۴﴾

(حجر پ۱۴)

اور یقیناً ہم جانتے ہیں تم میں سے آگے بڑھنے والوں کو (اگلی صفوں میں نماز ادا کرنے والے) اور پیچھے رہنے والوں کو بھی جانتے ہیں۔

(۵۰) فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۹۸﴾ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ﴿۹۹﴾

(حجر پ۱۴)

سو آپ اپنے رب کی حمد کے ساتھ پاکی بیان کرتے رہیے، اور نماز پڑھنے والوں میں شامل رہیے۔ اور اپنے رب کی عبادت میں مشغول رہیے۔ یہاں تک آپ کو موت آجائے۔

سورۃ بنی اسرائیل میں نماز کا ذکر

(۵۱) اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ﴿۷۸﴾ وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ﴿۷۹﴾

(بنی اسرائیل پ۱۵)

اے پیغمبر (علیہ السلام) آفتاب کے ڈھلنے کے وقت سے لے کر رات کے اندھیرے تک نمازیں ادا کیا کیجیے۔ برابر صبح کی نماز بھی پڑھا کیجیے یقیناً صبح کی نماز حاضر ہونے کا وقت ہے (یعنی فرشتوں کے) اور کسی قدر رات کے حصہ میں بھی سو اس میں بیدار ہو کر تہجد کی نماز پڑھا کیجیے۔ یہ تہجد کی نماز آپ کے لیے ایک زائد چیز ہے امید ہے کہ آپ کا رب آپ کو مقام محمود میں جگہ دیگا۔

(۵۲) قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا اِنَّ الَّذِيْنَ

آپ ان سے کہہ دیجیے تم اس قرآن پر خواہ ایمان لاؤ

أُولُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖۤ إِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْأَذْقَانِ سُجَّدًا ﴿١٠٧﴾ وَّيَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَاۤ إِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ﴿١٠٨﴾ وَيَخِرُّوْنَ لِلْأَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا ﴿١٠٩﴾ (بنی اسرائیل پ۱۵)

یا نہ لاؤ جن لوگوں کو قرآن سے پہلے کتب آسمانی کا علم دیا گیا تھا ان کا حال تو یہ ہے کہ جب ان کے سامنے یہ قرآن پڑھا جاتا ہے تو وہ ٹھوڑیوں کے بل یعنی منہ کے بل سجدے میں گر پڑتے ہیں۔ اور کہتے ہیں ہمارا رب پاک ہے۔ بیشک ہمارے رب کا وعدہ پورا ہی ہو کر رہتا ہے اور وہ ٹھوڑیوں یعنی منہ کے بل روتے ہوئے گرتے ہیں اور یہ قرآن کا سننا ان میں خشوع اور عاجزی کو زیادہ بڑھاتا ہے۔

(۵۳) وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ﴿١١٠﴾ (بنی اسرائیل پ۱۵)

اور اپنی جہری نماز میں نہ تو پکار کر پڑھئے اور نہ اس میں بالکل ہی چپکے چپکے پڑھئے بلکہ جہر اور اخفاء کے درمیان ایک متوسط طریقہ اختیار کر لیجئے۔

سورۃ مریم میں نماز کا ذکر

(۵۴) وَّجَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا أَيْنَ مَا كُنْتُ ۠ وَأَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ﴿٣١﴾ (مریم پ۱۶)

(عیسیٰ علیہ السلام کہتے ہیں) اور میں جہاں کہیں بھی ہوں مجھ کو خدا نے بابرکت کیا ہے۔ اور جب تک میں زندہ رہوں اس نے مجھ کو نماز پڑھنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا ہے

(۵۵) وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ ۠ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا۔ (مریم آیت ۵۵، پ۱۶)

اور وہ (حضرت اسماعیل علیہ السلام) اپنے متعلقین کو نماز پڑھنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا کرتا تھا اور وہ اپنے رب کی بارگاہ میں پسندیدہ تھا۔

(۵۶) فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ﴿٥٩﴾ (مریم پ۱۶)

پھر ان حضرات مذکورین (جو آیات رحمٰن کو سن کر سجدہ ریز ہو گئے تھے) کے بعد ایسے ناخلف پیدا ہوئے کہ جنہوں نے نمازوں کو برباد کیا۔ اور نفسانی خواہشات کی پیروی کی تو ایسے لوگ عنقریب اپنی گمراہی کا پھل پائیں گے۔

سورۃ طٰہٰ میں نماز کا ذکر

(۵۷) اِنَّنِیۡۤ اَنَا اللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعۡبُدۡنِیۡ ۙ وَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکۡرِیۡ ﴿۱۴﴾

(طٰہٰ ، پ۱۶)

(اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا) یقین کرو میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں سو تو میری ہی عبادت کیا کر اور میری ہی یاد کے لیے نماز پڑھا کر

(۵۸) فَاصۡبِرۡ عَلٰی مَا یَقُوۡلُوۡنَ وَ سَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّکَ قَبۡلَ طُلُوۡعِ الشَّمۡسِ وَ قَبۡلَ غُرُوۡبِہَا ۚ وَ مِنۡ اٰنَآیِٔ الَّیۡلِ فَسَبِّحۡ وَ اَطۡرَافَ النَّہَارِ لَعَلَّکَ تَرۡضٰی ﴿۱۳۰﴾

(طٰہٰ ، پ۱۶)

سو جو کچھ یہ کافر کہتے ہیں اے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) اس پر آپ صبر کرتے رہیے اور آفتاب نکلنے سے پہلے اور آفتاب کے غروب ہونے سے پہلے اپنے رب کی حمد کے ساتھ پاکی بیان کیا کیجیے اور رات کی بعض گھڑیوں میں بھی اپنے رب کی پاکی بیان کیجیے۔ اور دن کے کناروں پر بھی تاکہ آپ خوش ہوں۔

(۵۹) وَ اۡمُرۡ اَہۡلَکَ بِالصَّلٰوۃِ وَ اصۡطَبِرۡ عَلَیۡہَا ؕ لَا نَسۡـَٔلُکَ رِزۡقًا ؕ نَحۡنُ نَرۡزُقُکَ ؕ وَ الۡعَاقِبَۃُ لِلتَّقۡوٰی ﴿۱۳۲﴾

(طٰہٰ ، پ۱۶)

اور اپنے گھر والوں کو بھی نماز کا حکم کیجیے اور خود بھی نماز کے پابند رہیے۔ ہم آپ سے روزی طلب نہیں کرتے روزی آپ کو ہم دیا کرتے ہیں۔ اور بہتر انجام تو پرہیزگاری ہی کا ہے۔

سورۃ انبیاء میں نماز کا ذکر

(۶۰) وَ جَعَلۡنٰہُمۡ اَئِمَّۃً یَّہۡدُوۡنَ بِاَمۡرِنَا وَ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡہِمۡ فِعۡلَ الۡخَیۡرٰتِ وَ اِقَامَ الصَّلٰوۃِ وَ اِیۡتَآءَ الزَّکٰوۃِ ۚ وَ کَانُوۡا لَنَا عٰبِدِیۡنَ ﴿ۚۙ۷۳﴾

(انبیاء پ۱۷)

اور ان سب (انبیاء علیہم السلام) کو ہم نے لوگوں کا پیشوا بنایا کہ ہمارے حکم کے موافق لوگوں کی رہنمائی کرتے تھے، اور ہم نے ان کے پاس نیک کام کرنے اور نماز کی پابندی کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم بھیجا۔ اور وہ سب ہماری ہی عبادت میں لگے رہتے تھے۔

سورۃ حج میں نماز کا ذکر

(۶۱) وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْئًا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْقَآئِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ﴿۲۶﴾

(حج پ ۱۷)

اور وہ واقعہ قابلِ ذکر ہے جب کہ ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو خانہ کعبہ کی جگہ بتائی اور حکم دیا کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کیجیو۔ اور طواف کرنے والوں اور قیام کرنے والوں اور رکوع اور سجدہ کرنے والوں کیلئے میرے گھر کو پاک رکھیو۔

(۶۲) اَلَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ عَلٰى مَآ اَصَابَهُمْ وَالْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ ۙ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۳۵﴾

(حج پ ۱۷)

جو (یعنی عاجزی کرنے والے) ایسے لوگ کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں۔ اور جو مصائب ان پر پڑتے ہیں ان کو برداشت کرتے ہیں اور جو نماز کی پابندی رکھتے ہیں۔ اور جو ہمارے دیئے گئے میں سے کچھ خیرات بھی کیا کرتے ہیں۔

(۶۳) اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۗ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ﴿۴۱﴾

(حج پ ۱۷)

یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو ملک میں با اختیار کر دیں تو یہ لوگ نماز کی پابندی کریں۔ اور زکوٰۃ ادا کریں اور بھلے کام کرنے کا حکم دیں۔ اور بُرے کام کرنے سے لوگوں کو روکیں۔ اور ہر کام کا انجام اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔

(۶۴) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۷۷﴾ (حج پ ۱۷)

اے ایمان والو! تم رکوع کیا کرو اور سجدہ کیا کرو اور اپنے رب کی عبادت کیا کرو۔ اور بھلے کام کرتے رہا کرو۔ امید ہے کہ فلاح پاؤ۔

(۶۵) فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ۭ هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ﴿۷۸﴾

(حج پ ۱۷)

سو تم لوگ نماز کی پابندی رکھو۔ اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو۔ اور اللہ تعالیٰ کو مضبوط پکڑے رہو۔ وہی تمہارا کارساز ہے۔ سو کیا اچھا کارساز ہے۔ اور کیا اچھا مددگار۔

سورۃ مومنون میں نماز کا ذکر

(۶۶) قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝۱ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝۲ (مومنون پ۱۸)

یقیناً وہ ایمان والے کامیاب ہوگئے جو اپنی نماز میں اظہار عجز و نیاز کرنے والے ہیں۔

(۶۷) وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝۹ (مومنون پ۱۸)

اور وہ جو اپنی نمازوں کی پابندی کرنے والے ہیں۔

سورۃ نور میں نماز کا ذکر

(۶۸) فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۝۳۶ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاۗءِ الزَّكٰوةِ

(نور آیت ۳۷، پ ۱۸)

وہ چراغ ان گھروں میں روشن کیا جاتا ہے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا کہ ان کی قدر و منزلت کی جائے۔ اور ان مکانوں (مساجد) میں اللہ تعالیٰ کا نام لیا جائے۔ اور مکانوں میں صبح و شام ایسے لوگ خدا تعالیٰ کی پاکی بیان کرتے ہیں۔ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی یاد سے اور نماز پڑھنے سے اور زکوٰۃ دینے سے نہ کسی قسم کی خرید غافل کر سکتی ہے نہ کسی قسم کی فروخت۔

(۶۹) اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰۗفّٰتٍ ۭ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ۝۴۱

(نور پ۱۸)

کیا اے مخاطب تجھ کو یہ بات معلوم نہیں کہ جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے۔ اور وہ پرندے جو پر پھیلائے ہوئے اڑتے پھرتے ہیں، یہ سب خدا کی پاکی بیان کرتے ہیں۔ ان سب نے اپنی اپنی عبادت (نماز) کا طریقہ اور اپنی تسبیح کو جان رکھا ہے اور جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کو سب معلوم ہے۔

(۷۰) وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝۵۶

(نور پ۱۸)

اور قائم کرو نماز۔ اور ادا کرتے رہو زکوٰۃ۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کرو، تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

(۷۱) مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَحِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَمِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَاۤءِ ۣ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ

(نور آیت ۵۸ پ ۱۸)

(اور تمہارے غلام اور نابالغ بچے تین اوقات تمہارے پاس اجازت لے کر آئیں) فجر کی نماز سے پہلے اور دوپہر کے وقت جب تم اپنے کپڑے اتار کر رکھ دیا کرتے ہو اور عشاء کی نماز کے بعد۔ یہ تین اوقات تمہارے پردے کے ہیں۔

سورۃ فرقان میں نماز کا ذکر

(۷۲) وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ﴿۶۴﴾ (فرقان پ ۱۹)

(اور عباد الرحمٰن وہ ہیں) جو رات گذارتے ہیں اپنے رب کے سامنے سجدہ کرتے ہوئے اور قیام کرتے ہوئے (نماز پڑھتے)

سورۃ شعراء میں نماز کا ذکر

(۷۳) الَّذِيْ يَرٰىكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ﴿۲۱۸﴾ وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ ﴿۲۱۹﴾

(شعراء پ ۱۹)

وہ خداوند قدوس جو آپ کو دیکھتا ہے، جب آپ رات کو تہجد کی نماز میں کھڑے ہوتے ہیں، اور اس وقت بھی جب آپ سجدہ کرنے والوں (نمازیوں) میں اٹھتے بیٹھتے ہیں۔

سورۃ نمل میں نماز کا ذکر

(۷۴) الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ﴿۳﴾

(نمل پ ۱۹)

وہ ایمان والے ایسے ہیں جو نماز کی پابندی کرتے ہیں۔ اور زکوٰۃ ادا کرتے رہتے ہیں۔ اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔

سورۃ عنکبوت میں نماز کا ذکر

(۷۵) وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ۭ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاۤءِ وَالْمُنْكَرِ ۭ (سورۃ عنکبوت آیت ۴۵)

اور نماز قائم کریں بیشک نماز بے حیائی سے اور بری باتوں سے باز رکھتی ہے۔

سورۃ روم میں نماز کا ذکر

(۶) فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ﴿١٧﴾ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ﴿١٨﴾

(روم پ۲۱)

پس اللہ ہی کی تسبیح بیان کرو جب تم شام کرتے ہو۔ اور جب صبح کرتے ہو اور تمام آسمانوں اور زمین میں اسی کی حمد و ثنا ہوتی ہے۔ اور ظہر کے وقت بھی خدا کی پاکی بیان کرو (نماز ادا کرو)

(۷) مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿٣١﴾ (روم پ۲۱)

تم خدا کی طرف رجوع کرنیوالے ہو۔ اور اسی سے ڈرتے رہو۔ اور نماز قائم کرو۔ اور شرک کرنے والوں سے نہ ہو۔

سورۃ لقمان میں نماز کا ذکر

(۸) هُدًى وَّرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ ﴿٣﴾ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ﴿٤﴾ (لقمان پ۲۱)

یہ آیتیں ہدایت اور رحمت ہیں نیک لوگوں کے لیے وہ جو نماز قائم کرتے ہیں۔ اور زکوٰۃ دیا کرتے ہیں اور وہ آخرت پر پورا یقین رکھتے ہیں۔

(۹) يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ

(لقمان آیت ۱۷ پ۲۱)

حضرت لقمانؑ نے اپنے بیٹے کو کہا اے میرے بیٹے نماز پڑھا کر اور اچھی باتوں کی نصیحت کیا کر۔ اور برے کاموں سے منع کیا کر۔

سورۃ السجدۃ میں نماز کا ذکر

(۱۰) اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿١٥﴾ تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿١٦﴾ (سجدہ پ۲۱)

بیشک ہماری آیتوں پر وہ لوگ ایمان رکھتے ہیں جب انکو ان آیتوں کے ذریعہ نصیحت کی جاتی ہے تو سجدہ ریز ہو جاتے ہیں اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں۔ اور وہ تکبر نہیں کرتے۔ ان کے پہلو اپنی خوابگاہوں سے علیحدہ رہتے ہیں۔ اور وہ اپنے رب کو خوف و امید

سے پکارتے ہیں۔ اور جو کچھ ہم نے انکو روزی دی ہے اس میں سے خرچ کرتے رہتے ہیں۔

سورۃ احزاب میں نماز کا ذکر

(۸۱) وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ

(امہات المومنینؓ سے خطاب ہے) اور نماز کی پابندی کرتی رہو اور زکوٰۃ ادا کرتی رہو۔ اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتی رہو۔

سورۃ فاطر میں نماز کا ذکر

(۸۲) اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ؕ

(فاطر آیت ۱۸ پ ۲۲)

بے شک آپ انہیں لوگوں کو ڈرا سکتے ہیں (فائدہ وہی لوگ اٹھاتے ہیں) جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں بن دیکھے اور نماز کی پابندی کرتے ہیں۔

(۸۳) اِنَّ الَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً يَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ ۔ (۲۹) (فاطر پ ۲۲)

بے شک جو لوگ اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں۔ اور جو ہم نے ان کو روزی دی ہے اس میں سے پوشیدہ اور علانیہ خرچ کرتے رہتے ہیں۔ وہ ایسی تجارت کی امید رکھتے ہیں جس کو نقصان نہیں پہنچنے والا۔

سورۃ زمر میں نماز کا ذکر

(۸۴) اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّقَآئِمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ ؕ ۔ (زمر آیت ۹، پ ۲۳)

بھلا وہ شخص جو رات کی گھڑیاں سجدے اور قیام کی حالت میں عبادت کرتے ہوئے گزارتا ہو نیز آخرت سے ڈرتا ہو۔ اور اپنے رب کی رحمت کی امید رکھتا ہو۔ (کیا یہ نافرمان کے ساتھ برابر ہوگا)

سورۃ شوریٰ میں نماز کا ذکر

(۸۵) وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۠ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ ۠ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۳۸﴾

(شوریٰ پ ۲۵)

اور (ایماندار لوگ وہ ہیں) جو اپنے رب کا حکم مانتے ہیں اور نماز کی پابندی کرتے ہیں۔ اور ان کا معاملہ آپس میں مشوروں سے طے پاتا ہے۔ اور جو ہم نے ان کو رزق دیا ہے۔ اس میں سے خرچ کرتے رہتے ہیں۔

سورۃ فتح میں نماز کا ذکر

(۸۶) تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۠ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ۭ

(فتح آیت ۲۹، پ ۲۶)

اور (اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو دیکھو گے تم اے مخاطب! کبھی رکوع میں کبھی سجدہ میں اللہ کا فضل اور اس کی خوشنودی کی جستجو میں لگے رہتے ہیں۔ اور ان کی علامت کثرت سجود سے ان کے چہروں سے نمایاں ہو رہی ہے

سورۃ ق میں نماز کا ذکر

(۸۷) وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ ﴿۳۹﴾ وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ ﴿۴۰﴾

(ق پ ۲۶)

اور آفتاب کے طلوع و غروب سے پہلے اپنے رب کی حمد و ثناء کے ساتھ پاکی بیان کرتے رہیں۔ اور رات میں بھی اس کی تسبیح کیا کریں۔ اور نمازوں کے بعد بھی۔

سورۃ ذٰریٰت میں نماز کا ذکر

(۸۸) كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ﴿۱۸﴾

(ذٰریٰت، پ ۲۶)

وہ لوگ رات میں بہت کم سویا کرتے تھے (یعنی نماز میں قیام کرتے تھے) اور شب کے آخری حصہ میں استغفار کیا کرتے تھے۔

سورۃ طور میں نماز کا ذکر

(۸۹) وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ﴿۴۸﴾ وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاِدْبَارَ النُّجُوْمِ ﴿۴۹﴾ (طور پ ۲۷)

اور جس وقت آپ اٹھا کریں اپنے رب کی حمد و ثنا کے ساتھ پاکی بیان کیا کریں۔ اور بعض اوقات شب میں بھی اور ستاروں کے غائب ہونے کے بعد بھی اس کی تسبیح کیا کریں

سورہ نجم میں نماز کا ذکر

(۹۰) فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا ﴿۶۲﴾ (نجم پ ۲۷)

پس اللہ تعالیٰ کے آگے سجدہ کرو اور عبادت کرو۔

سورۃ مجادلہ میں نماز کا ذکر

(۹۱) فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳﴾ (مجادلہ پ ۲۸)

پس اب نماز کی پابندی کرو۔ اور زکوٰۃ دیتے رہو۔ اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کیا کرو۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ کو اس کی پوری خبر ہے۔

سورۃ جمعہ میں نماز کا ذکر

(۹۲) يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۹﴾ فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰﴾

(جمعہ پ ۲۸)

اے ایمان والو جب جمعہ کے دن نماز کے لیے اذان دیجائے تو تم خدا کی یاد کے لیے کوشش کرو اور خرید فروخت چھوڑ دیا کرو۔ یہ بات تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم کچھ سمجھ رکھتے ہو۔ پھر جب نماز پوری ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ تعالیٰ کا فضل یعنی اس کا دیا ہوا رزق حلال تلاش کرو۔ اور اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرو۔ تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔

سورۃ قلم میں نماز کا ذکر

(۹۳) يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّيُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ ﴿۴۲﴾ خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ وَقَدْ كَانُوا يُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ وَهُمْ سَالِمُونَ ﴿۴۳﴾

(قلم پ ۲۹)

جس دن پنڈلی کو نمایاں کیا جائے گا (یعنی ایک خاص قسم کی تجلی ظاہر ہوگی) اور لوگوں کو سجدہ کے لیے بلایا جائے گا۔ پھر (کافر) سجدہ نہ کر سکیں گے ان کی آنکھیں نیچی ہو رہی ہونگی۔ اور ان پر ذلّت چھائی ہوئی ہوگی۔ اس رسوائی کا سبب یہ ہے کہ ان کو دنیا میں سجدہ کے لیے بلایا جاتا تھا۔ حالانکہ اس وقت تو یہ توانا اور تندرست تھے۔

سورۃ معارج میں نماز کا ذکر

(۹۴) إِلَّا الْمُصَلِّينَ ﴿۲۲﴾ الَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ دَائِمُونَ ﴿۲۳﴾ (معارج پ ۲۹)

مگر ہاں وہ نمازی جو اپنی نماز کی برابر پابندی رکھتے ہیں (وہ بے صبرے نہیں ہوتے)

(۹۵) وَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ ﴿۳۴﴾ (معارج پ ۲۹)

اور وہ جو اپنی نمازوں کی پوری طرح حفاظت کرنے والے ہیں۔

سورۃ جن میں نماز کا ذکر

(اور یہ بھی وحی کی گئی ہے)

(۹۶) وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا ﴿۱۸﴾ (جن پ ۲۹)

کہ مسجدیں اللہ تعالےٰ کے لیے مخصوص ہیں۔ سو اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔

سورۃ مزمل میں نماز کا ذکر

(۹۷) يَا أَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ﴿۱﴾ قُمِ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿۲﴾ نِّصْفَهُ أَوِ انقُصْ مِنْهُ قَلِيلًا ﴿۳﴾ أَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا ﴿۴﴾

اے کمبل اوڑھنے والے رات کو کھڑے ہو۔ مگر تھوڑی رات جو نصف رات ہو یا اس نصف سے بھی کچھ کم کر دیا کرو۔ یا نصف رات سے کچھ بڑھا دیا کرو اور

(۹۸) اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ وَنِصْفَهٗ وَثُلُثَهٗ وَطَآئِفَةٌ مِّنَ الَّذِيْنَ مَعَكَ ؕ وَاللّٰهُ يُقَدِّرُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ؕ عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ؕ عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى ۙ وَاٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِى الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ ۙ وَاٰخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ۙ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ

(مزمل آیت ۲۰ پ ۲۹)

قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر (ترتیل سے) صاف صاف پڑھا کرو۔ بیشک آپ کا رب جانتا ہے کہ آپ دو تہائی رات کے قریب اور کبھی نصف رات کے قریب کبھی ایک تہائی رات کے قریب کھڑے رہتے ہیں (نماز میں) اور آپ کے ساتھیوں میں سے ایک گروہ بھی۔ اور اللہ تعالیٰ ہی رات دن کا صحیح اندازہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ تم اس پر قابو نہ پا سکو گے۔ لہٰذا اس نے تمہارے حال پر توجہ فرمائی ہے۔ پس اب تم لوگ قرآن میں سے پڑھو جو آسانی کے ساتھ پڑھ سکتے ہو۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ تم میں بعض بیمار ہوں گے اور کچھ سفر کریں گے زمین میں اللہ تعالےٰ کا فضل تلاش کرتے ہوئے۔ اور کچھ اللہ کے راستے میں جہاد و قتال میں مصروف ہوں گے۔ پس پڑھو قرآن سے جتنا میسر ہو سکے اور نماز کو قائم رکھو اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو۔

سورۃ مدثر میں نماز کا ذکر

(۹۹) وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۝۳ (مدثر پ ۲۹)

اور (نماز شروع کرتے وقت) اپنے رب کی بڑائی بیان کریں

(۱۰۰) مَا سَلَكَكُمْ فِىْ سَقَرَ ۝۴۲ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ۝۴۳ (مدثر پ ۲۹)

تم کو دوزخ میں کس چیز نے داخل کیا۔ وہ کہیں گے۔ نہیں تھے ہم نماز پڑھنے والوں میں۔

سورۃ قیامۃ میں نماز کا ذکر

(۱۰۱) فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰى ۝۳۱ (قیامۃ پ ۲۹)

نہ اس نے تصدیق کی اور نہ نماز پڑھی۔

سورۃ دھر میں نماز کا ذکر

(۱۰۲) وَمِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا ﴿۲۶﴾ (دھر پ ۲۹)

اور رات کے کچھ حصے میں اس کے سامنے سجدہ کریں (نماز پڑھیں) اور ایک لمبے حصہ تک اس کی پاکی بیان کریں

سورۃ مرسلت میں نماز کا ذکر

(۱۰۳) وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا لَا يَرْكَعُوْنَ ﴿۴۸﴾ (مرسلت پ ۲۹)

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ رکوع کرو تو رکوع نہیں کرتے ۔

سورۃ اعلیٰ میں نماز کا ذکر

(۱۰۴) قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ﴿۱۴﴾ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ﴿۱۵﴾ (اعلیٰ پ ۳۰)

تحقیق وہ شخص کامیاب ہو گیا جس نے اپنے رب کا نام لیا۔ اور نماز پڑھی

سورۃ علق میں نماز کا ذکر

(۱۰۵) اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يَنْهٰى ﴿۹﴾ عَبْدًا اِذَا صَلّٰى ﴿۱۰﴾ (علق پ ۳۰)

بھلا اے مخاطب! آپ نے اس شخص کو دیکھا جو ایک بندے (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو نماز پڑھنے سے روکتا ہے جب وہ خاص بندہ نماز پڑھتا ہے۔

(۱۰۶) كَلَّا ۭ لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ﴿۱۹﴾ (علق پ ۳۰)

ہرگز نہیں آپ اس کا کہنا مانیں اور اپنے رب کے سامنے سجدہ کریں (نماز پڑھیں) اور اس کا قرب حاصل کریں

سورۃ بینہ میں نماز کا ذکر

(۱۰۷) وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ڏ حُنَفَاۗءَ وَيُقِيْمُوا

حالانکہ ان اہل کتاب کو صرف یہی حکم دیا گیا تھا کہ وہ یکسو ہو کر خالص اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے اعتقاد

الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ⑤ (بینہ پ ۳۰)

سے اس کی عبادت کیا کریں۔ اور نماز کی پابندی رکھیں۔ اور زکوٰۃ دیا کریں۔ اور یہی طریقہ درست و مضبوط ہے۔

سورۃ الماعون میں نماز کا ذکر

(۱۰۸) فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ④ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ⑤ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَاءُوْنَ ⑥ (ماعون پ ۳۰)

پس ایسے نمازیوں کے لیے ہلاکت ہے جو اپنی نماز سے غفلت و بے اعتنائی برتتے ہیں۔ جو ریاکاری کرتے ہیں۔

سورۃ کوثر میں نماز کا ذکر

(۱۰۹) فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ② (کوثر پ ۳۰)

پس آپ اپنے پروردگار کے لیے نماز پڑھیں اور قربانی کریں۔

كتاب الطهارة

طہارۃ کا بیان

تعریفات

فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ فرض کا جاننا اور معلوم کرنا فرض ہوتا ہے۔ اور واجب کا جاننا واجب ہوتا ہے۔ سنت کا جاننا سنت اور مستحب کا جاننا مستحب ہوتا ہے۔

فرض کی تعریف فرض وہ ہوتا ہے۔ جس کا لزوم قطعی دلیل سے ثابت ہو۔ جسمیں کسی قسم کا شبہ (شک) نہ ہو۔ کہ اللہ تعالٰے کا حکم ایسا ہی ہے۔ (مَا لَزِمَ فِعْلُهٗ بِدَلِيْلٍ قَطْعِيٍّ) جیسا آیات قرآنیہ یا احادیث متواترہ سے۔ جن میں کسی طرح تاویل وغیرہ نہ ہو۔

فرض کا حکم فرض کا حکم یہ ہے کہ اس کا کرنے والا مستحق ثواب ہوتا ہے۔ اور اس کا تارک مستحق عذاب ہوتا ہے۔ اور اس کا منکر کافر ہوتا ہے۔ اور فرض وہ ہوتا ہے جس کے فوت ہونے سے عمل ہی فوت ہو جاتا ہے۔ یہ رکن ہوتا ہے۔ اس کے وجود سے شئی کا وجود اس کے عدم سے شئی کا عدم ہوتا ہے۔

فرض کی دو قسمیں
(۱) جو نصوص سے ثابت ہو۔
(۲) جو مجتہدین کے اجتہاد سے متعین کیا گیا ہو۔ یہ اس قسم اول کی طرح قطعی نہیں ہوتا۔

فرض عین جس کا ادا کرنا ہر شخص پر جو مکلف ہو۔ ضروری ہوتا ہے۔

فرض کفایہ وہ ہوتا ہے کہ اگر جماعت میں سے بعض آدمی اس کو ادا کرلیں تو سب کی طرف سے فرض ساقط ہو جائے گا۔ اور اگر کوئی شخص بھی ادا نہ کرے تو سب جماعت گنہگار ہوگی۔ جیسا نماز جنازہ، کفن دفن۔ تیمار داری۔ بیمار پرسی وغیرہ۔

واجب کی تعریف واجب وہ ہوتا ہے۔ جس کا ثبوت دلیل ظنی سے ہوتا ہے۔ جیسا غیر منصوص آیات یا غیر متواتر احادیث سے اس کا ثبوت ہو (مَا ثَبَتَ لُزُوْمُهٗ بِدَلِيْلٍ ظَنِّيٍّ) اور اس کے کرنے والے کا ثواب فرض کے ثواب سے کم ہوتا ہے۔ اور اس کے تارک کا عذاب فرض کے تارک کے عذاب سے کم ہوتا ہے۔ اس کے نہ کرنے سے مکروہ تحریمی لازم آتا ہے اس کا اعادہ کرنا لازم ہوتا ہے۔

واجب کا حکم اور اس کا حکم یہ ہے۔ کہ اس کا منکر فاسق اور گمراہ ہوتا ہے۔ یہ ایسا موقوف علیہ ہوتا ہے۔ جس کے وجود سے شئی کا وجود ہوتا ہے لیکے انعدام سے شئی کا انعدام نہیں ہوتا۔ بلکہ اس میں نقصان اور خرابی پیدا ہو جاتی ہے۔

سنّت کی تعریف دین کا وہ راستہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو۔ (اَلطَّرِيْقَةُ الْمَسْلُوْكَةُ فِي الدِّيْنِ مِنْ غَيْرِ اِفْتِرَاضٍ وَّلَا وُجُوْبٍ) اس کا کرنے والا مستحق ثواب ہوتا ہے۔ اور اس کا تارک مستحق سزا اور ملامت ہوتا ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے محروم ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔

امام ابن ہمامؒ نے اس طرح تعریف فرمائی ہے: مَا وَاظَبَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ تَرْكِهٖ اَحْيَانًا" یہ تعریف صحیح معلوم نہیں ہوتی کیونکہ ولاء۔ ترتیب، تیامن، نیت کو آپ نے کبھی ترک نہیں کیا۔ اس کے باوجود یہ سب سنت ہیں۔ لہذا پہلی تعریف زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے۔

سنّت کا حکم حکم اس کا یہ ہے۔ کہ اس کا منکر بدعتی اور مسیٔ (گنہگار) ہوتا ہے اگر استخفاف اور توہین کرے گا۔ تو پھر کافر ہوگا۔

اور اس کے سنت ہونے کا اعتقاد رکھتے ہوئے عمل نہ کرنے سے مکروہ تنزیہی لازم آتا ہے۔ اجزاء متممہ مکملہ کی طرح ہوتا ہے۔

مستحب کی تعریف مستحب وہ ہوتا ہے۔ جس کے عمل کرنے کا ثواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہو۔ اور گاہے خود بھی عمل کیا ہو۔ اور وہ عبادت کے باب سے ہو عادت کے باب سے نہ ہو۔

مستحب کا حکم | اس کا منکر نہ کافر ہوتا ہے، نہ فاسق نہ مبتدع نہ مسئ (گنہگار) اس پر عمل کرنے والا ثواب و فضیلت کا مستحق ہوتا ہے۔ ثواب عظیم اس کو حاصل ہوتا ہے۔ اور اس کا تارک ثواب اور فضیلت سے محروم ہوتا ہے۔ اجزاءِ محسنہ، مزینہ کی طرح ہوتا ہے۔

مباح | مباح وہ ہوتا ہے جس کے کرنے میں ثواب نہ ہو۔ اور نہ کرنے میں کوئی گناہ و سزا نہ ہو۔

حرام کی تعریف | حرام وہ ہوتا ہے جس کی حرمت اور ممانعت دلیل قطعی سے ثابت ہو۔

حرام کا حکم | اس کا منکر کافر ہوتا ہے۔ اور بغیر کسی عذر کے اس کا مرتکب فاسق مستحق عذاب و سزا ہوتا ہے۔

مکروہ تحریمی کی تعریف | جس کی ممانعت و ناپسندیدگی دلیل ظنی سے ثابت ہو۔

مکروہ تحریمی کا حکم | بغیر عذر کے اس کا مرتکب مستحق سزا ہوگا۔ لیکن یہ سزا حرام سے کم درجہ کی ہوگی، اور اس کا منکر کافر بھی نہیں ہوتا۔

مکروہ تنزیہی | وہ ہوتا ہے کہ جس سے اگر آدمی بچتا ہے تو مستحق ثواب ہوگا۔ اور اس کا مرتکب اگرچہ عذاب و سزا کا مستحق نہیں ہوتا۔ لیکن ایسا کام کرنے میں ایک طرح کی خرابی اور برائی پائی جاتی ہے۔

طہارت کے وجوب کا سبب | طہارت نظافت کو اور ازالہ حدث و نجس کو کہتے ہیں۔ اس کے وجوب کا سبب نماز وغیرہ ہے۔ جیسا کہ امام ابن ہمامؒ نے کہا ہے۔

اِرَادَةُ مَا لَا يَحِلُّ اِلَّا بِهَا
(فتح القدیر ص ۱۰/۱۲)

یعنی طہارت کا سبب وجوب ایسی چیز کا ارادہ کرنا ہوتا ہے جو بغیر طہارت کے حلال و جائز نہ ہو۔

طہارت و نظافت کی اہمیت | آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ يُحِبُّ الطَّيِّبَ

بے شک اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاک چیز کو پسند کرتا ہے

نَظِيْفٌ يُحِبُّ النَّظَافَةَ — نظافت والا ہے اور نظافت کو پسند کرتا ہے۔
(ترمذی ص۳۹۹)

طہارت و نظافت اور انسان کے جسم سے حدث (بے وضو ہونے اور جنابت کی حالت) اور خبث (نجاست وغیرہ) کو دُور کرنا ضروری اور واجب ہے۔ بغیر طہارت کے بعض اعمال حلال نہیں ہوتے۔ مثلاً نماز۔ قرآن کریم کو چھونا اور ہاتھ لگانا، نماز جنازہ ادا کرنا، سجدہ تلاوت ادا کرنا۔ حیض وجنابت کی حالت میں مسجد میں داخل ہونا ممنوع ہے۔ حدث اکبر (جنابت) اور حدث اصغر یعنی بول، براز، مذی، ودی وغیرہ سے طہارت ضروری ہے۔

منی (مادہ تولید) خون حیض ونفاس، خون استحاضہ، زخم کا خون نکسیر کا پھوٹنا، پیپ کا خارج ہونا، قے کا آنا، ان سب سے طہارت لازم وضروری ہوتی ہے۔ اور اس کے علاوہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَلنَّظَافَةُ تَدْعُوْا اِلَى الْاِيْمَانِ — کہ نظافت ایمان کی طرف دعوت دیتی ہے۔

(الترغیب والترہیب ص۱۰۳ ج۱ بحوالہ طبرانی)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رض سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اِنَّ الْاِسْلَامَ نَظِيْفٌ فَتَنَظَّفُوْا — نظافت وطہارت حاصل کیا کرو کیونکہ اسلام پاکیزہ اور نظیف ہے

(کنز العمال ص۱۲۹ ج۹ بحوالہ خطیب بغدادی وطبرانی الاوسط)

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک

مِفْتَاحُ الصَّلٰوةِ الطُّهُوْرُ (ترمذی ص۳ ج۱ ابن ماجہ ص۲۴، دارمی ص۱۴۵ ج۱) — کہ نماز کی چابی طہارت ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان مبارک اہل قبا کی تعریف میں

فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ (توبہ آیت ۱۰۸) — کہ اس (مسجد قبا) کے ارد گرد ایسے لوگ رہتے ہیں جو طہارت کو پسند کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ طہارت حاصل کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبَلُ صَلٰوةً بِغَيْرِ طُهُوْرٍ وَّلَا صَدَقَةً مِّنْ غُلُوْلٍ (مسلم ص۱۱۹ ج۱، ترمذی ص۲۶) — کہ بے شک اللہ تعالیٰ طہارت کے بغیر نماز قبول نہیں کرتا اور خیانت کے مال سے صدقہ قبول نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

خُذۡ مِنۡ اَمۡوَالِهِمۡ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمۡ وَتُزَكِّيۡهِمۡ بِهَا (توبہ آیت ۱۰۳)
ان کے اموال سے صدقہ وصول کرکے ان کو ظاہر و باطن میں پاک کردیں۔

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيۡنَ وَيُحِبُّ الۡمُتَطَهِّرِيۡنَ (البقرہ آیت ۲۲۲)
اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور طہارت کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

وَثِيَابَكَ فَطَهِّرۡ (المدثر آیت ۴)
اپنے لباس کو پاک کریں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

اَلطُّهُوۡرُ شَطۡرُ الۡاِيۡمَانِ (مسلم ص ۱۱۸ ج ۱)
طہارت ایمان کا جزو ہے یا ایمان کا نصف ہے۔

اَللّٰهُمَّ اجۡعَلۡنِيۡ مِنَ التَّوَّابِيۡنَ وَاجۡعَلۡنِيۡ مِنَ الۡمُتَطَهِّرِيۡنَ
اے اللہ مجھے توبہ کرنے والوں میں بنادے اور طہارت کرنے والوں میں بنادے۔

اَلسِّوَاكُ مُطَهِّرَةٌ لِلۡفَمِ (مسند احمد ص ۶۲ ج ۶، ابن ماجہ ص ۲۵، داری ص ۱۴۰ ج ۱، نسائی ص ۵ ج ۱)
مسواک منہ کو پاک کرنے والی ہے۔

ان آیات واحادیث سے طہارت کی اہمیت ظاہر و باہر ہے

طہارت کے پھر کئی درجات ہیں ظاہر کو احداث واخباث اور فضلات سے پاک کرنا۔ جوارح و اعضاء کو جرائم وآثام سے۔ قلب کو اعتقادات باطلہ اور اخلاق مذمومہ و رذیلہ اور ناپسندیدہ سے اور روح کو عما سوی اللہ کے خیال سے پاک کرنا۔

تزکیہ۔ کہتے ہیں پاک صاف کرنا، نکھارنا، میل کچیل کو دور کرنا۔ نفس انسانی کو ہر قسم کی نجاستوں اور گندگیوں سے صاف ستھرا صیقل کرنا، شہوت و غضب سے پاک کرنا، عقل کے تابع کرنا، اور عقل کو شرع کے، نفس کو کفر، شرک، نفاق، شک، الحاد، عقائد باطلہ، نیات فاسدہ، اخلاق ذمیمہ سے، بدن کو فضلات خون، ریپ، بول و براز وغیرہ نجاسات واحداث سے۔

لہذا ظاہری طہارت نجاست و ناپاکی سے اور باطنی طہارت شرکیات و شہوانیات سے ضروری ہے حضرت ام معبدؓ کہتی ہیں کہ

سَمِعۡتُ رَسُوۡلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ
میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دعا سنی

يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِيْ مِنَ النِّفَاقِ وَ عَمَلِيْ مِنَ الرِّيَاءِ وَلِسَانِيْ مِنَ الْكِذْبِ وَعَيْنِيْ مِنَ الْخِيَانَةِ فَاِنَّكَ تَعْلَمُ خَائِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ (فیض القدیر شرح جامع صغیر ص۱۶۳ ج۲ بحوالہ خطیب بغدادی و بیہقی فی الدعوات ص ـ)

اے اللہ میرے قلب کو نفاق سے اور میرے عمل کو ریا سے۔ اور میری زبان کو جھوٹ سے اور میری آنکھ کو خیانت سے پاک کر دے ۔ بے شک تو جانتا ہے آنکھوں کی خیانت اور دلوں کی مخفی باتوں کو ۔

کپڑے کی صفائی

کپڑے کا پاک صاف ہونا۔ اور کپڑے حلال کی کمائی سے بنائے گئے ہوں۔ نماز پڑھتے وقت جگہ پاک ہو قبلہ رو ہو۔ ظاہری قبلہ تو کعبہ ہے۔ باطنی قبلہ عرش الٰہی اور مشاہدہ مقصود ہے۔

حضرت حاتم اصمؒ نے فرمایا کہ "جب نماز کا وقت آتا ہے تو میں ظاہری طہارت (وضوء) پانی سے کرتا ہوں اور باطنی طہارت (وضوء) توحید، توبہ استغفار رجوع الی اللہ سے کرتا ہوں"

ذوالنون مصریؒ کا قول ہے "کہ عوام کی توبہ گناہوں سے ہوتی ہے اور خواص کی توبہ غفلت سے"

سہل بن عبداللہؒ فرماتے ہیں "توبہ یہ ہے کہ تم اپنے گناہوں کو فراموش نہ کرو حدیث میں ہے۔

اَلتَّوْبَةُ النَّدَمُ (ابن ماجہ ص۳۱۳، فیض القدیر ص۲۸۵ ج۳) یعنی توبہ ندامت کو کہتے ہیں۔

بزرگان دین کا یہ بھی قول ہے۔ کہ "جس طرح ظاہری طہارت کے بغیر نماز درست نہیں ہوتی۔ اسی طرح باطنی طہارت کے بغیر اللہ تعالیٰ کی معرفت درست نہیں ہوتی"

حضرت سفیان ثوریؒ نے مرض الموت میں ایک نماز کے لیے ساٹھ مرتبہ طہارت کی اور دعا کی "خدایا مجھے آخری دم تک باوضوء رکھنا"

حضرت شبلیؒ نے مسجد میں آنے کا ارادہ کیا اور وضوء بنایا۔ ہاتف نے آواز دی۔ تو نے ظاہر کو تو پاک صاف کر لیا لیکن باطن کی صفائی کہاں۔ واپس ہوئے تو تمام مال و اسباب میراث و ملک خدا تعالیٰ کی راہ میں دے دیا۔ سال بھر صرف وہی کپڑے تھے جن میں نماز پڑھتے تھے۔ حضرت جنیدؒ کے پاس گئے تو انہوں نے کہا وہ طہارت بہت اچھی اور نفع بخش ہے۔ خدا آپکو ہمیشہ طہارت سے رکھے

حضرت شاہ عبدالقادر رائپوریؒ نے ۱۴ سال ایک کمبل کے اندر عبادت و ریاضت کرتے

ہوئے گذار دیئے تھے۔

اسی طرح استنجاء پاک کرنا۔ ڈھیلہ اور پانی سے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ اور غُفْرَانَکَ پڑھنا۔ کھڑے ہوکر پیشاب نہ کرنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

لَا تَبُلْ قَائِمًا (ترمذی ص۲۸، ابن ماجہ ۲۶) کھڑے ہوکر پیشاب نہ کر۔

رُکے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے کی ممانعت۔ کیونکہ اس سے پانی ناپاک ہو جائے گا۔ پھر طہارت کس طرح کرے گا۔ غسلخانہ میں پیشاب کرنے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ کہ اس سے وساوس پیدا ہوتے ہیں۔ استنجاء پاک کرنے کے بعد ہاتھ کو خوب صابن مل کر یا مٹی وغیرہ کے ساتھ صاف کرنا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء سے باہر آتے تھے۔ ہاتھ مبارک کو زمین پر ملتے تھے۔ (صابن وغیرہ اگر نہ مل سکے) اسی طرح اگر پانی موجود نہ ہو یا پانی استعمال کرنے کی طاقت نہ ہو۔ تو تیمم کرنے کا طریقہ بتلایا گیا ہے۔

مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ⑥ (مائدہ پ۶)

اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا کہ تم پر تنگی ڈال دے لیکن وہ ارادہ فرماتا ہے کہ تم کو پاک کرے اور اپنی نعمت تم پر پوری کرے اور تاکہ تم شکریہ ادا کرو۔

جبتک ظاہر کی طہارت نجاست ناپاکی سے اور باطن کی طہارت شرکیات و شہوانیات سے نہ ہوگی انسان کا قلب جلوہ گاہ نہیں بن سکیگا۔

دل صاف ہو تو جلوہ گہ یار کیوں نہ ہو
آئینہ ہو تو قابل دیدار کیوں نہ ہو (میر)

لباس کی طہارت وصفائی نجاست سے اور پھر حلال کی کمائی سے بنا ہوا ہو۔

پانی تو طبعی طور پر طہارت کا آلہ ہے۔

وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَهُوْرًا (فرقان آیت ۴۸)

اور ہم نے اتارا ہے آسمان کی طرف سے پانی جو خود پاک ہے اور دوسری چیزوں کو پاک کرنے والا ہے

تیمم اس کا بدل ہے

دائیں ہاتھ سے استنجاء پاک کرنے سے ممانعت کی گئی ہے۔ راستہ میں قضاء حاجت سے منع کیا گیا ہے۔ ہفتہ میں ایک دفعہ غسل کرنا کپڑے بدلنا تیل عطر وغیرہ لگانا یہ سب طہارت کے اصول ہیں۔

عَائِشَةَ رضؓ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ قَصُّ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دس چیزیں فطرت

الشَّارِبِ اِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ۔ اَلسِّوَاکُ اِسْتِنْشَاقُ الْمَاءِ قَصُّ الْاَظْفَارِ غَسْلُ الْبَرَاجِمِ نَتْفُ الْاِبْطِ حَلْقُ الْعَانَةِ وَانْتِقَاصُ الْمَاءِ۔ قَالَ مُصْعَبٌ وَنَسِیْتُ الْعَاشِرَةَ اِلَّا اَنْ تَکُوْنَ الْمَضْمَضَةُ

(مسلم ص $\frac{129}{1}$، ابوداؤد ص $\frac{8}{1}$)

میں داخل ہیں۔ مونچھوں کا کاٹنا۔ داڑھی کو بڑھانا۔ مسواک کرنا۔ ناک میں پانی ڈال کر صاف کرنا۔ ناخن تراشنا انگلیوں کی بیرونی چنٹوں کو میل کچیل سے خوب صاف کرنا بغلوں کے بال اکھاڑنا۔ زیر ناف بال مونڈنا اور پانی سے استنجا کرنا۔ مصعب کہتے ہیں کہ دسویں بات مجھے یاد نہیں۔ غالباً وہ مضمضہ یعنی کلی کرنا ہے۔

مرد باایمان و نمازی کے لیے فرائض و نوافل۔ ذکر الٰہی بغیر طہارت کے ناممکن ہے۔ طہارت سے ملائکہ مقربین اور ارواح طیبہ سے مناسبت پیدا ہوتی ہے۔

دانتوں کو صاف کرنا	سخت زمین پر پیشاب نہ کرنا
راستہ میں بول و براز نہ کرنا	غسل خانے کی نرم زمین پر پیشاب نہ کرنا
سایہ دار درخت کے نیچے بول و براز نہ کرنا	بول و براز کے بعد ڈھیلہ یا پانی سے استنجا کرنا
ماءِ راکد (رکے ہوئے پانی) میں بول (پیشاب) نہ کرنا	ہاتھ مٹی یا صابن وغیرہ سے پاک کرنا
کھڑے ہو کر پیشاب نہ کرنا	جمعہ کے دن طہارت کا خاص اہتمام کرنا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس قدر طاقت ہوتی تھی طہارت کا خاص اہتمام فرماتے تھے۔

حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہارے لیے ایک مشفق باپ کی طرح ہوں۔ میں تمہیں تعلیم دیتا ہوں کہ جب تم قضاءِ حاجت کے لیے جاؤ تو قبلہ کی طرف رُخ اور پشت نہ کیا کرو۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ تین ڈھیلے یا پتھر استعمال کیا کرو اور گوبر۔ لید۔ ہڈی۔ کوئلہ وغیرہ سے استنجا نہ پاک کیا کرو۔ اور نہ دائیں ہاتھ سے۔ (ابن ماجہ ص ۲۷، نسائی ص $\frac{16}{1}$، ابوداؤد ص ۳، دارمی ص $\frac{138}{1}$)

ڈھیلہ۔ پتھر یا پرانا کپڑا یا روئی یا اس مقصد کے لیے جو ردی قسم کا کاغذ بنایا جاتا ہے۔ اس سے استنجا پاک کرو۔ ۱۲ سواتی

فضائل وضو

(۱) عَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلم مَا مِنِ امْرِءٍ مُّسْلِمٍ تَحْضُرُہٗ صَلٰوۃٌ مَّکْتُوْبَۃٌ فَیُحْسِنُ وُضُوْءَھَا وَخُشُوْعَھَا وَرُکُوْعَھَا اِلَّا کَانَتْ کَفَّارَۃً لِّمَا قَبْلَھَا مِنَ الذُّنُوْبِ مَا لَمْ یُؤْتِ کَبِیْرَۃً (مسلم ص ۱۲۱/۱ ج)

حضرت عثمانؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو مسلم کہ اس کے پاس فرض نماز حاضر ہوتی ہے۔ اور وہ اچھی طرح وضوء کرتا ہے۔ اور عاجزی سے وہ نماز پڑھتا ہے اور رکوع کرتا ہے تو وہ نماز اس کے پہلے گناہوں کا کفارہ بنتی ہے جب تک کہ وہ کسی کبیرہ گناہ کا ارتکاب نہ کرے۔

(۲) اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رض غُرًّا مُّحَجَّلِیْنَ مِنْ اٰثَارِ الْوُضُوْءِ فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْکُمْ اَنْ یُّطِیْلَ غُرَّتَہٗ فَلْیَفْعَلْ

(بخاری ص ۲۵/۱ ج مسلم ص ۱۲۶/۱ ج)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے" میری امت کے لوگ سفید پیشانی سفید ہاتھ اور پاؤں والے ہوں گے وضوء کے آثار سے پس جو چاہتا ہے تم میں سے کہ اپنی سفیدی کو دراز کرے تو اس کو چاہیے کہ وہ دراز کرے۔"

(۳) اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ سَمِعْتُ خَلِیْلِیْ یَقُوْلُ تَبْلُغُ الْحِلْیَۃُ مِنَ الْمُؤْمِنِ حَیْثُ یَبْلُغُ الْوُضُوْءُ (مسلم ص ۱۲۷/۱ ج)

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ مومن کا زیور اس مقام تک پہنچے گا جہاں تک وضو پہنچتا ہے۔"

(۴) عُثْمَانَ رض مَرْفُوْعًا. مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ خَرَجَتْ خَطَایَاہُ مِنْ جَسَدِہٖ حَتّٰی تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ اَظْفَارِہٖ

(مسلم ص ۱۲۵/۱ ج)

حضرت عثمانؓ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس نے اچھی طرح وضو کیا (سنن وآداب کا خوب خیال رکھا) تو گناہ (صغیرہ) اس کے جسم سے نکل جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ اسکے ناخنوں کے نیچے سے نکل جاتے ہیں"

(۵) اِبْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعًا. مَنْ تَوَضَّأَ عَلٰی طُھْرٍ کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ عَشْرَ حَسَنَاتٍ

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس نے وضوء طہارت پر کیا یعنی پہلے وضو

(ترمذی ص۳۵ ابن ماجہ ص۲۹)

تھا بشرطیکہ اس نے نماز وغیرہ پڑھی ہو) تو اس کو دس نیکیاں ملیں گی۔

⑥ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض مَرْفُوْعًا۔ اَلَا اَدُلُّکُمْ عَلٰی مَا یَمْحُوا اللّٰهُ بِهِ الْخَطَایَا وَیَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ قَالُوْا بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ عَلَی الْمَکَارِهِ وَکَثْرَةُ الْخُطَا اِلَی الْمَسَاجِدِ وَانْتِظَارُ الصَّلٰوةِ فَذٰلِکُمُ الرِّبَاطُ۔

(مسلم ص۱۲۷ ج۱، ترمذی ص۲۳)

حضرت ابوہریرۃ رض سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں نہ بتلاؤں وہ چیز جسکے ساتھ اللہ تعالیٰ خطاؤں کو مٹاتا ہے۔ اور درجات کو بلند کرتا ہے: لوگوں نے عرض کیا۔ حضور! ضرور بتلائیں فرمایا وضو کو کامل بنانا تکالیف کو برداشت کرتے ہوئے اور کثرت سے قدم اٹھانا مساجد کی طرف اور نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا یہی رباط ہے (دشمن کے مقابلہ میں اپنے آپ کو مستعد کرنا ہے)

فرائض وضوء

وضوء کے فرائض چار ہیں۔ تین اعضاء کا دھونا اور ایک عضو کا مسح کرنا۔ یعنی (۱) منہ کا دھونا (۲) دونوں ہاتھ مع کہنیوں کے دھونے (۳) دونوں پاؤں مع ٹخنوں کے دھونے (۴) سر کا مسح کرنا۔

منہ کے حدود اربعہ یہ ہیں۔ طولاً۔ پیشانی میں بالوں کے اگنے کی جگہ سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک۔ اور عرضاً۔ دونوں کانوں کی لوؤں کے درمیان کے حصہ کا دھونا اگر سر پہ بال ہوں اور اگر گنجا ہو تو پیشانی کی ہڈی۔ کے بالائی حصہ سے جہاں سر کی ہڈی کا جوڑ ہوتا ہے۔ وہاں سے لیکر ٹھوڑی کے نیچے تک دھونا فرض ہوگا۔ (شرح وقایہ ص۵۱ تا ۵۲ ج۱)

اور دونوں ہاتھوں میں کلائیوں کے ساتھ کہنیاں بھی داخل ہیں ٹخنے بھی پاؤں میں داخل ہیں

(ہدایہ ص۳ ج۱ شرح نقایہ ص۳ ج۱ کبیری ص۱۷)

اور سر کا مسح چوتھے حصہ (ربع راس) تک فرض ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک۔

(ہدایہ ص۳ ج۱ شرح نقایہ ص۳ ج۱ شرح وقایہ ص۵۵ ج۱ مطبوعہ ایچ۔ ایم سعید کراچی)

اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ثابت ہے۔

① عَنْ مُغِيْرَةَ بْنِ شُعْبَةَ .... وَمَسَحَ بِنَاصِيَتِهٖ (مسلم ص۱۳۴ ج۱، ابوداؤد ص۲۰ ج۱، منتقی ابن جارود ص۲۶)

حضرت مغیرہؓ بن شعبہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور ناصیہ (ربع راس) کا مسح کیا۔

② عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَتَوَضَّأُ (الی ان قال) فَمَسَحَ مُقَدَّمَ رَأْسِهٖ۔ (ابوداؤد ص۲۰ ج۱، مستدرک حاکم ص۱۶۹ ج۱، مسلم ص۱۳۴ ج۱)

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرتے ہوئے دیکھا۔ آپ نے سر کے اگلے حصہ (ربع راس) کا مسح کیا۔

اس سے ــــ ربع راس کا مسح ہی معلوم ہوتا ہے۔ وضوء کے بارہ میں اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں اس طرح فرمایا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ (مائدہ آیت ۶)

اے ایمان والو! جب تم ارادہ کرو نماز کی طرف کھڑے ہونے کا (اور تمہاری طہارت نہ ہو) تو دھوئیے مونہوں کو اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں تک اور مسح کرو اپنے سروں پر اور دھوئیے پاؤں کو ٹخنوں تک۔

مسئلہ اگر ناخن پر آٹا جم گیا ہو تو جب تک اس کو دھوئے گا نہیں اور دُور نہیں کرے گا، وضوء نہیں ہوگا۔ (شرح وقایہ ص۷۳ ج۱)

بعض علماء کرام ناخن پالش کو بھی اسی حکم میں شمار کرتے ہیں۔ واللہ اعلم

مسئلہ نماز۔ سجدہ تلاوت۔ نماز جنازہ، طواف کعبہ۔ مس مصحف (قرآن کریم کو ہاتھ لگانا) بغیر وضوء کے جائز نہیں۔

مسئلہ حیض اور نفاس والی جنبی اور بے وضو شخص کے لیے قرآن کی طرح توراۃ کو اور تمام کتب سماویہ کو ہاتھ لگانا بھی مکروہ ہے (شامی ص۱۶۰ ج۱، کبیری ص۶)

سنن وضوء

(۱) نیّت حضرت امام شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ نیت، اعمال کے سلسلہ میں کئی باتوں کو چاہتی ہے سب سے پہلے یہ کہ تم اس شئے کو پہچانو۔ جس کا تم قصد کرتے ہو۔ اور تم یہ بھی جانو کہ تم اس کے کرنے پر مامور ہو۔ اور یہ کہ تم طلب کرو اس بات کی موافقت کو جسکے بارے میں اللہ تعالےٰ نے تمہیں بطور عبادت کے پابند بنایا ہے (

اس کے علاوہ نیت پر اعمال کا دارومدار ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ وَاِنَّمَا لِامْرِیٍٔ مَّا نَوٰی (بخاری ج۱ ص۲ مسلم ج۲ ص۱۴۰) کہ اعمال کا مدار نیت پر ہے۔ اور ہر آدمی کو وہی کچھ حاصل ہوگا جو اس کی نیت میں ہے۔

اور ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

وَنِیَّةُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِهٖ کہ مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔

(فیض القدیر ج۶ ص۲۹۱، بحوالہ بیہقی وطبرانی)

اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے کہ

وَمَا اُمِرُوْا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ (سورۃ البینۃ ۵) اور ان لوگوں کو نہیں حکم دیا گیا مگر اس بات کا کہ یہ عبادت کریں اللہ تعالیٰ کی خالص اس کی اطاعت کرنے والے ہوں

اخلاص فی العبادت بغیر تصحیح نیت کے متصور نہیں۔ نیت جیسی ہوگی عمل ویسا ہی ہوگا۔ نیت دل کے قصد اور ارادہ کو کہتے ہیں۔ زبان سے الفاظ کا ادا کرنا ضروری نہیں۔ عام لوگوں کے لیے یہ اجازت ہے کہ وہ الفاظ بھی اگر ادا کرلیں تو کوئی حرج نہیں۔ البتہ ان الفاظ کو اگر ضروری اور لازم خیال کریں تو پھر یہ بدعت ہوجائے گی۔

مسئلہ وضوء میں نیت حضرت امام ابوحنیفہؒ، حضرت سفیان ثوریؒ، حضرت امام اوزاعیؒ حضرت حسن بصریؒ اور حضرت امام مالکؒ کے نزدیک سنت ہے (السعایہ ج۱ ص۱۴)

مسئلہ عبادات غیر مقصودہ مثلاً لباس کا دھونا، مکان کا صاف کرنا۔ بدن سے نجاست کو

دور کرنا وضوء اور غسل وغیرہ میں نیت شرط یا فرض نہیں۔ البتہ یہ مسنون ہے تاکہ اجر و ثواب حاصل ہو سکے اور عبادات مقصودہ مثلاً نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج وغیرہ میں نیت فرض اور ضروری ہے۔

(شرح وقایہ ص ۶۲ ج ۱ کبیری ص ۵۲)

(۲) **تسمیہ** یعنی بسم اللہ پڑھنا وضوء سے پہلے سنت ہے (ہدایہ ص ۵ ج ۱ شرح نقایہ ص ۵ ج ۱) اس کے کئی الفاظ احادیث میں وارد ہوئے ہیں۔

(۱) بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ (مجمع الزوائد ص ۲۲ ج ۱ بحوالہ طبرانی فی الصغیر اسنادہ حسن)

(۲) بِسْمِ اللّٰهِ (کنز العمال ص ۱۱۸ ج ۹)

(۳) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ (دارقطنی ص ۱ ج ۱ نسائی ص ۲۵ ج ۱ سنن الکبریٰ للبیہقی ص ۴۳ ج ۱ کبیری ص ۲۱ شرح نقایہ ص ۵ ج ۱)

(۴) بِسْمِ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى دِيْنِ الْاِسْلَامِ

یہ الفاظ کسی صحیح مرفوع روایت سے ثابت نہیں اور بقول امام ابن ہمامؒ فقہاء کرام سے منقول ہیں (فتح القدیر ص ۱۴ ج ۱)

مسئلہ اگر یوں کہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، تو اس سے سنت ادا ہو جائے گی (کبیری ص ۲۱ فتح القدیر ص ۱۴ ج ۱)

حدیث شریف میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّا وُضُوْءَ لَهٗ وَلَا وُضُوْءَ لِمَنْ لَّمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ۔ (ابوداؤد ص ۱۴ ج ۱ مستدرک حاکم ص ۱۴۶ ج ۱ ابن ماجہ ص ۳۲، دارقطنی ص ۲۹ ج ۱)

اس کی نماز نہیں جس کا وضوء نہیں۔ اور اس کا وضوء نہیں جس نے اللہ تعالیٰ کا نام نہیں لیا (یعنی کامل درجہ کا وضوء نہ ہوگا)

ابی ھریرۃ۔ ابن مسعودؓ۔ ابن عمرؓ مرفوعاً۔ قَالَ مَنْ تَوَضَّأَ وَذَكَرَ اللّٰهَ فَاِنَّهٗ يُطَهِّرُ جَسَدَهٗ كُلَّهٗ وَمَنْ تَوَضَّأَ وَلَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ لَمْ يُطَهِّرْ اِلَّا مَوْضِعَ الْوُضُوْءِ

حضرت ابوہریرہؓ۔ حضرت ابن مسعودؓ۔ حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے وضوء کیا اور اللہ کا نام لیا تو یہ اس کے سارے جسم کو پاک کر دیتا ہے۔ اور جس نے اللہ کا نام نہ لیا اس کے صرف وضوء والے اعضاء پاک ہوتے ہیں

(دارقطنی ص ۲۷ ج ۱، سنن الکبریٰ للبیہقی ص ۴۴ ج ۱)

مسئلہ صحیح بات یہ ہے کہ دو دفعہ بِسْمِ اللّٰہِ کہے پہلی مرتبہ استنجار کرنے سے پہلے (جب کہ استنجار کے لیے کشف عورت کرنا چاہتا ہو اس سے پہلے) اور دوبارہ جب کہ اعضار وضو دھونے لگے (ہدایہ ص۵ ج۱ کبیری ص۲۱)

مسئلہ اگر وضور کے ابتدار میں بِسْمِ اللّٰہِ کہنا بھول گیا تو درمیان میں کہنے سے سنت ادا نہ ہو گی۔ کیونکہ وضور عمل واحد ہے۔ برخلاف طعام کے کہ اس کا ہر ہر لقمہ اور ہر ہر گھونٹ الگ الگ عمل ہے۔ وہاں سنت ادار ہو جائے گی (کبیری ص۲۲ وَکَذَا حَقَّقَ ابْنُ ھُمَامٍ فِی فَتْحِ الْقَدِیْرِ ص۱۵ ج۱)

مسئلہ بعض لوگ وضور سے پہلے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ پڑھتے ہیں اس کا حکم نہیں ہے۔ خلاف سنت ہے۔

مسئلہ وضور کامل بنانا چاہیئے وعید آئی ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَیْلٌ لِلْاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ اَسْبِغُوا الْوُضُوْءَ (مسلم ص۱۲۵ ج۱، ابو داود ص۱۳ ج۱)

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہلاکت ہے ایڑیوں کے لیے دوزخ کی آگ سے وضور کامل بنار (یعنی ایڑیوں کی کوئی جگہ خشک نہ رہنے پائے۔

(۳) تثلیث تثلیث یعنی تین تین مرتبہ اعضار وضور کو دھونا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل مبارک سے ثابت ہے۔ تمام صحاح ستہ میں اس کی احادیث موجود ہیں۔

(۴) مسواک کرنا مسواک کرنا سنت ہے۔ (ہدایہ ص۵ ج۱ شرح نقایہ ص۱ ج۱ کبیری ص۲۲،۳۲)

۱۔ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ مَرْفُوْعًا۔ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَاَمَرْتُھُمْ بِالسِّوَاکِ عِنْدَ کُلِّ صَلٰوۃٍ (بخاری ص۱۲۲ ج۱، مسلم ص۱۲۹ ج۱)

حضرت ابوہریرہ رضؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں اپنی امت پر مشقت نہ محسوس کرتا تو ان کو حکم دیتا مسواک کرنے کا ہر نماز کے لیے

۲۔ عَائِشَۃَ مرفوعاً عَشْرٌ مِنَ الْفِطْرَۃِ (الی ان قال) وَالسِّوَاکُ (مسلم ص۱۲۹ ج۱، ابن ماجہ ص۲۵)

حضرت عائشہ صدیقہؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ دس چیزیں فطرت کی ہیں ان میں ایک مسواک ہے۔

(۳) عَنْ عَائِشَةَ رضی قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اَلسِّوَاکُ مُطَهِّرَةٌ لِلْفَمِ مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ (مسند احمد ج۶ ص۶۲، داری ج۱ ص۱۴۲، نسائی ج۱ ص۵)

حضرت عائشہ رضی کہتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسواک منہ کو پاک کرنے والی ــــ رب کو راضی کرنے والی ہے۔

(۴) وَعَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اَرْبَعٌ مِّنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِیْنَ (الی ان قال) وَالسِّوَاکُ

حضرت ابو ایوب رضی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔ کہ چار چیزیں رسولوں کی سنت میں سے ہیں۔ ان میں ایک مسواک بھی ہے۔

(۵) عَنْ عَائِشَةَ رضی قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَفْضُلُ الصَّلٰوةُ الَّتِیْ یُسْتَاكُ لَهَا عَلَی الصَّلٰوةِ الَّتِیْ لَا یُسْتَاكُ لَهَا سَبْعِیْنَ ضِعْفًا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ وہ نماز جس کے لیے مسواک کیا گیا ہو وہ اس سے ستر مرتبہ فضیلت والی ہوتی ہے، جس کے لیے مسواک نہ کیا گیا ہو۔

(زجاجۃ المصابیح ج۱ ص۹۵ بحوالہ بیہقی فی شعب الایمان)

مسئلہ مسواک ہر درخت کی روا ہے۔ بہتر پیلو۔ نیم۔ کیکر۔ زیتون۔ شکھ چین وغیرہ کڑوے خشک۔ تر ہر قسم کی مسواک کا استعمال کرنا درست ہے۔ (کبیری ص۳۳)

مسئلہ مسواک چھوٹی انگلی کے برابر موٹی اور تقریباً ایک بالشت ہو (شرح نقایہ ج۱ ص۶)

مسئلہ مسواک بالعرض کرنی چاہیے نہ کہ بالطول یعنی مسواک کو دانتوں پر دائیں بائیں چلانا چاہیے نہ کہ اوپر۔ نیچے (شرح نقایہ ج۱ ص۶، کبیری ص۳۳)

عَنْ بَهْزٍ رضی کَانَ النَّبِیُّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یَسْتَاكُ عَرْضًا۔

حضرت بھز رضی سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسواک عرضاً کرتے تھے۔

(کنز العمال ج۹ ص۲۷۶ بحوالہ ابن عساکر و ابونعیم)

مسئلہ برش استعمال کر سکتا ہے۔ بشرطیکہ حرام بالوں سے بنا ہوا نہ ہو۔ لیکن سنت اس سے ادا نہ ہوگی۔

مسئلہ مسواک مردوں کے ساتھ خاص نہیں بلکہ عورتوں کے لیے بھی اسی طرح سنت ہے۔

(۵) مضمضہ مضمضہ یعنی منہ میں پانی ڈال کر کلی کرنا (ہدایہ صـ۵ ج۱ شرح نقایہ صـ۷ ج۱)

مسئلہ وضوء اور غسل میں غرغرہ سنت ہے۔ الّا یہ کہ روزہ کی حالت ہو۔

عَنْ عَاصِمِ بْنِ لَقِيطٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم اِذَا تَوَضَّأْتَ فَاَبْلِغْ فِي الْمَضْمَضَةِ وَالْاِسْتِنْشَاقِ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ صَائِمًا (نیل الاوطار صـ۱۵۷ ج۱)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم وضوء کرو تو مضمضہ (کلی کرنے) استنشاق (ناک میں پانی ڈالنے) میں خوب مبالغہ کیا کرو۔ مگر روزہ کی حالت میں مبالغہ نہ کرو۔

(۶) استنشاق ناک میں پانی ڈال کر اس کو جھاڑنا اور صاف کرنا (ہدایہ صـ۵ ج۱ شرح نقایہ صـ۷ ج۱)

(۱) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب کوئی وضوء کرے تو فَلْيَسْتَنْثِرْ ثَلَاثًا (بخاری صـ۲۵ ج۱ مسلم صـ۱۲۴ ج۱) تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالکر ناک کو خوب جھاڑدے

(۲) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رضـ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا تَوَضَّأَ اَحَدُكُمْ فَلْيَجْعَلْ فِيْ اَنْفِهِ مَاءً ثُمَّ لِيَسْتَنْثِرْ (بخاری صـ۲۸ ج۱، مسلم صـ۱۲۴ ج۱، ابوداود صـ۱۹ ج۱، نسائی صـ۲۶ ج۱)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی وضوء کرتا ہے تو اس کو چاہیے کہ ناک میں پانی ڈالے اور اچھی طرح اس کو جھاڑدے۔

(۷) تخلیل اللحیہ ڈاڑھی کا خلال کرنا بھی سنت ہے۔ (ہدایہ صـ۵ ج۱ شرح نقایہ صـ۷ ج۱)

عَنْ اَنَسٍ رضـ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا تَوَضَّأَ اَخَذَ كَفًّا مِّنْ مَّاءٍ فَاَدْخَلَهُ تَحْتَ حَنَكِهِ فَخَلَّلَ بِهِ لِحْيَتَهُ وَقَالَ هٰكَذَا اَمَرَنِيْ رَبِّيْ (ابوداود صـ۱۹ ج۱)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب وضوء کرتے تھے تو پانی ہاتھ میں لے کر جبڑے کے نیچے ڈالتے تھے اور پھر ڈاڑھی مبارک کا خلال کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے۔ مجھے میرے رب نے ایسا ہی حکم دیا ہے۔

۸. انگلیوں کا خلال کرنا

ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا سنت ہے۔
(ہدایہ ص۵ ج۱ شرح نقایہ ص۷ ج۱)۔

(۱) عَنْ لَقِيْطِ بْنِ صَبُرَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا تَوَضَّأْتَ فَاَسْبِغِ الْوُضُوْءَ فَخَلِّلْ بَيْنَ الْاَصَابِعِ (ترمذی ص۱۲ ج۱ حسن صحیح مستدرک حاکم ص۱۶۴ ج۱ نسائی ص۲۱ ج۱)

حضرت لقیط بن صبرۃؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم وضو کرو تو کامل طریقہ پر اور اچھی طرح وضو کرو۔ اور انگلیوں کے درمیان خلال کرو۔

(۲) عَنْ عَائِشَةَ رض مَرْفُوْعًا. خَلِّلُوْا بَيْنَ اَصَابِعِكُمْ، لَا يُخَلِّلُ اللّٰهُ تَعَالٰى بَيْنَهَا بِالنَّارِ،
(دارقطنی ص۹۵ ضعیف؟)

ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ انگلیوں کے درمیان خلال کیا کرو تاکہ اللہ تعالےٰ قیامت کے دن دوزوخ کی آگ سے ان کا خلال نہ کرائے۔

۹. پورے سر کا مسح

تمام سر کا ایک ہی مرتبہ مسح کرنا سنت ہے (ہدایہ ص۶ ج۱ شرح نقایہ ص۸ ج۱)
عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا تو

فَمَسَحَ بِرَاْسِهٖ وَاَدْبَرَ بِهَا
(بخاری ص۳۲ ج۱، ترمذی ص۳ ج۱)

تمام سر کا مسح کیا سامنے اور پیچھے سے بھی۔

۱۰. کانوں کا مسح

کانوں کا مسح کرنا بھی سنت ہے۔
(ہدایہ ص۵ ج۱ شرح نقایہ ص۸ ج۱)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم مَسَحَ بِرَاْسِهٖ وَاُذُنَيْهِ بَاطِنَهُمَا بِالسَّبَّاحَتَيْنِ وَظَاهِرَهُمَا بِاِبْهَامَيْهِ (نسائی ص۲۹ ج۱)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ نے سر کا مسح کیا اور دونوں کانوں کا مسح بھی کیا۔ اندرونی حصہ کا مسح شہادت کی انگلیوں سے اور ظاہری حصہ کا دونوں انگوٹھوں سے۔

۱۱. ترتیب

ترتیب سے وضو کرنا۔ (ہدایہ ص۶ ج۱ شرح نقایہ ص۸ ج۱)
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے غیر مرتب وضو ثابت نہیں۔

۱۲. موالات

یعنی پے در پے وضو کرنا ایک عضو کے دھونے سے دوسرے عضو کے دھونے تک

آسانا وقفہ نہ ہو کر پہلا عضو خشک ہو جائے (شرح نقایہ ص۹ ج۱، کبیری ص۲۵)

۱۳۔ دلک | دلک (اعضاء وضوء کا ملنا) بھی سنت ہے۔ (شرح نقایہ ص۹ ج۱، کبیری ص۲۷ ج۱)

مسئلہ | انگوٹھی اگر ڈھیلی ہوئی ہو تو وضوء کرتے وقت اس کو حرکت دینا سنت ہے۔ اگر انگوٹھی تنگ نہ ہو اور اگر تنگ ہو تو اس کو حرکت دینا ضروری ہے۔ تاکہ پانی اس کے نیچے پہنچ جائے۔ (کبیری ص۲۷)

۱۔ عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ رض کَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا تَوَضَّأَ حَرَّکَ خَاتَمَہٗ (دار قطنی ص۳۲ ج۱)	ابو رافع رض کہتے ہیں کہ جب آپ وضوء کرتے تھے تو انگوٹھی کو انگلی میں حرکت دیتے تھے۔
۲۔ عن مُجَمِّعِ بْنِ عتاب عَنْ ابیہ قَالَ وَضَّأْتُ عَلِیًّا رض فَحَرَّکَ خَاتَمَہٗ (ابن ابی شیبہ ص۲۹ ج۱)	حضرت عتابؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رض کو وضوء کرایا۔ تو آپنے اپنی انگوٹھی کو اچھی طرح ہلایا۔
۳۔ عن ابی تمیم الجیشانی اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عَمْرٍو وکَانَ اِذَا تَوَضَّأَ حَرَّکَ خَاتَمَہٗ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۹ ج۱)	ابو تمیم جیشانی رح روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ جب وضوء کرتے تھے تو اپنی انگوٹھی کو ہلاتے تھے۔

مستحبات وضوء

۱۔ بغیر عذر کے کسی دوسرے سے وضوء کرنے میں مدد نہ لینا (شرح نقایہ ص۹ ج۱، کبیری ص۳۱)

۲۔ قبلہ رُخ ہونا۔ (شرح نقایہ ص۹ ج۱)

۳۔ دائیں طرف سے شروع کرنا۔ (شرح نقایہ ص۹ ج۱، ہدایہ ص۶ ج۱)

۱۔ عَنْ عَائِشَۃَ رض قَالَتْ کَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم یُحِبُّ التَّیَمُّنَ مَا اسْتَطَاعَ فِیْ شَانِہٖ کُلِّہٖ فِیْ طُھُوْرِہٖ وَتَرَجُّلِہٖ وَتَنَعُّلِہٖ (بخاری ص۲۶ ج۱، مسلم ص۱۳۲ ج۱)	حضرت عائشہ صدیقہ رض کہتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے تمام کاموں میں جہاں تک ممکن ہوتا دائیں طرف کو زیادہ پسند فرماتے۔ طہارت کنگھی پھیرنے اور جوتا پہننے میں۔
۲۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا لَبِسْتُمْ وَاِذَا	حضرت ابوہریرۃ رض روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے، جب تم لباس پہنو

تَوَضَّأتُمْ فَابْدَؤُا بِمَيَامِنِكُمْ — اور جب تم وضوء کرو تو دائیں طرف پہلے شروع کرو

(ابوداود صہ ۲/۲۱۵ ابن ماجہ صہ ۱/۳۳)

۴- مسح الرقبہ | یعنی گردن کا مسح کرنا۔ صحیح بات یہ ہے کہ گردن کا مسح مستحبات میں سے ہے اس کا کرنا زیادہ بہتر ہے بنسبت اس کے ترک کے۔ (شرح نقایہ صہ ۱/۲)

۱۔ حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم انصاری رضؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضوء کیا اور سر کا مسح کیا۔

فَاَقْبَلَ بِهِمَا وَاَدْبَرَ بَدَأَ بِمُقَدَّمِ رَأْسِهِ ثُمَّ ذَهَبَ بِهِمَا اِلٰى قَفَاهُ

(مسلم صہ ۱/۱۲۲ بخاری صہ ۱/۲۱)

سامنے کے حصہ پر اور پچھلے حصہ پر بھی ابتدا سامنے کے حصہ سے کی۔ پھر دونوں ہاتھوں کو پیچھے گدی (گردن) تک لے گئے (قفا سر کے پچھلے حصہ کو کہتے ہیں جو گردن کے ساتھ متصل ہے مناسب یہی ہے کہ سر کے ساتھ گردن پر بھی ہاتھ پھیر دیے جائیں۔

۲۔ عن ابن عمرؓ اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مَنْ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ بِيَدَيْهِ عَلٰى عُنُقِهِ وُقِيَ الْغُلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔

(تلخیص الحبیر صہ ۱/۹۳)

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے وضوء کیا اور اپنے دونوں ہاتھوں سے گردن کا مسح کیا تو وہ شخص قیامت کے دن طوق سے بچایا جائے گا۔ (اس کی گردن میں عذاب کا طوق نہیں ڈالا جائے گا)

۳۔ عَنْ مجاھد عن ابن عمرؓ اَنَّهُ كَانَ اِذَا مَسَحَ رَأْسَهُ مَسَحَ قَفَاهُ مَعَ رَأْسِهِ (بیہقی صہ ۱/۶۰)

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ وہ جب سر پر مسح کرتے تھے تو ——— گردن کا مسح بھی سر کے مسح کے ساتھ کرتے تھے۔

۵) دلک یعنی مل کر اعضاء وضوء کا دھونا۔ صحیح بات یہ ہے کہ دلک مستحبات میں سے ہے۔ اگرچہ اس کا ذکر سنن میں بھی کیا گیا ہے

۶۔ اطمینان سے وضوء کرنا۔

۷۔ کپڑوں کو قطروں سے (چھینٹوں) سے محفوظ رکھنا۔

۸۔ ہر فرض نماز کے لیے تازہ وضوء کرنا۔

۹۔ قرطہ خاتم کو ہلانا اور حرکت دینا۔ یعنی ہاتھ کی انگوٹھی کو اور کان کی بالی کو حرکت دینا۔

كَمَا فِي حَدِيثِ اَبِي رَافِعٍ رض قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا تَوَضَّأَ وُضُوْءَ الصَّلٰوةِ حَرَّكَ خَاتَمَهٗ فِي اِصْبَعِهٖ۔ (دارقطنی صہ ج۱ ۸۳، ابن ماجہ صہ ۳۵)

جیسا کہ حضرت ابو رافع رض کی روایت میں ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وضوء کرتے تھے تو ہاتھ کی انگلی میں انگوٹھی کو حرکت دیتے تھے۔

بعض نے اس کو مستحبات میں شمار کیا ہے۔

۱۰۔ قبل از وقت وضوء کرنا۔ (کبیری صہ ۲۸)

۱۱۔ وضوء کے بعد اگر وقت مکروہ نہ ہو تو دو رکعت تحیۃ الوضوء ادا کرنا مستحب ہے۔

۱۲۔ وضوء کے بعد ادعیہ کا پڑھنا۔ (شرح نقایہ صہ ج۱ ۹)

ادعیہ وضوء

۱۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ (مسلم صہ ج۱ ۱۲۲)

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالٰی کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ اکیلا ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

۲۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ (ترمذی صہ ۲۴)

اے اللہ مجھ کو توبہ کرنے والوں میں سے بنا دے اور مجھے طہارت اور پاکی حاصل کرنے والوں میں سے بنا دے

۳۔ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ اَللّٰهُمَّ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ (ابن سنی صہ ۲۲)

پاک ہے تیری ذات اے اللہ اور میں تیری حمد کرتا ہوں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں اے اللہ میں تجھ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور تیرے سامنے توبہ کرتا ہوں۔

۴۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ وَوَسِّعْ لِيْ دَارِيْ وَبَارِكْ لِيْ فِيْ رِزْقِيْ (ابن سنی صہ ۲۱)

اے اللہ میرے گناہ بخش دے اور میرے گھر کو وسیع بنا دے اور مجھے میرے رزق میں برکت دے۔

مسئلہ وضوء کے بعد بعض حضرات اِنَّا اَنْزَلْنَا پڑھتے ہیں۔ اس کا کسی صحیح روایت میں ذکر نہیں ہے۔ بعض مشائخ کرام کے معمولات میں اِنَّا اَنْزَلْنَا اور دیگر ادعیہ کے پڑھنے کا ذکر اگرچہ ملتا ہے۔ لیکن صحیح احادیث میں اس کا ثبوت نہیں۔ اور جو روایات اس سلسلہ میں ذکر کی جاتی ہیں۔ وہ قابل اعتبار نہیں اس کا التزام کرنا اور اس کو مستحب جاننا خلاف سنت ہے۔

مسئلہ وضوء کرنے کے بعد رومال تولیہ وغیرہ سے پونچھنا یا پانی خشک کر لینا جائز ہے۔

عَنِ الْحَسَنِ وَابْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ لَا بَأْسَ بِاَنْ يَّمْسَحَ الرَّجُلُ وَجْهَهٗ مِنَ الْوُضُوْءِ قَبْلَ اَنْ يُّصَلِّيَ بِالْمِنْدِيْلِ اَوْقَالَ بِالثَّوْبِ (مصنف عبدالرزاق صفحہ ۱۸۴ ج ۱)

حضرت امام حسن بصریؒ اور امام ابن سیرینؒ فرماتے ہیں کہ نماز پڑھنے سے پہلے وضوء کرنے کے بعد کوئی شخص رومال (تولیہ وغیرہ) سے اپنے چہرہ کو پونچھ لے تو کوئی حرج نہیں۔

مکروہات وضوء

۱۔ مسجد میں وضوء کرنا مکروہ ہے۔ تاکہ مستعمل پانی مسجد میں نہ گرے۔

۲۔ نجس اور ناپاک جگہ وضوء کرنا۔

۳۔ قبلہ رخ بلغم وغیرہ کا تھوکنا یا پھینکنا۔

۴۔ وضوء کرتے وقت بغیر ضرورت کے دنیاوی باتیں کرنا۔ (نور الایضاح ص۸)

۵۔ چہرے پر زور سے پانی پھینکنا۔ (نور الایضاح ص۸)

۶۔ وضوء میں زیادہ پانی صرف کرنا۔ اسراف اور گناہ ہے۔ (نور الایضاح ص۸)

۷۔ داہنے ہاتھ سے ناک صاف کرنا۔

نواقض وضوء

جن چیزوں سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے

۱۔ بول وبراز کے راستے سے جو چیز بھی (مثلاً پیشاب، پاخانہ، ریح۔ دیدان (کیڑے) اور سنگریزہ

وغیرہ) خارج ہو اس سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے۔ (ہدایہ ص۱۰ ج۱ شرح نقایہ ص۹ ج۱ کبیری ص۱۲۴)

۱۔ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ ۔ (مائدہ آیت ۶)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "یا تم میں سے کوئی شخص اگر قضائے حاجت سے فارغ ہو کر آئے تو نماز کے لیے اس کو طہارت کرنی ضروری ہو گی۔"

۲۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ وَعَلِیٍّؓ اَلْوُضُوْءُ مِمَّا خَرَجَ (بیہقی ص۱۱۶ ج۱)

حضرت ابن عباسؓ اور حضرت علیؓ سے منقول ہے کہ وضوء اس چیز سے ضروری ہوتا ہے جو خارج ہو۔

۳۔ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِیْ رَبَاحٍ قَالَ فِی الَّذِیْ یَتَوَضَّأُ وَیَخْرُجُ الدُّوْدُ مِنْ دُبُرِهٖ قَالَ عَلَیْهِ الْوُضُوْءُ وَكَذٰلِكَ قَالَ الْحَسَنُ وَجَمَاعَةٌ۔ (بیہقی ص۱۱۶ ج۱ ابن ابی شیبہ ص۳۹ ج۱ مصنف عبدالرزاق ص۱۶۴ ج۱)

حضرت عطاء بن ابی رباحؒ نے کہا ہے کہ جو شخص وضوء کرتا ہے۔ اور پھر اس کے براز کے راستہ سے کوئی کیڑا خارج ہوتا ہے تو اس پر وضوء کرنا ضروری ہوتا ہے۔ حضرت حسنؒ اور فقہاء و محدثین کی ایک جماعت نے بھی اسی طرح کہا ہے۔

۴۔ قَالَ عَطَاءٌ فِیْمَنْ یَّخْرُجُ مِنْ دُبُرِهِ الدُّوْدُ اَوْ مِنْ ذَكَرِهٖ نَحْوُ الْقَمْلَةِ یُعِیْدُ الْوُضُوْءَ (بخاری ص۲۹ ج۱)

حضرت عطاءؒ سے منقول ہے جس شخص کے براز کے راستہ سے کیڑا خارج ہو یا بول کے راستہ سے جوں وغیرہ جیسی کوئی چیز خارج ہو اس پر ضروری ہے کہ وہ دوبارہ وضوء کرے۔

۵۔ قَالَ عَطَاءٌ تَوَضَّأْ مِنْ كُلِّ حَدَثٍ مِنَ الْبَوْلِ وَالْخَلَاءِ وَالْفُسَاءِ وَالضُّرَاطِ وَمِنْ كُلِّ حَدَثٍ یَخْرُجُ مِنَ الْاِنْسَانِ (مصنف عبدالرزاق ص۱۳۹ ج۱)

حضرت عطاءؒ نے کہا وضوء کرو۔ ہر حدث سے بول ہو یا براز۔ یا بے آواز ہوا خارج ہو۔ یا پاد وغیرہ جو انسان سے خارج ہو۔

(۲) خون۔ پیپ۔ ریم۔ صدید (پتلا زرد پانی) جسم کے کسی حصے سے خارج ہو کر بہنے سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے۔ (جامع صغیر ص۸ ہدایہ ص۱۰ ج۱ شرح نقایہ ص۱۰ ج۱ کبیری ص۱۳۱)

۱۔ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ اِذَا رَعَفَ انْصَرَفَ فَتَوَضَّأَ (موطا امام مالک ص۲۷)

نافعؒ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو جب نکسیر پھوٹتی تھی وہ واپس پلٹ کر وضوء کرتے تھے۔

۲- عَنِ الْحَسَنِ اَنَّهٗ کَانَ لَا یَرَی الْوُضُوْءَ مِنَ الدَّمِ اِلَّا مَاکَانَ سَائِلًا۔ (مصنف ابن شیبہ ص۱۳۷ ج۱)

حضرت حسن بصریؒ سے منقول ہے کہ وہ ایسے خون سے وضوء ضروری خیال کرتے تھے جو اپنے مقام سے نکل کر بہ جائے۔

مسئلہ آنکھ کے اندر اگر کوئی پھنسی۔ دانہ وغیرہ ٹوٹ گیا اور باہر نہیں نکلا تو وضوء نہیں ٹوٹا۔ اگر باہر نکلا تو وضوء ٹوٹ جائے گا۔ (شرح وقایہ ص۶۶ ج۱)

مسئلہ کان میں درد ہو اور جو پانی وغیرہ اس سے بہ جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ تھوک خون ملا ہوا اگر خارج ہو تو جو غالب ہوگا اس کا حکم ہوگا (شرح نقایہ ص۱۵ ج۱ شرح وقایہ ص۶۷ ج۱)

عَنِ الْحَسَنِ فِیْ رَجُلٍ بَزَقَ فَرَاٰی فِیْ بُزَاقِهٖ دَمًا اَنَّهٗ لَمْ یَرَ ذٰلِكَ شَیْئًا حَتّٰی یَکُوْنَ دَمًا غَلِیْظًا یَعْنِی الْبُزَاقَ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۲۴ ج۱)

حضرت حسن بصریؒ نے کہا کہ جس شخص نے اپنے تھوک میں خون دیکھا تو جب تک گاڑھا خون نہ ہو یعنی تھوک پر جب تک غالب نہ ہو اس وقت تک اس سے وضوء نہیں کرنا پڑتا۔

۲- عَنْ اِبْرَاهِیْمَ فِی الرَّجُلِ یَبْزُقُ فَیَکُوْنُ فِیْ بُزَاقِهِ الدَّمُ قَالَ اِذَا غَلَبَتِ الْحُمْرَةُ الْبَیَاضَ تَوَضَّأَ وَاِذَا غَلَبَ الْبَیَاضُ الْحُمْرَةَ لَمْ یَتَوَضَّأْ (ابن ابی شیبہ ص۱۲۴ ج۱)

حضرت ابراہیم نخعیؒ نے کہا جو شخص تھوک میں خون دیکھتا ہے اگر سفیدی پر سرخی غالب ہو تو وضوء کرے اور اگر سرخی پر سفیدی غالب ہو تو وضوء نہ کرے

۳- عن ابْنِ سِیْرِیْنَ فِی الرَّجُلِ یَبْصُقُ دَمًا قَالَ اِذَا کَانَ الْغَالِبُ عَلَیْهِ الدَّمَ تَوَضَّأَ (مصنف عبدالرزاق ص۱۴۸ ج۱)

امام ابن سیرینؒ نے بھی یہی کہا ہے۔ کہ اگر تھوک پر خون غالب ہو تو وضوء کرے (ورنہ نہیں)

مسئلہ پچھنا یا جونک لگوانے سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اگرچہ بدن پہ خون کا نشان نہ ہو۔

(شرح وقایہ ص۶۸ ج۱)

مسئلہ انجکشن (ٹیکہ) لگوانے سے وضو ٹوٹ جائے گا۔ اگر خون یا رطوبت خارج ہو ورنہ نہیں۔

مسئلہ نکسیر سے امام ابوحنیفہؒ۔ سفیان ثوریؒ۔ اسحٰق بن راہویہؒ۔ امام احمدؒ وغیرہم کے نزدیک وضوء ٹوٹ جاتا ہے۔ امام شافعیؒ۔ امام مالکؒ کے نزدیک نہیں ٹوٹتی۔

عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض كَانَ اِذَا رَعُفَ اِنْصَرَفَ فَتَوَضَّأَ (موطا امام مالک ص۳۲)

حضرت ابن عمر رض کو جب نکسیر پھوٹتی تھی تو پلٹ کر وضوء کرتے تھے۔

۲۔ منہ بھر کر قے آنے سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے۔ (جامع صغیر ص۸، ہدایہ ج۱ ص۹، شرح نقایہ ج۱ ص۱۰، کبیری ص۱۲۹)

۱۔ عَنْ عَائِشَةَ رض قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَصَابَهٗ قَيْئٌ اَوْ رُعَافٌ اَوْ قَلْسٌ اَوْ مَذْيٌ فَلْيَنْصَرِفْ فَلْيَتَوَضَّأْ (ابن ماجہ ص۸۵، دارقطنی ج۱ ص۱۵۵)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رض نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو قے آجائے یا نکسیر پھوٹ جائے یا مذی خارج ہوجائے اس کو پلٹ کر وضو کرنا چاہیئے (کہ اس کا وضوء نہیں رہا)

۲۔ عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ رض اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاءَ فَتَوَضَّأَ فَلَقِيْتُ ثَوْبَانَ فِيْ مَسْجِدِ دِمَشْقَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ صَدَقَ وَاَنَا صَبَبْتُ لَهٗ وَضُوْءَهٗ (ترمذی ص۲۹، مسند احمد ج۶ ص۴۴۳)

حضرت ابو درداء رض نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قے آئی تو آپ نے وضوء کیا (معدان بن ابی طلحہ نے کہا کہ) میں دمشق کی مسجد میں حضرت ثوبان رض (حضور علیہ السلام کے خادم) سے ملا اور میں نے یہ ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ حضرت ابو الدرداء رض صحیح کہتے ہیں کیونکہ میں نے ہی حضور علیہ السلام کے لیے وضوء کا پانی ڈالا تھا۔

۳۔ مغيرة عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ سَأَلْتُهٗ عَنِ الْقَلْسِ فَقَالَ ذٰلِكَ الدَّسْعُ اِذَا ظَهَرَ فَفِيْهِ الْوُضُوْءُ (ابن ابی شیبہ ج۱ ص۴۰)

مغیرہ نے حضرت ابراہیم رح سے قے کے بارہ میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ یہ قے اگر منہ بھر کر آئے تو اس سے وضو کرنا ضروری ہوتا ہے۔

۴۔ قَالَ عَطَاءٌ فِي الْقَلْسِ وُضُوْءٌ (ایضاً)

۵۔ وَقَالَ عَطَاءٌ هُوَ حَدَثٌ (ایضاً)

حضرت عطاء نے بھی یہی کہا ہے کہ جو قے منہ بھر کر آئے۔ یہ حدث ہے۔ اور اس میں وضوء کرنا پڑتا ہے۔

مسئلہ قے میں اگر بلغم خارج ہو تو وضوء نہیں ٹوٹتا (جامع صغیر ص۸، شرح نقایہ ج۱ ص۱۱، ہدایہ ج۱ ص۹، شرح وقایہ ج۱ ص۶۸، کبیری ص۱۲۹)

۴۔ نوم مضطجعاً یعنی نیند کا آنا لیٹنے کی حالت میں یا کسی چیز سے تکیہ یا ٹیک لگا کر کہ اگر اس چیز کو ہٹایا جائے تو یہ گر پڑے، یا کروٹ کے بل سونے سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے۔

(ہدایہ ج۱ ص۹، شرح نقایہ ج۱ ص۱۱)

۱۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّمَا الْوُضُوْءُ عَلٰی مَنْ نَامَ مُضْطَجِعًا فَاِنَّہٗ اِذَا اضْطَجَعَ اِسْتَرْخَتْ مَفَاصِلُہٗ۔

(ابوداؤد ص۲۷ ج۱، ترمذی ص۲۷، بیہقی ص۱۲۱ ج۱)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی چت لیٹ جائے تو اس پر وضوء کرنا لازم ہے۔ کیونکہ جب وہ چت لیٹے گا تو اس کے اعضاء ڈھیلے ہو جائیں گے (اور گمان غالب ہے کہ ہوا خارج ہو کر وضوء ٹوٹ جائے گا۔)

امام ابوداؤدؒ نے اس حدیث کے راوی ابوخالد یزید الالانیؒ کے بارے میں کہا ہے کہ ان کا سماع قتادہؒ سے ثابت نہیں، لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ علامہ ماردینیؒ نے الجوہر النقی میں کمال کے حوالے سے لکھا ہے کہ سماع ثابت ہے۔ اور امام ابن جریر طبریؒ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے (الجوہر النقی علی البیہقی ص۱۲۱ ج۱)

۲۔ زَیْدُ بْنُ اَسْلَمَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ مَنْ نَامَ مُضْطَجِعًا فَلْیَتَوَضَّاْ۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ جو چت لیٹنے کی حالت میں سو گیا اس پر وضوء کرنا لازم ہے۔

(مصنف عبدالرزاق ص۱۲۹ ج۱، مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۳۲ ج۱)

مسئلہ قیام۔ قعود۔ رکوع، سجدہ (بہیئۃ مسنون پر) اور قعدہ کی حالت میں نیند سے وضوء نہیں ٹوٹتا۔

(ہدایہ ص۹ ج۱، شرح نقایہ ص۱۱ ج۱، کبیری ص۱۲۷)

۱۔ عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ کَانَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَنَامُوْنَ فَیُصَلُّوْنَ وَلَا یَتَوَضَّؤُوْنَ

(ابوداؤد ص۲۷ ج۱، ترمذی ص۲۷)

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ سوتے تھے (یعنی اس ہیئۃ پر جس سے وضوء نہیں ٹوٹتا) اور پھر نماز پڑھتے تھے اور وضوء نہیں کرتے تھے۔

۲۔ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ قَالَ لَا عَلَی السَّاجِدِ النَّائِمِ وُضُوْءٌ حَتّٰی یَضْطَجِعَ فَاِذَا اضْطَجَعَ تَوَضَّاَ (بیہقی ص۱۲۲ ج۱)

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں جو سجدہ کی حالت میں سوئے اس پر وضوء نہیں۔ یہاں تک کہ چت لیٹ کر سوئے تو پھر اس پر وضوء ہوگا۔

۳۔ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ اَنَّہٗ کَانَ یَنَامُ وَھُوَ جَالِسٌ فَلَا یَتَوَضَّاُ وَاِذَا نَامَ مُضْطَجِعًا اَعَادَ الْوُضُوْءَ۔

(مصنف عبدالرزاق ص۱۳۰ ج۱)

حضرت ابن عمرؓ جب بیٹھے بیٹھے سو جاتے تھے تو وضوء نہیں کرتے تھے اور جب چت لیٹ کر سوتے تھے تو پھر وضوء دوبارہ کرتے تھے۔

۵۔ بیہوشی اور جنون لاحق ہونے سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے۔ (ہدایہ ص۹ ج۱، شرح نقایہ ص۱۲ ج۱، کبیری ص۱۴۰)

۱۔ عَنْ حَمَّادٍ قَالَ اِذَا اَفَاقَ الْمَجْنُوْنُ تَوَضَّأَ وُضُوْءَهٗ لِلصَّلٰوۃِ (مصنف عبدالرزاق ص۱۳۲ ج۱)

حضرت حماد رح کہتے ہیں جب دیوانہ آدمی دورہ کی حالت سے ہوش میں آئے تو اس کو نماز کے لیے وضوء کرنا چاہیئے۔

۶۔ رکوع وسجود والی نماز میں بالغ نمازی کے قہقہہ (اتنی آواز میں ہنسنا کہ ساتھ والا آدمی سن لے) لگانے سے نماز اور وضوء ٹوٹ جاتا ہے۔ (ہدایہ ص۹ ج۱، کبیری ص۱۴۱، شرح نقایہ ص۱۲ ج۱)

۱۔ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ ضَحِكَ اَنْ یُّعِیْدَ الْوُضُوْءَ وَیُعِیْدَ الصَّلٰوۃَ

(مجمع الزوائد ص۲۴۶ ج۱ بحوالہ طبرانی فی الکبیر)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رض سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ جو شخص نماز میں ہنسا ہے تو وضوء اور نماز دونوں کا اعادہ کرے۔ (دوبارہ پڑھے)

۲۔ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ اَبِیْ مَعْبَدٍ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مَنْ قَهْقَهَ فِیْ صَلٰوتِهٖ اَعَادَ الْوُضُوْءَ وَالصَّلٰوۃَ

(الجوہر النقی علی البیہقی ص۱۴۶ ج۱)

حضرت معبد بن ابی معبد رض سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے نماز میں قہقہہ لگایا تو وہ وضوء اور نماز کا اعادہ کرے۔

۳۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ضَحِكَ فِیْ صَلَاتِهٖ فَلْیُعِدِ الْوُضُوْءَ وَالصَّلٰوۃَ (الجوہر النقی علی البیہقی ص۱۴۶ ج۱)

حضرت ابن عمر رض کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنی نماز میں ہنسا تو اس کو دوبارہ وضوء کرنا چاہیئے اور دوبارہ نماز پڑھنی چاہیئے۔

۷۔ مذی اور ودی کے خارج ہونے سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے۔ (ہدایہ ص۱۲ ج۱)

مسئلہ وضوء کے بعد اگر خود برہنہ ہو جائے یا کسی برہنہ کو دیکھ لے تو اس سے وضوء نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ پہلے وضوء کیا تھا پھر اگر یاد نہ رہے کہ وضوء ہے یا جاتا رہا تو اس سے وضوء نہیں ٹوٹتا۔ (کبیری ص۱۲۵)

مسئلہ شک ہو کہ وضوء کیا تھا یا نہیں تو اس سے نماز نہیں ہوگی۔ وضوء کرے پھر نماز پڑھے۔ (کبیری ص۱۲۵)

مسئلہ ناخن کاٹنے اور بال منڈانے سے وضوء نہیں ٹوٹتا۔ (کبیری ص۱۲۵)

وَقَالَ الْحَسَنُ اِنْ اَخَذَ مِنْ شَعْرِهٖ اَوْ اَظْفَارِهٖ فَلَا وُضُوْءَ عَلَیْهِ (بخاری ص۲۹ ج۱)

حضرت حسن بصری رح نے کہا ہے کہ جس شخص نے اپنے بال کٹائے (یا منڈائے) یا ناخن ترشوائے تو اس پر دوبارہ وضوء

نہیں۔ (یعنی اس کا وضوء نہیں ٹوٹتا۔

استنجاء

اصل میں یہ نجو سے ماخوذ ہے۔ نجوۃ مکان مرتفع کو کہتے ہیں، جس طرح بول و براز کرنے والا شخص مکان مرتفع کا طلب گار ہوتا ہے تاکہ قضائے حاجت کے وقت تستر حاصل کر سکے۔ اسی طرح استنجاء کرنے والا بھی تستر کو اختیار کرتا ہے

استنجاء کا معنیٰ ہوتا ہے مقام نجو کو صاف کرنا۔ انسان کے پیٹ سے جو چیز سبیلین (مقام بول وبراز) سے خارج ہوتی ہے۔ بشرطیکہ وہ ذی جرم ہو۔ تو اس مقام کو صاف کرنا استنجاء کہلاتا ہے۔ بول و براز وغیرہ میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ البتہ ریح کے خارج ہونے سے استنجا نہیں کرنا پڑتا جیسا کہ نوم سے بھی استنجاء نہیں ہوتا۔ صرف وضوء ہی ضروری ہوتا ہے۔ استنجاء پتھر۔ ڈھیلے۔ پرانی روئی (لوگڑ) کپڑا وغیرہ سے پاک کرے۔ یہاں تک کہ وہ مقام بالکل صاف ہو جائے۔

یہ استنجا سنت ہے جب کہ نجاست ایک درہم کی مقدار سے متجاوز نہ ہو۔ بعض ائمہ کرام (جیسا امام مالکؒ۔ شافعیؒ، احمدؒ) کے نزدیک مطلق استنجاء واجب ہے۔ لیکن احناف کرام یہ کہتے ہیں کہ اگر نجاست مخرج سے متجاوز یعنی ایک درہم کی مقدار یا اس سے زیادہ ہو تو پھر استنجاء کرنا واجب ہوگا۔ ورنہ پہلے ڈھیلے وغیرہ سے استنجا کرنا سنت ہے اور پھر پانی کے ساتھ مستحب ہے اگر نجاسب متجاوز نہ ہو۔ نجاست کے مخرج سے متجاوز ہونے کی صورت میں استنجاء واجب ہوتا ہے۔ انگلیوں کے اندرونی کناروں سے اس کو صاف کرے پھر اس کے بعد ہاتھوں کو صابن وغیرہ یا مٹی مل کر صاف کرے۔

(ہدایہ صـ۴۸ ج۱ کبیری صـ۲۹ شرح نقایہ صـ۴۷، ۴۸ ج۱)

مسئلہ پانی کے ساتھ استنجاء کرنا مسنون ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کرتے تھے البتہ ڈھیلے وغیرہ سے بھی استنجاء پاک کرنا درست ہے۔ (ترمذی صـ۲۹، مستدرک صـ۱۵۵ ج۱ ہدایہ صـ۴۸ ج۱ ۔

شرح نقایہ صـ۴۸ ج۱ شرح وقایہ صـ۱۲۷ ج۱)

۱۔ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ — حضرت انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا یَدْخُلُ الْخَلَاءَ فَاَحْمِلُ اَنَا وَغُلَامٌ نَحْوِیْ اَدَاوَۃً مِّنْ مَّاءٍ وَعَنَزَۃً فَیَسْتَنْجِیْ بِالْمَاءِ (بخاری ص۲۷ ج۱ مسلم ص۱۳۲ ج۱)

علیہ وسلم جب قضائے حاجت کے لیے تشریف لے جاتے تھے تو میں اور ایک میرا ہم عمر لڑکا پانی کا برتن لے جاتے تھے اور آپ کا چھوٹا نیزہ بھی اٹھاتے تھے آپ پانی سے استنجا پاک کرتے تھے۔

مسئلہ | ڈھیلے وغیرہ سے استنجاء پاک کرنا درست ہے اور عدد کا طاق ہونا سنت ہے اور تین کا عدد مستحب ہے (در مختار ص۵۶)

۱۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْیُوْتِرْ مَنْ فَعَلَ فَقَدْ اَحْسَنَ وَمَنْ لَّا فَلَا حَرَجَ (ابوداود ص۶ ج۱)

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص استنجا پاک کرتا ہے تو اس کو چاہیے کہ طاق مرتبہ کرے جس نے ایسا کیا تو اس نے بہت اچھا کیا۔ اور جس نے ایسا نہ کیا تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔

۲۔ عن سلمان مَرْفُوْعًا لَا یَسْتَنْجِیْ اَحَدُکُمْ بِدُوْنِ ثَلَاثَۃِ اَحْجَارٍ (مسلم ص۱۳۰ ج۱)

حضرت سلمانؓ نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص تین پتھروں سے کم کے ساتھ استنجا نہ پاک کرے (یعنی بہتر ہے کہ تین پتھر استعمال کرے)

مسئلہ | ہڈی سے استنجاء پاک کرنا جائز نہیں (ہدایہ ص۴۸ ج۱، شرح نقایہ ص۴۷ ج۱، شرح وقایہ ص۱۲۷ ج۱)

اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

۱۔ فَاِنَّہٗ زَادُ اِخْوَانِکُمْ مِّنَ الْجِنِّ (ترمذی ص۱۰)

یہ تمہارے جن بھائیوں کی خوراک ہے۔

۲۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے تو حضرت ابوہریرہؓ سے فرمایا کہ۔

اَبْغِنِیْ اَحْجَارًا اَسْتَنْفِضُ بِھَا اَوْ نَحْوَہٗ وَلَا تَاْتِنِیْ بِعَظْمٍ وَّلَا رَوْثٍ (بخاری ص۲۷ ج۱)

میرے لیے پتھر یا اس جیسی کوئی چیز (ڈھیلہ وغیرہ) تلاش کرکے لا دو تاکہ میں اس سے استنجا پاک کروں ہڈی اور گوبر نہ لانا۔

مسئلہ | گوبر۔ لید۔ مینگنیاں وغیرہ سے استنجا پاک کرنا جائز نہیں (ہدایہ ص۴۸ ج۱، شرح نقایہ ص۴۷ ج۱، شرح وقایہ ص۱۲۷ ج۱)

اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جب حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے ڈھیلوں کے ساتھ گوبر بھی پیش کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پھینک دیا اور فرمایا۔

۱- اِنَّهَا رِكْسٌ اَوْ رِجْسٌ (بخاری ص۲۷ ج۱) (مسند احمد ص۳۸۹ ج۱)
یہ ناپاک چیز ہے (ناپاک چیز سے کیسے استنجا پاک کیا جا سکتا ہے۔

۲- جَابِرٌ يَقُوْلُ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم اَنْ يُّتَمَسَّحَ بِعَظْمٍ اَوْ بِبَعْرٍ (مسلم ص۱۳۰ ج۱)
حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ ہڈی یا مینگنی سے استنجاء پاک کیا جائے۔

۳- عَنْ رُوَيْفِعِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اسْتَنْجٰى بِرَجِيْعِ دَابَّةٍ اَوْ عَظْمٍ فَاِنَّ مُحَمَّدًا مِّنْهُ بَرِيْءٌ (ابوداود ص۶ ج۱)
حضرت رویفع بن ثابتؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے کسی جانور کے گوبر وغیرہ سے استنجاء پاک کیا یا ہڈی سے۔ تو بیشک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص سے بری اور بیزار ہیں۔

مسئلہ کوئلہ، شیشہ، پکی اینٹ سے استنجا پاک کرنا جائز نہیں۔ کیونکہ ان میں زخم پیدا کرنے اور اذیت دینے کی صلاحیت ہے۔ (در مختار ص۵۶ ج۱)

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَدِمَ وَفْدُ الْجِنِّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا يَا مُحَمَّدُ اِنْهَ اُمَّتَكَ اَنْ يَّسْتَنْجُوْا بِعَظْمٍ اَوْ رَوْثَةٍ اَوْ حُمَمَةٍ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ جَعَلَ لَنَا فِيْهَا رِزْقًا قَالَ فَنَهَى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم۔ (ابوداود ص۶ ج۱)
حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا جنات کا وفد (ڈیپوٹیشن) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور انہوں نے عرض کیا کہ حضرت اپنی امت کے لوگوں کو آپ منع کر دیں کہ وہ ہڈی، گوبر اور کوئلے سے استنجاء نہ پاک کریں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے ان اشیاء میں رزق رکھا ہے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرما دیا۔

مسئلہ کھانے کی چیز سے اور جانوروں کے چارے سے بھی استنجاء پاک کرنا درست نہیں ہے۔ (ہدایہ ص۴۸ ج۱، در مختار ص۵۶ ج۱)

وَكُرِهَ تَحْرِيْمًا بِعَظْمٍ وَّطَعَامٍ وَّرَوْثٍ (در مختار ص۵۶ ج۱)
ہڈی، کھانا، اور گوبر کے ساتھ استنجا پاک کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

کھانے کی اشیاء کا احترام کرنا ضروری ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا
ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کہتی ہیں کہ آنحضرت

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ — صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ روٹی کی عزت کرو۔
اَکْرِمُوا الْخُبْزَ (مستدرک حاکم ص۱۲۲ ج۴)

مسئلہ کاغذ سے بھی استنجاء پاک کرنا درست نہیں ہے۔ کسی قسم کا کاغذ بھی ہو۔ اگر اس پر لکھا ہوا ہے تو اس سے اور بھی بُرا ہے۔ اور اگر سادہ ہے تو قابلِ استعمال ہے۔ البتہ آج کل جو استنجاء خشک کرنے کے لیے ایک خاص قسم کا کاغذ (ٹشو پیپر) بنایا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ استنجاء پاک کرنا درست ہے۔

شارح نقایہ حضرت ملا علی قاریؒ کہتے ہیں کہ بعض فقہائے کرام نے استنجا جن چیزوں سے پاک کیا جاتا ہے۔ اس کی جامع مانع تعریف اس طرح کی ہے۔

یَجُوْزُ بِکُلِّ جَامِدٍ طَاھِرٍ مُنَقٍّ قَلَّاعٍ لِلْاَثَرِ غَیْرِ مُؤْذٍ لَیْسَ بِذِیْ حُرْمَۃٍ وَلَا سَرَفٍ وَلَا یَتَعَلَّقُ بِہٖ حَقٌّ لِلْغَیْرِ (شرح نقایہ ص۵۱ ج۱)

استنجاء پاک کرنا جائز ہے ہر ایسی چیز سے جو ٹھوس ہو (جیسا ڈھیلہ وغیرہ) اور پاک ہو۔ اور تنقیہ کرنے والی ہو اور نجاست کے اثر کو اکھاڑنے والی ہو۔ اور ایذاء پہنچانے والی بھی نہ ہو (تند و تیز۔ ٹوکدار، شیشہ، اینٹ ہڈی وغیرہ) اور احترام والی بھی نہ ہو (جیسا کاغذ وغیرہ) اور اس میں اسراف بھی نہ ہو (جیسا ریشم کا کپڑا وغیرہ) اور اس کے ساتھ کسی غیر کا حق بھی متعلق نہ ہو۔

استنجاء کے بعض آداب کا ذکر

مسئلہ نیند سے بیدار ہونے والے کے لیے ہاتھوں کو برتن میں داخل کرنے سے پہلے تین بار دھونا سنت ہے (ہدایہ ص۴ ج۱، شرح نقایہ ص۶ ج۱)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قَالَ اِذَا اسْتَیْقَظَ اَحَدُکُمْ مِنْ نَوْمِہٖ فَلَا یَغْمِسْ یَدَہٗ فِی الْاِنَاءِ حَتّٰی یَغْسِلَھَا ثَلٰثًا (مسلم ص۱۳۶ ج۱، بخاری ص۲۸ ج۱)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص نیند سے بیدار ہو تو وہ اپنا ہاتھ پانی کے برتن میں نہ ڈالے جب تک کہ وہ اس کو پہلے تین بار دھو نہ لے۔

مسئلہ صحرا یا جنگل، بیابان میں قضائے حاجت کے وقت دور جانا چاہیے۔ (شرح نقایہ ص۴۹ ج۱) جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے۔

۱- عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رض اَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم اِذَا ذَهَبَ الْمَذْهَبَ اَبْعَدَ (ابوداؤد ص۱ ج۱)

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب قضائے حاجت کے لیے جاتے تھے تو دُور تشریف لے جاتے تھے۔

۲- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رض مرفوعاً اِذَا اَرَادَ الْبَرَازَ اِنْطَلَقَ حَتّٰى لَا يَرَاهُ اَحَدٌ (ابوداؤد ص۱ ج۱)

حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لیے دور تشریف لے جاتے تھے۔ تاکہ آپ کو کوئی نہ دیکھے۔

مسئلہ پیشاب کرتے وقت نرم جگہ تلاش کرنی چاہیئے۔ (شرح نقایہ ص۴۹ ج۱)

عَنْ اَبِىْ مُوْسٰى قَالَ اِنِّىْ كُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ فَاَرَادَ اَنْ يَّبُوْلَ فَاَتٰى دَمِثًا فِىْ اَصْلِ جِدَارٍ فَبَالَ ثُمَّ قَالَ اِذَا اَرَادَ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّبُوْلَ فَلْيَرْتَدْ لِبَوْلِهٖ (ابوداؤد ص۲ ج۱)

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے کہا کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ آپ نے پیشاب کرنے کا ارادہ کیا تو ایک دیوار کے سامنے نرم زمین پر پیشاب کیا اور آپ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص پیشاب کرنے کا ارادہ کرے تو اس کو چاہیئے کہ پیشاب کے لیے کسی مناسب جگہ کو تلاش کرے۔

مسئلہ بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت انگوٹھی یا کاغذ وغیرہ ہو جس پہ اللہ تعالیٰ کا نام پاک یا کوئی آیت یا حضور علیہ السلام کا نام مبارک لکھا ہوا ہو۔ تو اس کو باہر اتار کر جانا چاہیئے۔

۱- عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ رض اِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ نَاوَلَنِىْ خَاتَمَهٗ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۱۲ ج۱)

عکرمہؒ کہتے ہیں کہ جب حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیت الخلاء میں داخل ہونے کا ارادہ فرماتے تھے تو اپنی انگوٹھی مجھے دیدیتے تھے۔

۲- عَنْ مُجَاهِدٍ اَنَّهٗ كَانَ يَكْرَهُ لِلْاِنْسَانِ اَنْ يَّدْخُلَ الْكَنِيْفَ وَعَلَيْهِ خَاتَمٌ فِيْهِ اِسْمُ اللّٰهِ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۱۲ ج۱)

حضرت مجاہدؒ سے روایت ہے وہ مکروہ سمجھتے کہ۔ کوئی شخص بیت الخلاء میں داخل ہو اور اس نے انگوٹھی پہنی ہوئی ہو۔ جس میں اللہ تعالیٰ کا نام لکھا ہو۔

مسئلہ بول براز کرتے وقت باہر صحرا میں کپڑا اٹھانے سے پہلے اور بیت الخلاء میں دروازے سے اندر جانے سے پہلے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَآئِثِ (بخاری ص۲۶ ج۱)

اے اللہ میں تیری ذات کے ساتھ پناہ چاہتا ہوں نرومادہ شیاطین سے۔

پڑھے اور پھر پہلے بایاں پاؤں بیت الخلاء میں رکھے۔ اور باہر نکلتے وقت پہلے دایاں پاؤں باہر رکھے اور باہر نکلنے کے بعد یہ دُعا پڑھے۔

(۱) غُفْرَانَکَ (۲) اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْٓ اَذْھَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ (ترمذی ص۳ ابن ماجہ ص۲۶)

اے اللہ میں تجھ سے معافی چاہتا ہوں تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے مجھ سے تکلیف دینے والی چیز کو دُور کر دیا اور مجھ کو عافیت عطا فرمائی (شرح نقایہ ص۴۹ ج۱)

مسئلہ | بول و براز، استنجا کرتے وقت بالکل زمین کے قریب ہو کر کپڑا اٹھانا چاہیے (شرح نقایہ ص۴۹ ج۱) جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے (ترمذی ص۲۸، ابوداؤد ص۳ ج۱)

مسئلہ | طہارت والی جگہ پیشاب نہیں کرنا چاہیے۔ اس سے وسواس پیدا ہوتے ہیں۔ (شرح نقایہ ص۴۹ ج۱، درمختار ص۵۷ ج۱)

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَبُوْلَنَّ اَحَدُکُمْ فِیْ مُسْتَحَمِّہٖ ثُمَّ یَغْتَسِلُ فِیْہِ قَالَ اَحْمَدُ ثُمَّ یَتَوَضَّأُ فِیْہِ فَاِنَّ عَامَّۃَ الْوَسْوَاسِ مِنْہُ (ابوداؤد ص۶ ج۱، ترمذی ص۲۱)

حضرت عبد اللہ بن مغفلؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے غسلخانہ (نہانے کی جگہ) میں پیشاب نہ کرے۔ کہ پھر وہ اس میں غسل کرے گا یا وضو۔ کیونکہ عام وسوسے اس سے پیدا ہوتے ہیں۔

مسئلہ | کسی بل یا سوراخ میں پیشاب نہ کرے (شرح نقایہ ص۴۹ ج۱، درمختار ص۵۷ ج۱) ایک تو اس لیے کہ مساکن (رہائش گاہ) جن ہوتے ہیں۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ سَرْجِسَؓ قَالَ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم نَھٰی اَنْ یُّبَالَ فِی الْجُحْرِ قَالَ قَالُوْا لِقَتَادَۃَ مَا یُکْرَہُ مِنَ الْبَوْلِ فِی الْجُحْرِ قَالَ کَانَ یُقَالُ اِنَّھَا مَسَاکِنُ الْجِنِّ (ابوداؤد ص۵ ج۱)

حضرت عبد اللہ بن سرجسؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ کوئی شخص کسی بل (سوراخ) میں پیشاب کرے قتادہؒ سے جب پوچھا گیا کہ اس کی کیا وجہ ہے تو انہوں نے کہا کہ ممکن ہے کہ اس میں جن بستے ہوں۔

اور دوسری وجہ یہ ہے کہ کہیں بچھو۔ سانپ وغیرہ نکل کر نقصان نہ پہنچائیں۔

مسئلہ جدھر شدید ہوا چل رہی ہو۔ ادھر بھی رُخ نہ کرے (شرح نقایہ صہ ۴۹ ج ۱، در مختار صہ ۵۸ ج ۱)

اِسْتَنْزِهُوْا مِنَ الْبَوْلِ (فتح الباری صہ ۲۴۹ ج ۱، دار قطنی صہ ۱۲۸ ج ۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پیشاب سے بچو

مسئلہ دائیں ہاتھ سے بغیر عذر کے استنجا کرنا مکروہ ہے (ہدایہ صہ ۴۵ ج ۱، شرح نقایہ صہ ۴۸ ج ۱)

عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ رض عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا بَالَ اَحَدُکُمْ لَا یَسْتَنْجِیْ بِیَمِیْنِہٖ (بخاری صہ ۲۷ ج ۱، مسلم صہ ۱۳۱ ج ۱)

حضرت ابو قتادہ رض سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص دائیں ہاتھ سے استنجا پاک نہ کرے۔

مسئلہ راستہ میں یا سایہ والی جگہ میں یا پھلدار درخت کے نیچے بول براز مکروہ ہے۔ (شرح نقایہ صہ ۴۹ ج ۱، در مختار صہ ۵۷ ج ۱)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ رض اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِتَّقُوا اللَّعَّانَیْنِ قَالُوْا مَا اللَّعَّانَانِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ الَّذِیْ یَتَخَلّٰی فِیْ طَرِیْقِ النَّاسِ اَوْ ظِلِّهِمْ (مسلم صہ ۱۳۲ ج ۱)

حضرت ابوہریرہ رض سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو لعنت والی چیزوں سے بچو لوگوں نے عرض کیا حضور! وہ کیا ہیں آپ نے فرمایا کہ وہ جو لوگوں کے راستہ میں یا ان کے سایہ والی جگہ میں پاخانہ پھرتا ہے۔

مسئلہ پانی میں (خواہ پانی کھڑا ہو یا جاری) بول و براز مکروہ ہے (رد مختار صہ ۵۷ ج ۱)

۱۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ رض قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَبُوْلَنَّ اَحَدُکُمْ فِی الْمَآءِ الدَّآئِمِ (بخاری صہ ۳۷ ج ۱، مسلم صہ ۱۳۸ ج ۱)

حضرت ابوہریرہ رض سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں کوئی شخص رُکے ہوئے پانی میں پیشاب نہ کرے۔

۲۔ عَنْ جَابِرٍ رض نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّبَالَ فِی الْمَآءِ الْجَارِیْ

حضرت جابر رض سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جاری پانی میں بھی پیشاب کرنے سے منع فرمایا

مسئلہ سورج یا چاند کی طرف رخ کرنا بھی ایسی حالت میں مکروہ ہے (شرح نقایہ صہ ۴۹ ج ۱، در مختار صہ ۵۸ ج ۱)

مسئلہ کسی شخص کی دیوار کی جڑ میں بغیر اس کی اجازت کے پیشاب کرنا ممنوع ہے (شرح نقایہ صہ ۴۹ ج ۱)

مسئلہ بول و براز اور استنجا کرتے وقت منہ یا پشت (صحرا و بنیان میں) قبلہ کی طرف کرنی مکروہ ہے۔
(در مختار ص۵۷ ج۱، شرح نقایہ ص۴۹ ج۱، شرح وقایہ ص۱۲۷ ج۱)

۱۔ عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَتَیْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَۃَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوْھَا بِبَوْلٍ وَّلَا غَائِطٍ (مسلم ص۱۳۰ ج۱، بخاری ص۵۷ ج۱)

حضرت ابو ایوب انصاری رضؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم قضائے حاجت کے لیے جاؤ تو قبلہ کی طرف نہ رخ کرو اور نہ پشت پھیرو پیشاب کے لیے اور نہ پاخانہ پھرنے کے لیے۔

۲۔ عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتٰی اَحَدُکُمُ الْغَائِطَ فَلَا یَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَۃَ وَلَا یُوَلِّھَا ظَھْرَہٗ (بخاری ص۲۶ ج۱، مسلم ص۱۳۰ ج۱)

حضرت ابو ایوب انصاری رضؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں کوئی شخص قضائے حاجت (بول و براز) کے لیے جاتا ہے۔ تو قبلہ کی طرف رخ نہ کرے اور نہ اس حالت میں پشت ادھر پھیرے۔

مسئلہ بغیر عذر کے کھڑے ہو کر پیشاب کرنا مکروہ ہے اور یہ تہذیب ہے (شرح نقایہ ص۵۲ ج۱، در مختار ص۵۷ ج۱)

۱۔ امیر المومنین حضرت عمر رضؓ کہتے ہیں کہ جب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اس وقت سے

فَمَا بُلْتُ قَائِمًا (ترمذی ص۲۸، ابن ماجہ ص۲۶)

میں نے کھڑے ہو کر کبھی پیشاب نہیں کیا۔

۲۔ عَنْ عَائِشَۃَ رضؓ قَالَتْ مَنْ حَدَّثَکُمْ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَبُوْلُ قَائِمًا فَلَا تُصَدِّقُوْہُ مَا کَانَ یَبُوْلُ اِلَّا قَاعِدًا (ترمذی ص۲۸)

ام المومنین حضرت عائشہ رضؓ نے کہا تمہارے پاس جو شخص بیان کرے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر پیشاب کرتے تھے (عام حالات میں بغیر عذر کے) تو تم اس کی تصدیق نہ کرنا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو بیٹھ کر ہی پیشاب کرتے تھے (البتہ عذر کی حالت میں آپ نے کھڑے ہو کر بھی پیشاب کیا ہے جیسا کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضؓ کی روایت سے ثابت ہے۔

مسئلہ بول و براز و استنجا کرتے وقت ستر عورت واجب ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَتَی الْغَائِطَ فَلْیَسْتَتِرْ

حضرت ابو ہریرۃ رضؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص باہر قضائے حاجت کے

فَإِنْ لَمْ يَجِدْ إِلَّا أَنْ يَجْمَعَ كَثِيبًا مِّنْ رَمْلٍ فَلْيَسْتَدْبِرْهُ

(ابوداود ص۶ ج۱)

لیے جاتا ہے تو اس کو چاہیے کہ وہ کسی چیز کی اوٹ میں قضائے حاجت کرے اگر کوئی چیز نہ پائے تو ریت کو اکٹھا کر کے ایک ٹیلہ سا بنا کر اس کی اوٹ میں قضائے حاجت کیجیے

مسئلہ بول و براز کی حالت میں بات چیت کرنی مکروہ تحریمی ہے اور گناہ ہے (شرح نقایہ ص۴۹ ج۱)

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بول و براز کے وقت باتیں کرنے سے منع فرمایا اور فرمایا کہ۔

فَإِنَّ اللّٰهَ يَمْقُتُ عَلٰى ذٰلِكَ (مستدرک حاکم ص۱۵۷ ج۱)

اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوتا ہے۔

ابوداود ص۳ ج۱، ابن ماجہ ص۲۹)

مسئلہ پیشاب۔ پاخانہ یا استنجا کرتے وقت زبان سے کلمہ یا کوئی آیت یا حدیث پڑھنی مکروہ ہے۔

۱۔ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ لَا تَشْهَدِ الْمَلٰٓئِكَةَ عَلٰى خَلَائِكَ

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۱۴ ج۱)

حضرت عطاءؒ نے کہا ہے کہ تم فرشتوں کو بیت الخلاء میں بیٹھتے وقت اپنے اوپر گواہ نہ بناؤ (یعنی ایسی حالت میں گفتگو نہ کرو)

۲۔ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ أَرْبَعَةٌ لَا يَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ عِنْدَ الْخَلَاءِ الخ (ابن ابی شیبہ ص۱۱۴ ج۱)

حضرت ابراہیم نخعیؒ نے کہا ہے کہ چار قسم کے آدمی قرآن نہ پڑھیں۔ ان میں سے ایک وہ ہے جو بیت الخلاء میں قضاء حاجت کر رہا ہو۔

مسئلہ ذکر قلبی یا پاس انفاس کرنا اس حالت میں جائز ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رض قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ اللّٰهَ فِيْ كُلِّ أَحْيَانِهِ

(ابوداود ص۴ ج۱)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کا ذکر اپنے تمام اوقات میں کرتے تھے۔

نوٹ اس حدیث کے متعلق محدثین کرام کہتے ہیں کہ تمام اوقات قیام۔ قعود۔ چلنا پھرنا۔ لیٹنا وغیرہ مراد ہے۔ اور بیت الخلاء وغیرہ میں ذکر لسانی کو ممنوع قرار دیتے ہیں

اور اصحاب سلاسل بزرگان دین اس حدیث کو اپنی عمومیت پر رکھتے ہوئے اس کو ذکر قلبی اور پاس انفاس پر محمول کرتے ہیں۔ حدیث ظاہر پر رہتے ہوئے بالکل اس کے مطابق رہتی ہے۔

مسئلہ استنجاء کا ڈھیلا بر سر عام خشک کرنا نہایت مذموم فعل ہے۔

مسئلہ پیشاب کرتے وقت یہ احتیاط ضروری ہے کہ چھینٹیں وغیرہ بدن یا کپڑوں پر نہ لگنے پائیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِسْتَنْزِهُوا مِنَ الْبَوْلِ فَإِنَّ عَامَّةَ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنْهُ (فتح الباری ج۱ ص۳۲۹، دارقطنی ج۱ ص۱۲۸)

کہ پیشاب سے بچو کیونکہ عام طور پر عذاب قبر اسی وجہ سے ہوتا ہے۔

مسئلہ جب کوئی شخص استنجا کرتا ہے تو اسفل حصہ کے کپڑوں پر پانی کے چھینٹے ڈالنا چاہیئے تاکہ وسواس سے بچ جائے۔ (شرح نقایہ ج۱ ص۴۹)

عَنْ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ رض عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السلام أَتَاهُ فِي أَوَّلِ مَا أُوْحِيَ إِلَيْهِ فَأَرَاهُ الْوُضُوْءَ وَالصَّلٰوةَ فَلَمَّا فَرَغَ مِنَ الْوُضُوْءِ أَخَذَ حَفْنَةً مِنْ مَاءٍ فَرَشَّ بِهَا فِي الْفَرْجِ

(دارقطنی ج۱ ص۱۱۱، مسند احمد ج۴ ص۱۶۱، مصنف عبدالرزاق ج۱ ص۱۵۲)

حضرت زید بن حارثہ رض سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے ابتدائی نزول وحی کے زمانہ میں اور آپ کو وضوء اور نماز کا طریقہ بتلایا جب آپ وضو سے فارغ ہوئے تو پانی لے کر اسفل حصہ میں چھڑکاؤ کیا۔ (یہ وسوسوں کو روکنے کا طریق تھا)

مسئلہ استنجا کرنے کے بعد ہاتھ کو صابن وغیرہ سے صاف کرنا چاہیئے ورنہ مٹی مل کر صاف کرنا چاہیئے۔

۱۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رض كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَى الْخَلَاءَ (إِلَى أَنْ قَالَ) فَاسْتَنْجَى ثُمَّ مَسَحَ يَدَهُ عَلَى الْأَرْضِ

(ابوداؤد ج۱ ص۷)

حضرت ابوہریرہ رض بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے استنجاء کیا پھر ہاتھ کو زمین پر ملا۔

۲۔ عَنْ مَيْمُوْنَةَ رض قَالَتْ ثُمَّ ضَرَبَ بِشِمَالِهِ الْأَرْضَ فَدَلَكَهَا دَلْكًا شَدِيْدًا

(مسلم ج۱ ص۱۴۷)

ام المؤمنین حضرت میمونہ رض نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے استنجاء کیا تو پھر آپ نے ہاتھ کو زمین پر اچھی طرح مل کر صاف کیا۔

غسل کے احکام

فرائض غسل غسل فرض میں تین امر ضروری ہیں۔

(۱) مضمضہ (کلی کرنا) (۲) استنشاق (ناک میں پانی ڈالنا) (ہدایہ ص۱۰ ج۱)

یہ دونوں باتیں وضوء میں سنت ہیں۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

عَشْرٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ (مسلم ص۱۲۹ ج۱)

دس چیزیں فطری ہیں۔

ان میں مضمضہ اور استنشاق بھی ہے۔ لیکن غسل کی حالت میں یہ فرض ہیں۔

عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ عَجْرَدٍ فِي جُنُبٍ نَسِيَ الْمَضْمَضَةَ وَالْاِسْتِنْشَاقَ قَالَتْ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُمَضْمِضُ وَ يَسْتَنْشِقُ وَيُعِيدُ الصَّلٰوةَ (دارقطنی ص۱۱۶ ج۱)

عائشہ بنت عجرد سے منقول ہے اگر کوئی جنابت والا مضمضہ (کلی کرنا) یا استنشاق (ناک میں پانی ڈالنا) بھول گیا ہو غسل کرتے وقت۔ تو حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے کہا کہ وہ بعد میں مضمضہ اور استنشاق کرے اور اگر نماز پڑھی ہے تو اس کو دوبارہ لوٹائے (غسل کے اعادہ کی ضرورت نہیں)

(۳) تمام بدن پر پانی ڈالنا۔ (ہدایہ ص۱۰ ج۱)

وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا (مائدہ ع۶)

اور اگر تم جنابت کی حالت میں ہو تو خوب اچھی طہارت حاصل کرو۔

اور ظاہر ہے کہ اچھی طرح طہارت حاصل کرنا جب ہی ہو گا جب کہ تمام بدن پر پانی ڈالا جائے اور خوب مل کر جسم کو دھویا جائے۔ اور جہاں جہاں پانی پہنچانا ممکن ہے ان حصوں میں پانی پہنچایا جائے۔

منہ اور ناک فی الجملہ ظاہری بدن کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اس لیے کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالکر اس کو خوب جھاڑنا غسل کی حالت میں ضروری ہو گا۔ حدیث شریف میں ہے۔

۱۔ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

حضرت حسن بصریؒ سے روایت ہے آنحضرت صلی

اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَحْتَ کُلِّ شَعْرَۃٍ جَنَابَۃٌ (مصنف عبدالرزاق ص۲۶۲ ج۱ الجوہر النقی علی البیہقی ص۱۷۸ ج۱)

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر بال کے نیچے جنابت ہوتی ہے۔

۲۔ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ تَحْتَ کُلِّ شَعْرَۃٍ جَنَابَۃٌ (الجوہر النقی علی البیہقی ص۱۷۸ ج۱ بحوالہ تہذیب الآثار للطبری)

حضرت ابو درداءؓ سے منقول ہے، انہوں نے کہا کہ ہر بال کے نیچے جنابت ہوتی ہے۔

۳۔ عَنْ عَلِیٍّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَرَکَ مَوْضِعَ شَعْرَۃٍ مِنْ جَنَابَۃٍ لَمْ یُصِبْھَا الْمَاءُ فُعِلَ بِھَا کَذَا وَکَذَا مِنَ النَّارِ (دارمی ص۱۵۷ ج۱ ابن ماجہ ص۴۴ ابوداؤد ص۳۳ ج۱ بیہقی ص۱۷۵ ج۱ تلخیص الحبیر ص۱۴۲ ج۱)

حضرت علیؓ سے روایت ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے غسل جنابت میں ایک بال کی جگہ بھی ایسی چھوڑی کہ اس پر پانی نہ پہنچا تو اس شخص کے ساتھ ایسا ایسا سلوک کیا جائے گا جہنم میں (یعنی اسے سزا دی جائے گی)۔

مسئلہ غسل میں کلی یا ناک میں پانی ڈالنا یاد نہیں رہا۔ تو بعد میں کر لیں۔ اعادہ غسل کی ضرورت نہیں۔

مسئلہ اگر عورت نے ناک میں نتھ یا کان میں کانٹے بالیاں وغیرہ پہنی ہوئی ہیں تو غسل کرتے وقت ان کو ہلانا ضروری ہے (شرح وقایہ ص۴۳ ج۱)

مسئلہ انگوٹھی۔ چھلہ بھی اگر انگلیوں میں ڈال رکھا ہے تو غسل اور وضوء میں مرد و عورت دونوں کے لیے ان کو ہلانا ضروری ہے۔ (شرح وقایہ ص۴۳ ج۱)

مسئلہ ناخن پالش اگر لگایا ہوا ہے تو جب تک اس کو کھرچ کر اتار نہ دیا جائے۔ اکثر علماء کے نزدیک غسل اور وضوء نہ ہوگا۔ عورتوں کو اس سے بچنا چاہیے۔

مسئلہ ناخن کا تراشنا ہفتے میں ایک بار یا پندرہ دن میں ایک بار انتہائی چالیس دن تک تراشنا ضروری ہے ناخن جس طرح ہاتھ کے تراشنے ضروری ہیں اسی طرح پاؤں کی انگلیوں کے بھی ضروری ہیں۔ کیونکہ ناخن کے نیچے میل اگر جمع ہو جائے اور پانی کے پہنچنے سے مانع ہو تو وضوء اور غسل درست نہیں ہوگا۔

سُننِ غسل

(۱) سب سے پہلے اپنے ہاتھ دھوئے (ہدایہ ص۲۱ ج۱ شرح نقایہ ص۱۴ ج۱)؛

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ بَدَأَ فَغَسَلَ يَدَيْهِ (بخاری ص۳۹ ج۱، مسلم ص۱۴۷ ج۱)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب جنابت سے غسل کرتے تھے تو پہلے ہاتھ دھوتے تھے۔

(۲) پھر استنجا کرے (ہدایہ ص۱۱ ج۱، شرح نقایہ ص۱۴ ج۱)

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّغْتَسِلَ مِنَ الْجَنَابَةِ بَدَأَ بِغَسْلِ يَدَيْهِ قَبْلَ اَنْ يُّدْخِلَهُمَا الْاِنَاءَ ثُمَّ يَغْسِلُ فَرْجَهُ (ترمذی ص۱۴)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رض سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب جنابت سے غسل کرنے کا ارادہ کرتے تھے تو پہلے دونوں ہاتھ دھوتے تھے پھر ان کو برتن میں داخل کرتے تھے۔ اور استنجا کرتے تھے۔

(۳) پھر بدن پر اگر کسی حصہ میں نجاست لگی ہوئی ہو تو اس کو زائل کرے (ہدایہ ص۱۱، شرح نقایہ ص۱۴ ج۱)

(۴) پھر وضو کرے جیسا نماز کے لیے کیا جاتا ہے (ہدایہ ص۱۱ ج۱، شرح نقایہ ص۱۴ ج۱، کبیری ص۵ ج۱)

(۵) پھر اپنے سر پر اور سارے جسم پر تین بار پانی ڈالے (ہدایہ ص۱۱ ج۱، شرح نقایہ ص۱۴ ج۱، کبیری ص۵)

عَنْ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عُمَرَ مَرْفُوْعًا، اَمَّا الْغُسْلُ مِنَ الْجَنَابَةِ فَتُفْرِغُ بِيَمِيْنِكَ عَلٰى شِمَالِكَ ثُمَّ تُدْخِلُ يَدَكَ فِي الْاِنَاءِ فَتَغْسِلُ فَرْجَكَ وَمَا اَصَابَكَ ثُمَّ تَوَضَّأْ وُضُوْءَكَ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ تُفْرِغُ عَلٰى رَاْسِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔ (مجمع الزوائد ص۲۷۰ ج۱ بحوالہ ابو یعلی)

امیر المؤمنین حضرت عمر رض کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم جنابت سے غسل کرنا چاہو پہلے اپنے داہنے ہاتھ پر پانی ڈالو۔ اور پھر ہاتھ کو صاف کرنے کے بعد برتن میں داخل کرو۔ اور پہلے استنجا کرو اور پھر جہاں نجاست لگی ہوئی ہو اس کو دھو پھر وضو کرو۔ جیسا نماز کے لیے ہوتا ہے پھر اپنے سر پر تین مرتبہ پانی ڈالو۔

مسئلہ جب کوئی شخص غسل کرنے کی نیت سے کپڑے اپنے جسم سے اتارنے کا ارادہ کرتا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنات (و شیاطین وغیرہ) کی آنکھوں اور بنی آدم کے اعضاء مستورہ کے درمیان ستر (پردہ) اس سے ہوتا ہے کہ مسلمان یہ دعا پڑھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ

اللہ تعالے کے نام سے جس کے سوا کوئی

(عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی رح ص۱۱) معبود نہیں۔

مسئلہ عورت کے لیے سر کی مینڈیوں کو کھولنا ضروری نہیں جب کہ بالوں کی جڑوں میں پانی ڈال دے تو اس کا غسل مکمل ہو گا۔ (ہدایہ ج۱ ص۱۱، شرح نقایہ ج۱ ص۱۴، کبیری ص۴۸)

۱۔ عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ قَالَتْ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ امْرَاَۃٌ اَشُدُّ ضَفْرَ رَاْسِیْ اَفَاَنْقُضُہٗ لِغُسْلِ الْجَنَابَۃِ قَالَ لَا اِنَّمَا یَکْفِیْکِ اَنْ تَحْثِیْ عَلٰی رَاْسِکِ ثَلٰثَ حَثَیَاتٍ (مسلم ج۱ ص۱۵۰)

حضرت ام سلمہ رض کہتی ہیں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے عرض کیا کہ میں اپنے سر کی مینڈیوں کو مضبوط باندھ لیتی ہوں تو غسل جنابت کے لیے میں انھیں کھولا کروں۔ آپ نے فرمایا، نہیں انھیں کھولنے کی ضرورت نہیں، تیرے لیے یہی کافی ہے کہ تین مرتبہ اپنے سر پر پانی ڈال دو۔

۲۔ وَقَالَتْ عَائِشَۃُ رض وَسَاَلَتْہُ عَنْ غُسْلِ الْجَنَابَۃِ فَقَالَ ثُمَّ تَصُبُّ عَلٰی رَاْسِھَا فَتَدْلُکُہٗ حَتّٰی تَبْلُغَ شُؤُوْنَ رَاْسِھَا (مسلم ج۱ ص۱۵۰، ابن ماجہ ص۴۷)

حضرت عائشہ رض کہتی ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے غسل جنابت کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا عورت کو چاہیے کہ وہ اپنے سر پر پانی ڈالے اور اس کو ملے یہاں تک کہ پانی اس کے سر کی درزوں تک پہنچ جائے۔ یعنی بالوں کی جڑوں تک۔

۳۔ عَنْ جَابِرٍ رض قَالَ اِذَا اغْتَسَلَتِ الْمَرْاَۃُ مِنَ الْجَنَابَۃِ فَلَا تَنْقُضْ شَعْرَھَا وَلٰکِنْ تَصُبُّ الْمَاءَ عَلٰی اُصُوْلِہٖ وَتَبُلُّہٗ (دارمی ج۱ ص۲۱۰)

حضرت جابر رض نے کہا کہ جب عورت غسل جنابت کرتی ہے تو اس کو چاہیے کہ بالوں کی مینڈیاں نہ کھولے بلکہ بالوں کی جڑوں پر پانی ڈال کر ان کو تر کر دے۔

مسئلہ اگر مرد نے لمبے بال رکھے ہوں جیسا کہ بعض اقوام میں اس کا رواج ہے۔ ترکمان، درروزی بعض اتراک اور علوی وغیرہ تو ایسی صورت میں غسل جنابت کے وقت مینڈیاں ہوں تو ان کا کھولنا ضروری ہو گا۔ اس کے بغیر غسل صحیح نہیں ہو گا۔ (شرح وقایہ ج۱ ص۷۵، کبیری ص۴۸)

عَنْ ثَوْبَانَ رض اَنَّھُمْ اِسْتَفْتَوُا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِکَ فَقَالَ اَمَّا الرَّجُلُ فَلْیَنْشُرْ رَاْسَہٗ (ابوداود ج۱ ص۳۴)

حضرت ثوبان رض سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رض نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مرد کے غسل میں بالوں کے متعلق فتویٰ پوچھا تو آپ نے فرمایا مرد کو چاہیے

کہ وہ غسل کے وقت بالوں کو کھول دے اور بکھیر دے۔

مسئلہ غسل کرنے سے پہلے وضوء کر لیا یا صرف غسل ہی کیا اور سر پر مسح کر لیا تو بعد غسل کے دوبارہ وضو کرنا خلاف سنت ہے۔

عَنْ عَائِشَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ لَا یَتَوَضَّأُ بَعْدَ الْغُسْلِ قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی ھٰذَا قَوْلُ غَیْرِ وَاحِدٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِیْنَ اَنْ لَّا یَتَوَضَّأُ بَعْدَ الْغُسْلِ (ترمذی ص۲۴)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غسل کے بعد وضو نہیں کیا کرتے تھے۔ امام ترمذیؒ کہتے ہیں کہ بہت سے صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ کا یہی مسلک ہے کہ غسل کے بعد وضو نہ کیا جائے۔

مسئلہ غسل کرتے وقت جو لوگ بلند آواز سے کلمہ وغیرہ پڑھتے رہتے ہیں ناجائز اور خلاف ادب ہے۔

مسئلہ اذکار وضوء و غسل، وضوء و غسل سے پہلے اور ادعیہ فارغ ہونے کے بعد کرنی چاہئیں۔

مسئلہ غسل خانہ میں (اگر کچا ہو) پیشاب نہیں کرنا چاہیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَا یَبُوْلَنَّ اَحَدُکُمْ فِیْ مُسْتَحَمِّہٖ فَاِنَّ عَامَّۃَ الْوَسْوَاسِ مِنْہُ (ترمذی ص۲۹ ابوداؤد ص۱)

تم میں سے کوئی شخص اپنے غسل خانہ میں پیشاب نہ کرے کیونکہ عام وسوسے اس سے پیدا ہوتے ہیں۔

اقسامِ غسل

نظافت کے نظام میں طہارت کے لیے وضوء کے ساتھ غسل بھی ہے۔ اور غسل کی متعدد قسمیں ہیں۔ (۱) فرض (۲) واجب (۳) سنت (۴) مستحب

غسلِ فرض اور موجباتِ غسل التقائے ختانین یعنی مرد و عورت کے اعضاء مستورہ کا آپس میں اس طرح اتصال کہ حشفہ غائب ہو جائے تو مرد و عورت دونوں پر غسل کرنا فرض ہو جاتا ہے۔ خواہ انزال ہو یا نہ ہو یعنی مادہ منویہ خارج ہو یا نہ ہو۔ (ہدایہ ص۱۱، کبیری ص۴۵)

عَنْ عَائِشَۃَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ سے روایت ہے کہ

علیہ وسلم .... اِذَا مَسَّ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ (قَالَ الْإِمَامُ الْمُسْلِمُ وَفِي حَدِيثِ مَطَرٍ) وَإِنْ لَمْ يُنْزِلْ

(مسلم ص۱۵۶ ج۱، ترمذی ص۴۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مرد و عورت کے اعضاء مستورہ آپس میں ــــــ مل جائیں تو غسل فرض ہو جاتا ہے۔ امام مسلمؒ کہتے ہیں کہ مطرؒ راوی کی روایت کردہ) حدیث میں "اگرچہ انزال نہ ہو" کے الفاظ بھی ہیں۔

۲۔ قَالَ مُعَاذٌ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَمَّا يُوْجِبُ الْغُسْلَ مِنَ الْجِمَاعِ فَقَالَ: اِذَا جَاوَزَ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ

(مجمع الزوائد ص۲۶۷ ج۱)

حضرت معاذؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ جماع میں کس وقت غسل جنابت ہوتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ جب مرد و عورت کے اعضاء مستورہ ایک دوسرے کے ساتھ مل جائیں تو غسل واجب ہو جاتا ہے (یہ شرط نہیں کہ مادہ خارج ہو تو پھر غسل کیا جائے)

(۲) انزال سے یعنی دفق (اچھل کر مادہ منویہ کا خارج ہونا شہوت کے ساتھ) سے بھی غسل کرنا فرض ہو جاتا ہے۔ (شرح نقایہ ص۱۴ ج۱، ہدایہ ص۱۷ ج۱، کبیری ص۴۵)

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِذَا رَأَيْتَ الْمَذْيَ فَتَوَضَّأْ وَاغْسِلْ ذَكَرَكَ وَاِذَا رَأَيْتَ فَضْخَ الْمَاءِ فَاغْتَسِلْ (مسند احمد ص۱۲۵ ج۱) وَفِي رِوَايَةِ اَبِي دَاؤدَ اِذَا فَضَخْتَ الْمَاءَ فَاغْتَسِلْ۔

(ابوداؤد ص۲۷ ج۱)

امیر المؤمنین حضرت علیؓ سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں میں کثیر المذی تھا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ جب تو مذی دیکھے تو استنجا کر اور وضو کر اور جب تو دیکھے کہ مادہ منویہ اچھل کر خارج ہوا ہے تو غسل کر، اور ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ جب مادہ منویہ شہوت اور جوش سے خارج ہو تو غسل کرو۔

مسئلہ مذی کے خروج سے غسل فرض نہیں ہوتا بلکہ استنجاء اور وضوء کرنا ضروری ہوتا ہے۔ مذی سیال شفاف اور غلیظ رطوبت کو کہا جاتا ہے۔ (ہدایہ ص۱۷ ج۱ وص۱۳)

كُلُّ فَحْلٍ يَمْذِي (منتقی ابن جارود ص۱۳)

ہر نر آدمی سے مذی خارج ہوتی ہے۔

مذی کے سلسلہ میں حضرت علیؓ کی روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا واضح طور پر فرمان ہے۔

۱۔ اِذَا رَأَیْتَ الْمَذْیَ فَاغْسِلْ ذَکَرَکَ وَتَوَضَّأْ وُضُوْءَکَ لِلصَّلٰوۃِ وَاِذَا فَضَخْتَ الْمَاءَ فَاغْتَسِلْ (ابوداؤد صـ۲۷ جـ۱)	جب مذی دیکھے تو استنجا کر اور وضوء کر اور جب تو دیکھے کہ مادہ منویہ اچھل کر خارج ہوا ہے۔ تو غسل کر
۲۔ قَالَ الْمِقْدَادُ فَسَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَذْیِ فَقَالَ اِذَا وَجَدَ ذٰلِکَ اَحَدُکُمْ فَلْیَنْضَحْ فَرْجَہٗ بِالْمَاءِ وَلْیَتَوَضَّأْ وُضُوْءَہٗ لِلصَّلٰوۃِ	حضرت مقدادؓ کہتے ہیں کہ میں نے مذی کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تو آپ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی مذی پائے تو استنجا کرے اور نماز کے لیے وضوء کرے۔

(مسلم صـ۱۴۳ جـ۱، موطا امام مالک صـ۲۹ منتقیٰ ابن جارود صـ۱۳، ابوداؤد صـ۲۷، ترمذی صـ۳۴ عن علیؓ)

مسئلہ ودی کے خروج سے بھی غسل فرض نہیں ہوتا بلکہ استنجا کرنا اور وضوء کرنا ضروری ہوتا ہے۔

ودی سفید قسم کی رطوبت ہوتی ہے۔ جو ہضم کی خرابی سے پیشاب کے بعد خارج ہوتی ہے (ہدایہ صـ۱۲ جـ۱)

۱۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ الْوَدْیُ الَّذِیْ یَکُوْنُ بَعْدَ الْبَوْلِ فَفِیْہِ الْوُضُوْءُ (بیہقی صـ۱۱۵ جـ۱)	حضرت ابن مسعودؓ نے کہا کہ ودی جو پیشاب کے بعد خارج ہوتی ہے اس میں وضوء ہی کیا جاتا ہے۔
۲۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ھُوَ الْمَنِیُّ وَالْمَذْیُ وَالْوَدْیُ فَاَمَّا الْمَذْیُ وَالْوَدْیُ فَاِنَّہٗ یَغْسِلُ ذَکَرَہٗ وَیَتَوَضَّأُ وَاَمَّا الْمَنِیُّ فَفِیْہِ الْغُسْلُ (طحاوی صـ۳۴، بیہقی صـ۱۱۵، مصنف ابن ابی شیبہ صـ۹۱ جـ۱)	حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ منی۔ مذی اور ودی (تین قسم کے مواد ہیں) پس مذی اور ودی میں استنجا اور وضوء کرے، اور منی میں غسل کرے۔
۳۔ عَنِ الْحَسَنِ فِی الْمَذْیِ وَالْوَدْیِ قَالَ یَغْسِلُ فَرْجَہٗ وَیَتَوَضَّأُ وُضُوْءَہٗ لِلصَّلٰوۃِ۔ (طحاوی صـ۳۴ جـ۱)	حضرت حسن بصریؒ کہتے ہیں کہ مذی اور ودی میں استنجاء کرے اور نماز کے لیے وضوء کرے (یعنی غسل فرض نہیں ہوتا)

اور اسی طرح حضرت عکرمہؓ و مجاہدؒ سے بھی منقول ہے (مصنف ابن ابی شیبہ صـ۹۲ جـ۱)

(۳) احتلام (بدخوابی) سے بھی غسل فرض ہو جاتا ہے۔ بشرطیکہ مادہ باہر خارج ہو جائے (ہدایہ صـ۱۱ جـ۱، شرح نقایہ صـ۱۵ جـ۱، کبیری صـ۴۴)

عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ اَنَّهٗ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ اِسْتَيْقَظَ مِنْ مَّنَامِهٖ فَرَاٰى بَلَّةً قَالَ لَوْ وَجَدْتُّ ذٰلِكَ لَاغْتَسَلْتُ

(ابن ابی شیبہ ص۹۸ ج۱)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ان سے پوچھا گیا اس شخص کے بارہ میں جو نیند سے بیدار ہو اور اس نے تری و رطوبت دیکھی (کپڑے وغیرہ میں) تو اس کا کیا حکم ہے، ابن عمرؓ نے کہا کہ اگر میں ایسا معاملہ دیکھوں تو میں غسل کروں گا۔

۲۔ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ فِي الرَّجُلِ يَجِدُ الْبَلَلَ بَعْدَ النَّوْمِ قَالَ يَغْتَسِلُ

(ابن ابی شیبہ ص۹۸ ج۱)

حضرت ابراہیم نخعیؒ سے منقول ہے کہ جو شخص سو کر اٹھنے کے بعد اگر تری یا احتلام کی رطوبت پاتا ہے تو اس کو غسل کرنا چاہیے۔

۳۔ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَعَطَاءٍ قَالَا اِذَا رَاٰى بَلَلًا فَلْيَغْتَسِلْ (ابن ابی شیبہ ص۹۸ ج۱)

حضرت سعید بن جبیرؒ اور حضرت عطاءؒ دونوں نے کہا ہے کہ اگر رطوبت پائے تو غسل کرے۔

مسئلہ عورت کا بھی یہی حکم ہے (عورت کو احتلام ہو اور مادہ خارج ہو تو غسل فرض ہوتا ہے۔

(ہدایہ ص۱۱ ج۱، شرح نقایہ ص۱۵ ج۱)

۱۔ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَؓ قَالَتْ جَاءَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ اِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيِيْ مِنَ الْحَقِّ فَهَلْ عَلَى الْمَرْاَةِ مِنْ غُسْلٍ اِذَا احْتَلَمَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ اِذَا رَاَتِ الْمَاءَ (مسلم ص۱۴۶ ج۱)

حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ حضرت انسؓ کی والدہ ام سلیمؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ حضرت! اللہ تعالےٰ حق بات کے ظاہر کرنے سے نہیں شرماتا۔ آپ یہ فرمائیں کہ جب عورت کو احتلام ہو جائے تو کیا اس پر غسل فرض ہوتا ہے آپ نے فرمایا۔ ہاں غسل فرض ہو جاتا ہے جب وہ دیکھے کہ مادہ خارج ہو گیا ہے۔

۲۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍؓ قَالَ سَاَلَتْ امْرَاَةٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنِ الْمَرْاَةِ تَرٰى فِيْ مَنَامِهَا مَا يَرَى الرَّجُلُ فِيْ مَنَامِهٖ فَقَالَ اِذَا كَانَ

حضرت انسؓ کہتے ہیں، ایک عورت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اگر عورت خواب میں دیکھے ایسی حالت جو مرد دیکھتے ہیں (یعنی احتلام و بدخوابی کی حالت دیکھے) تو آپ نے فرمایا، جب

مِنْهَا مَا يَكُوْنُ مِنَ الرَّجُلِ فَلْتَغْتَسِلْ (مسلم ج۱ ص۱۴۵ و ص۱۴۶، بخاری ج۱ ص۴۲ عن ام سلمۃ، ترمذی ص۳۲، ابوداؤد ج۱ ص۳۱ عن عائشہؓ)

عورت میں بھی وہی بات ہو جو مرد میں ہوتی ہے (مادہ خارج ہوجائے) تو اس پر بھی غسل فرض ہوگا۔

(۴) عورت کا ایام ماہواری یعنی حیض سے پاک ہونے پر بھی غسل کرنا فرض ہوتا ہے۔ (ہدایہ ج۱ ص۱۲، شرح نقایہ ج۱ ص۱۵، کبیری ص۵۴)

۱- حَتّٰى يَطْهُرْنَ ۚ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ الخ (البقرہ آیت ۲۲۲)

حیض کی حالت میں عورتوں کے قریب نہ جاؤ یعنی مجامعت اور ہمبستری نہ کرو جب تک کہ وہ پاک نہ ہوجائیں اور جب وہ اچھی طرح پاک ہوجائیں یعنی غسل کرلیں تو پھر ان سے مقاربت کرو۔

۲- عَنْ عَائِشَةَ رض قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَدَعِي الصَّلٰوةَ وَإِذَا أَدْبَرَتْ فَاغْتَسِلِي وَصَلِّي۔ (بخاری ج۱ ص۴۷، کنز العمال ج۹ ص۲۴۲ و ص۲۴۳، ابوداؤد ص۳۸/۳۷، منتقی ابن جارود ص۴۷)

حضرت عائشہ صدیقہؓ کہتی ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب حیض کا وقت آجائے تو نماز ترک کردو۔ اور جب وہ چلا جائے تو غسل کرلو اور پھر نماز پڑھو۔

(۵) نفاس سے پاک ہونے پر (بچہ بچی پیدا ہونے کے بعد خون بند ہونے پر) غسل کرنا فرض ہوتا ہے (ہدایہ ج۱ ص۱۲، شرح نقایہ ج۱ ص۱۵، کبیری ص۵۴)

عَنْ مُعَاذٍ رض إِذَا مَضَى لِلنُّفَسَاءِ سَبْعٌ ثُمَّ رَأَتِ الطُّهْرَ فَلْتَغْتَسِلْ وَلْتُصَلِّ (مستدرک ج۱ ص۱۷۶، کنز العمال ج۹ ص۲۴۵)

حضرت معاذؓ کہتے ہیں کہ جب نفاس والیوں پر سات دن گذر جائیں اور پھر وہ طہر کی حالت دیکھے یعنی خون بند ہوجائے تو وہ غسل کرے اور نماز پڑھے۔

غسل واجب

(۱) غسل کی اقسام واجبہ میں سے ایک غسل میت ہے۔ (کبیری ص۵۵) جیسا کہ حضرت ام عطیہؓ سے روایت ہے (بخاری ج۱ ص۱۶۷، مسلم ج۱ ص۳۰۴، ترمذی ص۱۶۲)

عَنْ إِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ أَنَّهُ قَالَ غُسْلُ الْمَيِّتِ كَالْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ (ترمذی ص۱۶۲)

حضرت ابراہیم نخعیؒ کہتے ہیں کہ میت کو غسل دینا ایسا ہی ضروری اور واجب ہے جس طرح جنابت کا غسل ہوتا ہے۔

(۲) اور اسی طرح اگر آدمی کے تمام جسم پر ظاہری نجاست لگ جائے یا ناپاک چھینٹے پڑ جائیں تو پھر بھی غسل کرنا واجب ہوگا۔

غسل سنت

(۱) جمعہ کے دن نماز جمعہ کے ادا کرنے کے لیے غسل کرنا سنت ہے۔ اجتماع میں لوگوں کو اذیت سے بچانے کے لیے اور نظافت کے نقطۂ نظر سے جمعہ کا غسل کرنا سنت ہے (ہدایہ ص۱۸ ج۱، شرح نقایہ ص۱۵ ج۱، کبیری ص۵۴)

۱۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا جَاءَ اَحَدُکُمُ الْجُمُعَۃَ فَلْیَغْتَسِلْ (بخاری ص۱۲۰ ج۱، ص۱۲۱، مسلم ص۲۷۹ ج۱، ترمذی ص۹۷)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص جمعہ کی نماز کے لیے آئے تو اس کو غسل کر لینا چاہیے۔

۲۔ عَنْ سَمُرَۃَ بْنِ جُنْدُبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ تَوَضَّأَ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فَبِھَا وَ نِعْمَتْ وَمَنِ اغْتَسَلَ فَالْغُسْلُ اَفْضَلُ (ترمذی ص۹۸)

حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے جمعہ کے دن وضوء کیا تو ٹھیک ہے اور اچھا ہے اور جس نے غسل کیا تو غسل بہت افضل ہے۔

۳۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ مِنَ السُّنَّۃِ الْغُسْلُ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ (آثار السنن ص۸۹ ج۲، بحوالہ بزار)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ جمعہ کے دن غسل کرنا سنت میں سے ہے۔

۴۔ عَنْ عِکْرِمَۃَ اَنَّ نَاسًا مِّنْ اَھْلِ الْعِرَاقِ جَاءُوْا فَقَالُوْا یَا ابْنَ عَبَّاسٍ اَتَرٰی الْغُسْلَ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ وَاجِبًا قَالَ لَا وَلٰکِنَّہٗ اَطْھَرُ وَخَیْرٌ لِّمَنِ اغْتَسَلَ وَمَنْ لَّمْ یَغْتَسِلْ فَلَیْسَ بِوَاجِبٍ (ابوداود ص۵۱ ج۱، طحاوی ص۸۲ ج۱)

عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عراق سے کچھ لوگ آئے اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا، جمعہ کے دن غسل کرنا آپ کے نزدیک واجب ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ نہیں، لیکن یہ پاکیزہ اور بہتر ہے اور جو غسل نہ کرے تو یہ واجب نہیں ہے۔

(۲) عیدین کے لیے بھی غسل کرنا سنت ہے۔ (ہدایہ صفحہ ۱۱۸/۱، شرح نقایہ صفحہ ۱۶/۱، کبیری صفحہ ۵۵)

۱۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم يَغْتَسِلُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ الْاَضْحٰى۔ (ابن ماجہ صفحہ ۹۳)

حضرت ابن عباس رض کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن غسل کیا کرتے تھے۔

۲۔ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رض كَانَ يَغْتَسِلُ يَوْمَ الْفِطْرِ قَبْلَ اَنْ يَغْدُوَ اِلَى الْمُصَلّٰى (موطا امام مالک صفحہ ۱۶۵)

حضرت عبد اللہ بن عمر رض عید الفطر کے دن عید گاہ کی طرف جانے سے پہلے غسل کیا کرتے تھے۔

۳۔ عَنْ زَاذَانَ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ عَلِيًّا رض عَنِ الْغُسْلِ فَقَالَ اِغْتَسِلْ كُلَّ يَوْمٍ اِنْ شِئْتَ قَالَ لَا بَلِ الْغُسْلُ الْمُسْتَحَبُّ قَالَ اِغْتَسِلْ كُلَّ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَيَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ النَّحْرِ وَيَوْمَ عَرَفَةَ۔ (کنز العمال صفحہ ۳۴/۴، طحاوی صفحہ ۸۴/۱)

حضرت زاذان رح سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت علی رض سے غسل کے بارہ میں دریافت کیا تو حضرت علی رض نے کہا، اگر تم چاہو تو ہر روز غسل کرو تو اس شخص نے عرض کیا کہ حضرت میں تو مستحب غسل کے بارہ میں دریافت کرتا ہوں، حضرت علی رض نے فرمایا، پھر تم ہر جمعہ کے دن اور عید الفطر، عید الاضحیٰ اور عرفہ کے دن غسل کیا کرو۔

قَالَ هُشَيْمٌ قُلْتُ لِيَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ زِيَادٍ هَلْ مِنْ غُسْلٍ غَيْرِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ قَالَ نَعَمْ يَوْمُ عَرَفَةَ وَيَوْمُ فِطْرٍ وَيَوْمُ اَضْحٰى وَيَوْمُ الْجُمُعَةِ (مجمع الزوائد صفحہ ۱۹۸/۲ بحوالہ ابو یعلی)

ہشیم رح کہتے ہیں، میں یزید بن ابی زیاد رح سے پوچھا، کیا جمعہ کے علاوہ بھی غسل ہے تو انہوں نے کہا کہ ہاں ہے۔ عرفہ کے دن۔ عید فطر۔ عید الاضحیٰ اور جمعہ کے دن۔

(۳) عرفہ کے دن وقوف کے لیے بعد زوال بھی غسل کرنا سنت ہے۔ (ہدایہ صفحہ ۱۸۳/۱، شرح نقایہ صفحہ ۱۶/۱، کبیری صفحہ ۵۵)

عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض اَنَّهٗ كَانَ اِذَا رَاحَ اِلَى الْمَعْرُوْفِ اِغْتَسَلَ۔

نافع رح حضرت عبد اللہ بن عمر رض کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ جب وہ زوال کے بعد معروف (وقوف کی جگہ)

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۹۴ج۴ مطبوعہ حیدر آباد)

کی طرف جاتے تو پہلے غسل کرتے۔

عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اِمْضِ اِلٰى عَرَفَاتٍ فَاِذَا كَانَ عِنْدَ زَوَالِ الشَّمْسِ فَاغْتَسِلْ اِنْ وَجَدْتَ مَاءً وَاِلَّا فَتَوَضَّأْ۔

حضرت ابراہیم نخعیؒ کہتے ہیں کہ عرفات کی طرف جاؤ جب زوالِ شمس کا وقت ہو اگر پانی میسر ہو تو غسل کرو۔ ورنہ وضو ہی کرو۔

(ابن ابی شیبہ ص۹۴ج۴ طبع حیدر آباد دکن)

(۴) احرام باندھنے کے وقت بھی غسل کرنا سنت ہے (ہدایہ ص۲۴۱ج۱، شرح نقایہ ص۱۸۶ج۱، کبیری ص۵۵)

۱۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ اِنَّ مِنَ السُّنَّةِ اَنْ يَّغْتَسِلَ اِذَا اَرَادَ اَنْ يُّحْرِمَ وَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَّدْخُلَ الْمَكَّةَ

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ سنت ہے جب کوئی احرام کا ارادہ کرتا ہے غسل کرے اور جب مکہ میں داخل ہونے کا ارادہ کرتا ہے تو پھر بھی غسل کرے

(مستدرک حاکم ص۴۴۷ج۱، مصنف ابن ابی شیبہ ص۹۴ج۴)

۲۔ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ رَاَى النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم تَجَرَّدَ لِاِهْلَالِهٖ وَاغْتَسَلَ (ترمذی ص۱۲۳)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھنے کے وقت غسل کیا

۳۔ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَؓ كَانَ يَغْتَسِلُ لِاِحْرَامِهٖ قَبْلَ اَنْ يُّحْرِمَ (موطا امام مالک ص۲۲۸)

نافعؒ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ احرام باندھنے سے پہلے غسل کرتے تھے۔

غسلِ مستحب

جب کوئی غیر مسلم مسلمان ہو جائے تو اس کے لیے بھی غسل کرنا مستحب ہے (کبیری ص۵۶) جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔

۱۔ عَنْ قَيْسِ بْنِ عَاصِمٍ اَنَّهٗ اَسْلَمَ فَاَمَرَهُ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم اَنْ يَّغْتَسِلَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ (ترمذی ص۱۳۸)

حضرت قیس بن عاصمؓ کہتے ہیں جب میں ایمان لایا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ میں غسل کروں اور پانی میں بیری کے پتے ڈال دوں۔

۲۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ اَنَّ ثُمَامَةَ بْنَ اُثَالٍ اَوْ اُثَالَةَ اَسْلَمَ فَقَالَ

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ ثمامہؓ بن اثال جس وقت مسلمان ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذْھَبُوْا بِہٖ اِلٰی حَائِطِ بَنِیْ فُلَانٍ فَمُرُوْہُ اَنْ یَّغْتَسِلَ (مجمع الزوائد صہ ۲۸۳ ج ۱ بحوالہ بزار واحمد)	فرمایا، اس کو فلاں باغ میں لے جاؤ اور اسے کہو کہ وہ غسل کرے۔
۳۔ عَنْ قَتَادَۃَ بْنِ اَبِیْ ھِشَامٍ قَالَ اَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِیْ یَا قَتَادَۃُ اِغْتَسِلْ (مجمع الزوائد صہ ۲۸۳ ج ۱ بحوالہ الطبرانی کبیر)	حضرت قتادہ بن ابی ہشام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا (اسلام لاکر) تو آپ نے فرمایا اے قتادہ غسل کرلو۔

مسئلہ لیکن اگر ایسا شخص جنابت کی حالت میں ہو تو پھر اس کے لیے بھی غسل کرنا مؤکد (واجب اور ضروری) ہوگا (شرح وقایہ صہ ۲۴ ج ۱، کبیری صہ ۵۵)

(۲) فصد اور پچھنے لگوانے سے غسل کرنا مستحب ہے۔ (کبیری صہ ۵۵)

عَنْ عَائِشَۃَ رضی اللہ عنہا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یُغْتَسَلُ مِنْ اَرْبَعٍ مِنَ الْجَنَابَۃِ وَیَوْمِ الْجُمُعَۃِ وَمِنْ غُسْلِ الْمَیِّتِ وَالْحِجَامَۃِ (مستدرک حاکم صہ ۱۶۳ ج ۱، ابوداؤد صہ ۵۱ ج ۱)	ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا صدیقہ کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چار باتوں سے غسل کرنے کے بارہ میں حکم دیتے تھے۔ جنابت سے جمعہ کے دن اور میت کو غسل دینے پر اور سنگیاں لگوانے پر۔

(۳) ہفتہ میں ہر مسلمان کے لیے ایک بار غسل کرنا مستحب ہے۔ اگر کوئی عذر نہ ہو۔

۱۔ عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْغُسْلُ وَاجِبٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ فِیْ کُلِّ اُسْبُوْعٍ یَوْمًا وَّھُوَ یَوْمُ الْجُمُعَۃِ (طحاوی صہ ۸۲ ج ۱)	حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غسل کرنا ہر مسلمان پر مؤکد ہے۔ ہفتے میں ایک دن اور وہ جمعہ کا دن ہے۔
۲۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ یَقُوْلُ حَقٌّ لِلّٰہِ وَاجِبٌ عَلٰی مُسْلِمٍ فِیْ کُلِّ سَبْعَۃِ اَیَّامٍ یَغْتَسِلُ۔ (طحاوی صہ ۸۴ ج ۱)	حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مؤکد حق ہے ہر مسلمان پر سات دن میں کہ وہ غسل کرے۔

(۴) دخول مکہ کے وقت غسل کرنا مستحب ہے (کبیری صہ ۵۵)

عَنْ نَافِعٍ قَالَ کَانَ ابْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اِذَا دَخَلَ	حضرت نافع رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ

اَدْنَى الْحَرَمِ اَمْسَكَ مِنَ التَّلْبِيَةِ ثُمَّ يَبِيْتُ بِذِيْ طُوًى ثُمَّ يُصَلِّيْ بِهِ الصُّبْحَ وَ يَغْتَسِلُ وَيُحَدِّثُ اَنَّ نَبِيَّ صلى الله عليه وسلم كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ (بخاری ص۲۱۲ ج۱، مسلم ص۴۰۹ ج۱)

جب حرم کی حدود میں داخل ہوتے تھے تو تلبیہ پڑھنا موقوف کر دیتے تھے اور پھر ذی طویٰ کے مقام میں رات گذارتے تھے۔ پھر صبح کی نماز ادا کرتے تھے اور غسل کرتے تھے۔ اور عبداللہ بن عمرؓ یہ بیان کرتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی طرح کرتے تھے

پانی کے احکام

وہ پانی جن سے طہارت کرنی جائز ہے

ایسے پانی مختلف قسم کے ہیں جن سے وضوء، غسل اور طہارت کرنی جائز ہے۔

(۱) وہ پانی جو بارش سے حاصل ہوتا ہے۔ (شرح نقایہ ص۱۶ ج۱، ہدایہ ص۱۳ ج۱، کبیری ص۹۸)

۱۔ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا (پ۱۹ الفرقان آیت ۴۸)

اور اتارا ہم نے آسمان کی طرف سے (بادل وغیرہ سے) پانی جو پاک ہے اور پاک کرنے والا ہے۔

۲۔ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ۔ (انفال آیت ۱۱)

اور وہ (اللہ تعالیٰ) اتارتا ہے تمہارے اوپر آسمان کی طرف سے پانی تاکہ اس کے ساتھ تمہیں پاک صاف کرے

۳۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ لَقَدْ رَاَيْتُنِيْ مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فِيْ مَآءٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَاِنِّيْ لَاَدْلُكُ ظَهْرَهٗ وَاَغْسِلُهٗ (سنن الکبریٰ للبیہقی ص۴)

حضرت سعد بن وقاص رضؓ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بارش کے پانی میں۔ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک کو مل رہا تھا۔ اور آپ کو نہلا رہا تھا۔

مسئلہ اور اسی سلسلہ میں شبنم کا پانی اگر اتنی مقدار میں جمع ہو جائے کہ اس سے وضو کیا جا سکتا ہو۔

(۲) اسی سلسلہ میں برف اور اولوں کو پگلا کر ان کا پانی بھی ہے (شرح نقایہ ص۱۶ ج۱)

جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

۱۔ اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِالْمَآءِ

اے اللہ میرے گناہوں کو پانی برف اور اولوں

وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ (بخاری ص ۱۰۳ ج ۱، مسلم ص ۲۱۹ ج ۱، نسائی ص ۶۳ ج ۱) — کے ساتھ دھو ڈال۔

۲۔ اَللّٰهُمَّ اغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ۔ (مسلم ص ۳۱۱ ج ۱، نسائی ص ۲۸ ج ۱) — اے اللہ اس کو پانی و برف اور اولوں سے دھو ڈال۔

۳۔ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ سَأَلْتُ الْحَكَمَ عَنِ الْغُسْلِ وَالْوُضُوْءِ بِالثَّلْجِ فَقَالَ يُكَسِّرُهُ وَيَغْتَسِلُ وَيَتَوَضَّأُ (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۷۵ ج ۱) — حضرت شعبہؒ نے کہا کہ میں نے حضرت حکمؒ سے برف کے پانی سے غسل اور وضوء کرنے کے بارہ میں دریافت کیا تو انہوں نے کہا، برف کو توڑ کر اس کے پانی سے غسل بھی کرے اور وضوء بھی۔

۴۔ قَالَ وَكِيْعٌ وَكَانَ سُفْيَانُ يَسْتَحْسِنُهُ وَيَغْتَسِلُ مِنْهُ وَيَتَوَضَّأُ (ابن ابی شیبہ ص ۱۷۵ ج ۱) — حضرت وکیعؒ کہتے ہیں کہ حضرت سفیانؒ برف کے پانی سے وضوء اور غسل کرنے کو مستحسن خیال کرتے تھے۔

۵۔ عَنِ الْحَسَنِ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ اغْتَسَلَ بِالثَّلْجِ فَاَصَابَهُ الْبَرْدُ فَمَاتَ فَقَالَ يَا لَهَا مِنَ الشَّهَادَةِ (ایضاً) — حضرت حسن بصریؒ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے برف کے ساتھ غسل کیا تھا تو اس کو سردی لگ گئی اور وہ فوت ہو گیا تو انہوں نے فرمایا کہ کیا ہی خوبی ہے اس شہادت کے لیے۔

(۳) اور وہ پانی جو زمین سے حاصل کیا جاتا ہے، مثلاً چشموں اور حوض وغیرہ کا پانی (ہدایہ ص ۱۳ ج ۱، شرح نقایہ ص ۱۶ ج ۱، کبیری ص ۸۸)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسَلَكَهٗ يَنَابِيْعَ فِي الْاَرْضِ (الزمر آیت ۲۱) — اللہ تعالیٰ نے آسمان کی طرف سے پانی اتار کر اس کو زمین کے اندر چشموں وغیرہ کی شکل میں چلا دیا۔

(۴) کنویں کا پانی (ہدایہ ص ۱۳، شرح نقایہ ص ۱۶ ج ۱، کبیری ص ۸۸)

۱۔ وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّقَصْرٍ مَّشِيْدٍ ﴿۴۵﴾ (الحج پ ۱۷) — اور لوگوں کے ہلاک ہونے کے بعد بہت سے کنویں معطل پڑے ہوئے ہیں اور محلات ویران اجڑے پڑے ہوئے ہیں

۲۔ حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیرِ بضاعہ اور دیگر کنووں کے پانی سے طہارت کرتے تھے۔

(۵) وادیوں اور نہروں کا پانی (ہدایہ ص۱۳ ج۱، شرح نقایہ ص۱۶ ج۱، کبیری ص۸۸)

۱۔ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ اَوْدِیَۃٌ بِقَدَرِهَا (الرعد آیت ۱۷)

اللہ تعالیٰ نے پانی برسایا (زمین پر چلاکر وادیوں اور نہروں میں اس کو بہادیا) پس بہہ پڑی وادیاں اپنے اندازے کے مطابق۔

(۶) دریاؤں اور سمندروں کا پانی (ہدایہ ص۱۳ ج۱، شرح نقایہ ص۱۶ ج۱، کبیری ص۸۸)

۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی کی روایت ہے کہ ایک آدمی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔

اَفَنَتَوَضَّأُ مِنْ مَآءِ الْبَحْرِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الطَّهُوْرُ مَآؤُهٗ وَالْحِلُّ مَیْتَتُهٗ (مؤطا امام مالک ص۱۷

نسائی ص۶۳ ج۱، ترمذی ص۲۶، منتقی ابن جارود ص۲۵، ابن ابی شیبہ ص۱۳۱ ج۱)

کہ ہم سمندر کے پانی سے وضوء کرسکتے ہیں آپ نے فرمایا سمندر کا پانی پاک ہے اور اس کا شکار (مچھلی) حلال ہے۔

۲۔ عَنْ اَبِی الطُّفَیْلِ قَالَ سُئِلَ اَبُوْبَکْرٍ الصِّدِّیْقُ اَیُتَوَضَّؤُ مِنْ مَآءِ الْبَحْرِ فَقَالَ هُوَ الطَّهُوْرُ مَآؤُهٗ وَالْحَلَالُ مَیْتَتُهٗ (ابن ابی شیبہ ص۱۳۰ ج۱)

حضرت ابوالطفیل رضی سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی سے پوچھا گیا کہ سمندر کے پانی سے وضوء کیا جاسکتا ہے تو آپ نے فرمایا اس کا پانی پاک ہے اور اس کا مردار (شکار مچھلی) حلال ہے۔

۳۔ عَنْ عِکْرَمَۃَ اَنَّ عُمَرَ سُئِلَ عَنْ مَآءِ الْبَحْرِ فَقَالَ اَیُّ مَآءٍ اَنْظَفُ مِنْهُ (ابن ابی شیبہ ص۱۳۰ ج۱)

حضرت عکرمہؒ سے روایت ہے، حضرت عمر رضی سے سوال کیا گیا، سمندر کا پانی کیسا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس سے زیادہ پاک صاف پانی کونسا ہوسکتا ہے۔

اور اسی طرح حضرت عبداللہ بن عباس رضی حضرت حسن بصریؒ حضرت عکرمہؒ حضرت طاؤسؒ حضرت ابراہیم نخعیؒ حضرت عطاءؒ حضرت سعید بن المسیبؒ وغیرہ سے ثابت ہے (ابن ابی شیبہ ص۱۳۰ اور ۱۳۱ ج۱)

مطلق پانی کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

عَنْ رَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْمَآءُ

راشد بن سعدؒ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانی کوئی چیز نجس نہیں بناسکتی جب تک

لَا يُنَجِّسُهٗ شَیْءٌ اِلَّا مَا غَلَبَ عَلٰی لَوْنِهٖ اَوْ طَعْمِهٖ اَوْ رِیْحِهٖ — کہ اس کے رنگ۔ ذائقہ اور بو میں تبدیلی نہ ہو۔ (طحاوی ج۱ ص۹، تلخیص الحبیر ج۱ ص۱۵، وصحح ابو حاتم ارسالہ)

مسئلہ سیلاب کے گدلے پانی سے وضو، اور طہارت کرنی جائز ہے۔ (ہدایہ ج۱ ص۱۴، شرح نقایہ ج۱ ص۱۶، کبیری ص۹)

جن پانیوں سے طہارت کرنی جائز نہیں

(۱) درختوں اور پھلوں سے نچوڑے ہوئے پانی سے طہارت جائز نہیں کیونکہ وہ مطلق پانی نہیں (ہدایہ ج۱ ص۱۳، شرح نقایہ ج۱ ص۱۵، کبیری ص۸۸)

(۲) ایسے پانی سے بھی طہارت جائز نہیں کہ جس میں کوئی اور چیز مل کر اس کو پانی کی طبیعت اور مزاج سے ہی نکال دے۔ جیسے شربت۔ سرکہ۔ عرق گلاب (روز واٹر) ماء باقلاء، شوربا، مولی یا گاجر کا پانی وغیرہ۔ کیونکہ یہ حقیقت میں پانی نہیں ہیں (جامع صغیر ص۹، ہدایہ ج۱ ص۱۳، کبیری ص۸۸، شرح نقایہ ج۱ ص۱۵)

(۳) رکے ہوئے پانی میں اگر نجاست واقع ہو جائے تو اس سے وضو، اور طہارت جائز نہیں خواہ نجاست قلیل ہو یا کثیر ہو (ہدایہ ج۱ ص۱۴، کبیری ص۹۴، شرح وقایہ ج۱ ص۸، شرح نقایہ ج۱ ص۱۸)

۱۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لَا یَبُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ فِی الْمَآءِ الدَّآئِمِ الَّذِیْ لَا یَجْرِیْ ثُمَّ یَغْتَسِلُ فِیْهِ۔ (بخاری ج۱ ص۳۷، مسلم ج۱ ص۱۳۸، طحاوی ج۱ ص۱۸)

حضرت ابو ہریرۃ رض کہتے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں کوئی شخص رکے ہوئے پانی میں پیشاب نہ کرے ایسا پانی جو جاری نہیں ہے۔ پھر اس میں غسل کرے گا (اور وہ جائز نہیں)

۲۔ عَنْ جَابِرٍ رض عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اَنَّهٗ نَهٰی اَنْ یُّبَالَ فِی الْمَآءِ الرَّاكِدِ (مسلم ج۱ ص۱۳۸، مصنف عبد الرزاق ج۱ ص۹، طحاوی ج۱ ص۱۸)

حضرت جابر رض کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رکے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا۔

۳۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض اَنَّ النَّبِیَّ صَلّٰی

حضرت ابو ہریرۃ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی

اللہ علیہ وسلم قَالَ اِذَا اسْتَیْقَظَ اَحَدُکُمْ مِنْ نَوْمِہٖ فَلَا یَغْمِسْ یَدَہٗ فِی الْاِنَاءِ حَتّٰی یَغْسِلَھَا (بخاری ج۱ ص۲۸، مسلم ج۱ ص۱۳۶، موطا امام محمد ص۴۹)

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب تم میں سے کوئی شخص نیند سے بیدار ہو تو اپنا ہاتھ پانی کے برتن میں نہ ڈبوئے جب تک کہ اس کو پہلے دھو نہ لے۔

(۴) ماء مستعمل جس کو ازالۂ حدث کے لیے یا قربت یعنی ثواب و اجر حاصل کرنے کے لیے بدن پر استعمال کیا گیا ہو۔ وہ ماء مستعمل ہے ایسے پانی سے طہارت نہیں حاصل کی جا سکتی۔ اس کا استعمال وضوء اور غسل کے لیے جائز نہیں ہے (ہدایہ ج۱ ص۱۶، شرح نقایہ ج۱ ص۱۸)

مسئلہ اگر پانی میں کوئی چیز مل جائے اور وہ اس پانی کے اوصاف ثلاثہ (رنگ۔ بو۔ ذائقہ) میں سے کسی وصف کو تبدیل کر دے تو اس پانی سے بھی طہارت کرنی جائز ہے۔ جیسا کہ پانی میں اکثر سیلاب کی مٹی مل جاتی ہے۔ یا زعفران، صابون۔ اشنان (ایک بوٹی ہوتی ہے) وغیرہ کوئی بھی پاک چیز مل جائے تو اس سے بھی وضوء اور غسل کرنا جائز ہے۔ (ہدایہ ج۱ ص۱۴ شرح نقایہ ج۱ ص۱۶، کبیری ص۹۰)

۱۔ عَنْ اُمِّ ھَانِیٍٔ رض اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِغْتَسَلَ ھُوَ وَمَیْمُوْنَۃُ مِنْ اِنَاءٍ وَاحِدٍ فِیْ قَصْعَۃٍ فِیْھَا اَثَرُ عَجِیْنٍ (نسائی ج۱ ص۴۷)

حضرت ام ھانی رض سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ام المومنین حضرت میمونہ رض نے ایک ہی برتن سے پانی لے کر غسل کیا جس برتن میں گوندھے ہوئے آٹے کا اثر تھا۔

۲۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض اَنَّ رَجُلًا کَانَ مَعَ النَّبِیِّ صلی اللہ عَلَیْہِ وسلم فَوَقَصَتْہُ نَاقَتُہٗ وَھُوَ مُحْرِمٌ فَمَاتَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِغْسِلُوْہُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ (بخاری ج۱ ص۲۴۹، مسلم ج۱ ص۳۸۴)

حضرت ابن عباس رض سے روایت ہے کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر حج میں تھا، احرام کی حالت میں وہ اونٹنی سے گر کر فوت ہو گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو پانی میں بیری کے پتے ڈال کر اس پانی سے غسل دو۔

۳۔ عَنْ اُمِّ عَطِیَّۃَ رض قَالَتْ تُوُفِّیَتْ اِحْدٰی بَنَاتِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وسلم فَقَالَ اِغْسِلْنَھَا بِالسِّدْرِ وِتْرًا

حضرت ام عطیہ رض کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں میں سے ایک بیٹی نے وفات پائی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف

وَاجْعَلْنَ فِي الْآخِرَةِ كَافُورًا۔
(بخاری صـ۱۶۹ جـ۱ ، مسلم صـ۳۰۴ جـ۱)

لائے اور آپ نے فرمایا کہ اس کو بیری کے پتے ڈالے ہوئے پانی سے غسل دو طاق مرتبہ۔ اور آخر میں اس میں کافور بھی ملاؤ۔

مسئلہ نہر کا پانی (دار نہر) یا جاری پانی کے اندر اگر نجاست پڑ جائے تو وہ ناپاک نہیں ہوتا۔ جب کہ اس نجاست کا پانی میں اثر معلوم نہ ہو یعنی رنگ۔ بو۔ ذائقہ اس کا تبدیل نہ ہوا ہو۔ بڑا حوض ماء جاری کے حکم میں ہوتا ہے۔ (ہدایہ صـ۱۵ جـ۱ ، شرح نقایہ صـ۱۷ جـ۱ ، کبیری صـ۹۳ و ۹۴)

۱- عَنْ رَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمَاءُ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ اِلَّا مَا غَلَبَ عَلٰى لَوْنِهٖ اَوْ طَعْمِهٖ اَوْ رِيْحِهٖ۔
(طحاوی صـ۱۹ جـ۱ ، تلخیص الحبیر صـ۵ جـ۱ ، كَذَا قَالَ الزُّهْرِيُّ (بخاری صـ۳۷ جـ۱))

راشد بن سعدؓ کہتے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، پانی پاک ہوتا ہے اس کو کوئی چیز نجس نہیں بنا سکتی۔ جب تک کہ اس کے رنگ ذائقہ یا بو پر کوئی ناپاک چیز غالب نہ آجائے۔ اور اسی طرح امام زہریؒ نے بھی کہا ہے۔

۲- عَنْ جَابِرٍؓ اَوْ قَالَ اَبِيْ سَعِيْدٍؓ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَانْتَهَيْنَا اِلٰى غَدِيْرٍ وَفِيْهِ جِيْفَةٌ فَكَفَفْنَا وَكَفَّ النَّاسُ حَتّٰى اَتَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا لَكُمْ لَا تَسْتَقُوْنَ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذِهِ الْجِيْفَةُ فَقَالَ اسْتَقُوْا فَاِنَّ الْمَاءَ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ
(طحاوی صـ۱۶ جـ۱)

حضرت جابرؓ یا حضرت ابو سعیدؓ کہتے ہیں کہ ہم لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ایک سفر میں ہم ایک تالاب تک پہنچے جس میں مردار جانور پڑا ہوا تھا۔ تو اس کے پانی کو استعمال کرنے سے ہم رک گئے اور باقی لوگ بھی رک گئے یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ نے فرمایا تم لوگ اس پانی کو کیوں استعمال نہیں کرتے تو ہم نے عرض کیا حضور! اس میں مردار جانور پڑا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا اس کو استعمال کرو۔ پانی کو (جب کہ وہ کثیر ہو) کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی۔

۳- اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِؓ خَرَجَ فِيْ رَكْبٍ فِيْهِمْ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِؓ حَتّٰى

حضرت عمرؓ بن الخطاب ایک گروہ میں سفر پر تھے اس گروہ میں حضرت عمروؓ بن العاص بھی تھے۔ ایک

وَرَدُوْا حَوْضًا فَقَالَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ لِصَاحِبِ الْحَوْضِ هَلْ تَرِدُ حَوْضَكَ السِّبَاعُ فَقَالَ عُمَرُ يَا صَاحِبَ الْحَوْضِ لَا تُخْبِرْنَا فَإِنَّا نَرِدُ عَلَى السِّبَاعِ وَ تَرِدُ عَلَيْنَا

(بیہقی صفحہ ۲۵ ج ۱، مصنف عبدالرزاق صفحہ ۷۷ ج ۱)

تالاب پر پہنچے تو عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے حوض (تالاب) کے مالک سے کہا کہ یہ بتلاؤ تمہارے تالاب پر درندے بھی آتے ہیں؟ تو حضرت عمر رض نے فرمایا اے تالاب والے تمہیں یہ بتلانے کی ضرورت نہیں ان تالابوں پر درندے بھی آتے ہیں اور انسان بھی آتے ہیں۔

(سب پانی استعمال کرتے ہیں یہ ناپاک نہیں ہوتا)

مسئلہ ایسے جانور کا پانی میں مرجانا جس کا خون نہیں بہتا اس سے پانی نجس نہیں ہوتا۔ جیسا کہ مچھر، مکھی زنبور (بھڑ)، بچھو وغیرہ (جامع صغیر صفحہ ۵، ہدایہ صفحہ ۱۶ ج ۱، شرح نقایہ صفحہ ۱۸ ج ۱)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رض أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِي إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْمِسْهُ كُلَّهُ ثُمَّ لِيَطْرَحْهُ.

(بخاری صفحہ ۴۶۷ ج ۱، صفحہ ۸۶۰ ج ۲، ابوداؤد صفحہ ۱۸۱ ج ۲)

حضرت ابوہریرہ رض سے روایت ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کے برتن میں مکھی پڑ جائے تو اس مکھی کو پوری طرح ڈبو کر پھر اس کو باہر پھینک دیا کرو۔ (اور پانی یا مشروب وغیرہ کو استعمال کر سکتے ہو) لیکن اگر گرم کھولتے ہوئے مشروب میں مکھی گر کر تحلیل ہو جائے تو پھر اس مشروب کو استعمال کرنا طبعی طور پر ناپسندیدہ ہے۔

مسئلہ جو جانور پانی میں پیدا ہوتے ہیں۔ وہ اگر پانی میں مرجائیں تو اس سے پانی ناپاک نہیں ہوتا۔ جیسا کہ مچھلی، مینڈک، سرطان (کیکڑہ) وغیرہ (جامع صغیر صفحہ ۵، ہدایہ صفحہ ۱۶ ج ۱، شرح نقایہ صفحہ ۱۸ ج ۱)

مسئلہ ڈرائی کلین۔ پٹرول میں جو کپڑے دھوئے جاتے ہیں بغیر پانی کے ان کی تفصیل یہ ہے۔ اگر پاک اور ناپاک کپڑے یکجا پٹرول میں ڈال دیئے گئے تو وہ پاک نہیں ہونگے بلکہ اس طرح پاک کپڑے بھی ناپاک ہو جائینگے ضروری ہے کہ پاک کپڑوں کے ساتھ ناپاک کپڑے نہ ملائے جائیں۔ پاک کپڑوں کو الگ پٹرول میں ڈال کر ان کا میل کچیل صاف کر لیا جائے اور ناپاک کپڑوں کو تین بار پاک پٹرول میں دھویا جائے، اور ہر بار کپڑوں کو خشک کیا جائے یا پانی سے تین بار اس طرح دھویا جائے، تو وہ تب پاک ہوں گے۔

مسئلہ کپڑوں پر استری پھیرنا مکروہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ زینت جائز میں داخل ہے۔

مسئلہ ہر قسم کی کچی کھالیں جب ان کو رنگ دیا جائے تو وہ پاک ہو جاتی ہیں۔ خواہ حلال جانور

کی ہو۔ یا حرام جانور کی۔ ماسوا خنزیر کی کھال کے وہ کسی حال میں پاک نہیں ہو سکتی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

فَإِنَّهُ رِجْسٌ (الانعام آیت ۱۴۵) بے شک وہ خنزیر ناپاک ہے۔

اور ماسوا انسان کی کھال کے کہ وہ اگرچہ پاک ہوتی ہے۔ لیکن اس کا استعمال حرام ہے۔

(ہدایہ ص ۱۸/۱، شرح نقایہ ص ۱۹/۱)

۱۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُولُ إِذَا دُبِغَ الْإِهَابُ فَقَدْ طَهُرَ (مسلم ص ۱۵۹/۱)

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ جب کچے چمڑے کو رنگ دیا جائے تو وہ پاک ہو جاتا ہے۔

۲۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّمَا إِهَابٍ دُبِغَ فَقَدْ طَهُرَ (نسائی ص ۱۹/۲، مسند احمد ص ۲۱۹/۱)

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر کچی کھال جس کو رنگ دیا جائے تو وہ پاک ہو جاتی ہے۔

۳۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سُئِلَ رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ جُلُودِ الْمَيْتَةِ فَقَالَ دِبَاغُهَا ذَكَاتُهَا۔ (نسائی ص ۱۹۰/۲)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مردار جانوروں کے چمڑوں کے بارہ میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ ان کا رنگ دینا ہی ان کی طہارت ہے۔

۴۔ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْمُحَبِّقِؓ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ دَعَا بِمَاءٍ مِنْ عِنْدِ امْرَأَةٍ قَالَتْ مَا عِنْدِي إِلَّا فِي قِرْبَةٍ لِي مَيْتَةٍ قَالَ أَلَيْسَ قَدْ دَبَغْتِهَا قَالَتْ بَلَى قَالَ فَإِنَّ دِبَاغَهَا ذَكَاتُهَا۔ (نسائی ص ۱۹۰/۲)

سلمہ بن المحبقؓ کہتے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک کے سفر میں ایک عورت سے پانی طلب کیا۔ اس عورت نے کہا کہ میرے پاس تو اور پانی نہیں صرف اس مشکیزہ میں جو مردار جانور کی کھال سے بنایا گیا ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ تو نے اس کھال کو دباغت نہیں دی یعنی رنگا نہیں تو اس نے کہا ہاں میں نے اسکو رنگا ہے۔ تو آپ نے فرمایا "اس کا رنگنا ہی اس کے پاک ہونے کی دلیل ہے۔"

مسئلہ خنزیر کے سوا تمام جانوروں کی ہڈیاں اور بال پاک ہوتے ہیں (ہدایہ ص۱۹ ج۱ شرح نقایہ ص۲۰ ج۱)

۱۔ قَالَ حَمَّادٌ لَا بَأْسَ بِرِيْشِ الْمَيْتَةِ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ فِي عِظَامِ الْمَوْتٰى نَحْوِ الْفِيْلِ وَغَيْرِهٖ اَدْرَكْتُ نَاسًا مِنْ سَلَفِ الْعُلَمَاءِ يَمْتَشِطُوْنَ بِهَا يَدَّهِنُوْنَ فِيْهَا لَا يَرَوْنَ بِهٖ بَأْسًا وَقَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ وَاِبْرَاهِيْمُ لَا بَأْسَ بِتِجَارَةِ الْعَاجِ (بخاری ص۳۷ ج۱)

حضرت حمادؒ نے فرمایا مردار پرندے کے پر میں کوئی حرج نہیں اگر پانی وغیرہ میں گر پڑا وہ ناپاک نہیں ہوگا حضرت امام زہریؒ نے مردہ جانوروں کی ہڈیوں کے بارہ میں فرمایا جیسا کہ ہاتھی وغیرہ کی ہڈیاں۔ کہ میں نے سلف میں علماء کو پایا ہے کہ وہ اس کی کنگھیاں استعمال کرتے تھے اس سے بنے ہوئے ظروف میں تیل بھی استعمال کرتے تھے۔ اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔

امام محمد ابن سیرینؒ اور حضرت ابراہیم نخعیؒ کہتے تھے کہ ہاتھی دانت کی تجارت کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

۲۔ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ وَكَانَ لِاَبِيْ مُشْطٌ وَمُدٌّ مِنْ عِظَامِ الْفِيْلِ۔ (مصنف عبدالرزاق ص۶۹ ج۱)

اور حضرت ہشامؒ بن عروہؒ کہتے ہیں کہ میرے والد والد کی کنگھی بھی اور مد (پیمانہ جو تقریباً ایک سیر کے برابر ہوتا ہے) ہاتھی دانت کے بنے ہوئے۔

۳۔ عَنِ الثَّوْرِيِّ عَنْ عَمْرٍو قَالَ لَيْسَ لِصُوْفٍ ذَكَاةٌ اِغْسِلْهُ فَانْتَفِعْ بِهٖ (مصنف عبدالرزاق ص۶۶ ج۱)

حضرت سفیان ثوریؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمروؒ نے کہا اون کے لیے ضروری نہیں کہ وہ اس جانور کی ہو جو ذبح کیا ہوا ہو۔ اس کو دھو کر استعمال کر سکتے ہو۔

۴۔ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ الصُّوْفُ وَالْمُرْعِزُ وَالْجَزُّ وَالشَّلُّ لَا بَأْسَ بِهٖ وَبِرِيْشِ الْمَيْتَةِ۔ (مصنف عبدالرزاق ص۶۶ ج۱)

امام ابن سیرینؒ کہتے ہیں۔ اون (صوف) اور چھوٹی روئیں جو بکری کے بالوں کے نیچے ہوتے ہیں اور روئیں دار چھوٹے بال اور بھیڑ کے بال اون الگ یا بالوں اور پشم کے ساتھ ملی ہو۔ اس کو استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ اور اسی طرح مردار پرندے کے پر بھی پاک ہیں

مسئلہ انسان کے بال اور ہڈیاں بھی پاک ہوتی ہیں لیکن ان کو استعمال کرنا اور ان سے انتفاع حرام ہے (ہدایہ ص۱۹ ج۱، شرح نقایہ ص۲۰ ج۱)

۱۔ وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْ آدَمَ (بنی اسرائیل آیت) — البتہ تحقیق ہم نے بنی آدم کو عزت و کرامت بخشی ہے

۲۔ عَنْ عَائِشَۃَ رضؓ لَعَنَ اللّٰہُ الْوَاصِلَۃَ وَالْمُسْتَوْصِلَۃَ — ام المومنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اس عورت پر جو اپنے بال دوسری عورت کے بالوں کے ساتھ جوڑتی ہے۔ اور اسی طرح جڑوانے والی پر بھی اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔

۳۔ وَالْآدَمِیُّ مُحْتَرَمٌ بَعْدَ مَوْتِہٖ عَلٰی مَا کَانَ عَلَیْہِ فِیْ حَیَاتِہٖ۔ فَکَمَا یَحْرُمُ التَّدَاوِیْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْآدَمِیِّ الْحَیِّ اِکْرَامًا لَّہٗ فَکَذٰلِکَ لَا یَجُوْزُ التَّدَاوِیْ بِعَظْمِ الْمَیِّتِ۔ (شرح السیر الکبیر ۱/۱۲۸) — اور انسان مرنے کے بعد بھی اسی طرح محترم ہے جیسا کہ زندہ انسان کے جسم کی کسی چیز کو دوا کے طور پر استعمال کرنا حرام ہے۔ اور یہ چیز انسان کے محترم ہونے کی وجہ سے ہے۔ تو اسی طرح میت کے اجزا سے بھی علاج جائز نہیں۔

انسان کے بال، کھال اور دیگر اعضاء کا استعمال ممنوع اور حرام ہے۔ یہ انسان کی تکریم کے خلاف ہے۔ جو اسے اللہ تعالیٰ نے بخشی ہے۔ علماء نے اضطرار کی حالت میں صرف انسان کے خون منتقل کرنے بلڈ ٹرانسفیوژن (نقل آلام) (BLOOD TRANSFUSION) کو مباح قرار دیا ہے۔ وہ بھی بڑی احتیاط کے ساتھ صرف جان بچانے کے لیے اگر کسی شخص کی جان تلف ہونے کا شدید خطرہ ہو۔ اور ماہر حکیم یا ڈاکٹر یہ کہے کہ اگر اس کو خون نہ پہنچایا گیا تو اس کی جان یقیناً تلف ہو جائے گی اور اس حالت میں خون کا بدل بھی موجود نہ ہو تو ایسی حالت میں یہ مباح ہو گا۔ لیکن آنکھیں۔ قلب اور تولید و تناسل کے دیگر اعضاء، یا جسم کی ہڈیاں وغیرہ دوسرے کے جسم میں جوڑنا اس کا جواز نہیں معلوم ہوتا۔ اضطرار کی حالت میں جان بچانے کے لیے مردار۔ خنزیر۔ شراب وغیرہ کی اباحت ہوتی ہے۔ لیکن محض پیوند کاری اور سائنسی ترقیات کے پیش نظر انسان کے اعضاء کا ایک دوسرے کے ساتھ پیوند کاری کا رجحان نہایت خطرناک ہے اس سے تو تمام انسانیت کی اعلیٰ قدریں پامال ہو کر رہ جائیں گی۔ اور اسلام نے جو اخلاق کا معیار قائم کیا ہے وہ بالکل پیوند خاک ہو جائے گا۔ اگر مردوں کے اجسام سے آنکھیں قلب، گردے، خصیے، جگر، رحم اور شرم گاہیں نکال نکال کر بیمار لوگوں کے اجسام میں جوڑے گئے اور اس طرح ان کو شفا حاصل ہوئی تو اس سے بڑھ کر بے غیرتی۔ بے شرمی۔ بے حیائی کا کون سا مظاہرہ ہو گا۔ اعاذنا اللہ منہا۔

کنویں کے مسائل

کنویں کے اندر اگر نجاست پڑ جائے تو اُس کے پاک و ناپاک ہونے کے بارہ میں جو احکام فقہائے کرام نے لکھے ہیں وہ سب صحابہ کرام رض و تابعین عظام اور سلف کے آثار کے اتباع پر مبنی ہیں عقل و قیاس کے خلاف ہیں۔ کیونکہ عقلی قیاس تو یہی چاہتا ہے کہ اگر ایک دفعہ کنویں میں نجاست پڑ جائے تو پھر اس کے پاک ہونے کا کوئی امکان نہیں۔ اس کو پاٹ (بند کر) دینا چاہیئے۔ جیسا کہ بشر معتزلی کا مسلک ہے۔ کیونکہ نجاست جب پانی میں سرایت کر جاتی ہے۔ تو وہ نجاست دیواروں کو بھی لگ جاتی ہے۔ اور اسی طرح نیچے مٹی میں بھی سرایت کرتی ہے۔ تو وہ کسی طرح پاک نہیں ہو سکتا۔ لیکن سلف کے آثار یہ بتاتے ہیں کہ کنویں بھی پاک ہو جاتے ہیں۔ جب کنویں میں نجاست واقع ہو جائے اور اس کا سب پانی نکال دیا جائے تو پانی ڈول، رسی، دیواریں اور مٹی سب پر پاک ہونے کا حکم لگ جاتا ہے۔

مسئلہ | فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ اگر کنویں میں ایک دو مینگنیاں پڑ جائیں تو پانی فاسد و ناپاک نہیں ہوگا۔ کھلی جگہوں میں جو کنویں ہوتے ہیں ان میں اکثر ہوا وغیرہ سے گوبر مینگنیاں وغیرہ پڑ جاتی ہیں۔ مجبوراً قلیل نجاست معاف سمجھی جائے گی۔ کبوتر اور چڑیوں کی بیٹیں اگر پڑ جائیں تو اس سے بھی پانی ناپاک نہ ہوگا۔ (جامع صغیر ص۸ ہدایہ ص۱۹ ج۱ شرح نقایہ ص۱۷ کبیری ص۱۶۱، ۱۶۲)

مسئلہ | حضرت امام ابو حنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح فرماتے ہیں کہ اگر بکریاں کنویں میں پیشاب کر جائیں، تو سارا پانی نکالنا پڑے گا۔ (جامع صغیر ص۸ ہدایہ ص۱۹ ج۱)

حضرت امام محمد رح فرماتے ہیں، ماکول اللحم جانوروں کا پیشاب ملنے سے پانی نجس نہیں ہوتا لیکن اگر پیشاب پانی پر غالب ہو جائے یعنی اس کی مقدار اتنی ہو جائے کہ پانی پر غلبہ حاصل کر لے تو پھر وہ مطہر یعنی پاک کرنے والا نہیں رہے گا، امام محمد رح کے نزدیک ماکول اللحم جانوروں کا پیشاب ویسے بھی نجس نہیں۔ ان کا استدلال عرینہ والوں کی اس حدیث سے ہے۔ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اونٹوں کا پیشاب پینے کا حکم دیا تھا۔

(مسلم ص۵۷ ج۲، ابوداود ص۲۴۴ ج۲، نسائی ص۵۷ ج۱)

حضرت امام ابو حنیفہ رح فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے ذریعہ یہ معلوم ہوا تھا

کہ ان کی شفا اس میں ہے۔ یہ عام قانون نہیں پھر یہ لوگ سب مرتد ہو گئے تھے۔ چرواہوں کو قتل کر دیا اور اونٹ لے گئے۔ پھر یہ پکڑے گئے اور ان سے قصاص لیا گیا یہ مسلمان بھی نہیں تھے۔

عام قانون پیشاب کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے۔

۱۔ اِسْتَنْزِهُوا مِنَ الْبَوْلِ فَإِنَّ عَامَّةَ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنْهُ۔ (فتح الباری ص۲۴۹ ج۱، دار قطنی ص۱۲۸ ج۱)

کہ پیشاب سے بچو کیونکہ عام طور پر عذاب قبر اس (سے نہ بچنے کی وجہ) سے ہوتا ہے۔ (پیشاب کے قطرے چھینٹے وغیرہ بدن یا کپڑوں پر نہ لگنے پائیں)

۲۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَامَّةُ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنَ الْبَوْلِ فَتَنَزَّهُوا مِنَ الْبَوْلِ (دار قطنی ص۱۲۸ ج۱)

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عام طور پر عذاب قبر پیشاب کی وجہ سے ہوتا ہے اس لیے پیشاب سے بچو۔

۳۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرُ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنَ الْبَوْلِ۔ (مستدرک حاکم ص۱۸۳ ج۱ دار قطنی ص۱۲۸ ج۱)

حضرت ابو ہریرہؓ سے بھی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" اکثر عذاب قبر پیشاب سے (نہ بچنے) کی وجہ سے واقع ہوتا ہے۔

اس میں انسان، حیوانات سب کے پیشاب شامل ہیں (ہدایہ ص۲۰ ج۱)

۱۔ عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ قَالَ بَوْلُ الْبَهِيمَةِ وَالْإِنْسَانِ سَوَاءٌ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۱۶ ج۱)

حضرت میمون بن مہرانؒ کہتے ہیں کہ جانور اور انسان دونوں کا پیشاب برابر ہے (دونوں ناپاک ہیں)

۲۔ عَنْ نَافِعٍ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ أَنَّهُمَا قَالَا اغْسِلْ مَا أَصَابَكَ مِنْ أَبْوَالِ الْبَهَائِمِ (مصنف ابی شیبہ ص۱۱۶ ج۱)

حضرت نافعؒ اور عبد الرحمٰن بن قاسمؒ دونوں کہتے ہیں کہ جانوروں کا پیشاب جو تمہارے (جسم یا کپڑوں کو) لگ جائے تو اس کو دھو۔

۳۔ عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ يَقُولُ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ بَعَثْتُ جَمَلِي فَبَالَ فَأَصَابَنِي بَوْلُهُ، قَالَ اغْسِلْهُ قُلْتُ إِنَّمَا كَانَ انْتِضَحَ كَذَا وَكَذَا يَعْنِي يُقَلِّلُهُ، قَالَ اغْسِلْهُ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۱۶ ج۱)

حضرت ابو مجلزؒ کہتے ہیں، میں نے حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کے سامنے ذکر کیا کہ میں نے جب اپنے اونٹ کو اٹھایا (کھڑا کیا) تو اس نے پیشاب کر دیا جو میرے جسم سے لگا۔ تو حضرت ابن عمرؓ نے کہا اس کو دھو۔ میں نے عرض کیا کہ اس پیشاب کے چھینٹے اور قطرے

ادھر ادھر لگے ہیں پیشاب کو تھوڑا بتایا۔ حضرت ابن عمرؓ نے کہا کہ بہر حال اس کو دھو دو۔

۴۔ خَالِدِ بْنِ سَلَمَةَ اَنَّ عَلِيًّا سُئِلَ عَنْ صَبِيٍّ بَالَ فِي الْبِئْرِ قَالَ يُنْزَحُ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۹۲ ج۱)

خالد بن سلمہؒ کہتے ہیں "حضرت علیؓ سے پوچھا گیا کہ بچہ کنوئیں میں پیشاب کر گیا ہے آپ نے فرمایا سب پانی نکالا جائے"۔

مسئلہ فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ اگر کنوئیں میں چوہا گر کر مرجائے یا چڑیا مولہ وغیرہ یا چھپکلی کور کرلہ وغیرہ مرجائے اور ان کو کنوئیں سے نکال لیا جائے۔ تو پھر بیس سے تیس ڈول پانی نکالنے سے وہ پاک ہو جائیگا بڑا ڈول ہو تو بیس ڈول کافی ہیں اگر چھوٹا ہو تو تیس ڈول (جامع صغیر ص۸ ہدایہ ص۲۲ شرح نقایہ ص۲۱ ج۱ کبیری ص۱۵۷)

عَنْ عَطَاءٍ قَالَ اِذَا وَقَعَ الْجُرَذُ فِي الْبِئْرِ نُزِحَ مِنْهَا عِشْرُوْنَ دَلْوًا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۹۲ ج۱)

حضرت عطاءؒ نے کہا کہ جب چوہا کنوئیں میں گر پڑے۔ تو (اس کو نکالنے کے بعد) بیس ڈول پانی نکالنے سے کنوئیں کا پانی پاک ہو جائے گا۔

اور بعض نے احتیاطاً چالیس ڈول نکالنے کا حکم دیا ہے۔

عَنِ الْحَسَنِ فِي الْفَارَةِ تَقَعُ فِي الْبِئْرِ قَالَ يُسْتَقٰى مِنْهَا اَرْبَعُوْنَ دَلْوًا (مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۹۳ ج۱)

حضرت حسن بصریؒ سے منقول ہے کہ اگر کنوئیں میں چوہا گر پڑے تو اس سے چالیس ڈول پانی نکالنے پر پاک ہو جائے گا۔

مسئلہ مرغی اگر کنوئیں میں گر کر مرجائے (بلی، کبوتر وغیرہ کے بارے میں بھی یہی حکم ہے) تو چالیس سے پچاس ڈول تک پانی نکالنے سے پاک ہو جائے گا۔ (جامع صغیر ص۹ ہدایہ ص۲۲ شرح نقایہ ص۲۱ ج۱ کبیری ص۱۵۵)

۱۔ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ فِي الدَّجَاجَةِ تَقَعُ فِي الْبِئْرِ قَالَ يُسْتَقٰى مِنْهَا اَرْبَعُوْنَ دَلْوًا (مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۹۳ ج۱)

حضرت سلمہ بن کہیلؒ سے منقول ہے کہ اگر مرغی کنوئیں میں گر پڑے تو اس سے چالیس ڈول پانی نکالا جائے۔

۲۔ عَنِ الشَّعْبِيِّ فِي الطَّيْرِ وَالسِّنَّوْرِ وَنَحْوِهِمَا يَقَعُ فِي الْبِئْرِ قَالَ يُنْزَحُ مِنْهَا اَرْبَعُوْنَ دَلْوًا (طحاوی ص۱۹ ج۱ طبع کراچی)

حضرت امام شعبیؒ نے کہا ہے کہ کوئی پرندہ یا بلی وغیرہ کنوئیں میں گر پڑیں تو اس سے چالیس ڈول پانی نکالا جائے۔

۳۔ حَمَّادِ بْنِ اَبِی سُلَیْمَانَ اَنَّہٗ قَالَ فِی الدَّجَاجَۃِ وَقَعَتْ فِی الْبِئْرِ فَمَاتَتْ قَالَ یُنْزَحُ مِنْھَا قَدْرَ اَرْبَعِیْنَ دَلْوًا اَوْخَمْسِیْنَ (طحاوی ص۱۹ ج۱)

حضرت حماد بن ابی سلیمانؒ نے کہا ہے کہ اگر مرغی کنوئیں میں گر کر مر جائے تو اس سے چالیس یا پچاس ڈول پانی نکالا جائے (چھوٹا ڈول پچاس اور بڑا چالیس؟ یا چالیس تو ضرور نکالا جائے اور پچاس بر بنائے احتیاط)

۴۔ عَنْ اِبْرَاھِیْمَ فِی الْجُرَذِ اَوِالسِّنَّوْرِ تَقَعُ فِی الْبِئْرِ قَالَ یُدْلَوْ مِنْھَا اَرْبَعِیْنَ دَلْوًا۔ (طحاوی ص۲ ج۱ مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۶۲ ج۱)

حضرت ابراہیم نخعیؒ سے منقول ہے کہ اگر چوہا یا بلی کنوئیں میں گر پڑے تو اس کی طہارت کے لیے چالیس ڈول پانی نکالا جائے۔

مسئلہ اگر انسان یا بکری اور کتا وغیرہ کنوئیں میں گر کر مر جائے تو تمام پانی کنوئیں کا نکالنا چاہیے۔
(جامع صغیر ص۹ ہدایہ ص۲۰ ج۱ شرح نقایہ ص۲ ج۱ کبیری ص۱۵۷)

۱۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِیْرِیْنَ اَنَّ زِنْجِیًّا وَقَعَ فِی زَمْزَمَ یَعْنِی فَمَاتَ فَاَمَرَبِہٖ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما فَاُخْرِجَ وَ اَمَرَبِھَا اَنْ تُنْزَحَ۔ (دارقطنی ص۳۳ ج۱ بیہقی ص۲۶۶ ج۱)

حضرت امام محمد بن سیرینؒ سے منقول ہے "ایک حبشی چاہ زمزم میں گر کر فوت ہو گیا۔ تو حضرت ابن عباسؓ نے حکم دیا کہ اس کو پہلے نکالو۔ جب اسکو نکالا گیا تو پھر آپ نے حکم دیا کنوئیں کا سارا پانی نکالا جائے۔

۲۔ عَنْ عَطَاءٍ اَنَّ حَبْشِیًّا وَقَعَ فِی زَمْزَمَ فَمَاتَ فَاَمَرَ ابْنُ الزُّبَیْرِ فَنُزِحَ مَاءُھَا (طحاوی ص۱۹ ج۱ مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۶۲ ج۱)

حضرت عطاءؒ سے منقول ہے کہ ایک حبشی چاہ زمزم میں گر کر مر گیا تو حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے اس کا سارا پانی نکلوایا۔

مسئلہ اگر کنوئیں میں کوئی جانور پھول جائے یا پھٹ جائے تو خواہ وہ چھوٹا ہی کیوں نہ ہو سارا پانی نکالنا ضروری ہوگا (جامع صغیر ص۹، ہدایہ ص۲ ج۱، شرح نقایہ ص۲ ج۱ کبیری ص۱۶۰)

۱۔ عَنْ مَیْسَرَۃَ اَنَّ عَلِیًّا رضی اللہ عنہ قَالَ فِی بِئْرٍ وَقَعَتْ فِیْھَا فَارَۃٌ فَمَاتَتْ قَالَ یُنْزَحُ مَاءُھَا۔ (طحاوی ص۱۹ ج۱)

میسرہؒ سے روایت ہے۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ اگر کسی کنوئیں میں چوہا گر کر مر جائے تو اس کنوئیں کا سارا پانی نکالا جائے۔

مسئلہ اگر کنواں چشمہ جاری ہو تو پھر کنوئیں میں جو مقدار پانی کی ہے۔ اتنی مقدار نکالنے سے

حکم طہارت کا لگ جائے گا۔ (ہدایہ ص۲۰ ج۱، شرح نقایہ ص۲۰ ج۱)

۱۔ عَنْ عَطَاءٍ اَنَّ حَبْشِیًّا وَقَعَ فِیْ زَمْزَمَ فَمَاتَ فَاَمَرَ ابْنُ الزُّبَیْرِ فَنُزِحَ مَاءُھَا فَجَعَلَ الْمَاءُ لَا یَنْقَطِعُ فَنَظَرَ فَاِذَا عَیْنٌ تَجْرِیْ مِنْ قِبَلِ الْحَجَرِ الْاَسْوَدِ فَقَالَ ابْنُ الزُّبَیْرِ حَسْبُکُمْ

حضرت عطاءؒ کہتے ہیں کہ ایک حبشی چاہ زمزم میں گر کر مر گیا تو حضرت ابن زبیرؓ نے حکم دیا تو اس کا سارا پانی نکالا گیا۔ تو پانی منقطع نہیں ہوتا تھا۔ کیونکہ حجر اسود کی جانب چشمہ جاری تھا۔ تو حضرت ابن الزبیرؓ نے کہا کہ بس تمہارے لیے اتنا کافی ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۴۲ ج۱ طحاوی ص۱۹ ج۱)

۲۔ اَنَّ عَلِیًّا قَالَ اِذَا سَقَطَتِ الْفَارَةُ اَوِ الدَّابَّۃُ فِی الْبِئْرِ فَانْزِحْھَا حَتّٰی یَغْلِبَکَ الْمَاءُ (طحاوی ص۱۹ ج۱)

حضرت علیؓ نے فرمایا کہ جب کوئی چوہا یا اس قسم کا کوئی جانور کنوئیں میں گر جائے تو اس کا پانی نکالو یہاں تک کہ پانی تم پر غالب آ جائے۔

مسئلہ اگر کنوئیں میں کوئی چوہا وغیرہ جانور گر گیا ہو اور اس کا پتہ بھی نہ چل سکے کہ کب وہ گرا ہے۔ اور وہ پھولا بھی نہ ہو۔ تو ایک دن ایک رات کی نمازیں جو اس پانی سے وضوء کر کے پڑھی ہوں لوٹانی چاہییں۔ اور اگر وہ جانور پھول گیا یا پھٹ گیا ہو تو پھر تین دن تین رات تک کی نمازیں لوٹانی چاہییں اور ہر چیز کو اس اثنا میں کہ اس کے پانی سے دھوئی ہو صاف کیا جائے اور دھویا جائے۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ کا یہی فتویٰ ہے۔

(ہدایہ ص۲۱ ج۱، شرح نقایہ ص۲۱ ج۱، کبیری ص۱۶۰)

سؤر (پس خوردہ) کے احکام

فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ پس خوردہ یعنی (جھوٹا) کی چار قسمیں ہیں۔

(۱) ایک طاہر (پاک) ہوتا ہے۔ جیسا کہ انسان کا پس خوردہ خواہ وہ مومن ہو یا کافر پس خوردہ طاہر ہوگا جیسا کہ فقہائے کرام فرماتے ہیں۔

وَسُؤْرُ الْاٰدَمِیِّ وَمَا یُؤْکَلُ لَحْمُہٗ طَاھِرٌ

(ہدایہ ص۲۱ ج۱، شرح نقایہ ص۲۲ ج۱، کبیری ص۱۶۶، ۱۶۷)

انسان کا پس خوردہ اور ان جانوروں کا جن کا گوشت کھایا جاتا ہے پاک ہے۔

اس میں حیض اور نفاس والی عورتیں اور جنابت والا اور کافر سب شریک ہیں کیونکہ ان کی نجاست حکمی ہے۔
مشرک اور کافر میں شرک اور کفر کی وجہ سے نجاست حکمی پیدا ہوتی ہے۔ اور اسی طرح حیض و نفاس اور جنابت والے میں بھی شریعت نے اس حالت میں نجس ہونے کا حکم لگایا ہے۔ ورنہ ظاہری طور پر کوئی نجاست نہیں ہوتی
اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کے وفد کو مسجد میں اتارا تھا جب لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت یہ لوگ کافر ہیں ان کو کس طرح مسجد میں ٹھہرنے کی اجازت ہوتی ہے، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ۔

اِنَّمَا اَنْجَاسُ النَّاسِ عَلٰی اَنْفُسِهِمْ (طحاوی ص۱۷ ج۱)
ان کی نجاست ان کے باطن (قلوب و ارواح) میں ہے۔

یعنی ظاہری اجسام و ابدان پر تو نجاست نہیں ان کے نفسوں میں نجاست ہے۔

۲۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض قَالَ بَعَثَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم خَیْلًا قِبَلَ نَجْدٍ فَجَاءَتْ بِرَجُلٍ مِّنْ بَنِیْ حَنِیْفَةَ یُقَالُ لَهٗ ثُمَامَةُ بْنُ اُثَالٍ فَرَبَطُوْهُ بِسَارِیَةٍ مِّنْ سَوَارِی الْمَسْجِدِ۔

(بخاری ص۶۲۷ ج۲، مسلم ص۹۳ ج۲، نسائی ص۱۱ ج۱)

حضرت ابوہریرہ رض روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر نجد کی طرف (دشمنوں کی سرکوبی کے لیے) بھیجا تھا وہ لشکر قبیلہ بنی حنیفہ کے ایک شخص جس کو ثمامہ بن اثال کہتے تھے۔ قیدی بنا کر لائے تو اس کو مسجد (نبوی) کے ستون کے ساتھ باندھ دیا۔

۳۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ سَاَلْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ مُوَاکَلَةِ الْحَائِضِ فَقَالَ وَاکِلْهَا۔

(ترمذی ص۲۶)

حضرت عبداللہ بن سعد رض کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حیض والی عورت کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانے کے بارہ میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا تم اسکے ساتھ کھا سکتے ہو وہ تمہارے ساتھ کھا سکتی ہے۔

۴۔ عَنْ عَائِشَةَ رض کُنْتُ اَشْرَبُ فِی الْاِنَاءِ وَاَنَا حَائِضٌ فَیَاْخُذُهُ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم فَیَضَعُ فَاهُ عَلٰی مَوْضِعِ فِیَّ فَیَشْرَبُ۔

(مسلم ص۱۴۳ ج۱، مصنف عبدالرزاق ص۱۰۸ ج۱)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رض کہتی ہیں کہ میں جس برتن میں پیتی تھی حیض کی حالت میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی برتن کو لے کر اسی مقام پر دہن مبارک رکھ کر پیتے تھے۔ جس مقام سے میں نے منہ لگایا ہوتا تھا۔

اور اسی طرح امام زہریؒ امام شعبیؒ حضرت حسن بصریؒ وغیرہم سے منقول ہے (مصنف عبدالرزاق ص۱۰۸، ۱۰۹ ج۱)

مسئلہ اگر کسی شخص کے منہ میں زخم وغیرہ ہو تو اس صورت میں اگر وہ پانی یا کسی مشروب چیز کو منہ لگائے گا۔ تو وہ اس خون و پیپ وغیرہ کی وجہ سے ناپاک ہو جائے گا۔ اور اسی طرح اگر اس نے شراب استعمال کی ہے اور منہ کو صاف نہیں کیا۔ اسی حالت میں منہ لگا دیا تو وہ بھی ناپاک ہو جائے گا (شرح نقایہ ص۲۲ ج۱)

شراب کی طرح ہر ناپاک چیز کا حکم بھی یہی ہے۔

مسئلہ قے کرنے والے نے کسی برتن سے منہ لگا کر کلی کی تو وہ برتن، پانی وغیرہ ناپاک ہو جائے گا۔

طفل شیر خوار جو منہ سے آلائش ڈالتا ہے۔ اس کا بھی یہی حکم ہے۔

(۲) دوسری قسم پس خوردہ کی مکروہ ہے۔ جیسا کہ بلی کا پس خوردہ۔ بلی کے ہر وقت گھروں میں آجانے کی وجہ سے اور برتنوں میں منہ ڈالنے کی وجہ اس کے پس خوردہ کو مکروہ تنزیہی قرار دیا گیا ہے۔ اس لیے کہ اس سے بچنا مشکل ہے۔ اور اس میں حرج ہے (جامع صغیر ص۸، ہدایہ ص۲۲ ج۱ شرح نقایہ ص۲۳ ج۱ کبیری ص۱۶۸)

۱۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قَالَ وَاِذَا وَلَغَتْ فِیْهِ الْهِرَّةُ غُسِلَ مَرَّةً (ترمذی ص۲۹ وفی روایة دارقطنی ص۶۶ ج۱ والطحاوی ص۲۱ ج۱ غُسِلَ مَرَّةً اَوْ مَرَّتَیْنِ)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلی جس وقت کسی برتن میں منہ ڈال دے تو اس کو ایک مرتبہ یا دو مرتبہ دھو لیا کرو۔ (جب اس کا منظنہ ہو کہ اس نے نجاست وغیرہ میں منہ ڈالا ہوگا)

۲۔ عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَؓ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قَالَ اِنَّهَا لَیْسَتْ بِنَجِسٍ اِنَّمَا هِیَ مِنَ الطَّوَّافِیْنَ عَلَیْکُمْ اَوِ الطَّوَّافَاتِ (ترمذی ص۲۹ موطا امام مالک ص۱۶ طحاوی ص۱۹ ج۱ موطا امام محمد ص۸۳)

حضرت ابوقتادہؓ کہتے ہیں "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلی نجس نہیں ہے بیشک یہ تو تمہارے پاس چکر مارنے والے یا چکر مارنے والیوں میں سے ہے۔ اس کے پس خوردہ سے گریز کرنے میں حرج ہے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ لَا بَاسَ بِاَنْ یُّتَوَضَّأَ بِفَضْلِ سُؤْرِ الْهِرَّةِ وَغَیْرُهُ اَحَبُّ اِلَیْنَا مِنْهُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَةَ (موطا امام محمد ص۸۳)

حضرت امام محمدؒ کہتے ہیں کہ بلی کے پس خوردہ سے وضو کرنے میں کچھ حرج نہیں۔ اگر اس کے علاوہ پانی مل سکے تو وہ ہمارے نزدیک زیادہ بہتر ہے اور یہی قول امام ابوحنیفہؒ کا ہے۔

۲- عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اَنَّهٗ كَانَ يَكْرَهُ سُؤْرَ السِّنَّوْرِ (مصنف عبدالرزاق صفحہ ۹۸ جلد ۱)

حضرت نافع رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ وہ بلی کے پس خوردہ کو مکروہ خیال کرتے تھے۔

مسئلہ فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ اگر بلی نے چوہا کھایا ہو۔ یا نجاست میں منہ ڈالا ہو تو تقریباً پندرہ بیس منٹ کے اندر اندر اگر وہ کسی برتن یا مشروب میں منہ ڈالے گی تو وہ مکروہ تحریمی ہوگا ورنہ نہیں۔

(ہدایہ صفحہ ۲۲ جلد ۱، شرح نقایہ صفحہ ۲۳ جلد ۱، کبیری صفحہ ۱۶۹، فتح القدیر صفحہ ۸۰ جلد ۱)

قَالَ يَحْيٰى قَالَ مَالِكٌ لَا بَاْسَ بِهَا اِلَّا اَنْ تَرٰى فِيْ فِيْهَا نَجَاسَةً۔ (موطا امام مالک صفحہ ۱۷)

حضرت امام مالک رحمہ اللہ سے منقول ہے بلی کے پس خوردہ کے استعمال میں کچھ حرج نہیں الا یہ کہ اگر اس کے منہ میں نجاست دیکھو تو پھر وہ مکروہ ہوگا۔

بلی اکثر اپنا شکار وغیرہ مارنے کے بعد اپنا منہ صاف کر لیتی ہے۔ اس کی عادت ہے۔

(۳) تیسری قسم نجس (ناپاک) ہے۔ جیسا کہ خنزیر یا درندہ جانوروں کا پس خوردہ۔ خنزیر تو نجس العین ہے اور درندہ جانوروں کا گوشت ناپاک اور حرام ہے۔ ان کا لعاب دہن بھی ناپاک ہے۔ لہٰذا ان کا پس خوردہ ناپاک ہوگا۔ (ہدایہ صفحہ ۲۲ جلد ۱، شرح نقایہ صفحہ ۲۲ جلد ۱، کبیری صفحہ ۱۶۷)

مسئلہ کتے کا پس خوردہ نجس و ناپاک ہے۔ اس کے منہ ڈالنے سے پانی وغیرہ نجس ہو جاتا ہے جس برتن میں کتا منہ ڈال دے پانی وغیرہ بہا کر اس برتن کو تین دفعہ دھونا ضروری ہے (ہدایہ صفحہ ۲۲ جلد ۱، شرح نقایہ صفحہ ۲۲ جلد ۱) جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

۱- عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْكَلْبِ يَلَغُ فِي الْاِنَاءِ يُغْسَلُ ثَلَاثًا۔ (دارقطنی صفحہ ۶۵ جلد ۱)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کتا جس برتن میں منہ ڈالتا ہے، اس کو تین مرتبہ دھویا جائے۔

یہ روایت مرفوعاً تو اتنی قوی نہیں لیکن حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ (جو سات مرتبہ والی حدیث کے راوی ہیں) کا فتویٰ اس پر ہے۔ جیسا کہ

عَنْ عَطَاءٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي الْاِنَاءِ فَاهْرِقْهُ ثُمَّ اغْسِلْهُ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ (دارقطنی صفحہ ۶۶ جلد ۱، طحاوی صفحہ ۲۳ جلد ۱)

حضرت عطاء رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے انہوں نے یہ فتویٰ دیا کہ جب کتا برتن میں منہ ڈال دے تو اس میں جو چیز بھی ہو اس کو بہا دو اور پھر برتن کو تین مرتبہ دھو ڈالو

اور اس پر حضرت ابوہریرہؓ کا خود عمل بھی ہے۔ جیسا کہ صحیح سند سے ثابت ہے۔

عَنْ عَطَاءٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِ اَنَّهُ كَانَ اِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِی الْاِنَاءِ اَهْرَاقَهُ وَغَسَلَهُ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ (دارقطنی ص۶۶ ج۱)

حضرت عطاءؒ نے حضرت ابوہریرہؓ کا خود عمل بھی اس طرح بیان کیا ہے کہ جب کتا برتن میں منہ ڈالتا تھا تو اس کو بہا دیتے تھے اور پھر اس کو تین مرتبہ دھوتے تھے۔

اور جب راوی اپنی روایت کے خلاف عمل کرتا ہے۔ یا فتویٰ دیتا ہے تو اس کا مطلب ہوگا کہ سابقہ حکم یا تو منسوخ ہو گیا ہے یا وہ اتنا مؤکد نہیں صرف استحباب کے درجہ میں ہے۔ اگر ایسا تسلیم نہ کیا جائے تو پھر راوی کی عدالت ساقط ہو جاتی ہے۔ اور وہ قابلِ اعتماد نہیں رہتا۔

اور امام عبدالرزاقؒ نے حضرت امام زہریؒ کا فتویٰ بھی اسی طرح نقل کیا ہے۔

عَنْ مَعْمَرٍ قَالَ سَاَلْتُ الزُّهْرِیَّ عَنِ الْكَلْبِ يَلَغُ فِی الْاِنَاءِ قَالَ يُغْسَلُ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ۔ (مصنف عبدالرزاق ص۹۷ ج۱)

حضرت معمرؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام زہریؒ سے دریافت کیا، کتا جب برتن میں منہ ڈال دے تو کیا کیا جائے۔ انہوں نے کہا، تین مرتبہ دھو ڈالو۔

باقی سات مرتبہ دھونے کی روایات اگرچہ درجہ اوّل کی صحیح روایات ہیں، لیکن ائمہ حدیثؒ و فقہائے کرام نے یہ بھی فرمایا ہے کہ۔

اوّلاً یہ تمام روایات اس دور کے ساتھ مقید ہیں۔ جب کتوں کو قتل کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ حکم بھی تھا کہ اگر کتا منہ ڈال دے تو اس برتن کو سات مرتبہ دھونا چاہیئے۔ اور ایک مرتبہ مٹی سے بھی اس کو صاف کرنا چاہیئے۔ پھر جب کتوں کے ساتھ لوگوں کا تنفر پیدا ہو گیا تو ان کو قتل کرنے سے منع فرما دیا اور برتن صاف کرنا بھی اس تخفیف میں آگیا۔

ثانیاً۔ علمائے احناف یہ بھی فرماتے ہیں کہ اب اگر کوئی شخص سات مرتبہ برتن کو دھوئے گا تو یہ استحباب کے درجہ میں ہوگا۔ البتہ پاک ہونے کے لیے تین مرتبہ کا دھونا کافی ہوگا۔ حضرت عبداللہ بن مغفلؓ کی روایت میں سات مرتبہ دھونے کا ذکر ہے۔ اور آٹھویں مرتبہ مٹی کے ساتھ صاف کرنا بھی ہے۔

عَنِ ابْنِ مُغَفَّلٍ رَضِ قَالَ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم اِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِی الْاِنَاءِ فَاغْسِلُوْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَعَفِّرُوْهُ

حضرت عبداللہ بن مغفلؓ سے روایت ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ جب کتا برتن میں منہ ڈالے تو اس کو سات مرتبہ (پانی سے) دھو اور آٹھویں مرتبہ

الثَّامِنَةَ بِالتُّرَابِ (مسلم ج۱ ص۱۳۷ طحاوی ج۱ ص۲۲ دارقطنی ج۱ ص۶۵)   مٹی مل کر اس کو صاف کرو۔

آج کل میڈیکل سائنس اور جدید طبی انکشافات و تحقیقات سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے۔ کہ کتے کے لعاب دھن میں اس قسم کے جراثیم پائے جاتے ہیں جو مٹی کے بغیر صاف نہیں ہوتے۔

امام طحاویؒ نے کہا ہے کہ جب غلیظ سے غلیظ نجاست سے آلودہ برتن وغیرہ تین مرتبہ دھونے سے پاک ہو جاتے ہیں تو کتے کے منہ ڈالنے ہوئے بھی پاک ہو جاتے ہیں۔ البتہ اگر احتیاط کی جائے اور سات مرتبہ دھویا جائے تو بہتر ہے۔ حضرت امام شافعیؒ کا سات مرتبہ پر اصرار کرنا جب کہ آٹھ مرتبہ کا ذکر بھی صحیح حدیث میں موجود ہے۔ باعث تعجب ہے (طحاوی ج۱ ص۲۳ ، ص۲۴)

انصاف کی بات یہی ہے کہ تین مرتبہ دھونے سے برتن پاک ہو جاتا ہے۔ سات مرتبہ دھونا مستحب ہے اور ایک دفعہ مٹی سے صاف کرنا تصفیہ اور تنظیف کے لحاظ سے بہت مناسب ہے۔

حضرت امام مالکؒ کا مسلک تو اس سے بھی زیادہ عجیب ہے وہ فرماتے ہیں کہ کتے کا پس خوردہ ناپاک نہیں ہوتا۔ البتہ برتن کو سات مرتبہ دھونا امر تعبدی ہے (یعنی ہم مسلمان چونکہ اللہ تعالیٰ کے عابد اور بندے ہیں اور اس کے ہر حکم کی تعمیل ہمارے لیے ضروری ہے۔ بخواہ اس کی حکمت و علم ہماری سمجھ میں نہ بھی آئے۔ جیسا کہ مثلاً ہوا خارج ہو جانے سے وضو کے اعضاء کا دھونا فرض ہو جاتا ہے۔ یہ امر تعبدی ہے۔ ورنہ عقل اور سمجھ میں یہ بات نہیں آسکتی) تو اسی طرح اس برتن کو سات مرتبہ دھونا بھی ایک امر تعبدی ہے ورنہ ناپاک ہونے کی وجہ سے ایسا نہیں کیا جاتا۔

(۴) اور چوتھی قسم مشکوک ہے۔ جیسا کہ گدھے اور خچر کا پس خوردہ (جامع صغیر ص۷ ہدایہ ج۱ ص۲۲ ، شرح نقایہ ج۱ ص۲۳ کبیری ص۱۶۹)

چونکہ اس میں صحابہ کرامؓ اور تابعین عظامؒ کے اختلاف اور دلائل کے تعارض کی وجہ سے اس کا یہ حکم فقہائے کرام نے بیان کیا ہے جیسا کہ

۱۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے منقول ہے کہ گدھے کا پس خوردہ طاہر ہے (شرح نقایہ ج۱ ص۲۲ فتح القدیر ج۱ ص۸۰)

۲۔ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ قُلْتُ لِعَطَاءٍ اَلْحِمَارُ يَشْرَبُ فِيْ جَفْنَتِيْ قَالَ نَعَمْ وَلَوْمَنَا بِفَضْلِهٖ (مصنف عبدالرزاق ج۱ ص۱۰۲)

حضرت ابن جریجؒ کہتے ہیں "میں نے حضرت عطاءؒ سے دریافت کیا کہ گدھا میرے بڑے پیالہ میں پانی پی سکتا ہے انہوں نے کہا" ہاں پی سکتا ہے اور اس کے بچے ہوئے پانی سے

تم وضو کر سکتے ہو۔

۲۔ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ لَا بَأْسَ بِسُؤْرِ الْحِمَارِ (مصنف عبد الرزاق صفحہ ۱۰۴ جلد ۱ و مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۳۰ جلد ۱) — حضرت امام زہریؒ نے کہا ہے کہ گدھے کے پس خوردہ سے (وضو کرنے میں) کوئی حرج نہیں۔

اسی طرح حضرت مجاہدؒ۔ حضرت جابر بن زیدؒ اور مصنف عبد الرزاق میں حضرت حسن بصریؒ سے منقول ہے (مصنف عبد الرزاق صفحہ ۱۰۴ جلد ۱ مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۳۰ جلد ۱)

اور حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے منقول ہے کہ نجس ہے (مجمع الانہر صفحہ ۳۶ شرح نقایہ صفحہ ۲۴ جلد ۱)

نیز اس لیے کہ ان کا گوشت مکروہ تحریمی ہے اور ان کا لعاب دھن بھی ایسا ہی ہوگا۔

۱۔ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ أَنَّهُ كَانَ يَكْرَهُ (مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۲۹ جلد ۱ و مصنف عبد الرزاق صفحہ ۱۰۵ جلد ۱) — حضرت نافعؒ نے حضرت ابن عمرؓ سے نقل کیا ہے کہ وہ گدھے کے پس خوردہ کو مکروہ خیال کرتے تھے

۲۔ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ كَانَ يَقُولُ لَا تَوَضَّأْ بِسُؤْرِ الْحِمَارِ وَلَا بِسُؤْرِ الْبَغْلِ (مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۳۰ جلد ۱ و مصنف عبد الرزاق صفحہ ۱۰۵ جلد ۱) — حضرت حمادؒ نے حضرت ابراہیم نخعیؒ سے نقل کیا، وہ کہتے تھے کہ گدھے اور خچر کے پس خوردہ سے وضو نہ کیا کرو۔

۳۔ وَعَنْ أَشْعَثَ عَنِ الْحَسَنِ أَنَّهُ كَانَ يَكْرَهُ سُؤْرَ الْحِمَارِ وَالْبَغْلِ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۳۰ جلد ۱) — حضرت حسن بصریؒ بھی گدھے کے پس خوردہ کو مکروہ خیال کرتے تھے۔

۴۔ عَنْ مُغِيرَةَ عَنْ حَمَّادٍ قَالَ الْبَغْلُ مِنَ الْحِمَارِ (مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۳۰ جلد ۱) — حضرت حمادؒ نے کہا کہ خچر بھی گدھے کی جنس ہے۔

اسی طرح امام محمد بن سیرینؒ اور حضرت قتادہؒ سے ثابت ہے۔ (مصنف عبد الرزاق صفحہ ۱۰۴ جلد ۱ مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۳۰ جلد ۱)

حضرت امام محمدؒ سے بھی منقول ہے کہ چار چیزیں ایسی ہیں اگر ان کے اندر کپڑا ڈبو دیا تو وہ ناپاک نہیں ہوتا۔ گدھے کا پس خوردہ۔ ماکول گدھی کا دودھ اور ماکول اللحم جانوروں کا پیشاب۔

(عنایہ برحاشیہ فتح القدیر صفحہ ۹۰ جلد ۱، کبیری صفحہ ۱۶۹ جلد ۱)

مسئلہ اگر مشکوک پانی کے علاوہ کوئی پانی نہ مل سکے تو فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ وضو کرے اور ساتھ تیمم بھی کرے بغیر اس کے نماز درست نہیں ہوگی۔ (ہدایہ صفحہ ۲۳ جلد ۱ جامع صغیر صفحہ ۵ شرح نقایہ صفحہ ۲۴ جلد ۱)

مسئلہ گھوڑے کا پس خوردہ پاک ہے۔ کیونکہ یہ ایک پاکیزہ و نظیف جانور ہے۔

(ہدایہ ص۲۳ ج۱، شرح نقایہ ص۲۲ ج۱)

مسئلہ کھلی مرغی جو ہر جگہ منہ ڈالتی ہے اور دیگر شکاری پرندوں کا پس خوردہ مکروہ ہے

(شرح نقایہ ص۲۳ ج۱، ہدایہ ص۲۲ ج۱)

عَنْ اَشْعَثَ عَنِ الْحَسَنِ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ فِي الدَّجَاجَةِ تَشْرَبُ مِنَ الْإِنَاءِ يُكْرَهُ اَنْ يُتَوَضَّأَ بِهٖ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۱ ج۱)

حضرت حسن بصریؒ کہتے تھے کہ (کھلی) مرغی جس برتن سے پانی پیتی ہے۔ اس سے وضو کرنا مکروہ ہے۔

کیونکہ یہ پرندے مردار بھی کھاتے ہیں اور پاک و ناپاک ہر چیز میں منہ ڈالتے ہیں۔ مرغی کا بھی یہی حال ہے۔

مسئلہ مرغی کسی جگہ باندھی ہوئی ہو تو پھر اس کا پس خوردہ ناپاک نہیں ہوگا۔

مسئلہ گھروں میں رہائش پذیر سانپ چوہے وغیرہ کا پس خوردہ بھی مکروہ ہے۔ اور اس کا استعمال جائز ہے۔ اس لیے کہ ان سے احتراز اور بچاؤ مشکل ہے۔ (جامع صغیر ص۸، ہدایہ ص۲۲ ج۱، شرح نقایہ ص۲۳ ج۱)

مسئلہ پسینہ تمام جانوروں کا ان کے پس خوردہ اور لعاب دھن کی طرح ہے۔ جس جانور کا پس خوردہ حرام ہے یا مکروہ ہے اس کا پسینہ بھی حرام یا مکروہ ہے۔ کیونکہ لعاب دھن اور پسینہ دونوں گوشت سے پیدا ہوتے ہیں۔

البتہ گدھے کے پسینہ کے بارہ میں فقہائے کرام کا اختلاف ہے۔ احناف کرام کی ظاہر الروایۃ تو یہ ہے کہ گدھے اور خچر کا پسینہ پاک ہے۔ اور گدھی کا دودھ ناپاک ہے۔ پسینہ اس لیے پاک ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گدھے پر بغیر کاٹھی وغیرہ کے سواری کرتے تھے۔ اور ملک حجاز کی گرمی میں ناممکن ہے کہ اس کا پسینہ نہ نکلتا ہو۔

اور اس لیے بھی اس کا پسینہ پاک ہی سمجھا جاتا ہے کہ عموم بلوی اور مجبوری ہے کیونکہ اکثر لوگوں کو گدھے کی سواری کرنی پڑتی ہے۔ اس لیے اس کے پسینہ کو پاک کہا گیا ہے۔

اور دودھ کی طرف چونکہ ایسی مجبوری اور ضرورت نہیں پڑتی اس لیے وہ نجس ہی ہوگا۔

(شرح نقایہ ص۲۴ ج۱)

تیمم

قرآن کریم میں دو مقامات پر تیمم کا مسئلہ ذکر کیا گیا ہے۔ سورۂ مائدہ اور سورۃ نساء میں۔

تعریف تیمم تیمم کا لغوی معنی قصد کرنا ہوتا ہے۔ اور شریعت میں کہتے ہیں۔

اَلْقَصْدُ اِلَی الصَّعِیْدِ الطَّیِّبِ لِلتَّطْہِیْرِ عَلٰی وَجْہٍ مَّخْصُوْصٍ (شرح نقایہ ج۱ ص۴۲، کبیری ص۶۴) یعنی پاک مٹی کا قصد کرنا طہارت اور پاکی حاصل کرنے کے لیے، خاص طریقے پر

تیمم ام المومنین حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ سفر کی حالت میں تیمم کا حکم قرآن پاک میں نازل ہوا تھا۔ (بخاری ج۱ ص۴۸، مسلم ج۱ ص۱۶۰، طحاوی ج۱ ص۶۵)

حضرت عمران بن حصینؓ کی روایت ہے کہ ہم سفر کی حالت میں تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جب آپ نے تیمم کا حکم دیا تھا (بخاری ج۱ ص۴۹، مسلم ج۱ ص۲۴۰)

اور تیمم کا حکم صرف حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کے ساتھ مخصوص ہے پہلی امتوں میں اس کی اجازت نہ تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنی خصوصیات کے سلسلہ میں بیان فرمایا ہے۔

وَجُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَہُوْرًا (بخاری ج۱ ص۴۸، مسلم ج۱ ص۱۹۹) کہ میرے لیے تمام زمین کو مسجد کے حکم میں اور طہور بنایا گیا ہے۔

یعنی ہر جگہ نماز ادا ہو سکتی ہے۔ بشرطیکہ جگہ پاک ہو۔ اور مٹی کو پاک قرار دیا ہے۔ تاکہ تیمم کیا جاسکے۔

۱۔ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْہَکُمْ وَاَیْدِیَکُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِکُمْ وَاَرْجُلَکُمْ اِلَی الْکَعْبَیْنِ ؕ وَاِنْ کُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّہَّرُوْا ؕ وَاِنْ کُنْتُمْ مَّرْضٰۤی اَوْ عَلٰی سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْکُمْ مِّنَ

اے ایمان والو! جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو اپنے منہ اور ہاتھ کہنیوں تک دھولو۔ اور سروں کا مسح کرو اور پاؤں کو ٹخنوں تک یعنی مع ٹخنوں کے دھوو۔ اور اگر تم جنابت کی حالت میں ہو تو اچھی طرح طہارت حاصل کرو یعنی خوب غسل کرو۔ اور اگر تم بیمار ہو (اور پانی کے استعمال پر قادر نہ ہو) یا سفر میں

الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ؕ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿٦﴾

(سورۃ مائدہ پ۶)

پھر یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت (بول و براز) سے فارغ ہو کر آیا ہو۔ یا تم نے عورتوں کو چھوا ہو (یعنی ان سے ہمبستری کی ہو) اور پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمم کر لو۔ اور اپنے چہروں اور ہاتھوں پر اس کو ملو۔ اللہ تعالیٰ تم پر تنگی نہیں ڈالنا چاہتا۔ لیکن وہ تم کو پاک صاف کرنا چاہتا ہے اور اپنی نعمت تم پر پوری کرنا چاہتا ہے تاکہ تم شکر ادا کرو۔

۲۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِیْ سَبِیْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا ؕ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَیَمَّمُوْا صَعِیْدًا طَیِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَیْدِیْكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿۴۳﴾

(النساء پ۵)

اے ایمان والو نماز کے قریب نہ جاؤ جب کہ تم نشہ کی حالت میں ہو یہاں تک کہ تم جانو کہ تم کیا کہتے ہو اپنی زبانوں سے اور جنابت کی حالت میں بھی نماز کے قریب نہ جاؤ۔ یہاں تک کہ غسل کر لو۔ ہاں اگر تم راستہ پر گذرنے والے (مسافر) ہو (تو اس کا حکم آگے بیان ہوتا ہے اور وہ یوں ہے) اور اگر تم بیمار ہو یا سفر پر ہو یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے واپس آیا ہو یا تم نے عورتوں کو چھوا ہو[1]۔ اور تم پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی کا قصد کرو۔ اور چہرہ کا مسح اور ہاتھوں کا مسح کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔

ان آیات کی تشریح اور تیمم کی حکمت

کفار اور اہل کتاب میں دو خرابیاں تھیں جو قرآن کریم میں بیان کی گئی ہیں۔ (۱) اللہ تعالیٰ پر صحیح ایمان نہ لانا۔ (۲) اور مال کو اللہ تعالیٰ کے لیے خرچ نہ کرنا بلکہ دکھلاوے اور اپنی عزت بڑھانے کے لیے خرچ کرنا۔

---

[1] عورتوں کو ہاتھ لگانا اور لمس کرنا اس میں ائمہ کرام کا اختلاف ہے۔ امام شافعیؒ اس سے وضوء کے ٹوٹ جانے کے قائل ہیں اور امام مالکؒ و احمدؒ یہ کہتے ہیں کہ اگر شہوت کے ساتھ ہاتھ لگائے تو وضوء ٹوٹ جائیگا ورنہ نہیں امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ عورت کو ہاتھ لگانے سے وضوء نہیں ٹوٹتا۔ لمس سے مراد آیت میں عورتوں سے مباشرت کرنا ہے۔ البتہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک لمس سے ایسی شکل میں وضوء ٹوٹ جائے گا۔ جب جسم سے کوئی مادہ خارج ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ سواتی۔

پہلی خرابی کا منشا نقصان علم اور غلبہ جہل ہے۔ دوسری خرابی کا منشا ہو لئے نفس اور اپنی خواہش ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ گمراہی کے دو بڑے سبب ہیں۔

(۱) جہل جس میں حق و باطل کی تمیز ہی نہیں ہوتی۔

(۲) خواہش و شہوات۔ جس سے باوجود تمیز حق و باطل کے حق کے موافق عمل نہیں کر سکتا۔ شہوات سے قوت ملکی (فرشتوں جیسی خصلت) ضعیف اور قوت بہیمی (جانوروں جیسی خصلت) قوی ہو جاتی ہے۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ملائکہ سے بُعد اور شیاطین سے قرب ہوتا ہے۔ جو بہت سی خرابیوں کی جڑ ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے نشہ کی حالت میں مسلمانوں کو نماز پڑھنے سے منع کیا ہے۔ یہ جہل کی حالت ہے۔ پھر جنابت کی حالت میں نماز پڑھنے سے روکا ہے۔ یہ حالت ملائکہ سے بُعد اور شیاطین سے قرب کی حالت ہے۔ جہاں جنبی ہوتا ہے وہاں ملائکہ رحمت نہیں آتے جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے۔

عَنْ عَلِیٍّ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم لَا تَدْخُلُ الْمَلٰٓئِكَةُ بَیْتًا فِیْهِ صُوْرَةٌ وَّلَا كَلْبٌ وَّلَا جُنُبٌ (ابوداؤد ص۲ج۱، نسائی ص۵۱ج۱)

حضرت علیؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جہاں تصویر، کتا اور جنبی ہوتا ہے۔

نشہ خشوع اور حضور کے مخالف ہے تو جنابت طہارت و نظافت کے منافی ہے۔

(حضرت شیخ الہندؒ حاشیہ ص۱۲۶، قرآن پاک مطبوعہ تاج کمپنی)

تیمم، پانی کا قائم مقام

پانی کے قائم مقام ایسی چیز ہونی چاہیئے جس کا حصول سہل ہو۔ چنانچہ مٹی ہی ایسی چیز ہے جو آسانی سے ہر جگہ مل سکتی ہے اور اس کے علاوہ خاک انسان کی اصل بھی ہے اور اپنی اصل کی طرف رجوع کرنے سے گناہوں اور خرابیوں سے بچاؤ ہے۔ کافر بھی قیامت کے دن آرزو کریں گے۔

۱۔ یٰلَیْتَنِیْ كُنْتُ تُرٰبًا (نبا آیت ۴۰ پ۳۰)

اے کاش میں مٹی ہوتا اور خاک میں مل جاتا۔

۲۔ مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِیْهَا نُعِیْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰی (پ۱۶ طٰہٰ آیت ۵۵)

اسی مٹی سے ہم نے تم کو پیدا کیا ہے اور اسی میں تم کو لوٹائیں گے۔ اور اسی سے تمہیں دوسری دفعہ اٹھائیں گے۔

شاعر نے حقیقت کی زبان میں کہا ہے۔

ع
نا پاک نگردی بتو آتش ندھند | تا خاک نہ نگردی بتو آتش ندھند
اے پندار وجود آلودہ خود را پاک ساز | کیں طہارت سالک رہ را نمازی میکند
اے کہ در مستیٔ ہستی ماندۂ | دائماً در خود پرستی ماندۂ
بزم ایوان وحدت کے رسی | چوں تو در زندانِ پستی ماندۂ

جب انسان غفلت کی مستی سے ہوشیار ہو۔ اور نشۂ جہالت سے پاک ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کے قابل ہوگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

اِذَا کَانَ اَحَدُکُمْ فِی الصَّلٰوۃِ فَاِنَّہٗ يُنَاجِي رَبَّهٗ (مسلم ص۲۰۷ ج۱، بخاری ص۵۹ ج۱) نمازی اپنے رب سے سرگوشی کرتا ہے۔

اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِ یعنی نماز مومن کی معراج ہے۔ (نماز میں اس کو انسانی روحانی بلندی حاصل ہوتی ہے)

صعید وجہ ارض یا سطح زمین کو کہتے ہیں۔ جنس ارض سے تیمم جائز ہوگا۔ تراب (مٹی) رمل (ریت) حجارۃ (پتھر) معدن (کان) یا کوئی رنگ۔

جنس ارض کی شناخت یہ ہوگی کہ آگ اس کو جلا کر خاکستر نہ بنا دے۔ چنانچہ گیرو۔ پتھر۔ یاقوت زبرجد۔ چونا وغیرہ سے تیمم جائز ہے۔ البتہ خاکستر اور راکھ سے تیمم جائز نہیں ہے۔

تفصیل تیمم

قَصْدُ الصَّعِيْدِ الطَّيِّبِ لِلتَّطْهِيْرِ یعنی پاک مٹی کا قصد کرنا طہارت حاصل کرنے کے لیے۔ جب کوئی شخص پانی کے استعمال پر قادر نہ ہو۔ سفر کی وجہ سے (عدم استطاعۃ علی استعمال الماء) مثلاً اس سے ایک میل پانی دور ہو (ہدایہ ص۴۲ ج۱، شرح نقایہ ص۲۴ ج۱، کبیری ص۶۷)

۱۔ نَافِعٌ اَنَّ ابْنَ عُمَرَؓ تَيَمَّمَ وَصَلَّى الْعَصْرَ وَبَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْمَدِيْنَةِ مِيْلٌ اَوْ مِيْلَانِ (مصنف عبدالرزاق ص۲۲۹ ج۱ و بمعناہ موطا امام مالک ص۳۱) نافعؒ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے تیمم کر کے نماز ادا فرمائی۔ حالانکہ ان کے درمیان اور مدینہ کے درمیان صرف ایک دو میل کی مسافت تھی۔

یا پانی تو قریب ہے لیکن پانی تک پہنچنے کا آلہ رسی یا ڈول وغیرہ موجود نہ ہو۔ یا کوئی اور مانع ہو سانپ، درندہ یا دشمن، یا مرض کے زیادہ ہونے کا خطرہ ہو۔ (ہدایہ ص۲۷ ج۱، شرح وقایہ ص۲۵ ج۱، کبیری ص۸۰)

وَقَالَ الْحَسَنُ فِی الْمَرِيْضِ عِنْدَهُ الْمَاءُ حضرت حسن بصریؒ نے کہا ہے کہ اگر کسی مریض کے

وَلَا يَجِدُ مَنْ يُّنَاوِلُهٗ يَتَيَمَّمُ (بخاری صفحہ ۴۸ ج ۱ تعلیقا)

پاس پانی موجود ہو۔ لیکن اس پانی کو پکڑانے والا کوئی نہ ہو تو وہ مریض تیمم کر سکتا ہے۔

یا سردی شدید ناقابل برداشت ہو (ہدایہ صفحہ ۲۵ ج ۱ شرح نقایہ صفحہ ۲۴ ج ۱ کبیری صفحہ ۶۶)

اَنَّ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ اَجْنَبَ فِیْ لَیْلَۃٍ بَارِدَۃٍ فَتَیَمَّمَ وَتَلَا وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَکُمْ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِکُمْ رَحِیْمًا فَذُکِرَ ذٰلِکَ لِلنَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَلَمْ یُعَنِّفْ (بخاری صفحہ ۴۹ ج ۱ تعلیقا دارقطنی صفحہ ۱۷۹ ج ۱)

حضرت عمرو بن العاصؓ ایک نہایت ہی شدید ٹھنڈی رات میں جنابت میں مبتلا ہو گئے۔ تو انہوں نے تیمم کر لیا اور یہ آیت پڑھی جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "اور نہ ہلاک کرو اپنی جانوں کو بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ بہت مہربان ہے" تو اس کا ذکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہوا تو آپ نے اس پر کوئی سختی نہیں فرمائی۔

یا ساتھی کے چھوٹ جانے کا خطرہ ہو۔ یا اپنی پیاس یا اپنے ساتھی کی پیاس کا خطرہ ہو کہ پانی اگر استعمال کر لیا گیا تو پیاس کا کیا ہوگا۔ تو ان سب صورتوں میں تیمم کرنا جائز ہے (شرح نقایہ صفحہ ۲۵)

۱۔ عَنِ ابْنِ مُجَاهِدٍ عَنْ اَبِیْهِ وَعَنْ عَطَاۗءٍ قَالَا اِذَا خَافَ الْعَطَشَ وَمَعَهٗ مَاۗءٌ یَتَیَمَّمُ وَلَا یَتَوَضَّأُ (مصنف عبد الرزاق صفحہ ۲۳۲ ج ۱)

حضرت مجاہدؒ اور حضرت عطاءؒ سے منقول ہے کہ جب کوئی شخص پیاس کا خطرہ محسوس کرتا ہے اور اس کے پاس پانی ہو تو وہ تیمم کر سکتا ہے اور وہ وضوء نہ کرے۔

۲۔ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ اِذَا خَشِیَ الْمُسَافِرُ عَلٰی نَفْسِهٖ الْعَطَشَ وَمَعَهٗ مَاۗءٌ تَیَمَّمَ (مصنف عبد الرزاق صفحہ ۲۳۳ ج ۱)

حضرت حسن بصریؒ نے بھی کہا ہے کہ جب کوئی مسافر اپنے نفس پر پیاس کا خطرہ محسوس کرتا ہے۔ اور اس کے پاس پانی بھی ہو تو وہ تیمم کر سکتا ہے۔

یہ طہارت ضروریہ ہے۔ یہ وضوء اور غسل دونوں کے قائمقام ہے۔ اس کو تشبیہی وجود طہارت کے ساتھ حاصل ہوتا ہے یہ بالخاصہ موثر ہے اسلئے صرف ہاتھ اور منہ کے ساتھ ہی مقرر کیا گیا ہے۔ تمام بدن کو مٹی سے آلودہ کرنے کی ضرورت نہیں۔

یہ تیمم صرف حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے ساتھ خاص ہے۔ پہلی امتوں میں یہ روا نہیں تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

اَلصَّعِیْدُ الطَّیِّبُ وَضُوْءُ الْمُسْلِمِ کہ پاک مٹی مسلمان کیلیے وضوء (طہارت کا ذریعہ)

وَاِنْ لَّمْ يَجِدِ الْمَآءَ عَشْرَ سِنِيْنَ فَاِذَا وَجَدَهٗ فَلْيُمِسَّهٗ بَشْرَتَهٗ ۔

(ابوداؤد ص۴۸ ج۱، ترمذی ص۲۴ حسن صحیح

وللترمذی طَهُوْرُ الْمُسْلِمِ غنیة المتملی ص۶۲ للشیخ ابراهیم الحلبیؒ)

اگرچہ وہ دس سال تک بھی پانی نہ پائے۔ پس جب وہ پانی پالے تو اس کو اپنے جسم پر استعمال کرے ترمذی کی روایت اس طرح ہے کہ "تیمم مسلمان کے لیے طہارت ہے"۔

اور دوسری حدیث میں اس طرح آیا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ زمین ہمارے لیے مسجد اور طہارت بنائی گئی ہے۔ (بخاری ص۴۸ ج۱ مسلم ص۱۹۹ ج۱)

مسئلہ تیمم کے لیے نیت کرنی ضروری ہے (ہدایہ ص۲۶ ج۱ کبیری ص۶۴، شرح نقایہ ص۲۶ ج۱)

ترکیب تیمم تیمم کی ترکیب یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کو پاک مٹی وغیرہ پر مار کر ہاتھوں کو جھٹک دے تاکہ زیادہ گرد و غبار لگنے سے شکل مشوش نہ ہو۔ (ہدایہ ص۲۵ ج۱، شرح نقایہ ج۱ ص۲۶ کبیری ص۶۲)

عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ تَيَمَّمْنَا مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم ضَرَبْنَا بِاَيْدِيْنَا عَلَى الصَّعِيْدِ الطَّيِّبِ ثُمَّ نَفَضْنَا اَيْدِيَنَا فَمَسَحْنَا بِهَا وُجُوْهَنَا

(دارقطنی ص۱۸۱ ج۱)

حضرت سالمؒ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور ہم نے تیمم کیا اپنے ہاتھوں کو پاک مٹی پر مار کر ان کو جھٹک کر اپنے ہاتھوں اور چہرہ پر مسح کیا۔

ایک ضربہ سے منہ پر مسح کرے اور دوسرے ضربہ سے دونوں ہاتھوں پر کہنیوں تک۔

(ہدایہ ج۱ ص۲۵، شرح نقایہ ص۲۵، ۲۶ ج۱)

اس مسئلہ میں فقہاء کرام کا اختلاف ہے۔ چنانچہ پانچ مذہب ہیں۔

(۱) امام محمد بن سیرینؒ کے نزدیک تیمم کے لیے تین ضربات کا ہونا ضروری ہے۔ ایک چہرہ کے لیے دوسرا دونوں ہاتھوں کے لیے تیسرا دونوں بازوں کے لیے (لیکن عطاءؒ، مکحولؒ، اوزاعیؒ، احمدؒ، اسحاقؒ اور عام محدثین کے نزدیک ایک ہی ضربہ ہے)

(۲) امام اوزاعیؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک تیمم صرف کلائی تک ہے۔

(۳) امام مالکؒ کے نزدیک نصف ہاتھ تک ہے۔

(۴) امام زہریؒ کے نزدیک بغل تک ساری کلائی اور بازو پر تیمم کرنا ضروری ہے۔

(۵) حضرت امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ و دیگر اکثر فقہائے کرام کے نزدیک دو ضربے ہیں۔ (امام شافعیؒ کے نزدیک ضربے اگرچہ دو ہیں لیکن تیمم صرف کلائی تک ہے) اور کہنیوں تک ہے۔ اور حضرت علیؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حسن بصریؒ، شعبیؒ، سالم بن عبداللہؒ، سفیان ثوریؒ امام مالکؒ اور اکثر علماء کرام کا بھی یہی مسلک ہے (نووی شرح مسلم صہ ۱۶۰ ج ۱، کفایہ صہ ۲۷ ج ۱)

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ اَلتَّيَمُّمُ ضَرْبَةٌ لِلْوَجْهِ ضَرْبَةٌ لِلذِّرَاعَيْنِ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ رواه الحاكم (مستدرک صہ ۱۸۰ ج ۱ والدارقطنی صہ ۱۸۱ ج ۱)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " تیمم میں ایک ضربہ چہرہ کے لیے اور دوسرا دونوں ہاتھوں کے لیے کہنیوں تک۔

وَقَالَ الْحَاكِمُ صَحِيْحُ الْاِسْنَادِ وَقَالَ الدَّارَقُطْنِيُّ رِجَالُهٗ كُلُّهُمْ ثِقَاتٌ (کبیری صہ ۶۲)

مسئلہ تیمم ہر اس چیز پر جائز ہے جو زمین کی جنس سے ہو۔ جیسے مٹی۔ ریت۔ پتھر۔ سرمہ۔ مردار سنگ زبرجد۔ یاقوت، گیرو۔ ہڑتال طبقی۔ ہڑتال ورقی۔ گل ارمنی۔ لاجورد۔ چونا۔ سیمنٹ۔ ابرک۔ سنکھیا وغیرہ (ہدایہ صہ ۲۶ ج ۱، شرح نقایہ صہ ۲۶ ج ۱، کبیری صہ ۶۷)

عَنْ حَمَّادٍ قَالَ تَيَمَّمْ بِالصَّعِيْدِ وَالْجِصِّ وَالْجَبَلِ وَالرَّمْلِ (مصنف ابن ابی شیبہ صہ ۱۶۱ ج ۱)

حضرت حمادؒ کہتے ہیں کہ پاک مٹی چونا۔ پتھر اور ریت پر تیمم کرو۔

مسئلہ پارہ پر اگر گرد و غبار ہو تو اس پر تیمم روا ہوگا۔

مسئلہ جو چیز جنس ارض سے نہ ہو۔ اس پر تیمم روا نہیں۔ جیسا کہ سونا۔ چاندی۔ لوہا۔ تانبا۔ قلعی۔ پیتل وغیرہ معدنیات درخت یا نباتات جو جل کر راکھ بن جائیں ان پہ تیمم روا نہیں یہ جنس ارض سے نہیں ہوتے۔ (کفایہ شرح ہدایہ صہ ۲۷ ج ۱، شرح نقایہ صہ ۲۶ ج ۱)

مسئلہ معدنیات سونا، چاندی وغیرہ کے کشتہ جات پر بھی تیمم روا نہ ہوگا (کبیری صہ ۶۷)

مسئلہ دیوار پتھر کی ہو یا پختہ اینٹوں کی یا کچی اینٹوں کی بشرطیکہ پاک ہو۔ تو اس پر تیمم جائز ہے۔ (شرح نقایہ صہ ۲۶ ج ۱، کبیری صہ ۶۹)

اَقْبَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْجِدَارِ فَمَسَحَ بِوَجْهِهٖ وَيَدَيْهِ (بخاری ص ۴۸ ج ۱)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور دیوار کی طرف متوجہ ہوئے اور چہرہ مبارک اور ہاتھوں پر مسح کیا (تیمم کیا)

مسئلہ پہاڑی یا معدنی نمک پر بھی تیمم جائز ہے۔ لیکن دریائی نمک یا مٹی والا نمک اگر ہو تو اس پر تیمم روا نہیں ہوگا۔ (کبیری ص ۸۰)

مسئلہ پاک گارے پر تیمم کرنا مناسب نہیں ہے۔ اگر کرے تو جائز ہوگا۔ (کبیری ص ۷۹)

مسئلہ کلر والی زمین پر بھی تیمم جائز ہے۔

مسئلہ اناج (گندم۔ جو۔ باجرہ وغیرہ) پر اگر گرد و غبار ہو تو تیمم جائز ہے ورنہ نہیں۔ (شرح وقایہ ص ۹ ج ۱، کبیری ص ۷۶)

عَنْ حَمَّادٍ قَالَ كُلُّ شَيْءٍ ضَرَبْتَ عَلَيْهِ بِيَدَيْكَ فَهُوَ صَعِيْدٌ حَتّٰى غُبَارُ لِبْدِكَ (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۶۱ ج ۱)

حضرت حماد کہتے ہیں کہ جس چیز پر بھی تم ہاتھ مارو وہ صعید ہے۔ حتیٰ کہ تمہارے نمدے کا غبار بھی

مسئلہ نماز جنازہ کے فوت ہو جانے کا خطرہ ہو تو تیمم کرکے نماز جنازہ پڑھ سکتا ہے۔ بشرطیکہ میت کا ولی نہ ہو (ہدایہ ص ۴۸ ج ۱ شرح نقایہ ص ۲۵ ج ۱، کبیری ص ۸۱)

۱۔ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ اُتِيَ بِجَنَازَةٍ وَهُوَ عَلٰى غَيْرِ وُضُوْءٍ فَتَيَمَّمَ ثُمَّ صَلّٰى عَلَيْهَا (الجوہر النقی ہامش البیہقی ص ۲۳۰ ج ۱)

نافع کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عمرؓ کے پاس جنازہ لایا گیا اور ان کا وضو اس وقت نہیں تھا۔ انہوں نے تیمم کیا اور نماز جنازہ ادا کی۔

۲۔ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي الرَّجُلِ تَفْجَأُهُ الْجَنَازَةُ وَهُوَ عَلٰى غَيْرِ وُضُوْءٍ قَالَ يَتَيَمَّمُ وَيُصَلِّيْ عَلَيْهَا

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ اگر کسی کے پاس اچانک جنازہ آجائے۔ اور اس کا وضو نہ ہو تو تیمم کرکے نماز جنازہ پڑھ سکتا ہے

(طحاوی ص ۶۴ ج ۱ و ابن ابی شیبہ ص ۱۲۲ ج ۳ مخطوطہ)

۳۔ اسی طرح حضرت ابراہیم نخعیؒ، حضرت حسن بصریؒ اور حضرت عطاءؒ، حضرت عکرمہؒ سے منقول ہے۔ (طحاوی ص ۶۴ ج ۱، مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۲۲ ج ۱)

مسئلہ اور اسی طرح عید کی نماز کے فوت ہو جانے کا خطرہ ہو تو تیمم کر سکتا ہے۔
(ہدایہ ص ۲۸ ج ۱، شرح نقایہ ص ۲۵ ج ۱)

مسئلہ جمعہ کی نماز کے فوت ہونے کے خطرہ پر تیمم نہیں کر سکتا۔ اگر جمعہ فوت ہو جائے تو ظہر کی نماز پڑھ لے۔ (ہدایہ ص ۲۹ ج ۱، شرح نقایہ ص ۲۵ ج ۱)

مسئلہ جس میت کو غسل دینے کا امکان نہ ہو تو اس کو تیمم کرا دیا جائے اور دفن کیا جائے۔
(شامی ص ۹۳۶ ج ۱)

مسئلہ تیمم ہر اس چیز سے ٹوٹ جاتا ہے جس سے وضوء ٹوٹتا ہے۔ اور اگر تیمم والا شخص پانی کو دیکھ لے جس کے استعمال پر قادر ہو تو اس کا تیمم ٹوٹ جائے گا (ہدایہ ص ۲۷ ج ۱، شرح نقایہ ص ۲۷ ج ۱، کبیری ص ۸۴)

مسئلہ تیمم جنابت اور حدث (بے وضوء ہونے) کے لیے یکساں جائز ہے اور دونوں کے لیے ایک ہی تیمم ہے (ہدایہ ص ۲۵ ج ۱، کبیری ص ۸۱)

۱۔ حضرت عمرو بن العاصؓ کو ایک سخت ٹھنڈی (سرد) رات میں جنابت لاحق ہو گئی تو انہوں نے تیمم کیا اور یہ آیت پڑھی۔

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ﴿۲۹﴾ (نساء پ ۵)

اور اپنی جانوں کو قتل مت کرو بے شک اللہ تعالےٰ تمہارے ساتھ مہربان ہے۔

اس بات کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ذکر کیا گیا تو آپ نے کوئی سختی نہ فرمائی۔
(بخاری ص ۴۹ ج ۱ تعلیقاً۔ دار قطنی ص ۱۷۸ ج ۱)

۲۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ اَصَابَ رَجُلًا جُرْحٌ فِیْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ثُمَّ احْتَلَمَ فَاُمِرَ بِالْاِغْتِسَالِ فَاغْتَسَلَ فَمَاتَ فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ قَتَلُوْهُ قَتَلَهُمُ اللّٰهُ اَلَمْ يَكُنْ شِفَاءُ الْعِيِّ السُّؤَالُ

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص کے سر پر زخم آ گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں۔ اور اس شخص کو اتفاقاً احتلام ہو گیا۔ اس کو اس کے ساتھیوں نے غسل کرنے کا حکم دیا۔ اس نے غسل کیا اور وہ مہلک ثابت ہوا وہ شخص مر گیا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک یہ بات پہنچی تو آپ نے فرمایا خدا ان کو تباہ کرے۔ انہوں

(ابوداؤد صفحہ ۴۹ ج ۱، دارمی صفحہ ۱۵۹ ج ۱، مسند احمد صفحہ ۳۳ ج ۱)

نے اس شخص کو ہلاک کر ڈالا۔ یہ مسئلہ پوچھ لیتے۔ لاچارگی اور درماندگی کا علاج سوال ہوتا ہے۔

۳- عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ قُلْتُ لِعَطَاءٍ اَلْجُنُبُ فِي السَّفَرِ اِنْ لَّمْ يَجِدِ الْمَاءَ كَيْفَ طُهُورُهُ قَالَ طُهُورُهُ الَّذِي لَيْسَ بِمُتَوَضِّئٍ اِنْ لَّمْ يَجِدِ الْمَاءَ سَوَاءٌ لَا يَخْتَلِفَانِ يَمْسَحَانِ بِوُجُوْهِهِمَا وَاَيْدِيْهِمَا۔

(مصنف عبدالرزاق صفحہ ۲۴ ج ۱)

حضرت ابن جریج نے کہا میں نے حضرت عطاءؒ سے کہا کہ جنبی آدمی اگر سفر میں پانی نہ پائے تو اس کی طہارت کس طرح ہوگی۔ تو عطاءؒ نے کہا اس کی طہارت اس شخص کی طرح ہوگی جو پانی نہ پانے کی وجہ سے وضوء نہیں کر سکتا یہ دونوں (جنابت والا اور بے وضوء) برابر ہیں۔ یہ دونوں تیمم کریں گے چہرہ اور ہاتھوں پر مٹی ملیں گے۔

مسئلہ جس شخص کے دونوں ہاتھ کہنیوں کے مقام سے کٹے ہوتے ہوں۔ تو جب وہ تیمم کرے کٹی ہوئی جگہ پر مسح کرے (کبیری صفحہ ۶۴)

مسئلہ بعض اوقات ہندو، سکھ وغیرہ غیر مسلموں کے پاس پانی ہوتا ہے لیکن لوگ اس سے طہارت نہیں کرتے ایسی صورت میں تیمم جائز نہیں ہوگا۔

مسئلہ ریلوے اسٹیشن پر نل قریب ہے لیکن گاڑی کے چھوٹنے کا خدشہ ہے تو ایسی صورت میں تیمم کرنا جائز ہے۔

مسئلہ جس شخص کو پانی کے ملنے کی توقع ہو۔ اس کو آخر وقت میں تیمم کرنا چاہیے۔ تاکہ نماز مکمل طہارت سے ادا ہو سکے۔ اگر اس نے پہلے ہی تیمم کر لیا اور نماز ادا کر لی اور پھر وقت میں پانی مل گیا تو دوبارہ نماز کا اعادہ کرنا ضروری نہیں ہے (ہدایہ صفحہ ۲۸ ج ۱، شرح نقایہ صفحہ ۲۷ ج ۱)

۱- اِبْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ اِذَا كُنْتَ فِي الْحَضَرِ وَحَضَرَتِ الصَّلٰوةُ وَلَيْسَ عِنْدَكَ مَاءٌ فَانْتَظِرِ الْمَاءَ فَاِنْ خَشِيْتَ فَوْتَ الصَّلٰوةِ فَتَيَمَّمْ وَصَلِّ

(مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۱۶۱ ج ۱)

حضرت عطاءؒ کہتے ہیں کہ جب تم اقامت کی حالت میں ہو اور نماز کا وقت آجائے اور تمہارے پاس پانی موجود نہ ہو۔ تو پانی کے لیے انتظار کرو۔ اگر تم کو نماز کے فوت ہونے کا خوف ہو جائے تو پھر تیمم کر کے نماز پڑھ لو۔

۲۔ نَافِعٌ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِ تَيَمَّمَ وَصَلَّى الْعَصْرَ وَبَيْنَهُ وَبَيْنَ الْمَدِيْنَةِ مِيْلٌ اَوْ مِيْلَانِ ثُمَّ دَخَلَ الْمَدِيْنَةَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ فَلَمْ يُعِدِ الصَّلٰوةَ

(مصنف عبدالرزاق ص ۲۲۹ ج ۱، بخاری ص ۴۸ ج ۱ تعلیقاً، دار قطنی ص ۱۸۶ ج ۱)

نافع رح کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رض نے تیمم کرکے عصر کی نماز ادا کی۔ اور مدینہ تک ایک یا دو میل کی مسافت تھی۔ پھر وہ مدینہ میں داخل ہوئے سورج ابھی کافی اونچا تھا تو حضرت عبداللہ بن عمر رض نے نماز دوبارہ نہیں لوٹائی۔

۲۔ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ اِذَا صَلَّى بِالتَّيَمُّمِ ثُمَّ وَجَدَ الْمَاءَ فِيْ وَقْتِ تِلْكَ الصَّلٰوةِ لَمْ يُعِدْ

(مصنف عبدالرزاق ص ۲۲۸ ج ۱)

حضرت سعید بن المسیب رح نے کہا کہ جب کوئی شخص تیمم کرکے نماز پڑھتا ہے اور پھر اسی نماز کے وقت میں پانی پالیتا ہے تو اس کو یہ نماز دوبارہ لوٹانے کی ضرورت نہیں۔

ضربتین اور ضربہ کی بحث

حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رح شرح مسلم میں لکھتے ہیں "اس باب میں حضرت عبداللہ بن عمر رض کی قولی مرفوع روایت موجود ہے کہ تیمم کے لیے دو ضربے ہیں۔ ایک ضربہ چہرہ کے لیے اور دوسرا ضربہ دونوں ہاتھوں کے لیے کہنیوں تک۔

اس روایت کو دارقطنی رح (ص ۱۸۰ ج ۱) حاکم رح (مستدرک ص ۱۷۹ ج ۱) اور بیہقی رح (سنن الکبری ص ۲۰۷ ج ۱) نے روایت کیا ہے۔ اور اس کو موقوفاً ائمہ نے صحیح قرار دیا ہے۔ اور اس میں علی بن ظبیان راوی ہے جس کو محدث قطان رح اور ابن معین رح اور بہت سے دیگر محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔ اور دارقطنی رح اور حاکم رح عُثْمَانَ بْنِ مُحَمَّدِ الْاَنْمَاطِيِّ عَنْ عَزْرَةَ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ روایت کیا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَلتَّيَمُّمُ ضَرْبَةٌ لِلْوَجْهِ وَضَرْبَةٌ لِلذِّرَاعَيْنِ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ (کہ تیمم کے لیے دو ضربے ہیں ایک ضربہ چہرہ کے لیے اور دوسرا ضربہ ہاتھوں کے لیے کہنیوں تک)

محدث ابن جوزی رح نے اس روایت کو عثمان بن محمد راوی کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے۔ کہ یہ متکلم فیہ راوی ہے۔ لیکن ابن جوزی رح نے اس کو ضعیف قرار دینے میں غلطی کی ہے۔ امام ابن دقیق العید رح نے کہا ہے کہ اس میں کسی نے کلام نہیں کیا۔ البتہ اس کی روایت شاذ

ہے کیونکہ ابو نعیمؒ نے اس کو عزرۃؒ سے موقوفاً نقل کیا ہے۔ اور حاکمؒ نے بھی اس کو بیان کیا ہے۔ اور دار قطنیؒ نے اس کے موقوف ہونے کو صحیح قرار دیا ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے تلخیص میں اسی طرح بیان کیا ہے۔ اور درایہ میں کہا ہے۔ کہ اس حدیث کو دار قطنیؒ اور حاکمؒ نے حضرت جابرؓ سے سند حسن کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اور حاکمؒ نے اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد کہا ہے کہ یہ صحیح الاسناد ہے لیکن امام بخاریؒ اور مسلمؒ نے اس کو بیان نہیں کیا۔

اور امام بدرالدین عینی حنفیؒ نے کہا ہے کہ اس کو بیہقیؒ نے بھی بیان کیا ہے۔ اور حاکمؒ نے اسحاق حربیؒ کے واسطے سے اس کو روایت کیا ہے۔ اور حاکمؒ نے کہا ہے یہ سند صحیح ہے۔ اور امام ذہبیؒ نے بھی کہا ہے کہ "اِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ" اس کی سند صحیح ہے۔ اب ان لوگوں کی بات کی طرف توجہ نہیں کرنی چاہیے۔ جو اس کی صحت کو تسلیم نہیں کرتے۔ (فتح الملہم ص۴۹۵/۱)

حافظ ابن حجرؒ نے بلوغ المرام میں کہا ہے۔ کہ ضربتین والی روایت جس کو حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے روایت کیا ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَوَاہُ الدَّارَ قُطْنِیُّ وَصَحَّحَ الْاَئِمَّۃُ وَقْفَہٗ۔ (بلوغ المرام ص۲۱)

اس کو دار قطنی نے نقل کیا ہے۔ اور ائمہ نے اس کے موقوف ہونے کو صحیح قرار دیا ہے۔

حضرت ابو جہیم انصاریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیر جمل کی طرف قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے۔ راستہ میں ایک شخص نے سلام کیا تو حضور علیہ السلام نے سلام کا جواب نہ دیا۔

حَتّٰی وَضَعَ یَدَہٗ عَلَی الْجِدَارِ وَمَسَحَ بِھَا وَجْھَہٗ وَیَدَیْہِ ثُمَّ قَالَ عَلَیْکَ السَّلَامُ۔ (بخاری ص۴۸/۱ دار قطنی ص۱۷۷ ابوداؤد ص۵۳/۱)

یہاں تک کہ آپ نے اپنا ہاتھ مبارک دیوار پر رکھا اور اپنے چہرہ اور ہاتھوں پر تیمم کیا اور پھر سلام کا جواب دیا۔

دوسری روایت میں ہے۔

فَضَرَبَ الْحَائِطَ بِیَدِہٖ ضَرْبَۃً فَمَسَحَ بِھَا وَجْھَہٗ ثُمَّ ضَرَبَ اُخْرٰی فَمَسَحَ بِھَا ذِرَاعَیْہِ اِلَی الْمِرْفَقَیْنِ ثُمَّ۔

کہ آپ نے اپنا ہاتھ مبارک ایک دفعہ دیوار پر مارا اور چہرہ پر پھیرا۔ پھر دوسری مرتبہ دیوار پر ہاتھ مار کر دونوں بازوں پر پھیرا کہنیوں تک۔

رَدَّ عَلَیَّ السَّلَامَ (دار قطنی ص۱۷۷ ج۱) پھر آپ نے مجھ کو سلام کا جواب دیا۔

اور دار قطنیؒ کہتے ہیں کہ حضرت جابرؓ کی روایت جسمیں ضربتین کا ذکر ہے۔

ضَرْبَۃٌ لِلْوَجْہِ وَضَرْبَۃٌ لِلذِّرَاعَیْنِ اِلَی الْمِرْفَقَیْنِ — ایک ضربہ چہرہ کے لیے اور دوسرا دونوں ہاتھوں کیلیے اور کہنیوں تک۔

رِجَالُہٗ کُلُّھُمْ ثِقَاتٌ وَالصَّوَابُ اَنَّہٗ مَوْقُوْفٌ (دار قطنی ص۱۸۱ ج۱) — اسکے سب راوی ثقہ ہیں، اور صحیح بات یہ ہے کہ یہ موقوف ہے (اس کو دار قطنیؒ کے علاوہ طبرانی نے بھی ابن عمرؓ سے مرفوعاً نقل کیا ہے)

مسئلہ تیمم کے لیے استیعاب ضروری ہے۔ یعنی منہ اور ہاتھوں پر مع کہنیوں کے مسح کرنا ضروری ہے۔ (ہدایہ ص۲۵ ج۱، کبیری ص۶۲)

مسئلہ امام مالکؒ کے نزدیک تیمم کا سنت طریقہ

سُئِلَ مَالِکٌ کَیْفَ التَّیَمُّمُ وَاَیْنَ یَبْلُغُ بِہٖ فَقَالَ یَضْرِبُ ضَرْبَۃً لِوَجْھِہٖ وَضَرْبَۃً لِیَدَیْہِ وَیَمْسَحُھُمَا اِلَی الْمِرْفَقَیْنِ (موطا امام مالک ص۱۹) — حضرت امام مالکؒ نے فرمایا کہ ایک ضربہ چہرہ کے لیے اور دوسرا دونوں ہاتھوں کیلیے اور کہنیوں تک مسح کرے۔

مسئلہ کیا ایک تیمم سے متعدد فرائض ادا کیے جا سکتے ہیں؟

امام مالکؒ اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں "ایک تیمم کے ساتھ دو فرض نہیں پڑھ سکتا" امام احمدؒ فرماتے ہیں "ایک وقت میں فرض۔ نفل۔ فوائت سب پڑھ سکتا ہے۔ جب دوسری نماز کا وقت داخل ہوگا پھر تیمم کرنا پڑے گا"

حضرت امام ابو حنیفہؒ اور دوسرے فقہاء فرماتے ہیں کہ جب تک کوئی ناقض تیمم پیش نہ آئے تو ایک تیمم سے سب فرائض وقتی۔ قضاء۔ نوافل دوسرے وقت کی نماز سب پڑھ سکتا ہے

(۱) عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ اِبْرَاھِیْمَ قَالَ الْمُتَیَمِّمُ عَلٰی تَیَمُّمِہٖ مَالَمْ یُحْدِثْ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۶۰ ج۱) — حضرت ابراہیم نخعیؒ نے کہا ہے کہ تیمم کرنے والا تیمم کی حالت (طہارت) میں ہی ہوگا۔ جب تک کہ وہ بے وضو نہ ہو۔

۲۔ اور اسی طرح امام زہریؒ و حضرت سعید بن المسیبؒ حضرت حسن بصریؒ سے مصنف عبدالرزاق ص۲۱۵ ج۱

میں اور بخاری ص ۴۹ ج ۱ میں حضرت حسن بصریؒ سے۔ مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۶۰ ج ۱ میں حضرت عطاء بن ابی رباحؒ سے منقول ہے۔

۳۔ امام نسائیؒ نے باب باندھا ہے۔

اَلصَّلَوَاتُ بِتَيَمُّمٍ وَاحِدٍ ایک تیمم سے متعدد نمازوں کا پڑھنا۔

اور پھر اس کے تحت حضرت ابوذرؓ کی روایت بیان کی ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

اَلصَّعِيْدُ الطَّيِّبُ وَضُوْءُ الْمُسْلِمِ وَاِنْ لَّمْ يَجِدِ الْمَاءَ عَشْرَ سِنِيْنَ کہ پاک مٹی مسلمان کے لیے وضوء کے حکم میں ہے اگرچہ دس سال تک وہ پانی نہ پائے۔

(نسائی ص ۳۶ ج ۱ مطبع رحیمیہ دہلی ص ۳۸ ج ۱ سلفیہ لاہور)

امام نسائیؒ نے اس سے پہلے یہی مسئلہ سمجھایا ہے۔

امام ولی اللہ دہلویؒ اپنی کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں لکھتے ہیں۔

"تیمم کا طریقہ بھی ایک ان باتوں میں سے ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم سے اخذ کرنے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ چنانچہ محدثین کرام کا مسلک اور طریقہ کے ظہور سے پہلے اکثر فقہاء کرام اور تابعین وغیرہ اس پر عمل پیرا تھے اور اسی کے قائل تھے۔ کہ تیمم کے لیے دو ضربات ہیں۔ ایک ضربہ چہرہ کے لیے اور دوسرا ضربہ دونوں ہاتھوں کے لیے کہنیوں تک۔ اور احادیث میں زیادہ اصح حضرت عمارؓ کی روایت ہے[1] جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمارؓ سے فرمایا تھا کہ تمہارے لیے یہ کافی تھا تم دونوں ہاتھ مٹی پر مارتے اور پھر اس کو جھٹک کر چہرہ پر ملتے اور دونوں ہاتھوں پر۔

اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت بیان کی گئی ہے[2] کہ تیمم کے لیے دو ضربے ہیں ایک چہرہ کے لیے اور دوسرا دونوں ہاتھوں کے لیے کہنیوں تک۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کا عمل دونوں طریق پر منقول ہے۔ اور اس کے درمیان تطبیق بھی ممکن ہے۔

---

[1] بخاری ص ۴۸ ج ۱ مسلم ص ۱۶۱ ج ۱۔ [2] دارقطنی ص ۱۸۰ ج ۱، مستدرک حاکم ص ۱۷۹ ج ۱، بیہقی ص ۲۰۷ ج ۱

(۱) ایک ضربہ ادنیٰ درجہ تیمم ہے اور دو ضربے سنت ہے۔

(۲) اور اس طرح بھی تطبیق ممکن ہے جس کی طرف "یکفیک" کا لفظ راہنمائی کرتا ہے۔ ممکن ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حضرت عمارؓ کو بات سکھلائی تھی اس میں تیمم کی پوری کیفیت بیان کرنا مقصود نہیں تھی بلکہ مطلب یہ تھا کہ تیمم میں ضربہ کی وجہ سے ہاتھوں کے ساتھ جو مٹی غبار وغیرہ لگتا ہے۔ اس کو چہرہ اور ہاتھوں تک پہنچانا چاہیئے نہ کہ مٹی میں لوٹ پوٹ ہو جانا (جیسا کہ حضرت عمارؓ نے کیا تھا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف اتنی بات سمجھائی تھی۔ اور اس میں یہ ارادہ نہیں کیا تھا۔ کہ تیمم میں ممسوح اعضاء کی مقدار بیان کی ہو۔ اور نہ ضربات کی تعداد کو بیان کرنا مقصود تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان حضرت عمارؓ کے لیے اس معنیٰ پر محمول ہو سکتا ہے جس کا مقصد ـــــ بنسبت "تمرغ" (تمام جسم کو مٹی میں آلودہ کرنا اور لوٹ پوٹ ہونا) کے ہے۔

(تیمم صرف ہاتھوں اور چہرہ پر کافی ہے۔ تمام بدن اور جسم کو مٹی میں آلودہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے باقی تیمم کی ترکیب بیان کرنا مقصود نہیں تھا) اور اس جیسے مسائل میں انسان کے لیے مناسب ہے کہ اس چیز کو اختیار کیا جائے جس سے پوری طرح یقین کے ساتھ اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہو سکے یعنی احتیاط ہی مناسب ہے۔ (اور احتیاط یقیناً دو ضربات اور کہنیوں تک مسح کرنے میں ہے)

(حجۃ اللہ البالغہ ص۱۸۵ ج۱ طبع بریلی اور ص۱۸۰ ج۱ طبع مصر)

ایک ضربہ والی روایات اگرچہ صحیح ہیں اور درجہ اول کی روایات ہیں لیکن مجمل ہیں۔ ان میں صرف خاص پہلو بیان کیے گئے ہیں۔ اور دو ضربے والی روایات اگرچہ اس درجہ کی نہیں ہیں۔ لیکن فی الجملہ صحت کے پایہ تک پہنچتی ہیں اور مفصل ہیں اور احتیاط بھی اسی میں ہے۔

مسئلہ چیچک یا زخم والے کے لیے تیمم کرنا جائز ہے۔

ابنِ عبّاسٍؓ فِی قَولِہٖ، وَاِن کُنتُم مَرضٰی اَو عَلٰی سَفَرٍ، قَالَ اِذَا کَانَت بِالرَّجُلِ الجِرَاحَۃُ اَوِ القُرُوحُ اَوِ الجُدَرِیُّ فَیَجنُبُ فَیَخَافُ اَن یَّمُوتَ اِن غَسَلَ تَیَمَّمَ

(دارقطنی ص۱۷۷ ج۱)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے منقول ہے اللہ تعالےٰ کے اس فرمان مبارک میں "اگر تم بیمار پڑ جاؤ یا سفر میں ہو" تو عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا جب کسی آدمی کے جسم میں زخم ہوں یا پھوڑے ہوں یا چیچک کے زخم ہوں اور اس کو جنابت لاحق ہو جائے اور اس کو خطرہ ہو کہ

اگر غسل کیا تو کہیں ہلاکت واقع نہ ہو جائے تو ایسا شخص تیمم کرلے۔

مسئلہ کیا تیمم (تیمم والا) وضوء والوں کو نماز پڑھا سکتا ہے۔؟

سُئِلَ مَالِكٌ عَنْ رَجُلٍ تَيَمَّمَ اَيَؤُمُّ اَصْحَابَهُ وَهُمْ عَلٰى وُضُوْءٍ قَالَ يَؤُمُّهُمْ غَيْرُهُ اَحَبُّ اِلَيَّ وَلَوْ اَمَّهُمْ هُوَ لَمْ اَرَ بِهٖ بَأْسًا

(موطا امام مالک صـ۱۹)

حضرت امام مالکؒ سے سوال کیا گیا کہ اگر ایک شخص تیمم کرتا ہے کیا وہ اپنے باوضوء ساتھیوں کو نماز پڑھا سکتا ہے تو امام مالکؒ نے کہا اگر کوئی شخص (باوضوء) پڑھائے تو میرے نزدیک اچھا ہے۔ لیکن اگر وہی پڑھائے تو میں اس میں کوئی حرج محسوس نہیں کرتا۔

حضرت امام ابوحنیفہؒ اور امام شافعیؒ اور امام ابو یوسفؒ کا بھی یہی مسلک ہے۔

امام بخاریؒ نے تعلیقاً بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے تیمم کی حالت میں نماز پڑھائی (بخاری صـ۴۹ ج۱)۔ لیکن امام محمدؒ کے نزدیک جائز نہیں ہے۔ اور اسی طرح حضرت علیؓ سے منقول ہے۔

عَنْ عَلِيٍّؓ قَالَ لَا يَؤُمُّ الْمُقَيَّدُ الْمُطْلَقِيْنَ وَلَا الْمُتَيَمِّمُ الْمُتَوَضِّئِيْنَ

(دارقطنی صـ۱۸۵)

حضرت علیؓ نے فتویٰ دیا کہ کوئی جکڑا ہوا اور باندھا ہوا آدمی کھلے آدمیوں کو نماز نہ پڑھائے۔ اور نہ کوئی تیمم کرنے والا وضوء کرنے والوں کو نماز پڑھائے۔

نبیذ تمر نبیذ تمر (پانی میں کھجوریں بھگوئی ہوئی ہوں) کے سوا اگر پانی موجود نہ ہو تو حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس کے ساتھ وضوء کرکے نماز پڑھے اس کی موجودگی میں تیمم درست نہ ہوگا۔

(ہدایہ صـ۲۲ ج۱، شرح نقایہ صـ۲۸ ج۱، کبیری صـ۷۱)

اور نبیذ ایسا ہو جو میٹھا رقیق اور سیال ہو۔ جو اعضاء وضوء پر بہنے والا ہو اور جو گاڑھا ہو جائے تو وہ حرام ہوگا۔ کیونکہ وہ نشہ آور ہو جاتا ہے۔ لہذا اس سے وضوء بھی ناجائز ہوگا۔ آگ پر پکانے سے بھی اگر گاڑھا نہ ہو تو اس کا بھی یہی حکم ہے اور جس کا پینا حرام ہوتا ہے اس سے وضوء کرنا بھی ناجائز ہے۔ نبیذ تمر سے وضوء کرنے کا ذکر جس حدیث میں ہے وہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ واقعہ لیلۃ الجن میں پیش آیا۔

۱۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لَہٗ لَیْلَۃَ الْجِنِّ مَا فِیْ اَدَاوَتِكَ قَالَ نَبِیْذٌ قَالَ تَمْرَۃٌ طَیِّبَۃٌ وَمَاءٌ طَھُوْرٌ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۶ ج۱ ابوداؤد ص۱۲ ج۱) وَزَادَ اَحْمَدُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ فَتَوَضَّأَ مِنْھَا وَصَلّٰی۔ (مسند احمد ص۴۵ ج۱ مصنف عبدالرزاق ص۱۷۹ ج۱)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے لیلۃ الجن میں فرمایا عبداللہ تمہارے برتن میں کیا چیز ہے۔ تو عبداللہؓ نے عرض کیا کہ نبیذ ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ کھجور بھی پاک اور پانی بھی پاک ہے۔ اور مسند احمد کی روایت میں یہ بھی ہے آپ نے اس نبیذ سے وضوء کیا اور نماز ادا فرمائی۔

اس روایت پہ جرح کی گئی ہے۔ کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ لیلۃ الجن میں حضور علیہ السلام کے ساتھ نہیں تھے۔ لیکن لیلۃ الجن تو حضور علیہ السلام کے ساتھ چھ مرتبہ پیش آئی۔ دیکھئے (اٰکام المرجان ص۵۲) انمیں سے بعض مرتبہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ حضور علیہ السلام کے ساتھ نہیں تھے اور بعض دفعہ ساتھ موجود تھے جیسا کہ اصح حدیث میں آتا ہے۔ (ترمذی ص۴۰۵)

۲۔ حضرت عکرمہؒ تلمیذ عبداللہ بن عباسؓ سے بھی نبیذ التمر کے بارے میں سوال کیا گیا کہ اس سے وضوء کرنا جائز ہے یا نہیں تو انہوں نے کہا ہے

اَلْوُضُوْءُ بِالنَّبِیْذِ اِذَا لَمْ یَجِدِ الْمَاءَ (دارقطنی ص۷۵ ج۱ مجمع الزوائد ص۲۱۵ ج۱ بحوالہ ابویعلیٰ)

نبیذ سے وضوء درست ہے اس شخص کے لیے جو پانی نہ پائے۔

۳۔ اور اسی طرح حضرت علیؓ سے بھی منقول ہے۔

عَنْ عَلِیٍّ اَنَّہٗ کَانَ لَا یَرٰی بَاْسًا بِالْوُضُوْءِ مِنَ النَّبِیْذِ (ابن ابی شیبہ ص۲۶ ج۱ دارقطنی ص۷۹ ج۱)

حضرت علیؓ سے منقول ہے کہ وہ نبیذ سے وضوء کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔

تو صحابہ کرامؓ و تابعین عظامؒ کا عمل و تعامل جب اس کے ساتھ شریک ہو گیا تو اس سے استدلال کی کافی گنجائش ہے۔

مسئلہ | اگر پانی میسر نہ ہو تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک نبیذ تمر ہو تو اس کے ساتھ وضوء کرنا جائز ہے۔ جب کہ آدمی بستی یا شہر میں نہ ہو۔ لیکن نبیذ تمر کے سوا اور کسی قسم کے نبیذ سے وضوء کرنا جائز نہیں۔ (مختصر الطحاوی ص۱۵)

مسئلہ فاقد الطہورین یعنی جس شخص کو پانی اور مٹی دونوں نہ مل سکیں تو وہ کیا کرے۔ اس بارہ میں فقہائے کرام کا اختلاف پایا جاتا ہے۔ کیونکہ اصل اصول تو یہ ہے۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

لَا تُقْبَلُ صَلٰوۃٌ بِغَیْرِ طُھُوْرٍ (ترمذی ج۱ ص۳) کہ نماز بغیر طہارت کے مقبول نہیں ہوتی۔

تفسیر مظہری ج۲ ص۱۳۴ میں ہے۔ کہ امام ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ دونوں فرماتے ہیں۔ فَاقِدُ الطُّھُوْرَیْن نماز نہ پڑھے۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اس کی قضاء لازم ہے۔ اور امام مالکؒ کے نزدیک قضاء بھی نہیں ہے۔ امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک ایسا شخص نماز پڑھے۔ لیکن امام شافعیؒ کے نزدیک اس کو دہرانا یعنی اعادہ کرنا ضروری ہے۔ جب پانی اور مٹی مل جائے۔ لیکن امام احمدؒ کے نزدیک اعادہ ضروری نہیں ہے۔ یہ حضرات کہتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے جنابت والے کو نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ جب تک کہ وہ غسل نہ کرلے۔ اور پانی نہ ملنے والے کو منع کیا ہے۔ جب تک وہ تیمم نہ کرلے۔ اور فاقد الطہورین نہی میں داخل ہوگا۔ یعنی وہ نماز نہیں پڑھے گا۔

درمختار ص۴۲ ج۱ (مطبع مجتبائی دہلی) میں ہے کہ جس کو پانی اور مٹی دونوں نہ مل سکیں مثلاً کسی ناپاک اور نجس مکان میں قید ہو۔ تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک نماز کو مؤخر کردے۔ اور اس حالت میں نہ پڑھے لیکن صاحبین (امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ) کہتے ہیں کہ وہ تشبہ بالمصلین کرے۔ یعنی نمازیوں کے ساتھ مشابہت پیدا کرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَھُوَ مِنْھُمْ جو شخص جس قوم کے ساتھ مشابہت پیدا کریگا وہ ان میں سے ہوگا۔ (ابو داؤد ج۲ ص۲۰۳)

اسکی مثال ایسی ہے کہ جس طرح حائض (حیض والی عورت) رمضان میں دن کے وقت حیض سے پاک ہوجائے۔ یا مسافر دن کے وقت مقیم ہوجائے تو ان کو تشبہ بالصائمین کرنا چاہیئے اس مہینہ کے احترام کی وجہ سے باقی ماندہ دن میں وہ کھانے پینے وغیرہ سے رُکے رہیں۔ اور پھر بعد رمضان اس کو قضاء کریں۔ اور حضرت امام ابو حنیفہ کا رجوع بھی اس کی طرف ثابت ہے اس تشبہ کے نظائر موجود ہیں۔ چنانچہ احادیث میں صوم عاشورا کے سلسلہ میں منقول ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔

أَصُمْتُمْ يَوْمَكُمْ هٰذَا قَالُوْا لَا قَالَ فَأَتِمُّوْا بَقِيَّةَ يَوْمِكُمْ۔ (ابوداؤد صـ۳۳۲ ج۱)

کیا تم نے اس دن کا روزہ رکھا ہے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا نہیں رکھا۔ فرمایا باقی ماندہ دن کو روزہ دار کی طرح پورا کرو اور پھر اس کو قضاء کر لینا کیونکہ عاشورہ کا روزہ رمضان کے روزے فرض ہونے سے پہلے فرض تھا۔

اور اس کی دوسری مثال یہ ہے ۔ فقہائے کرام اور محدثین فرماتے ہیں۔ اگر کسی شخص کا حج فاسد ہو جائے تو وہ شخص يَصْنَعُ كَمَا يَصْنَعُوْنَ یعنی وہ اسی طرح افعال کرتا ہے جس طرح دوسرے حاجی کرتے ہیں۔ اور پھر آئندہ اس کی قضاء کرے گا۔ اور قضاء کی دلیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے۔

دَيْنُ اللّٰهِ أَحَقُّ أَنْ يُّقْضٰى۔ (مسلم صـ۳۶۲ ج۱)

اللہ تعالیٰ کا قرض زیادہ حق رکھتا ہے کہ اس کو ادا کیا جائے۔

امام ابوحنیفہؒ۔ امام شافعیؒ اور ان کے شاگرد اور امام سفیان ثوریؒ۔ امام اوزاعیؒ سب کے نزدیک قضاء واجب ہے۔ (فتح الملہم صـ۳۸۷ ج۱، صـ۳۸۸)

امام نسائیؒ نے ایک باب باندھ کر یہ مسئلہ سمجھایا ہے۔

بَابُ مَنْ لَّمْ يَجِدِ الْمَاءَ وَلَا الصَّعِيْدَ

یعنی جو شخص پانی اور مٹی دونوں نہ پائے۔

اور اس باب میں وہ حضرت عائشہؓ والے واقعہ کی حدیث ذکر کی ہے ——————

فَصَلَّوْا بِغَيْرِ وُضُوْءٍ

کہ پانی نہ ملا تو صحابہ کرامؓ نے بغیر وضو کے نماز پڑھی

موزوں پر مسح

(مسح علی الخفین)

اہل سنت والجماعت کے نزدیک بالاتفاق مردوں عورتوں سب کے لیے موزوں پر مسح کرنا جائز ہے۔ اور سنت مشہورہ سے ثابت ہے (ہدایہ صـ۳۱ ج۱، شرح نقایہ صـ۴۹ ج۱ کبیری صـ۱۰۷)

حضرت امام احمد بن حنبلؒ اور امام ابن عبدالبرؒ نے بیان کیا ہے کہ موزوں پر مسح کرنا ہر قسم کے

شک وشبہ سے بالا ہے۔ اس سلسلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چالیس صحابہ کرامؓ سے موزوں پر مسح کرنا نقل کیا ہے۔ (شرح نقایہ ص ۲۸ ج ۱ کبیری ص ۱۰۴)

امام ابن دقیق العیدؒ نے حضرت امام حسن بصریؒ سے نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میرے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ستر صحابہ کرامؓ نے بیان کیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم موزوں پر مسح کرتے تھے۔ اور صحابہ کرامؓ میں سے کسی سے بھی اس کا انکار منقول نہیں ہے۔ (شرح نقایہ ص ۲۸ ج ۱)

امام مسلمؒ (ص ۲۳ ج ۱) ترمذیؒ (ص ۱۴) ابوداؤدؒ (ص ۲۱ ج ۱) نسائیؒ (ص ۲۱ ج ۱) ابن ماجہؒ (ص ۴۱) اور امام احمدؒ (مسند احمد ص ۳۶۴ ج ۴) وغیرہ اکثر محدثین نے حضرت جریر بن عبداللہ البجلیؓ کی روایت بیان کی ہے۔ انہوں نے کہا ہے میں نے بچشم خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے آپ نے وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا اور حضرت امام ابوحنیفہؒ نے فقہ اکبر میں تحریر فرمایا ہے۔

وَالْمَسْحُ عَلَی الْخُفَّیْنِ سُنَّۃٌ (فقہ اکبر ص ۳۶) اور موزوں پر مسح کرنا سنت ہے۔

فقیہ اور محدث ابراہیم حلبیؒ لکھتے ہیں کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ سے لوگوں نے اہل سنت والجماعت کے مذہب کے بارے میں سوال کیا تو امام صاحبؒ نے فرمایا اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ تم شیخین یعنی حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر بن الخطابؓ کو سب صحابہؓ پر فضیلت دو۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں داماد یعنی حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علی المرتضیٰؓ سے محبت کرو۔ اور موزوں پر مسح کرنے کو جائز سمجھو۔ اور حضرت امام ابوحنیفہؒ کی یہ بات دراصل حضرت انس بن مالکؓ (صحابی) کے قول سے ماخوذ ہے۔ جنہوں نے فرمایا۔

اِنَّ مِنَ السُّنَّۃِ اَنْ تُفَضِّلَ الشَّیْخَیْنِ وَتُحِبَّ الْخَتَنَیْنِ وَتَرَی الْمَسْحَ عَلَی الْخُفَّیْنِ

بے شک یہ بات سنت میں سے ہے کہ تم حضرات شیخین کو سب صحابہ پر فضیلت دو۔ اور دونوں ختنین (حضور علیہ السلام کے دامادوں) سے محبت کرو۔ اور موزوں پر مسح کرنے کو جائز سمجھو۔

لیکن موزوں پر مسح کرنا دراصل رخصت واجازت ہے۔ اگر کوئی شخص اس کو جائز سمجھتے ہوئے مسح نہ کرے بلکہ پاؤں کو دھوئے تو یہ عزیمت ہے۔ اس پر اس کو اجر ملے گا۔ لیکن جو شخص موزوں پر مسح کرنے کو روا نہیں سمجھتا تو اکثر فقہاء کے نزدیک وہ گمراہ ہے۔ اور امام کرخیؒ لکھتے ہیں مجھے اس شخص

پر کفر کا خطرہ ہے۔" (کبیری ص ۱۰۴ تا ۱۰۵)

عَنْ اَفْلَحَ مَوْلٰی اَبِیْ اَیُّوْبَ عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ اَنَّهٗ کَانَ یَاْمُرُ بِالْمَسْحِ عَلَی الْخُفَّیْنِ وَکَانَ هُوَ یَغْسِلُ قَدَمَیْهِ فَقِیْلَ لَهٗ فِیْ ذٰلِكَ کَیْفَ تَاْمُرُ بِالْمَسْحِ وَاَنْتَ تَغْسِلُ فَقَالَ بِئْسَ مَالِیْ اِنْ کَانَ مَهْنَاهُ لَکُمْ وَمَاْثَمُهٗ عَلَیَّ قَدْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ علیه وسلم یَفْعَلُهٗ وَیَاْمُرُ بِهٖ وَلٰکِنْ حُبِّبَ اِلَیَّ الْوُضُوْءُ

(ابن ابی شیبہ ص ۱۲۶ ج ۱، مصنف عبدالرزاق ص ۱۹۸ ج ۱، مجمع الزوائد ص ۲۵۵ ج ۱)

حضرت ابو ایوبؓ سے منقول ہے کہ وہ موزوں پر مسح کرنے کا حکم دیتے تھے۔ اور خود پاؤں کو دھوتے تھے۔ ان سے جب کہا گیا کہ یہ کیسی بات ہے کہ آپ خود تو پاؤں کو دھوتے ہیں اور دوسروں کو مسح کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ تو انھوں نے کہا میرے لیے یہ بات تو بری ہو گی کہ خوشگواری تمہارے حصہ میں آئے اور گناہ مجھ پر (مطلب یہ کہ میں کوئی غلط بات نہیں کہہ رہا) بلکہ میں نے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ موزوں پر مسح کرتے تھے اور دوسروں کو بھی اس کا حکم دیتے تھے۔ لیکن میں وضوء کرنا اور پاؤں کو دھونا زیادہ پسند کرتا ہوں (مطلب یہ یہ کہ مسح کرنا جائز ہے۔ لیکن پاؤں کا دھونا عزیمت ہے میں اس کو پسند کرتا ہوں)

بعض اہل بدعت جیسا کہ شیعہ روافض وغیرہ موزوں پہ مسح کرنے سے انکار کرتے ہیں اور موزوں پر مسح کرنے کو جائز نہیں سمجھتے۔ یہ خیال ان کا سراسر باطل ہے۔

اور یہ مسح اس شخص کے لیے ہے۔ جو بے وضوء ہو۔ جنابت والے کے لیے مسح کرنا جائز نہیں ہے (ہدایہ ص ۳۳ ج ۱، شرح نقایہ ص ۲۸ ج ۱، کبیری ص ۱۰۸)

چنانچہ حضرت صفوان بن عسالؓ بیان کرتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں حکم دیتے تھے جب ہم لوگ سفر میں ہوتے تھے کہ ہم تین دن رات تک موزے اپنے پاؤں سے نہ اتاریں مگر جنابت کی حالت میں موزے اتارنے کا حکم فرماتے تھے۔ اور بول و براز اور نیند میں نہ اتاریں، بلکہ ان پر مسح کریں (مسند احمد ص ۲۳۹ ج ۴، نسائی ص ۳۲ ج ۱، ترمذی ص ۲۰، ابن ماجہ ص ۴۰)

(صَحَّحَهُ التِّرْمِذِیُّ وَالْخَطَّابِیُّ وَحَسَّنَهُ الْبُخَارِیُّ (آثار السنن ص ۲۳ ج ۱)

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ سے روایت ہے کہ میں سفر کی حالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

ساتھ تھا۔ رات کے وقت آپ قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے۔ واپس آئے تو آپ نے وضو کیا۔ اور جب آپ نے سر مبارک پر مسح کیا تو میں نے اپنے ہاتھ نیچے جھکائے۔ تاکہ آپ کے پاؤں سے موزے اتار دوں۔ آپ نے فرمایا۔

دَعْهُمَا فَاِنِّیْ اَدْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَیْنِ وَ مَسَحَ عَلَیْهِمَا (مسلم صـ۱۳۴ ج۱) — ان کو چھوڑ دو کیونکہ میں نے ان میں پاؤں طہارت کی حالت میں داخل کیے ہیں اور پھر اپنے موزوں پر مسح کیا۔

اور دوسری روایت میں یہ الفاظ آتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

مَسَحَ عَلَی الْخُفَّیْنِ وَمُقَدَّمِ رَاْسِهٖ وَعَلٰی عِمَامَتِهٖ (مسلم صـ۱۳۴ ج۱) — موزوں پر مسح کیا اور سر کے اگلے حصہ پر بھی مسح کیا اور اپنی پگڑی مبارک پر بھی مسح کیا۔

اور حضرت بلالؓ کی روایت میں آتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

مَسَحَ عَلَی الْخُفَّیْنِ وَالْخِمَارِ (مسلم صـ۱۳۴ ج۱) — موزوں پر مسح کیا اور سر کے رومال پر بھی (خمار اوڑھنی یا سر پر لپیٹنے کا رومال)

سر کے چوتھے حصہ (ربع راس) پر مسح کرنا وضو میں فرض ہے۔ اس کو مقدم راس اور ناصیہ کے ساتھ بھی تعبیر کیا گیا ہے اتنے حصے کا مسح فرض ہے باقی تمام سر پر مسح فرض نہیں البتہ مستحب ہے اسلئے چوتھے حصے کا مسح کرنے کے بعد ہاتھ مبارک پگڑی اور رومال پر بھی پھیر لیا۔ جب تک ربع رأس یا سر کے اگلے حصہ کے بالوں پر مسح نہ کر لیا جائے۔ خالی پگڑی یا رومال پر مسح کرنا درست نہ ہوگا۔ یہ بالتبع تکمیل مسح کے لیے ہی ہو سکتا ہے۔ اسی طرح جوتوں پر مسح بھی بالتبع ہی ہو سکتا ہے۔ اصل میں موزے یا جراب پر مسح ہو۔ اور باقی ماندہ چپل کے تسموں یا جوتے کے چمڑے پر ہاتھ پھیر دیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کی روایت میں جو آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَی الْجَوْرَبَیْنِ وَالنَّعْلَیْنِ (ابوداؤد صـ۲۱ ج۱) — وضو کیا اور جرابوں پر اور جوتوں پر مسح کیا۔

اوّلاً تو یہ روایت صحیح نہیں۔ امام ابوداؤد (صـ۲۱ ج۱) کہتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن مہدیؒ اس حدیث کو بیان نہیں کرتے تھے۔ کیونکہ حضرت مغیرہؓ سے جو بات معروف ہے۔ اس میں موزوں پر مسح کرنے کا ذکر ہے۔ نہ جرابوں پر۔ اور جن محدثین کے نزدیک یہ حدیث قابل استناد مانی گئی ہے۔ ان کے

نزدیک بھی اصل مقصد جوتے پر مسح کرنا نہیں ہے۔ بلکہ موزے یا جرابوں (جن پر مسح درست ہے)۔ پر مسح کرنا مقصود ہے۔ جوتوں پر بالتبع ہے۔ امام طحاویؒ نے اسی طرح بیان کیا ہے (طحاوی ص۱/۵۸)

صرف جوتے پر بغیر موزے یا جراب کے مسح کرنا درست نہیں ہے۔ امام ابوداؤدؒ کہتے ہیں حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے بھی ایک روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جرابوں پر مسح کیا۔ (ابوداؤد ص۱/۲۱)۔ لیکن یہ روایت بھی متصل اور قوی نہیں ہے البتہ صحابہ کرامؓ سے حضرت علیؓ۔ حضرت ابن مسعودؓ۔ حضرت براء بن عازبؓ۔ حضرت انس بن مالکؓ۔ حضرت ابوامامہؓ۔ حضرت سہل بن سعدؓ۔ حضرت عمرو بن حریثؓ اور حضرت عمر بن الخطابؓ۔ حضرت ابن عباسؓ سے جرابوں پر مسح کرنا ثابت ہے۔

مسئلہ ہر قسم کے موزوں پر مسح کرنا جائز ہے۔ چمڑے کے ہوں یا رکسین۔ پلاسٹک وغیرہ اور نائلون کے بشرطیکہ دبیز ہوں سب پر مسح جائز ہے۔ ان کا حکم چمڑے جیسا ہی ہے۔

مسئلہ ہر قسم کی جرابوں پر مسح کرنا جائز نہیں۔ مندرجہ ذیل تین قسم کی جرابوں پر مسح کرنا جائز ہے

(۱) ایسی جرابیں جو منعل ہوں۔ یعنی جن کے نیچے تلوے کے حصہ میں چمڑا لگا ہو۔ خواہ جرابیں باریک ہوں۔

(۲) مجلد ہوں یعنی وہ جرابیں جن کے نیچے اور اوپر دونوں حصوں میں چمڑہ لگا ہوا ہو۔

(۳) گاڑھی جرابیں جو شفاف نہ ہوں۔ ایسی دبیز ہوں جن سے پانی اندر نہ سرایت کرسکتا ہو۔ ایسی جرابیں خواہ اون کی ہوں۔ نائیلون یا سوت کی ہوں۔ لیکن موٹی ہوں۔ اور پھر ایسی ہوں کہ جن کو باندھے بغیر انسان میل دو میل چل سکے۔ ایسی جرابیں اگر ہوں تو ان پر مسح کرنا درست ہے ورنہ نہیں (ہدایہ ص۱/۴۲) حدیث میں جن جرابوں پر مسح کرنے کا ذکر ہے۔ فقہائے کرام نے ان سے اسی قسم کی جرابیں مراد لی ہیں۔

۱۔ قَتَادَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَعَنِ الْحَسَنِ اَنَّهُمَا قَالَا يُمْسَحُ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ اِذَا كَانَا صَفِيْقَيْنِ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۱/۱۸۹)

حضرت قتادہؒ حضرت سعید بن المسیبؒ اور حضرت حسن بصریؒ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا۔ جرابوں پر مسح کرنا چاہیئے۔ جب کہ وہ دبیز ہوں۔

۲۔ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ زِيَادٍ اَنَّهُ رَاٰى اِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيَّ يَمْسَحُ عَلٰى

یزید بن ابی زیادؒ سے منقول ہے۔ انہوں نے حضرت ابراہیم نخعیؒ کو دیکھا کہ وہ نمدہ کی جرابوں پر ...

جَرْمُوْقَيْنِ لَهٗ مِنَ اللِّبَادِ (مصنف عبدالرزاق ج ۱ ص ۲۰۰) بڑی موٹی جرابوں پر مسح کرتے تھے۔

۳۔ عَنْ خَالِدِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَمْرٍو اَنَّهٗ مَسَحَ عَلٰى جَوْرَبَيْنِ مِنْ شَعْرٍ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۱۸۸)

حضرت عقبہ بن عمروؓ سے منقول ہے۔ کہ انہوں نے بالوں سے بنی ہوئی (دبیز) جرابوں پر مسح کیا۔

مسئلہ موزے پہنتے وقت اگر طہارت کامل نہ ہو تب بھی پاؤں کو دھو کر موزے پہن لے تو درست ہے۔ اور جب اس شخص کو حدث لاحق ہو تو اس وقت طہارت تام ہونی ضروری ہے۔

(ہدایہ ج ۱ ص ۳۰، شرح نقایہ ج ۱ ص ۲۹، کبیری ص ۱۰۷)

عَنْ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى اللّٰه عليه وسلم يَأْمُرُ بِالْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ اِذَا لَبِسَهُمَا وَهُمَا طَاهِرَتَانِ (مجمع الزوائد ج ۱ ص ۲۵۵ بحوالہ ابو یعلی)

حضرت عمرؓ نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ موزوں پر مسح کرنے کا حکم دیتے تھے جب کہ وہ موزے طہارت کی حالت میں پہنے ہوں۔

موزوں پر مسح کرنیکا طریقہ

مسح پاؤں کے اوپر والے حصہ پر ہی ہو سکتا ہے۔ نیچے والے حصہ پہ درست نہیں۔ ہاتھ کی تین انگلیوں کو پاؤں کے اگلے بالائی حصہ پر رکھ کر اوپر پنڈلی کی طرف کھینچ لے۔ تقریباً تین انگلیوں کی مقدار تک فرض ہے۔

(ہدایہ ج ۱ ص ۳۱، شرح نقایہ ج ۱ ص ۲۸، کبیری ص ۱۰۹)

اور موزوں پر مسح کرنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کی انگلیوں کو دائیں موزے کے اور بائیں ہاتھ کی انگلیوں کو بائیں موزے کے اگلے حصے پر رکھے یا انگلیوں کو مع ہتھیلیوں کے رکھ کر پنڈلی کی طرف کھینچے (شرح وقایہ ج ۱ ص ۹۹، کبیری ص ۱۱۰)

حضرت علیؓ سے منقول ہے انہوں نے کہا ہے۔

۱۔ لَوْ كَانَ الدِّيْنُ بِالرَّاْيِ لَكَانَ اَسْفَلُ الْخُفِّ اَوْلٰى بِالْمَسْحِ مِنْ اَعْلَاهُ وَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى اللّٰه عليه وسلم يَمْسَحُ عَلٰى ظَاهِرِ خُفَّيْهِ۔ (ابوداؤد ج ۱ ص ۲۲)

اگر دین رائے یعنی صرف عقل کے ساتھ ہوتا تو موزے کے زیریں حصہ پر مسح کرنا بالائی حصے سے زیادہ اولیٰ ہوتا (کیونکہ گرد و غبار، مٹی وغیرہ زیریں حصہ پر زیادہ ہوتی ہے) حالانکہ میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ

دارقطنی ص۱۹۹ ابن ابی شیبہ ص۱۸۱ج۱ آثار السنن ص۳۴ اسنادہ حسن

کہ آپ موزوں کے اوپر والے حصہ پر مسح کرتے تھے۔

۲۔ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رض اَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم وَضَعَ يَدَيْهِ عَلٰى خُفَّيْهِ وَمَدَّهُمَا مِنَ الْاَصَابِعِ اِلٰى اَعْلَاهُمَا مَسْحَةً وَّاحِدَةً وَّكَاَنِّىْ اَنْظُرُ اِلٰى اَصَابِعِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عَلَى الْخُفَّيْنِ (نصب الرایہ ص۱۸۰ج۱)

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ مبارک موزے پر رکھے اور ان کو انگلیوں سے پیچھے کی طرف کھینچا۔ ایک ہی دفعہ۔ گویا کہ اب بھی میری نگاہوں میں ہیں حضور علیہ السلام کی انگلیاں مبارک موزوں پر۔

۳۔ عَنْ هِشَامٍ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ الْمَسْحُ عَلٰى ظَهْرِ الْخُفَّيْنِ خَطْطٌ بِالْاَصَابِعِ (ابن ابی شیبہ)

حضرت حسن بصریؒ نے کہا ہے کہ مسح موزوں کے اوپر ہوتا ہے۔ انگلیوں سے خطوط بنادو۔

۴۔ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ قَالَ سَاَلْتُ الزُّهْرِيَّ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقَالَ بِيَدِهٖ هٰكَذَا وَاَمَرَّ اَصَابِعَهٗ مِنْ مُقَدَّمِ رِجْلِهٖ اِلٰى فَوْقِهَا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۸۵ج۱)

حضرت سعید بن عبد العزیز رح کہتے ہیں کہ میں نے امام زہریؒ سے موزوں پر مسح کرنے کے بارہ میں دریافت کیا تو انہوں نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کرکے بتلادیا۔ اور ہاتھ کی انگلیوں کو پاؤں کے اگلے حصہ پر رکھ کر پیچھے کی طرف کھینچا۔

مسئلہ اگر صرف انگلیوں کے پوروں سے مسح کرے اور انگلیوں کی جڑوں اور ہتھیلیوں کو دور رکھے گا تو مسح نہیں ہوگا۔ الّا یہ کہ پوروں سے پانی متقاطر ہو (کبیری ص۱۱۱ شرح وقایہ ص۹۹ج۱)

مدتِ مسح

موزوں پہ مسح کرنے کی مدت کے بارہ میں شریح بن ہانی رح نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رض سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ حضرت علیؓ بن ابی طالب کے پاس جاؤ۔ اور ان سے دریافت کرو۔ کیونکہ وہ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں وہ حضور علیہ السلام کے ساتھ سفر کیا کرتے تھے۔ شریح رح کہتے ہیں کہ میں حضرت علیؓ کے پاس گیا اور ان سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا

جَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ وَّلَيَالِيَهُنَّ لِلْمُسَافِرِ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے موزے پر مسح کرنے کے لیے تین دن تین رات مسافر کے لیے اور ایک دن

وَيَوْمًا وَّلَيْلَةً لِلْمُقِيْمِ — ایک رات مقیم کے لیے مدت مقرر فرمائی ہے۔

(مسلم ص ۱۳۵ ج ۱، مصنف عبد الرزاق ص ۲۰۳ ج ۱)

مسئلہ موزے پہننے کے بعد جب حدث لاحق ہوگا یعنی جب بے وضو ہوگا۔ اس وقت سے تین دن تین رات یا ایک دن ایک رات کا حساب کیا جائے گا (ہدایہ ص ۳۱ ج ۱، شرح نقایہ ص ۳۱ ج ۱، کبیری ص ۱۰۸)

مسئلہ مسح بھی ان چیزوں سے باطل ہو جاتا ہے۔ جن سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور موزے پر مسح کرنے کی مدت جب ختم ہو جائے تو اس سے بھی مسح باطل ہو جائے گا (ہدایہ ص ۳۲ ج ۱، شرح نقایہ ص ۳۱ ج ۱)

مسئلہ اگر تین انگلیوں کے برابر موزہ پھٹ جائے تو اس پر مسح کرنا جائز نہیں ہوگا۔ (ہدایہ ص ۳۱ ج ۱، شرح نقایہ ص ۳۱ ج ۱، کبیری ص ۱۱۳)

مسئلہ پاؤں کا اکثر حصہ اگر موزے سے باہر نکل جائے تو مسح باطل ہو جائے گا (ہدایہ ص ۳۲ ج ۱، شرح نقایہ ص ۳۱ ج ۱، کبیری ص ۱۱۴)

مسئلہ پھوڑا ہو یا زخم یا ایسی بیماری ہو جس سے پانی ڈالنے سے نقصان ہو تو وضو کے وقت پھوڑے یا زخمی جگہ پر مسح ہی کر لیں (شرح وقایہ ص ۱۰۶ ج ۱)

۱۔ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ قُلْتُ لِعَطَاءٍ قَرْحَةٌ فِيْ ذِرَاعِيْ قَالَ لَا تَعْرِبْهَا وَامْسَحْهَا الْمَاءَ (مصنف عبد الرزاق ص ۱۶۱ ج ۱)

ابن جریج رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے حضرت عطاء سے کہا کہ میرے بازوؤں میں زخم ہے۔ انہوں نے کہا اس کو مت کھولو اور اس پر مسح کرو۔

۲۔ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ قُلْتُ لِعَطَاءٍ أَرَأَيْتَ إِنِ اشْتَكَيْتُ أُذُنِيْ فَاشْتَدَّ عَلَيَّ أَنْ أَغْسِلَهَا قَالَ لَا تُنَقِّهَا وَامْسَحْهَا الْمَاءَ فَقَطْ (مصنف عبد الرزاق ص ۱۶۲ ج ۱)

ابن جریج رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے پوچھا اگر میرے کان میں تکلیف ہو اور اس کو دھونا دشوار ہو تو میں کیا کروں۔ انہوں نے کہا اس پر مسح کرو۔

۳۔ عَاصِمِ بْنِ سُلَيْمَانَ قَالَ دَخَلْنَا عَلَى أَبِي الْعَالِيَةِ الرِّيَاحِيِّ وَهُوَ وَجِعٌ فَوَضَّئُوْهُ فَلَمَّا بَقِيَتْ إِحْدَى رِجْلَيْهِ قَالَ امْسَحُوْا عَلَى هٰذِهٖ فَإِنَّهَا مَرِيْضَةٌ

عاصم بن سلیمان کہتے ہیں کہ ہم لوگ ابو العالیہ رحمہ اللہ کے پاس گئے وہ بیمار تھے۔ ان کو وضو کرایا گیا جب ان کا ایک پاؤں رہ گیا تو انہوں نے کہا اس پر مسح کرو اس میں تکلیف ہے اور ان کے اس پاؤں میں حمرہ

وَكَانَ بِهَا حُمْرَةٌ وَالْحُمْرَةُ الْوَرَمُ ۔ (سرخ بادہ) کی تکلیف تھی ۔ جو ایک قسم کا شدید ورم ہوتا ہے ۔

(مصنف عبدالرزاق ص ۱۶۳ ج ۱ مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۳۵ ج ۱)

مسئلہ | اگر پٹی یا کھپچی وغیرہ باندھی ہوئی ہو اور کھولنے سے نقصان ہو تو اوپر سے مسح کریں ورنہ اسکو کھول کر مسح کریں ۔ (شرح وقایہ ص ۱۰۶ ج ۱ ، ہدایہ ص ۳۴ ج ۱ ، شرح نقایہ ص ۲۹ ج ۱)

۱۔ عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا يَكْفِيْهِ أَنْ يَّتَيَمَّمَ وَيَعْصِبَ عَلٰى جُرْحِهٖ خِرْقَةً ثُمَّ يَمْسَحُ عَلَيْهَا وَيَغْسِلُ سَائِرَ جَسَدِهٖ (بیہقی ص ۲۲۸ ج ۱)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسکے لیے یہ بات کافی ہے ۔ وہ تیمم کرے اور زخم پر کپڑے کی پٹی باندھ دے اور پھر اس پر مسح کرے اور باقی سارے جسم کو دھوئے ۔

۲۔ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهٗ تَوَضَّأَ وَكَفُّهٗ مَعْصُوْبَةٌ فَمَسَحَ عَلَى الْعَصَائِبِ وَغَسَلَ سِوٰى ذٰلِكَ (بیہقی ص ۲۲۸ ج ۱)

حضرت نافعؒ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عمرؓ نے وضو کیا اور ان کے ہاتھ پر پٹی بندھی ہوئی تھی ۔ تو انہوں نے پٹی پر مسح کیا اور باقی حصے کو دھویا ۔

۳۔ عَنِ الْأَشْعَثِ قَالَ سَأَلْتُ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْجَبَائِرِ فَقَالَ امْسَحْ عَلَيْهَا مَسْحًا فَاللّٰهُ أَعْذَرُ بِالْعُذْرِ (مصنف عبدالرزاق ص ۱۶۱ ج ۱ مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۳۶ ج ۱)

اشعثؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابراہیم نخعیؒ سے کھپچیوں (لکڑی سے باندھی ہوئی) پر مسح کرنے کے بارہ میں دریافت کیا ۔ تو انہوں نے کہا کہ ان پر مسح کرو ۔ اللہ تعالیٰ انسان کے عذر کو قبول کرتا ہے ۔

حیض ۔ نفاس اور استحاضہ

حیض اور اس کے احکام

عورتوں کے ساتھ جو خون خاص ہیں وہ تین قسم کے ہیں ۔

(۱) حیض ہر تندرست بالغ عورت کے رحم سے ہر ماہ چند دن تک خون جاری ہوتا ہے ۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت تامہ اور حکمت بالغہ سے عورتوں کی جسمانی ۔ بدنی اور طبعی صحت کے لیے ضروری ہے ۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی فرمان ہے ۔

إِنَّ هٰذَا أَمْرٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلٰى بَنَاتِ کہ یہ ایسا امر ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام

ادھر (بخاری صـ۴۲ج۱ ۔ مسلم صـ۲۵۵ج۱) کی بیٹیوں (عورتوں) پر مقدر کیا۔

اس خون کے ہر ماہ عورت کے جسم سے خارج ہو جانے پر اس کی صحت پر خوشگوار اثر پڑتا ہے اگر اس میں خرابی پیدا ہو جائے تو عورت کی صحت خراب ہو جاتی ہے۔ اور طرح طرح کے امراض کا شکار ہو جاتی ہے۔

حیض بلوغ کی عمر سے لے کر سن یاس تک یعنی بارہ تیرہ سال سے پنتالیس ۴۵ یا پچاس ۵۰ سال تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ پھر یہ منقطع ہو جاتا ہے (شرح نقایہ صـ۴۲ج۱)

شاذ و نادر ہی اس کے خلاف بھی ہوتا رہتا ہے۔

دوسرے مذاہب والے حیض والی عورتوں کے بارے میں افراط و تفریط میں مبتلا تھے چنانچہ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ جب یہود میں کوئی عورت ایام ماہواری (منتھلی کورس) میں مبتلا ہوتی تھی تو یہود اس کو علیحدہ کر دیتے تھے۔ نہ اس کے ساتھ کھاتے پیتے تھے اور نہ ایک جگہ اس کے ساتھ رہتے تھے (ایسی عورت کو تنگ و تاریک کوٹھری میں بند کر دیتے تھے (مسلم صـ۱۴۳ج۱)

اور بعض لوگ اس کے برخلاف اس حالت میں مباشرت فاحشہ سے بھی باز نہ آتے تھے۔

تو اللہ تعالےٰ نے منع فرمایا۔

فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ (البقرہ آیت ۲۲۲) — اور الگ رہو عورتوں سے حیض کے دنوں میں اور ان کے قریب نہ جاؤ یعنی ان سے مباشرت نہ کرو جب تک کہ وہ پاک نہ ہو جائیں۔

اسلام کی پاکیزہ تعلیم نے اس قسم کی بیہودہ باتوں کو ممنوع قرار دیا۔ اور اعتدال و توازن کی تعلیم دی۔

حیض کی وجہ سے کئی احکام پیدا ہوتے ہیں۔

حیض کے ایام حضرت امام ابو حنیفہؒ ۔ امام سفیان ثوریؒ۔ امام ابن مبارکؒ امام لیثؒ اور دیگر فقہائے کرام کے نزدیک کم سے کم تین یوم اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہیں۔ اور حضرت امام شافعیؒ، امام مالکؒ امام احمدؒ، امام اوزاعیؒ وغیرہ کے نزدیک کم سے کم ایک دن اور زیادہ سے زیادہ پندرہ دن ہو سکتے ہیں۔ اس سے زائد بیماری اور استحاضہ شمار کیا جائے گا۔ اور امام ابو حنیفہؒ وغیرہ کے نزدیک جو خون تین دن سے کم یا دس دن سے زائد ہو استحاضہ ہے۔ (ہدایہ صـ۴۵ج۱ ، شرح نقایہ صـ۴۲ج۱)

۱۔ اَنَّ عُثْمَانَ بْنَ اَبِي الْعَاصِ الثَّقَفِيَّ قَالَ — حضرت عثمان بن ابی العاصؓ کہتے ہیں کہ حیض والی

اَلْحَائِضُ اِذَا جَاوَزَتْ عَشَرَةَ اَیَّامٍ فَھِیَ بِمَنْزِلَةِ الْمُسْتَحَاضَةِ تَغْتَسِلُ وَتُصَلِّیْ (دارقطنی ص۲۲۱ ج۱، الجوہر النقی علی البیہقی ص۳۲۲ ج۱)

عورت جب حیض کے دس دن سے تجاوز کر جائے تو وہ بمنزلہ مستحاضہ کے ہوگی وہ غسل کرے اور نماز پڑھے۔

۲۔ عَنْ رَبِیْعٍ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ اَبْعَدُ الْحَیْضِ عَشْرٌ (مصنف عبدالرزاق ص۳۰۰ ج۱)

حضرت حسن بصریؒ کہتے ہیں کہ حیض کی زیادہ سے زیادہ مدت دس دن ہے۔

۳۔ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ ھِیَ حَائِضٌ فِیْمَا بَیْنَھَا وَبَیْنَ عَشَرَةٍ فَاِذَا زَادَتْ فَھِیَ مُسْتَحَاضَةٌ (دارقطنی ص۲۱ ج۱)

حضرت انس رضؓ کہتے ہیں کہ حیض کی مدت دس دن تک ہوگی جب اس سے تجاوز کر جائے تو وہ مستحاضہ ہوگی۔

۴۔ عَنِ الرَّبِیْعِ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ اَدْنَی الْحَیْضِ ثَلَاثٌ (دارمی ص۱۲۶ ج۱)

حضرت حسن بصریؒ کہتے ہیں کہ کم سے کم مدت حیض کی تین دن ہے۔

۵۔ عَنْ عَبْدِ الْعَزِیْزِ بْنِ اَبِیْ عُثْمَانَ الرَّازِیِّ عَنْ سُفْیَانَ اَقَلُّ الْحَیْضِ ثَلٰثٌ وَاَکْثَرُہٗ عَشْرٌ (دارقطنی ص۲۱ ج۱)

حضرت سفیان ثوریؒ کہتے ہیں کہ کم سے کم مدت حیض کی تین دن ہے۔ اور زیادہ سے زیادہ دس دن۔

حیض کے بارے میں عورتوں کی عادات مختلف ہوتی ہیں کسی کو چار یوم کسی کو پانچ یوم کسی کو اس سے زیادہ۔

مسئلہ حیض کے دنوں میں عورت کی عادت کے جتنے دن ہوں ان میں خون خواہ سرخ۔ زرد مٹیالہ ہو یا خاکستری سیاہ ماسوا سفیدی خالص کے سب حیض شمار ہوگا (موطا امام محمد ص۸۲، شرح وقایہ ص۱۱۴ ج۱، ہدایہ ص۳۵ ج۱)

عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ اَخْبَرَتْنِیْ اُمِّیْ اَنَّ نِسْوَةً سَاَلْتُ عَائِشَةَ رضؓ عَنِ الْحَائِضِ تَغْتَسِلُ اِذَا رَاَتِ الصُّفْرَةَ وَتُصَلِّیْ فَقَالَتْ عَائِشَةُ لَا حَتّٰی تَرَی الْقَصَّةَ الْبَیْضَاءَ (مصنف عبدالرزاق ص۳۰۲ ج۱، موطا امام محمد ص۸۲، بخاری ص۴۶ ج۱ تعلیقاً، موطا امام مالک ص۴۳)

علقمہؒ کہتے ہیں میری والدہ نے مجھے بتایا کہ کچھ عورتوں نے ام المومنین حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ حیض والی عورت خون میں زردی دیکھتی ہے تو وہ غسل کر کے نماز پڑھے یا نہ تو ام المومنینؓ نے فرمایا نہیں جب تک کہ بالکل سفید رطوبت نہ دیکھے۔ اس وقت تک وہ حیض میں ہی سمجھی جائے گی۔

احکام حیض

حیض کے دنوں میں عورت پر نماز پڑھنی حرام ہوتی ہے۔ اور روزہ بھی ساقط ہو جاتا ہے۔ البتہ روزہ کی قضاء اس پر لازم ہوتی ہے۔ اور نماز بالکل معاف ہوتی ہے۔ (ہدایہ ص۳۶ ج۱، شرح نقایہ ص۳۶ ج۱، شرح وقایہ ص۱۱۴ ج۱)

۱۔ عَنْ عَائِشَةَ رض قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰهِ علیہ وسلم فَإِذَا اَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَاتْرُكِي الصَّلٰوةَ (بخاری ص۴۴ ج۱)

ام المؤمنین حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب حیض کا وقت آجائے تو نماز ترک کر دو"۔

۲۔ عَنْ مُعَاذَةَ الْعَدَوِيَّةِ قَالَتْ عَائِشَةُ رض قَدْ يُصِيْبُنَا ذٰلِكَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیہ وسلم فَنُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّوْمِ وَلَا نُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّلٰوةِ
(مسلم ص۱۵۳ ج۱، مصنف عبدالرزاق ص۳۳۲ ج۱، بخاری ص۴۶ ج۱)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رض کہتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عورتوں کو جب حیض کی حالت لاحق ہوتی تھی تو ان کو حکم دیا جاتا تھا وہ روزہ کی قضاء کریں اور نماز کی قضاء نہ کریں۔

اور یہ وجہ بھی ہے کہ عورتوں کے لیے روزہ رکھنے میں کوئی حرج نہیں اس لیے کہ روزہ سال میں صرف ایک ماہ ہوتا ہے۔ اور دس روزوں کو متفرق طور پر قضاء کر لینا کوئی دشوار نہیں۔ اگر ایک ماہ بھی ہو جیسا کہ نفاس کی صورت میں ہو سکتا ہے تو پھر بھی سال بھر میں آسانی سے ادا ہو سکتے ہیں۔ لیکن اگر نماز کی قضاء لازم ہو تو پھر یقیناً عورتیں حرج میں مبتلا ہو سکتی ہیں۔ وقتی نمازیں بھی پڑھنی اور پھر قضاء بھی اور اس کے علاوہ دیگر امور ضروریہ انجام دینے پڑتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق دین میں اللہ تعالیٰ نے حرج مرفوع قرار دیا ہے۔ جیسا کہ

وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ (الحج آیت ۷۸)

اور تمہارے اوپر دین کے معاملہ میں حرج (تنگی) اللہ تعالیٰ نے نہیں رکھی۔

مسئلہ حیض۔ نفاس والی عورت روزہ قضاء کریگی اور نماز کی قضاء نہیں کریگی۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رض سے ایک عورت نے دریافت کیا ہم اپنے حیض کے دنوں کی نمازیں قضاء کریں تو ام المؤمنین رض نے کہا کیا تم خارجیہ ہو (خارجی فرقہ کے لوگ ایسا فتویٰ دیتے ہیں کہ عورت حیض کے دنوں کی نماز قضاء کرے۔ خارجی ایک گمراہ فرقہ ہے) ام المؤمنین رض نے کہا حضور علیہ السلام کے زمانہ میں

قَدْ کَانَتْ اِحْدٰنَا تَحِیْضُ فَلَا نُؤْمَرُ بِقَضَاءٍ (ترمذی ص۴۵)

جب ہم میں سے کسی عورت کو حیض آتا تو اسے نماز قضاء کرنے کا حکم نہیں دیا جاتا تھا۔

امام ترمذیؒ فرماتے ہیں "اس بارے میں فقہائے کرام کا اتفاق ہے۔ کسی کا بھی اس میں اختلاف نہیں کہ حیض والی عورت صرف روزے کی قضاء کرے گی۔ نماز کی نہیں۔"

مسئلہ حیض والی عورت خاوند کے ساتھ ایک برتن میں کھا پی سکتی ہے۔ اور ایک بستر پہ لیٹ سکتی ہے۔ البتہ گھٹنے کے مقام سے ناف تک ہاتھ لگانا یا اس حصہ کو برہنہ کرنا جائز نہیں ہے۔

۱۔ عَنْ عَائِشَۃَ رضی اللہ عنہا کُنْتُ اَشْرَبُ فِی الْاِنَاءِ وَاَنَا حَائِضٌ فَیَاْخُذُہُ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم فَیَضَعُ فَاہُ عَلٰی مَوْضِعِ فِیَّ فَیَشْرَبُ (مسلم ص۱۴۳ ج۱، مصنف عبدالرزاق ص۱۰۸ ج۱)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جس برتن میں میں پیتی تھی حیض کی حالت میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس برتن کو لے کر اسی مقام پہ دہن مبارک رکھ کر پیتے تھے۔ جس مقام سے میں نے منہ لگایا ہوتا تھا۔

۲۔ عَنْ عَائِشَۃَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا حِضْتُ یَاْمُرُنِیْ اَنْ اَتَّزِرَ ثُمَّ یُبَاشِرُنِیْ (بخاری ص۴۴ ج۱، مسلم ص۱۴۲ ج۱، ترمذی ص۴۶)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں جب مجھے حیض کی حالت لاحق ہوتی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھے حکم دیتے تھے کہ میں تہبند باندھ لوں۔ پھر ایک ہی جگہ ہم لیٹ جاتے تھے۔

مسئلہ حیض کی حالت میں عورت مسجد میں داخل نہیں ہو سکتی۔ البتہ ہاتھ بڑھا کر مسجد سے کسی چیز کو لینا ہو تو لے سکتی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا مصلے (جائے نماز) کو پکڑا دو ام المومنین رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ میں تو حیض کی حالت میں ہوں۔ تو آپ نے فرمایا۔

اِنَّ حَیْضَتَکِ لَیْسَتْ فِیْ یَدِکِ (مسلم ص۱۴۳ ج۱، ترمذی ص۴۶)

کہ حیض تمہارے ہاتھ میں تو نہیں ہے۔

مسئلہ جنبی، حیض اور نفاس والی کا مسجد میں داخل ہونا ناجائز ہے۔ (ہدایہ ص۲۶ ج۱، شرح نقایہ ص۲۶ ج۱)

عَنْ عَائِشَۃَ رضی اللہ عنہا تَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فَاِنِّیْ لَا اُحِلُّ

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں حلال نہیں سمجھتا حیض والی

الْمَسْجِدَ لِحَائِضٍ وَلَا جُنُبٍ (ابوداؤد ج۱ ص۳۰، ابن ماجہ ص۴۷، نصب الرایہ ج۱ ص۱۹۴، تلخیص الحبیر ج۱ ص۱۴۰، نیل الاوطار ج۱ ص۲۵)

عورت کے لیے اور جنابت والے کے لیے مسجد میں داخل ہونا۔"

مسئلہ حیض اور نفاس والی عورت بیت اللہ شریف کا طواف بھی نہیں کر سکتی (ہدایہ ج۱ ص۴۶، شرح نقایہ ج۱ ص۴۶)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ لَا تَطُوْفِيْ بِالْبَيْتِ حَتّٰى تَطْهُرِيْ (بخاری ج۱ ص۴۴، مسلم ج۱ ص۳۸۹)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم حیض کی حالت میں بیت اللہ کا طواف نہ کرو۔ جب تک کہ تم پاک نہ ہو جاؤ۔"

مسئلہ جنبی اور حیض نفاس والی عورت قرآن کریم کی تلاوت بھی نہیں کر سکتی (ہدایہ ج۱ ص۴۶، شرح نقایہ ج۱ ص۴۷)

۱۔ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقْرِئُنَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى كُلِّ حَالٍ مَا لَمْ يَكُنْ جُنُبًا۔ (ترمذی ص۴۸)

حضرت علی رض کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں کو ہر حال میں قرآن پاک پڑھنے کی اجازت دیتے تھے۔ جب تک کہ کوئی شخص جنابت کی حالت میں نہ ہو۔

۲۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقْرَءُ الْحَائِضُ وَلَا الْجُنُبُ شَيْئًا مِّنَ الْقُرْاٰنِ (ترمذی ص۳۵، دار قطنی ج۱ ص۱۱۷)

حضرت عبداللہ بن عمر رض سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنابت والا اور حیض والی قرآن پاک نہ پڑھیں۔

مسئلہ جنبی۔ حیض۔ نفاس والی۔ محدث (بے وضو شخص) کے لیے مصحف (قرآن پاک) کو ہاتھ لگانا جائز نہیں اِلّا یہ کہ منفصل کپڑے سے پکڑے تو پھر جائز ہوگا۔ قرآن کریم میں ہے۔

۱۔ لَا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ﴿۷۹﴾ (واقعہ پ۲۷)

کہ قرآن پاک کو ہاتھ نہ لگائیں مگر پاک لوگ۔

اس آیت مبارکہ سے یہی متبادر ہے۔

۲۔ عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهٗ لَا تَمَسُّ الْقُرْاٰنَ اِلَّا وَاَنْتَ عَلٰى طُهْرٍ (دار قطنی ج۱ ص۱۲۲، مستدرک حاکم ج۳ ص۴۸۵)

حکیم بن حزام رض سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نہ ہاتھ لگاؤ قرآن کو مگر ایسی حالت میں کہ تم پاک ہو۔

٣- عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیہ وسلم قَالَ لَا تَمَسُّ الْقُرْاٰنَ اِلَّا طَاهِرٌ (مجمع الزوائد ص۲۷۶ ج۱، بحوالہ طبرانی)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن پاک کو ہاتھ نہ لگائے مگر وہ جو پاک ہو۔

مسئلہ اور اس حالت (حیض و نفاس) میں بیوی خاوند بھی آپس میں زن شوئی کا تعلق قائم نہیں رکھ سکتے۔ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ (بقرہ)

نفاس

نفاس وہ خون ہوتا ہے۔ جو عورت کی زچگی کے بعد جاری ہوتا ہے۔ اس خون کے اقل ایام متعین نہیں ہیں کبھی جلدی بند ہو جاتا ہے کبھی دیر سے لیکن اس کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس ۴۰ دن تک ہو سکتی ہے، اس سے زیادہ نہیں۔ اگر اس کے بعد بھی خون آئے تو وہ نفاس نہیں ہوگا بلکہ بیماری اور استحاضہ کا خون ہوگا۔ (ہدایہ ص۴۷ ج۱، شرح نقایہ ص۴۸ ج۱)

١- عَنْ اُمِّ سَلَمَةَؓ قَالَتْ كَانَتِ النُّفَسَاءُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیہ وسلم تَقْعُدُ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا اَوْ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً (ترمذی ص۲۸، مستدرک حاکم ص۱۷۵ ج۱، ابوداؤد ص۴۲ ج۱، بیہقی ص۳۴۱ ج۱)

ام المومنین حضرت ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ نفاس والی عورتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بیٹھتی تھیں چالیس دن تک۔

٢- عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ وَقَّتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیہ وسلم لِلنُّفَسَاءِ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا (مجمع الزوائد ص۲۸۱ ج۱ بحوالہ طبرانی)

حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نفاس والی عورتوں کے لیے زیادہ سے زیادہ مدت نفاس چالیس دن مقرر فرمائی ہے۔

اکثر فقہائے کرام کا یہی مسلک ہے۔ اور امام شافعیؒ اور امام اوزاعیؒ کے نزدیک یہ مدت ساٹھ دن یعنی دو ماہ تک بھی ہو سکتی ہے۔

مسئلہ نفاس والی عورت حیض والی کی طرح صرف روزہ قضاء کرے گی نماز قضاء نہیں کرے گی۔ (در مختار ص۵۲ ج۱)

لَا يَأْمُرُهَا النَّبِيُّ صلی اللّٰه علیہ وسلم بِقَضَاءِ صَلٰوةِ النِّفَاسِ۔ (مستدرک حاکم ص۱۷۵ ج۱)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نفاس والی عورتوں کو نفاس کی حالت کی نمازوں کے قضاء کرنے کا حکم نہیں دیتے تھے۔

استحاضہ

تیسرا خون استحاضہ ہے۔ یہ در اصل رحم کے اندر کسی باریک رگ کے پھٹ جانے

سے جاری ہوتا ہے ۔ اور اکثر مسلسل ہوتا ہے ۔ اور کبھی وقفہ کے ساتھ بھی ہوتا ہے ۔

استحاضہ والی عورت جس کے ایام معلوم ہوں اس کا معاملہ تو آسان ہے کہ وہ ان ایام میں توقف کریگی پھر غسل کر کے نمازیں وغیرہ پڑھتی رہے گی ۔ لیکن جو عورت بالغ ہوتے ہی استحاضہ میں مبتلا ہو جائے یا بعد میں استحاضہ میں مبتلا ہو ۔ اور اس کے ایام حیض گم ہو جائیں یعنی معلوم نہ ہو کہ حیض کے دن کون سے ہیں اور طہر کے دن کون سے ۔ جن عورتوں میں حیض کی بے قاعدگی ہوتی ہے ان میں اس قسم کے عوارض پیدا ہو جاتے ہیں ۔ اس لیے احادیث میں استحاضہ کے بارے میں تین قسم کے احکام ملتے ہیں ۔

(۱) معلوم الایام عورت ایک دفعہ غسل کرے گی اور پھر ہر وقتِ نماز کے لیے جدید وضوء کر کے نماز ادا کرے گی ۔

۱۔ حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مبتلائے استحاضہ تھی ۔ ام المومنین ام سلمہؓ نے اس کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فتویٰ طلب کیا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا وہ عورت دیکھ لے ان ایام و لیالی کو ۔ جن میں اسے حیض آتا تھا ہر مہینہ میں اس عارضہ کے لاحق ہونے سے پہلے ۔ تو اتنے دنوں ___ ہر مہینہ میں نماز ترک کر دے پھر غسل کرے (اور خون اگر بہتا ہو تو) لنگوٹ باندھ لے اور پھر نماز پڑھتی رہے ۔

(موطا امام مالک ص۲۴ ، ابوداؤد ص ۳۶ ج۱ ، نسائی ص ۶۵ ج۱ ، دارمی ص ۱۶۵ ج۱)

۲۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مستحاضہ عورت کے بارے میں فرمایا کہ

تَدَعُ الصَّلٰوۃَ اَیَّامَ اَقْرَائِہَا الَّتِیْ کَانَتْ تَحِیْضُ فِیْہَا ثُمَّ تَغْتَسِلُ وَتَتَوَضَّأُ عِنْدَ کُلِّ صَلٰوۃٍ وَتَصُوْمُ وَتُصَلِّیْ ۔

وہ ان ایام میں جن میں اسے حیض آتا تھا نماز ترک کر دے پھر ایک دفعہ غسل کرے اور ہر نماز کے وقت وضوء کرے اور روزہ رکھے اور نماز پڑھے ۔

(ترمذی ص۲۴ ، ابوداؤد ص ۳۷ ج۱)

۳۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مستحاضہ عورت کے بارے میں پوچھا گیا کہ وہ کیا کرے تو آپ نے فرمایا :

تَدَعُ الصَّلٰوۃَ اَیَّامَ اَقْرَائِہَا ثُمَّ تَغْتَسِلُ غُسْلًا وَّاحِدًا ثُمَّ تَتَوَضَّأُ

ایسی عورت اپنے مقررہ ایام حیض میں نماز ترک کر دے پھر ایک دفعہ غسل کرے اور پھر ہر نماز کے

عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ (كنز العمال ص۲۴۴ ج۹ و آثار السنن ص۲۹ ج۱) وقت وضو کرے۔

بحوالہ صحیح ابن حبان۔ اسنادہ صحیح)

مسئلہ استحاضہ والی۔ سلسل البول۔ رعاف (نکسیر) زخم بہنے والا۔ ریح البواسیر والے اور ایسے تمام معذور لوگ ہر نماز کے وقت تازہ وضو کریں۔ فرض۔ نفل قضاء وغیرہ سب نمازیں ادا کریں۔ اور پھر دوسری نماز کے وقت پھر نیا وضو کریں (ہدایہ ص۲۹ ج۱، شرح نقایہ ص۲۹ ج۱، کبیری ص۱۳۲)

مسئلہ معذور افراد کے لیے کپڑا دھونا فرض نہیں۔ (کبیری ص۱۳۵)

۱۔ اَنَّ مِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ دَخَلَ رَجُلٌ عَلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ مِنَ اللَّيْلَةِ الَّتِيْ طُعِنَ فِيْهَا فَاَيْقَظَ عُمَرَ لِصَلٰوةِ الصُّبْحِ فَقَالَ عُمَرُ نَعَمْ وَلَا حَظَّ فِي الْاِسْلَامِ لِمَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ فَصَلّٰى عُمَرُ رضی اللہ عنہ وَجُرْحُهٗ يَثْعَبُ دَمًا (موطا امام مالک ص۴۳ مصنف عبدالرزاق ص۱۵۱ ج۱)	حضرت مسور بن مخرمہؓ کہتے ہیں کہ جس رات امیر المومنین حضرت عمرؓ بن الخطاب کو زخمی کیا گیا تھا تو ایک شخص (وہ حضرت ابن عباسؓ تھے) ان کے پاس آئے اور صبح کی نماز کے لیے ان کو بیدار کیا (ان پر غنودگی طاری تھی) تو حضرت عمرؓ نے کہا کہ ہاں بھائی (نماز تو ضرور پڑھنی چاہیے) اور اس شخص کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں جس نے نماز ترک کردی۔ پھر حضرت عمرؓ نے نماز پڑھی اور ان کے زخم سے خون بہ رہا تھا۔

(۲) مسلسل خون جاری ہو۔ اور ایام حیض بھی معلوم نہ ہوں۔ تو ایسی عورت ہر ایک نماز کے لیے غسل کرے بربنائے احتیاط۔

(۳) وقفہ وقفہ سے خون جاری ہوتا ہو۔ اور ایام بھی معلوم نہ ہوں۔

ایسی عورت ظہر عصر ایک غسل سے اور مغرب عشاء ایک غسل سے اور صبح کے لیے الگ غسل کرکے نمازیں ادا کرے گی جیسا کہ حضرت حمنہ بنت جحشؓ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

فَاِنْ قَوِيْتِ عَلٰى اَنْ تُؤَخِّرِي الظُّهْرَ وَ تُعَجِّلِي الْعَصْرَ ثُمَّ تَغْتَسِلِيْنَ حِيْنَ تَطْهُرِيْنَ وَتُصَلِّيْنَ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيْعًا ثُمَّ تُؤَخِّرِيْنَ الْمَغْرِبَ وَتُعَجِّلِيْنَ	کہ اگر تم سے ہوسکے تو ظہر کی نماز کو مؤخر کرو اور عصر کی نماز کو جلدی کرو۔ اور جب تم پاک ہو تو دونوں نمازوں کے لیے ایک غسل کرو۔ اور ان کو ادا کرو۔ اور مغرب عشاء کو اسی طرح ایک غسل سے پڑھو۔ اور صبح کی نماز

الْعِشَاءَ ثُمَّ تَغْتَسِلِيْنَ وَتَجْمَعِيْنَ بَيْنَ الصَّلٰوتَيْنِ فَافْعَلِيْ وَتَغْتَسِلِيْنَ مَعَ الْفَجْرِ وَتُصَلِّيْنَ وَكَذٰلِكَ فَافْعَلِيْ وَصُوْمِيْ۔ (ترمذی ص۴۵، مصنف عبدالرزاق ص۳۰۶ ج۱)

کے لیے الگ غسل کرو اور نماز پڑھو اور روزہ رکھو۔

مسئلہ | استحاضہ والی عورت کا حکم وہ نہیں جو حیض اور نفاس والی کا ہے۔ یہ نماز پڑھ سکتی ہے۔ قرآن پاک کو چھو سکتی ہے مسجد میں داخل ہو سکتی ہے۔ روزہ رکھ سکتی ہے۔ اور خاوند کے ساتھ مباشرت بھی کر سکتی ہے (یہ ایک قسم کی بیماری ہے)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے۔ کہ فاطمہ بنت ابی حبیشؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا حضرت! میں ایک ایسی عورت ہوں کہ استحاضہ میں مبتلا ہوں اور کبھی میں پاک نہیں ہوتی۔ ہر وقت خون جاری رہتا ہے۔ تو کیا میں نماز ترک کر دوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں۔

اِنَّمَا ذٰلِكِ عِرْقٌ وَلَيْسَ بِالْحَيْضَةِ فَاِذَا اَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَاتْرُكِي الصَّلٰوةَ فَاِذَا ذَهَبَ قَدْرُهَا فَاغْسِلِيْ عَنْكِ الدَّمَ (بخاری ص۴۴ ج۱، مسلم ص۱۵۱ ج۱)

یہ کسی رگ کے پھٹ جانے سے خون بہتا ہے اور یہ حیض نہیں۔ جب تمہارے حیض کے دن آئیں تو نماز ترک کرو جب وہ دن چلے جائیں تو غسل کرو اور پھر نماز پڑھو۔

تطہیر انجاس

(یعنی نجاستوں سے طہارت حاصل کرنے کے احکام)

طہارت حاصل کرنی ضروری ہے

اِنَّ حُكْمَ الطَّهَارَةِ اِبَاحَةُ الصَّلٰوةِ وَمَا يُشَاكِلُهَا

کیونکہ طہارت کے بغیر نماز یا نماز جیسی عبادتیں نہیں ادا کی جا سکتیں۔

خبث کا نجاست حقیقیہ اور حدث کا نجاست حکمیہ پر اطلاق کیا جاتا ہے۔ اور انجاس کا اطلاق

دونوں پر ہوتا ہے۔

طہارت عبادت کے لیے موقوف علیہ کا درجہ رکھتی ہے۔ لہذا مسلمان کے لیے بدن۔ لباس مکان وغیرہ کی تطہیر ضروری ہے۔

مسئلہ بدن یا کپڑے پر نجاست لگ جائے تو اس کا دھونا ضروری ہے (ہدایہ ص۴۲ ج۱)

وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ﴿۴﴾ (المدثر پ۲۹) — اور اپنے کپڑوں کو پاک کرو

تَحُتُّهُ، ثُمَّ تَقْرُصُهُ بِالْمَاءِ ثُمَّ تَنْضَحُهُ — پہلے اس کو کسی چیز سے کھرچ دو۔ پھر اس کو

ثُمَّ تُصَلِّي فِيهِ (مسلم ص۱۴۰ ج۱، ابوداؤد ص۵۲ ج۱) — پانی کے ساتھ مل کر دھو اور پھر اس میں نماز پڑھو۔

نجاست کی مختلف قسمیں ہیں اور ہر ایک کا الگ الگ حکم ہے۔

(۱) نجاست حقیقیہ مرئی جو جسم اور جرم والی نجاست ہوتی ہے۔ جیسا گوبر پاخانہ وغیرہ۔

(۲) نجاست حقیقیہ غیر مرئی جیسا پیشاب وغیرہ

(۳) اور نجاست حکمیہ جیسا حیض۔ نفاس اور جنابت ہوتی ہے۔

حدث اصغر یعنی بے وضو ہونا اور حدث اکبر جنابت والا ہونا۔

نجاست غلیظہ جیسا دم مسفوح۔ خمر (شراب) بول وبراز۔ کتے کا پاخانہ۔ درندوں جانوروں کا پاخانہ اور ان کا لعاب دھن۔ مرغی۔ بطخ اور مرغابی کی بیٹ اور سبیلین سے خارج ہونے والی ہر وہ چیز جس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ وہ سب نجاست غلیظہ میں داخل ہیں (شرح نقایہ ص۴۵ ج۱)

مسئلہ نجاست غلیظہ کا حکم یہ ہے کہ اگر ایک درہم سے کم ہو تو معاف ہے۔ اور اگر درہم یا اس سے زیادہ ہو تو اس کو دھونے کے بغیر نماز جائز نہیں (جامع صغیر ص۹، ہدایہ ص۴۵ ج۱، شرح نقایہ ص۴۵ ج۱)

۱۔ عَنْ قَتَادَةَ كَانَ يَقُولُ مَوْضِعُ الدِّرْهَمِ فَاحِشٌ (مصنف عبدالرزاق ص۳۷۵ ج۱) — حضرت قتادہؒ کہتے تھے ایک درہم کے برابر اگر نجاست ہو تو وہ فاحش ہے۔

۲۔ عَنْ حَمَّادٍ قَالَ إِذَا كَانَ مَوْضِعُ الدِّرْهَمِ فِي ثَوْبِكَ فَأَعِدِ الصَّلٰوةَ (مصنف عبدالرزاق ص۳۷۵ ج۱) — حضرت حمادؒ کہتے ہیں کہ اگر ایک درہم کی مقدار تیرے کپڑے پر لگی ہو تو اگر نماز پڑھ لی ہے تو اس کا اعادہ کرو۔

نجاست خفیفہ۔ بول فرس۔ بول مایوکل لحمہ یعنی گھوڑے کا پیشاب اور ان جانوروں کا پیشاب جن کا

گوشت کھایا جاتا ہے (بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ) اور ان پرندوں کی بیٹیں جن کا گوشت نہیں کھایا جاتا
(ہدایہ ص۴۶ ج۱، شرح نقایہ ص۴۴ ج۱)

مسئلہ نجاست خفیفہ کا حکم یہ ہے کہ ربع ثوب — (یعنی تہ بند، آستین وغیرہ کا چوتھا حصہ) یا ربع بدن (یعنی بازو وغیرہ کا چوتھا حصہ) سے کم پر معاف ہے اگر اس سے زیادہ ہو تو اس کا دھونا ضروری ہوتا ہے۔
(جامع صغیر ص۹، ہدایہ ص۴۵ ج۱، شرح نقایہ ص۴۴ ج۱)

مسئلہ گوبر، لید، مینگنیاں وغیرہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک نجاست غلیظہ اور صاحبینؒ کے نزدیک نجاست خفیفہ میں داخل ہیں (جامع صغیر ص۹ ہدایہ ص۴۵ ج۱، شرح نقایہ ص۴۳ ج۱)

مسئلہ ایسے پرندوں کی بیٹیں جن کا گوشت کھایا جاتا ہے۔ پاک ہیں۔ مگر مرغی کی بیٹیں، بول، براز اور خون کی طرح نجاست غلیظہ ہے (شرح نقایہ ص۴۵ ج۱)

عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ قَالَ كُنَّا مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ اِذْ وَقَعَ عَلَيْهِ خُرْءُ عُصْفُوْرٍ فَقَالَ هٰكَذَا بِيَدِهٖ نَفَضَهٗ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۷ ج۱)

حضرت ابوعثمانؓ کہتے ہیں کہ ہم حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے ساتھ تھے۔ اچانک ایک پرندے کی بیٹ ان پر گری تو انہوں نے ہاتھ سے اس کو جھٹک دیا۔

مسئلہ شراب بھی نجاست غلیظ ہے۔ (شرح نقایہ ص۴۵ ج۱)

۱۔ عَنِ الْحَسَنِ اَلْقَیْءُ وَالْخَمْرُ وَالدَّمُ بِمَنْزِلَةٍ یَعْنِیْ فِی الثَّوْبِ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۹۳ ج۱)

حضرت حسن بصریؒ نے کہا ہے کہ قے۔ شراب اور خون سب ناپاک ہیں۔

۲۔ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ اِذَا اَصَابَ ثَوْبَكَ خَمْرٌ فَاغْسِلْهُ هُوَ اَشَدُّ مِنَ الدَّمِ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۹۳ ج۱)

حضرت مجاہدؒ نے کہا ہے کہ اگر تمہارے کپڑے پر شراب لگ جائے تو اس کو دھو دو یہ خون سے زیادہ شدید ہے۔

۳۔ عَنِ الْحَسَنِ فِی الْجُبِّ یُقْطَرُ فِیْهِ مِنَ الْخَمْرِ وَالدَّمِ قَالَ یُهْرَاقُ۔
(ابن ابی شیبہ ص۱۹۶ ج۱)

حضرت حسن بصریؒ نے کہا ہے اگر مٹکے میں شراب یا خون کے قطرے گر جائیں تو اس کو بہا دو۔

مسئلہ بول کی باریک چھینٹیں سوئی کے سرے کے برابر معاف ہیں۔
(جامع صغیر ص۱۰ ہدایہ ص۴۵ ج۱ شرح نقایہ ص۴۶ ج۱)

مسئلہ مادہ منویہ اگر رقیق (پتلا) ہو تو اس کا دھونا بدن اور کپڑے سے ضروری ہے۔ اور اگر مادہ غلیظ (گاڑھا) ہو اور خشک ہو جائے تو اس کو کھرچ دینے سے بدن اور کپڑا پاک ہو جاتا ہے۔ بغیر دھونے کے۔ (ہدایہ ص۴۲ ج۱، شرح نقایہ ص۴۲ ج۱)

۱۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَفْرُكُ الْمَنِيَّ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا كَانَ يَابِسًا وَاَغْسِلُهٗ اِذَا كَانَ رَطْبًا (دار قطنی ص۱۲۵ ج۱)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رض کہتی ہیں کہ میں جب منی خشک ہوتی تھی تو اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے کھرچ دیتی تھی اور جب تر ہوتی تھی تو میں اس کو دھوتی تھی۔

۲۔ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اِنْ كَانَ رَطْبًا فَاغْسِلْهُ وَاِنْ كَانَ يَابِسًا فَاحْكُكْهُ وَاِنْ خَفِيَ عَلَيْكَ فَارْشُشْهُ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۸۵ ج۱)

حضرت عمر رض نے فرمایا کہ اگر منی تر ہو تو اس کو دھو ڈالو۔ اور اگر خشک ہو تو اس کو کھرچ ڈالو۔ اور اگر اس کا مقام تم پر مخفی ہو جائے تو پھر ہلکا سا کپڑے کو دھو ڈالو۔

مسئلہ مرئی (دکھائی دینے والی) نجاست سے پاکی اس کا عین زائل کر دینے سے ہوتی ہے۔ پانی سے ہو یا ہر ایسی چیز سے جو مائع (سیال) طاہر اور مزیل ہو۔ یعنی نجاست وغیرہ کو زائل کرنے والی ہو۔ مثلاً سرکہ۔ عرق گلاب۔ پٹرول مٹی کا تیل (روغن گیاس) وغیرہ جو نچوڑنے سے نچڑ جاتے اور تیل دودھ اور پھلوں کا عصر (نچوڑ) نہ ہو۔ جن میں چکناہٹ ہوتی ہے (ہدایہ ص۴۲ ج۱، شرح نقایہ ص۴۲ ج۱)

اور غیر مرئی نجاست سے تین مرتبہ دھو کر نچوڑ دینے سے پاک ہو جائے گا۔ اگر نچوڑنا ممکن ہو۔ اور اگر ممکن نہ ہو تو پھر تین مرتبہ دھو کر چھوڑ دیا جائے۔ یہاں تک کہ پانی کا تقاطر بند ہو جائے۔ تو وہ چیز پاک ہو جائے گی۔ جیسا کہ بڑی بڑی دریاں۔ قالینیں وغیرہ ہوتی ہیں (ہدایہ ص۴۲ شرح نقایہ ص۴۲ ج۱)

مسئلہ موزہ جرم (جسم) والی نجاست مثلاً گوبر، لید، پاخانہ، خون، منی وغیرہ کے خشک ہونے پہ اس موزہ کو زمین پر مل دینے (دلک) سے پاک ہو جاتا ہے۔ (جامع صغیر ص۹ ہدایہ ص۴۲ ج۱ شرح نقایہ ص۴۲ ج۱)

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَاِنْ رَاٰى فِيْ نَعْلَيْهِ قَذَرًا اَوْ اَذًى

حضرت ابو سعید خدری رض سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی شخص اپنے جوتوں میں کوئی گندگی اور نجاست (جرم والی) دیکھے تو اس کو

فَلْيَمْسَحْهُ (ابوداؤد ص۹۵ ج۱) پونچھ دے وہ پاک ہو جائے گی۔ (لیکن اگر رقیق نجاست ہو جو اندر جذب ہو جاتی ہے اس کو جب تک پانی سے صاف نہ کیا جائے وہ پاک نہیں ہوتی)

مسئلہ آئینہ۔ تلوار۔ چھری۔ چاقو وغیرہ پر اگر نجاست لگ جائے تو ان کو پونچھ دینے سے یہ چیزیں پاک ہو جاتی ہیں (ہدایہ ص۲۴ ج۱، شرح نقایہ ص۴۳ ج۱)

مسئلہ زمین پر نجاست لگ جانے سے جب زمین خشک ہو جاتی ہے تو وہ پاک ہو جاتی ہے۔ البتہ اس پر تیمم کرنا جائز نہیں (ہدایہ ص۲۴ ج۱، شرح نقایہ ص۴۳ ج۱)

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ اِذَا جَفَّتِ الْاَرْضُ فَقَدْ زَكَتْ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۵۸ ج۱)
عَنْ اَبِىْ قِلَابَةَ قَالَ اِذَا جَفَّتِ الْاَرْضُ فَقَدْ زَكَتْ (ایضًا)

حضرت امام محمد بن الحنفیہؒ اور حضرت ابی قلابہؒ نے کہا ہے کہ زمین جب خشک ہو جائے تو وہ پاک ہو جاتی ہے۔

مسئلہ جو نجاست دوسری جنس میں تبدیل ہو جائے مثلاً گدھا نمک کی کان میں پڑ جانے سے نمک بن جائے یا گوبر وغیرہ آگ جلانے سے راکھ بن جائے تو پاک ہو جاتا ہے (احکام القرآن للجصاصؒ ص۲۱۲ ج۳، شرح نقایہ ص۴۶ ج۱، شرح وقایہ ص۱۲۴ ج۱)

مسئلہ جن چیزوں میں خون سرایت نہیں کرتا مرنے سے وہ نجس نہیں ہوتیں جیسے۔ بال، پر، سینگ کھر اور ہڈی وغیرہ جب تک کہ اس ہڈی میں دسومت نہ ہو (ہدایہ ص۱۹ ج۱، شرح نقایہ ص۲ ج۱)

۱۔ عَنْ عُمَرَ قَالَ لَيْسَ لِصُوْفِ الْمَيْتَةِ ذَكَاةٌ اغْسِلْهُ فَانْتَفِعْ بِهٖ (مصنف عبدالرزاق ص۶۶ ج۱)

حضرت عمرؓ نے کہا کہ مردار کی اون ناپاک نہیں ہوتی اس کو دھو کر اس سے فائدہ اٹھاؤ۔

۲۔ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ الصُّوْفُ وَالْمِرْعِزُ وَالْجُزُّ وَالشَّلُّ لَا بَأْسَ بِهٖ وَبِنَتْفِ الْمَيْتَةِ۔ (مصنف عبدالرزاق ص۶۶ ج۱)

امام ابن سیرینؒ کہتے ہیں۔ اون (صوف) اور چھوٹی روئیں جو بکری کے بالوں کے نیچے ہوتے ہیں۔ (المرعز والمرعزی) اور روئیں دار چھوٹے بال (زغب) اور بھیڑ کے بال (الجز) اون الگ یا بالوں اور پشم

کے ساتھ مل ہوئی (الشامی) اس کو استعمال کرنے
میں کوئی حرج نہیں اور اسی طرح مردار پرندے
کے پر بھی پاک ہیں۔

مسئلہ عصب (پٹھے) میں اگر دسومت یا گوشت لگا ہوا ہو تو نجس ہے ورنہ پاک ہے۔

(شرح نقایہ ص ۲۰ ج ۱، شرح وقایہ ص ۸۴ ج ۱)

مسئلہ نافہ مشک پاک ہوتا ہے۔ اور کستوری کا کھانا بھی حلال ہے

(نور الایضاح ص ۵۵، شرح نقایہ ص ۴۶ ج ۱، شرح وقایہ ص ۸۴ ج ۱)

مسئلہ موزہ پر اگر جرم (جسم) والی نجاست لگ جائے تو اس کو زمین پر رگڑنے (دلک) سے پاک ہو جاتا ہے۔

لیکن اگر غیر ذی جرم نجاست اس پر لگی ہے تو اس کا دھونا ضروری ہے۔

(ہدایہ ص ۴۳ ج ۱، شرح نقایہ ص ۴۳ ج ۱)

كتاب الصلوٰة

اَوقاتِ نماز

نماز کے اوقات کا پہچاننا بھی ایک مؤمن کے لیے ضروری ہے۔

(۱) ایک تو یہ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "نماز کو اللہ تعالیٰ نے بقید وقت فرض قرار دیا ہے۔"

(۲) اور دوسری بات یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

اِنَّ لِلصَّلٰوۃِ اَوَّلًا وَّاٰخِرًا (ترمذی ص۲۹ مسند احمد ج۲ ص۲۳۲) نماز کے وقت کی ابتداء اور انتہاء ہے اس کو جاننا بھی ضروری ہے

(۳) اور یہ بھی افضل الاعمال اور احب الاعمال اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز کو اس وقت پر ادا کرنا ہے

اَلصَّلٰوۃُ لِوَقْتِہَا (مسلم ج۱ ص۶۲) اَلصَّلٰوۃُ عَلٰی وَقْتِہَا (بخاری ج۱ ص۷۶)

(۴) اور تعیین اوقات کے سلسلہ میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کو نازل فرما کر اہتمام کے ساتھ اوقات کی تعیین بتلائی گئی اور آخر میں یہ فرمایا۔

هٰذَا وَقْتُ الْاَنْبِیَاءِ مِنْ قَبْلِكَ وَالْوَقْتُ فِیْمَا بَیْنَ هٰذَیْنِ الْوَقْتَیْنِ (ترمذی ص۲۹، ابوداؤد ج۱ ص۵۶)

یہ وقت گذشتہ انبیاء علیہم السلام کے تھے اور آپ اور آپ کی امت کے لیے اوقاتِ نماز ان دونوں کے درمیان ہے۔

(۵) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوقات مکروہہ میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ اوقات میں مستحب مباح اور مکروہ سب قسم کے اوقات ہیں اور ان کے علاوہ متبرک اوقات بھی ہیں۔ جن میں نماز و دعا زیادہ قبول ہوتی ہے۔ اور کبھی نماز میں تعجیل کی ضرورت ہوتی ہے اور کبھی تاخیر کی۔ اس لیے مؤمن کی شان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بیان فرمائی ہے۔

اِنَّ خِیَارَ عِبَادِ اللّٰهِ الَّذِیْنَ یُرَاعُوْنَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالْاَهِلَّةَ وَالنُّجُوْمَ وَالْاَظِلَّةَ لِذِكْرِ اللّٰهِ (حصن حصین ص۳۲)

بے شک اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ اور اچھے بندے وہ ہیں جو آفتاب و ماہتاب چاند اور ستاروں اور سایوں کی حفاظت و نگرانی کرتے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ذکر کیلیے (نماز۔ روزہ اور عبادات کے اوقات معلوم کرنے کیلیے)

اس لیے اوقات نماز کی شناخت اور پھر ان کی حفاظت از بس ضروری ہے۔ اور نماز کے شرائط میں یہ بھی داخل ہے۔ جیسا کہ آگے آ رہا ہے کہ فرائض وقت کے بغیر نہیں ادا ہو سکتے۔ وقت ایسے بھی بڑی قیمتی چیز ہے۔

اَلْوَقْتُ سَيْفٌ قَاطِعٌ (امام شافعیؒ) — وقت قاطع تلوار ہے

ع گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں۔

آیات مبارکہ اذکار و عبادات کے لیے بھی قرآن میں وقت کا ذکر موجود ہے۔

(۱) وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ (آل عمران آیت ۴۱ پ ۳) — اور ذکر کرو اپنے رب کا کثرت سے اور تسبیح کرو پچھلے پہر اور صبح کے وقت

(۲) فَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا ۖ وَمِنْ آنَاءِ اللَّيْلِ فَسَبِّحْ وَأَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضَىٰ ﴿١٣٠﴾ (طٰہٰ پ ۱۶) — اور صبر کر ان باتوں پر جو یہ (مخالف لوگ) کہتے ہیں اور اپنے رب کی تسبیح و تحمید بیان کر۔ سورج طلوع ہونے سے پہلے اور غروب ہونے سے پہلے اور رات کی گھڑیوں میں بھی تسبیح کر۔ اور دن کے دونوں اطراف میں تاکہ آپ راضی ہو جائیں۔

(۳) فَسُبْحَانَ اللَّهِ حِينَ تُمْسُونَ وَحِينَ تُصْبِحُونَ ﴿١٧﴾ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَعَشِيًّا وَحِينَ تُظْهِرُونَ ﴿١٨﴾ (الروم پ ۲۱) — پس پاکی اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جس وقت تم شام کرتے ہو اور صبح کرتے ہو۔ اور اسی کے لیے تعریف ہے آسمانوں اور زمین میں اور پچھلے پہر اور جب ظہر کے وقت میں داخل ہوتے ہو۔

(۴) وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِينَ تَقُومُ ﴿٤٨﴾ وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَإِدْبَارَ النُّجُومِ ﴿٤٩﴾ (الطور پ ۲۷) — اور تسبیح بیان کریں اپنے رب کی جب آپ کھڑے ہوتے ہیں اور رات کے وقت ستاروں کے ڈوبنے کے بعد

(۵) فَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوبِ ۝ وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَأَدْبَارَ السُّجُودِ ۔ (قٓ ۴۰ پ ۲۶) — پس صبر کر ان باتوں پر جو یہ لوگ کہتے ہیں اور تسبیح بیان کر اپنے رب کی تعریف کے ساتھ۔ طلوع شمس سے پہلے اور غروب سے پہلے اور رات کے وقت اور نمازوں کے بعد

(وَالْمُرَادُ مِنْ اَدْبَارِ السُّجُوْدِ النَّوَافِلُ اَوِ التَّسْبِيْحُ بَعْدَ الْفَرَائِضِ)

(٦) وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ۭ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ۭ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ﴿١١٤﴾ (ہود پ ۱۲)

اور نماز قائم کر دن کے دونوں طرف اور رات کے حصوں میں۔ بے شک نیکیاں دور کرتی ہیں برائیوں کو یہ نصیحت ہے یاد کرنے والوں کے لیے

احادیث مبارکہ

(۱) ابْنِ مَسْعُوْدٍؓ قَالَ سَاَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ قَالَ الصَّلٰوةُ لِوَقْتِهَا (بخاری ج۱ پ۲، مسلم ج۱ پ۲)

حضرت ابن مسعودؓ کہتے ہیں "میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ کونسا عمل اللہ کے نزدیک زیادہ محبوب ہے۔ آپ نے فرمایا نماز کو اس کے وقت پر پڑھنا۔"

وَقَالَ الْعُلَمَاءُ اِنَّ الصَّلٰوةَ اَفْضَلُ الْعِبَادَاتِ بَعْدَ الشَّهَادَتَيْنِ. كَمَا فِيْ حَدِيْثِ اَلصَّلٰوةُ خَيْرُ مَوْضُوْعٍ اَيْ خَيْرُ عَمَلٍ وَضَعَهُ اللّٰهُ لِعِبَادِهٖ لِيَتَقَرَّبُوْا اِلَيْهِ

اور علماء نے کہا ہے کہ تمام عبادتوں میں افضل شہادتین کے بعد نماز ہے جیسا کہ دوسری حدیث میں ہے نماز بہترین موضوع ہے یعنی بہترین عمل ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے تقرب کے لیے مقرر فرمایا ہے۔

(۲) عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسُ صَلَوٰتٍ اِفْتَرَضَهُنَّ اللّٰهُ تَعَالٰى مَنْ اَحْسَنَ وُضُوْءَهُنَّ وَصَلَّاهُنَّ لِوَقْتِهِنَّ وَاَتَمَّ رُكُوْعَهُنَّ وَخُشُوْعَهُنَّ كَانَ عَلَى اللّٰهِ عَهْدٌ اَنْ يَّغْفِرَ لَهٗ وَمَنْ لَّمْ يَفْعَلْ فَلَيْسَ لَهٗ عَلَى اللّٰهِ عَهْدٌ اِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهٗ وَاِنْ شَاءَ عَذَّبَهٗ

عبادہ بن صامتؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ نمازیں ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو فرض کیا ہے۔ جس نے اچھی طرح وضو کیا اور انکو پڑھا انکے وقت پر اور رکوع و خشوع پوری طرح کیا تو اللہ تعالیٰ کا عہد ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو بخش دے گا۔ اور جس نے ایسا نہ کیا اس کے لیے خدا تعالیٰ کے ہاں کوئی عہد نہیں اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو اس کو بخش دے اور چاہے عذاب دے۔

(مسند احمد ج۵ ص۳۱۵، ابوداؤد ج۱ ص۶۱، موطا امام مالک ص، نسائی ج۱ ص۱۸)

(۳) ابن عباسؓ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم امّني جبرائيل عند البيت مرّتين فصلّى الظهر حين زالت الشمس وكانت قدر الشراك وصلّى بي العصر حين صار ظلّ كلّ شيء مثله وصلّى بي المغرب حين افطر الصائم وصلّى بي العشاء حين غاب الشفق وصلّى بي الفجر حين حرم الطعام والشراب على الصائم فلمّا كان الغد صلّى بي الظهر حين كان ظلّه مثله وصلّى بي العصر حين كان ظلّه مثليه وصلّى بي المغرب حين افطر الصائم وصلّى بي العشاء الى ثلث الليل وصلّى بي الفجر فاسفر ثمّ التفت اليّ فقال يا محمّد هذا وقت الانبياء من قبلك والوقت ما بين هذين الوقتين

(ابوداؤد ص۵۶ ج۱، ترمذی ص۳۸)

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبرائیل علیہ السلام نے مجھے بیت اللہ کے پاس دو دفعہ امامت کرائی۔ چنانچہ ظہر کی نماز پہلی دفعہ اس وقت پڑھی جب سورج ڈھل گیا۔ اور سایہ ایک تسمہ کے برابر تھا۔ اور عصر کی نماز مجھے اس وقت پڑھائی جب ہر چیز کا سایہ اس کی مثل ہو گیا۔ اور مغرب کی نماز اس وقت پڑھائی جب روزہ دار افطار کرتا ہے اور عشاء کی نماز اس وقت پڑھائی جب شفق غائب ہو گیا اور فجر کی نماز جب کھانا پینا روزہ دار پر حرام ہو جاتا ہے اس وقت پڑھائی لیکن جب دوسرا دن ہوا تو ظہر کی نماز مجھے پڑھائی جب سایہ ہر چیز کا اس کی مثل ہو گیا۔ اور عصر جب ہر چیز کا سایہ دو مثل ہو گیا۔ اور مغرب جس وقت روزہ دار افطار کرتا ہے۔ اور عشاء رات کی ایک تہائی گذرنے کے بعد۔ اور فجر پڑھائی خوب روشن کر کے۔ پھر جبرائیل علیہ السلام میری طرف متوجہ ہوئے اور انہوں نے کہا اے محمد یہ وقت انبیاء (علیہم السلام) کا ہے جو آپ سے پہلے گذرے ہیں اور (آپ اور آپ کی امت کے لیے) نمازوں کا وقت ان دونوں (اول و آخر) وقتوں کے درمیان ہے۔

(۴) عبد الله بن عمرؓ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم وقت الظهر اذا زالت الشمس وكان ظلّ الرجل كطوله ما لم يحضر العصر ووقت العصر

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ظہر کا وقت جب سورج ڈھل جائے اور آدمی کا سایہ اس کی مثل ہو جائے جب تک عصر کا وقت نہ آجائے اور عصر کا وقت (مستحب) اس وقت تک ہے جب تک کہ سورج زرد نہ ہو جائے اور مغرب کا وقت

مَا لَمْ تَصْفَرَّ الشَّمْسُ وَوَقْتُ الْمَغْرِبِ مَا لَمْ يَغِبِ الشَّفَقُ وَوَقْتُ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ اِلٰى نِصْفِ اللَّيْلِ الْاَوْسَطِ وَ وَقْتُ صَلٰوةِ الصُّبْحِ مِنْ طُلُوْعِ الْفَجْرِ مَا لَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ فَاِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَاَمْسِكْ عَنِ الصَّلٰوةِ فَاِنَّهَا تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطٰنِ ۔ (مسلم ۲۲۳/۱ج)

جب تک کہ شفق غائب نہ ہو جائے ۔ اور عشاء کا وقت نصف لیل تک ۔ اور صبح کا وقت طلوع فجر سے جب تک سورج طلوع نہ ہو ۔ جب سورج طلوع ہو جائے تو نماز سے رک جاؤ ۔ بے شک سورج شیطان کے سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے

مسئلہ ادائے نماز کے لیے لازمی شرط ہے ۔ کہ نماز کا جو وقت شریعت نے مقرر کیا ہے اس وقت میں ادا کی جائے ۔ وقت سے پہلے جو نماز پڑھی گئی تو وہ قطعاً نہ ہوگی ۔ بعد از وقت قضاء ہوگی نہ کہ ادا

اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا (النساء آیت ۱۰۳)

بے شک نماز ایمان والوں پر متعین اوقات کے ساتھ فرض کی گئی ہے ۔

نماز فجر کا وقت

نماز فجر کا وقت صبح صادق سے لے کر طلوع آفتاب تک ہے ۔
(ہدایہ ص ۲۹، شرح نقایہ ص ۵۱ج، کبیری ص ۲۲۶)

۱۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلصَّلٰوةِ اَوَّلًا وَّاٰخِرًا وَاِنَّ اَوَّلَ وَقْتِ الْفَجْرِ حِيْنَ يَطْلُعُ الْفَجْرُ وَاِنَّ اٰخِرَ وَقْتِهَا حِيْنَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ (ترمذی ص ۲۹، مسند احمد ص ۲۳۲ج۲)

حضرت ابوہریرہ رض روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک نماز کے اوقات کے لیے اوّل اور آخر (یعنی ابتداء اور انتہاء) ہے اور بے شک فجر کی نماز کا اوّل وقت اس وقت ہوتا ہے جب فجر طلوع ہوتی ہے اور بے شک اس کا آخری وقت وہ ہوتا ہے جب سورج طلوع ہوتا ہے ۔

۲۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْفَجْرُ فَجْرَانِ فَاَمَّا الْفَجْرُ الَّذِیْ يَكُوْنُ كَذَنَبِ السَّرْحَانِ فَلَا يُحِلُّ

حضرت جابر رض سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فجر (صبح) دو قسم کی ہوتی ہے ۔ ایک فجر (صبح کاذب) وہ ہوتی ہے ۔ بھیڑیے کی دم کی طرح (اوپر کو اٹھی ہوئی نظر آتی ہے)

الصَّلٰوۃَ وَلَا یُحَرِّمُ الطَّعَامَ وَاَمَّا الَّذِیْ یَذْھَبُ مُسْتَطِیْلًا فِی الْاُفُقِ فَاِنَّہٗ یُحِلُّ الصَّلٰوۃَ وَیُحَرِّمُ الطَّعَامَ (مستدرک حاکم صفحہ ۱۹۱ ج ۱)

سو ایسی فجر نہ نماز کو جائز قرار دیتی ہے اور نہ کھانے کو حرام قرار دیتی ہے (اسوقت فجر کی نماز پڑھنی جائز نہیں ہوتی اور روزہ رکھنے والے کے لیے کھانا حرام نہیں ہوتا) دوسری فجر (صبح صادق) وہ ہوتی ہے جو آسمان کے کنارے (افق) پر پھیل جاتی ہے تو اس وقت نماز پڑھنی جائز ہوتی ہے۔ اور کھانا کھانا حرام ہوتا ہے۔"

مسئلہ نماز فجر غلس (ابتدائی وقت اور اندھیرے میں) اور اسفار دونوں وقت جائز ہے۔ البتہ امام اعظم ابو حنیفہؒ کے نزدیک زیادہ فضیلت اسفار میں ہے (ہدایہ صفحہ ۵۰ ج ۱، شرح نقایہ صفحہ ۵۴ ج ۱)

عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِیْجٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اَسْفِرُوْا بِالْفَجْرِ فَاِنَّہٗ اَعْظَمُ لِلْاَجْرِ (ترمذی صفحہ ۲۲)

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "فجر کو خوب اچھی طرح روشن کر کے نماز پڑھو اس میں زیادہ اجر و ثواب ہے۔"

(ابوداؤد صفحہ ۶۱ ج ۱، نسائی صفحہ ۹۴ ج ۱، ابن ماجہ صفحہ ۴۹ قال ابو عیسی حَدِیْثُ رَافِعِ بْنِ خَدِیْجٍ حَسَنٌ صَحِیْحٌ)

امام طحاویؒ کا مذہب یہ ہے کہ صبح کی نماز شروع غلس میں کرے اور ختم اسفار میں (طحاوی صفحہ ۱۲۳ ج ۱) اور یہ بعض جگہوں پر معمول بہ بھی ہے۔ لیکن قرأت کی طوالت کو بعض کمزور ضعیف اور معذور لوگ برداشت نہیں کر سکتے۔

مسئلہ صبح کی نماز روشنی میں ایسے وقت میں پڑھنی چاہیے کہ قرأت مسنونہ ترتیل کے ساتھ پڑھ سکیں اور اگر نماز میں فساد و خرابی ظاہر ہو تو دوبارہ اعادہ طہارت کے ساتھ قرأت مسنونہ پڑھی جا سکے۔

(شرح وقایہ صفحہ ۱۳۰ ج ۱، شرح نقایہ صفحہ ۵۴ ج ۱)

مسئلہ تمام نمازی فجر کی نماز کے لیے غلس میں اکٹھے ہو جائیں تو پھر غلس میں پڑھنا افضل ہو گا۔ جیسا کہ عشاء کی نماز کے بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل مبارک ثابت ہے (بخاری صفحہ ۸۰ ج ۱، مسلم صفحہ ۲۳۰ ج ۱)

نماز ظہر کا وقت نماز ظہر کا وقت زوال شمس سے دو مثل تک ہے۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اور صاحبینؒ کے نزدیک ایک مثل تک ہے (ہدایہ صفحہ ۴۹ ج ۱، شرح نقایہ صفحہ ۵۱ ج ۱، کبیری صفحہ ۲۲۶)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اَوَّلَ وَقْتِ الظُّھْرِ حِیْنَ تَزُوْلُ الشَّمْسُ وَاٰخِرُ وَقْتِھَا حِیْنَ یَدْخُلُ وَقْتُ الْعَصْرِ۔

(ترمذی ص ۱۶۵، مسند احمد ص ۲۳۲ ج ۲)

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ظہر کی نماز کا ابتدائی وقت اس وقت شروع ہوتا ہے جب سورج ڈھلتا ہے۔ اور اس کا آخری وقت وہ ہوتا ہے جب عصر کی نماز کا وقت داخل ہوتا ہے"

مسئلہ ظہر کی نماز سردی میں جلدی اور گرمی میں تاخیر کر کے پڑھنی چاہیئے۔ (ہدایہ ص ۵۱ ج ۱، شرح نقایہ ص ۵۴ ج ۱)

۱۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَبْرِدُوْا بِالظُّھْرِ فَاِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَیْحِ جَھَنَّمَ

(بخاری ص ۷۷ ج ۱، مسلم ص ۲۲۴ ج ۱)

حضرت ابو سعیدؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (گرمی کے موسم میں) ظہر کی نماز کو ٹھنڈا کر کے پڑھا کرو۔ کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی تپش سے ہے۔"

۲۔ عَنْ مَالِکِ بْنِ اَنَسٍ یَقُوْلُ کَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا اشْتَدَّ الْبَرْدُ بَکَّرَ بِالصَّلٰوةِ وَاِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ اَبْرَدَ بِالصَّلٰوةِ (بخاری ص ۱۲۴ ج ۱، تمہید لابن عبد البر ص ۵ ج ۵)

حضرت انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ جب سردی شدید ہوتی تھی۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز جلدی پڑھتے تھے اور جب گرمی شدید ہوتی تھی تو ظہر کی نماز کو ٹھنڈا کر کے پڑھتے تھے۔

مسئلہ سایۂ اصلی کو چھوڑ کر ہر چیز کا سایہ جب دو مثل ہو جائے تو ظہر کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔

(ہدایہ ص ۴۹ ج ۱، کبیری ص ۲۲۷)

قَالَ اَبُوْ ھُرَیْرَةَ رضؓ صَلِّ الظُّھْرَ اِذَا کَانَ ظِلُّکَ مِثْلَکَ وَالْعَصْرَ اِذَا کَانَ ظِلُّکَ مِثْلَیْکَ (موطا امام مالک ص ۶، مصنف عبد الرزاق ص ۵۴۲ ج ۱)

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ ظہر کی نماز پڑھو جب تمہارا سایہ ایک مثل ہو۔ اور عصر کی نماز پڑھو جب تمہارا سایہ دو مثل ہو۔

نمازِ عصر کا وقت

نمازِ عصر کا وقت ظہر کے وقت کے نکلنے سے غروبِ آفتاب تک ہے لیکن سورج کے زرد ہونے کے بعد عصر کا وقت مکروہ ہے (ہدایہ ص ۴۹ ج ۱، شرح نقایہ ص ۵۲ ج ۱، کبیری ص ۲۲۸)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ رضؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مَنْ اَدْرَکَ رَکْعَةً مِّنَ الْعَصْرِ قَبْلَ اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس نے سورج غروب ہونے سے پہلے عصر کی ایک رکعت پالی تو اس نے

فَقَدْ أَدْرَكَ الْعَصْرَ (مسلم ص ۲۲۱ ج ۱، بخاری ص ۷۹ ج ۱، ترمذی ص ۵۴، ابوداؤد ص ۵۹ ج ۱، نسائی ص ۹۰ ج ۱، ابن ماجہ ص ۵۱)

عصر کی نماز کو پالیا

مسئلہ علماء احناف کے نزدیک احتیاط اس میں ہے کہ ظہر کی نماز ایک مثل کے اندر اور نماز عصر دو مثل کے بعد پڑھی جائے (شامی ص ۲۶۴ ج ۱)

۱۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رض قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَشَدَّ تَعْجِيلًا لِلظُّهْرِ مِنْكُمْ وَأَنْتُمْ أَشَدُّ تَعْجِيلًا لِلْعَصْرِ مِنْهُ (ترمذی ص ۱۵، مسند احمد ص ۲۸۹ ج ۶)

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رض کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو ظہر کی نماز تم سے جلدی پڑھتے تھے اور اور تم لوگ عصر کی نماز کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جلدی پڑھتے ہو۔

۲۔ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يَأْمُرُهُمْ بِتَأْخِيرِ الْعَصْرِ (بیہقی ص ۴۴۳ ج ۱ وهامش الجوهر النقی ص ۴۴۳ ج ۱)

حضرت رافع بن خدیج رض کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو حکم دیتے تھے وہ عصر کی نماز کو مؤخر کر کے پڑھیں۔

۳۔ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ كَانَ أَصْحَابُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ يُعَجِّلُونَ الظُّهْرَ وَيُؤَخِّرُونَ الْعَصْرَ (مصنف عبدالرزاق ص ۵۴۰ ج ۱)

حضرت عبداللہ بن مسعود رض کے ساتھی اور شاگرد ظہر کی نماز جلدی پڑھتے تھے اور عصر کی نماز تاخیر سے پڑھتے تھے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رض أَنَّهُ كَانَ يُؤَخِّرُ الْعَصْرَ حَتّٰى أَقُولَ قَدِ اصْفَرَّتِ الشَّمْسُ (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۲۷ ج ۱)

سوار بن شبیب رض کہتے ہیں حضرت ابوہریرہ رض عصر کو اتنا مؤخر کر کے پڑھتے تھے کہ میں یہ خیال کرتا تھا شاید سورج زرد ہو گیا ہے۔

۴۔ علی بْنُ شَيْبَانَ قَالَ قَدِمْنَا عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم الْمَدِينَةَ فَكَانَ يُؤَخِّرُ الْعَصْرَ مَادَامَتِ الشَّمْسُ بَيْضَاءَ نَقِيَّةً (ابوداؤد ص ۵۹، ابن ماجہ ص ۴۸)

علی بن شیبان رض کہتے ہیں کہ ہم لوگ مدینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ عصر کی نماز مؤخر کر کے پڑھتے تھے جب تک سورج سفید اور صاف ہوتا ہے (زرد ہونے سے پہلے)

۵۔ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ كَانَ مَنْ قَبْلَكُمْ

حضرت ابراہیم نخعی رض کہتے ہیں کہ تم سے پہلے لوگ ظہر کی نماز

اَشَدَّ تَعْجِيْلًا لِلظُّهْرِ وَاَشَدَّ تَاْخِيْرًا لِلْعَصْرِ مِنْكُمْ (مصنف عبدالرزاق صفحہ ۵۴ جلد ۱)

کہ تمہاری بہ نسبت جلدی پڑھتے اور عصر کی نماز کو تم سے زیادہ مؤخر کرتے تھے۔

مسئلہ نماز عصر اگر ایک مثل پر پڑھ لی جائے تو حضرت مولانا گنگوہیؒ نے لکھا ہے "کہ ایک مثل کا وقت قوی ہے۔ لہٰذا اگر ایک مثل کے بعد عصر پڑھے تو ادا ہو جائے گی۔ اعادہ نہ کرے" (فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۲۳)

نماز مغرب کا وقت

نماز مغرب کا وقت غروب آفتاب سے غروب شفق تک ہے۔ (ہدایہ صفحہ ۴۹ جلد ۱، شرح نقایہ صفحہ ۵۲ جلد ۱، کبیری صفحہ ۲۲۸)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَوَّلَ وَقْتِ الْمَغْرِبِ حِيْنَ تَغْرُبُ الشَّمْسُ وَاِنَّ اٰخِرَ وَقْتِهَا حِيْنَ يَغِيْبُ الشَّفَقُ (ترمذی صفحہ ۲۲، مسند احمد صفحہ ۲۳۲ جلد ۲)

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مغرب کا اول وقت وہ ہوتا ہے جب سورج غروب ہو۔ اور اس کا آخری وقت وہ ہوتا جب شفق غائب ہو۔

مسئلہ امام ابوحنیفہؒ (عمر بن عبدالعزیزؒ اور عبداللہ بن مبارکؒ امام اوزاعیؒ زفر بن الہذیلؒ ایک روایت میں امام مالکؒ اور حضرت ابوثورؒ۔ مبردؒ۔ فراءؒ صحابہ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ حضرت ابوہریرہؓ۔ حضرت معاذ بن جبلؓ، حضرت ابی بن کعبؓ، حضرت عبداللہ بن الزبیرؓ اور امام مزنیؒ، امام باقرؒ۔ ابن منذرؒ۔ امام خطابیؒ اور ثعلبؒ وغیرہ) کے نزدیک شفق سفیدی ہے۔ لہٰذا مغرب کا وقت ان کے نزدیک سرخی کے بعد سفیدی کے غروب تک ہے (ہدایہ صفحہ ۵۰ جلد ۱، شرح نقایہ صفحہ ۵۲ جلد ۱، کبیری صفحہ ۲۲۸)۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَاَلَ رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (اِلٰى اَنْ قَالَ) ثُمَّ اَذَّنَ لِلْمَغْرِبِ حِيْنَ غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَاَخَّرَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى كَادَ يَغِيْبُ بَيَاضُ النَّهَارِ وَهُوَ الشَّفَقُ فِيْمَا نَرٰى ثُمَّ اَمَرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَصَلّٰى (مجمع الزوائد صفحہ ۳۴ جلد ۱ بحوالہ الطبرانی فی الاوسط)

حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے جب اوقات کے بارے میں سوال کیا تھا تو سورج غروب ہونے پر اذان ہوئی پھر آپ نے مغرب کی نماز کو اس قدر مؤخر کیا قریب تھا کہ دن کی سفیدی (شفق) غائب ہو جائے اور ہمارے خیال میں وہی شفق ہے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی۔

امام شافعیؒ ایک روایت میں امام مالکؒ اور امام احمدؒ۔ صاحبینؒ (حضرت سفیان ثوریؒ۔ ابن ابی لیلیٰؒ، امام اسحٰق بن راہویہؒ۔ مکحولؒ۔ طاؤسؒ۔ حسن ابن حیؒ داؤد بن علی ظاہریؒ۔ صحابہ میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ حضرت ابن عمرؓ، حضرت عبادہؓ۔ حضرت شداد بن اوسؓ) کے نزدیک شفق سرخی ہے۔ لہٰذا مغرب کا وقت ان کے نزدیک سرخ شفق کے غروب تک ہے (ہدایہ ص۶۴ ج۱، شرح نقایہ ص۵۲ ج۱، کبیری ص۲۲۸)

عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ الشَّفَقُ الْحُمْرَةُ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۲۳ ج۱)

حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ شفق سرخی ہوتی ہے۔

مسئلہ احتیاط اس میں ہے کہ مغرب کی نماز تو سرخی کے اندر ہی پڑھ لی جائے اور نماز عشاء سفیدی کے بعد

۱۔ عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِیِّؓ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ نَزَلَ جِبْرِیْلُ فَاَخْبَرَنِیْ بِوَقْتِ الصَّلٰوۃِ (اِلٰی اَنْ قَالَ) وَیُصَلِّی الْعِشَاءَ حِیْنَ یَسْوَدُّ الْاُفُقُ (ابوداؤد ص۵۷ ج۱ ابن ابی شیبہ ص۳۳۰ ج۱)

حضرت ابو مسعود انصاریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور انہوں نے مجھے نماز کے اوقات بتائے اور عشاء کی نماز اس وقت پڑھتے تھے۔ جب افق سیاہ ہو جاتا تھا (شفق غائب ہو جاتی تھی)

۲۔ عَنِ السَّائِبِ بْنِ یَزِیْدَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لَا تَزَالُ اُمَّتِیْ عَلَی الْفِطْرَۃِ مَا صَلَّوا الْمَغْرِبَ قَبْلَ طُلُوْعِ النُّجُوْمِ۔ (مسند احمد ص۴۴۹ ج۳ وکذا ابوداؤد ص۶۰ ج۱)

حضرت سائب بن یزیدؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے لوگ برابر فطرت پر رہیں گے جب تک وہ مغرب کی نماز ستاروں کے نمایاں ہونے سے پہلے پڑھتے رہیں گے۔

۳۔ عَنْ عَائِشَۃَؓ قَالَتْ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ وَقْتِ الْعِشَاءِ قَالَ اِذَا مَلَاَ اللَّیْلُ بَطْنَ کُلِّ وَادٍ (مجمع الزوائد ص۳۱۲ ج۱ بحوالہ الطبرانی فی الاوسط)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشاء کی نماز کے وقت کے بارہ میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ جب رات کی تاریکی ہر وادی کے بطن کو پر کر دے تو وہ عشاء کا وقت ہوتا ہے۔

۴۔ کَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِیْزِ اَنْ

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے یہ لکھوایا تھا کہ عشاء

صَلُّوْا صَلٰوۃَ الْعِشَاءِ اِذَا ذَهَبَ بَیَاضُ الْاُفُقِ فِیْمَا بَیْنَکُمْ وَبَیْنَ ثُلُثِ اللَّیْلِ (مصنف عبدالرزاق ص۵۵۶ ج۱)

کی نماز جب افق کی سفیدی چلی جائے اس وقت سے ایک تہائی رات تک پڑھو۔

مسئلہ مغرب کی نماز اذان کے متصل ہی پڑھنی مستحب ہے۔ جیسا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔

نماز عشاء کا وقت

نماز عشاء کا وقت غروب شفق سے ایک ثلث تک مستحب و مختار وقت ہے۔ اور نصف شب تک مباح وقت ہے۔ بغیر کراہت کے۔ اور اس کے بعد طلوع فجر تک کراہیت کے ساتھ نماز ادا ہو گی (ہدایہ ص۵۰،۵۱ ج۱، شرح نقایہ ص۵۲،۵۵ ج۱، کبیری ص۲۲۹،۲۳۵، تمہید ص۹۲ ج۸)

۱۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاِنَّ اَوَّلَ وَقْتِ الْعِشَاءِ حِیْنَ یَغِیْبُ الْاُفُقُ وَاِنَّ اٰخِرَ وَقْتِهَا حِیْنَ یَنْتَصِفُ اللَّیْلُ (ترمذی ص۲۹، مسند احمد ص۲۳۲ ج۲)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک عشاء کی نماز کا ابتدائی وقت اس وقت ہوتا ہے جب شفق غائب ہو جائے اور اس کا آخری وقت جب رات نصف ہو جائے (مباح وقت ہے)

۲۔ عَنْ زَیْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِیِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَاَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاکِ عِنْدَ کُلِّ صَلٰوۃٍ وَلَاَخَّرْتُ صَلٰوۃَ الْعِشَاءِ اِلٰی ثُلُثِ اللَّیْلِ۔ (ترمذی ص۱۰، مصنف عبدالرزاق ص۵۵۵ ج۱)

حضرت زید بن خالد الجہنی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے اگر میں اپنی امت پر دشواری محسوس نہ کرتا تو میں انہیں ہر نماز کے وقت مسواک کا حکم دیتا۔ اور میں عشاء کی نماز کو بھی ایک تہائی رات تک مؤخر کرتا۔

۳۔ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اَخَّرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوۃَ الْعِشَاءِ اِلٰی نِصْفِ اللَّیْلِ ثُمَّ صَلّٰی (بخاری ص۸۱ ج۱، مسلم ص۲۲۹ ج۱)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز کو نصف رات تک مؤخر کیا پھر نماز پڑھی۔

۴- عَنْ عَائِشَةَ رضـ قَالَتْ اَعْتَمَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم ذَاتَ لَيْلَةٍ حَتّٰى ذَهَبَ عَامَّةُ اللَّيْلِ وَحَتّٰى نَامَ اَهْلُ الْمَسْجِدِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلّٰى (مسلم ص۲۲۹ ج۱)

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضؓ کہتی ہیں کہ ایک رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز کو اس قدر مؤخر کیا کہ رات کا اکثر حصہ گذر گیا۔ اور مسجد والے بھی سو گئے۔ پھر آپ باہر تشریف لائے اور نماز پڑھی۔

۵- كَتَبَ عُمَرُ اِلٰى اَبِيْ مُوْسٰى وَصَلِّ الْعِشَاءَ اَيَّ اللَّيْلِ شِئْتَ وَلَا تَغْفُلْهَا

(طحاوی ص۱۱۱ ج۱)

حضرت عمرؓ نے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کو لکھا کہ عشاء کی نماز رات کے جس حصہ میں چاہو پڑھو اور اس سے غافل نہ رہو۔

۶- عَنْ عُبَيْدِ بْنِ جُرَيْجٍ اَنَّهٗ قَالَ لِاَبِيْ هُرَيْرَةَ رضـ مَا اِفْرَاطُ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ قَالَ طُلُوْعُ الْفَجْرِ۔ (طحاوی ص۱۱۱ ج۱)

حضرت ابوہریرہؓ سے پوچھا گیا کہ عشاء کی نماز میں کوتاہی کب ہوتی ہے۔ تو انہوں نے کہا جب فجر طلوع ہو جائے۔

مسئلہ عشاء کی نماز سے پہلے سونا اور نماز عشاء کے بعد غیر ضروری گفتگو مکروہ ہے (شرح نقایہ ص۵۵ ج۱)

عَنْ اَبِيْ بَرْزَةَ رضـ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم كَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَ الْعِشَاءِ وَالْحَدِيْثَ بَعْدَهَا

(بخاری ص۸۱ ج۱، مسلم ص۲۳ ج۱، ترمذی ص۲۵)

حضرت ابوبرزہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز سے پہلے سونے کو ناپسند فرماتے تھے۔ عشاء کی نماز کے بعد بات چیت کرنے کو ناپسند فرماتے تھے۔

مسئلہ نماز عشاء کے بعد تلاوت قرآن، ذکر الٰہی، دینی کتب کا مطالعہ و تکرار اور اپنی بیوی سے بات مہمانوں سے یا دیگر ضروری امور میں گفتگو مکروہ نہیں۔

۱- عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضـ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَسْمُرُ مَعَ اَبِيْ بَكْرٍ فِي الْاَمْرِ مِنْ اَمْرِ الْمُسْلِمِيْنَ وَاَنَا مَعَهُمَا (ترمذی ص۲۵)

حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ مسلمانوں کے بعض امور میں رات کو بات چیت کرتے تھے۔ اور میں بھی ان کے ساتھ ہوتا تھا۔

۲- عَنْ اَوْسِ بْنِ حُذَيْفَةَ رضـ قَالَ ..... كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عليه وسلم

حضرت اوس بن حذیفہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آیا کرتے تھے۔ ہر

يَاتِينَا كُلَّ لَيْلَةٍ بَعْدَ الْعِشَاءِ فَيُحَدِّثُنَا (اِلٰى اَنْ قَالَ) وَاَكْثَرُ مَا يُحَدِّثُنَا مَا لَقِيَ مِنْ قَوْمِهِ مِنْ قُرَيْشٍ ۔

(ابن ماجہ ص۹۵ مسند احمد ص۳۴۳)

رات عشاء کی نماز کے بعد اور پھر ہمارے ساتھ بات چیت کرتے تھے۔ اور زیادہ تر جو بات ہمارے پاس کرتے تھے، وہ ان واقعات کے متعلق ہوتی تھی جو آپ کو اپنی قوم قریش کی طرف سے پیش آئے تھے (مصائب و تکالیف)

نماز وتر کا وقت

پانچ نمازیں فرض ہیں ان کے علاوہ نماز وتر واجب ہے لیکن اس کا وقت عشاء کے تابع ہے۔ یعنی عشاء کے بعد سے صبح صادق تک ہے۔

(ہدایہ ص۵۰ شرح نقایہ ص۵۳ کبیری ص۲۲۹)

۱۔ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ رَافِعِ التَّنُوخِي قَاضِي اَفْرِيْقَةَ اَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ قَدِمَ الشَّامَ وَاَهْلُ الشَّامِ لَا يُوتِرُوْنَ فَقَالَ لِمُعَاوِيَةَ مَالِيْ اَرٰى اَهْلَ الشَّامِ لَا يُوتِرُوْنَ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ وَوَاجِبٌ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ قَالَ نَعَمْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ زَادَنِيْ رَبِّيْ عَزَّ وَجَلَّ صَلٰوةً وَهِيَ الْوِتْرُ وَقْتُهَا مَا بَيْنَ الْعِشَاءِ اِلٰى طُلُوْعِ الْفَجْرِ

(مسند احمد ص۲۴۲ ج۵)

حضرت معاذ بن جبلؓ شام آئے اور شام کے لوگ وتر نہیں پڑھتے تھے تو انہوں نے حضرت معاویہؓ سے کہا کہ کیا بات ہے میں شام والوں کو دیکھ رہا ہوں، یہ وتر نہیں پڑھتے تو انہوں نے کہا کیا یہ واجب ہے ان پر۔ تو حضرت معاذؓ نے کہا ہاں واجب ہے۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ میرے رب عز وجل نے ایک نماز زیادہ کی ہے۔ اور وہ وتر ہے اور اس کا وقت عشاء کی نماز سے لے کر طلوع فجر تک ہے۔

۲۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ مِنْ كُلِّ اللَّيْلِ قَدْ اَوْتَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مِنْ اَوَّلِ اللَّيْلِ وَاَوْسَطِهٖ وَاٰخِرِهٖ فَانْتَهٰى اِلَى السَّحَرِ

(مسلم ص۲۵۵ ج۱، بخاری ص۱۳۶ ج۱)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے کہا کہ رات کے تمام حصوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر ادا کیے ہیں۔ اوّل شب میں اوسط میں اور آخری شب میں آپ کے وتر سحری تک پہنچے ہیں۔

مسئلہ اول وقت سے مراد شروع اور اخیر کا درمیانی وقت ــ ہے۔ نہ کہ بالکل ابتدائی وقت۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ اوّل وقت سے مراد نصف اوّل ہے نصف اول میں جو نماز ادا ہوگی وہ اوّل وقت میں ادا ہوگی۔ لامحالہ اوّل وقت سے اضافی وقت ہی مراد ہے۔ ورنہ آج تک کسی نے بالکل وقت کے شروع ہونے کے سیکنڈ پر نماز ادا نہیں کی۔

مسئلہ جن احادیث میں اخیر وقت نماز پڑھنے کی مذمت وارد ہوئی ہے۔ یا جن کو منافق کہا گیا ہے اس سے مراد مکروہ اوقات ہیں۔

مسئلہ کسی رئیس یا بااثر آدمی کیلیے جماعت میں وقت مقررہ سے تاخیر کرنے سے گنہگار ہوگا۔ مگر امام کیلیے قدرے تاخیر روا ہے۔

مسئلہ گھڑیوں کے مطابق وقت کی پابندی مستحسن ہے۔ اور سنت کے مطابق ہے کہ اس میں نمازیوں کے لیے سہولت ہوتی ہے۔

مسئلہ قطب شمالی اور قطب جنوبی کے ممالک میں اوقات نماز کی پابندی اندازہ لگا کر نماز پڑھنی ہوگی، جیسا کہ فتنہ دجال والی حدیث سے مستفاد ہوتا ہے۔" دن ایک سال کے برابر ہوگا۔ صحابہؓ نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ اس وقت نمازیں کس طرح ادا کی جائیں گی۔ آپ نے فرمایا اندازہ کرکے نمازیں پڑھنا" اور یہی حکم ان بلاد کا ہے۔ جہاں چھ ماہ یا کم و بیش مدت تک دن یا رات رہتے ہیں۔

بلغار ایک شہر شدید البرد یعنی جہاں سخت سردی ہوتی ہے وہاں سورج زمین پر ۲۳ گھنٹے ٹھہرتا ہے۔ اور وہاں نماز عشاء اور وتر کا وقت نہیں آتا۔ فقہاء کرامؒ سے سوال کیا گیا کہ وہاں کیا کیا جائے؟

ابن ہمامؒ اور بعض دوسرے فقہاء کرامؒ نے کہا کہ اندازہ کرکے یہ نمازیں پڑھنی لازم ہوں گی لیکن اکثر فقہاء کرامؒ نے اس کے خلاف فتویٰ دیا۔ کیونکہ فرضیت نماز کا سبب وقت ہے۔ اور وقت نہ پانے والا شخص مکلف نہ ہوگا۔

بعض کتب میں لکھا ہے کہ بلغار کے مسلمانوں نے ایک استفتاء مرتب کرکے ایک فقیہ (برہان الائمہؒ) کے پاس بھیجا۔ انہوں نے جواب دیا کہ تم پر عشاء اور وتر فرض نہیں اسی طرح ظہیر مرغینانیؒ اور خوارزمیؒ نے بھی فتویٰ دیا ہے۔ شمس الائمہ حلوانیؒ نے اس کے خلاف فتویٰ دیا۔ اور کسی آدمی کو بھیجا کہ خوارزمیؒ سے مجمع میں سوال کرنا کہ "اس شخص کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں جو پانچ نمازوں میں

سے ایک کا انکار کرتا ہے" خوارزمیؒ نے سوال کا منشاء اور مطلب سمجھ لیا اور کہا کہ "تم اس شخص کے بارہ میں کیا کہتے ہو کہ جس کے دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت یا دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت کاٹ لیے گئے ہوں۔ اس کے وضوء میں کتنے فرض ہیں۔

اس نے جواب دیا کہ "چوتھے فرض کا محل نہ ہونے کی وجہ سے اس کے تین ہی فرض ہیں"

حلوانیؒ نے اس جواب کے بعد اپنے فتویٰ سے رجوع کر لیا۔ واللہ اعلم بالصواب

اس مسئلہ میں احتیاط امام ابن ہمامؒ کے فتویٰ میں ہی ہے۔ کیونکہ وقت نماز کے لیے علت نہیں صرف سبب اور علامت ہی ہے اور علت تو حکم خداوندی ہے۔

مسئلہ بلغار کی تحقیق مسلم اور ترمذی کی یہ صحیح روایت ہے۔

قَالَ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا لَبْثُهٗ فِي الْاَرْضِ قَالَ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا يَوْمٌ كَسَنَةٍ وَيَوْمٌ كَشَهْرٍ وَيَوْمٌ كَجُمُعَةٍ وَسَائِرُ اَيَّامِهٖ كَاَيَّامِكُمْ قَالَ قُلْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَأَيْتَ الْيَوْمَ الَّذِيْ كَالسَّنَةِ اَتَكْفِيْنَا فِيْهِ صَلٰوةُ يَوْمٍ قَالَ لَا وَلٰكِنْ اُقْدُرُوْا لَهٗ قَدْرَهٗ

(مسلم ج۲ ص۴۰۱ و ترمذی ص۳۲۵)

راوی بیان کرتا ہے ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور اس دجال کا زمین میں کتنی مدت تک ٹھہرنا ہوگا۔ آپ نے فرمایا چالیس دن تک۔ ایک دن سال کے برابر ہوگا۔ دوسرا دن مہینہ کے برابر تیسرا دن ایک ہفتہ کے برابر ہوگا اور باقی ایام تمہارے ان ہی ایام کی طرح ہوں گے عرض کیا۔ حضور یہ بتلائیں کہ اس دن میں جو سال کے برابر ہوگا کیا اس میں ایک دن کی نمازیں کفایت کریں گی آپؐ نے فرمایا نہیں بلکہ ان کا حساب لگا کر پوری سال کی نمازیں پڑھنی ہوں گی۔

اس حدیث کا مطلب جیسا کہ (کوکب الدری تقریر ترمذی میں) حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے بیان کیا ہے کہ نماز [illegible] اندازہ اور حساب لگا کر پوری سال بھر کی نمازیں پڑھنی پڑیں گی۔ کیونکہ سورج کا اتنی دیر تک اور لمبے عرصہ تک غروب نہ ہونا۔ یہ واقعہ میں ایسا نہ ہوگا بلکہ دجال لعین کا سحر۔ نظر بندی اور شعبدہ بازی کی وجہ سے ایسا معلوم ہوگا کہ دن اتنا دراز ہے۔ ورنہ سورج واقعہ میں تو اسی طرح اپنی عادت کے مطابق طلوع و غروب ہوگا۔ لیکن ہماری نگاہوں کے سامنے یہ ظاہر نہ ہو سکے گا۔ کیونکہ دجال

نے ہماری نگاہوں کے سامنے اپنے سحر کرشمہ سازی اور شعبدہ بازی (استدراج) سے ایسا سورج کھڑا کر دیا ہوگا جو غروب نہ ہوگا۔

اس لیے نمازیں پوری پڑھنی ہوں گی۔ اور نمازوں کی نسبت ان کے حقیقی اوقات کی طرف کرنی پڑے گی۔ اور یہ نمازیں جو اندازہ سے پڑھی جائیں گی وہ قضا نہیں ہوں گی بلکہ وقتی ہی متصور ہوں گی۔ اور اس میں کوئی اشکال نہیں کیونکہ اس دن کا طول اور درازی محض دجال کی شعبدہ بازی کی وجہ سے ہوگی۔ حقیقت میں وہ درازی نہ ہوگی۔ تو ایسی صورت میں وجوب صلوٰۃ کو اس کے اصلی اوقات کی طرف منسوب کر لینے میں کوئی اشکال نہیں۔ لہٰذا اس حدیث سے بلغار والوں کے لیے نماز عشاء کے وجوب پر استدلال درست نہ ہوگا۔ کیونکہ وہاں شفق کے غروب سے قبل ہی طلوع فجر ہو جاتا ہے۔ اور فی الواقعہ ان لوگوں کو عشاء کی نماز کا وقت ملتا ہی نہیں۔

یہ مسئلہ متاخرین فقہاء کرام کے نزدیک اختلافی ہے۔ صاحب ردالمحتار امام ابن ہمامؒ حلبی رحمہ ابن نجیمؒ اور دیگر فقہاء کرام نے اس پر بحث کی ہے اور جو شخص ان دونوں (عشاء اور وتر) کا وقت نہ پائے تو اس پر یہ واجب نہ ہوں گی۔ (کنزالدقائق) اس کی شرح میں ابن نجیمؒ صاحب بحرالرائق لکھتے ہیں۔

"یعنی عشاء اور وتر دونوں نمازیں ایسے شخص پر واجب نہ ہوں گی جیسا کہ اگر کوئی شخص کسی ایسے مقام میں ہو جہاں شفق کے غائب ہونے سے پہلے ہی طلوع فجر ہو جائے جس طرح کہ بلغار میں ہوتا ہے۔ جب سال کی چھوٹی راتیں ہوتی ہیں جیسا کہ معجم البلدان والے نے نقل کیا ہے ایسے شخص پر عشاء اور وتر اس لیے واجب نہ ہوں گے کہ اس کے حق میں سبب موجود نہیں۔ یعنی وقت جو نماز کا سبب ہے (کِتَاباً مَّوْقُوتاً) فقیہ بقالی نے اسی پر فتوی دیا ہے اور اس کی مثال ایسی ہے جیسا کہ وہ شخص جس کے دونوں ہاتھ کہنیوں کے مقام سے کٹے ہوئے ہوں یا پاؤں ٹخنے کے مقام سے تو اس کے حق میں ہاتھوں کا دھونا یا پاؤں کا دھونا وضوء میں فرض نہ ہوگا جب کہ محل فرض ہی موجود نہیں۔

لیکن بعض دیگر فقہاء کرامؒ نے اس کے برخلاف فتوی دیا ہے کہ نمازیں واجب ہوں گی۔ اور اسی کو محقق ابن ہمامؒ نے اپنی کتاب "فتح القدیر" میں اختیار کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ محل فرض

کا موجود نہ ہونا اس کے درمیان اور ایک مقرر کیے ہوئے سبب کے درمیان فرق ہے ایک ایسا سبب جو وجوب حقیقی پر صرف علامت بنایا گیا ہے یہ حقیقی علت نہیں بلکہ اس وجوب پر جو نفس الامر اور واقعہ میں ثابت ہے اس کی علامت ہے۔ ان دونوں میں واضح طور پر فرق ہے۔ کیونکہ کسی شے کے لیے علامت اور پہچان کرانے والی (نشانیاں) متعدد بھی ہو سکتی ہیں۔ پس وقت کا انتفاء اور عدم وجود صرف ایک مُعرّف کا انتفاع ہے اور کسی شیٔ کی دلیل کے انتفاع سے اس شیٔ کا انتفاء لازم نہیں آتا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اس کے لیے کوئی اور دلیل ہو۔ اور یہاں بھی وجوب صلوٰۃ کی دلیل وہ ہے جس کا ذکر واقعہ معراج کی اخبار میں کثرت و تواتر کے ساتھ موجود ہے اور ان اخبار میں پانچ نمازوں کی فرضیت کا ذکر ہے۔

ابن نجیم کہتے ہیں

صحیح بات یہ ہے کہ وقت کے فقدان پر جو نماز ادا کی جائے گی اس میں قضاء کی نیت نہیں کرے گا۔ اور جس نے وجوب عشاء کا فتویٰ دیا ہے اس کے قول پر وتر بھی واجب ہوگا۔

(بحر الرائق ص ۱۴۷/۱)

اور امام ابن ہمامؒ لکھتے ہیں۔

کہ جہاں طلوع فجر شفق کے غائب ہونے سے پہلے ہوتا ہے وہاں عشاء کی نماز اور وتر واجب نہیں۔ کیونکہ سبب وجوب (وقت) نہیں۔

صاحب کنز نے اسی کو اختیار کیا ہے اور یہ عدم وجوب کا فتویٰ بقالیؒ نے دیا ہے۔ اور اس کو مقطوع الیدین پر قیاس کیا ہے۔ فقیہ حلوائیؒ نے پہلے تو اس کا انکار کیا اور پھر بقالیؒ کے ساتھ اتفاق کر لیا۔ لیکن امام برھانی الکبیرؒ نے وجوب کا فتویٰ دیا ہے۔

امام ابن ہمامؒ مزید کہتے ہیں کہ

کوئی بھی غور و فکر کرنے والا شخص کبھی شک نہیں کر سکتا کہ محل فرض کے نہ ہونے اور اس سبب کے نہ ہونے میں جس کو محض علامت وجوب ٹھہرایا گیا ہے اور وہ وجوب تو خفی ہے اور نفس الامر میں ثابت ہے، مُعرّفات کے متعدد ہونے کا بھی جواز ہے۔ وقت کا انتفاء صرف ایک معرف کا انتفاء ہے۔ کسی شے کی دلیل کا انتفاء اس شیٔ کے انتفاء کو مستلزم نہیں۔ اس لیے کہ دلیل تو اور بھی ہو سکتی ہے۔ معراج کے واقعہ سے یقینی طور پر پانچ نمازوں کی فرضیت ثابت ہے۔ اور

یہ تمام آفاق و اطراف کے لیے ہے، کسی ملک یا خطہ کی تخصیص اس میں نہیں۔

اور دجال کے بارہ میں جو حدیث منقول ہے (جس کو مسلم اور ترمذی نے نقل کیا ہے) کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اندازہ کر کے نمازیں پڑھنا۔ یقیناً تین سو سے زیادہ عصر کی نمازیں ایک مثل یا دو مثل سائے سے قبل ہی واجب قرار دی گئی ہیں۔ اسی پر قیاس کر لو۔ اس سے ہم سمجھ سکتے ہیں کہ واجب نفس الامر میں پانچ نمازیں ہیں۔ لیکن ان کی تقسیم ان اوقات پر ہو گی جب وہ اوقات موجود ہوں گے۔ اور جب وہ اوقات میسر نہ ہو سکیں تو وہ نمازیں ساقط نہ ہوں گی۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان۔ "خَمْسُ صَلَوَاتٍ كَتَبَهُنَّ اللّٰهُ عَلَى الْعِبَادِ" کہ اللہ تعالیٰ نے رات دن میں پانچ نمازیں بندوں پر فرض قرار دی ہیں۔

پھر ابن ہمامؒ نے مزید بیان کیا۔

وقت ادا کے فقدان سے قضاء کی نیت نہیں کرے گا۔ اور جس نے فرض کو واجب قرار دیا ہے اُس نے وجوب وتر کا بھی قول کیا ہے (فتح القدیر ص ۱۵۶/۱)

حضرت گنگوہیؒ کی تشریح اگرچہ نہایت اچھی ہے۔ جس سے حدیث کا مطلب آسانی سے سمجھ میں آسکتا ہے۔ لیکن "اَلْعِبْرَةُ لِعُمُوْمِ الْاَلْفَاظِ" کے قاعدہ کو مدنظر رکھتے ہوئے اُس کی تخصیص صرف دجال کے زمانہ کے ساتھ مناسب نہیں معلوم ہوتی۔ اس لیے ہمارے ناقص خیال میں علامہ ابن ہمامؒ کی تحقیق راجح معلوم ہوتی ہے اسی کو ابن نجیمؒ اور بعض دوسرے فقہاء کرام نے بھی اختیار کیا ہے کہ نماز و صوم ارض تسعین میں اور اسی طرح دیگر ان مقامات میں خواہ قطب شمالی ہو یا قطب جنوبی یا دیگر کرات اور سیارات کی سطح ہو سب جگہ حساب اور اندازہ سے نمازیں پڑھنی پڑیں گی اور روزہ بھی رکھنا ہو گا۔ حدیث کے الفاظ کی عمومیت ارض تسعین وغیرہ کے مکان کے حق میں طلوع و غروب آفتاب کا ایسا ہی حکم ثابت کرتی ہے جس طرح زمانہ دجال میں۔

اسی طرح فضائی سفر میں بھی نماز کا مسئلہ درپیش ہو گا۔ بالفرض اگر بارہ بجے دن کے وقت ہوائی جہاز میں مغرب کی جانب نہایت ہی سریع رفتار طیارے میں پرواز ہو مسلسل پندرہ گھنٹے سورج جو غروب نہیں ہو گا۔ تو ظہر، عصر، مغرب کی نمازوں کا کیا حکم ہو گا۔ سوائے اس کے ایک پہر (۳ گھنٹے) گذرنے کے بعد ظہر کی نماز پھر اتنا ہی وقت گذرنے کے بعد عصر و مغرب کی نماز ادا کی جائے۔ بجز

اس کے کوئی صورت سمجھ میں نہیں آتی۔ اور ترک صلوٰۃ بھی ممکن نہیں۔ جب کہ نماز کو خطرناک سے خطرناک حالت میں بھی قائم کرنے کا حکم ہے۔ (فَرِجَالاً اَوْ رُکْبَانًا)

ارض تسعین میں یوں اسی طرح چاند وغیرہ سیارات پر بھی آج کے زمانہ میں ریڈیو اور لاسلکی ذرائع مواصلات کے ذریعہ بڑی آسانی سے رابطہ قائم کیا جا سکتا ہے۔ اور اوقات صوم و صلوٰۃ کا تعین آسانی سے کیا جا سکتا ہے۔

فوق القمر۔ فوق المشتری۔ فوق الزہرہ و دیگر سیارات وغیرہ کی سطح پر رسائی کی صورت میں آخر نماز کا کیا حکم ہوگا۔ کیونکہ فوق القمر تک رسائی تو قطعی اور یقینی طور پر مشاہدہ سے ثابت ہو چکی ہے۔ اس لیے حدیث کے الفاظ کو عمومیت پر رکھتے ہوئے وہاں بھی اندازہ لگا کر پانچ ہی پڑھنی پڑیں گی حالانکہ وہاں یہ معروف و معہود تصور یوم و لیل بالکل مفقود ہو کر رہ جاتا ہے۔ لیکن عقل سلیم باور نہیں کر سکتی کہ نماز اور روزہ جیسی اہم ترین عبادتیں وہاں متروک ہو کر رہ جائیں۔ "اُقْدُرُوْا لَهٗ قَدْرَهٗ" کو سامنے رکھ کر حساب لگا کر ہر ربع نہار (جو تین گھنٹے بنتے ہیں) کے بعد جیسا کہ یہاں متمدن دنیا میں اوقات نماز کے لیے وقفہ ٹھہرایا جاتا ہے۔ اور ہر نماز سے دوسری نماز تک اسی وقفہ کے مطابق نمازیں ادا کرنا ہوں گی اور روزہ یہاں بھی رکھنا ہوگا۔

قطب جنوبی اور قطب شمالی کے علاقوں میں ایک صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ ان کے ملحقہ متمدن خطوں میں یوم و لیل کا جتنا وقفہ ہوتا ہے اس کو ہی وہاں معیار بنا لیا جائے اور اس کے مطابق نماز روزہ ادا کر لیں۔

روزہ میں اشکال نماز کی بہ نسبت زیادہ ہے۔ نماز میں وقت صرف سبب ہے علت نہیں اور یوم کی میقات روزہ کے لیے ظرف ہے جب کہ مظروف کا تصور بدون ظرف کے زیادہ موجب اشکال ہو سکتا ہے۔ لیکن روزہ کا اصلی مقصد بہر حال اس ظرفیت پر موقوف نہیں۔ روزہ تو قہر بہیمیت اور کسر شہوت و کسر طبیعت ہے۔ اور یہ اس ظروف کے بغیر بھی حاصل ہو سکتا ہے۔

سرد ممالک میں مئی۔ جون۔ جولائی۔ اگست کے مہینوں میں دن جتنا دراز ہوتا ہے۔ اسی وقفہ کو بھی معیار بنایا جا سکتا ہے۔

ہمارے اکابر میں سے حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی نے اس مسئلہ پر بہت

وقیع کلام کیا ہے۔ اور وجوب صلاۃ وصوم پر دو قسم کے دلائل مہیا کیے ہیں۔ ایک قسم وہ ہے جو ریاضی کے اصول پر مبنی ہے اور دوسری قسم وہ ہے جن کو شاہ رفیع الدینؒ نے قرآنی آیات سے استنباط کیا ہے۔ اور ولی اللّٰہی طریق پر استدلال کیا ہے۔ استدلال سے دل کافی مطمئن ہوتا ہے۔

شاہ رفیع الدینؒ کے اس رسالہ کا ترجمہ بعینہٖ ناظرین کرام کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔

نماز اور روزہ کا حکم ارض تسعین میں

" حضرت مولانا شاہ رفیع الدین محدث دہلویؒ اپنے بعض افادات (رسائل) میں اس طرح فرماتے ہیں میں نے (قدیم) اہل علم میں سے کسی کو نہیں پایا کہ اس نے اس مسئلہ میں کلام کیا ہو۔ اور نہ فقہاء کرام نے کسی فقہی کتاب میں اس کا ذکر کیا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ شاید علماء سلفؒ نے جب دیکھا کہ اس مقام میں تو کوئی جانور بھی آباد نہیں چہ جائیکہ کوئی نوع انسانی میں سے وہاں رہائش پذیر ہو۔ اس کا امکان نہیں۔ اس لیے انہوں نے اس بحث کے ذکر سے پہلوتہی کیا ہے اور انہوں نے یہ خیال کیا ہے کہ اس بحث کا کچھ فائدہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ سورج اس خطہ ارض کے مقامات سے بہت دور ہے۔ اور ان مقامات پر برودت انتہائی زور دار طریقہ پر چھائی ہوئی ہوتی ہے۔ وہاں مستقل طور پر کسی جانور کی رہائش کا امکان کبھی نہیں ہوسکتا کیونکہ حیات کے لیے حرارت غریزی (طبعی حرارت) کی ضرورت ہوتی ہے اور یہاں طبعی حرارت موجود نہیں تو کسی جاندار کی رہائش پذیری کس طرح ہوسکتی ہے اس لیے نماز و روزہ کے حکم کی بحث کا اس خطہ میں کوئی فائدہ نہیں۔ لیکن قرآن کریم سے ان عبادات کا حکم یہاں اس خطہ میں بھی مستفاد ہوتا ہے۔ اور اس کی صورت یہ ہے کہ سورج جب اپنی خاص حرکت کے ساتھ بروج شمالی میں داخل ہوتا ہے۔ حمل سے سنبلہ کے آخر تک تو وہاں کے ساکنین سے رات دن کے تمام دورہ میں غائب نہیں ہوتا بلکہ ہر دن مدار کو قطع (طے) کرتا ہے فلک الافلاک کی حرکت کے ساتھ تو اس وجہ سے مناسبت ہے کہ نمازی ہر دن کے مدار (ORBIT) کو دو حصوں میں تقسیم کردے اور ایک کو دن اعتبار کرے اس مدار کو اوقات پر تقسیم کرنے سے اور اس میں تین نمازیں (صبح، ظہر، عصر) ان کے اوقات میں پڑھے۔

اور نصف آخر کو رات اعتبار کرے اور اس میں پہلے مغرب کی نماز پڑھے اور پھر جب سورج ربع مدار تک پہنچ جائے تو عشاء کی نماز پڑھے۔ اور یہ ہے نماز کا حکم جب سورج مدارات الشمالیہ میں وہاں کے باشندوں کی نگاہوں میں ظاہر ہو لیکن جس وقت سورج بروج جنوبیہ میں ہو۔ میزان سے حوت کے آخر تک، تو مدارات جنوبیہ کو مدارات شمالیہ کی طرح مقدر کیا جائے۔ نصف مدار کو یوم اور

نصف کو رات اعتبار کرے۔ کیونکہ جنوبی اور شمالی مدارات برابر ہیں ان میں کوئی تفاوت نہیں اگرچہ یہ اوج وحضیض کے اختلاف کی وجہ سے نظر میں متفاوت ہیں اور یہ تفاوت بھی غیر محسوس ہے۔

صوم یہ تو نماز کا حال تھا۔ لیکن روزہ کے بارہ میں دریافت کیا جائے ان جہاز والوں سے جو وہاں قریب کی سمت ن (آباد) زمین سے آتے ہیں۔ کہ کون سا مہینہ ہے۔ قمری مہینوں میں سے۔ تو جب یہ معلوم ہو جائے تو ہر مہینے کو تیس ۳۰ یوم میں تقسیم کیا جائے تو پھر جب اس حساب سے رمضان کا مہینہ آجائے۔ تو نصف مدار کو دن اور نصف کو رات اعتبار کرے دن کو روزہ رکھے اور رات کو افطار کرے اور یہی طریقہ سہل (قابل عمل) ہے۔ اگرچہ اس سلسلہ میں نجومی آلات (وہ آلات جن سے ستاروں کی حرکات معلوم کی جاتی ہیں) بھی ہیں۔ اور جغرافیائی حالات و واقعات متعین کرنے کے آلات و اسباب بھی ہیں جیسا کہ بلاد روم میں ذکر کیا جاتا ہے۔ کہ خاص قسم کی گھنٹیاں بنائی ہوئی ہیں۔ جن سے مہینوں کو معلوم کیا جاتا ہے۔ اس کے ذریعہ تمام قمری مہینہ کی تشکیل اول سے آخر تک معلوم کی جاتی ہے۔ پہلے اس سے رمضان کے مہینہ کو معلوم کیا جاتا ہے۔ پھر دن رات کی گھڑیاں اس سے معلوم کی جا سکتی ہیں۔ اور اپنے وقت پر اس سے افطار کیا جا سکتا ہے۔

اور ممکن ہے کہ منازل قمر کو اس مہینہ کی ابتداء سے معلوم کیا جائے۔ اور ہر منزل کو ان میں سے دو حصوں میں تقسیم کیا جائے۔ نصف کو یوم اعتبار کیا جائے اور نصف کو رات۔

اور سب سے سہل یہ طریقہ ہے کہ قمر کا منطقہ پانچ درجہ منطقہ بروج کی طرف مائل ہے۔ تو جب قمر منازل شمالیہ میں ہو۔ تو اس کا مدار اس خطہ والوں پر ہمیشہ ظاہر ہوگا۔ پس ہر مدار کو نصف کر کے روزہ رکھا جائے اور افطار کیا جائے۔ اور جب قمر بروج جنوبیہ کی طرف جائے تو اسی حساب سے جو بروج شمالیہ میں کہا گیا تھا۔ اسی طرح یہاں بھی عمل کیا جائے اور یہ (صوم و صلوٰۃ) کا حکم ایسا ہے کہ اس پر قرآن میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان جو (سورۃ یونس آیت ۵ پ۱۱ میں)

هُوَ الَّذِي جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَاءً وَّ الْقَمَرَ نُورًا وَّقَدَّرَهُ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوا عَدَدَ السِّنِينَ وَالْحِسَابَ ط	(وہ اللہ ایسا ہے جس نے آفتاب کو چمکدار اور چاند کو روشن بنایا اور چاند کے لیے منزلیں مقرر کیں تاکہ تم لوگ برسوں کا شمار اور اوقات کا حساب معلوم کر سکو)

اور منازل قمر اٹھائیس ۲۸ ہیں۔ اور یہ منازل بارہ برجوں میں تقسیم ہوتی ہیں۔ ہر برج کے لیے دو منزلیں

اور ایک ثلث منزل۔ تو قمر ہر رات ان میں سے ایک منزل میں اترے گا۔ اور مہینے کا اختتام ان منازل میں قمر کے اترنے سے ہو گا۔

اور اس آیت کا مطلب یہ ہے۔ تاکہ تم مہینے۔ ایام اور ساعات کا اور جو چیزیں اس پر متفرع ہوتی ہیں اس کا حساب معلوم کرو جیسا صلوٰۃ۔ صوم۔ قرض کی میعاد مشاہرہ کا وجوب وغیرہ۔ اور اللہ تعالےٰ کا فرمان سورۃ الرحمن آیت ۵

اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ (کہ سورج اور چاند حساب سے چلتے ہیں)

مطلب یہ ہے کہ بروج اور منازل کے حساب سے یہ چلتے ہیں۔ اس سے تجاوز نہیں کرتے یعنی اوقات اور میعاد کے اعتبار سے۔

اعتراض اگر یہ اشکال پیش کیا جائے کہ اوقات نماز تو رات اور دن کی گھڑیاں (ساعات) پر موقوف ہیں۔ خواہ وہ لمبی ہوں یا چھوٹی۔ تو اس لحاظ سے جہاں چھ ماہ کا دن ہوتا ہے وہاں تین ہی نمازیں پڑھی جائیں۔ اور باقی نصف میں دو نمازیں۔

اور اسی طرح روزہ بھی شریعت میں ماہ کی ابتداء سے قمر کے طلوع کے ساتھ واجب ہوتا ہے اس بنا پر جب قطب شمالی کے ساکنین پر چاند طلوع ہو اپنی خاص حرکت کے ساتھ۔ تو اس وقت روزہ رکھا جائے۔ اور جب چاند جنوب کی طرف چلا جائے تو اس وقت افطار کیا جائے۔

جواب جواب یہ ہے کہ یہ صورت مقصود شرع کے سراسر خلاف ہے اور قرآن کریم کی آیات کے بھی مخالف ہے کئی وجہ سے۔

(۱) پہلی وجہ یہ ہے کہ اوقات صلوٰۃ کی تقسیم دن رات کی ساعات پر اس کا تعلق سورج کی حرکتِ اولیہ کے ساتھ جو تمام حرکات سے سریع تر ہوتی ہے۔ جب سورج اپنے فلک میں حرکتِ خاصہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے قرآن کریم سورۃ الفرقان آیت ۶۲

وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ أَرَادَ أَن يَذَّكَّرَ أَوْ أَرَادَ شُكُورًا (اور وہ ایسا ہے جس نے رات اور دن کو ایک دوسرے کا جانشین بنایا۔ یہ سب دلائل اس شخص کے لیے ہیں جو سوچنے سمجھنے کا ارادہ رکھتا ہو یا شکر بجالانا چاہتا ہو۔)

یہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کے بعد آتا ہے ایک جاتا ہے تو دوسرا اس کے متعاقب آتا ہے پس یہ دونوں روشنی اور اندھیرے ۔ زیادت ونقصان (کمی بیشی) میں ایک دوسرے کے بعد آتے ہیں ۔ پس جس کا عمل ایک میں فوت ہو گیا وہ اس کو دوسرے میں قضاء کرے اور معنی یہ ہے کہ ذکر کرے زبان کے ساتھ قلب کے ساتھ ، یا اپنے رب کی نعمتوں کا شکریہ ادا کرے ۔ جسم اور اعضاء وجوارح کے ساتھ ۔

تو اس آیت سے معلوم ہوا کہ یوم اور لیل جو (سورج کی) حرکت اولیہ کے ساتھ متعلق ہیں وہی متعین ہیں ذکر اور شکر کے لیے ۔

اور روزہ بھی شکر میں داخل ہے ۔ کیونکہ روزہ دار اپنے بدن کو محفوظ رکھتا ہے ۔ ترک غذا سے اللہ تعالیٰ کے لیے ۔

(۲) دوسری وجہ یہ ہے کہ نماز اس لیے فرض قرار دی گئی ہے کہ بندہ اپنے پیدا کرنے والے کی طرف تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد (ساعۃً فساعۃً) متوجہ ہوتا ہے اور اس کی عبادت کرتا ہے ۔ حتیٰ کہ اس توجہ اور عبادت کا رنگ اس کی روح اور نفس پر پوری طرح چھا جائے اور اس سے غفلت اور بدمستی کا رنگ دور ہو جائے ۔ تو یہ بات اگر سال میں صرف پانچ مرتبہ واقع ہوگی تو وہ روح اور جسم پر اصلاً مؤثر نہ ہوگی ۔ بلکہ وہ اس روحانیت کے اثر کو بالکل فراموش کر دے گا ۔

اسی طرح ایک روزے کے افطار کا امتداد چھ ماہ تک دراز ہو جائے تو اس خطۂ ارض کے باشندوں کے لیے تکلیف مالایطاق ہوگی ۔ اتنی لمبی مدت تک کھانے سے رُک جانا عادۃً مہلک ہے ۔ حالانکہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ۔

لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا (بقرہ ۲۸۶) (اللہ تعالیٰ کسی شخص کو تکلیف نہیں دیتا مگر اس کی بساط کے موافق)

نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ۔ روزہ کی فرضیت کے ذکر کرنے کے بعد

کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۳﴾ اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ط (بقرہ ۱۸۳ ، ۱۸۴)

(جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر روزہ فرض کیا گیا تھا اس امید پر کہ تم پرہیزگار ہو جاؤ ۔ گنتی کے چند دنوں میں روزہ رکھا کرو)

تو ظاہر ہے کہ دنوں کا شمار کرنا اور گننا ایک مہینہ میں یقیناً وہ ایک ماہ سے عرف میں کم ہوگا ۔ چنانچہ عرف میں "ایام شہر" مہینے کے دنوں کو کہتے ہیں ۔ اور اس طرح شمار کرتے ہیں ۔ ایک دن ، دو دن

تین دن۔ چار دن۔

اور جب مہینے سے تجاوز کرتے ہیں تو پھر ایک ماہ دو ماہ تین ماہ۔ ڈھائی ماہ شمار کرتے ہیں۔ ایام کو شمار نہیں کرتے۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ روزہ کبھی بھی ایک ماہ سے زائد نہیں ہوسکتا۔ چہ جائیکہ چھ ماہ تک دراز ہو جائے۔

متکلف فقہاء کا شبہ

بعض متکلف فقہاء نے اس مقام پر یہ شبہ وارد کیا ہے کہ اصول فقہ کی کتابوں میں صلوٰۃ و صوم کا سبب وجوب وقت قرار دیا گیا ہے۔ اور ارض تسعین میں ان کا وقت ہی نہیں۔ یعنی ہر روز طلوع۔ زوال۔ غروب ہی نہیں۔ تو پھر نماز اور روزہ کس طرح سبب کے یعنی وقت کے بغیر متحقق ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ ہر چیز اپنے سبب سے ہی واجب ہوا کرتی ہے۔

جواب

یہ ہے کہ وقت کے سبب ہونے سے مراد ہے وقت سبب وجود ہے۔ یعنی علامت ہے ان کے وجود کے لیے۔ ورنہ اصلی سبب وجوب صوم و صلوٰۃ کا وہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا حکم ہے۔ ایک خاص حکمت کی وجہ سے۔ تو نماز کے سلسلہ میں سبب حقیقۃً وہ خالق تعالیٰ کے ذکر و فکر کے ساتھ تنبہ ہے۔ اور اس کی یاد سے غفلت کو دور کرنا ہے۔ اور روزہ کے اندر کسر نفس اور ہضم نفس ہے۔ مالوفات کے ترک کرنے سے ایک طویل مدت تک (بقول شاہ ولی اللہؒ صوم کسر شہوت تضعیف قوت بہیمیہ قہر طبیعت تصقیل روح تکفیر خطایا ہے)۔ اور یہ اسباب نوع انسانی کے ساتھ لازم ہیں۔ وہ جہاں بھی ہوں اور جس حال میں ہوں۔

وجوب صوم و صلوٰۃ کی ایک اور وجہ

شرع شریف میں آسانی تیسیر کا قانون مسلم ہے۔ (اَلدِّیْنُ یُسْرٌ وغیرہ) اس سے بھی نماز و روزہ کے حکم کا استخراج کیا جا سکتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جب دن چھ ماہ کا لمبا ہو اور اسی طرح رات بھی اتنی دراز ہو تو عادت میں محال ہے اتنے لمبے عرصے تک کوئی آدمی بیدار ہی رہے۔ اور کام کاج اور حاجات میں مشغول رہے۔ اتنی مدت تک مسلسل یا اتنے عرصہ تک بلا حس و حرکت سویا ہی رہے۔ جبلت بشریت اس چیز کو تسلیم نہیں کرتی بلکہ ضروری ہے کہ اس مدت میں تفریق کی جائے۔ اور کچھ وقت استراحت اور نوم کے لیے ٹھہرایا جائے اور دوسرا وقت کسب و معاش کے لیے تو حقیقۃً یہی وقت اس شخص

کے حق میں یوم ہوگا۔ اور اس میں وہ دن کی نمازیں ادا کرے گا۔ اور دوسرا وقت رات ہوگا تو اس میں وہ اوّل وقت اور اوسط وقت میں رات کی نمازیں پڑھے گا۔

اور اسی طرح روزہ میں روزہ رکھے گا اور افطار بھی کرے گا۔ یہ طریق آسان ہونے کے علاوہ قواعد فقہ کے بھی مطابق ہے۔ کیونکہ عرف اور عادت کا ضرورت کے وقت بعض احکام میں اعتبار کیا جاتا ہے۔ اور قرآن کریم میں اس بات کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے۔ فرمان خداوندی ہے۔

سورۃ الانعام آیت ۹۶ پ ۔

فَالِقُ الْاِصْبَاحِ ۚ وَجَعَلَ الَّيْلَ سَكَنًا وَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ؕ (وہی صبح کی روشنی پھاڑ نکالنے والا ہے اور اسی نے رات کو موجب آرام بنایا اور حساب کے لیے سورج اور چاند کو مقرر کیا)

یعنی سورج اور چاند حساب سے چلتے ہیں وہ حساب جو ماہ و سال کے لیے معلوم ہے اس سے تجاوز نہیں کرتے یہاں تک کہ وہ اپنی انتہائی منزل طے کریں۔

نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے سورۃ القصص آیت ۷۳ پ ۲۰

وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ (اور اس خدا نے اپنی رحمت سے تمہارے لیے رات اور دن کو بنایا ہے۔ تاکہ تم رات میں آرام حاصل کرو اور دن میں اسکا فضل تلاش کرو۔ اور تاکہ تم اسکا شکر بجالاؤ)

یعنی اللہ تعالیٰ نے رات تمہارے سکون و استراحت کے لیے اور دن کسب معاش کے لیے بنایا ہے

اس سے معلوم ہوا کہ رات حقیقۃً استراحت کے لیے ہے۔ جس کیفیت میں بھی ہو۔ اور دن اس کا فضل تلاش کرنے کے لیے یعنی تلاش معاش کے لیے جس کیفیت میں بھی ہو۔ اور یہ بات طلوع شمس و قمر یا ان کے غروب پر موقوف نہیں۔"

شاہ رفیع الدینؒ کا یہ رسالہ نواب صدیق حسن خانؒ کی کتاب لقطۃ العجلان مطبوعہ مطبع نظامی کانپور ۱۲۹۱ھ ص ۸۲ تا ۸۴ سے نقل کیا گیا ہے۔

والحمد للہ علیٰ ذٰلک

احقر عبد الحمید سواتی

مسئلہ اگر صبح کی نماز پڑھتے پڑھتے سورج نکل آیا تو نماز باطل ہو جائے گی۔ کیونکہ صبح کا وقت کامل ہوتا ہے اور کامل وقت میں شروع کی ہوئی نماز ناقص وقت میں ادا نہیں ہوگی۔ اور عصر کی نماز پڑھتے پڑھتے اگر سورج غروب ہو گیا تو عصر کی نماز ادا ہو جائے گی۔ کیونکہ عصر کا آخری وقت ناقص اور مکروہ ہوتا ہے جب سورج میں تغیر آ جائے۔ تو ناقص وقت میں شروع کی ہوئی ناقص وقت میں ادا ہو جائے گی۔

جمع بین الصلوٰتین یعنی دو نمازوں کو اکٹھا کرنا

جمع بین الصلوٰتین یعنی دو نمازوں کو اکٹھا کر کے پڑھنا جن احادیث میں آیا ہے۔ اس سے مراد جمع صوری ہے۔ جمع حقیقی نہیں۔

جمع صوری یہ ہے کہ پہلی نماز (ظہر یا مغرب) کو مؤخر کیا جائے اور اس کے آخری وقت میں ادا کی جائے۔ اور پھر دوسری نماز (عصر یا عشار) کو اس کے پہلے وقت میں ادا کیا جائے۔ اس طرح دونوں اکٹھی بھی ہو گئیں اور ہر ایک اپنے اپنے وقت میں بھی ادا ہوئی یہی توجیہ اقوی ہے اور اسی پر امام ابو حنیفہؒ کا عمل ہے اور فتویٰ بھی ہے۔

دو نمازوں کو جمع کرنا مثلاً ظہر عصر۔ کو ایک وقت میں اور مغرب۔ عشار کو ایک وقت میں پڑھنے کے بارہ میں فقہار کرام کا کافی اختلاف پایا جاتا ہے۔ حضرت امام شافعیؒ، مالکؒ، احمدؒ اور کچھ محدثین اس کے قائل ہیں کہ جمع بین الصلوٰتین عذر کی وجہ سے مثلاً سفر کی حالت ہو یا بارش طوفان وغیرہ ہو تو دونوں نمازوں کو ایک وقت میں پڑھنا جائز ہے۔ جمع تاخیر (یعنی ظہر کو مؤخر کر کے عصر کے ساتھ اور مغرب کو مؤخر کر کے عشار کے ساتھ) جائز ہے۔ اور اسی طرح جمع تقدیم (ظہر کے وقت میں عصر کو اور مغرب کے وقت میں عشار کو پڑھنا) بھی جائز ہے۔ اور دونوں پڑھتے وقت جمع کرنے کی نیت کرے۔ پہلی نماز کے شروع سے پہلے ہی دوسری نماز کو اکٹھا پڑھنے کی نیت ہو۔

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ۔ امام ابو حنیفہؒ اور بہت سے دیگر فقہائے کرام۔ امام نخعیؒ۔ ابن سیرینؒ۔ مکحولؒ۔ جابر بن زیدؒ۔ عمرو بن دینارؒ یہ کہتے ہیں۔ کہ دونوں نمازوں کو ایک وقت میں پڑھنا یہ بات صرف حج کے احکام میں ہے کہ عرفات میں عصر کی نماز ظہر کے ساتھ پڑھ کر وقوف کرے اور مغرب کی نماز راستہ میں نہ پڑھے۔ عشار کی نماز کے ساتھ مزدلفہ میں بیک وقت ادا کرے۔

اس کے علاوہ دو نمازوں کو بیک وقت اکٹھا کر کے پڑھنا عذر ہو یا بغیر عذر کے روا نہیں ہے

اس سلسلہ میں ایک تو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا بیان ہے۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ مَارَأَيْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم صَلّٰى صَلٰوةً قَطُّ اِلَّا لِوَقْتِهَا اِلَّا اَنَّهٗ جَمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ بِعَرَفَةَ، وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ (مصنف عبدالرزاق ص۵۵۱/۲ نسائی ص۴۲/۲ اکبیری ص۵۴۰)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ آپ نے کبھی بھی کوئی نماز بغیر وقت کے پڑھی ہو۔ سوائے اس کے کہ آپ نے ظہر اور عصر کو (ظہر کے وقت میں) عرفات میں اکٹھا پڑھا اور مغرب اور عشاء کو (عشاء کے وقت میں) مزدلفہ میں اکٹھا پڑھا۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس سلسلہ میں کسی صحیح اور درجہ اوّل کی حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز کو ظہر کی نماز کے وقت میں ادا کیا ہو۔ اور اسی طرح عشاء کی نماز کو مغرب کے وقت ادا کیا ہو۔

جن روایات میں جمع تقدیم کا ذکر ہے۔ وہ درجہ دوم اور سوم کی کمزور اور منکر بلکہ بعض موضوع روایات ہیں۔ اور پھر امام ابوحنیفہؒ کہتے ہیں کہ جمع بین الصلوتین کی ایک ایسی صورت بھی ہے۔ جس میں تمام روایات میں تطبیق بھی ہو جاتی ہے۔ اور اشکال بھی نہیں پیدا ہوتا۔ یعنی "جمع صوری" جس کو جمع فعلی بھی کہتے ہیں۔ اور اس کی صورت یہ ہے۔ کہ پہلی نماز کو مؤخر کیا جائے۔ اور اس کے آخری وقت میں ادا کیا جائے اور اس سے فارغ ہونے کے بعد دوسری نماز کا وقت ہو جاتا ہے۔ اس لیے اس کے ساتھ اس کو بھی پڑھ لیا جائے۔ بظاہر یہ اکٹھی بھی ہیں اور ہر ایک نماز اپنے وقت پر بھی ادا ہو گی۔ اور یہی بات حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی اس روایت سے بھی متبادر ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم بِالْمَدِيْنَةِ ثَمَانِيًا جَمِيْعًا وَّسَبْعًا جَمِيْعًا اَخَّرَ الظُّهْرَ وَعَجَّلَ الْعَصْرَ وَاَخَّرَ الْمَغْرِبَ وَعَجَّلَ الْعِشَاءَ۔ (نسائی ص۹۸/۱)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (ظہر اور عصر کی) آٹھ رکعات اکٹھی پڑھیں اور (مغرب و عشاء کی) سات رکعات اکٹھی پڑھیں آپ نے ظہر کو (آخر وقت تک) مؤخر کیا اور عصر کو (ابتدائی وقت میں) جلدی پڑھا اور مغرب کو (آخر وقت تک) مؤخر کیا اور عشاء کو (ابتدائی وقت میں) جلدی پڑھا

اور اس طرح قرآن کریم کی اس نص قطعی کے خلاف بھی نہیں ہوگا۔ جس میں ہے۔

اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتۡ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ کِتٰبًا مَّوۡقُوۡتًا ﴿۱۰۳﴾ (النساء پ۵)

بے شک اللہ تعالٰے نے نماز مومنین پر بقید وقت فرض قرار دی ہے۔

اس سلسلہ میں جو حضرات ان نمازوں کو جمع حقیقی پر محمول کرتے ہیں ان کے لیے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی صحیح روایت شدید اشکال کا باعث بنی ہے کہ۔

۱۔ صَلّٰی رَسُوۡلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الظُّھۡرَ وَالۡعَصۡرَ جَمِیۡعًا وَالۡمَغۡرِبَ وَالۡعِشَآءَ جَمِیۡعًا فِیۡ غَیۡرِ خَوۡفٍ وَّلَا سَفَرٍ (مسلم ج۱ ص۲۴۶)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں بغیر خوف و سفر کے ظہر عصر اور مغرب۔ عشاء کو جمع کر کے پڑھا۔

۲۔ عَنِ ابۡنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ جَمَعَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بَیۡنَ الظُّھۡرِ وَالۡعَصۡرِ وَالۡمَغۡرِبِ وَالۡعِشَآءِ بِالۡمَدِیۡنَۃِ فِیۡ غَیۡرِ خَوۡفٍ وَّلَا مَطَرٍ (مسلم ج۱ ص۲۴۶، نسائی ج۱ ص۹۹)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کو مدینہ میں بغیر خوف اور بارش کے جمع کر کے پڑھا۔

کیونکہ اس روایت میں صاف تصریح ہے کہ مدینہ طیبہ میں سفر خوف اور بارش یا کسی عذر کے بغیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو نمازوں کو اکٹھا ادا فرمایا (عمرو بن دینار عَنۡ ابی شعثاء) جابرؓ کی روایت میں یہ آتا ہے۔

"قُلۡتُ یَا اَبَا الشَّعۡثَاءِ اَظُنُّہٗ اَخَّرَ الظُّھۡرَ وَعَجَّلَ الۡعَصۡرَ وَاَخَّرَ الۡمَغۡرِبَ وَعَجَّلَ الۡعِشَآءَ قَالَ اَنَا اَظُنُّ ذٰلِکَ (مسلم ج۱ ص۲۴۶، بخاری ج۱ ص۱۵۶)

میں نے کہا اے ابوشعثاء! میں یہ سمجھتا ہوں کہ انہوں نے ظہر کو مؤخر کیا اور عصر کی نماز کو جلدی پڑھا اور مغرب کو مؤخر کیا عشاء کی نماز کو جلدی پڑھا۔ ابوشعثاء (جابر بن زیدؒ) نے کہا میں بھی یہی سمجھتا ہوں۔

پھر جب عبداللہ بن عباسؓ سے دریافت کیا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیوں کیا تھا تو انہوں نے کہا۔

"فَقَالَ اَرَادَ اَنْ لَّا يُحْرِجَ اَحَدًا مِّنْ اُمَّتِهٖ (مسلم صـ ۲۴۶/۱ج)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارادہ کیا کہ آپ کی امت میں سے کوئی حرج میں مبتلا نہ ہو۔

تاکہ امت کے لیے آسانی ہو بعض اوقات ایسے اجتماعی امور درپیش ہوتے ہیں۔ ان میں نماز میں تاخیر ہو جاتی ہے۔ اس لیے ایک نماز کو آخری وقت میں پڑھنا اور دوسری کو اس کے ابتدائی وقت میں پڑھنے سے آسانی بھی ہوتی ہے۔ اور اشکال بھی پیدا نہیں ہوتا۔ اس کے برخلاف دوسرا مطلب اخذ کرنے کی صورت میں ایک صحیح حدیث کو بلا وجہ ترک کرنا پڑتا ہے چنانچہ امام ترمذیؒ نے کتاب العلل میں لکھا ہے کہ محدثین کے اتفاق سے عبداللہ بن عباسؓ کی یہ حدیث۔

اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ بِالْمَدِيْنَةِ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ مِنْ غَيْرِ خَوْفٍ وَّلَا سَفَرٍ وَّلَا مَطَرٍ (کتاب العلل لمحقہ ترمذی صـ ۵۵۹)

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر عصر اور مغرب عشاء کو مدینہ منورہ میں خوف سفر اور بارش کے بغیر جمع کیا۔

ناقابل عمل ہے۔ اور اس کو معلول قرار دیا ہے۔ حالانکہ جمع صوری والے معنی پر حدیث کو محمول کرنے سے کسی قسم کا اشکال نہیں رہتا اور حدیث پر عمل بھی ہو جاتا ہے۔

اس سلسلہ میں حضرت امام ابو حنیفہؒ کا مسلک نہایت قوی ہے۔ اور نصوص قرآن اور صحیح احادیث پر عمل کرنے کی بہتر صورت ہے جو لوگ اس کے خلاف بے جا اصرار یا بعید تاویلات کرتے ہیں وہ کوئی بہتر تاویل نہیں کرتے

نماز جمعہ کا وقت جمعہ کا وقت ظہر کا وقت ہی ہے۔

نماز عیدین کا وقت نماز عیدین کا وقت جب آفتاب اچھی طرح نکل آئے تو اس کے بعد شروع ہو جاتا ہے اور دوپہر تک رہتا ہے۔ (ہدایہ صـ ۱۱۹/۱ج، شرح نقایہ صـ ۱۲۸/۱ج)

ا۔ خَرَجَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُسْرٍ صَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ النَّاسِ فِيْ يَوْمِ عِيْدِ فِطْرٍ اَوْ اَضْحٰى فَاَنْكَرَ اِبْطَاءَ الْاِمَامِ فَقَالَ اِنَّا كُنَّا قَدْ فَرَغْنَا سَاعَتَنَا هٰذِهٖ وَذٰلِكَ

حضرت عبداللہ بن بسرؓ لوگوں کے ساتھ نکلے عید الفطر یا عید الاضحیٰ میں اور انہوں نے امام کی تاخیر پر نکیر کیا اور کہا کہ ہم تو اس وقت نماز سے فارغ ہو جاتے تھے اور وہ نماز (اشراق) کا وقت ہوتا تھا

حِيْنَ التَّسْبِيْحِ (ابوداود ص۱۶۱ ج۱، ابن ماجہ ص۹۳، مستدرک حاکم ص۲۹۵ ج۱)

۲۔ عُمَيْرُ بْنُ اَنَسٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُمُوْمَتِيْ (اِلٰى اَنْ قَالُوْا) فَجَآءَ رَكْبٌ مِّنْ اٰخِرِ النَّهَارِ فَشَهِدُوْا عِنْدَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم اَنَّهُمْ رَاَوُا الْهِلَالَ بِالْاَمْسِ فَاَمَرَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَنْ يُّفْطِرُوْا وَاَنْ يَّخْرُجُوْا اِلٰى عِيْدِهِمْ مِنَ الْغَدِ

(ابن ماجہ ص۱۱۹، نسائی ص۲۳۱ ج۱، ابوداود ص۱۶۴ ج۱)

حضرت عمیرؒ کہتے ہیں میرے چچاؤں نے بتایا ایک جماعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی دن کے آخری حصہ میں اور انہوں نے گواہی دی کہ ہم نے رات کو چاند دیکھا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ افطار کرلیں۔ اور دوسرے دن نماز کے لیے عیدگاہ کی طرف جائیں۔

مسئلہ جب امام خطبہ پڑھے (خواہ جمعہ۔ عید یا حج کا خطبہ ہو) اس وقت نماز پڑھنی مکروہ ہے۔

(ہدایہ ص۱۱ ج۱، عالمگیری ص۱۵۶ ج۱)

۱۔ عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ مَالِكٍ الْقُرَظِيِّ قَالَ اَدْرَكْتُ عُمَرَؓ وَعُثْمَانَؓ فَكَانَ الْاِمَامُ اِذَا خَرَجَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ تَرَكْنَا الصَّلٰوةَ فَاِذَا تَكَلَّمَ تَرَكْنَا الْكَلَامَ

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۲۴ ج۱)

حضرت ثعلبہ بن مالک قرظیؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کا دور پایا ہے جب امام جمعہ کے دن (خطبہ و نماز کے لیے) نکلتا تھا۔ تو ہم لوگ نماز پڑھنی ترک کردیتے تھے اور جب وہ امام کلام (خطبہ) شروع کرتا تھا تو ہم لوگ کلام کرنا بند کردیتے تھے۔

۲۔ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ عُمَرَ اَنَّهُمَا كَانَا يَكْرَهَانِ الصَّلٰوةَ وَالْكَلَامَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ بَعْدَ خُرُوْجِ الْاِمَامِ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۲۴ ج۱)

حضرت عطاءؒ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ دونوں امام کے خطبہ کے لیے نکلنے کے وقت نماز اور کلام کو مکروہ خیال کرتے تھے۔ جمعہ کے دن

۳۔ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ وَجَبَ الْاِنْصَاتُ فِيْ اَرْبَعِ مَوَاطِنَ الْجُمُعَةِ وَالْفِطْرِ وَالْاَضْحٰى وَالْاِسْتِسْقَاءِ

مجاہدؒ حضرت ابن عباسؓ سے نقل کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ چار جگہوں میں خاموشی واجب ہے۔ جمعہ عید الفطر، عید الاضحیٰ اور استسقاء میں

(مصنف عبد الرزاق ص ۲۸۳/۳) (خطبوں کے دوران)

۴- عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قُلْتُ لِعَطَاءٍ أَيَذْكُرُ اللهَ الْإِنْسَانُ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ يَوْمَ عَرَفَةَ أَوْ يَوْمَ فِطْرٍ وَهُوَ يَعْقِلُ قَوْلَ الْإِمَامِ قَالَ لَا كُلُّ عِيدٍ فَلَا يَتَكَلَّمُ فِيهِ

حضرت ابن جریجؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عطاءؒ سے کہا کیا کوئی شخص اللہ تعالیٰ کا ذکر کر سکتا ہے؟ جب کہ امام خطبہ دے رہا ہو۔ عرفہ یا عید الفطر کے دن اور وہ امام کی بات بھی سمجھ رہا ہو۔ تو انہوں نے کہا کہ نہیں کسی عید میں بھی کلام نہ کرے (یعنی خطبہ کے دوران)

(مصنف عبد الرزاق ص ۲۸۲/۳)

مسئلہ عیدین کی نماز سے قبل عید گاہ میں اور گھر میں بھی نماز نفل مکروہ ہے۔ اور عید کی نماز ادا کرنے کے بعد عید گاہ میں مکروہ ہے۔ گھر میں واپس آکر پڑھ لے تو جائز ہے (ہدایہ ص ۱۸/۱، کبیری ص ۲۶۵، شرح نقایہ ص ۱۲۸/۱)

۱- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمَ الْفِطْرِ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کے دن نکلے اور دو رکعت نماز پڑھی نہ اس سے پہلے کوئی نماز پڑھی اور نہ اس کے بعد

(بخاری ص ۱۳۵/۱، مسلم ص ۲۹۱/۱، ابو داود ص ۱۶۴/۱، نسائی ص ۲۲۵/۱، ابن ماجہ ص ۹۲)

۲- عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ لَيْسَ مِنَ السُّنَّةِ الصَّلَاةُ قَبْلَ خُرُوجِ الْإِمَامِ يَوْمَ الْعِيدِ

حضرت ابو مسعودؓ کہتے ہیں یہ سنت نہیں کہ نماز پڑھی جائے امام کے نکلنے سے پہلے عید کے دن

(نسائی ص ۲۳۲/۱، مجمع الزوائد ص ۲۰۲/۱ بحوالہ الطبرانی فی الکبیر)

۳- ابْنِ مَسْعُودٍ وَحُذَيْفَةُ كَانَا يَنْهَيَانِ النَّاسَ أَوْ قَالَ يُجْلِسَانِ مَنْ يَرَيَاهُ يُصَلِّي قَبْلَ خُرُوجِ الْإِمَامِ

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ اور حضرت حذیفہؓ دونوں حضرات لوگوں کو منع کرتے تھے جو امام کے نکلنے سے پہلے نماز پڑھتا تھا یا اس کو بٹھا دیتے تھے۔

(مجمع الزوائد ص ۲۰۲/۲ بحوالہ الطبرانی فی الکبیر)

۴- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ كَرِهَ الصَّلَاةَ قَبْلَ الْعِيدِ۔

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ وہ عید کی نماز سے پہلے نوافل پڑھنے کو مکروہ خیال کرتے تھے۔

(بخاری ص ۲۲۵/۱)

اوقاتِ مکروہہ

مسئلہ بعد فجر یعنی طلوع صبح صادق کے بعد سنت مؤکدہ کے علاوہ نفل پڑھنا مکروہ ہے۔ جب تک آفتاب ایک نیزہ یا سوا نیزہ کے برابر بلند نہ ہو جائے۔ اسی طرح عصر کے بعد غروب آفتاب تک بھی نفل مکروہ ہیں۔ (ہدایہ ص۵۳ ج۱، شرح نقایہ ص۵۷ ج۱، کبیری ص۲۳۸)

۱۔ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يُصَلِّيْ فِيْ اِثْرِ كُلِّ صَلٰوةٍ مَّكْتُوْبَةٍ رَكْعَتَيْنِ اِلَّا الْفَجْرَ وَالْعَصْرَ (ابوداؤد ص۱۸۱ ج۱، مسند احمد ص۱۴۴ ج۱)

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر فرض کے بعد (بطور نفل) دو رکعت پڑھتے تھے سوائے فجر اور عصر کے۔

۲۔ عَنْ عُمَرَ رض اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عليه وسلم قَالَ لَا صَلٰوةَ بَعْدَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَلَا صَلٰوةَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ (مسلم ص۲۷۵ ج۱، ابوداؤد ص۱۸۱ ج۱، ترمذی ص۵۳)

حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صبح کی نماز کے بعد کوئی (نفل) نماز نہیں یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے اور عصر کی نماز کے بعد بھی کوئی (نفل) نماز نہیں۔ یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے۔

۳۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رض اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم نَهٰى عَنِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَعَنِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ۔ (مسلم ص۲۷۵ ج۱)

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ عصر کے بعد نماز (نفل) پڑھی جائے جب تک سورج غروب نہ ہو جائے۔ اور صبح کی نماز کے بعد جب تک سورج طلوع نہ ہو جائے

۴۔ اِبْنِ عُمَرَ قَالَ لِيُبَلِّغْ شَاهِدُكُمْ غَائِبَكُمْ لَا صَلٰوةَ بَعْدَ الْفَجْرِ اِلَّا سَجْدَتَيْنِ (ابوداؤد ص۱۸۱ ج۱، ترمذی ص۵۸)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں، تم سے جو حاضر ہے وہ غائبوں تک یہ بات پہنچا دے کہ طلوع فجر کے بعد کوئی (نفل) نماز نہ پڑھے سوائے فجر کی دو سنتوں کے

مسئلہ عین طلوع آفتاب اور استوار اور عین غروب کے وقت کوئی نماز مثلاً فرض۔ قضاء جنازہ سجدۂ تلاوت جائز نہیں۔ مکروہ تحریمی ہے (ہدایہ ص ۵۲ ج ۱، شرح نقایہ ص ۵۶ ج ۱، کبیری ص ۲۳۶)

عُقْبَۃَ بْنَ عَامِرِ الْجُهَنِيِّ يَقُوْلُ ثَلَاثُ سَاعَاتٍ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَنْهَانَا أَنْ نُصَلِّيَ فِيْهِنَّ أَوْ أَنْ نَقْبُرَ مَوْتَانَا حِيْنَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ بَازِغَةً حَتّٰى تَرْتَفِعَ وَحِيْنَ يَقُوْمُ قَائِمُ الظَّهِيْرَةِ حَتّٰى تَمِيْلَ الشَّمْسُ وَحِيْنَ تَضَيَّفُ الشَّمْسُ لِلْغُرُوْبِ حَتّٰى تَغْرُبَ (مسلم ص ۲۷۶ ج ۱، ترمذی ص ۱۶۷)

حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی کہتے ہیں کہ تین اوقات ایسے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو منع کرتے تھے کہ ہم ان میں نماز پڑھیں یا مُردوں کو دفن کریں۔ (نماز جنازہ پڑھنا مراد ہے) جب سورج طلوع ہوتا ہے جب تک کہ بلند نہ ہو جائے اور جب دوپہر کے وقت استوار کا وقت ہوتا ہے۔ جب تک سورج ڈھل نہ جائے۔ اور جب سورج غروب ہوتا ہے

وَقَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ مَعْنٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ أَوْ أَنْ نَقْبُرَ فِيْهِنَّ مَوْتَانَا يَعْنِي الصَّلٰوةَ عَلَى الْجَنَازَةِ وَكَرِهَ الصَّلٰوةَ عَلَى الْجَنَازَةِ عِنْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَعِنْدَ غُرُوْبِهَا وَإِذَا انْتَصَفَ النَّهَارُ حَتّٰى تَزُوْلَ الشَّمْسُ (ترمذی ص ۱۶۷)

حضرت عبداللہ بن مبارک رح کہتے ہیں کہ مُردوں کو قبر میں داخل کرنے سے مراد نماز جنازہ ہے کیونکہ نماز جنازہ بھی طلوع غروب اور استوار کے وقت مکروہ ہے۔

مسئلہ عصر اور مغرب کے درمیان سورج کے متغیر ہونے سے پہلے سجدہ تلاوت۔ نماز جنازہ۔ قضا فرض اور وتر جائز ہیں۔ نوافل مکروہ ہیں۔

مسئلہ صبح صادق کے بعد طلوع آفتاب تک۔ عصر کے بعد غروب آفتاب تک۔ اقامت کے وقت۔ خطبۂ جمعہ کے وقت۔ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن۔ طلوع آفتاب سے عید کی نماز ادا کرنے تک اور کسی نماز کا وقت اگر تنگ ہو جائے۔ تو ان سب صورتوں میں فرض کے سوا سب نفل مکروہ ہیں۔

مسئلہ عرفات و مزدلفہ میں جمع بین الصلوٰتین کے درمیان کے وقت نفل مکروہ ہیں (ہدایہ ص ۱۸۲، ۱۸۴ ج ۱)

۱۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِؓ مَرْفُوْعًا ثُمَّ اَذَّنَ ثُمَّ اَقَامَ فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ اَقَامَ فَصَلَّى الْعَصْرَ وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا شَيْئًا (مسلم ص۳۹۷ ج۱)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ پھر اذان پکاری اور پھر اقامت اور ظہر کی نماز پڑھی۔ پھر اقامت کہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز پڑھی۔ اور ان کے درمیان کوئی نماز نہیں پڑھی۔

۲۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَؓ قَالَ جَمَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ لَيْسَ بَيْنَهُمَا سَجْدَةٌ (مسلم ص۴۱۷ ج۱، بخاری ص۲۲۷ ج۱) وَفِيْ رِوَايَةِ الْبُخَارِيِّ وَلَا عَلٰى اِثْرِ كُلِّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُمَا۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب اور عشار کی نماز مزدلفہ میں اکٹھی پڑھی۔ اور ان کے درمیان کوئی نماز (سنت نفل وغیرہ) نہیں پڑھی۔ اور بخاری کی روایت یہ ہے کہ ان دونوں نمازوں کے بعد بھی کوئی نماز نہیں پڑھی۔

۳۔ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍؓ مَرْفُوْعًا ثُمَّ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَصَلّٰى وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا (بخاری ص۲۲۷ ج۱)

حضرت اسامہ بن زیدؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ پھر اقامت پڑھی گئی اور پھر آپ نے نماز پڑھی اور ان کے درمیان کوئی نفل وغیرہ نہیں پڑھے۔

اوقات متبرکہ

اللہ تعالیٰ اگرچہ زمان سے بلند ہے۔ جس طرح مکان اور تمام مادی اور حسی اشیار سے بلند و بالا ہے لیکن کثرت سے احادیث میں اور روایات میں وارد ہوا ہے کہ بعض اوقات اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے بہت قریب ہوتا ہے۔ اور بعض اوقات بندوں کے اعمال اس کے حضور پیش ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بعض اوقات بعض حادثات کا فیصلہ فرماتا ہے۔ اگرچہ ان امور کی حقیقت اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

۱۔ يَنْزِلُ رَبُّنَا كُلَّ لَيْلَةٍ اِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا حِيْنَ يَبْقٰى ثُلُثُ اللَّيْلِ (مسلم ص۲۵۸ ج۱)

ہمارا رب تعالیٰ ہر رات آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے خاص تجلی فرماتا ہے جب رات کا ایک تہائی حصہ رہ جاتا ہے۔

۲۔ تُعْرَضُ الْاَعْمَالُ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَالْخَمِیْسِ (ترمذی ص۱۳۹) — بندوں کے اعمال پیر اور جمعرات کے دن پیش کیے جاتے ہیں۔

وَقَالَ فِیْ لَیْلَۃِ نِصْفِ شَعْبَانَ — اور نصف شعبان کی رات کے بارہ میں فرمایا۔

۳۔ اِنَّ اللّٰہَ لَیَطَّلِعُ فِیْھَا۔ وَیَنْزِلُ فِیْھَا اِلَی السَّمَآءِ الدُّنْیَا (ترمذی ص۱۳۰، ابن ماجہ ص۹۹) — بے شک اللہ تعالیٰ خاص توجہ فرماتا ہے اور تجلی فرماتا ہے۔ آسمان دنیا کی طرف۔

یقیناً کچھ اوقات زمانے کے ایسے ہیں جن میں روحانیت پھیل جاتی ہے زمین میں اور قوت مثالیہ سرایت کر جاتی ہے۔

(ا) اور ان اوقات سے کوئی وقت زیادہ اقرب نہیں جس میں طاعت قبول ہو اور دعائیں مقبول ہوں۔

(ب) ان میں سے بعض اوقات سالوں (برسوں) کی گردش سے گردش کرتے ہیں جیسا کہ قرآن پاک میں ہے۔

اِنَّآ اَنْزَلْنٰہُ فِیْ لَیْلَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ اِنَّا کُنَّا مُنْذِرِیْنَ ۝۳ فِیْھَا یُفْرَقُ کُلُّ اَمْرٍ حَکِیْمٍ ۝۴ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا اِنَّا کُنَّا مُرْسِلِیْنَ ۝۵ (سورۃ الدخان پ۲۵) — (اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے) بے شک ہم نے اس قرآن کو ایک مبارک رات میں نازل کیا ہے۔ بیشک ہم ڈرانے والے ہیں۔ اس رات میں ہر محکم معاملہ فیصل کیا جاتا ہے ہمارے حکم سے بے شک ہم ہی رسولوں کو بھیجنے والے ہیں۔

(اور یہ گھڑی رمضان میں ہوتی ہے)

(ج) اور بعض گھڑیاں ہفتوں کی گردش سے پھرتی ہیں، یہ گھڑی بہت مختصر ہوتی ہے۔ اس میں اطاعت اور دعا کی قبولیت کا موقع زیادہ ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ گھڑی جمعہ کے دن ہوتی ہے۔ اور اس یوم میں حوادث عظیمہ بھی وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق بھی اسی دن ہوئی ہے اور بہائم بھی بلا ساقل اس گھڑی کے بارے میں کچھ حاصل کر لیتے ہیں۔ اور دہشت زدہ اور مرعوب ہو جاتے ہیں۔ جس طرح کہ خوفناک آواز سننے کے بعد۔

(د) اور بعض اوقات یہ گھڑیاں یوم کی گردش سے پھرتی ہیں۔ ان اوقات کی روحانیت دوسری ساعات سے کمزور ہوتی ہے۔ ملاء اعلیٰ سے علوم حاصل کرنے والوں کا اس پر اتفاق ہے جس کو انہوں نے اپنے ذوق سے معلوم کیا ہے۔ کہ یہ چار گھڑیاں ہوتی ہیں۔ طلوع شمس سے کچھ

پہلے استوا سے کچھ بعد، غروب کے بعد، اور نصف شب سے سحر تک۔ ان اوقات میں اور ان سے کچھ قبل اور کچھ بعد روحانیت پھیل جاتی ہے۔ اور برکت ظاہر ہوتی ہے۔ نصف شب میں نماز فرض نہیں قرار دی گئی۔ کہ اس میں حرج ہے۔ لیکن ترغیب بہت دلائی گئی ہے۔

۱۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِنَّ فِي اللَّيْلِ لَسَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ يَسْأَلُ اللّٰهَ فِيهَا خَيْرًا مِنْ اَمْرِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اِلَّا اَعْطَاهُ اِيَّاهُ (مسلم ص ۲۵۸/۱)

حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ بے شک رات میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ جو عبد مسلم اس میں اللہ تعالے سے جو بہتری دنیا و آخرت کے معاملہ کی مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اسکو عطا فرماتا ہے (اور ایسا ہر شب ہوتا ہے)

۲۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَفْضَلُ الصَّلٰوةِ نِصْفُ اللَّيْلِ وَقَلِيْلٌ فَاعِلُهُ (بیہقی ص ۴/۳)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا افضل نماز نصف شب میں ہوتی ہے اور بہت کم لوگ ہیں اسکے پڑھنے والے یا یہ عمل کرنے والے۔

۳۔ وَسُئِلَ اَيُّ الدُّعَاءِ اَسْمَعُ قَالَ جَوْفُ اللَّيْلِ (ترمذی ص ۵۰۳)

آپ سے سوال کیا گیا کہ حضرت کون سی دعا زیادہ افضل ہے آپ نے فرمایا جو رات کے وسط میں ہوتی ہے۔

۴۔ وَقَالَ فِي سَاعَةِ الزَّوَالِ "اِنَّهَا سَاعَةٌ تُفْتَحُ فِيهَا اَبْوَابُ السَّمَاءِ فَاُحِبُّ اَنْ يَّصْعَدَ لِي فِيهَا عَمَلٌ صَالِحٌ" (ترمذی ص ۹۵)

اور آپ نے فرمایا زوال کی گھڑی کے بارہ میں یہ ایسی گھڑی ہے اس میں آسمان (رحمت) کے دروازے کھل جاتے ہیں اور میں پسند کرتا ہوں کہ اس وقت میرا نیک عمل اوپر جائے۔

۵۔ يَتَعَاقَبُونَ فِيكُمْ مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ وَيَجْتَمِعُونَ فِي صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَالْعَصْرِ (مسلم ص ۲۲۷/۱)

آگے پیچھے آتے ہیں تمہارے درمیان رات کے فرشتے اور دن کے فرشتے (اور اکٹھے ہوتے ہیں صبح اور عصر کی نماز میں۔)

۶۔ وَقَالَ مَلٰئِكَةُ النَّهَارِ تَصْعَدُ اِلَيْهِ قَبْلَ مَلٰئِكَةِ اللَّيْلِ وَمَلٰئِكَةُ اللَّيْلِ تَصْعَدُ اِلَيْهِ قَبْلَ مَلٰئِكَةِ النَّهَارِ

اور آپ نے فرمایا کہ دن کے ملائکہ چڑھتے ہیں اس کی طرف رات کے ملائکہ سے پہلے اور رات کے ملائکہ چڑھتے ہیں دن کے ملائکہ سے پہلے۔

(۳) توجہ الی اللہ کے لیے وہ وقت زیادہ موزوں و مناسب ہوگا جبکہ انسان طبعی تشویشات سے خالی ہو

بھوک (جوع مفرط) وغیرہ کا زیادہ ہونا۔ یا پیٹ کا زیادہ پُر (شبع مفرط) ہونا۔ اور غلبہ نعاس (اُونگھ) نوم (نیند) تھکاوٹ۔ بول و براز کا زیادہ تقاضا (حاقب و حاقن) نہ ہو۔ اور نیز خیالی تشویشات سے بھی خالی ہو۔ اور صورتوں سے جو مشوش ہوتی ہیں۔ خالی ہو۔ جیسا کہ مثلاً کان اراجیف (بیہودہ باتوں) سے بھرے ہوں اور نگاہیں مختلف رنگوں اور صورتوں سے جو مشوش ہوتی ہیں خالی ہوں۔

(س) ادا اطاعت کا وہ وقت ہونا چاہیے جو کسی نعمت کو یاد دلانے والا ہو۔ جیسا کہ یوم عاشورا اور رمضان جس میں قرآن کریم نازل کیا گیا ہے۔

یا وہ وقت انبیاء علیہم السلام کی اطاعت کو یاد دلانے والا ہو۔ جیسا کہ یوم الاضحیٰ یا اس وقت میں طاعت موجب تعظیم بعض شعائر دین ہو۔ جیسا کہ عید الفطر تعظیم شان رمضان کے لیے۔

وقت کیا چیز ہے

؎ جن بلاؤں کو میرؔ سنتے تھے ان کو اس روزگار میں دیکھا (میر تقی میرؔ)

؎ جہاں کو فتنے سے خالی کبھو نہیں پایا ہمارے وقت تو آفت زمانہ ہوا ”

؎ ہر روز معمورہ دنیا میں خرابی ہے ظفرؔ ایسی بستی کو ویرانہ بنایا ہوتا (ظفرؔ)

وقت

؎ خورشید بہ دامانم انجم بگریبانم در من نگری ہیچم در خود نگری جانم

در شہر و بیابانم در کاخ شبستانم من دردم و درمانم۔ من عشق فراوانم

من تیغ جہاں سوزم من چشمۂ حیوانم

چنگیزی و تیموری مشتے ز غبار من ہنگامہ افرنگی یک جستہ شرار من

انسان و جہان او ز نقش و نگار من خون جگر مردان سامان بہار من

من آتش سوزانم من روضۂ رضوانم

اندر آب و گل دریاب مقام دل گنجیدہ بہ جامے ہمیں این قلزم بے ساحل

از موج بلند تو سر بر زدہ طوفانم

(اقبالؒ)

؎ چو دی رفت و فردا نیامد بدست حساب از ہمیں یک نفس کن کہ ہست

(سعدیؒ)

مساجد اور ان کے احکام و مسائل

۱- وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا (سورۃ جن پ ۲۹، آیت ۱۸)

(اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے) اور بیشک مساجد اللہ تعالیٰ کیلیے ہیں پس اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو۔

۲- فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَیُذْكَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ یُسَبِّحُ لَهٗ فِیْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ (۳۶) رِجَالٌ لَّا تُلْهِیْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِیْتَآءِ الزَّكٰوةِ یَخَافُوْنَ یَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِیْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ (۳۷) (النور پ ۱۸)

ان گھروں میں اللہ تعالیٰ نے اجازت دی ہے کہ ان کو بلند کیا جائے ان میں اس کا نام ذکر کیا جاتا ہے تسبیح کرتے ہیں اس کے لیے ان میں صبح اور پچھلے پہر ایسے مرد کہ نہیں غافل کرتی ان کو تجارت اور سوداگری اللہ کے ذکر سے اور نماز قائم کرنے سے۔ اور زکوٰۃ ادا کرنے سے وہ خوف کھاتے ہیں اس دن سے کہ پلٹ جائیں گے اس میں دل اور آنکھیں۔

۳- وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِیَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ یُذْكَرُ فِیْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِیْرًا (پ ۱۷ الحج آیت ۴۰)

اور اگر نہ ہوتا اللہ تعالیٰ کا ہٹانا بعض لوگوں کو بعض کے ساتھ تو البتہ گرا دیے جاتے راہبوں کے کنیسے (یہود کے عبادت خانے) نصاریٰ کے گرجے مسلمانوں کی مساجد جن میں بکثرت اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے۔

(ایسی مساجد کی مذمت جن کا مقصد خدا تعالیٰ کی عبادت نہ ہو)

۴- وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِیْقًا بَیْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ وَلَیَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّا الْحُسْنٰى وَاللّٰهُ یَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ (۱۰۷)

اور وہ لوگ جنوں نے مسجد ضرار (ضرر دینے والی) بنائی اور کفر اور مومنین کے درمیان تفرق کا ذریعہ۔ اور گھات اس شخص کے لیے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے لڑ رہا ہے اس سے پہلے۔ اور البتہ یہ منافق لوگ قسمیں اٹھائیں گے کہ ہم نے نہیں ارادہ کیا مگر بھلائی کا۔

لَا تَقُمْ فِيهِ أَبَدًا ۚ لَمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَىٰ مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَنْ تَقُومَ فِيهِ ۚ فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا ۚ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ ﴿١٠٨﴾ أَفَمَنْ أَسَّسَ بُنْيَانَهُ عَلَىٰ تَقْوَىٰ مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانٍ خَيْرٌ أَمْ مَنْ أَسَّسَ بُنْيَانَهُ عَلَىٰ شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴿١٠٩﴾ لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِي بَنَوْا رِيبَةً فِي قُلُوبِهِمْ إِلَّا أَنْ تَقَطَّعَ قُلُوبُهُمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿١١٠﴾ (پ ۱۱ توبہ)

اور اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ یہ لوگ جھوٹے ہیں۔ آپ ایسی مسجد میں کبھی بھی نہ کھڑے ہوں۔ البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے دن سے ہی اللہ کے تقویٰ پر قائم کی گئی ہے (مراد مسجد قبا و مسجد نبوی ہے) وہ زیادہ حقدار ہے کہ آپ اس میں کھڑے ہوں۔ اس میں ایسے مرد ہیں جو طہارت کو پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالےٰ طہارت کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ بھلا وہ جس نے اپنی بنیاد اللہ کے تقویٰ اور اس کی خوشنودی پر رکھی ہے۔ بہتر ہے یا وہ جس نے اپنی بنیاد گرنے والے گڑھے کے کنارے پر رکھی ہے۔ جو اس کو لیکر جہنم میں جا گرا۔ اور اللہ تعالیٰ نہیں راہنمائی کرتا ان لوگوں کی جو ظالم ہیں ہمیشہ رہے گی انکی عمارت جو انہوں نے بنائی تھی ان کے دلوں میں کھٹکا مگر یہ کہ ان کے دل ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔

اور اللہ تعالیٰ علیم اور حکیم ہے۔

۵۔ مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِينَ أَنْ يَعْمُرُوا مَسَاجِدَ اللَّهِ شَاهِدِينَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ ۚ أُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ وَفِي النَّارِ هُمْ خَالِدُونَ ﴿١٧﴾ إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَلَمْ يَخْشَ إِلَّا اللَّهَ ۖ فَعَسَىٰ أُولَٰئِكَ أَنْ يَكُونُوا مِنَ الْمُهْتَدِينَ ﴿١٨﴾ (توبہ پ ۱۰)

نہیں لائق مشرکین کے کہ اللہ کی مسجدوں کو آباد کریں اس حال میں کہ وہ اپنے نفسوں پر کفر کی گواہی دے رہے ہیں۔ یہی لوگ ہیں کہ ضائع ہو گئے ان کے اعمال اور دوزخ میں یہ ہمیشہ رہیں گے۔ بیشک اللہ کی مسجدوں کو وہ آباد کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے۔ اور نماز قائم کرتا ہے اور زکوٰۃ دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا۔ پس امید ہے کہ یہ لوگ ہدایت یافتہ ہونگے۔

۶۔ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۳۱﴾ (اعراف پ)

اے بنی آدم زینت اختیار کرو ہر نماز کے وقت (یا ہر مسجد کے پاس) اور کھاؤ پیو اور اسراف نہ کرو بے شک وہ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

۷۔ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا ۭ اُولٰۗىِٕكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَاۗىِٕفِيْنَ ڛ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۱۴﴾ (بقرہ پ)

اور اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو اللہ کی مسجد ول سے منع کرتا ہے کہ ان میں اس کا نام ذکر کیا جائے اور ان مساجد کے ویران کرنے میں کوشش کرتا ہے۔ ان کے لیے تو یہ بات تھی کہ نہ داخل ہوں ان مساجد میں مگر ڈرتے ہوئے ان کے لیے دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں عذاب عظیم۔

مسجد کی تعمیر اور اس کی فضیلت

(۱) عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مَنْ بَنٰى مَسْجِدًا يُذْكَرُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيْهِ بَنَى اللّٰهُ لَهٗ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ۔

(نسائی صہ ۱۱۲ ج ۱ مسلم صہ ۲۰۱ ج ۱)

حضرت عمرو بن عبسہ ؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مسجد کی تعمیر کی کہ اس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا۔

(۲) اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَحَبُّ الْبِلَادِ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى مَسَاجِدُهَا وَاَبْغَضُ الْبِلَادِ اِلَى اللّٰهِ اَسْوَاقُهَا۔ (مسلم صہ ۲۳۶ ج ۱)

حضرت ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ جگہیں مساجد ہیں اور ناپسندیدہ جگہیں بازار ہیں۔

(۳) اَبِيْ اُمَامَةَ ؓ قَالَ اِنَّ حَبْرًا مِّنَ الْيَهُوْدِ سَاَلَ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم اَيُّ الْبِقَاعِ خَيْرٌ فَسَكَتَ عَنْهُ

حضرت ابو امامہ ؓ کہتے ہیں یہود کے ایک عالم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ کون سا خطہ سب سے زیادہ بہتر ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاموش

وَقَالَ اَسْكُتُ حَتّٰى يَجِيْءَ جِبْرِيْلُ فَسَكَتَ وَجَآءَ جِبْرِيْلُ عليه السلام فَسَاَلَ فَقَالَ مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ وَلٰكِنْ اَسْاَلُ رَبِّيْ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى ثُمَّ قَالَ جِبْرِيْلُ يَا مُحَمَّدُ اِنِّيْ دَنَوْتُ مِنَ اللّٰهِ دُنُوًّا مَا دَنَوْتُ مِنْهُ قَطُّ قَالَ وَكَيْفَ كَانَ يَا جِبْرِيْلُ قَالَ وَكَانَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ سَبْعُوْنَ اَلْفَ حِجَابٍ مِنْ نُوْرٍ فَقَالَ شَرُّ الْبِقَاعِ اَسْوَاقُهَا وَخَيْرُ الْبِقَاعِ مَسَاجِدُهَا	رہے اور فرمایا میں خاموش رہوں گا۔ یہاں تک کہ جبرئیل علیہ السلام آجائیں۔ پھر جبرئیل علیہ السلام آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے سوال کیا۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا جس سے سوال کیا گیا ہے وہ سائل سے زیادہ نہیں جانتا لیکن میں اپنے اللہ تبارک وتعالیٰ سے پوچھ کر بتاؤں گا۔ پھر کہا اے محمد! میں رب تعالیٰ کے قریب ہوا ایسا قریب ہوا کبھی نہیں ہوا۔ درمیان میں ستر ہزار حجاب نور کے رہ گئے تھے، تو ارشاد ہوا کہ بدترین خطے بازار ہیں اور بہترین خطے مساجد ہیں۔

(زجاجۃ المصابیح ج۱ ص۲۰۶ بحوالہ ابویعلیٰ وطبرانی وبزار وقریباً منہ ابن حبان ص۹۵ مستدرک حاکم ج۱ ص۸۹، ومسند احمد ج۴ ص۸۱)

(۵) عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مَنْ بَنٰى لِلّٰهِ مَسْجِدًا بَنَى اللّٰهُ لَهٗ بَيْتًا فِى الْجَنَّةِ۔	حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے لیے مسجد بنائی اللہ تعالےٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا۔

(بخاری ج۱ ص۶۴، مسلم ج۱ ص۲۰۱)

(۶) اَبِيْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ مَسْجِدٍ وُضِعَ فِى الْاَرْضِ اَوَّلُ قَالَ الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ اَيٌّ قَالَ اَلْمَسْجِدُ الْاَقْصٰى قُلْتُ كَمْ بَيْنَهُمَا قَالَ اَرْبَعُوْنَ عَامًا ثُمَّ الْاَرْضُ لَكَ مَسْجِدٌ فَحَيْثُ مَا اَدْرَكَتْكَ الصَّلٰوةُ فَصَلِّ	حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا کہ حضور! کون سی مسجد سب سے پہلے بنائی گئی ہے زمین میں آپ نے فرمایا مسجد حرام میں نے عرض کیا پھر کون سی مسجد، فرمایا مسجد اقصیٰ میں نے عرض کیا ان کے درمیان کتنا وقفہ تھا۔ فرمایا چالیس سال کا۔ اور پھر تمام زمین تمہارے لیے مسجد کے حکم میں ہے۔ جہاں بھی نماز کا وقت آجائے تو پڑھو۔

(مسلم ج۱ ص۱۹۹)

مساجد کی طرف چلنے اور ان میں بیٹھنے کی فضیلت:۔ مساجد کی طرف پاؤں سے چل کر جانے کی

بہت فضیلت ہے اس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ مبارک حدیث ہے۔

۱۔ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ ؓ قَالَ اِحْتَبَسَ عَنَّا رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم ذَاتَ غَدَاۃٍ عَنْ صَلٰوۃِ الصُّبْحِ حَتّٰی کِدْنَا نَتَرَائٰی عَیْنَ الشَّمْسِ فَخَرَجَ سَرِیْعًا فَثُوِّبَ بِالصَّلٰوۃِ فَصَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم وَتَجَوَّزَ فِیْ صَلٰوتِہٖ فَلَمَّا سَلَّمَ دَعَا بِصَوْتِہٖ فَقَالَ لَنَا عَلٰی مَصَافِکُمْ کَمَا اَنْتُمْ ثُمَّ انْفَتَلَ اِلَیْنَا۔ ثُمَّ قَالَ اَمَا اِنِّیْ سَاُحَدِّثُکُمْ مَا حَبَسَنِیْ عَنْکُمُ الْغَدَاۃَ۔ اِنِّیْ قُمْتُ مِنَ اللَّیْلِ فَتَوَضَّاْتُ وَصَلَّیْتُ مَا قُدِّرَ لِیْ فَنَعَسْتُ فِیْ صَلٰوتِیْ حَتَّی اسْتَثْقَلْتُ فَاِذَا اَنَا بِرَبِّیْ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِیْ اَحْسَنِ صُوْرَۃٍ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ قُلْتُ لَبَّیْکَ رَبِّ قَالَ فِیْمَا یَخْتَصِمُ الْمَلَاُ الْاَعْلٰی قُلْتُ لَا اَدْرِیْ قَالَهَا ثَلَاثًا قَالَ فَرَاَیْتُہٗ وَضَعَ کَفَّہٗ بَیْنَ کَتِفَیَّ حَتّٰی وَجَدْتُ بَرْدَ اَنَامِلِہٖ بَیْنَ ثَدْیَیَّ فَتَجَلّٰی لِیْ کُلُّ شَیْءٍ وَعَرَفْتُ۔ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ قُلْتُ لَبَّیْکَ رَبِّ قَالَ فِیْمَ یَخْتَصِمُ

حضرت معاذ بن جبل ؓ کہتے ہیں ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز میں ہم سے رُک گئے۔ یہاں تک قریب تھا کہ سورج نکل آئے پھر آپ جلدی سے باہر نکلے تکبیر ہوئی۔ آپ نے نماز پڑھائی جلدی سے اور سلام کے بعد بلند آواز سے فرمایا۔ کہ اپنی اپنی جگہ صفوں پر بیٹھے رہو۔ پھر ہماری طرف رُخ پھیرا اور فرمایا کہ میں تمہیں بتانا چاہتا ہوں مجھے صبح آنے میں کس چیز نے روکا۔ فرمایا میں نے رات کو وضو کیا جس قدر نماز مقدر تھی وہ پڑھی پھر مجھے نماز میں ہی اونگھ آگئی۔ پھر گہری نیند ہو گئی۔ میں نے خواب میں اپنے رب تعالیٰ کو بہترین صورت میں دیکھا۔ فرمایا یا محمدؐ! میں نے عرض کیا میں حاضر ہوں اے پروردگار! ارشاد ہوا، فرمایا یہ ملاء اعلیٰ کس چیز میں جھگڑ رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا میں نہیں جانتا تین دفعہ ایسا ہی ارشاد ہوا۔ پھر میں نے دیکھا کہ اس نے اپنا دستِ قدرت میرے کندھوں کے درمیان رکھا جس کی ٹھنڈک میں نے اپنی چھاتی میں پائی اور مجھ پر ہر چیز روشن ہو گئی اور میں نے پہچان لیا (اس بات کو جو رب تعالیٰ نے دریافت فرمائی تھی) فرمایا اے محمدؐ عرض کیا حاضر ہوں اے رب فرمایا ملاء اعلیٰ کس چیز میں جھگڑ رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا کفارات میں فرمایا وہ کیا ہیں۔ عرض کیا قدموں

الْمَلَأُ الْأَعْلٰى فَقُلْتُ فِي الْكَفَّارَاتِ قَالَ وَمَا هُنَّ قُلْتُ مَشْيُ الْأَقْدَامِ إِلَى الْجَمَاعَاتِ وَالْجُلُوسُ فِي الْمَسْجِدِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ وَإِسْبَاغُ الْوُضُوءِ حِينَ الْكَرِيهَاتِ قَالَ ثُمَّ فِيمَ قُلْتُ فِي الدَّرَجَاتِ قَالَ وَمَا هُنَّ قُلْتُ إِطْعَامُ الطَّعَامِ وَلِينُ الْكَلَامِ وَالصَّلٰوةُ وَالنَّاسُ نِيَامٌ (وَفِي رِوَايَةِ الْمَصَابِيحِ إِفْشَاءُ السَّلَامِ) قَالَ سَلْ قُلْتُ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْئَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِينِ وَأَنْ تَغْفِرَ لِي وَتَرْحَمَنِي وَإِذَا أَرَدْتَ فِتْنَةً فِي قَوْمٍ فَتَوَفَّنِي غَيْرَ مَفْتُونٍ وَأَسْئَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ وَحُبَّ عَمَلٍ يُقَرِّبُنِي إِلَى حُبِّكَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهَا حَقٌّ فَادْرُسُوهَا اقْرَؤُهَا ثُمَّ تَعَلَّمُوهَا (ترمذی ص۲۶ ج ۲، مسند احمد ص ۲۴۳ ج ۵)

سے چل کر مساجد میں جماعت میں شریک ہونا اور مساجد میں نماز کے بعد بیٹھنا اور وضو کامل بنانا تکلیفات برداشت کر کے۔ پھر فرمایا اور کس بات میں ملأ اعلیٰ جھگڑ رہے ہیں عرض کیا درجات میں فرمایا وہ کیا ہیں عرض کیا محتاجوں کو کھانا کھلانا نرمی سے بات کرنی اور نماز ادا کرنی اس وقت جب لوگ سوئے ہوئے ہوں اور مصابیح کی روایت میں سلام کو پھیلانے کا بھی ذکر ہے۔ پھر اللہ تعالےٰ نے فرمایا اے محمد! مانگو میں نے عرض کیا (یہ دعا کی) اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْئَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِينِ وَأَنْ تَغْفِرَ لِي وَتَرْحَمَنِي وَإِذَا أَرَدْتَ فِتْنَةً فِي قَوْمٍ فَتَوَفَّنِي غَيْرَ مَفْتُونٍ وَأَسْئَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ وَحُبَّ عَمَلٍ يُقَرِّبُنِي إِلَى حُبِّكَ (یعنی اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو نیکیوں کے کرنے کی توفیق دے اور برائیوں کو چھوڑنے کی اور مساکین سے محبت کرنے کی اور یہ کہ میری لغزشوں کو معاف کرے اور مجھ پر رحم فرما اور جب تو کسی قوم میں آزمائش کا ارادہ کرے تو مجھے اٹھا لے ایسی حالت میں کہ میں فتنے میں مبتلا نہ ہوں۔ اور اے اللہ میں تجھ سے تیری محبت کا سوال کرتا ہوں اور اس کی محبت کا جو تجھ سے محبت کرتا ہے۔ اور اس عمل کی محبت کا جو مجھ کو تیری محبت کے قریب کر دے) پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ برحق بات ہے۔ اس کو سیکھو۔ سکھلاؤ۔ پڑھو۔ پڑھاؤ۔

(۲) اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ غَدَا اِلَی الْمَسْجِدِ اَوْرَاحَ اَعَدَّ اللّٰہُ لَہٗ نُزُلَہٗ مِنَ الْجَنَّۃِ کُلَّ مَا غَدَا اَوْرَاحَ۔

(بخاری صفحہ ۹۱ جلد ۱، مسلم صفحہ ۲۳۵ جلد ۱)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص صبح کے وقت یا پچھلے پہر مسجد کی طرف جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں مہمانی تیار کرے گا۔

(۳) اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا مَرَرْتُمْ بِرِیَاضِ الْجَنَّۃِ فَارْتَعُوْا قِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا رِیَاضُ الْجَنَّۃِ قَالَ الْمَسَاجِدُ قِیْلَ وَمَا الرَّتْعُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ (ترمذی صفحہ ۵۰۵)

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم ریاض الجنۃ (جنت کے باغوں) میں گذرو تو کھا پی لیا کرو۔ عرض کیا کہ حضور! جنت کے باغوں سے کیا مراد ہے؟ فرمایا مساجد۔ عرض کیا کھانا پینا کیسا ہے؟ فرمایا، سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ (ان کلمات طیبات کو پڑھا کرو)

(۴) جَابِرٍؓ خَلَتِ الْبِقَاعُ حَوْلَ الْمَسْجِدِ فَاَرَادَ بَنُوْ سَلِمَۃَ اَنْ یَّنْتَقِلُوْا اِلٰی قُرْبِ الْمَسْجِدِ فَبَلَغَ ذٰلِکَ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ لَھُمْ بَلَغَنِیْ اَنَّکُمْ تُرِیْدُوْنَ اَنْ تَنْتَقِلُوْا قُرْبَ الْمَسْجِدِ قَالُوْا نَعَمْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَدْ اَرَدْنَا ذٰلِکَ فَقَالَ یَابَنِیْ سَلِمَۃَ دِیَارَکُمْ تُکْتَبْ اٰثَارُکُمْ دِیَارَکُمْ تُکْتَبْ اٰثَارُکُمْ (مسلم صفحہ ۲۳۵ جلد ۱)

حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ مسجد نبوی کے گرد کچھ مکانات خالی ہوئے (کرایہ وغیرہ کے لیے) تو بنو سلمہ نے وہاں منتقل ہونا چاہا یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے ان سے فرمایا کہ تم مسجد کے قریب منتقل ہونا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا ہاں یارسول اللہ ہم نے یہی ارادہ کیا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے گھروں کو لازم پکڑو تمہارے نقش قدم لکھے جاتے ہیں۔

(۵) اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم سَبْعَۃٌ

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سات آدمی وہ ہیں جن پہ اللہ تعالیٰ

يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِي ظِلِّهٖ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ (وفيه) وَرَجُلٌ قَلْبُهٗ مُعَلَّقٌ بِالْمَسْجِدِ اِذَا خَرَجَ مِنْهُ حَتّٰى يَعُوْدَ اِلَيْهِ (بخاری ص۹۱ ج۱ مسلم ص۳۳۲ ج۱)

اپنا خصوصی سایہ فرمائے گا۔ جس دن اس کے سایے کے سوا کسی کا سایہ نہ ہوگا۔ ان میں سے ایک وہ شخص ہے جس کا دل مسجد کے ساتھ معلق ہوتا ہے جب اس سے نکلتا ہے کہ پھر وہ واپس آئے گا۔

(٦) اَبِي هُرَيْرَةَ رض اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم قَالَ فَاِذَا صَلّٰى لَمْ تَزَلِ الْمَلٰٓئِكَةُ تُصَلِّيْ عَلَيْهِ مَادَامَ فِيْ مُصَلَّاهُ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ۔ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ اَللّٰهُمَّ تُبْ عَلَيْهِ مَالَمْ يُؤْذِ فِيْهِ مَالَمْ يُحْدِثْ (بخاری ص۹۱ ج۱ مسلم ص۲۳۴ ج۱)

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم کا فرمان ہے۔ جب کوئی شخص نماز پڑھتا ہے۔ جب تک وہ نماز کی جگہ پر ہوتا ہے۔ فرشتے اس کے لیے یہ دعا کرتے ہیں۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ۔ اَللّٰهُمَّ تُبْ عَلَيْهِ۔ جب تک وہ ایذار کا باعث نہ بنے۔ یعنی بے وضو نہ ہو جائے۔

(٧) عُثْمَانَ بْنَ مَظْعُوْنٍ رض قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِئْذَنْ لَنَا فِي الْاِخْتِصَاءِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم لَيْسَ مِنَّا مَنْ خَصٰى وَلَا اخْتَصٰى اِنَّ خِصَاءَ اُمَّتِيَ الصِّيَامُ۔ فَقَالَ اِئْذَنْ لَنَا فِي السِّيَاحَةِ قَالَ اِنَّ سِيَاحَةَ اُمَّتِيَ الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَ اِئْذَنْ لَنَا فِي التَّرَهُّبِ فَقَالَ اِنَّ تَرَهُّبَ اُمَّتِيَ الْجُلُوْسُ فِي الْمَسَاجِدِ وَانْتِظَارُ الصَّلٰوةِ۔

(شرح السنة ص۲۷ ج۲)

حضرت عثمان بن مظعونؓ نے عرض کیا کہ حضور! ہمیں اجازت دیں ہم خصی ہو جائیں (کہ مادہ شہوت ہی نہ رہے) تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص خصی کرے گا یا وہ خصی بنے گا تو وہ ہم میں سے نہیں میری امت کے لوگوں کا خصی ہونا روزے رکھنے سے ہوتا ہے پھر عرض کیا کہ حضور! ہمیں سیاحت کی اجازت دیں تو فرمایا میری امت کی سیاحت جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ عرض کیا حضور! راہب بننے کی اجازت دیں فرمایا میری امت کا راہب بنا مساجد میں بیٹھنا ہے۔ اور نماز کا انتظار کرنا ہے۔

(٨) اَبِيْ اُمَامَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت ابوامامہ رض کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ و

صلی اللہ علیہ وسلم ثَلَاثَةٌ كُلُّهُمْ ضَامِنٌ عَلَى اللّٰهِ رَجُلٌ خَرَجَ غَازِيًا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَى اللّٰهِ حَتّٰى يَتَوَفَّاهُ فَيُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ اَوْ يَرُدَّهُ بِمَا نَالَ مِنْ اَجْرٍ اَوْ غَنِيمَةٍ وَرَجُلٌ رَاحَ اِلَى الْمَسْجِدِ ضَامِنٌ عَلَى اللّٰهِ وَ دَخَلَ بَيْتَهُ بِسَلَامٍ فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَى اللّٰهِ (ابوداؤد ج ۱ ص ۲۳۷ مستدرک حاکم ج ۲ ص ۷۳)۔ اَيْ مُسَلِّمًا عَلَى اَهْلِهِ اَوْ سَالِمًا مِنَ الْفِتَنِ اَوْ طَالِبًا لِسَلَامَةٍ مِنَ الْفِتَنِ)

سلم نے فرمایا تین آدمیوں کی ضمانت اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔ غازی جو جہاد کے لیے نکلتا ہے وہ اللہ کی ضمانت میں ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو وفات دے دے اور جنت میں داخل کر دے۔ یا اس کو غنیمت اور اجر کے ساتھ واپس لوٹا دے۔ دوسرا وہ آدمی جو مسجد کی طرف جاتا ہے۔ وہ بھی اللہ تعالیٰ کی ضمانت میں ہے۔ تیسرا وہ آدمی جو گھر میں سلام کے ساتھ داخل ہوتا ہے۔ (یعنی اپنے گھر والوں کو سلام کرتا ہے۔ یا فتنوں سے سلامتی کے ساتھ داخل ہوتا ہے گھر میں)

(۹) بُرَيْدَةُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَشِّرِ الْمَشَّائِينَ فِي الظُّلَمِ اِلَى الْمَسَاجِدِ بِالنُّورِ التَّامِّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (ابوداؤد ج ۱ ص ۸۳، ابن ماجہ ص ۵۶ مستدرک حاکم ج ۱ ص ۲۱۲)

حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خوشخبری سنادو ان لوگوں کو جو راتوں کی تاریکیوں میں مساجد میں جاتے ہیں کہ ان کو نور تام حاصل ہوگا۔ قیامت کے دن

وَفِي رِوَايَةٍ اُولٰئِكَ الْخَوَّاضُونَ فِي رَحْمَةِ اللّٰهِ (ابن ماجہ ص ۵۶)

ایک روایت میں ہے کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی رحمت میں داخل ہونے والے اور غوطہ مارنے والے ہیں۔

(۱۰) طَلْقُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ خَرَجْنَا وَفْدًا اِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَبَايَعْنَاهُ وَصَلَّيْنَا مَعَهُ وَاَخْبَرْنَاهُ اَنَّ بِاَرْضِنَا بِيعَةً لَنَا فَاسْتَوْهَبْنَاهُ مِنْ فَضْلِ طَهُورِهِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ وَتَمَضْمَضَ ثُمَّ صَبَّهُ فِي اِدَاوَةٍ وَاَمَرَنَا فَقَالَ اُخْرُجُوا فَاِذَا اَتَيْتُمْ اَرْضَكُمْ فَاكْسِرُوا

حضرت طلق بن علیؓ نے کہا کہ ہم نکلے اپنے علاقہ سے اور وفد بن کر ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور آپ کے ہاتھ مبارک پر ہم نے بیعت (اسلام) کی اور آپ کے ساتھ ہم نے نمازیں پڑھیں اور ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلایا کہ ہماری سرزمین میں ہمارا ایک گرجا ہے اور ہم نے آپ سے آپ کے وضو کا بچا ہوا پانی طلب کیا تو آپ نے پانی

بِیْعَتَکُمْ وَانْضَحُوْا مَکَانَہَا بِھٰذَا الْمَاءِ وَاتَّخِذُوْھَا مَسْجِدًا قُلْنَا اِنَّ الْبَلَدَ بَعِیْدٌ وَالْحَرَّ شَدِیْدٌ وَالْمَاءُ یَنْشِفُ فَقَالَ مُدُّوْہُ مِنَ الْمَاءِ فَاِنَّہٗ لَا یَزِیْدُہٗ اِلَّا طِیْبًا فَخَرَجْنَا حَتّٰی قَدِمْنَا بَلَدَنَا فَکَسَرْنَا بِیْعَتَنَا ثُمَّ نَضَحْنَا مَکَانَہَا وَاتَّخَذْنَاھَا مَسْجِدًا فَنَادَیْنَا فِیْہِ بِالْاَذَانِ قَالَ وَالرَّاھِبُ رَجُلٌ مِّنْ طَیٍّ فَلَمَّا سَمِعَ الْاَذَانَ قَالَ دَعْوَۃُ حَقٍّ ثُمَّ اسْتَقْبَلَ تَلْعَۃً مِّنْ تِلَاعِنَا فَلَمْ نَرَہٗ بَعْدُ۔

(نسائی ص ۱۱۲ ج ۱)

منگوا کر وضوء اور مضمضہ کیا اور وہ پانی برتن میں ڈال دیا۔ اور آپ نے ہم کو حکم دیا کہ تم لوگ اب جاؤ جب تم اپنی سرزمین میں پہنچو گے تو اپنے گرجا کو گرا کر ——— وہاں اس کی جگہ پر اس پانی کو چھڑک دینا اور وہاں مسجد بنا لینا ہم نے عرض کیا کہ ہمارا شہر بہت دور ہے اور گرمی بہت شدید ہے اور یہ پانی تو خشک ہو جائیگا آپ نے فرمایا اس میں اور پانی ملا لین کیونکہ یہ اس میں پاکیزگی کا اضافہ کریگا۔ پس ہم لوگ نکلے یہاں تک کہ ہم اپنے شہر میں پہنچے ہم نے اپنا گرجا توڑ دیا اور اس جگہ وہ پانی چھڑک دیا اور اس مقام میں ہم نے مسجد بنا دی اور اس میں اذان پڑھی اور راہب یہاں پر ایک شخص تھا جو قبیلہ طی کا تھا جب اس نے اذان سُنی تو کہا دعوتِ حق ہے۔ پھر اس نے اپنا رخ ایک ٹیلے کی طرف کیا ہمارے ٹیلوں میں سے اس کے بعد ہم نے اس کو نہیں دیکھا۔

مسجد کے آداب

مسئلہ (۱) مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے دایاں پاؤں اندر داخل کرنا چاہیے اور باہر نکلتے وقت پہلے بایاں پاؤں باہر نکالنا سنت ہے۔

۱۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رضی اللہ عنہ اَنَّہٗ کَانَ یَقُوْلُ مِنَ السُّنَّۃِ اِذَا دَخَلْتَ الْمَسْجِدَ اَنْ تَبْدَأَ بِرِجْلِکَ الْیُمْنٰی وَاِذَا خَرَجْتَ اَنْ تَبْدَأَ بِرِجْلِکَ الْیُسْرٰی (مستدرک حاکم ص ۲۱۸ ج ۱)

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے، وہ کہتے تھے "سنت یہ ہے یہ بات کہ جب تم مسجد میں داخل ہو تو دائیں پاؤں کو داخل کرو۔ اور جب تم مسجد سے باہر نکلو تو بائیں پاؤں کو باہر نکالو"

۲۔ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَبْدَأُ بِرِجْلِهِ الْيُمْنٰى فَاِذَا خَرَجَ بَدَأَ بِرِجْلِهِ الْيُسْرٰى (بخاری ص۶۱ج۱ تعلیقا)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ دایاں پاؤں ہی پہلے داخل کرتے تھے۔ اور مسجد سے نکلتے تھے تو پہلے بایاں پاؤں باہر نکالتے تھے۔

(۳) اُسَيْدٌ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا دَخَلَ اَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَقُلْ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَاِذَا خَرَجَ فَلْيَقُلْ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ۔ (مسلم ص۲۴۸ج۱)

حضرت اسیدؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو یہ دعا کرے اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ اور جب مسجد سے باہر جائے تو یہ دعا کرے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ

(۴) عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ اِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ قَالَ فَاِذَا قَالَ ذٰلِكَ قَالَ الشَّيْطٰنُ حُفِظَ مِنِّيْ سَائِرَ الْيَوْمِ (ابوداؤد ص۶۷ج۱)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں داخل ہوتے تھے تو یہ دعا پڑھتے تھے "اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ" حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص پڑھے تو شیطان کہتا ہے تمام دن مجھ سے محفوظ ہو گیا ہے۔

(۵) اَبِيْ قَتَادَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اِذَا دَخَلَ اَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ اَنْ يَجْلِسَ۔ (بخاری ص۶۳ج۱ مسلم ص۲۴۸ج۱)

حضرت ابوقتادہؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت پڑھ لے (یہ تحیۃ المسجد ہے۔ بشرطیکہ وقت مکروہ نہ ہو)

(۶) كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم لَا يَقْدَمُ مِنْ

حضرت کعب بن مالکؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی سفر سے واپس آتے تھے تو چاشت کے

سَفَرٍ اِلَّا نَهَارًا فِي الضُّحٰى فَاِذَا قَدِمَ بَدَأَ بِالْمَسْجِدِ فَصَلّٰى فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ۔
(بخاری ص۶۳ مسلم ص۲۴۸)

وقت آتے تھے۔ تو سب سے پہلے مسجد میں جاتے تھے۔ اور دو رکعت نماز ادا کرتے تھے۔

(۷) جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ اَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ قَالَ اَوَّلَ يَوْمٍ الثُّوْمَ ثُمَّ قَالَ الثُّوْمَ وَالْبَصَلَ وَالْكُرَّاثَ فَلَا يَقْرَبَنَّ فِيْ مَسَاجِدِنَا فَاِنَّ الْمَلٰئِكَةَ تَتَاَذّٰى مِمَّا تَتَاَذّٰى مِنْهُ الْاِنْسُ۔
(نسائی ص۱۱۹ مطبع نور محمد کراچی مسلم ص۲۰۹)

حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اس درخت سے کھایا پہلے دن لسن کا ذکر کیا۔ پھر فرمایا لسن۔ گنڈے۔ گندنا جس نے کھایا وہ ہماری مساجد کے قریب نہ آئے۔ کیونکہ ملائکہ تکلیف پاتے ہیں اس چیز سے جس سے انسانوں کو تکلیف ہوتی ہے۔

(۸) اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم نُخَامَةً فِيْ قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ فَغَضِبَ حَتّٰى احْمَرَّ وَجْهُهٗ فَقَامَتْ اِمْرَاَةٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَحَكَّتْهَا وَجَعَلَتْ مَكَانَهَا خَلُوْقًا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَا اَحْسَنَ هٰذَا (نسائی ص۱۱۹)

حضرت انسؓ کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی قبلہ والی دیوار پہ رینٹ (تھوک) دیکھا تو ناراض ہو گئے۔ چہرہ مبارک سرخ ہو گیا۔ انصار کے خاندان کی ایک عورت اٹھی اور اس رینٹ کو کھرچ کر اس کی جگہ خلوق (خوشبو) لگا دی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا ہی اچھا ہے یہ کام۔

(۹) مَالِكٍ قَالَ بَنٰى عُمَرُ رَحْبَةً فِيْ نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ تُسَمَّى الْبُطَيْحَاءُ وَقَالَ مَنْ كَانَ يَلْغَطُ اَوْ يُنْشِدُ شِعْرًا اَوْ يَرْفَعُ صَوْتَهٗ فَلْيَخْرُجْ اِلٰى هٰذِهِ الرَّحْبَةِ
(موطا امام مالک ص۱۶۲)

حضرت امام مالکؒ نے کہا کہ حضرت عمرؓ نے مسجد کے ساتھ ایک چبوترہ بنوایا تھا۔ اس کو بطیحا کہتے تھے اور حضرت عمرؓ نے کہا کہ جو شخص گپ شپ لگانا چاہتا ہے یا شعر گوئی یا اپنی آواز بلند کرنا چاہتا ہے تو وہ چبوترے پر چلا جائے۔ مسجد میں ایسا نہ کرے۔

(۱۰) اَلْحَسَنُ مُرْسَلاً قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْتِيْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ يَكُوْنُ حَدِيْثُهُمْ فِيْ مَسَاجِدِهِمْ فِيْ اَمْرِ دُنْيَاهُمْ فَلَا تُجَالِسُوْهُمْ فَلَيْسَ لِلّٰهِ فِيْهِمْ حَاجَةٌ

(زجاجۃ المصابیح ص ۲۱۴ ج ۱ بحوالہ بیہقی فی شعب الایمان)

حضرت حسن بصریؒ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "لوگوں پر ایسا زمانہ آجائے گا کہ ان کی بات چیت دنیاوی معاملات کی مساجد میں ہوگی۔ پس تم ایسے لوگوں سے نشست و برخاست نہ رکھو۔ اللہ تعالیٰ کو ان کی ضرورت نہیں"

(۱۱) اَلسَّائِبُ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ كُنْتُ نَائِمًا فِي الْمَسْجِدِ فَحَصَبَنِيْ رَجُلٌ فَنَظَرْتُ فَاِذَا هُوَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ اذْهَبْ فَاْتِنِيْ بِهٰذَيْنِ فَجِئْتُهٗ بِهِمَا فَقَالَ مِمَّنْ اَنْتُمَا اَوْمِنْ اَيْنَ اَنْتُمَا قَالَا مِنْ اَهْلِ الطَّائِفِ قَالَ لَوْ كُنْتُمَا مِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ لَاَوْجَعْتُكُمَا تَرْفَعَانِ اَصْوَاتَكُمَا فِيْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (بخاری ص ۶۷)

حضرت سائب بن یزیدؓ کہتے ہیں میں مسجد میں سویا ہوا تھا۔ مجھے ایک شخص نے سنگریزہ مارا میں نے دیکھا تو وہ حضرت عمرؓ تھے انہوں نے فرمایا جاؤ اور ان دو آدمیوں کو پکڑ کر میرے پاس لاؤ۔ میں ان کو لایا۔ تو حضرت عمرؓ نے فرمایا تم لوگ کون ہو یا فرمایا کہاں کے رہنے والے ہو۔ انہوں نے کہا کہ طائف کے رہنے والے ہیں حضرت عمرؓ نے فرمایا اگر تم مدینے کے رہنے والے ہوتے تو میں تم کو سزا دیتا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں آوازیں بلند کرتے ہو۔

(۱۲) اَنَسٌ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْبُزَاقُ فِي الْمَسْجِدِ خَطِيْئَةٌ وَكَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا

(بخاری ص ۵۹ ج ۱، مسلم ص ۲۰۷ ج ۱)

حضرت انسؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھوک مسجد میں گناہ ہے (صغیرہ) اور اس کا کفارہ اس کو دفن کر دینا ہے (اگر مسجد کا فرش ریت وغیرہ کا ہو ورنہ اس کو صاف کر دینا چاہیئے۔)

(۱۳) حَدِيْثُ الْاِمَامِ وَمَنْعُهٗ مِنَ الصَّلٰوةِ وَفِيْ اٰخِرِهٖ اِنَّكَ اٰذَيْتَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (ابوداؤد ص ۶۹ ج ۱)

اس حدیث میں کہ تھوک مسجد کی دیوار پر پھینکنے کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امام کو نماز پڑھانے سے منع فرما دیا تھا اور آخر میں یہ ہے کہ تو نے اللہ اور

اس کے رسول کو تکلیف پہنچائی ہے۔

(۱۴) اَبِی هُرَیْرَةَ یَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم مَنْ سَمِعَ رَجُلًا یَنْشُدُ ضَالَّةً فِی الْمَسْجِدِ فَلْیَقُلْ لَا رَدَّهَا اللّٰہُ عَلَیْكَ فَاِنَّ الْمَسَاجِدَ لَمْ تُبْنَ لِهٰذَا۔ (مسلم ص۲۱۰ ج۱)

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس نے کسی کو سنا کہ وہ گم شدہ چیز کا اعلان مسجد میں کرتا ہے تو اس کے جواب میں کہے اللہ تعالیٰ اس چیز کو تمہاری طرف واپس لوٹائے کیونکہ مساجد اس مقصد کے لیے نہیں بنائی گئیں۔

وَفِی رِوَایَةِ دَارِمِیِّ وَالتِّرْمِذِیِّ عَنْهُ اِذَا رَاَیْتُمْ مَنْ یَّبِیْعُ اَوْ یَبْتَاعُ فِی الْمَسْجِدِ فَقُوْلُوْا لَا اَرْبَحَ اللّٰہُ تِجَارَتَكَ

(ترمذی ص۱۷۰ ج۱، دارمی ص۲۶۶ ج۱)

اور سنن دارمی و سنن ترمذی کی روایت میں ہے کہ جب تم دیکھو کسی شخص کو مسجد میں خرید و فروخت کرتے ہوئے تو تم کہو اللہ تعالیٰ تیری تجارت میں برکت نہ دے۔

(۱۵) حَکِیْمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اَنْ یُّسْتَقَادَ فِی الْمَسْجِدِ وَاَنْ یُّنْشَدَ فِیْهِ الْاَشْعَارُ وَاَنْ تُقَامَ فِیْهِ الْحُدُوْدُ

(ابوداؤد ص۲۶۱ ج۲ فی المصابیح عن جابرؓ)

حکیم بن حزامؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں قصاص لینے اور شعر و اشعار پڑھنے سے اور حدود قائم کرنے سے منع فرمایا۔ اور مصابیح میں حضرت جابرؓ سے ہے۔

(۱۶) جَابِرٌ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم مَنْ اَکَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ الْمُنْتِنَةِ فَلَا یَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا فَاِنَّ الْمَلٰٓئِکَةَ تَتَاَذّٰی مِمَّا یَتَاَذّٰی مِنْهُ الْاِنْسُ

(مسلم ص۲۰۹ ج۱، بخاری ص۱۱۸ ج۱)

جابرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اس بدبودار درخت (لہسن پیاز وغیرہ) سے کھایا تو وہ ہماری مسجد میں نہ آئے۔ کیونکہ فرشتے بھی تکلیف پاتے ہیں اس چیز سے جس سے انسان تکلیف پاتے ہیں۔

مسئلہ لہسن اور پیاز کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کھانا ہی ہو تو ان کو پکا کر کھاؤ اِنْ کُنْتُمْ لَا بُدَّ اٰکِلِیْهَا فَاَمِیْتُوْهُمَا اگر تم نے ضروری ہی ان کو کھانا ہو تو پھر ان کو

طِيْبَهَا (ابوداود صـ ۱۸۰/۲) پکا کر کھاؤ تاکہ ان کی بو مر جائے۔

مسئلہ | پیاز لہسن کی طرح حقہ، سگریٹ، مولی۔ نسوار۔ گندنا۔ گندھک، مٹی کا تیل اور ہر بدبودار چیز کا یہی حکم ہے۔ اس لیے حقہ، سگریٹ، بیڑی سگار وغیرہ استعمال کرنے والوں کے لیے ضروری ہے کہ منہ اچھی طرح صاف کر لیں اور خوب مسواک کر لیں مسجد میں آنے سے پہلے۔

(۱۷) اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم عُرِضَتْ عَلَیَّ اَعْمَالُ اُمَّتِیْ حَسَنُهَا وَسَیِّئُهَا فَوَجَدْتُ فِیْ مَحَاسِنِ اَعْمَالِهَا الْاَذٰی یُمَاطُ عَنِ الطَّرِیْقِ وَوَجَدْتُّ فِیْ مَسَاوِیْ اَعْمَالِهَا النُّخَاعَةَ تَکُوْنُ فِی الْمَسْجِدِ لَا تُدْفَنُ (مسلم صـ ۲۰۷/۱)

حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ پر میری امت کے اعمال اچھے اور برے پیش کیے گئے تو میں نے ان کے اچھے اعمال میں سے پایا کوئی روڑا۔ کانٹا راستے سے ہٹا دینا۔ اور برے اعمال میں سے تھوک جو مسجد میں پڑا ہو اور اس کو دفن نہ کیا جائے۔

(۱۸) وَفِیْ رِوَایَةِ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم حَتّٰی الْقَذَاةِ یُخْرِجُهَا الرَّجُلُ مِنَ الْمَسْجِدِ وَعُرِضَ عَلَیَّ ذُنُوْبُ اُمَّتِیْ فَلَمْ اَرَ ذَنْبًا اَعْظَمَ مِنْ سُوْرَةٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ اَوْ اٰیَةٍ اُوْتِیَهَا رَجُلٌ ثُمَّ نَسِیَهَا۔ (ترمذی صـ ۲۱۴، ابوداود صـ ۶۶/۱)

حضرت انسؓ کی روایت میں یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے اچھے اعمال میں میں نے یہ پایا۔ ایک تنکا جس کو آدمی مسجد سے باہر نکالتا ہے۔ اور میری امت کے گناہ بھی مجھ پر پیش کیے گئے تو میں نے اس سے بڑا گناہ نہ دیکھا کہ کوئی شخص سورت قرآن کی یا آیت اس کو یاد تھی۔ اور پھر اس نے اس کو بھلا دیا۔

(۱۹) وَاثِلَةَ بْنِ اَسْقَعٍ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ جَنِّبُوْا مَسَاجِدَکُمْ صِبْیَانَکُمْ وَمَجَانِیْنَکُمْ وَشِرَاءَکُمْ وَبَیْعَکُمْ وَخُصُوْمَاتِکُمْ وَرَفْعَ اَصْوَاتِکُمْ وَاِقَامَةَ حُدُوْدِکُمْ وَسَلَّ سُیُوْفِکُمْ

واثلہ بن اسقعؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے چھوٹے بچوں کو مساجد سے دور رکھو۔ اور اسی طرح پاگلوں کو۔ اور خرید و فروخت اور جھگڑے اور آوازیں بلند کرنی اور حدود قائم کرنی۔ تلواریں میان سے نکالنی (یہ باتیں مساجد میں نہ کرو) اور مساجد

وَاتَّخِذُوْا عَلٰی اَبْوَابِهَا الْمَطَاهِرَ وَجَمِّرُوْهَا فِی الْجُمَعِ۔ (ابن ماجہ ص۵۴ وجامع صغیر للسیوطی ج۱ ص۲۵۱ ومجمع الفوائد ج۱ ص۱۷ بحوالہ طبرانی ومجمع الزوائد ج۲ ص۲۶ بحوالہ طبرانی فی الکبیر عن معاذؓ وابی امامہؓ وواثلہؓ)

کے دروازوں کے باہر طہارت خانے بناؤ۔ اور جمعہ میں اس کو خوشبودار بناؤ۔ (عود اور لوبان جلا کر)

مسئلہ مسجد میں عود۔ لوبان وغیرہ کی دھونی دینا سنت ہے۔ صحابہ کرامؓ کا دستور تھا۔ ابن ابی شیبہؒ نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے کہ حضرت فاروق اعظمؓ ہر جمعہ کے دن مسجد میں دھونی دیتے تھے۔
(مصنف ابن ابی شیبہ ج۲ ص۳۶۳)

مسئلہ جوئیں یا کھٹمل مار کر مسجد میں ڈالنا مکروہ ہے۔

مسئلہ مسجد کی مٹی، چونا۔ اینٹ وغیرہ لینا بھی مکروہ ہے۔

مسئلہ ثلث شب تک مسجد کا چراغ جلانا جائز ہے۔ اس کے بعد اگر متولی یا مسجد کی انتظامیہ کی طرف سے اجازت ہو تو پھر جائز ہے ورنہ اپنا چراغ جلائے۔ (فتاوی قاضیخاں ص۳۳ مطبع نولکشور)

مسئلہ مسجد میں دنیاوی باتیں کرنی نیکیوں کو اس طرح کھا جاتی ہیں جس طرح آگ خشک لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔

مسجد کی گلکاری و نقش و نگار

(۱) عَائِشَةُؓ قَالَتْ صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ خَمِیْصَةٍ لَّهَا اَعْلَامٌ فَنَظَرَ اِلٰی اَعْلَامِهَا نَظْرَةً فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ اذْهَبُوْا بِخَمِیْصَتِیْ اِلٰی اَبِیْ جَهْمٍ وَاْتُوْنِیْ بِاَنْبِجَانِیَّةِ اَبِیْ جَهْمٍ فَاِنَّهَا اَلْهَتْنِیْ اٰنِفًا عَنْ صَلٰوتِیْ (بخاری ج۱ ص۵۴ مسلم ج۱ ص۲۰۸)

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی ایک کمبل میں جس میں نقش و نگار بنے ہوئے تھے۔ آپ نے اس کے نقش و نگار کی طرف دیکھا جب نماز سے فارغ ہوئے۔ تو فرمایا میرا یہ کمبل ابوجہم کے پاس لے جاؤ اور اس کا سادہ کمبل مجھے لا دو۔ کیونکہ اس نے ابھی مجھے نماز میں مشغول کر دیا۔ اور بخاری کی روایت میں یہ ہے کہ میں اس کے نشانات دیکھ رہا تھا نماز

وَفِی الْبُخَارِیِّ ۔ قَالَ کُنْتُ اَنْظُرُ اِلٰی عَلَمِھَا وَاَنَا فِی الصَّلٰوۃِ فَاَخَافُ اَنْ تَفْتِنَنِیْ

میں اور میں خوف کھاتا تھا کہ یہ مجھے فتنے میں ڈال دیں گے ۔

(۲) اَنَسٌؓ قَالَ کَانَ قِرَامٌ لِعَائِشَۃَؓ سَتَرَتْ بِہٖ جَانِبَ بَیْتِھَا فَقَالَ لَھَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلم اَمِیْطِیْ عَنَّا قِرَامَکِ ھٰذَا فَاِنَّہٗ لَا یَزَالُ تَصَاوِیْرُہٗ تَعْرِضُ لِیْ فِیْ صَلٰوتِیْ

(بخاری صـ۵۴/۱ج)

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ کا ایک باریک پردہ تھا جس کے ساتھ انہوں نے اپنے گھر کا ایک طرف ڈھانپ رکھا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ ہٹا دو ہم سے اپنا یہ باریک پردہ کیونکہ اس کی تصاویر برابر نماز میں پیش کی جا رہی تھیں میرے سامنے ۔

(۳) عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلم قَالَ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَۃِ اَنْ یَّتَبَاھَی النَّاسُ فِی الْمَسَاجِدِ

حضرت انسؓ کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ لوگ مساجد کی تعمیر میں فخر کریں گے اور ایک دوسرے سے آگے بڑھیں گے

(نسائی صـ۱۱۲/۱ج، ابوداؤد صـ۶۵/۱ج، ابن ماجہ صـ۵۴، صحیح ابن حبان جـ۳ صـ۱۰۴)

مسئلہ مسجد کا چندہ اور مالِ وقف مسجد کی بنیادی ضرورتوں پر استعمال کرنا ضروری ہے ایسی رقم نقش و نگار پر خرچ کرنا جائز نہیں ۔ ذاتی مال سے یا چندہ دہندگان کی رضا سے جائز ہے ۔ (بحر الرائق صـ۳۷/۲ج)

مسئلہ مسجد کی قبلہ والی دیوار پر نقش و نگار کسی بھی مال سے مکروہ ہے ۔ خواہ چندہ کا مال ہو یا ذاتی ۔ اسی طرح قبلہ کی دیوار پر کتبہ لگانا یا کوئی تحریر لکھنی بھی مکروہ ہے ۔ (بحر الرائق صـ۲۷/۲ج)

عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِؓ مَرْفُوْعًا ۔ مَا سَاءَ عَمَلُ قَوْمٍ قَطُّ اِلَّا زَخْرَفُوْا مَسَاجِدَھُمْ

(ابن ماجہ صـ۵۴)

حضرت عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بھی کسی قوم کا عمل برا ہوتا ہے تو وہ اپنی مساجد کو مزین کرتی ہیں ٹیپ ٹاپ و نقش و نگار

اِبْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم مَا اُمِرْتُ بِتَشْیِیْدِ الْمَسَاجِدِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَتُزَخْرِفُنَّھَا کَمَا زَخْرَفَتِ الْیَھُوْدُ وَالنَّصَارٰی

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے حکم نہیں دیا گیا مساجد کو ٹیپ ٹاپ کرنیکا حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں ۔ کہ تم بھی مساجد کو اسی طرح ملمع اور مزین کرو گے جس طرح

(ابوداؤد ص۱۲۶ ج۱) یہود و نصاریٰ نے اپنے عبادت خانوں کو جمع کیا۔

وہ مقامات جہاں نماز پڑھنی ممنوع ہے

(۱) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اَلْاَرْضُ کُلُّھَا مَسْجِدٌ اِلَّا الْمَقْبَرَۃَ وَالْحَمَّامُ

(ابوداؤد ص۷۱ ج۱، ترمذی ص۴۳)

حضرت ابوسعید خدری کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زمین مسجد کے حکم میں ہے ماسوا مقبرہ اور حمام کے۔ (یعنی تمام زمین مسجد کے حکم میں ہے۔ ہر جگہ نماز ادا کی جا سکتی ہے۔ ماسوا مقبرہ کے کہ وہاں نماز جائز نہیں اور ماسوا حمام کے۔ مقبرہ میں شرک کے اندیشہ کی وجہ سے اور حمام میں نجاست اور عریانی کی وجہ سے نماز روا نہیں چند اور مقامات بھی ہیں)

(۲) اِبْنِ عُمَرَ قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اَنْ یُّصَلّٰی فِیْ سَبْعَۃِ مَوَاطِنَ اَلْمَزْبَلَۃِ وَالْمَجْزَرَۃِ وَالْمَقْبَرَۃِ وَقَارِعَۃِ الطَّرِیْقِ وَفِی الْحَمَّامِ وَفِیْ مَعَاطِنِ الْاِبِلِ وَفَوْقَ ظَھْرِ بَیْتِ اللّٰہِ۔

(ترمذی ص۴۷، ابن ماجہ ص۵۴)

حضرت ابن عمر کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سات جگہوں میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔ کوڑا کباڑ پھینکنے کی جگہ۔ بوچڑ خانہ۔ قبرستان۔ راستے کے درمیان حمام اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ۔ بیت اللہ شریف کے اوپر۔

اذان

اذان کا معنی خبر دینا ہے۔ لیکن شریعت میں صلوات خمسہ و جمعہ کی نماز کے لیے مخصوص الفاظ سے اعلان کرنے کو اذان کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا دِیْنَکُمْ ھُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِکُمْ وَالْکُفَّارَ اَوْلِیَآءَ وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنْ کُنْتُمْ

اے ایمان والو! ان لوگوں کو جنہوں نے تمہارے دین کو ٹھٹھا اور کھیل بنایا ہے ان لوگوں میں سے جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی اور کافروں کو اپنا دوست نہ بناؤ اور ڈرو اللہ تعالیٰ سے اگر تم مومن ہو دیرھی

مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۵۷﴾ (مائدہ پ۶)

(اذان وغیرہ شعائر دین سے تمسخر کرتے ہیں)

(۲) وَاِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ﴿۵۸﴾ (مائدہ پ۶)

اور جب تم پکارتے ہو نماز کے لیے (اذان دیتے ہو) اس کو یہ ٹھٹھا اور کھیل بناتے ہیں اس لیے کہ یہ بے عقل لوگ ہیں۔

اذان کے ساتھ جو شخص استہزا کرتا تھا اس کا واقعہ تفاسیر و روایات میں موجود ہے۔ حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ لکھتے ہیں "بعض روایات میں ہے کہ مدینہ میں ایک نصرانی جب اذان میں اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ سنتا تو کہتا "قَدْحَرَقَ الْكَاذِبُ" (جھوٹا جل گیا یا جل جائے گا) اس کی نیت تو ان الفاظ سے جو کچھ ہو مگر یہ بات بالکل اس کے حسب حال تھی۔ کیونکہ وہ خبیث جھوٹا تھا۔ اور اسلام کا عروج و شیوع دیکھ کر آتش حسد میں جلا جاتا تھا۔ اتفاقاً ایک شب میں کوئی چھوکری آگ لے کر اس کے گھر میں آئی۔ وہ اور اس کے اہل و عیال سوئے تھے۔ ذرا سی چنگاری نادانستہ اس کے ہاتھ سے گر گئی۔ جس سے سارا گھر مع سوتے والوں کے جل گیا۔ اور اس طرح خدا نے دکھلا دیا کہ جھوٹے لوگ دوزخ کی آگ سے پہلے ہی دنیا کی آگ میں کس طرح جل جاتے ہیں۔ (تفسیر عثمانی ص ۲۰۶ ج ۱)

(۳) يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۹﴾ (جمعہ پ۲۸)

اے ایمان والو! جب پکارا جائے یعنی اذان دی جائے جمعہ کے دن نماز کے لیے تو جلدی کرو اللہ تعالیٰ کے ذکر (نماز پڑھنے اور خطبہ سننے) کے لیے اور خرید و فروخت چھوڑ دو۔ یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔

فضائل اذان

(۱) ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ اَذَّنَ سَبْعَ سِنِيْنَ مُحْتَسِبًا كُتِبَ لَهٗ بَرَآءَةٌ مِّنَ النَّارِ۔

(ترمذی ص ۵۷، ابن ماجہ ص ۵۳)

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے سات سال تک اذان دی اللہ تعالیٰ سے ثواب و اجر طلب کرتے ہوئے اس کے لیے دوزخ سے برأت لکھ دی جائے گی۔

(۲) اَبِىْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّؓ قَالَ قَالَ

حضرت ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی

رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا یَسْمَعُ مُدٰی صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جِنٌّ وَّلَا اِنْسٌ وَّلَا شَیْءٌ اِلَّا شَھِدَ لَہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ (بخاری ص۸۶ ج۱)

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مؤذن کی آواز کو جہاں تک بھی کوئی جن انسان یا کوئی چیز بھی سنے گی۔ تو اس کے لیے قیامت کے دن گواہی دے گی۔

(۳) عَنْ مُعَاوِیَۃَؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَلْمُؤَذِّنُوْنَ اَطْوَلُ النَّاسِ اَعْنَاقًا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ (مسلم ص۱۶۷ ج۱)

حضرت معاویہؓ نے کہا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ مؤذن قیامت والے دن بلند گردنوں والے ہوں گے (یعنی خاص نورانیت سے نمایاں ہوں گے)

(۴) اِبْنِ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم ثَلَاثَۃٌ عَلٰی کُثْبَانِ الْمِسْکِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ عَبْدٌ اَدّٰی حَقَّ اللّٰہِ وَحَقَّ مَوَالِیْہِ وَ رَجُلٌ اَمَّ قَوْمًا وَھُمْ بِہٖ رَاضُوْنَ وَرَجُلٌ یُنَادِیْ بِالصَّلٰوۃِ الْخَمْسَۃِ کُلَّ یَوْمٍ وَّلَیْلَۃٍ (ترمذی ص۲۹۶)

حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین قسم کے لوگ قیامت کے دن کستوری کے ٹیلوں پر ہوں گے، ایک وہ غلام جو اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرتا ہے اور اپنے آقاؤں کا حق بھی دوسرا وہ آدمی جو کسی قوم کو امامت کراتا ہے اور وہ اس سے راضی ہوں، تیسرا وہ آدمی جو پانچ وقت نماز کے لیے ہر روز اذان دیتا ہے۔

(۵) عُقْبَۃَ بْنِ عَامِرٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَعْجَبُ رَبُّکَ مِنْ رَاعِیْ غَنَمٍ فِیْ رَاْسِ شَظِیَّۃٍ لِلْجَبَلِ یُؤَذِّنُ بِالصَّلٰوۃِ وَیُصَلِّیْ فَیَقُوْلُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ اُنْظُرُوْا اِلٰی عَبْدِیْ ھٰذَا یُؤَذِّنُ وَیُقِیْمُ الصَّلٰوۃَ یَخَافُ مِنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ وَاَدْخَلْتُہُ الْجَنَّۃَ (نسائی ص۱۰۸ ج۱، ابوداؤد ص۱۷۰ ج۱)

حضرت عقبہ بن عامرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نگاہ پسندیدگی سے دیکھتا ہے اس چرواہے کی طرف جو کسی پہاڑ کی چوٹی پر بکریاں چراتا ہے۔ اور اذان دیکر نماز پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے دیکھو میرے اس بندہ کی طرف اذان کہتا ہے اور نماز قائم کرتا ہے۔ یہ مجھ سے خوف کھاتا ہے۔ میں نے اس بندے کو بخش دیا ہے اور جنت میں داخل کر دیا ہے۔

(۶) عَنْ اَنَسٍؓ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ علیہ

حضرت انسؓ سے روایت ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ

وسلم يُغِيْرُ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ وَكَانَ يَسْتَمِعُ
الْأَذَانَ فَإِنْ سَمِعَ أَذَانًا أَمْسَكَ وَإِلَّا
أَغَارَ فَسَمِعَ رَجُلًا يَقُوْلُ اللّٰهُ أَكْبَرُ فَقَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم
عَلَى الْفِطْرَةِ ثُمَّ قَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ
إِلَّا اللّٰهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰہ
علیہ وسلم، خَرَجْتَ مِنَ النَّارِ
فَنَظَرُوْا إِلَيْهِ فَإِذَا هُوَ رَاعِيْ مِعْزًى

(مسلم ص۱۶۶ ج۱)

علیہ وسلم لڑائی کے وقت دشمن پر حملہ کرتے تھے طلوع
فجر کے بعد اور آپ منتظر رہتے تھے۔ اگر اذان کی آواز
سنتے تو حملہ کرنے سے رک جاتے ورنہ حملہ کرتے۔
تو آپ نے ایک شخص کو سنا وہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتا
تھا آپ نے فرمایا فطرت سلیمہ پر ہے پھر اس نے
اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا تو آپ نے فرمایا
تو دوزخ کی آگ سے نکل گیا ہے۔ تو لوگوں نے دیکھا
اس شخص کو وہ بکریاں چرانے والا تھا۔

(۷) اَبِیْ هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صلی اللّٰہ علیہ وسلم إِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ
أَدْبَرَ الشَّيْطٰنُ لَهُ ضُرَاطٌ حَتّٰى لَا يَسْمَعَ
التَّأْذِيْنَ فَإِذَا قُضِيَ النِّدَاءُ أَقْبَلَ
حَتّٰى إِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلٰوةِ أَدْبَرَ -
حَتّٰى إِذَا قُضِيَ التَّثْوِيْبُ أَقْبَلَ
حَتّٰى يَخْطُرَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهِ
يَقُوْلُ اُذْكُرْ كَذَا اُذْكُرْ كَذَا لِمَا لَمْ
يَكُنْ يَذْكُرُ حَتّٰى يَظَلَّ الرَّجُلُ لَا يَدْرِيْ
كَمْ صَلّٰى

(بخاری ص۸۵ ج۱ مسلم ص۱۶۸ ج۱)

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا جس وقت نماز کے لیے اذان دی جاتی
ہے۔ تو شیطان پشت پھیر کر گوز مارتا ہوا بھاگ جاتا
ہے۔ اتنا دور کہ وہ اذان نہ سنے پھر جب اذان ختم
ہو جاتی ہے۔ تو آجاتا ہے۔ جب اقامت کہی جاتی
ہے پھر اسی طرح بھاگتا ہے جب وہ ختم ہوتی ہے
تو آجاتا ہے۔ یہاں تک کہ آدمی اور اس کے جی میں
خیالات ڈالتا ہے۔ وسوسہ اندازی کرتا ہے فلاں
چیز کو یاد کرو۔ فلاں بات کو یاد کرو۔ یہاں تک کہ
نماز پڑھنے والا اشتباہ میں واقع ہو جاتا ہے کہ اس
نے کتنی رکعات پڑھی ہیں

(۸) اَبِیْ هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عليه وسلم اَلْمُؤَذِّنُ يُغْفَرُ لَهُ
مَدٰى صَوْتِهِ وَيَشْهَدُ لَهُ كُلُّ رَطْبٍ

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا مؤذن کے لیے اس کی آواز پہنچنے کی جگہ تک
تمام تر و خشک چیزیں گواہی دیں گی۔

وَيَابِسٍ (مسند احمد ص۲۶۶ ج۲ ، ابو داود ص۷۶ ج۱ ، ابن ماجہ ص۵۳ ، نسائی ص۱۰۶ ج۱)

(۹) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ائمہ اور موذنین کے لیے خصوصی دعا فرمائی ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم الْإِمَامُ ضَامِنٌ وَالْمُؤَذِّنُ مُؤْتَمَنٌ اَللّٰهُمَّ أَرْشِدِ الْأَئِمَّةَ وَاغْفِرْ لِلْمُؤَذِّنِيْنَ

(مسند احمد ص۲۳۲ ج۲ ، ابو داود ص۷۷ ج۱ ، ترمذی ص۵۷ ، مسند شافعی ، ملحقہ کتاب الام ص۳۴۵ ج۸)

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ، امام ضامن ہوتا ہے (اپنے مقتدیوں کی نماز کا ضامن ہوتا ہے۔ ان کی درستگی امام کی نماز کی درستگی پر موقوف ہے) اور موذن کو امانت دار خیال کیا جاتا ہے (پھر آپ نے دعا کی) اے اللہ آئمہ کو ہدایت دے اور موذنین کی غلطیوں کو معاف فرمادے۔

(۱۰) عَنْ جَابِرٍ رضی قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ إِنَّ الشَّيْطٰنَ إِذَا سَمِعَ النِّدَاءَ بِالصَّلٰوةِ ذَهَبَ حَتّٰى يَكُوْنَ مَكَانَ الرَّوْحَاءِ قَالَ الرَّاوِيْ وَالرَّوْحَاءُ مِنَ الْمَدِيْنَةِ سِتَّةٌ وَّثَلَاثِيْنَ مِيْلًا۔ (مسلم ص۱۶۷ ج۱)

حضرت جابرؓ کہتے ہیں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ شیطان جب اذان کی آواز سنتا ہے تو بھاگ جاتا ہے یہاں تک کہ اتنا دور بھاگتا ہے۔ جتنا مدینہ سے روحاء کا مقام ہے۔ جو چھتیس ۳۶ میل کے فاصلہ پر ہے۔

لفظ اذان کا ذکر قرآن پاک میں

وَأَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ إِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ أَنَّ اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ وَرَسُوْلُهٗ ط

(توبہ آیت ۳ پ۱۰)

اور حج اکبر کی تاریخوں میں اللہ اور اس کے رسول کی جانب سے سب لوگوں کے روبرو یہ اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ اللہ مشرکوں سے بری الذمہ ہے۔ اور اس کا رسول بھی۔

اذان کی مشروعیت اور حکمت

اذان میں اسلام کی ایک خاص شان ظاہر ہوتی ہے (من اَعْظَمِ شَعَائِرِ اللّٰهِ) لہذا اس کی بہت تاکید ہے۔ پاک صاف ہو کر بلند مقام پر کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی کبریائی و یکتائی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی منادی بلند آواز سے لوگوں کو عبادت و فلاح کی طرف بلانا اس سے بھی کوئی چیز زیادہ اچھی

اور قابلِ عزت و احترام۔ واجب توقیر و اعظام ہو سکتی ہے؟

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِىْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۳۳﴾ (حم السجدۃ پ ۲۴)

اور بات کے اعتبار سے اس شخص سے اچھا بات کا کون ہو سکتا ہے۔ جو لوگوں کو خدا کی طرف بلائے اور خود نیک کام کرتا ہے اور یوں کہے کہ میں خدا کے فرماں برداروں میں سے ہوں۔

اس کے ساتھ تمسخر تحقیر و تذلیل کرنا بے عقلی کج فہمی کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔

امام ولی اللہؒ فرماتے ہیں۔

وَاقْتَضَتِ الْحِكْمَةُ الْاِلٰهِيَّةُ اَنْ لَّا يَكُوْنَ الْاَذَانُ صِرْفَ اِعْلَامٍ وَّتَنْبِيْهٍ بَلْ يُضَمُّ مَعَ ذٰلِكَ اَنْ يَّكُوْنَ مِنْ شَعَائِرِ الدِّيْنِ بِحَيْثُ يَكُوْنُ النِّدَاءُ بِهٖ عَلٰى رُءُوْسِ الْخَامِلِ وَالنَّبِيْهِ تَنْوِيْهًا بِالدِّيْنِ وَيَكُوْنُ قَبُوْلُهٗ مِنَ الْقَوْمِ اٰيَةَ انْقِيَادِهِمْ لِدِيْنِ اللّٰهِ۔ فَوَجَبَ اَنْ يَّكُوْنَ مُرَكَّبًا مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَمِنَ الشَّهَادَتَيْنِ وَالدَّعْوَةِ اِلَى الصَّلٰوةِ لِيَكُوْنَ مُصَرِّحًا بِمَا اُرِيْدَ بِهٖ۔

(حجۃ اللہ البالغہ ص ۱۹۱ ج ۱)

حکمت الٰہی یہ تقاضا کرتی ہے۔ کہ اذان صرف اعلان ہی نہ ہو بلکہ اس کے ساتھ یہ بات بھی ہو کہ یہ شعائر دین میں سے ہے اس طرح اس کے ساتھ ندا ہر ایک شخص کے لیے گمنام ہو یا ذیشان ہو۔ ہر ایک کے سامنے یہ اذان دین کی تعظیم ہو۔ اور لوگوں کو اس کو قبول کرنا ان کے مطیع ہونے کی نشانی ہو۔ پس ضروری ہوا کہ یہ اذان مرکب ہو، ذکر اللہ سے اور شہادتین (توحید و رسالت کی گواہی سے) اور نماز کی طرف دعوت سے تاکہ اس بات کی تصریح ہو کہ اس سے کیا ارادہ کیا گیا ہے۔

اسلام نے عبادت کے اعلان کا ایسا طریقہ نکالا ہے۔ جو بجائے خود ایک عبادت ہے۔ دوسرے مذاہب و ادیان کو اگر ضرورت پڑے (پانچ وقت کیا روزانہ بھی نہیں بلکہ ہفتہ میں ایک بار) تو گھنٹہ کی ڈھانٹھن بجا کر یا گھنٹی کی ٹن ٹن سے کام لیا جاتا ہے۔ لیکن اذان میں نہ جرس نہ ناقوس و باجا، نہ گانا۔ نہ قومی نغمہ نہ ملی ترانہ نہ سیٹی نہ سنکھ۔ بس اللہ تعالیٰ کی حکومت و کبریائی اللہ تعالیٰ کی توحید حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے اقرار کے ساتھ لوگوں کو نماز کی طرف بلانا ہے۔

حضرت امام ولی اللہ دہلوی کہتے ہیں۔

لَمَّا عَلِمَتِ الصَّحَابَةُ اَنَّ الْجَمَاعَةَ مَطْلُوْبَةٌ مُؤَكَّدَةٌ وَلَا يَتَيَسَّرُ الْاِجْتِمَاعُ فِيْ زَمَانٍ وَّاحِدٍ وَّمَكَانٍ وَّاحِدٍ بِدُوْنِ اِعْلَانٍ وَّتَنْبِيْهٍ تَكَلَّمُوْا فِيْمَا يَحْصُلُ بِهِ الْاِعْلَامُ فَذَكَرُوا النَّارَ فَرَدَّهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لِمُشَابَهَةِ الْمَجُوْسِ وَذَكَرُوا الْقَرْنَ فَرَدَّهٗ لِمُشَابَهَةِ الْيَهُوْدِ وَذَكَرُوا النَّاقُوْسَ فَرَدَّهٗ لِمُشَابَهَةِ النَّصَارٰى فَرَجَعُوْا مِنْ غَيْرِ تَعْيِيْنٍ فَاُرِيَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ الْاَذَانَ وَالْاِقَامَةَ فِيْ مَنَامِهٖ

(حجۃ اللہ البالغہ صفحہ ۱۹ جلد ۱ مطبوعہ سلفیہ لاہور)

جب صحابہؓ نے یہ بات معلوم کی کہ جماعت بڑے مؤکد طریقہ پر مطلوب ہے۔ اور ایک مکان میں ایسا وقت میں بغیر اعلان اور خبردار کرنے کے اجتماع ممکن نہیں۔ تو انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ کیا صورت اختیار کی جائے۔ جس سے لوگوں کو اطلاع ہو سکے تو انہوں نے آگ جلانے کا ارادہ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مجوس کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے رد فرما دیا۔ پھر انہوں نے قرن (بگل) کا ذکر کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو یہود کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے رد فرما دیا۔ پھر انہوں نے ناقوس بجانے کا ارادہ کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نصاریٰ کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے رد فرما دیا۔ تو صحابہ کرامؓ بغیر کسی بات کے معین ہونے کے واپس اپنے گھروں کو لوٹے۔ اسی اثنا میں حضرت عبداللہ بن زیدؓ کو خواب میں اذان اور اقامت کا طریقہ بتلایا گیا (حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصدیق فرمائی)

احکام و مصالح کے لیے شرع میں اجتہاد کو دخل ہے۔ اور تیسیر اصل اصیل ہے۔ اور امام ولی اللہؒ فرماتے ہیں۔

اِنَّ مُخَالَفَةَ اَقْوَامٍ تَمَادَوْا فِيْ ضَلَالَتِهِمْ فِيْمَا يَكُوْنُ مِنْ شَعَائِرِ الدِّيْنِ مَطْلُوْبٌ

(حجۃ اللہ البالغہ صفحہ ۱۹۱ جلد ۱)

ان لوگوں کی مخالفت کرنی جو اپنی گمراہی میں دور جا پڑے ہوں ان باتوں میں جو شعائر دین سے ہوں۔ ان کی (مطلوب۔ ماتم۔ تعزیت برہنہ سر وغیرہ میں) مخالفت مطلوب ہے۔

چنانچہ یہود۔ مجوس۔ نصاریٰ کے دینی شعائر کے سلسلہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مخالفت کا حکم دیا ہے۔ اسی طرح آج کل اہل شرک و رفض و اہل بدعت وغیرہ کے جلوس۔ مذہبی ماتم، تعزیت برہنہ سر نوحہ وغیرہ کی مخالفت ضروری ہے۔

وَاَنَّ غَيْرَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَدْ يَطَّلِعُ بِالْمَنَامِ اَوِ النَّفْثِ فِي الرَّوْعِ عَلٰى مُرَادِ الْحَقِّ لٰكِنْ لَا يُكَلِّفُ النَّاسَ بِهٖ وَلَا تَنْقَطِعُ الشُّبْهَةُ حَتّٰى يُقَرِّرَهُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کوئی اور شخص بھی حق کی مراد پر خواب میں یا القاء کی شکل میں مطلع ہو سکتا ہے لیکن لوگوں کو اس کا مکلف نہیں بنایا جا سکتا اور نہ ہی شبہ ختم ہو سکتا ہے۔ جب تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کو مقرر (توثیق) نہ فرمائیں۔

(حجۃ اللہ البالغہ ص ۱۹۱ ج ۱)

الفاظ اذان ۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ (چار بار) — اللہ ہی بڑا ہے۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ	(دو بار)	میں گواہی دیتا ہوں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔
اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ	(دو بار)	میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔
حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ	(دو بار)	لپکو نماز کی طرف
حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ	(دو بار)	لپکو فلاح کی طرف
اَللّٰهُ اَكْبَرُ	(دو بار)	اللہ ہی بڑا ہے
لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ	(ایک بار)	اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

مسئلہ فجر کی نماز میں حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کے بعد اتنا اضافہ ہے

اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ (دو بار) — نماز نیند سے کہیں بہتر ہے۔

(۱) عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ قَالَ لَمَّا اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم بِالنَّاقُوْسِ يُعْمَلُ لِيُضْرَبَ بِهٖ لِلنَّاسِ لِجَمْعِ الصَّلٰوةِ طَافَ بِيْ وَاَنَا نَائِمٌ رَجُلٌ يَحْمِلُ نَاقُوْسًا فِيْ يَدِهٖ فَقُلْتُ يَا

حضرت عبداللہ بن زید رض کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ناقوس بنانے کا تاکہ اسکو بجا کر لوگوں کو نماز کے لیے اکٹھا کیا جائے۔ تو خواب میں میرے پاس ایک شخص گزرا۔ جو اپنے ہاتھ میں ناقوس اٹھائے ہوئے تھا۔ میں نے اُسے کہا اے اللہ

عَبْدَ اللّٰهِ اَتَبِيْعُ النَّاقُوْسَ قَالَ وَمَا تَصْنَعُ
بِهٖ قُلْتُ نَدْعُوْا بِهٖ اِلَى الصَّلٰوةِ قَالَ
اَفَلَا اَدُلُّكَ عَلٰى مَا هُوَ خَيْرٌ مِّنْ ذٰلِكَ
فَقُلْتُ لَهٗ بَلٰى قَالَ فَقَالَ تَقُوْلُ اللّٰهُ اَكْبَرُ
اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ
اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا
رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ
حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ
اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
(الٰى ان قال) فَلَمَّآ اَصْبَحْتُ اَتَيْتُ
رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم
فَاَخْبَرْتُهٗ بِمَا رَأَيْتُ فَقَالَ اِنَّهَا
رُؤْيَا حَقٌّ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ فَقُمْ مَعَ
بِلَالٍؓ فَاَلْقِ عَلَيْهِ مَا رَاَيْتَ فَلْيُؤَذِّنْ بِهٖ
فَاِنَّهٗ اَنْدٰى صَوْتًا مِّنْكَ فَقُمْتُ
مَعَ بِلَالٍؓ فَجَعَلْتُ اُلْقِيْهِ عَلَيْهِ وَ
يُؤَذِّنُ بِهٖ فَقَالَ فَسَمِعَ بِذٰلِكَ
عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَهُوَ فِيْ بَيْتِهٖ
فَخَرَجَ يَجُرُّ رِدَآءَهٗ يَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ
اللّٰهِ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَقَدْ رَاَيْتُ
مِثْلَ مَا اُرِيَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى
الله عليه وسلم فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔

کے بندے کیا تم یہ ناقوس بیچتے ہو؟ تو اس نے کہا
تم اسے کیا کرو گے۔ میں نے کہا اس کے ذریعہ لوگوں
کو نماز کے لیے بلائیں گے۔ تو اس نے کہا کیا میں تمہیں
اس سے زیادہ بہتر چیز نہ بتلاؤں۔ میں نے کہا ضرور
بتلاؤ۔ تو اس نے کہا یوں کہو اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ
اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ
اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ
اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا
رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ
حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ اللّٰهُ اَكْبَرُ
اللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ صبح کے وقت جب
میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو
اپنا خواب کا واقعہ آپ کے سامنے عرض کیا۔ آپ نے
فرمایا یہ سچا خواب ہے۔ ان شاء اللہ۔ پس تم کھڑے
ہو بلالؓ کے ساتھ اور اسے بتلاؤ جو تم نے دیکھا ہے
وہ اذان کہے کیونکہ اس کی آواز تم سے زیادہ بلند ہے
میں بلالؓ کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔ میں بتلاتا گیا اور بلالؓ
اذان کہتے رہے۔ جب اس کو عمر بن الخطاب نے سنا
تو وہ اپنے گھر سے چادر گھسیٹتے ہوئے نکلے اور وہ
عرض کر رہے تھے یا رسول اللہ اس ذات کی قسم
جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے
میں نے اسی طرح خواب میں دیکھا ہے جس طرح
اس نے دیکھا ہے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

(ابوداؤد ص۷۳ ج۱، واللفظ لہ، دارمی ص۲۱۴ ج۱، ابن ماجہ ص۵۱، ترمذی ص۵۴، صحیح ابن حبان ص۱۳۹ ج۳)

فرمایا، پس اللہ تعالیٰ کے لیے تعریف ہے۔

(۲) عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ قال حدثنا اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان عبد اللہ بن زید الانصاریؓ جاء الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان رجلاً قام وعلیہ بردان اخضران علی جذمۃ حائط فاذن مثنی واقام مثنی (مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۰۳ ج۱، بیہقی ص۴۲۰ ج۱، وقال ابن حزمؒ وھذا فی غایۃ الصحۃ، محلی ابن حزم ص۱۱۴ ج۳)

حضرت عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے ہمیں بتایا کہ عبد اللہ بن زید انصاریؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور اذان کا واقعہ بتایا کہ میں نے دیکھا ایک شخص پر دو سبز رنگ کی چادریں ہیں اور وہ دیوار پر کھڑا اذان دوہری دوہری مرتبہ پکار رہا ہے۔ اور اقامت بھی دوہری مرتبہ۔

(۳) عن السائب بن یزید قال کان الاذان علی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر وعمر مرتین مرتین۔ (صحیح ابن حبان ص۱۳۶ ج۳)

حضرت سائب بن یزیدؓ کہتے ہیں کہ اذان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے عہد میں دوہری دوہری ہوتی تھی۔

(۴) عن ابی محذورۃ قال کنت اؤذن لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی صلاۃ الفجر فاقول اذا قلت حی علی الفلاح الصلوۃ خیر من النوم الصلوۃ خیر من النوم۔ (مصنف عبد الرزاق ص۴۷۲ ج۱)

حضرت ابو محذورہؓ کہتے ہیں کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے صبح کی نماز کے لیے اذان پڑھتا تھا۔ اور حی علی الفلاح کے بعد میں الصلوۃ خیر من النوم دو بار پکارتا تھا۔

(۵) عن ابی محذورۃ انہ اذن لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولابی بکر

حضرت ابو محذورہؓ سے منقول ہے۔ کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں اذان

وَلِعُمَرَ فَكَانَ يَقُوْلُ فِيْ اَذَانِهٖ. اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۰۹ ج ۱)

پکاری پھر حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے زمانہ میں اذان پکارتے تھے اور اپنی اذان (فجر) میں اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کا لفظ بھی پڑھتے تھے

(۶) وَقَالَ الزُّهْرِيُّ وَزَادَ بِلَالٌ فِيْ نِدَاءِ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ فَاَقَرَّهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰه صلی اللّٰه علیہ وسلم (ابن ماجہ ص ۵۲)

اور امام زہریؒ نے کہا کہ حضرت بلالؓ نے صبح کی اذان میں اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کا لفظ زیادہ کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو برقرار رکھا

مسئلہ اذان میں ترجیع (شہادتین کو دوبارہ بلند آواز سے کہنا) بھی جائز ہے۔ اگرچہ بہتر عدم ترجیع ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذنین سے ثابت ہے۔ اور حضرت ابو محذورہؓ کی اکثر روایات میں ترجیع کا ذکر ملتا ہے لیکن ان سے عدم ترجیع کی روایات بھی ہیں۔

عَنْ اَبِيْ مَحْذُوْرَةَ رضی قَالَ عَلَّمَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیہ وسلم الْاَذَانَ.

(الی ان قال) اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ.

(صحیح ابن حبان ص ۱۴۳ ج ۳)

حضرت ابو محذورہؓ کہتے ہیں کہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان سکھلائی۔ اور اس کے الفاظ یہ ہیں۔

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

مقاصد معانی اذان

(۱) دین میں اہم ترین توحید ہے۔ توحید کے دو شعبے ہیں۔ توحید عبادت (اِيَّاكَ نَعْبُدُ) اور توحید استعانت (اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ) توحید عبادت اگرچہ مقصد حقیقی ہے۔

(۱) وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ

اور میں نے جن اور انسان کو اسی واسطے پیدا کیا ہے

اِلَّا لِيَعۡبُدُوۡنِ ۞ (الذّٰریٰت پ ۲۷) ہے۔ کہ وہ میری عبادت کیا کریں۔

(۲) اِنَّمَآ اُمِرۡتُ اَنۡ اَعۡبُدَ اللّٰهَ وَلَآ اُشۡرِكَ بِهٖ (الرعد آیت ۳۶ پ ۱۳) مجھ کو تو یہی حکم دیا گیا ہے کہ میں صرف اللہ کی عبادت کروں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤں۔

لیکن توحید استعانت بھی اہم مقاصد میں سے ہے۔ توحید عبادت بغیر توحید استعانت کے مکمل نہیں ہو سکتی۔ توحید چار صفات پر موقوف ہے۔

(۱) حوائج و مصالح محتاجین کا علم۔

(۲) قدرت کا فیضان بغیر مزاحمت و موانع داخلی مثلاً بخل وغیرہ اور خارجی جیسا مغلوبیت۔

(۳) وفور رحمت جاننے اور قوت کے باوجود اگر ارادہ خیر نہ ہو تو حصول نفع و دفع ضرر نہ ہوگا۔

(۴) شرف ذاتی (قبول نعمت کم تر اور ہمسر سے بھی حقارت اور عار سے خالی نہیں) پس

اَللّٰهُ اَكۡبَرُ (عِلۡمًا) یعنی اللہ تعالیٰ علم کے اعتبار سے سب سے بڑا ہے

〃 (قُدۡرَةً) 〃 〃 قدرت 〃 〃 〃

〃 (رَحۡمَةً) 〃 〃 رحمت 〃 〃 〃

〃 (شَرَفًا) 〃 〃 شرف 〃 〃 〃

اَشۡهَدُ اَنۡ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۔ متصرف فی الوجود میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی متصرف فی الوجود (کائنات) نہیں۔

اَشۡهَدُ اَنۡ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مستحق معبودیت 〃 〃 〃 〃 〃 〃 مستحق معبودیت نہیں۔

اَشۡهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوۡلُ اللّٰهِ رسالت ابلاغ 〃 〃 کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں آپ نے پیغام رسالت پہنچایا۔

اَشۡهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوۡلُ اللّٰهِ رسالت ایصال 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 نے مقصد تک پہنچانے والا پیغام پہنچایا۔

حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ بِاَجۡسَامِكُمۡ جسموں کے ساتھ فلاح کے لیے حاضر ہو

〃 〃 بِقُلُوۡبِكُمۡ دلوں کے ساتھ 〃 〃 〃 〃

حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ — دنیا میں مال وجان کی حفاظت ولذت مناجات کے حصول کی فلاح آخرت

" " — میں سختی سے امن۔ جہنم سے نجات۔ جنت کی نعیم سے استفادہ اور رؤیت سے تمتع

اَللّٰہُ اَکْبَرُ — عُلُوًّا فِیْ ذَاتِہٖ

" " — احاطہ تمام کائنات کا۔

اس میں عرفان قیومیت، نفی حجابات، محو ظلمات کثرت کا اشارہ ہے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ محقق فی الحقیقت اور ہے۔ تمام کمالات کے ساتھ ظہور اور احاطہ جمیع کمالات و مراتب کا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ (شاہ رفیع الدینؒ)

مسائل اذان اذان فرائض خمسہ کے لیے سنت ہے۔ (ہدایہ ص ۵۴ ج ۱، شرح نقایہ ص ۵۹ ج ۱، کبیری ص ۳۷۰، درمختار ص ۶۲ ج ۱)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ مَرْفُوْعًا ثَلٰثَۃٌ عَلٰی کُثْبَانِ الْمِسْکِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ (الیٰ ان قال) وَرَجُلٌ یُّنَادِیْ بِالصَّلَوٰتِ الْخَمْسَۃِ کُلَّ یَوْمٍ وَّلَیْلَۃٍ۔ (ترمذی ص ۲۹۲)

حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین قسم کے لوگ قیامت کے دن کستوری کے ٹیلوں پہ ہوں گے (ان میں ایک وہ شخص ہے) جو پانچ وقت نماز کے لیے ہر روز اذان دیتا ہے۔

مسئلہ فرائض خمسہ (فرض عین) اور جمعہ کی نماز کے علاوہ کسی نماز میں سنن۔ وتر۔ تراویح، عیدین استسقاء، جنازہ، تطوعات و نوافل کے لیے (ماسوائے تہجد کے رمضان میں) **اذان واقامت کا حکم نہیں۔** (ہدایہ ص ۵۴ ج ۱، شرح نقایہ ص ۵۹ ج ۱)

(۱) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَۃَ قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم الْعِیْدَیْنِ غَیْرَ مَرَّۃٍ وَّلَا مَرَّتَیْنِ بِغَیْرِ اَذَانٍ وَّلَا اِقَامَۃٍ (مسلم ص ۲۹۰ ج ۱)

حضرت جابرؓ بن سمرۃ کہتے ہیں کہ میں نے کئی بار عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھی ہے۔ بغیر اذان اور بغیر اقامت کے۔

(۲) عَنْ عَائِشَةَ رض اَنَّ الشَّمْسَ خَسَفَتْ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَبَعَثَ مُنَادِیًا بِالصَّلٰوةِ جَامِعَةً (مسلم ص ۲۹۶ ج ۲)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رض سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں سورج گرہن زدہ ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان نہیں دلوائی بلکہ اعلان کرنے والے کو بھیجا کہ الصلٰوۃ جامعۃ پکار کر لوگوں کو اکٹھا کرے۔

مسئلہ خطرے کے وقت شیاطین اور جنات کو بھگانے کے لیے اذان ثابت ہے۔ اور نومولود بچہ کے کان میں اذان واقامت مستحب ہے۔

(۱) عَنْ سُهَيْلٍ قَالَ اَرْسَلَنِیْ اَبِیْ اِلٰی بَنِیْ حَارِثَةَ قَالَ وَمَعِیْ غُلَامٌ لَنَا اَوْ صَاحِبٌ لَنَا فَنَادَاهُ مُنَادٍ مِنْ حَائِطٍ بِاسْمِهٖ قَالَ فَاَشْرَفَ الَّذِیْ مَعِیْ عَلَی الْحَائِطِ فَلَمْ یَرَ شَیْئًا فَذَکَرْتُ ذٰلِكَ لِاَبِیْ فَقَالَ لَوْ شَعَرْتُ اَنَّكَ تَلْقٰی هٰذَا لَمْ اُرْسِلْكَ وَلٰکِنْ اِذَا سَمِعْتَ صَوْتًا فَنَادِ بِالصَّلٰوةِ۔ (مسلم ص ۱۶۷ ج ۱)

حضرت سہیل کہتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بنی حارثہ کی بستی میں بھیجا میرے ساتھ میرا ہمعمر ایک لڑکا تھا۔ باغ سے اس کا نام لے کر کسی نے آواز دی۔ اس نے باغ میں جھانک کر دیکھا تو کوئی شیٔ بھی نظر نہ آئی۔ میں نے یہ بات واپس آکر اپنے والد کے سامنے ذکر کی تو انہوں نے کہا اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تمہارے ساتھ ایسا واقعہ پیش آئے گا تو میں تم کو نہ بھیجتا۔ لیکن جب تم اس قسم کی آواز سنو (یہ شیطان یا جن وغیرہ ہو سکتے ہیں) تو تم اذان پکارا کرو۔

(۲) عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ رَافِعٍ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ علیه وسلم اَذَّنَ فِیْ اُذُنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ حِیْنَ وَلَدَتْهُ فَاطِمَةُ بِالصَّلٰوةِ (ترمذی ص ۲۳۸)

حضرت ابو رافع رض کہتے ہیں کہ جب حضرت فاطمہ رض سے حضرت حسن رض پیدا ہوئے تو میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے حضرت حسن رض کے کان میں اذان پڑھی۔

مسئلہ میت کو دفن کرنے کے وقت یا دفن کرنے کے بعد قبر کے پاس اذان دینا بدعت ہے۔ کسی حدیث سے ثابت نہیں اور نہ سلف صالحین سے منقول ہے۔

مسئلہ اذان واقامت کے لیے نیت شرط نہیں۔ البتہ ثواب بغیر نیت کے نہیں ملتا۔ اور

نیت یہ ہے کہ دل میں یہ ارادہ کرے میں یہ اذان محض اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے لیے اور ثواب حاصل کرنے کے لیے کہتا ہوں۔ اس کے علاوہ کچھ مقصود نہیں۔

مسئلہ اذان کے وقت کانوں میں انگلیاں دینا مستحب ہے (ہدایہ ص۵۵ ج۱، شرح نقایہ ص۶۰ ج۱، کبیری ص۲۷۵)

۱۔ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَمَرَ بِلَالًا اَنْ یَّجْعَلَ اِصْبَعَیْہِ فِیْ اُذُنَیْہِ وَقَالَ اِنَّہٗ اَرْفَعُ لِصَوْتِكَ (ابن ماجہ ص۵۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اذان کے وقت اپنی انگلیوں کو ——— اپنے کانوں میں رکھ لیا کرو۔ اس سے تمہاری آواز زیادہ بلند ہوگی۔

(۲) وَیُذْکَرُ عَنْ بِلَالٍ اَنَّہٗ جَعَلَ اِصْبَعَیْہِ فِیْ اُذُنَیْہِ (بخاری ص۸۸ ج۱ تعلیقاً)

حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے منقول ہے وہ اپنی انگلیاں اپنے دونوں کانوں میں دیا کرتے تھے اذان کے وقت۔

مسئلہ اذان ترسل (آرام و سکون) سے ٹھہر ٹھہر کر کہنی چاہیے۔ اور اقامت حدر (تیزی) سے۔

(ہدایہ ص۵۵ ج۱، شرح نقایہ ص۶۰ ج۱، کبیری ص۲۷۶، درمختار ص۶۳ ج۱)

۱۔ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رضی اللہ عنہ یَقُوْلُ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَاْمُرُنَا اَنْ نُّرَتِّلَ الْاَذَانَ وَ نَحْذِفَ الْاِقَامَۃَ (دارقطنی ص۲۳۸ ج۱)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں کو حکم دیتے تھے ہم اذان ٹھہر ٹھہر کر پکاریں اور اقامت تیزی سے۔

۲۔ جَابِرٌ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللہ علیہ قَالَ لِبِلَالٍ اِذَا اَذَّنْتَ فَتَرَسَّلْ وَاِذَا اَقَمْتَ فَاحْدُرْ (ترمذی ص۵۵)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا جب تم اذان کہتے ہو تو سکون سے کہا کرو۔ اور جب تم اقامت کہتے ہو تو جلدی سے

مسئلہ موذن کے لیے مسائل ضروریہ اور نماز کے اوقات سے واقف ہونا ضروری ہے، اگر جاہل ناواقف شخص اذان دے تو اس کو موذنوں کے برابر ثواب نہ ملے گا۔

(فتاویٰ قاضیخان ص۳۸، ہدایہ ص۵۶ ج۱)

۱۔ ابْنُ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم خَصْلَتَانِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو خصلتیں موذنوں کی گردنوں

مُعَلَّقَتَانِ فِي أَعْنَاقِ الْمُؤَذِّنِينَ لِلْمُسْلِمِينَ صِيَامُهُمْ وَصَلَاتُهُمْ — میں معلق ہیں ۔ مسلمانوں کے لیے ان کے روزے اور ان کی نمازیں۔

(ابن ماجہ ص۵۲)

۲۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُؤَذِّنْ لَكُمْ خِيَارُكُمْ — حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے اچھے لوگ (زیادہ سمجھ بوجھ رکھنے والے) اذان پکارا کریں۔

(ابوداؤد ص۸۷ ج۱)

مسئلہ مؤذن عاقل۔ بالغ مرد ہو۔ عورت (اگرچہ الگ نماز ہی کیوں نہ پڑھیں) مجنون اور مست نہ ہو۔ اور نہ ناسمجھ بچہ ہو۔ ورنہ اعادہ کرنا پڑے گا (شرح نقایہ ص۶۲ ج۱، در مختار ص۶۴ ج۱)

۱۔ عَنِ الثَّوْرِيِّ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ قَالَ يُكْرَهُ لِلصَّبِيِّ أَنْ يُؤَذِّنَ حَتّٰى يَحْتَلِمَ — حضرت ابواسحاقؒ سے منقول ہے کہ وہ ناسمجھ بچے کی اذان کو مکروہ خیال کرتے تھے جب تک کہ وہ بالغ نہ ہو جائے۔

(مصنف عبدالرزاق ص۴۶۹ ج۱)

۲۔ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ قُلْتُ لِعَطَاءٍ هَلْ يُؤَذِّنُ الْغُلَامُ غَيْرُ مُحْتَلِمٍ؟ قَالَ لَا — حضرت عطاءؒ سے پوچھا گیا کہ نابالغ (ناسمجھ) بچہ اذان دے سکتا ہے؟ تو انہوں نے کہا نہیں۔

(مصنف عبدالرزاق ص۴۶۹ ج۱)

مسئلہ دس بارہ سال کا (سمجھدار) لڑکا اذان دے سکتا ہے۔ (در مختار ص۶۴ ج۱)

۱۔ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ لَا بَأْسَ أَنْ يُؤَذِّنَ الْغُلَامُ إِذَا أَحْسَنَ الْأَذَانَ قَبْلَ أَنْ يَحْتَلِمَ وَكَذَا عَنْ عَطَاءٍ — امام شعبیؒ کہتے ہیں کہ بالغ ہونے سے پہلے اگر کوئی سمجھدار لڑکا اذان پکارے تو درست ہے، اسی طرح حضرت عطاءؒ سے بھی منقول ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۲۶ ج۱)

۲۔ قَالَ إِبْرَاهِيْمُ فَكَانَ يُعْجِبُنِي أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي لَيْلٰى كَانَ يَأْمُرُ ابْنًا لَهُ غُلَامٌ فَيُؤَذِّنُ — حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیؒ اپنے ایسے (نابالغ سمجھدار) لڑکے سے اذان پکارنے کو کہتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۲۶ ج۱)

۳۔ عَنِ الثَّوْرِيِّ سُئِلَ عَنِ الْغُلَامِ غَيْرِ الْمُحْتَلِمِ هَلْ يُؤَذِّنُ وَ يُقِيْمُ الصَّلَاةَ؟ فَقَالَ نَعَمْ (مصنف عبدالرزاق ص۴۶۹ ج۱)

حضرت سفیان ثوریؒ سے پوچھا گیا کہ نابالغ لڑکا اذان واقامت پکار سکتا ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ ہاں۔

مسئلہ اذان مردوں کے لیے سنت ہے۔ عورتوں کے لیے نہیں۔ بلکہ عورتوں کی اذان مکروہ تحریمی ہے (ہدایہ ص۵۷ ج۱، شرح نقایہ ص۶۲ ج۱)

۱۔ ابن عمرؓ قَالَ لَيْسَ عَلَى النِّسَاءِ اَذَانٌ وَّلَا اِقَامَةٌ (سنن الکبریٰ بیہقی ص۴۰۸ ج۱)

حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ عورتوں پر نہ اذان ہے اور نہ اقامت۔

۲۔ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ وَعَنْ قَتَادَةَ۔ وَسَعِيْدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَالْحَسَنِ قَالُوْا لَيْسَ عَلَى النِّسَاءِ اَذَانٌ وَّلَا اِقَامَةٌ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۲۲ ج۱)

حضرت ابراہیمؒ۔ قتادہؒ۔ سعید بن المسیبؒ۔ حسن بصریؒ نے کہا کہ عورتوں پر نہ اذان ہے اور نہ اقامت۔

۳۔ اسی طرح امام محمد بن سیرینؒ۔ حضرت عطاءؒ۔ حضرت جابر بن زیدؒ۔ امام زہریؒ۔ امام ضحاکؒ سے مروی ہے (مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۲۲ ج۱)

نوٹ آجکل تو عورتیں گانے۔ رقص اور حسن قراءۃ وغیرہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی ہیں۔ یہ کس طرح جائز ہو سکتا ہے؟ فَاعْتَبِرُوْا يَا اُولِي الْاَبْصَارِ۔

مسئلہ اذان قبلہ رُخ ہو کر کہنی مستحب ہے (جامع صغیر ص۱۰، ہدایہ ص۵۵ ج۱، شرح نقایہ ص۶۰ ج۱)

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ (فِيْ حَدِيْثٍ طَوِيْلٍ) وَقَالَ فِيْهِ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَقَالَ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ (ابوداؤد ص۷۵ ج۱)

حضرت عبداللہ بن زیدؓ کی روایت میں ہے کہ فرشتے نے قبلہ رُخ ہو کر اذان پکاری۔

مسئلہ اذان میں حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ اور حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کے وقت رُخ دائیں اور بائیں پھیرنا مستحب ہے۔ (جامع صغیر ص۱۰، ہدایہ ص۵۵ ج۱، شرح نقایہ ص۶۴ ج۱، کبیری ص۳۶۳، درمختار ص۶۳ ج۱)

۱۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ لَيْلٰى جَاءَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ رَبِّهِ الْاَنْصَارِيُّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

حضرت عبداللہ بن زید بن عبدربہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے عرض کیا حضور میں نے ایک شخص کو (خواب میں) دیکھا کہ اس نے

علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ انی رأیت رجلا نزل من السماء فقام علی جذم حائط فاستقبل القبلۃ وقال اللہ اکبر اللہ اکبر اشھد ان لا الہ الا اللہ اشھد ان لا الہ الا اللہ مرتین اشھد ان محمدا رسول اللہ اشھد ان محمدا رسول اللہ مرتین ثم قال عن یمینہ حی علی الصلوۃ مرتین ثم قال عن یسارہ حی علی الفلاح مرتین ثم استقبل القبلۃ فقال اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ

باغ کی دیوار پر قبلہ رخ ہو کر پکارا اللہ اکبر اللہ اکبر اشھد ان لا الہ الا اللہ اشھد ان لا الہ الا اللہ دو مرتبہ اشھد ان محمدا رسول اللہ دو مرتبہ پھر دائیں جانب رخ کر کے حی علی الصلوۃ دو مرتبہ کہا پھر بائیں جانب رخ کر کے حی علی الفلاح دو مرتبہ کہا پھر قبلہ کی طرف رخ کر کے کہا اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ کہا مستدرک حاکم میں حضرت بلالؓ سے اسی طرح کی روایت ہے

(نصب الرایہ ص۲۷۵ ج۱ و شرح نقایہ ص۶۱ ج۱ بحوالہ مسند امام اسحق ابن راہویہ وکذا مستدرک حاکم ص۲۰۲ ج۳ عن بلال)

۲۔ ابی جحیفۃ واذن بلالؓ قال فجعلت اتتبع فاہ ھھنا وھھنا یقول یمینا وشمالا یقول حی علی الصلوۃ حی علی الفلاح۔ (مسلم ص۱۹۶ ج۱) وفی روایۃ ابی داؤد عنہ قال رأیت بلالا خرج الی الابطح فاذن فلما بلغ حی علی الصلوۃ حی علی الفلاح لوی عنقہ یمینا وشمالا ولم یستدر۔ (ابو داؤد ص۸۶ ج۱)

حضرت ابو جحیفہؓ کہتے ہیں کہ حضرت بلالؓ نے اذان دی تو میں دیکھتا تھا۔ وہ حی علی الصلوۃ حی علی الفلاح پکارنے کے وقت دائیں بائیں طرف رخ پھیرتے تھے۔ میں بھی ان کے ساتھ دائیں بائیں دیکھتا تھا۔ حضرت ابو جحیفہؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت بلالؓ کو دیکھا بطحا کی طرف نکلے۔ پھر اذان دی اور حی علی الصلوۃ حی علی الفلاح کے وقت اپنی گردن دائیں بائیں طرف موڑی خود نہیں گھومے۔

مسئلہ اذان مسجد کے باہر مستحب ہے۔

۱۔ عن ابی برزۃ الاسلمیؓ قال من

حضرت ابو برزۃ اسلمیؓ سے روایت ہے کہ انہوں

السُّنَّةِ اَلْاَذَانُ فَوْقَ الصَّوَامِعِ وَالْاِقَامَةُ فِي الْمَسْجِدِ (نصب الرایہ ص ۲۹۳ ج۱ بحوالہ ابو الشیخ)

نے کہا سنت میں سے ہے۔ اذان کسی منارہ (بلند جگہ) پہ پکارنا۔ اور اقامت مسجد میں۔

۲- عُرْوَةَ بْنِ زُبَيْرٍ عَنْ اِمْرَأَةٍ مِّنْ بَنِي النَّجَّارِ قَالَتْ كَانَ بَيْتِي مِنْ اَطْوَلِ بَيْتٍ كَانَ حَوْلَ الْمَسْجِدِ فَكَانَ بِلَالٌ يُؤَذِّنُ عَلَيْهِ (ابوداود ص ۷۷ ج۱)

حضرت عروہ بن زبیرؓ بنی بخار کی ایک خاتون سے نقل کرتے ہیں وہ کہتی تھی کہ میرا گھر مسجد کے قریب سب گھروں سے اونچا تھا۔ تو حضرت بلالؓ اس پر چڑھ کر اذان پکارتے تھے۔

۳- اِبْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ ابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ يُؤَذِّنُ فَوْقَ الْبَيْتِ۔ (نصب الرایہ ص ۲۹۳ ج۱ بحوالہ ابو الشیخ)

حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن ام مکتومؓ مکان کے اوپر چڑھ کر اذان پکارتے تھے۔

مگر جمعہ کی دوسری اذان جو ممبر کے سامنے دیجاتی ہے (ہدایہ ص ۱۱۸ ج۱، شرح نقایہ ص ۱۲۶ ج۱، کبیری ص ۵۶۰)

مسئلہ باوضوء اذان کہنا مستحب ہے اور بغیر وضوء کے اذان کہنا جائز ہے (مگر عادت بنالینا بری بات ہے (ہدایہ ص ۵ ج۱، شرح نقایہ ص ۶۲ ج۱، درمختار ص ۶۴ ج۱)

۱- قَالَ اِبْرَاهِيْمُ لَا بَأْسَ اَنْ يُّؤَذِّنَ عَلٰى غَيْرِ وُضُوْءٍ وَقَالَ عَطَاءٌ اَلْوُضُوْءُ حَقٌّ وَسُنَّةٌ (بخاری ص ۸۸ ج۱ تعلیقاً مصنف عبدالرزاق ص ۴۶۶ ج۱ ومصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۱۱ ج۱)

حضرت ابراہیم نخعیؒ کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص بغیر وضو کے اذان پکارے تو اس کی گنجائش ہے۔ حضرت عطاءؒ کہتے ہیں کہ اذان کے لیے وضوء برحق اور سنت ہے۔

۲- عَنِ الْحَسَنِ قَالَ لَا بَأْسَ اَنْ يُّؤَذِّنَ غَيْرَ طَاهِرٍ وَكَذَا عَنْ قَتَادَةَ وَحَمَّادٍ وَعَطَاءٍ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَسْوَدِ (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۱۱ ج۱)

حضرت حسنؒ، قتادہؒ، حمادؒ، عطاءؒ اور عبدالرحمٰن بن الاسودؒ کہتے ہیں کہ بغیر وضوء کے اذان پکارنی جائز ہے۔ (لیکن اس طرح عادت بنالینا جائز نہیں)

مسئلہ جنابت کی حالت میں اذان کہنا مکروہ تحریمی ہے (جامع صغیر ص ۱۱ ج۱، ہدایہ ص ۵ ج۱، شرح نقایہ ص ۶۲ ج۱، درمختار ص ۶۴ ج۱)

مسئلہ اذان واقامت عربی میں انہیں خاص الفاظ سے ہونا ضروری ہے۔ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں۔ اگر کسی اور زبان میں یا عربی میں ان الفاظ کے علاوہ کہے گا۔ تو اذان صحیح

اور سنت کے مطابق نہ ہوگی۔ اگرچہ لوگ اس کو سن کر اذان ہی سمجھ لیں۔ اور اذان کا مقصود اس سے حاصل ہو جائے (شامی ص ۲۹۲/۱ مطبوعہ کوئٹہ)

مسئلہ: کوئی شخص اذان واقامت غلط کہے تو اعادہ کرنا چاہیئے۔

مسئلہ: ایک مؤذن کا (ایک ہی نماز کے لیے) دو مسجدوں میں اذان دینا مکروہ ہے۔ جس مسجد میں فرض پڑھے اسی میں اذان دے۔

مسئلہ: اذان واقامت کے درمیان کی حالت میں کوئی دوسرا کلام نہ کرنا چاہیئے۔ خواہ سلام کا جواب ہی کیوں نہ ہو۔ اگر (زیادہ) کلام کیا تو اعادہ کرے۔ (فتاویٰ قاضیخان ص ۳۸/۱، درمختار ص ۹۲/۱، کبیری ص ۳۷۵)

۱۔ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ وَعَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ اَنَّهُمَا كَرِهَا اَنْ يَّتَكَلَّمَ حَتّٰى يَفْرُغَ۔

حضرت ابراہیم نخعیؒ اور ابن سیرینؒ اذان کے درمیان کلام کرنے کو مکروہ خیال کرتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۱۲/۱)

۲۔ عَنِ الشَّعْبِيِّ اَنَّهُ كَرِهَ الْكَلَامَ فِي الْاَذَانِ (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۱۳/۱)

امام شعبیؒ اذان کے درمیان کلام کو مکروہ خیال کرتے تھے۔

۳۔ عُثْمَانَ بْنِ اَبِيْ رَوَّادٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ اِذَا تَكَلَّمَ فِيْ اِقَامَتِهٖ فَاِنَّهٗ يُعِيْدُ (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۱۳/۱)

حضرت امام زہریؒ کہتے تھے کہ اقامت کے دوران اگر کلام کیا تو اس کو پھر دوبارہ لوٹائے۔

۴۔ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ اَنَّهٗ كَرِهَ اَنْ يَّتَكَلَّمَ فِيْ اَذَانِهٖ وَاِقَامَتِهٖ حَتّٰى يَفْرُغَ۔

حضرت ابراہیم نخعیؒ بھی اذان واقامت کے درمیان کلام کو مکروہ خیال کرتے تھے۔

(مصنف عبدالرزاق ص ۴۶۸/۱، مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۱۳/۱)

مسئلہ: اگر مؤذن کو اثناء اذان کوئی حادثہ (غشی، موت، بیہوشی وغیرہ) لاحق ہو جائے تو اذان کا اعادہ کیا جائے۔

مسئلہ: اذان اور اقامت کا حکم اداء، قضاء دونوں نمازوں کے لیے ہے۔ مسافر بھی جب جماعت سے پڑھیں تو اس کا ترک ان کے لیے مکروہ ہے (جامع صغیر ص ۱۱، ہدایہ ص ۸۵/۱، شرح نقایہ ص ۹۲/۱)

۱۔ حضرت ابو قتادہؓ سے روایت ہے کہ ___ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صبح کی نماز قضا ہو گئی

ثُمَّ اَذَّنَ بِلَالٌ بِالصَّلٰوۃِ فَصَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ صَلَّی الْغَدَاۃَ فَصَنَعَ کَمَا یَصْنَعُ کُلَّ یَوْمٍ۔ (مسلم ص ۲۲۹ ج ۱)

پھر حضرت بلالؓ نے اذان پکاری اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے صبح کی دو سنتیں پڑھیں اور پھر فرض نماز پڑھائی جیسا ہر دن کیا کرتے تھے۔

۲۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔

وَاَمَرَ بِلَالًا فَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ فَصَلّٰی بِھِمُ الصُّبْحَ فَلَمَّا قَضَی الصَّلٰوۃَ قَالَ مَنْ نَسِیَ الصَّلٰوۃَ فَلْیُصَلِّھَا اِذَا ذَکَرَھَا (مسلم ص ۲۳۸ ج ۱)

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بلالؓ کو حکم دیا تو انہوں نے اذان واقامت پکاری اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھائی۔ اور پھر فرمایا۔ جو آدمی بھول جائے تو جب اس کو نماز یاد آئے۔ اس وقت پڑھے۔

۳۔ عَنْ مَالِکِ بْنِ الْحُوَیْرِثِ قَالَ قَدِمْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَنَا وَابْنُ عَمٍّ لِیْ فَقَالَ لَنَا اِذَا سَافَرْتُمَا فَاَذِّنَا وَاَقِیْمَا وَلْیَؤُمَّکُمَا اَکْبَرُکُمَا (ترمذی ص ۵۷)

حضرت مالک بن الحویرثؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے اور میرے چچازاد بھائی سے فرمایا کہ جب تم سفر کرو۔ تو تم میں ایک اذان واقامت پکارا کرے اور جو تم میں سے بڑا ہے۔ وہ نماز پڑھایا کرے۔

مسئلہ جو لوگ گھر میں نماز پڑھتے ہیں ان کے لیے محلہ کی اذان کافی ہے۔

(ہدایہ ص ۵۸ ج ۱، شرح نقایہ ص ۶۳ ج ۱، در مختار ص ۶۴ ج ۱)

عَنْ عِکْرِمَۃَ قَالَ اِذَا صَلَّیْتَ فِیْ مَنْزِلِکَ اَجْزَاکَ مُؤَذِّنُ الْحَیِّ (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۲ ج ۱)

حضرت عکرمہؒ کہتے ہیں جب تم اپنے گھر نماز پڑھو۔ تو پھر محلے کی اذان تمہارے لیے کافی ہے۔

مسئلہ نماز کے وقت اور اذان کے وقت ریکارڈنگ، گانے، باجے وغیرہ نہ زیادہ مکروہ اور شدید قبیح ہیں۔

مسئلہ جس مسجد میں اذان اور اقامت سے نماز ہو چکی ہو اس میں دوبارہ جماعت کرانا مکروہ ہے۔ اگر نماز پڑھی جائے تو پھر اذان واقامت مکروہ ہے۔ البتہ اگر کوئی امام و مؤذن مقرر نہ ہو تو پھر دوبارہ جماعت کے لیے اذان واقامت افضل ہے۔ جیسا کہ راستے کی مسجد۔

۱۔ عَنِ الْحَسَنِ فِیْ رَجُلٍ یَنْتَهِیْ اِلَی الْمَسْجِدِ وَقَدْ صُلِّیَ فِیْهِ قَالَ لَا یُؤَذِّنُ وَلَا یُقِیْمُ (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۲۱ ج ۱)

حضرت حسنؒ نے کہا ہے کہ اگر کوئی شخص مسجد تک پہنچا اور نماز ہو چکی ہو۔ تو وہ نہ اذان پکارے نہ اقامت

۲۔ جَرِیْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ اِبْرَاهِیْمَ مَسْجِدَ مُحَارِبَ فَاَمَّنِیْ وَلَمْ یُؤَذِّنْ وَلَمْ یُقِمْ (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۲۱ ج ۱)

حضرت جریر بن عبداللہؒ نے کہا کہ میں ابراہیمؒ کے ساتھ مسجد بنی محارب میں داخل ہوا۔ تو انہوں نے مجھے نماز پڑھائی اور اذان واقامت نہیں پکاری۔ (یہ پہلے ہو چکی تھیں)

۳۔ اسی طرح حضرت عکرمہؒ اور عروہؒ اور ابن ابی لیلیٰؒ سے منقول ہے (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۲۱ ج ۱)

مسئلہ کئی مؤذنوں کا ایک ساتھ اذان پکارنا جائز ہے

مسئلہ اذان پکارنے پر (جیسا کہ نماز کی امامت پر اجرت لینی بھی جائز ہے (یعنی امامت اور مؤذنی پر اُجرت اور تنخواہ لینی جائز ہے۔ نہ کہ نفس نماز پر۔ کیونکہ وہ تو عبادت مقصودہ ہے۔ اور فرض عین ہے۔ اس پر معاوضہ ناجائز ہے۔

اِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَعُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ کَانَا یَرْزُقَانِ الْمُؤَذِّنِیْنَ وَالْاَئِمَّةَ

حضرت عمر بن الخطابؓ اور حضرت عثمان غنیؓ مؤذنین اور اماموں کو وظائف دیا کرتے تھے۔

(الفاروق ص ۵۵ ج ۲ بحوالہ سیرۃ العمرین لابن جوزیؒ)

مسئلہ اذان واقامت کے درمیان تھوڑا سا وقفہ کرنا چاہیے۔ سوا مغرب کی اذان کے

(جامع صغیر ص ۱ ہدایہ ص ۵۶ ج ۱ شرح نقایہ ص ۶۲ ج ۱)

عَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَا بِلَالُ اِجْعَلْ بَیْنَ اَذَانِكَ وَاِقَامَتِكَ

حضرت ابی بن کعبؓ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلالؓ سے فرمایا اپنی اذان اور اقامت کے درمیان اتنا وقفہ رکھو کہ کھانے پینے

نَفْسٌ يَفْرُغُ الْآكِلُ مِنْ طَعَامِهِ فِيْ مَهْلٍ وَيَقْضِي الْمُتَوَضِّئُ حَاجَتَهُ فِيْ مَهْلٍ (مجمع الزوائد صـ۴ ج۲)

والے کھانے پینے سے فارغ ہو جائیں اور وضوء بنانے والے اپنی ضرورت سے آرام کے ساتھ فارغ ہو جائیں۔

مسئلہ مغرب کی اذان کے بعد دعا مسنون پڑھنے کے بعد تین چھوٹی آیتوں کی مقدار توقف کے بعد اقامت کہیں۔ اتصال مکروہ ہے۔ (درمختار صـ۶۳ ج۱)

مسئلہ جمعہ کی اذان سن کر تمام کاموں کو چھوڑ کر جمعہ کی نماز کے لیے جامع مسجد جانا ضروری ہے اگر اس وقت خرید و فروخت یا کوئی اور کام کرے گا تو مکروہ تحریمی ہو گا۔ البتہ دوسری اذان کے بعد کسی کام میں مشغول ہونا حرام ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ط (الجمعہ آیت ۹ پ۲۸)

اے ایمان والو! جب جمعہ کے روز نماز کے لیے اذان دی جائے تو تم خدا کی یاد کے لیے بلا تاخیر چل کھڑے ہوا کرو اور خرید و فروخت چھوڑ دیا کرو۔

مسئلہ وقت سے پہلے اذان پکارنے کے بارہ میں چار نمازوں میں تو سب ائمہ کرام کا اتفاق ہے کہ وہ قبل از وقت جائز نہیں۔ البتہ صبح کی اذان کے بارہ میں امام ابو یوسفؒ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک طلوع فجر سے پہلے اذان پکارنی جائز ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ، امام محمدؒ اور امام سفیان ثوریؒ کے نزدیک جائز نہیں۔ اگر شب کو دی ہوئی اذان کے ساتھ طلوع فجر کے بعد کوئی شخص نماز پڑھے گا تو وہ نماز گویا بغیر اذان کے (خلاف سنت) سمجھی جائے گی۔ اور قبل از وقت تو فجر کی نماز جائز ہی نہیں۔ یہی مسلک راجح ہے۔ قبل از فجر اذان کو جائز قرار دینے والے ائمہ کرام کی سب سے اوّلی دلیل حضرت بلالؓ کی اذان ہے۔ جو رات کے وقت پکارتے تھے۔ لیکن یہ استدلال درست نہیں۔ کیونکہ وہ اذان فجر کی نماز کے لیے نہیں ہوتی تھی۔ بلکہ وہ سحری یا تہجد کے لیے ہوا کرتی تھی۔

اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَا يَغُرَّنَّكُمْ مِنْ سُحُورِكُمْ أَذَانُ بِلَالٍ وَلَا بَيَاضُ الْأُفُقِ الْمُسْتَطِيلُ (مسلم صـ۳۵۰ ج۱)

کہ تم کو سحری کھاتے سے بلالؓ کی اذان دھوکے میں نہ ڈالے۔ اور نہ صبح کاذب۔

مسئلہ اذان کے بعد باجماعت نماز پڑھنے سے پہلے کسی شخص کا بلاعذر مسجد سے نکلنا مکروہ ہے

۱۔ عَنْ أَبِي الشَّعْثَاءِ قَالَ خَرَجَ رَجُلٌ مِنَ الْمَسْجِدِ بَعْدَ مَا أُذِّنَ فِيهِ بِالْعَصْرِ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ أَمَّا هٰذَا فَقَدْ عَصٰى أَبَا الْقَاسِمِ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابوالشعثاءؒ کہتے ہیں کہ عصر کی اذان ہو چکی تھی۔ ایک شخص مسجد سے نکلا تو حضرت ابوہریرہؓ نے کہا کہ اس شخص نے حضرت ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی ہے۔

(ترمذی ص۵۰، مسلم ص۲۳۲ ج۱، ابن ماجہ ص۵۳، نسائی ص۱۱۱ ج۱)

۲۔ عن عثمانؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ أَدْرَكَهُ الْأَذَانُ فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ خَرَجَ لَمْ يَخْرُجْ لِحَاجَةٍ وَهُوَ لَا يُرِيْدُ الرَّجْعَةَ فَهُوَ مُنَافِقٌ

حضرت عثمانؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اذان کے وقت مسجد میں ہو پھر وہ کسی کام سے مسجد سے باہر نکل جائے اور پھر واپس آنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو۔ تو وہ شخص منافق ہو گا

(ابن ماجہ ص۵۳)

(اجابت) اذان کا جواب دینا

اذان سننے والا مرد ہو یا عورت۔ (طاہر ہو یا غیر طاہر) اذان کا جواب دینا مستحب ہے۔ بعض نے واجب کہا ہے۔ لیکن معتمد اور ظاہر مذہب استحباب کا ہے (قاضیخان ص۳۸ و ۳۹)

نوٹ زبانی جواب دینا مستحب اور عملاً نماز کی تیاری فرض ہے۔

۱۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَامَ بِلَالٌ يُنَادِي فَلَمَّا سَكَتَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ قَالَ مِثْلَ هٰذَا يَقِيْنًا (أَيْ خَالِصًا مُخْلِصًا مِنْ قَلْبِهِ) دَخَلَ الْجَنَّةَ (نسائی ص۱۰۹ ج۱)

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ ہم لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ حضرت بلالؓ کھڑے ہوئے اذان دینے کے لیے جب اذان دے کر خاموش ہو گئے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اس جیسی بات کہی یقین (یعنی دل کے اخلاص) سے وہ جنت میں داخل ہو گا۔

۲۔ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰہِ إِنَّ الْمُؤَذِّنِيْنَ يَفْضُلُوْنَنَا

حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ بے شک مؤذنین ہم سے

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قُلْ كَمَا يَقُوْلُوْنَ فَاِذَا انْتَهَيْتَ فَسَلْ تُعْطَ (ابوداود ص۸۴ ج۱)

فضیلت لے گئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم بھی اسی طرح کہو جس طرح وہ کہتے ہیں۔ جب تم کہہ چکو تو اللہ تعالیٰ سے مانگو تم کو بھی دیا جائیگا۔

مسئلہ اذان کا جواب اذان ہی کی طرح ہے مگر حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے وقت لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کہے (مسلم ص۱۶۷ ج۱ ابوداود ص۷۸) گناہ سے نہیں بچ سکتے مگر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اور طاعت نہیں بجالا سکتے مگر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰہ علی علیہ اِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ فَقَالَ اَحَدُكُمْ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ (الی ان قال) ثُمَّ قَالَ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ قَالَ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ قَالَ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ قَالَ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ (مسلم ص۱۶۷ ج۱، ابوداود ص۷۸ ج۱)

حضرت عمرؓ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مؤذن اللہ اکبر اللہ اکبر کہے تو تم بھی اللہ اکبر اللہ اکبر کہو۔ اور جب مؤذن حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ کہے تو تم لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کہو اور جب وہ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کہے تو تم لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کہو۔

مسئلہ اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کے وقت کہے۔

صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ (کتاب الاذکار للنووی ص۲۷)

تونے بہت سچی بات کہی اور بڑی نیکی کی بات کہی۔

مسئلہ اذان سے فارغ ہوکر پہلے درود شریف اور پھر وسیلہ کی دعا پڑھنا سنّت ہے۔

١۔ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا يَقُوْلُ ثُمَّ صَلُّوْا عَلَيَّ فَاِنَّهٗ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلٰوةً صَلَّى اللّٰهُ بِهَا عَلَيْهِ عَشْرًا۔ ثُمَّ

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم مؤذن کی اذان سنو تو تم بھی اسی قسم کے الفاظ، جواب میں دھراؤ۔ پھر آخر میں مجھ پہ درود پڑھو کیونکہ جس نے مجھ پہ ایک مرتبہ درود پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس دفعہ رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ پھر

سَلُوا اللّٰهَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ فَاِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ لَا تَنْبَغِيْ اِلَّا لِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ وَاَرْجُوْ اَنْ اَكُوْنَ اَنَا هُوَ فَمَنْ سَئَلَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ حَلَّتْ عَلَيْهِ الشَّفَاعَةُ ۔

(مسلم صـ ۱۶۶/ج ۱)

میرے لیے اللہ تعالیٰ سے وسیلہ کی دعا کرو ۔ کیونکہ وہ ایک مرتبہ (مقام) ہے جنت میں ۔ وہ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے صرف ایک کے لیے ہوگا ۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ وہ بندہ میں ہوں گا ۔ پس جس نے میرے لیے وسیلہ کی دعا مانگی اس کے لیے میری شفاعت ضرور ہوگی ۔

۲ ۔ جَابِرٌ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم مَنْ قَالَ حِيْنَ يَسْمَعُ النِّدَاءَ "اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَنِ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ حَلَّتْ لَهٗ شَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (بخاری صـ ۸۶/ج ۱)

حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اذان سننے کے بعد یہ دعا کرے "اے اللہ تو رب ہے اس دعوت تامہ اور صلوٰۃ قائمہ کا تو عطا فرما محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ اور فضیلت اور ان کو قائم فرما اس مقام میں جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے" تو اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگی قیامت کے دن ۔

نوٹ وَعَدْتَّهٗ تک بخاری شریف میں ہے ۔ بیہقی صـ ۴۱۰/ج ۱ کی روایت میں اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ کے الفاظ بھی زائد ہیں ۔

البتہ وَارْزُقْنَا شَفَاعَتَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ کے الفاظ اس موقع پر اپنی طرف سے زائد نہ کیے جائیں ۔ کیونکہ کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ۔

مسئلہ وسیلہ اور فضیلت سے ایک ہی بات مراد ہے ۔ عطف تفسیری ہے ۔ یا ممکن ہے کہ کوئی اور مرتبہ عالیہ مراد ہو ۔

مقام محمود مقام محمود وہ مقام ہے ، جہاں سب کی زبانوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کی جائے گی ۔ اور وہ قرب و شفاعۃ کا مقام ہے ۔ اس مقام پر آپ کھڑے ہو کر شفاعت (کبریٰ وصغریٰ) کریں گے ۔

سوال جب اللہ تعالیٰ نے آپ سے مقام محمود تک پہنچانے کا وعدہ کیا ہوا ہے پھر دعا کی کیا ضرورت ہے؟

جواب اس لیے کہ امت کو فائدہ پہنچے۔ نیز تواضع و انکسار، کسر نفسی کی بنا پر آپ خدائے بے نیاز کے سامنے عجز و انکساری کو پسند فرماتے ہیں۔

۳۔ سَعْدِ بْنِ اَبِی وَقَّاصٍ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ قَالَ حِيْنَ يَسْمَعُ الْاَذَانَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا غُفِرَ لَهٗ ذَنْبُهٗ (مسلم ص۱۶۷ ج۱)

حضرت سعد بن ابی وقاص رض سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے کہا جب وہ اذان سنتا ہے: اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ وحدہٗ لا شریک ہے۔ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ میں اللہ تعالیٰ کو رب مان کر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول مان کر اور اسلام کو دین مان کر راضی ہوا ہوں۔ تو اس کے گناہ معاف ہوں گے۔

مسئلہ سات صورتوں یا حالتوں میں اذان کا جواب نہ دینا چاہیئے۔

۱ نماز کی حالت میں

۲ خطبہ کے وقت

۳ جنسی اختلاط کے وقت

۴ پیشاب پاخانہ پھرنے کی حالت میں

۵ حیض و نفاس کی حالت میں (جواب دینا ضروری نہیں ہے)

۶ علم دین کی درس و تدریس کے وقت

۷ کھانا کھانے کے وقت۔

البتہ ان امور سے فراغت کے بعد اگر اذان کو کچھ زیادہ وقفہ نہ گذرا ہو تو جواب دے دے ورنہ نہیں۔

اذان اور اقامت کے وقت دعا

۱۔ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

حضرت سہل بن سعد رض کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثِنْتَانِ لَا تُرَدَّانِ اَوْ قَلَّمَا تُرَدَّانِ اَلدُّعَآءُ عِنْدَ النِّدَآءِ وَعِنْدَ الْبَاْسِ حِیْنَ یُلْحِمُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا وَفِیْ رِوَایَةٍ وَوَقْتَ الْمَطَرِ

(ابوداود ص۳۴۳ ج۱، دارمی ص۲۱۷ ج۱، مستدرک حاکم ص۱۹۸ ج۱)

وسلم نے فرمایا دو باتیں رد نہیں کی جاتیں۔ یا کمتر ہی رد ہوتی ہیں۔ اذان کے وقت دعا اور لڑائی کے وقت جہاد میں جب بعض بعض سے گتھم گتھا ہوتے ہیں اور ایک روایت میں بارش کے وقت بھی ہے۔

۲۔ اَنَسٌ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا یُرَدُّ الدُّعَاءُ بَیْنَ الْاَذَانِ وَالْاِقَامَةِ (ابوداود ص۷۷ ج۱، ترمذی ص۵۸)

حضرت انس کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، دعا رد نہیں ہوتی۔ اذان اور اقامت کے درمیان

تقبیل الاناملؔ، اذان کے وقت انگوٹھے چومنا

اس سلسلہ کی جو روایات جواز میں پیش کی جاتی ہیں۔ وہ قابل اعتبار نہیں، بڑے بڑے محدثین کرام مثلاً علامہ شمس الدین سخاوی، ابن طاہر فتنی، زرقانی مالکی، ملا علی قاری حنفی، علامہ علی حنفی، علامہ جلال الدین سیوطی، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے کلام سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ فعل غیر مشروع اور ممنوع ہے اور ان احادیث کے خلاف ہے، جو صحاح ستہ اور دیگر کتب حدیث میں موجود ہیں۔ جن میں اذان کے جواب کا طریقہ سکھلایا گیا ہے۔

۱۔ عَائِشَةَ رض قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَیْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ

(بخاری ص۳۷۱ ج۱، مسلم ص۷۷ ج۲)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رض کہتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ہمارے اس دین میں نئی بات نکالی جو دین میں نہیں، تو وہ بات مردود ہے۔

۲۔ جَابِرٍ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰهِ وَخَیْرَ الْهَدْیِ هَدْیُ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم وَشَرَّ الْاُمُوْرِ

حضرت جابر کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَمَّا بَعْدُ بہترین بات اللہ کی کتاب ہے۔ اور بہترین سیرت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہے۔ اور بدترین باتیں وہ نئی نئی نکالی ہوئی ہیں دین میں اور ہر بدعت گمراہی ہوتی ہے۔

مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ (مسلم ج ۱ ص ۲۸۴)

۳۔ عَنْ مُغِيْرَةَ بْنِ شُعْبَةَ رضؓ وَعَلِيٍّ رضؓ وَاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضؓ وَاَبِي هُرَيْرَةَ رضؓ قَالُوْا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ وَمَنْ يَكْذِبْ عَلَيَّ يَلِجِ النَّارَ (بخاری ج ۱ ص ۲۱، مسلم ج ۱ ص ۷)

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ، حضرت علیؓ، حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جان بوجھ کر میری طرف جھوٹی بات منسوب کرے گا۔ پس وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں تیار کرے۔ یا یہ فرمایا کہ جو مجھ پر جھوٹ بولے گا، وہ دوزخ میں داخل ہوگا

انگوٹھے چومنے کی روایت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے میرا نام سُنا اذان میں اور اپنے انگوٹھے کے ناخنوں کو چوما۔ اور آنکھوں پہ ملا تو وہ شخص کبھی بھی فکرمند اور غمگین نہ ہوگا۔

• امام سخاویؒ نے اپنی کتاب المقاصد الحسنہ میں لکھا ہے کہ یہ حدیث مرفوعاً صحیح نہیں ہے۔ مرفوع وہ حدیث ہوتی ہے جس کو صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرتے ہوئے بیان کرے اور کتاب شرح الیمانی میں لکھا ہے کہ مکروہ ہے انگوٹھوں کو چومنا اور آنکھوں پر رکھنا کہ اس کے بارے میں کوئی صحیح حدیث وارد نہیں ہوئی اور جو روایات آتی ہیں وہ صحیح نہیں ہیں (حاشیہ جلالین ص ۲۵۷)

جمہور علماء کے نزدیک اگرچہ ضعیف احادیث پر فضائل اعمال میں عمل کرنا جائز ہے لیکن اس سلسلہ میں یہ بات واضح رہے کہ ضعیف احادیث پر جو محدثین کرام نے عمل جائز قرار دیا ہے وہ مطلق نہیں بلکہ بعض شرائط کے ساتھ مقید ہے جیسا کہ حافظ ابن حجرؒ نے لکھا ہے۔

۱۔ پہلی شرط جس پر تمام محدثین کا اتفاق ہے وہ یہ ہے کہ ضعف شدید نہ ہو۔

۲۔ ایسی حدیث کسی عام قاعدے کے تحت درج ہو بے اصل اور اختراع نہ ہو۔

۳۔ اس پر عمل کے وقت یہ اعتقاد نہ ہو کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔

استاذ العلماء حضرت مولانا عبدالحی لکھنویؒ نے بھی اسی طرح فرمایا کہ ضعیف حدیث پر بالاتفاق عمل کرنے والی بات باطل ہے۔ البتہ جمہور کا یہ مسلک ہے کہ اگر حدیث شدید ضعیف نہ ہو تو اس پر فضائل میں عمل کیا جا سکتا ہے۔ اگر ضعف زیادہ ہو تو قابلِ قبول نہیں۔ لیکن اس مقام پر تو صحیح

احادیث میں اذان کی اجابت کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو طریق سکھلایا ہے وہ بالکل واضح ہے۔

۱۔ إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ ثُمَّ صَلُّوا عَلَيَّ الخ

(مسلم ص ۱۶۶/۱)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم مؤذن کی اذان سنو تو تم بھی اسی طرح الفاظ دہراؤ جس طرح وہ کہتا ہے اور پھر مجھ پر درود بھیجو۔

۲۔ ثُمَّ قَالَ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ۔ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ قَالَ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ۔

(مسلم ص ۱۶۶/۱)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ اذان کے وقت تمام الفاظ مؤذن کی طرح ہی دہراؤ البتہ جب وہ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ اور حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کہے تو تم لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ کے الفاظ پڑھو۔

۳۔ اور صبح کی اذان میں اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کے وقت صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ کے الفاظ کہو۔ (کتاب الاذکار للنووی ص ۳۰)

۴۔ اور اقامت میں قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ کے وقت أَقَامَهَا اللّٰهُ وَأَدَامَهَا کے الفاظ کہے جائیں۔ (ابوداود ص ۷۸/۱)

اس کو چھوڑ کر ان ضعیف اور منکر روایات پر عمل کرنا انتہائی درجہ کی سینہ زوری اور مکابرہ ہے۔

انگوٹھے چومنے کا مسئلہ

کسی شخص نے اذان میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی سن کر انگوٹھے چومنے کے بارے میں سوال کیا تو مخدوم صاحب (شرف الدین بن شیخ یحییٰ منیریؒ) نے فرمایا کہ انہوں نے کسی کتاب میں اس کے جواز کے بارے میں نہیں پڑھا اور جو کتابیں ان کے پاس ہیں۔ ان میں بھی کہیں اس کا ذکر نہیں آیا۔ (

(بحوالہ زین بدر عربی معدن المعانی ص ۱۱۶)

مخدوم صاحبؒ فرماتے ہیں کہ مولانا ضیاء الدین سنامیؒ محدث بھی تھے اور مفسر بھی۔ ایک روز ان کے وعظ میں مخدوم صاحبؒ بھی شریک تھے۔ اتفاق سے کسی شخص نے ان سے انگوٹھے چومنے کے بارہ میں سوال کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ کتابوں میں تو یہ مسئلہ کہیں نظر نہیں آیا۔

(منقول از رسالہ الحق ص۵۲ بابت ماہ ذی الحجہ ۱۴۰۲ھ مطابق ستمبر ۱۹۸۲ء)

مضمون پروفیسر محمد اسلم صاحب لاہور۔ تبصرہ بر کتاب ملفوظات معدن المعانی مرتبہ زین بدر عربی مطبوعہ مطبع اشرف الاخبار بہار شریف ۱۸۸۴ء)

اذان سے پہلے یا بعد صلوٰۃ وسلام پڑھنا

اذان سے پہلے یا بعد بلند آواز سے صلوٰۃ وسلام کہنا بدعت ہے بلالی اذان کے خلاف ہے۔ اگلی نسلیں اس کو اذان کا جزو لازم خیال کریں گی اور دین میں تحریف کا دروازہ کھل جائے گا۔ اعاذنا اللّٰہ من ذٰلک

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرات صحابہ کرامؓ وتابعینؒ وائمہ مجتہدینؒ کی اذان اَللّٰہُ اَکْبَرُ سے شروع اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پر ختم ہوتی تھی۔

۱۔ اَبُوْ مَحْذُوْرَۃَ۔ اَمَرَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اَنْ اُؤَذِّنَ لِاَھْلِ مَکَّۃَ وَمَسَحَ عَلٰی نَاصِیَتِہٖ وَقَالَ قُلْ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ (مصنف عبدالرزاق ص۴۵۸ ج۱)

حضرت ابو محذورہؓ کہتے ہیں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ میں مکہ والوں کے لیے اذان پکارا کروں۔ اور اپنا ہاتھ مبارک میرے سر پر پھیرا اور فرمایا اس طرح اذان کہو۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔

۲۔ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ یَزِیْدَ اَنَّ بِلَالًا کَانَ یُثَنِّیْ الْاَذَانَ وَیُثَنِّیْ الْاِقَامَۃَ وَاَنَّہٗ کَانَ یَبْدَاُ بِالتَّکْبِیْرِ (مصنف عبدالرزاق ص۴۶۳ ج۱)

حضرت اسود بن یزیدؒ کہتے ہیں کہ حضرت بلالؓ اذان اور اقامت دوہری دوہری کہتے تھے۔ اور ابتداء اَللّٰہُ اَکْبَرُ سے کرتے تھے۔

۳۔ عَنِ الْاَسْوَدِ کَانَ اٰخِرُ اَذَانِ بِلَالٍؓ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ (مصنف عبدالرزاق ص۴۶۵ ج۱، مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۰۷ ج۱، دارقطنی ص۲۴۴ ج۱)

حضرت اسودؒ کہتے ہیں کہ حضرت بلالؓ کی اذان کا آخر اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہوتا ہے۔

۴۔ عَنْ اَبِیْ مَحْذُوْرَۃَ قَالَ کَانَ

حضرت ابو محذورہؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے

آخِرُ الْاَذَانِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ. (مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۰۷ ج۱)

کہا کہ اذان کا آخر اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے۔

۵۔ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ اَبِیْ مَحْذُوْرَةَ اَنَّهٗ اَذَّنَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم وَلِاَبِیْ بَكْرٍ وَعُمَرَ وَكَانَ اٰخِرُ اَذَانِهٖ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۰۶ ج۱)

حضرت عطاءؒ حضرت ابو محذورہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے سامنے اذان پکاری اور ان کی اذان کا آخر اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہوتا تھا۔

۶۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ كَانَ يَجْعَلُ اٰخِرَ اَذَانِهٖ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۰۶ ج۱)

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ وہ اذان کا اختتام اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پر کرتے تھے۔

اقامت

اقامت بھی اذان کی طرح ہے۔ اس میں صرف اتنا اضافہ ہے کہ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے بعد دو مرتبہ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ (بے شک نماز کھڑی ہو گئی) کہے (ہدایہ ص۵۴ ج۱، شرح نقایہ ص۶۱ ج۱)

۱۔ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍؓ قَالَ فَجَاءَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ وَقَالَ فِيْهِ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ قَالَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ مَرَّتَيْنِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ مَرَّتَيْنِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ اَمْهَلَ

حضرت معاذ بن جبلؓ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زیدؓ جو انصار کے خاندان سے ہیں وہ آئے انہوں نے کہا۔ کہ اس شخص نے قبلہ رخ ہو کر اذان شروع کی اور دو دو دفعہ الفاظ اذان دہرائے۔ پھر تھوڑی دیر وقفہ کیا اس کے بعد اس نے اقامت پڑھی اسی طرح دو دو بار۔ البتہ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے بعد دو مرتبہ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کہا۔

حَنِيَّةً ثُمَّ قَامَ فَقَالَ مِثْلَهَا اِلَّا اَنَّهٗ زَادَ بَعْدَ مَا قَالَ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ

(ابوداؤد صہ ۷۵ ج ۱، مصنف عبدالرزاق صہ ۴۶۲ ج ۱)

۲۔ عَنِ الْاَسْوَدِ اَنَّ بِلَالًا کَانَ یُثَنِّیْ الْاَذَانَ وَیُثَنِّیْ الْاِقَامَۃَ (مصنف عبدالرزاق صہ ۴۶۲ ج ۱، دارقطنی صہ ۲۴۶ ج ۱، مصنف ابن ابی شیبہ صہ ۲۰۶ ج ۱)

حضرت اسودؒ کہتے ہیں کہ حضرت بلالؓ نے اذان اور اقامت کے الفاظ دوہری دوہری مرتبہ پڑھے۔

۳۔ اَبُوْ اِسْحَاقَ قَالَ کَانَ اَصْحَابُ عَلِیٍّ وَاَصْحَابُ عَبْدِ اللّٰہِ یَشْفَعُوْنَ الْاَذَانَ وَالْاِقَامَۃَ (مصنف ابن ابی شیبہ صہ ۲۰۶ ج ۱)

حضرت ابواسحٰقؒ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے شاگرد اور اصحاب اذان اور اقامت دوہری دوہری مرتبہ پڑھتے تھے۔

۴۔ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِیْ لَیْلٰی قَالَ حَدَّثَنَا اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ زَیْدٍ الْاَنْصَارِیَّ (اِلٰی اَنْ قَالَ) فَاَذَّنَ مَثْنٰی وَاَقَامَ مَثْنٰی (بیہقی صہ ۴۲۰ ج ۱، طحاوی صہ ۹۳ ج ۱)

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کہتے ہیں ہم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے بتلایا کہ حضرت عبداللہ بن زیدؓ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن) اذان و اقامت دوہری دوہری مرتبہ پڑھتے تھے۔

۵۔ عبدالعزیز بن رفیعؒ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا مَحْذُوْرَۃَؓ یُؤَذِّنُ مَثْنٰی مَثْنٰی وَیُقِیْمُ مَثْنٰی مَثْنٰی (طحاوی صہ ۹۳ ج ۱، الجوہر النقی علی بیہقی صہ ۴۲۲ ج ۱)

حضرت عبدالعزیز بن رفیعؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابومحذورہؓ سے سنا کہ وہ اذان بھی اور اقامت بھی دوہری دوہری پکارتے تھے۔

مسئلہ اقامت میں ایتار بھی جائز ہے۔ لیکن افضل ان کلمات کو دوہرا دوہرا کہنا ہے۔

مسئلہ جو شخص اذان کہے وہی اقامت بھی کہے یہ مستحب ہے۔

زِیَادُ بْنُ الْحَارِثِ الصُّدَائِیُّ قَالَ اَمَرَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

حضرت زیاد بن الحارث صدائیؓ نے کہا مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ میں اذان کہوں۔

وَسَلَّمَ اَنْ اُذِّنَ فِي صَلٰوةِ الْفَجْرِ فَاَذَّنْتُ فَاَرَادَ بِلَالٌ اَنْ يُّقِيْمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم اِنَّ اَخَا صُدَاءٍ قَدْ اَذَّنَ وَمَنْ اَذَّنَ فَهُوَ يُقِيْمُ۔

صبح کی نماز کا وقت تھا۔ میں نے اذان کہی حضرت بلال رضؓ نے اقامت کا ارادہ کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قبیلہ صداء والے نے اذان کہی ہے اور جو اذان کہے اقامت کا حق بھی اسی کا بنتا ہے۔

(ترمذی ص۵۰، ابوداؤد ص۷۶ ج۱، ابن ماجہ ص۵۲)

مسئلہ مستحب اگرچہ مؤذن کا اقامت کہنا ہے۔ لیکن مؤذن کے علاوہ اگر دوسرا شخص اقامت کہے تو جائز ہے۔

مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَمِّهٖ قَالَ فَاُرِيَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ الْاَذَانَ فِي الْمَنَامِ فَاَتَى النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم (اِلٰى اَنْ قَالَ) فَاَذَّنَ بِلَالٌ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ اَنَا رَاَيْتُهٗ وَاَنَا كُنْتُ اُرِيْدُهٗ قَالَ اَقِمْ اَنْتَ۔

(ابوداؤد ص۷۶ ج۱)

حضرت محمد بن عبداللہ رحؒ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زید رضؓ کو اذان خواب میں دکھلائی گئی۔ پھر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضؓ کو حکم دیا تو انہوں نے اذان پکاری تو حضرت عبداللہ بن زید رضؓ نے کہا کہ میں نے خواب میں یہ اذان دیکھی تھی اور میرا ارادہ تھا میں ہی اس کو پڑھوں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اقامت پڑھ لینا

مسئلہ اقامت امام کے دائیں بائیں جس طرف اتفاق ہو درست ہے۔ کسی جانب مکروہ نہیں۔

مسئلہ جس جگہ اقامت شروع کرے اسی جگہ ختم کرے۔

مسئلہ اقامت کا جواب بھی اسی طرح مستحب ہے۔ کیونکہ حدیث میں اقامت کو مثل اذان فرمایا ہے اور اس کی اجابت بھی اذان کی طرح ہے۔ البتہ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ کے جواب میں اَقَامَهَا اللّٰهُ وَاَدَامَهَا کہے۔

اَنَّ بِلَالًا اَخَذَ فِي الْاِقَامَةِ فَلَمَّا اَنْ قَالَ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم اَقَامَهَا اللّٰهُ

حضرت بلال رضؓ نے اقامت شروع کی جب انہوں نے قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ کہا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً اَقَامَهَا اللّٰهُ وَاَدَامَهَا کہا۔ اور

وَاَدَامَهَا وَقَالَ فِیْ سَائِرِ الْاِقَامَةِ — باقی اقامت میں اذان ہی کی طرح جواب دیا۔

کَنَحْوِ حَدِیْثِ عُمَرَ فِی الْاَذَانِ (ابوداؤد ص۸۶ ج۱)

مسئلہ بعض لوگ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے بعد اپنی طرف سے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہتے ہیں۔ اس مقام پر یہ کہنا بھی تحریف اور بدعت ہے۔

شرائط نماز

نماز ہر مسلمان عاقل بالغ مرد اور عورت پر فرض ہے لیکن حیض اور نفاس کے دنوں میں عورت کے لیے نماز پڑھنی حرام ہے اور اس پر ان دنوں کی نماز بالکل معاف ہے اور نماز پڑھنے کے لیے چند شرائط ہیں۔

(۱) تطہیر بدن نمازی کے بدن کا نجاست حقیقی سے پاک ہونا ضروری ہے۔ یعنی بول و براز، خون پیپ، شراب وغیرہ (ہدایہ ص۵۸ ج۱، شرح نقایہ ص۶۳ ج۱، کبیری ص۱۷۱)

۱- وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ⑤ (المدثر پ۲۹) — اور گندگی کو اپنے آپ سے دور کرو۔

۲- فِیْهِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُطَّهِّرِیْنَ ⑩⑧ (توبہ پ۱۱) — اور اس مسجد (قبا) میں ایسے لوگ ہیں جو طہارت کو پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ طہارت والوں کو پسند کرتا ہے۔

۳- قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ⑭ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ⑮ (الاعلیٰ پ۳۰) — بیشک کامیاب ہوا وہ جس نے تزکیہ حاصل کیا اور اپنے رب کا نام لیا اور نماز پڑھی۔

۴- مَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیَجْعَلَ عَلَیْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ یُّرِیْدُ لِیُطَهِّرَكُمْ وَلِیُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَیْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ⑥ (المائدہ پ۶) — اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا کہ تم کو حرج (تنگی) میں ڈالے وہ چاہتا ہے کہ تم کو پاک کرے اور اپنی نعمت تم پر تمام کرے تاکہ تم شکر ادا کرو۔

اور اسی طرح نجاست حکمی سے بھی طہارت ضروری ہے (ہدایہ ص۵۸ ج۱، شرح نقایہ ص۶۳ ج۱، کبیری ص۱۴)

وَهُوَ مَالَا یُرٰی اور وَهُوَ الْحَدَثُ الْاَصْغَرُ وَالْاَكْبَرُ (کبیری ص۱۴) — نجاست حکمی وہ ہے جو غیر مرئی (نہ دکھائی دینے والی) ہوتی ہے۔ جیسے بے وضو ہونا اور جنابت میں مبتلا ہونا۔ ایسے ہی حیض و نفاس بھی

۱۔ وَاِنۡ كُنۡتُمۡ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوۡا ؕ (المائدہ آیت ۶ پ ۶)	(اللہ تعالیٰ کا فرمان) اور اگر تم جنابت میں ہو تو اچھی طرح طہارت حاصل کرو۔
۲۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضؓ قَالَ اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ صَلٰوةً بِغَيْرِ طُهُوْرٍ (مسلم ص ۱۱۹ ج ۱)	حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے اللہ تعالیٰ بغیر طہارت کے نماز قبول نہیں فرماتا۔
۳۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضؓ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ لَا تُقْبَلُ صَلٰوةُ اَحَدِكُمْ اِذَا اَحْدَثَ حَتّٰى يَتَوَضَّأَ (مسلم ص ۱۱۹ ج ۱)	حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تم میں سے کسی کی نماز قبول نہیں فرماتا جب وہ بے وضو ہو یہاں تک کہ وہ وضو کر لے۔

(۲) تطہیر ثیاب

نمازی کے کپڑوں کا بھی نجاست سے پاک ہونا ضروری ہے (شرح نقایہ ص ۶۳ ج ۱، کبیری ص ۵۸)

وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝ (المدثر پ ۲۹) اپنے لباس اور کپڑوں کو پاک کرو

مسئلہ اگر جیب میں ناپاک کپڑا ہو یا پیشاب کی بوتل ہو تو نماز نہیں ہوگی۔

مسئلہ سگریٹ، تمباکو، نسوار کا پاس ہونا بھی مکروہ ہے۔

(۳) تطہیر مکان

بدن کی طرح نمازی کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ جگہ بھی پاک ہو جہاں وہ نماز پڑھتا ہے۔

۱۔ وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِىَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ۝ (البقرہ پ ۱)	اور ہم نے حکم دیا ابراہیم اور اسماعیل (علیہما السلام) کو کہ تم دونوں میرے گھر کو پاک صاف رکھو طواف کرنے والوں اعتکاف بیٹھنے والوں اور رکوع سجود کرنے والو (نماز پڑھنے والوں) کے لیے۔
۲۔ عَنْ عَائِشَةَ رضؓ قَالَتْ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِبِنَاءِ	ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کہتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ گھروں میں نماز کے لیے

الْمَسَاجِدِ فِی الدُّوْرِ وَاَنْ یُّنَظَّفَ وَ یُطَیَّبَ (ابوداود ص۶۶ ج۱، ترمذی ص۱۱۱، ابن ماجہ ص۵۵) — جگہ بناؤ اور ان کو پاک صاف رکھو۔

مسئلہ نماز کے لیے ہر قسم کا پاک مصلّے استعمال کرنا روا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خالی زمین پر۔ بوریے پر، دباغت دار چمڑے پر اور کھجور وغیرہ کے پتوں سے بنی ہوئی چٹائی پر نماز پڑھی ہے۔ جیسا کہ ترمذی ص۷۵ ابوداود ص۹۶ ج۱، مسلم ص۲۳۴ ج۱ وغیرہ میں مختلف روایتوں میں موجود ہے۔

حضرت امام مالکؒ کے نزدیک زمین پر نماز — پڑھنی افضل ہے۔

مسئلہ نماز کی جگہ پاک ہے لیکن آس پاس کی جگہ ناپاک اور بدبودار ہو تو ایسی جگہ میں نماز پڑھنی مکروہ ہے۔

(۴) سترِ عورت

اعضاء مستورہ کا نماز کے لیے ڈھانپنا فرض اور ضروری ہے۔
(ہدایہ ص۵۸ ج۱، شرح نقایہ ص۶۴ ج۱، کبیری ص۲۰۸)

۱۔ یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ (الاعراف ۳۱ پ) — (اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے) اے بنی آدم زینت اختیار کرو ہر نماز کے وقت۔

۲۔ عَنْ عَآئِشَۃَ رضؓ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا یُقْبَلُ صَلٰوۃُ حَآئِضٍ اِلَّا بِخِمَارٍ۔ (ابوداود ص۹۴ ج۱، ترمذی ص۸۱) — ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کسی بالغ عورت کی نماز قبول نہیں کرتا بغیر اوڑھنی کے۔

حدودِ ستر

مرد کے لیے ناف سے لے کر گھٹنے کے مقام تک ڈھانپنا فرض ہے۔ اور حُرَّہ (آزاد) عورت کا کل جسم ستر ہے، اس کا ڈھانپنا فرض ہے ماسوا چہرہ، ہاتھ اور پاؤں کے (ہدایہ ص۵۸ ج۱، شرح نقایہ ص۶۴ ج۱ و ص۶۵، کبیری ص۲۱۰)

۱۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فَاِنَّمَا اَسْفَلَ مِنْ — حضرت عمرو بن شعیب اپنی سند کے ساتھ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مرد کی ناف سے اس کے دونوں گھٹنوں تک ستر ہے۔

سُرَّتِهٖ اِلٰی رُکْبَتَیْہِ مِنْ عَوْرَتِہٖ (دارقطنی ص۲۳۱ ج۱، مسند احمد ص۱۸۷ ج۲)

۲۔ عَبْدِ اللّٰہِ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اَلْمَرْاَۃُ عَوْرَۃٌ۔ (ترمذی ص۱۸۹)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن مسعود سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت کا سارا بدن ہی ستر ہے۔

۳۔ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَھُنَّ اِلَّا مَا ظَھَرَ مِنْھَا" قَالَ مَا فِی الْکَفِّ وَالْوَجْہِ۔ (سنن الکبریٰ بیہقی ص۲۲۵ ج۲)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان "اور عورتیں نہ ظاہر کریں اپنی زینت کو مگر وہ جو ظاہر ہو اُس سے" اس سے مراد وہ زینت ہے جو ہاتھوں اور چہرہ میں ہو (کیونکہ یہ دونوں ستر میں داخل نہیں اور ان کے علاوہ بدن سب ستر میں داخل ہے اسکی زینت کو ظاہر کرنا درست نہیں)

مسئلہ غیروں مردوں کے سامنے بلا ضرورت عورت کے لیے چہرہ کھولنا بھی جائز نہیں۔

مسئلہ بعض عورتیں برہنہ غسل کرتی ہیں۔ اور دوسری عورتوں سے پردہ نہیں کرتیں۔ یہ سخت گناہ ہے۔ ایک عورت کے لیے دوسری عورت کا ناف سے لیکر گھٹنے تک کا حصہ دیکھنا خواہ وہ ماں ہو یا بیٹی ہی کیوں نہ ہو۔ ناجائز اور گناہ ہے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لَا یَنْظُرُ الرَّجُلُ اِلٰی عَوْرَۃِ الرَّجُلِ وَلَا الْمَرْاَۃُ اِلٰی عَوْرَۃِ الْمَرْاَۃِ۔ (مسلم ص۱۵۴ ج۱، ترمذی ص۳۹۷)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مرد کسی مرد کے ستر کیطرف نہ دیکھے۔ اور اسی طرح عورت بھی کسی عورت کے ستر کی طرف نہ دیکھے۔

مسئلہ عورتوں کے لیے نماز میں پاؤں ڈھانپ لینے افضل ہیں۔

مسئلہ مرد و عورت کے اعضاء ستر میں سے کسی عضو کا چوتھا حصہ اگر تین تسبیح کی مقدار تک کھلا رہ جائے تو نماز باطل ہو جائے گی۔ فوراً ڈھانپ لے تو کوئی حرج نہیں (کبیری ص۲۱۵)

مسئلہ اگر عورت کے سر کا ربع (چوتھا) حصہ کھلا ہوا (مکشوف) ہوگا تو نماز جائز نہیں ہوگی۔ اسی طرح عورت کے سر سے نیچے لٹکے ہوئے بالوں کا ربع بھی اگر مکشوف (کھلا ہوا) ہو تو پھر بھی نماز نہیں ہوگی۔

۱۔ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَقْبَلُ اللّٰہُ صَلٰوۃَ حَائِضٍ اِلَّا بِخِمَارٍ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۳ ج۲، بیہقی ص۲۲۳ ج۲)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رض سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالٰی کسی بالغ عورت کی نماز قبول نہیں کرتا بغیر اوڑھنی اوڑھے

۲۔ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ اِذَا بَلَغَتِ الْمَرْأَۃُ الْحَیْضَ لَمْ تُغَطِّ اُذُنَھَا وَرَاْسَھَا لَمْ تُقْبَلْ لَھَا صَلٰوۃٌ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۳۰ ج۲)

حضرت امام حسن بصریؒ نے کہا کہ جب کوئی عورت بالغ ہو جاتی ہے تو وہ اگر اپنے سر اور کانوں کو نہیں ڈھانپے گی تو اس کی نماز قبول نہیں ہوگی۔

۳۔ عَنْ مُجَاھِدٍ قَالَ اَیُّمَا امْرَأَۃٍ صَلَّتْ وَلَمْ تُغَطِّ شَعْرَھَا لَمْ تُقْبَلْ لَھَا صَلٰوۃٌ

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۳۰ ج۲)

حضرت مجاہدؒ کہتے ہیں کہ جو عورت نماز پڑھتی ہے اور اپنے بالوں کو نہیں ڈھانپتی تو اس کی نماز قبول نہیں ہوگی۔

مسئلہ ایسا ہی اگر باریک کپڑا پہنے جس سے بدن یا بالوں کا رنگ جھلکتا ہوا نظر آئے تو نماز نہیں ہوگی۔

عَنْ عَائِشَةَ رض اَنَّھَا سُئِلَتْ عَنِ الْخِمَارِ فَقَالَتْ اِنَّمَا الْخِمَارُ مَا وَارَی الْبَشَرَۃَ وَالشَّعْرَ (بیہقی ص۲۳۵ ج۲)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رض سے اوڑھنی کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ اوڑھنی وہ ہے جو بشرہ (جسم کی کھال) اور بالوں کو چھپالے۔

مسئلہ صرف تہبند میں کرتے کے بغیر۔ بنیان یا صدری وغیرہ سے مرد کے لیے نماز درست ہے بشرطیکہ ناف سے نیچے کا حصہ برہنہ نہ ہو ورنہ نماز نہیں ہوگی۔

۱۔ عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ الْمَکِّیِّ اَنَّہٗ رَأَی جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰہِ یُصَلِّیْ فِیْ ثَوْبٍ مُتَوَشِّحًا بِہٖ وَعِنْدَہٗ ثِیَابُہٗ وَقَالَ جَابِرٌ رض اَنَّہٗ رَأَی رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَصْنَعُ ذٰلِکَ

(مسلم ص۱۹۸ ج۱، ص۲۱۶ ج۲)

ابو زبیر مکی نے حضرت جابر رض کو دیکھا کہ وہ ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھ رہے تھے۔ اور ان کے پاس اور کپڑے بھی موجود تھے۔ اور حضرت جابر رض نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے کرتے دیکھا ہے

۲۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رض اَنَّ سَائِلًا سَأَلَ

حضرت ابوہریرہ رض سے روایت ہے ایک شخص نے

رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عَنِ الصَّلٰوۃِ فِی الثَّوْبِ الْوَاحِدِ فَقَالَ اَوَ لِکُلِّکُمْ ثَوْبَانِ (مسلم ج۱ صـ۱۹۸)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ کیا ایک کپڑے میں نماز پڑھ سکتے ہیں، تو آپ نے فرمایا کیا تم میں سے ہر شخص کو دو کپڑے میسر ہو سکتے ہیں (یعنی ایسے لوگ بھی ہوں گے۔ جن کو دو کپڑے نہیں مل سکیں گے)

مسئلہ برہنہ سر اگر کاہلی یا لاپرواہی سے نماز پڑھے گا۔ تو نماز مکروہ ہو گی۔ اور اگر کپڑا ہی میسر نہ آئے یا عجز و انکسار، نیازمندی و تضرع سے پڑھے گا تو درست ہو گی۔

۱۔ فَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ اِنَّمَا کَانَ ذٰلِکَ اِذَا کَانَ فِی الثِّیَابِ قِلَّۃٌ فَاَمَّا اِذَا وَسَّعَ اللّٰہُ فَالصَّلٰوۃُ فِیْ ثَوْبَیْنِ اَزْکٰی (مسند احمد ج۵ صـ۱۴۱، السنن الکبریٰ للبیہقی ج۲ صـ۲۳۸)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا یہ (ایک کپڑے میں نماز پڑھنا) اس وقت تھا جب کہ کپڑے دستیاب ہونے میں قلت تھی۔ اور اب جب کہ اللہ تعالےٰ نے وسعت دی ہے تو نماز دو کپڑوں میں پڑھنی زیادہ پاکیزہ اور بہتر ہے۔

۲۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُصَلِّی الرَّجُلُ فِی الثَّوْبِ الْوَاحِدِ؟ قَالَ اَوَ کُلُّکُمْ یَجِدُ ثَوْبَیْنِ؟ قَالَ فَلَمَّا کَانَ عُمَرُ قَامَ اِلَیْہِ رَجُلٌ فَقَالَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَیُصَلِّی الرَّجُلُ فِی الثَّوْبِ الْوَاحِدِ؟ قَالَ اِذَا وَسَّعَ اللّٰہُ عَلَیْکُمْ فَاَوْسِعُوْا عَلٰی اَنْفُسِکُمْ (دار قطنی ج۱ صـ۲۸۲)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے عرض کیا ایک کپڑے میں کوئی شخص نماز پڑھ سکتا ہے تو آپ نے فرمایا کیا تم میں ہر شخص دو کپڑے پائے گا؟ پھر جب حضرت عمرؓ کا دور تھا تو ایک شخص نے ان سے دریافت کیا یا امیر المومنین! کیا کوئی شخص ایک کپڑے میں نماز پڑھ سکتا ہے تو انہوں نے کہا جب اللہ تعالیٰ نے تم کو وسعت دی ہے تو تم بھی وسعت اختیار کرو (دو کپڑوں کی کی موجودگی میں صرف ایک کپڑے میں نماز بہتر نہ ہوگی)

۳۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ قَالَ نَادٰی رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بلند آواز کے ساتھ سوال کیا کہ ہم

أَيُصَلِّيْ أَحَدُنَا فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ قَالَ إِذَا وَسَّعَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَأَوْسِعُوْا عَلٰى أَنْفُسِكُمْ (موارد الظمآن الی زوائد ابن حبان ص۱۰۵)

ایک کپڑے میں نماز پڑھ سکتے ہیں تو حضور علیہ السلام نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے وسعت دی ہے تو تم بھی اپنے نفسوں پر وسعت اختیار کرو۔

مسئلہ بغیر عمامہ کے صرف ٹوپی یا رومال وغیرہ میں نماز پڑھنی مکروہ نہیں اگرچہ عمامہ (پگڑی) باندھنی مستحب ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ يَلْبَسُ قَلَنْسُوَةً بَيْضَاءَ (السراج المنیر ص۱۴۳ ج۳ باسناد حسن وتحفۃ الاحوذی ص۴۷ ج۲)

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفید ٹوپی پہنتے تھے۔

مسئلہ اگر دھوبی سے کپڑا گم ہوگیا اور اس نے اس کے بجائے دوسرا کپڑا دے دیا تو اگر اس کے اپنے کپڑے ہوں وہ بہتر ہے۔ اور آدمی بھی حاجتمند ہے۔ تو اس میں نماز جائز ہے۔ ورنہ اس کو صدقہ کر دے۔

مسئلہ ربع ثوب چوتھا حصہ اگر طاہر ہو اور دیگر کپڑا یا پانی موجود نہ ہو۔ تو ایسی صورت میں اسی کپڑے میں نماز پڑھنا ضروری ہے۔ برہنہ نماز نہ پڑھے ( )

(۵) وقت نماز کے شرائط میں سے ایک وقت بھی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

فَإِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ ۚ فَإِذَا اطْمَأْنَنْتُمْ فَأَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۚ إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ﴿۱۰۳﴾ (نساء پ۵)

پس جب تم نماز پوری کرو۔ تو اللہ تعالیٰ کو یاد کرو۔ کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر۔ اور کروٹوں کے بل پس جب تم اطمینان کی حالت میں ہو۔ تو پھر نماز کو قائم کرو۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے مومنین پر نماز وقت کی پابندی کے ساتھ فرض کی ہے

(۶) قبلہ کی طرف رخ کرنا یہ بھی نماز کے شرائط میں داخل ہے۔

وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ (البقرہ آیت ۱۴۴، پ۲)

اور جہاں بھی ہو تم پس اپنے چہرے بیت اللہ شریف کی طرف کرو۔

مسئلہ مکہ مکرمہ میں رہنے والوں کے لیے عین کعبہ کی سیدھ منہ کرنا ضروری ہے۔ اور غیر مکہ والوں کے لیے سمت کی طرف رخ کرنا۔ (ہدایہ ص۹۲ ج۱، شرح نقایہ ص۶۱ ج۱، کبیری ص۲۱۷، ۲۱۸)

مسئلہ اگر کسی ایسی جگہ پر ہو۔ جہاں کوئی آدمی نہ ہو جس سے پوچھے اور کعبہ کا رُخ بھی معلوم نہ ہو تو ایسی صورت میں خوب سوچ بچار (تحرّی) کر کے ایک طرف رُخ متعین کر کے نماز پڑھے گا۔ تو وہ درست ہوگی۔ گو سمت غلط ہی کیوں نہ ہو۔ (ہدایہ ص۶۲ ج۱، شرح نقایہ ص۶۶ ج۱ و ص۶۳ ———— کبیری ص۲۱۷، ۲۱۸)

جیسا کہ صحابہ کرامؓ کے ساتھ ایسا واقعہ پیش آیا تو انہوں نے ایسا ہی کیا تھا (مستدرک حاکم ص۲۰۶ ج۱ ترمذی ص۷۷، ابن ماجہ ص۷۳، دارقطنی ص۲۷۱، ۲۷۲ ج۱، سنن الکبریٰ بیہقی ص۱۰ ج۲)

مسئلہ بغیر تحرّی کے اگر غلط سمت نماز پڑھی تو نماز کا اعادہ کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ بغیر تحرّی کے اگر صحیح سمت نماز شروع کی نماز کے دوران اگر اس کا پتہ چل گیا تو اعادہ کرے۔ اگر بعد نماز کے پتہ چلا کہ صحیح سمت پڑھی ہے۔ تو اعادہ کی ضرورت نہیں۔ لیکن تحرّی کے بعد اگر سمت غلط بھی ہو تو بھی نماز درست ہوگی۔ (شرح نقایہ ص۶۶ ج۱، درمختار ص۶۹ ج۱)

مسئلہ نماز کے دوران کسی نے بتلا دیا کہ کعبہ کی سمت یہ ہے، تو اسی حالت میں گھوم جانا چاہیئے۔ اور پہلی نماز بھی درست ہوگی (ہدایہ ص۶۲ ج۱ کبیری ص۲۲۱)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ جب تحویل قبلہ کی آیت نازل ہوئی

فَمَرَّ رَجُلٌ مِّنْ بَنِیْ سَلِمَۃَ وَھُمْ رُکُوْعٌ فِیْ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ وَقَدْ صَلَّوْا رَکْعَۃً فَنَادٰی اَلَا اِنَّ الْقِبْلَۃَ قَدْ حُوِّلَتْ فَمَالُوْا کَمَا ھُمْ نَحْوَ الْقِبْلَۃِ (مسلم ص۲۰۰ ج۱)

تو ایک شخص بنی سلمہ کے محلہ میں گذرا، اس وقت وہ لوگ نماز کے رکوع میں تھے اور ایک رکعت پڑھ چکے تھے۔ تو اس شخص نے بلند آواز سے کہا کہ قبلہ (بیت المقدس کی طرف سے) تبدیل ہو چکا ہے۔ تو وہ لوگ اسی حالت میں بیت اللہ شریف کی طرف پھر گئے۔

مسئلہ کشتی یا گاڑی، میں قبلہ کی سمت اگر گھومتی جائے تو نمازی بھی گھومتا رہے۔ اگر ممکن ہو۔ اگر ممکن نہیں یا سامان کے چوری ہونے کا خطرہ ہے تو ابتدا قبلہ کی طرف رُخ کر کے نماز شروع کر دے اور پھر پڑھتا رہے۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض اوقات نماز نفل میں ایسا کیا ہے۔

اَنَسٌ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا سَافَرَ فَاَرَادَ اَنْ یَّتَطَوَّعَ اِسْتَقْبَلَ الْقِبْلَۃَ بِنَاقَتِہٖ ثُمَّ کَبَّرَ ثُمَّ صَلّٰی

حضرت انسؓ کہتے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کرتے تھے۔ اور آپ ارادہ کرتے تھے کہ اس حالت میں نوافل پڑھیں تو آپ اونٹنی کا رُخ قبلہ

حَيْثُ وَجْهَةُ رِكَابِهٖ ۔
(جمع الفوائد ص ج۱ بحوالہ الطبرانی)

کی طرف کرتے تھے۔ پھر تکبیر کہتے تھے اور پھر آپ پڑھتے تھے جدھر بھی آپ کی سواری کا رُخ ہو۔

۲۔ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ يُصَلُّوْنَ فِي السَّفِيْنَةِ قِيَامًا اِلَّآ اَنْ يَّخَافُوْا اَنْ يَّغْرَقُوْا فَيُصَلُّوْنَ جُلُوْسًا يَتَّبِعُوْنَ الْقِبْلَةَ حَيْثُ مَا زَالَتْ (مصنف عبدالرزاق ص۵۸۱ ج۲)

حضرت عطاءؒ کہتے ہیں کہ لوگ اگر کشتی میں سوار ہوں تو کھڑے ہو کر نماز پڑھیں۔ ہاں اگر غرق ہونے کا خوف ہو تو بیٹھ کر پڑھیں اور قبلہ کی طرف رخ پھیرتے رہیں جب کشتی کا رُخ دوسری طرف ہو جائے۔

۳۔ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ تُصَلِّيْ فِي السَّفِيْنَةِ قَآئِمًا فَاِنْ لَّمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا تَتَّبِعِ الْقِبْلَةَ حَيْثُ مَا مَالَتْ (مصنف عبدالرزاق ص۵۸۱ ج۲)

حضرت ابراہیم نخعیؒ کہتے ہیں کہ تم کشتی میں کھڑے ہو کر نماز پڑھو۔ اگر کھڑے ہو کر پڑھنے کی طاقت نہ ہو تو پھر بیٹھ کر پڑھو اور اگر کشتی گھومتی ہو تو اپنا رُخ قبلہ کی طرف کرتے رہو۔

(۷) **نیّت** نماز کے لیے نیت بھی ضروری ہے۔ اور یہ بھی شرائط میں سے ہے۔

۱۔ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۙ حُنَفَآءَ
(سورۃ البینۃ آیت ۵ پ۳۰)

اور ان کو حکم دیا گیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اخلاص کے ساتھ (جس میں نیت کا صحیح ہونا بھی ہے) ادا کریں حنیف ہو کر۔

۲۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ
(بخاری ص۲ ج۱، مسلم ص۱۴۰ ج۲)

بے شک اعمال نیت کے ساتھ ہی ہوتے ہیں۔

کوئی عبادت مقصودہ بغیر نیت کے درست نہیں ہو سکتی۔ اور یہ نیت ہی عبادت اور عادت کے درمیان امتیاز کرتی ہے۔

۱۔ وَاِنَّمَا لِامْرِءٍ مَّا نَوٰى (بخاری ص۲ ج۱، مسلم ص۱۴۰ ج۲)

اور بے شک آدمی کے لیے وہی ہے جو اس نے نیت کی۔

۲۔ وَنِيَّةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِّنْ عَمَلِهٖ
(فیض القدیر شرح جامع صغیر للمناویؒ ص۲۹۱ ج۶ بحوالہ بیہقی شعب الایمان)

مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے

۳۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا هِجْرَةَ

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ والے دن فرمایا آج کے دن کے بعد (مکہ

بَعْدَ الْفَتْحِ وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَّنِيَّةٌ وَاِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوْا (بخاری ج۱ ص۴۳۲، مسلم ج۲ ص۱۳۰)

مدینہ کی طرف) ہجرت نہیں ہے لیکن جہاد اور نیت ہے اور جب تم کو کوچ کا کہا جائے تو کوچ کرو۔

۴۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَغْزُ وَلَمْ يُحَدِّثْ بِهٖ نَفْسَهٗ مَاتَ عَلٰى شُعْبَةٍ مِّنَ النِّفَاقِ (مسلم ج۲ ص۱۴۱)

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مر گیا ایسی حالت میں کہ نہ اس نے جہاد کیا ہے۔ اور نہ اپنے جی میں جہاد کی نیت کی ہے تو وہ شخص نفاق کے شعبہ پر مرا۔

۵۔ حَدِيْثُ عُمَرَ رضہ قَالَ عَلَّمَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللہ علیہ وسلم قَالَ قُلِ اللّٰهُمَّ اجْعَلْ سَرِيْرَتِیْ خَيْرًا مِّنْ عَلَانِيَتِیْ وَاجْعَلْ عَلَانِيَتِیْ صَالِحَةً (ترمذی ص۵۱۶)

حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ دعا سکھلائی اے اللہ میرے باطن کو میرے ظاہر سے بہتر بنا دے اور میرے ظاہر کو نیکی والا بنا دے

تصحیح نیت بھی دین کے اہم ترین اصولوں میں سے ہے۔ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رح فرماتے ہیں کہ۔

• جب تم کوئی کام کرنا چاہتے ہو تو سب سے پہلے اس کی نیت یا ارادہ کرتے ہو۔ اگر کوئی شخص یہ نیت یا ارادہ کرلے کہ میں اللہ تعالیٰ کے سب حکموں کی تعمیل کروں گا تو یہ جامع نیت ایمان ہے۔

مسئلہ | نیت سے مراد دل سے ارادہ کرنا ہوتا ہے۔ اس فرض نماز کا ارادہ جس کو ادا کرنا چاہتا ہے مثلاً ظہر، عصر یا قضاء نماز۔ اور امام کے پیچھے ہو تو اقتدار کی نیت بھی ضروری ہے۔ فرض، وتر، جمعہ کے لیے یہ جاننا ضروری ہے کہ فلاں نماز ہے (تعداد رکعات نہیں) اس میں مطلق نیت کفایت نہ کرے گی (شرح نقایہ ج۱ ص۶۷، شرح وقایہ ج۱ ص۱۳۹، بحر الرائق ج۱ ص۲۷۷، کبیری ص۲۵۴)

مسئلہ | نفل نماز کے لیے اس قدر کافی ہے کہ نفل نماز پڑھتا ہوں۔ یہی حکم سنت و تراویح کا بھی ہے

مسئلہ | نیت کا زبان سے کہنا ضروری نہیں۔ نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ خلفاء راشدینؓ اور دیگر صحابہؓ سے نہ اسلاف کرام اور آئمہ اسلام سے لفظ نیت کا ثبوت ہے۔ (بحر الرائق ج۱ ص۲۷۷)

نیت تو فقط ارادہ کا نام ہے۔ جس کا محل دل ہے نہ کہ زبان اس لیے حضرت مجدد الف ثانیؒ

نے اس کو بدعت فرمایا ہے (یعنی اگر ضروری خیال کیا جائے، مکتوبات امام ربانی ص۸۵ دفتر اول حصہ سوم مکتوب ۱۸۶)

شیخ عبدالحقؒ نے لکھا ہے کہ نیت کا پکار کر کہنا مشروع نہیں (لمعات شرح مشکوٰۃ شیخ عبدالحق ص۵۵ ج۱)

لیکن تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ عوام کو اگر لسانی نیت سے روک دیا جائے تو وہ لسانی اور قلبی دونوں نیتوں سے محروم ہو جاتے ہیں۔

اس لیے ایسی صورت میں فقدان نیت ہو جائے گا۔ اور یہ تلفظ بالنیت سے زیادہ قبیح ہے اس لیے فقہاء متاخرین نے اس خیال سے شفقۃً نیت کے تلفظ کی ہدایت کی ہے (استحباب بتایا ہے) تاکہ فریضہ سے محروم نہ ہو جائیں (لمعات شرح مشکوٰۃ ص۵۵ ج۱، ہدایہ ص۹۱ ج۱، شرح نقایہ ص۶۷ ج۱، شرح وقایہ ص۱۳۹ ج۱، کبیری ص۲۵۴)

وَمَا خُيِّرَ بَيْنَ اَمْرَيْنِ اِلَّا اخْتَارَ اَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَكُنْ مَأْثَمًا (ترمذی ص۵۹۶)

(جیسا کہ اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں آیا ہے) جب آپ کو دو باتوں میں اختیار دیا جاتا تھا۔ تو آپ وہ بات اختیار کرتے تھے جس میں آسانی ہوتی تھی جب تک کہ وہ گناہ کی بات نہ ہو

وَاِذَا ابْتُلِيْتُمْ بِبَلِيَّتَيْنِ فَاخْتَارُوْا اَهْوَنَهُمَا

جب تم دو مصیبتوں میں مبتلا ہو تو ان میں سے آہون اور آسیر کو اختیار کر لینا چاہیے۔

مسئلہ اگر دل سے ارادہ کر لیا اور زبان سے کچھ نہ کہا تو نماز درست ہے۔ البتہ عوام کے لیے دل کے ارادہ کے ساتھ زبان سے بھی تلفظ کرنا بہتر ہے۔

مسئلہ مقتدی کے لیے اپنے امام کی تعیین شخصی ضروری نہیں۔ بلکہ صرف امام کے پیچھے ہونا ضروری ہے اگر امام کی شخصیت متعین کرے گا اور پھر اس کے خلاف نکلا تو نماز نہ ہوگی (شرح نقایہ ص۶۷ ج۱)

مسئلہ لمبی چوڑی نیت کے الفاظ دہراتے رہنا۔ فضول اور ناپسندیدہ ہیں۔ اس کی بڑی خرابی یہ ہے کہ ان الفاظ کو دہرانے سے فارغ بھی نہیں ہونے پاتا کہ امام قرارت شروع کر دیتا ہے۔ اور یہ تکبیر تحریمہ کے اجر عظیم سے محروم رہ جاتا ہے۔ اور ثنا بھی نہیں پڑھ سکتا۔ قرارۃ کے بعد پڑھنا بھی غیر مشروع ہے۔

ارکانِ صلوٰۃ

رکن رکن اس جزو داخلی کو کہتے ہیں جس کے بغیر نماز نہیں ہوتی، رکن بمعنی فرض۔ ارکان یعنی فرائض۔

فرض کے ترک کرنے سے نماز بالکل باطل ہو جاتی ہے۔

مسئلہ اوائل اسلام میں دو نمازیں تھیں۔ شبِ معراج میں پانچ نمازیں فرض ہوئیں۔

تعداد رکعات نماز

فجر کی نماز ——————— ۲ رکعات فرض ہے

ظہر کی نماز ——————— ۴ رکعات فرض ہے

عصر کی نماز ——————— ۴ رکعات فرض ہے

مغرب کی نماز ——————— ۳ رکعات فرض ہے

عشاء کی نماز ——————— ۴ رکعات فرض ہے

عَنْ اَبِی مَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِیؓ قَالَ جَآءَ جِبْرِیْلُ اِلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ قُمْ فَصَلِّ وَذٰلِكَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ حِیْنَ مَالَتْ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فَصَلَّی الظُّهْرَ اَرْبَعًا ثُمَّ اَتَاهُ حِیْنَ كَانَ ظِلُّهٗ مِثْلَهٗ فَقَالَ قُمْ فَصَلِّ فَقَامَ فَصَلَّی الْعَصْرَ اَرْبَعًا ثُمَّ

حضرت ابومسعود انصاریؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا حضرت جبرئیل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا کہ آپ اٹھیں اور نماز پڑھیں اور یہ سورج ڈھلنے کے وقت تھا۔ جب کہ سورج ڈھل گیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی چار رکعات پڑھیں۔ پھر ان کے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے جب کہ سایہ ایک مثل کے برابر ہو گیا تھا۔ تو انہوں نے آپ سے کہا نماز پڑھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی چار رکعات نماز

اَتَاهُ حِيْنَ غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ لَهٗ، قُمْ فَصَلِّ فَقَامَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثَلَاثًا ثُمَّ اَتَاهُ حِيْنَ غَابَ الشَّفَقُ فَقَالَ لَهٗ، قُمْ فَصَلِّ فَقَامَ فَصَلَّى الْعِشَآءَ الْاٰخِرَةَ اَرْبَعًا ثُمَّ اَتَاهُ حِيْنَ بَرَقَ الْفَجْرُ فَقَالَ لَهٗ قُمْ فَصَلِّ فَقَامَ فَصَلَّى الصُّبْحَ رَكْعَتَيْنِ۔

(نصب الرایہ صفحہ ۲۲۳ بحوالہ مسند اسحاق بن راہویہ)

پڑھی پھر جبریل علیہ السلام آئے جب سورج غروب ہو گیا۔ کہا نماز پڑھیں۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب کی تین رکعات پڑھیں، پھر جبریل علیہ السلام آپ کے پاس آئے جب شفق غائب ہو گئی تو آپ نے عشاء کی نماز چار رکعات پڑھیں پھر جبریل علیہ السلام آپ کے پاس آئے جس وقت صبح طلوع ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی دو رکعت نماز پڑھی۔

نوٹ ان کے علاوہ ہر نماز کے ساتھ سنن رواتب اور نوافل کی بحث نوافل کے باب میں اور واجب نمازوں کی رکعات کی تفصیل اپنے اپنے مقام پر آئے گی۔ انشاء اللہ۔

حکمت تعداد رکعت

امام ولی اللہ کہتے ہیں " حق بات یہ ہے کہ نماز کی رکعات کے اعداد کے تعین کے بارہ میں، سب توارث ہے سلف صالحین سے، اور سلف کے علوم مٹ چکے ہیں البتہ یہ تو ممکن نہیں پختہ اور قطعی طریق پر انکی علت بیان کی جا سکے لیکن حق کے ساتھ زیادہ مناسب بات یہی معلوم ہوتی ہے کہ جو چیز سبب بننے کے ساتھ مشابہت رکھتی ہے، وہ یہ ہے اکہ اصل میں کم سے کم نماز دو رکعت ہی ہو سکتی ہے، یہی وجہ ہے کہ ہر دو رکعت کے بعد قعدہ اور تشہد پڑھنا مشروع قرار دیا گیا ہے اسی بناء پر ہر دو رکعت کے بعد التحیات ہر شفع میں مشروع قرار دیا گیا ہے۔ اور یہ بھی مناسب ہے کہ نماز نہ تو اتنی قلیل اور تھوڑی مقدار میں ہو کہ جس سے مقصد ہی حاصل نہ ہو سکے اور بہت زیادہ بھی نہ ہو جس کا ادا کرنا لوگوں پر دشوار گذرے، باوجود اس کے کہ لوگ طرح طرح کے اشغال میں بھی مشغول ہوں گے۔

اور یہ بھی مناسب ہے کہ رکعات کی تعداد سب وتر ہو، کیونکہ وتر کی رعایت اعداد متبرکہ میں کی جاتی ہے، اور مناسب ہے کہ ہر دو رکعت مستقل نماز ہو، اور اسی مسئلہ سے اس قاعدہ کا بھی استخراج کیا گیا ہے کہ ہر نماز رباعی ہونی چاہیئے، ما سوا مغرب کی نماز کے، کیونکہ اس مغرب کی نماز کا وقت نسبتاً تنگ ہوتا ہے اس لیے اس کی نماز تین رکعات ہی مقرر کی گئی ہے۔

اور فجر کی نماز دو رکعت ہی مقرر کی گئی ہے، کیونکہ اس میں زیادہ مقصود قرآن کا پڑھنا ہے اور قرآن کا فجر کے وقت پڑھنا فرشتوں کی حاضری کا وقت ہے۔ (بدور بازغہ صفحہ ۲۱)

امام طحاوی صلوٰۃ وسطیٰ کی وجہ تسمیہ کے بارے میں لکھتے ہیں

اگر کوئی شخص یہ سوال کرے کہ صلوٰۃ العصر کو صلوٰۃ الوسطیٰ کیوں کہا گیا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ لوگوں نے اس بارہ میں دو قول بیان کیے ہیں۔

ایک تو یہ ہے کہ یہ نماز دو دن کی نمازوں اور دو رات کی نمازوں کے درمیان واقع ہوتی ہے اس لیے اس کو صلوٰۃ وسطیٰ کہتے ہیں۔

اور دوسرا قول دوسرے حضرات نے بیان کیا ہے جس کو امام طحاوی نے اپنی سند کے ساتھ عبدالرحمٰن بصری عبیداللہ بن محمد بن حفص تمیمی المعروف بابن عائشہ سے نقل کیا ہے، انہوں نے کہا ہے کہ جب فجر کے وقت ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی، تو انہوں نے دو رکعت نماز ادائے شکر کے لیے پڑھی، (ایک رکعت تو رات کی ظلمت کے دور ہونے کی وجہ سے اور دوسری رکعت روشنی کے دوبارہ آنے کی وجہ سے یہ ان کی دو رکعت کا سبب تھا) اور ہم پر بھی اسی طرح یہ دو رکعت ہی فرض ٹھہری)

اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فرزند کا فدیہ ظہر کے وقت ادا کیا گیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چار رکعات نماز ادا کی۔ اس لیے ظہر کی نماز چار رکعات ہی ٹھہری۔

اور حضرت عزیر علیہ السلام کو جب اٹھایا گیا تو ان سے پوچھا گیا کہ تم کتنی دیر تک ٹھہرے رہے اس حالت میں تو انہوں نے کہا ایک دن، پھر جب انہوں نے سورج کو دیکھا تو کہا بلکہ میں اس حالت میں دن کا بعض حصہ ٹھہرا ہوں، لہٰذا انہوں نے چار رکعات نماز ادا کی، تو عصر کی بھی چار رکعات ہی مقرر ہوئیں،

اور بعض نے کہا ہے کہ جب حضرت داؤد علیہ السلام سے جو لغزش ہوئی تھی، وہ مغرب کے وقت معاف کی گئی، تو انہوں نے کھڑے ہو کر چار رکعات نماز پڑھنی شروع کی، لیکن وہ تھک کر تیسری رکعت میں بیٹھ گئے اسی لیے مغرب کی نماز میں تین رکعات ہی ٹھہریں۔

اور عشاء کی نماز سب سے پہلے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی۔ (طحاوی صفحہ ۹۶/۱)

یہ آثار اگرچہ اتنے قوی نہیں، لیکن بطور حکمت کے کسی نہ کسی درجہ میں قابلِ لحاظ ہیں۔

بعض علماء کرام نے پانچ نمازوں کے تعین کے لیے حواس خمسہ کو مبدأ قرار دیا ہے۔ مجموعی طور پر ان انعامات کے شکریہ کے لیے صلوات خمسہ کو فرض قرار دیا گیا ہے اور تعداد رکعات کی حکمت اس طرح بیان کی ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے

۱۔ قوۃ لمس یا حس انسان کو عطاء کی ہے، اس کے ذریعے انسان گرم و سرد چیزوں کا علم حاصل کرتا ہے اس کے شکریہ کے لیے صبح کی دو رکعت نماز فرض قرار دی گئی ہیں۔

۲۔ اور قوت شامہ چونکہ ہر چہار طرف سے خوشبو کو محسوس و معلوم کر لیتی ہے اس لیے مناسب ہے کہ اس کے شکریہ کے لیے ظہر کی چار رکعات نماز فرض قرار دی گئی ہے۔

۳۔ قوت ذائقہ چار قسم کے ذائقہ (میٹھا، (شیریں) ترش، (کھٹا) نمکین اور تلخ (کڑوا) معلوم کرتی ہے، اس لیے چار رکعات عصر کی نماز مقرر کی گئی ہے،

۴۔ قوت باصرہ، آنکھیں چونکہ تین طرف سے دیکھ سکتی ہیں، دائیں بائیں اور سامنے، مغرب کی تین رکعات اس کے شکریہ کے لیے مقرر کی گئی ہیں

۵۔ قوت سامعہ، کان چاروں طرف سے اصوات سُن سکتے ہیں، اس لیے عشاء کی چار رکعات مقرر کی گئی ہیں۔

اگر یہ فرض نمازیں نہ ہوتیں تو انسان یقیناً ان بیش بہا نعمتوں کے شکریہ سے عہدہ برآ نہ ہو سکتا۔ واللہ اعلم

شیخ فقیہ زاہد ابو علی حسین بن یحییٰ بخاری زندویسی ؒ نے اپنی کتاب روضۃ العلماء میں لکھا ہے کہ علی بن یحییٰ ؒ نے کہا ہے میں نے ایک بزرگ ابو الفضل بن معذری ؒ سے سوال کیا، آپ بتلائیں کہ فجر کی نماز دو رکعت کیوں ہے، اور ظہر، عصر چار چار رکعات، مغرب تین، عشاء چار،

انہوں نے پہلے کہا کہ شریعت میں اسی طرح آیا ہے، میں نے کہا زیادہ وضاحت کی ضرورت ہے تو انہوں نے کہا حکماء نے یہ کہا ہے کہ مختلف انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے اپنے اپنے وقت میں ان سب نمازوں کو پڑھا ہے، اور آخر میں اللہ تعالیٰ نے ان سب کا ثواب اور فضیلت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لیے مقرر فرمایا ہے۔

فجر: سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام نے پڑھی تھی، جب ان کو جنت سے نکالا گیا تو ان پر دنیا تاریک ہو گئی، اور پھر جب رات کی تاریکی واقع ہوئی تو آدم علیہ السلام بہت زیادہ خوفزدہ ہو گئے، کیونکہ اس قسم کی تاریکی انہوں نے دیکھی نہ تھی، صبح ہوئی تو انہوں نے دو رکعت نماز اللہ تعالیٰ کے شکریہ کے لیے ادا کی۔ ایک تو اس لیے کہ رات کی تاریکی سے نجات ملی، اور دوسری دن کی روشنی کے لیے، اور ہمیں بھی اس کا حکم ہے۔ تاکہ ہم سے ظلمت معاصی دور ہو، اور نور طاعت کا ظہور ہو۔

ظہر: سب سے پہلے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم ہوا بیٹے کے ذبح کرنے کا۔ پھر "صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا" کا اعلان ہوا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سامنے چار حالتیں تھیں، ایک فرزند دلبند کی حالت، دوسری بیٹے کا غم، تیسری حالت بیٹے کی طرف سے جانور کا فدیہ، اور چوتھی حالت اللہ تعالیٰ کی رضا، وخوشنودی کی۔ اور یہ ندا زوال کے وقت تھی، تو اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنے کے لیے چار رکعات نماز ظہر انہوں نے ادا کی۔

اور ہمیں بھی حکم ہے تاکہ ہم اس کے ذریعہ شیطان ابلیس کو کچل سکیں، اور ہم سے غم دور ہو، اور ہم سے بھی فدیہ ادا ہو، اور اللہ تعالیٰ کی رضا، وخوشنودی حاصل ہو۔

عصر: عصر کی چار رکعات پہلے پہل حضرت یونس علیہ السلام نے ادا کی، وہ چار تاریکیوں میں پھنسے ہوئے تھے، ایک کمزوری اور ضعف کی تاریکی، دوسری دریا کی تاریکی، تیسری رات کی تاریکی، چوتھی مچھلی کے پیٹ کی تاریکی، اللہ تعالیٰ نے جب ان کو رہائی بخشی تو وہ عصر کا وقت تھا، تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے شکریہ میں یہ چار رکعات ادا کی تھیں اور ہمارے لیے بھی مختلف تاریکیوں سے بچنے کا ذریعہ ہے، قیامت کا اندھیرا، اور جہنم کا اندھیرا قبر کا اندھیرا رات کا اندھیرا ضعف و کمزوریوں اور خطاؤں کے اندھیروں سے بھی نجات ہوگی۔

مغرب: پہلے پہل حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پڑھی تھی، جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر وحی کی کہ تمہاری قوم میرے بارہ میں "ثالث ثلاثہ" کا اعتقاد رکھتی ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر غروب شمس کے وقت جب وحی ہوئی تو انہوں نے تین رکعات ادا کیں۔

پہلی رکعت سے اپنی طرف سے الوہیت کی نفی مراد تھی، دوسری رکعت سے اپنی والدہ کی طرف سے نفی اور تیسری رکعت میں اللہ تعالیٰ کے لیے الوہیت کا اثبات، اور ہمارے لیے بھی یہ حساب میں آسانی اور دوزخ سے نجات اور قیامت کے ہولناک دن میں امن ہوگا۔

عشاء: کی نماز سب سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پڑھی تھی، جب وہ مدین سے نکلے تھے تو راستہ میں راہ بھول گئے، ایک طرف بیوی کا غم اور بھائی ہارون علیہ السلام کا غم اور دشمن فرعون کا غم اور اولاد کا غم" اللہ تعالیٰ نے ان کو آواز دی اَنَا رَبُّکَ۔ کہ میں راہ دکھاؤں گا اور میں تم کو جمع کردوں گا۔ اہل و بھائی کے ساتھ، اور دشمن پر غلبہ عطا کرونگا۔

اور ہمیں بھی یہ حکم ہوا کہ عشاء کی نماز پڑھو، تاکہ راہ ہدایت ملے اور اللہ تعالیٰ کفایت کرے جسطرح حضرۃ موسیٰ علیہ السلام کیلئے کفایت کی اور ہمیں بھی انبیاء علیہم السلام اور صدیقین کے ساتھ جمع کریگا۔ اور دشمن ابلیس پر فتح عطا فرمائے گا جسطرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون پر غلبہ عطا فرمایا۔ (امانی الاحبار صفحہ ۲۶۴/۲)

تعداد ارکان صلوٰۃ

تکبیر تحریمہ، قیام، قرأت، رکوع، سجود اور قعدہ اخیرہ تشہد کی مقدار۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک۔ (ہدایہ صفحہ ۶۲/۱)

۱۔ **تکبیر تحریمہ** | فی الحقیقت یہ ہمارے احناف کرام کے نزدیک شرط ہے (شرح نقایہ صفحہ ۶۷/۱)

وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّىٰ ﴿۱۵﴾ (الاعلیٰ پ ۳۰) اور اس نے اپنے رب کا نام لیا اور نماز پڑھی

لیکن چونکہ یہ نماز کے ساتھ ملی ہوئی ہوتی ہے۔ اس لیے ارکان میں شمار کیا جاتا ہے۔

تکبیر تحریمہ کا معنی یہ ہے کہ وہ تمام امور جو اس سے پہلے مباح تھے وہ اب اس پر حرام ہیں۔ اکل و شرب (کھانا پینا) کلام وغیرہ۔

وَالتَّحْرِيْمُ جَعْلُ الشَّيْءِ مُحَرَّمًا — اور تحریم کہتے ہیں کہ کسی شیء کو حرام قرار دینا۔

(شرح نقایہ صفحہ ۶۷/۱)

۱۔ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ (المدثر پ ۲۹) — اور اپنے رب کی بڑائی بیان کر۔

۲۔ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ (مرفوعاً) إِنَّ هٰذِهِ الصَّلَاةَ لَا يَصْلُحُ فِيهَا — حضرت معاویہ بن الحکم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اس نماز میں

شَيْءٌ مِنْ كَلَامِ النَّاسِ إِنَّمَا هُوَ التَّسْبِيحُ وَالتَّكْبِيرُ وَقِرَاءَةُ الْقُرْآنِ (مسلم ص۲۰۳ ج۱)

صحیح نہیں ہے لوگوں کے کلام میں سے کچھ بھی۔ یہ تو تسبیح، تکبیر اور قرآن کی قراءۃ ہے۔

۳۔ وَعَنْ عَلِيٍّ أَنَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ مِفْتَاحُ الصَّلٰوةِ الطُّهُورُ وَتَحْرِيمُهَا التَّكْبِيرُ وَتَحْلِيلُهَا التَّسْلِيمُ (ابوداؤد ص۹۱ ج۱، ترمذی ص۲۷، ابن ماجہ ص۲۴)

حضرت علی رضؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز کی چابی طہارت ہے۔ اور اس کا تحریمہ تکبیر ہے۔ اور اس سے باہر نکلنا سلام سے ہے۔

۲۔ قیام

قیام یعنی نماز میں کھڑا ہونا فرض ہے۔ اور ارکان نماز میں سے ہے۔ (ہدایہ ص۶۳ ج۱، شرح نقایہ ص۶۵ ج۱، کبیری ص۲۶۱)

۱۔ وَقُومُوا لِلّٰهِ قٰنِتِينَ (۲۳۸) (بقرہ پ۲) (أي ساكتين خاشعين داعين طائعين مخلصين في الصلٰوة لأن القيام خارج الصلٰوة ليس بفرض)

اللہ کے لیے کھڑے ہو عاجزی کرتے ہوئے۔ (یعنی خاموش خشوع کرتے ہوئے دعا کرنے والے اور اطاعت کرنے والے مخلص یعنی نماز میں کیونکہ قیام نماز سے خارج تو فرض نہیں۔)

۲۔ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضؓ قَالَ أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ صَلِّ قَائِمًا فَإِنْ لَّمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا فَإِنْ لَّمْ تَسْتَطِعْ فَعَلٰى جَنْبٍ (بخاری ص۱۵۰ ج۱، مسند احمد ص۴۲۶ ج۴)

حضرت عمران بن حصین رضؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کھڑے ہو کر نماز پڑھو۔ اگر تمہاری طاقت نہ ہو تو پھر بیٹھ کر پڑھو اگر اس کی طاقت بھی نہ ہو تو پھر کروٹ کے بل لیٹ کر پڑھو۔

مسئلہ بیمار، شیخ ضعیف مسجد تک اگر جائیں تو سانس پھولنے کی وجہ سے کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتے، ایسے آدمیوں کو گھر پر ہی کھڑے ہو کر نماز پڑھ لینی چاہیے۔

مسئلہ جو لوگ جلدی سے آکر اللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے ہوئے رکوع میں چلے جاتے ہیں۔ ان کی نماز نہیں ہوتی کیونکہ تکبیر تحریمہ میں قیام فرض اور ضروری ہے ———— اس لیے

ضروری ہوا کہ کھڑے ہو کر تکبیر تحریمہ کہے ، پھر اس کے بعد رکوع میں جائے ۔ (فتاویٰ قاضیخان صہ ۲۷ جلد ۱)

مسئلہ ایک پاؤں پر کھڑا ہونا دوسرے کو اوپر اٹھا لینا بلا عذر مکروہ تحریمی ہے ۔

مسئلہ تین عذر ایسے ہیں ۔ جن میں بیٹھ کر نماز پڑھنی جائز ہے ۔ بیماری ۔ شیخوخت (بڑھاپا) برہنگی ۔

۱۔ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ كَانَ بِيَ النَّاصُوْرُ فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ صَلِّ قَائِمًا فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا ۔ (ابوداود صہ ۱۳۷ جلد ۱ واللفظ لہ بخاری صہ ۱۵۰ جلد ۱ ترمذی صہ ۸ ابن ماجہ صہ ۸۶)

حضرت عمران بن حصین رض کہتے ہیں کہ میں ناسور کی بیماری میں مبتلا تھا ۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کھڑے ہو کر نماز پڑھو اگر کھڑے ہو کر پڑھنے کی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر پڑھو ۔

۲۔ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ يُصَلِّي الْمَرِيْضُ قَائِمًا إِنِ اسْتَطَاعَ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ صَلّٰى قَاعِدًا ۔ (دارقطنی صہ ۴۲ جلد ۲)

حضرت علی رض روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مریض کھڑے ہو کر نماز پڑھے اگر وہ طاقت رکھتا ہو ۔ اگر کھڑے ہونے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو بیٹھ کر پڑھے ۔

۳۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَالَّذِيْ يُصَلِّيْ عُرْيَانًا يُصَلِّيْ جَالِسًا ۔ (مصنف عبدالرزاق صہ ۵۸۴ جلد ۲)

حضرت ابن عباس رض سے روایت ہے کہ جو شخص برہنہ نماز پڑھتا ہے تو وہ بیٹھ کر نماز پڑھے ۔

۴۔ ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ سُئِلَ عَطَاءٌ عَنِ الرَّجُلِ يَخْرُجُ مِنَ الْبَحْرِ عُرْيَانًا ؟ قَالَ يُصَلِّيْ قَاعِدًا وَكَذَا عَنْ قَتَادَةَ (مصنف عبدالرزاق صہ ۵۸۳ جلد ۲)

حضرت ابن جریج رح کہتے ہیں حضرت عطاء رح سے دریافت کیا گیا کہ جو شخص دریا کے حادثے سے برہنہ باہر نکلے تو نماز کا کیا حکم ہے ؟ انہوں نے کہا بیٹھ کر نماز پڑھے ۔ حضرت قتادہ رح سے بھی اسی طرح منقول ہے ۔

مسئلہ وتر ، سنت فجر اور نماز نذر ملحق بفرض ہیں ۔ لہذا ان کو کھڑے ہو کر ہی پڑھنا چاہیے ۔

مسئلہ نفل نماز میں قیام فرض نہیں ۔ البتہ بلا عذر کے ثواب نصف ہوگا (ہدایہ صہ ۹۸ جلد ۱ شرح نقایہ صہ ۱۰۰ جلد ۱)

۱۔ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رض سے روایت ہے کہ

اللّٰہ علیہ وسلم قَالَ صَلٰوۃُ الْقَاعِدِ عَلَی النِّصْفِ مِنْ صَلٰوۃِ الْقَائِمِ

(مسند احمد ص ۱۶۲ ج ۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیٹھ کر پڑھنے والے کی نماز کا ثواب کھڑے ہو کر پڑھنے والے سے نصف ہوتا ہے۔

۲۔ عَبْدُ اللّٰہِ بْنِ شَقِیْقٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَۃَ عَنْ صَلٰوۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم مِنَ التَّطَوُّعِ فَقَالَتْ ۔۔۔۔ وَکَانَ یُصَلِّیْ لَیْلًا طَوِیْلًا قَائِمًا وَلَیْلًا طَوِیْلًا جَالِسًا۔

(مسلم ص ۲۵۲ ج ۱، مسند احمد ص ۳۰ ج ۶)

حضرت عبداللہ بن شقیق رح کہتے ہیں کہ میں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رض سے دریافت کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نفل نماز کے بارہ میں۔ تو ام المومنین رض نے کہا بعض اوقات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کافی دیر تک رات کو کھڑے ہو کر نماز پڑھتے تھے۔ اور بعض اوقات کافی دیر تک بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے۔

۳۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ حُدِّثْتُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قَالَ صَلٰوۃُ الرَّجُلِ قَاعِدًا نِصْفُ الصَّلٰوۃِ قَالَ فَاَتَیْتُہٗ فَوَجَدْتُّہٗ یُصَلِّیْ جَالِسًا فَوَضَعْتُ یَدِیْ عَلٰی رَأْسِہٖ فَقَالَ مَالَکَ یَا عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عَمْرٍو قُلْتُ حُدِّثْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّکَ قُلْتَ صَلٰوۃُ الرَّجُلِ قَاعِدًا عَلٰی نِصْفِ الصَّلٰوۃِ وَاَنْتَ تُصَلِّیْ قَاعِدًا قَالَ اَجَلْ وَلٰکِنِّیْ لَسْتُ کَاَحَدٍ مِّنْکُمْ (مسلم ص ۲۵۳ ج ۱)

حضرت عبداللہ بن عمرو رض کہتے ہیں مجھے بتلایا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کو کھڑے ہو کر پڑھنے والے کی نسبت آدھا ثواب ملتا ہے۔ تو ایک دفعہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا۔ میں نے دیکھا کہ آپ بیٹھ کر نماز پڑھتے ہیں تو میں نے اپنی شنید کے خلاف جب آپ کو بیٹھے ہوئے نماز پڑھتے دیکھا تو میں نے اپنا ہاتھ آپ کے سر مبارک پر رکھ دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عبداللہ تمہیں کیا ہوا ہے تو میں نے عرض کیا کہ حضرت میں نے اس طرح سنا تھا آپ فرماتے ہیں بیٹھ کر نماز پڑھنے سے نصف نماز کا ثواب ملتا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں مسئلہ تو ایسا ہی ہے۔ لیکن میری یہ خصوصیت ہے کہ مجھے بیٹھ کر پڑھنے پر بھی پورا ثواب ملتا ہے۔ میں تمہاری طرح نہیں۔

مسئلہ | قیام۔ رکوع۔ سجود یہ تین ایسے فرائض وارکان ہیں۔ جو ہر رکعت میں ضروری ہیں۔

مسئلہ | قومہ۔ جلسہ اور تعدیل ارکان (قرار پکڑنا اعضاء کا) امام ابو یوسفؒ کے نزدیک فرض ہے۔

تعدیل ارکان کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مبارک ہے۔

عَنْ رِفَاعَةَ رض مَرْفُوْعًا فَاِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ فَقَدْ تَمَّتْ صَلٰوتُكَ وَاِنْ انْتَقَصْتَ مِنْهُ شَيْئًا اِنْتَقَصْتَ مِنْ صَلٰوتِكَ (ترمذی ص۴۰، مسند احمد ص۳۴۰/۴ والبوداؤد ص۱۲۴/۱۔ عن ابی ہریرۃ رض)

حضرت رفاعہ رضؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم نے یہ بات کرلی تو تمہاری نماز تام اور مکمل ہوگئی۔ اگر تم نے اس میں سے کچھ کم کردیا تو تم نے اپنی نماز میں کم کردیا۔ اس کو ناقص بتایا۔

۲۔ قراءت | یعنی نماز میں قرآن کریم کا پڑھنا فرض ہے (ہدایہ ص۱۲۳/۱ شرح نقایہ ص۶۷/۱ کبیری ص۲۷۵)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ط (المزمل ع۲ پ۲۹)

پڑھو قرآن میں سے جتنا میسر ہو (نماز میں)

نماز میں مطلق قراءت فرض ہے

نماز میں مطلق قراۃ فرض ہے۔ جیسا کہ احادیث میں موجود ہے۔

۱۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ لَا صَلٰوةَ اِلَّا بِقِرَاءَةٍ (مسلم ص۱۷۰/۱، منتقی ابن جارود ص۷۳)

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز نہیں ہوتی بغیر قرآن کے

۲۔ اَبِیْ سَعِيْدٍ قَالَ اُمِرْنَا اَنْ نَقْرَءَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَمَا تَيَسَّرَ۔ (ابوداؤد ص۱۱۸/۱)

حضرت ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم لوگ فاتحۃ الکتاب (سورۃ فاتحہ) اور جو حصہ میسر ہو پڑھیں۔

۳۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رض اَنَّ النَّبِیَّ صلى الله عليه وسلم دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَدَخَلَ رَجُلٌ فَصَلّٰى ثُمَّ جَاءَ

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے ایک شخص بھی مسجد میں آیا اور اس نے نماز پڑھی۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم

فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَرَدَّ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أُحْسِنُ غَيْرَ هٰذَا فَعَلِّمْنِي فَقَالَ إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلٰوةِ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ مَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ ثُمَّ ارْكَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا

(بخاری ص۱۰۹ ج۱، مسلم ص۱۷۰ ج۱)

پر سلام کیا۔ آپ نے اس کا جواب دیا۔ اور فرمایا واپس جاؤ اور پھر نماز پڑھو تم نے نماز نہیں پڑھی۔ وہ واپس گیا نماز پڑھی۔ پھر آکر سلام کیا آپ نے فرمایا واپس لوٹ جاؤ۔ اور نماز پڑھو تم نے نماز نہیں پڑھی۔ وہ پھر گیا پھر واپس آیا آپ نے پھر فرمایا واپس جاؤ اور نماز پڑھو تم نے نماز نہیں پڑھی وہ شخص کہنے لگا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں تو اس سے اچھی نماز نہیں جانتا آپ مجھے سکھلا دیں۔ تو آپ نے فرمایا جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تکبیر کہو۔ پھر جو تم کو میسر ہو قرآن وہ پڑھو پھر رکوع کرو۔ یہاں تک کہ اچھی طرح اطمینان کے ساتھ جم کر رکوع کرو۔

یہاں مقام ضرورت اور مقام تعلیم میں صرف قرآن کا ذکر کیا ہے۔ سورۃ فاتحہ کا ذکر نہیں کیا۔

۴۔ وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَصَاعِدًا۔

(مسلم ص۱۶۹ ج۱، ابوداود ص۱۱۹ ج۱، مصنف عبدالرزاق ص۹۳ ج۲)

حضرت عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ نے بتلایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی نماز نہیں جس نے ام القرآن (سورۃ فاتحہ) اور کچھ زیادہ حصہ قرآن کا نہ پڑھا۔

۵۔ وَفِي حَدِيْثِ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اُخْرُجْ فَنَادِ فِي الْمَدِيْنَةِ أَنَّهُ لَا صَلٰوةَ إِلَّا بِقُرْآنٍ وَلَوْ بِفَاتِحَةِ الْكِتٰبِ فَمَا زَادَ (ابوداود ص۱۱۸ ج۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاؤ اور مدینہ میں منادی (اعلان) کر دو کہ نماز نہیں ہے، مگر قرآن کے پڑھنے سے چاہے۔ فاتحۃ الکتاب اور کچھ زیادہ ہو۔

۶- وَفِي حَدِيْثِ عُبَادَةَ لَا صَلٰوةَ اِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَاٰيَتَيْنِ مِنَ الْقُرْاٰنِ (شرح نقایہ صہ ج۱ کنز العمال صہ ج۴ بحوالہ طبرانی)

حضرت عبادہ رضؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں نماز مگر فاتحۃ الکتاب اور دو آیتیں اس کے ساتھ ہوں قرآن میں سے۔

۷- اَبِي قَتَادَةَ رضؓ كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يَقْرَءُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُوْرَةٍ وَسُوْرَةٍ وَيُسْمِعُنَا الْاٰيَةَ اَحْيَانًا (بخاری صہ ۱۰۵ ج۱)

حضرت ابوقتادہ رضؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر اور عصر کی پہلی دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ اور کوئی اور سورۃ پڑھتے تھے۔ اور کبھی کبھی ایک آدھ آیت ہم کو سنا دیتے تھے۔

۸- اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَمَرَهٗ قَالَ اُخْرُجْ فَنَادِ فِي اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ اَنَّ رَسُوْلَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لَا صَلٰوةَ اِلَّا بِفَاتِحَةِ الْقُرْاٰنِ فَمَا زَادَ (منتقی ابن جارود صہ ۲)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے بیشک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ جا کر اہل مدینہ میں اعلان کر دو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے نماز نہیں ہوتی بجز سورۃ فاتحہ اور کچھ زائد حصہ قرآن کا پڑھنے کے۔

۹- عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ لَا تَجُوْزُ صَلٰوةٌ لَا يُقْرَءُ فِيْهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَاٰيَتَيْنِ فَصَاعِدًا (مصنف ابن ابی شیبہ صہ ۳۶ ج۱)

حضرت عمران بن حصین رضؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ نماز جائز نہیں جب تک اس میں سورۃ فاتحہ اور دو آیتیں یا اس سے کچھ زیادہ حصہ قرآن کا نہ پڑھا جائے۔

۱۰- عَنْ عَبْدِ اللہِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ جَلَسْتُ اِلٰى رَهْطٍ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم مِنَ الْاَنْصَارِ ... فَذَكَرُوا الصَّلٰوةَ

عبداللہ بن حارثؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ______

______

______ میں حضور صلی اللہ

وَقَالُوْا لَا صَلٰوةَ اِلَّا بِقِرَاءَةٍ وَلَوْ بِاُمِّ الْكِتٰبِ قَالَ خَالِدٌ فَقُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ هَلْ سَمّٰى اَحَدًا مِّنْهُمْ قَالَ نَعَمْ خَوَّاتِ بْنِ جُبَيْرٍ

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۶۱ ج۱)

علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایک گروہ انصار مدینہ کے پاس بیٹھا تو انہوں نے نماز کا ذکر کیا اور انہوں نے کہا کہ نماز بغیر قرآن پڑھنے کے نہیں ہوتی چاہے سورت فاتحہ ہی کیوں نہ ہو۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حارث بن عبداللہ رح سے کہا صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی کا نام بھی ذکر کیا ہے۔ تو انہوں نے کہا ہاں حضرت خوات بن جبیر رضی اللہ عنہ کا نام ذکر کیا ہے۔

مسئلہ حضرت امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک فرائض خمسہ کی دو دو رکعتوں میں قرأۃ فرض ہے۔

(ہدایہ ص۱۰۹ ج۱، شرح نقایہ ص۶۸ ج۱، کبیری ص۲۷۶)

مسئلہ فرائض کی آخری دو رکعتوں اور مغرب کی آخری رکعت میں صرف سورت فاتحہ کا پڑھنا سنت ہے۔ (ہدایہ ص۹۶ ج۱، شرح نقایہ ص۸۰ ج۱، کبیری ص۲۷۸)

۱۔ عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَاُ فِی الرَّكْعَتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُوْرَةٍ وَيُسْمِعُنَا الْاٰيَةَ اَحْيَانًا وَيَقْرَاُ فِی الرَّكْعَتَيْنِ الْاُخْرَيَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ۔ (مسلم ص۱۸۵ ج۱، بخاری ص۱۰۷ ج۱)

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر اور عصر کی پہلی دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ اور کوئی سورۃ پڑھتے تھے۔ اور کبھی کبھی کوئی ایک آدھ آیت ہم کو بھی سنا ڈالتے تھے۔ اور آخری دو رکعتوں میں آپ صرف سورۃ فاتحہ ہی پڑھتے تھے

مسئلہ فرائض کی آخری دو رکعتوں میں اگر فاتحہ نہ پڑھے صرف تسبیح پڑھتا ہے یا بالکل چپ کا کھڑا رہے تو بھی جائز ہے، لیکن تسبیح سکوت سے افضل ہے۔

(ہدایہ ص۹۶ ج۱، شرح نقایہ ص۸۱ ج۱، کبیری ص۲۷۷)

۱۔ عَنْ عَلِیٍّ وَعَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهُمَا قَالَا اِقْرَاْ فِی الْاُوْلَيَيْنِ وَسَبِّحْ فِی الْاُخْرَيَيْنِ

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ فرض کی پہلی دو رکعتوں

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۷۴ ج ۱)

ث قرآن پڑھو اور پچھلی دو رکعتوں میں تم تسبیح پڑھتے رہو۔

۲- عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ قَيْسٍ اَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ كَانَ لَا يَقْرَءُ خَلْفَ الْاِمَامِ فِيْمَا يَجْهَرُ فِيْهِ وَفِيْمَا يُخَافِتُ فِيْهِ فِي الْاُوْلَيَيْنِ وَلَا فِي الْاُخْرَيَيْنِ وَاِذَا صَلّٰى وَحْدَهٗ قَرَءَ فِي الْاُوْلَيَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُوْرَةٍ وَلَمْ يَقْرَءْ فِي الْاُخْرَيَيْنِ شَيْئًا۔

(موطا امام محمد ص ۹۶)

حضرت علقمہؒ کہتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ امام کے پیچھے جہری نماز میں قراءۃ نہیں کرتے تھے۔ اور سری نماز میں بھی نہ پہلی دو رکعتوں میں اور نہ آخری دو رکعتوں میں کسی میں بھی قراءۃ نہ کرتے تھے اور جب اکیلے نماز پڑھتے تھے تو پہلی دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ اور کوئی اور سورۃ پڑھتے تھے۔ اور پچھلی دو رکعتوں میں کچھ نہیں پڑھتے تھے۔

مسئلہ وتر کی تینوں رکعتوں میں اور نفل کی ہر ایک رکعت میں اسی طرح جمعہ اور عیدین کی دونوں رکعتوں میں قراءۃ فرض ہے (ہدایہ ص ۹۶ ج ۱، شرح نقایہ ص ۶۸ ج ۱، کبیری ص ۲۷۵، ۲۷۶)

مسئلہ مقدار قراءۃ ایک رکعت میں ایک آیت طویل یا تین آیات مختصرہ (جیسا کہ اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الخ) فرض ہے۔ (ہدایہ ص ۷۵ ج ۱، شرح نقایہ ص ۶۸ ج ۱، کبیری ص ۲۷۸)

فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ط

(المزمل آیت ۲۰ پ ۲۹)

پڑھو قرآن میں سے جتنا میسر ہو۔ (نماز میں)

مسئلہ قراءۃ میں الفاظ کا پڑھنا ضروری ہے۔ محض خیال سے قراءۃ کرنے سے نماز نہ ہوگی۔ جب تک زبان کو حرکت نہ دی جائے اور اپنے کان نہ سنیں قراءۃ متحقق نہ ہوگی' اِلّا یہ کہ معذور ہو۔ بعض نے لکھا ہے کہ تصحیح حروف واجب ہے۔ لیکن اصح وارجح اور احوط پہلا مسلک ہے۔

(ہدایہ ص ۷۴ ج ۱، شرح وقایہ ص ۱۴۹ ج ۱، شرح نقایہ ص ۸۲ ج ۱)

۱- عَنْ عُبَيْدَةَ فِي الْقِرَاءَةِ فِيْ صَلٰوةِ النَّهَارِ (قال) اِسْمَعْ نَفْسَكَ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۶۴ ج ۱)

حضرت عبیدہ بن عمرو السلمانیؒ (مشہور تابعی) کہتے ہیں کہ دن کی نمازوں میں بھی اس طرح پڑھو کہ تم خود سن سکو کانوں تک آواز پہنچے)۔

۲- عَنِ ابْنِ سَابِطٍ قَالَ اَدْنٰى مَا يَقْرَءُ

حضرت عبد الرحمن بن سابطؒ (مشہور تابعی) کہتے ہیں

الْقُرْاٰنَ اَنْ تُسْمِعَ اُذُنَيْكَ

(مصنف ابن ابی شیبہ صـ۳۶۲/۱)

ادنیٰ درجہ قرآن کے پڑھنے کا یہ ہے کہ تم اپنے کانوں کو سناؤ۔

مسئلہ امام کے لیے فجر، مغرب، عشاء، جمعہ، عیدین، تراویح اور صرف رمضان المبارک میں وتر کی نماز میں جہر بالقراءۃ واجب ہے۔ اسی طرح ظہر اور عصر میں آہستہ (سر بالقراءۃ) پڑھنا واجب ہے۔

(ہدایہ صـ۲۳/۱، شرح نقایہ صـ۸۳/۱)

ابْنِ شِهَابٍ قَالَ سَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَنْ يَّجْهَرَ بِالْقِرَاءَةِ فِي الْفَجْرِ كِلَيْهِمَا وَيَقْرَءُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ فِي صَلٰوةِ الظُّهْرِ بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ وَسُوْرَةٍ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ سِرًّا فِي نَفْسِهٖ وَيَقْرَءُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْاُخْرَيَيْنِ مِنْ صَلٰوةِ الظُّهْرِ بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ سِرًّا فِي نَفْسِهٖ وَيَفْعَلُ فِي الْعَصْرِ مِثْلَ مَا يَفْعَلُ فِي الظُّهْرِ وَيَجْهَرُ الْاِمَامُ بِالْقِرَاءَةِ فِي الْاُوْلَيَيْنِ مِنَ الْمَغْرِبِ وَيَقْرَأُ فِي كُلِّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُمَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ وَسُوْرَةٍ وَيَقْرَءُ فِي الرَّكْعَةِ الْاٰخِرَةِ مِنْ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ سِرًّا فِي نَفْسِهٖ ثُمَّ يَجْهَرُ بِالْقِرَاءَةِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ مِنْ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ وَيَقْرَءُ فِي الْاُخْرَيَيْنِ فِي نَفْسِهٖ بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ

امام ابن شہاب (زہریؒ) سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمایا ہے۔ فجر کی دونوں رکعتوں میں قراءۃ بالجہر کی جائے۔ اور ظہر کی نماز میں دونوں پہلی رکعتوں میں سورۃ فاتحہ اور کوئی سورۃ پوشیدہ طور پر اپنے جی میں پڑھے۔ اور ظہر کی آخری دو رکعتوں میں صرف سورۃ فاتحہ ہی آہستہ اپنے جی میں پڑھے۔ اور عصر کی نماز میں بھی اسی طرح کرے، جس طرح ظہر میں۔ اور مغرب کی نماز میں بھی امام پہلی دو رکعتوں میں بالجہر پڑھے۔ سورۃ فاتحہ اور کوئی سورۃ اور آخری رکعت میں آہستہ اپنے جی میں پڑھے صرف سورۃ فاتحہ اور عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں بھی جہر سے پڑھے اور آخری رکعتوں میں آہستہ اپنے جی میں پڑھے سورۃ فاتحہ اور جو لوگ امام کے پیچھے ہوں خاموش رہیں۔ اور جو امام پڑھتا ہے اس کو سنیں۔ اور امام کے ساتھ کوئی بھی قراءۃ نہ کرے۔

وَيُنْصِتُ مَنْ وَرَآءَ الْإِمَامِ وَيَسْتَمِعُ لِمَا جَهَرَ بِهِ الْإِمَامُ وَلَا يَقْرَءُ مَعَهُ أَحَدٌ۔ (نصب الرایہ صہ ج ۲ و مراسیل ابی داؤد صہ ملحقہ سنن ابی داؤد)

۲۔ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ قُلْتُ لِخَبَّابِ بْنِ الْأَرَتِّ أَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَءُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ بِأَيِّ شَيْءٍ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ قِرَاءَتَهُ قَالَ بِاضْطِرَابِ لِحْيَتِهِ۔ (بخاری صہ ۱۰۵ ج ۱، بیہقی صہ ۱۹۳ ج ۲)

حضرت ابو معمرؒ کہتے ہیں "میں نے حضرت خبابؓ بن الارت سے پوچھا کہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر اور عصر کی نماز میں قرأۃ کرتے تھے انہوں نے کہا ہاں کرتے تھے۔ میں نے کہا آپ لوگ کس سے پہچانتے تھے کہ آپ قرأۃ کرتے تھے (قرأۃ بالسّر یعنی آہستہ ہوتی تھی) تو انہوں نے کہا کہ آپ کی ڈاڑھی مبارک کے اضطراب اور حرکت کرنے سے ہم پہچانتے تھے۔"

۳۔ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ فَكُنَّا نَتَذَاكَرُ الْعِلْمَ فَقَالَ رَجُلٌ لَا تُحَدِّثُوا إِلَّا بِمَا فِي الْقُرْآنِ فَقَالَ لَهُ عِمْرَانُ إِنَّكَ لَأَحْمَقُ أَوَجَدْتَ فِي الْقُرْآنِ صَلٰوةَ الظُّهْرِ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَالْعَصْرَ أَرْبَعًا لَا تَجْهَرُ بِالْقِرَاءَةِ فِي شَيْءٍ مِنْهَا وَالْمَغْرِبَ ثَلَاثًا تَجْهَرُ بِالْقِرَاءَةِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ مِنْهَا وَلَا تَجْهَرُ فِي رَكْعَةٍ وَالْعِشَاءَ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ تَجْهَرُ بِالْقِرَاءَةِ فِي رَكْعَتَيْنِ مِنْهَا وَلَا تَجْهَرُ فِي

حضرت ابو نضرہؒ کہتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت عمران بن حصینؓ کے پاس تھے۔ ہم علم کا تذکرہ کر رہے تھے ایک شخص نے کہا کہ صرف وہی چیز بیان کرو جو قرآن میں ہو۔ تو حضرت عمرانؓ نے کہا تم احمق ہو جو ایسی بات کرتے ہو۔ کیا تم نے قرآن میں ظہر و عصر کی نماز کی چار رکعات کا ذکر پایا ہے! اور یہ پایا ہے کہ ان میں قرأۃ بالجہر نہ کی جائے۔ اور مغرب کی تین رکعات کا ذکر پایا ہے؟ اور یہ کہ ان میں دو رکعت میں جہر کیا جائے اور ایک رکعت میں جہر نہ کیا جائے اور عشاء کی نماز کی چار رکعات کا ذکر پایا ہے۔ یہ کہ ان میں دو رکعت میں جہر کیا جائے اور دو میں جہر نہ کیا جائے۔ اور فجر کی دو رکعتیں ہیں۔ ان میں جہر کیا

رکعتین والفجر رکعتین تجھر فیھما بالقراءۃ (سنن الکبری بیہقی ص۱۹۴ ج۲)

جائے۔ کیا یہ تم نے قرآن میں پایا ہے؟۔

۴۔ ابن عمر انہ رأی رجلاً یجھر بالقراءۃ نھاراً فدعاہ فقال ان صلوۃ النھار لا یجھر فیھا فاسر قراءتک (مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۶۲ ج۱)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے ایک شخص کو دیکھا کہ دن کے وقت جہر سے قراءۃ کرتا تھا تو اس کو بلا کر انہوں نے فرمایا دن کی نمازوں میں جہر سے قراءۃ نہیں کرنی چاہیئے۔ اپنی قراءۃ کو آہستہ کرو۔

۵۔ عن الحسن قال صلوۃ النھار عجماء وصلوۃ اللیل تسمع اذنیک (مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۶۲ ج۱)

حضرت حسن بصریؒ نے کہا "دن کی نمازیں خاموش ہوتی ہیں۔ اور رات کی نمازیں اتنی بلند آواز سے ہونی چاہیئے کہ تمہارے کان سنیں"۔

۶۔ عن ابی ھریرۃؓ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یؤمنا فیجھر ویخافت فنجھر فیما جھر ونخافت فیما خافت

(مسلم ص۱۷۱ ج۱، مصنف عبدالرزاق ص۱۲۱ ج۲)

مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۶۳ ج۱)

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے۔ آپ جہر بھی کرتے تھے اور آہستہ بھی پڑھتے تھے۔ جن نمازوں میں آپ جہر کرتے تھے ہم بھی ان میں جہر کرتے ہیں۔ اور جن نمازوں میں آپ آہستہ پڑھتے تھے ہم بھی آہستہ پڑھتے ہیں۔

۷۔ ابن جریج قلت لعطاء السنۃ رفع الصوت بالقراءۃ یوم الجمعۃ؟ قال نعم (مصنف عبدالرزاق ص۱۷۹ ج۳) عن عطاء قال یرفع الصوت بالقراءۃ فی الجمعۃ والعیدین۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۸۰ ج۲)

ابن جریج رح کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عطاءؒ سے پوچھا کیا جمعہ کی نماز میں قراءۃ بالجہر کرنی مسنون ہے تو انہوں نے کہا۔ ہاں۔ حضرت عطاءؒ کہتے ہیں کہ جمعہ اور عیدین میں قراءۃ بالجہر کی جائے۔

۸۔ ابن جریج قال قلت لعطاء ما یجھر بہ الصوت من القراءۃ من صلاۃ اللیل والنھار من

حضرت ابن جریج رح کہتے ہیں میں نے حضرت عطاءؒ سے کہا کہ کون سی فرض نمازیں رات اور دن میں ہیں۔ جن میں بلند آواز سے قراءۃ کرنی چاہیے۔

اَلْمَكْتُوْبَةِ ؟ قَالَ : اَلصُّبْحُ وَالْاُوْلَيَيْنِ الْعِشَاءِ وَالْاُوْلَيَيْنِ الْمَغْرِبِ وَالْجُمُعَةَ اِذَا كَانَتْ فِیْ جَمَاعَةٍ فَاَمَّا اِذَا كَانَ الْمَرْءُ وَحْدَهٗ فَلَا ، هِیَ الظُّهْرُ حِیْنَئِذٍ وَالْفِطْرَ حِیْنَئِذٍ قَالَ وَاَظُنُّ الْاَضْحٰی مِثْلَ الْفِطْرِ (مصنف عبدالرزاق ص۹۹ ج۲ ۱۰)

انہوں نے کہا صبح کی نماز اور عشاء کی پہلی دو رکعتیں اور مغرب کی پہلی دو رکعتیں اور جمعہ کی نماز جب جماعت سے پڑھے۔ اگر جمعہ کے دن الگ پڑھے تو پھر وہ ظہر کی نماز ہے۔ جو آہستہ پڑھے گا۔ اور عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کی نمازوں میں جہر کریگا۔

مسئلہ اگر جہری نمازیں تنہا پڑھیں تو آواز سے پڑھنا افضل ہے۔ جب کہ دوسروں کے لیے جہر تکلیف دہ نہ ہو۔ منفرد کو اختیار ہے۔ بالجہر پڑھے یا بالاخفاء (شرح نقایہ ص۸۲ ج۱ ہدایہ ص۹۳ ج۱)

مسئلہ اگر سب کی نماز قضاء ہوگئی تو پھر امام جہری کرے (ہدایہ ص۹۴ ج۱ شرح نقایہ ص۸۲ ج۱)

۱۔ سفر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کی نماز فجر قضاء ہوگئی آپ نے روزمرہ کی طرح باجماعت قضاء فرمائی۔

عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ رضی اللہ عنہ (فی حدیث طویل) ثُمَّ اَذَّنَ بِلَالٌ بِالصَّلٰوةِ فَصَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم رَكْعَتَیْنِ ثُمَّ صَلَّی الْغَدَاةَ فَصَنَعَ كَمَا كَانَ یَصْنَعُ كُلَّ یَوْمٍ۔ (مسلم ص۲۳۹ ج۱)

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث میں منقول ہے (جب کہ فجر کی نماز قضاء ہوگئی تھی سفر میں) کہ پھر حضرت بلالؓ نے اذان پکاری۔ اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے صبح کی دو رکعتیں سنت پڑھیں پھر صبح کی فرض نماز اسی طرح ادا کی جس طرح ہر دن ادا فرماتے تھے۔

۲۔ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ عَرَّسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم (الی ان قال) ثُمَّ اُقِیْمَتِ الصَّلٰوةُ فَصَلَّی الْفَجْرَ بِاَصْحَابِهٖ وَجَهَرَ فِیْهَا بِالْقِرَاءَةِ كَمَا كَانَ یُصَلِّیْ بِهَا فِیْ وَقْتِهَا۔ (نصب الرایہ ص۱۵۴ ج۲ بحوالہ کتاب الآثار للامام محمدؒ)

حضرت ابراہیمؒ سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کے پچھلے حصہ میں آرام کے لیے اترے (پھر نماز قضاء ہونے کا ذکر ہے) پھر نماز کی اقامت پڑھی گئی اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہؓ کو فجر کی نماز قراءۃ بالجہر کے ساتھ پڑھائی جیسا کہ ہر روز پڑھاتے تھے، نماز کے وقت میں۔

مسئلہ کسی نماز کے لیے کسی خاص سورۃ کا مقرر کر لینا کہ اس کے سوا دوسری سورۃ نہ پڑھے مکروہ ہے اس لیے کہ اس میں بعض سورتوں کی بعض پر فوقیت کا وہم ہے۔ اور بعض دفعہ جاہل آدمی یہ سمجھ لیتا ہے کہ اس نماز میں یہی سورۃ جائز ہے اس کے علاوہ دوسری سورت جائز نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بلاتعیین نمازیں تلاوت فرماتے تھے۔ (ہدایہ ص۹۶ ج۱ شرح النقایہ ص۸۳ ج۱)

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ مَا مِنَ الْمُفَصَّلِ سُوْرَةٌ صَغِيْرَةٌ وَلَا كَبِيْرَةٌ اِلَّا قَدْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَؤُمُّ بِهَا النَّاسَ فِي الصَّلٰوةِ الْمَكْتُوْبَةِ (جمع الفوائد ص۷۷ ج۱ بحوالہ نسائی)

حضرت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہٖ کی روایت میں ہے کہ قرآن کی مفصل سورتوں میں قرآن کی ساتویں منزل چھوٹی بڑی سب سورتوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نمازیں پڑھتے تھے۔ فرض نمازوں میں ان کے ساتھ امامت کراتے تھے۔ میں نے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ان سورتوں کو فرض نماز میں پڑھتے ہوئے سنا ہے۔

مسئلہ حضرت ابوقتادہ رضؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہلی رکعت کو دوسری سے لمبا کیا کرتے تھے۔ (بخاری ص۱۰۵ ج۱، مسلم ص۱۸۵ ج۱)

امام ابوحنیفہ رحؒ اور امام ابویوسف رحؒ کے نزدیک یہ صبح کی نماز کے ساتھ مخصوص ہے (ہدایہ ص۷۶ ج۱)

مسئلہ دوسری رکعات کی قراءۃ کو پہلی رکعت سے زیادہ لمبی نہ کرے۔

مسئلہ کسی شخص کے لیے قرآن کے الفاظ کی بجائے کسی آیت کا ترجمہ پڑھنا نماز میں روا نہیں۔

مسئلہ نومسلم شخص جب تک قرآن کا کچھ حصہ حفظ نہ کرے اور جاہل (امّی) جو قرآن کا کچھ حصہ بھی تلاوت نہیں کر سکتا تو ایسا شخص بجائے قراءۃ کے تسبیح کرتا رہے۔

۱۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ اَوْفٰى قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ اِنِّيْ لَا اَسْتَطِيْعُ اَنْ اٰخُذَ مِنَ الْقُرْاٰنِ شَيْئًا فَعَلِّمْنِيْ مَا يُجْزِئُنِيْ مِنْهُ فَقَالَ قُلْ سُبْحَانَ

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضؓ سے روایت ہے ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں قرآن میں سے کوئی چیز پڑھ نہیں سکتا۔ تو آپ مجھے کچھ سکھلا دیں جس سے میری نماز درست ہو جائے۔ آپ نے فرمایا کہو

اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھٰذَا لِلّٰہِ فَمَا لِیْ قَالَ قُلْ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ وَارْزُقْنِیْ وَعَافِنِیْ وَاھْدِنِیْ۔

(ابوداؤد ص۱۲۱ ج۱، نسائی ص۱۳۶ ج۱)

(سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ) پاک ہے اللہ تعالیٰ کی ذات سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ تعالیٰ ہی سب سے بڑا ہے۔ اور برائی سے پھرنے کی اور نیکی کرنے کی طاقت نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کی توفیق کے) اس شخص نے عرض کیا کہ حضور! یہ تو اللہ تعالیٰ کے لیے ہوا میرے لیے کیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اس طرح کہو "اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ وَعَافِنِیْ وَاھْدِنِیْ وَارْزُقْنِیْ" (اے اللہ مجھ پر رحم فرما اور مجھے عافیت دے مجھے ہدایت اور روزی عطا فرما)

۲۔ عَنْ رِفَاعَۃَ بْنِ رَافِعٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ (فِیْ حَدِیْثِ مسیٔ صلوۃ) فَاَقِمْ ثُمَّ کَبِّرْ فَاِنْ کَانَ مَعَکَ قُرْاٰنٌ فَاقْرَأْ بِہٖ وَاِلَّا فَاحْمِدِ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ وَکَبِّرْہُ وَھَلِّلْہُ۔ (ابوداؤد ص۱۲۵ ج۱)

حضرت رفاعۃ بن رافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس شخص سے جس نے نماز میں نقصان کیا تھا، اس کو نماز کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا) پس تو کھڑا ہو پھر تکبیر کہہ اگر تجھے قرآن کا کچھ حصہ آتا ہے تو اسے پڑھو ورنہ اللہ تعالیٰ کی تعریف کرو اور اللہ اکبر اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہتے رہو۔

۴۔ رکوع

رکوع بھی نماز کے فرائض اور ارکان میں سے ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

۱۔ وَارْکَعُوْا مَعَ الرَّاکِعِیْنَ ﴿۴۳﴾ (بقرہ پ۱)

اور رکوع کرو رکوع کرنے والوں کے ساتھ۔

۲۔ وَاِذَا قِیْلَ لَھُمُ ارْکَعُوْا لَا یَرْکَعُوْنَ ﴿۴۸﴾ (المرسلٰت پ۲۹)

(اللہ تعالیٰ نے کافروں کی مذمت میں فرمایا ہے) اور جب ان سے کہا جاتا ہے رکوع کرو تو وہ رکوع نہیں کرتے۔

فضائل رکوع

ایک دفعہ قبیلہ بنی ثقیف کے رؤسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ نماز کے سلسلہ میں رکوع سے استنکاف کیا کہ ہم نماز تو پڑھتے ہیں لیکن رکوع ہم سے نہیں ہوتا۔ اس لیے کہ اس میں ہم اپنی تذلیل سمجھتے ہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لَا خَیْرَ فِیْ دِیْنٍ لَا رُکُوْعَ فِیْهِ — کہ اس دین میں کوئی بہتری نہیں جسمیں رکوع نہیں

(مسند احمد صفحہ ۲۱۸ ج ۴، بیہقی صفحہ ۲۲۵ ج ۲)

۲- یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ارْکَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّکُمْ وَافْعَلُوا الْخَیْرَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۷۷﴾ (حج پ ۱۷)

اے ایمان والو! رکوع و سجود کرو۔ اور اپنے رب کی عبادت کرو۔ اور نیکی کا کام کرو تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔

حقیقتِ رکوع از حقیقت روح انقیاد دل است برائے تحمل بار امانتِ الٰہی ولہٰذا ایں صورت را دریں شریعت عبادت گردانیدہ اند۔ تا اشعار باشد باخذ من بار امانت الٰہی بر پشت خود گرفتم و از آدمی منتصب القامة آفریدہ فرمان داد کہ ایں بار را بردارم بحکم او براستی قامت خود مغرور نشدم و خود را مانند اشتر و گاؤ و اسپ پشت خم کردہ بحضور او حاضر شدم تا ہر چہ خواہد بر پشت من بار کند

(تفسیر عزیزی فارسی صفحہ ۳۰ پارہ نمبر ۲ از شاہ عبد العزیز رح)

رکوع کی حقیقت یہ ہے کہ یہ دل کی اطاعت اور فرمانبرداری ہے امانت الٰہی کے بوجھ کو اٹھانے کے لیے۔ لہٰذا اس رکوع کی صورت کو اس آخری شریعت میں عبادت قرار دیا گیا ہے تاکہ یہ اس بات کی علامت ہو کہ ہر مسلمان اس کا اقرار کرتا ہے کہ میں نے امانت الٰہی کے بوجھ کو اپنی پشت پر اٹھالیا ہے۔ اس لیے اللہ تعالےٰ نے مجھے سیدھے قدوالا پیدا کیا ہے اور حکم دیا ہے کہ اس بوجھ کو میں اٹھاؤں تو اللہ تعالےٰ کے فرمان سے میں اپنے قد کے سیدھے ہونے پر مغرور نہیں ہوا۔ بلکہ میں نے اپنی پشت کو خم کر دیا ہے۔ اور اونٹ گائے، بیل کی طرح خمیدہ قامت ہو کر اس کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا ہوں تاکہ وہ جو کچھ چاہے میری پشت پر لاد دے۔

۲- حضرت شاہ رفیع الدین محدث دہلوی رح فرماتے ہیں۔

"در رکوع از ملاحظہ کمالِ عظمت و ہیبتِ معبود و مالک و از حیاء بر خود بقصور در بندگی سر نگوں کردن و کمر دوتا گردانیدن۔ بلکہ چوں بندہ گنہگار بر فدائے جان گردنِ خود

"اللہ تعالیٰ معبود برحق اور مالک کی کمال عظمت و ہیبت اور اپنے اندر حیاء سے کہ بندگی میں قصور وار ہوں۔ سر نگوں کرنے کا نام رکوع ہے اور کمر کو دوہرا کرنا۔ بلکہ جیسا کہ بندہ گنہگار مجرم

پیشِ سیف حاضر ساختن (رسالہ فوائد نماز) — اپنی جان کو قربان کرنے کے لیے اپنی گردن کو تلوار کے سامنے پیش کرتا ہے۔ اسی طرح کر دینے کا نام رکوع ہے۔

۵۔ سجدہ

نماز کے فرائض و ارکان میں ایک اہم ترین رکن سجدہ ہے۔

(ہدایہ ص۶۳ ج۱، شرح نقایہ ص۶۸ ج۱، کبیری ص۲۸۲)

۱۔ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ارْکَعُوْا وَاسْجُدُوْا — اے ایمان والو! رکوع و سجود کرو۔

(حج آیت ۷۷ پ۱۷)

۲۔ یَوْمَ یُکْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّیُدْعَوْنَ اِلَی السُّجُوْدِ فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ ﴿۴۲﴾ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ وَقَدْ کَانُوْا یُدْعَوْنَ اِلَی السُّجُوْدِ وَهُمْ سٰلِمُوْنَ ﴿۴۳﴾

(القلم پ۲۹)

(سورۃ قلم میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے) جس دن پنڈلی کھول جائیگی اور ان کو سجدہ کے لیے بلایا جائیگا تو یہ طاقت نہیں رکھیں گے سجدہ کرنے کی آنکھیں پست ہوں گی اور ذلت ان پر چھائی ہوئی ہوگی۔ حالانکہ پہلے ان کو سجدہ کی طرف بلایا جاتا تھا اور یہ صحیح سالم تھے۔

۳۔ کَلَّا ط لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ﴿۱۹﴾ ع

(العلق پ۳۰)

(سورۃ علق میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے) کہ خبردار! اس کی بات نہ مان اور سجدہ کر اور قرب حاصل کر رب کا

سجدہ میں نیتِ ثواب و تقرب ضروری ہے، نماز سے قرب حاصل ہوتا ہے اور قرب موجب عصمت ہے۔ اور خشوع سجدہ کی روح ہے اور وہی اصل مدار قرب ہے۔

۴۔ وَمِنَ الَّیْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ لَیْلًا طَوِیْلًا ﴿۲۶﴾

(الدھر پ۲۹)

اور رات کے وقت اس کے سامنے سجدہ کرو اور لمبی رات تک اس کی تسبیح بیان کرتے رہو۔

فضیلت سجدہ

۱۔ وَفِیْ حَدِیْثِ ثَوْبَانَؓ اَنَّهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ قَالَ عَلَیْکَ بِکَثْرَةِ السُّجُوْدِ لِلّٰهِ

حضرت ثوبانؓ روایت کرتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اللہ تعالیٰ کے لیے کثرت سے سجدہ کرو۔ کیونکہ تم جب بھی اللہ تعالیٰ کے لیے

فَاِنَّكَ لَا تَسْجُدُ لِلّٰهِ سَجْدَةً اِلَّا رَفَعَكَ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً وَحَطَّ عَنْكَ بِهَا خَطِيْئَةً (مسلم ص ۱۹۳/۱)

سجدہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے تمہارا درجہ بلند کرے گا۔ اور تم سے خطاؤں کو مٹائے گا۔

۲- اَبِیْ هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا قَرَءَ ابْنُ اٰدَمَ السَّجْدَةَ (اٰيَةَ السَّجْدَةِ) فَسَجَدَ اِعْتَزَلَ الشَّيْطٰنُ يَبْكِیْ يَقُوْلُ يٰوَيْلَتٰی اُمِرَ ابْنُ اٰدَمَ بِالسُّجُوْدِ فَسَجَدَ فَلَهُ الْجَنَّةُ وَاُمِرْتُ بِالسُّجُوْدِ فَاَبَيْتُ فَلِیَ النَّارُ (مسلم ص ۶۱/۱)

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ابن آدم سجدہ کی آیت تلاوت کرتا ہے اور پھر سجدہ ادا کرتا ہے۔ تو شیطان الگ ہو کر روتا ہے اور کہتا ہے "افسوس میری حالت ابن آدم کو سجدہ کا حکم دیا گیا" اس نے سجدہ کیا تو اس کے لیے جنت ہے۔ اور مجھے سجدہ کا حکم دیا گیا اور میں نے انکار کیا تو میرے لیے دوزخ ہے"۔

یہ بات ابلیس کی بربنائے حسد ہے ابن آدم کے ساتھ نہ کہ ندامت اور توبہ سے۔

۳- حضرت ربیعہ بن کعبؓ نے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جنت میں معیت کا سوال کیا تھا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ۔

فَاَعِنِّیْ عَلٰی نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ (مسلم ص ۱۹۳/۱)

میری اعانت کر اپنے نفس کے برخلاف زیادہ سجدے ادا کرنے سے

یعنی زیادہ نماز پڑھ تاکہ تیرا نفس رام ہو۔ اور میں بھی دعا کروں اور پھر جنت میں معیت نصیب ہو۔

۴- اَبِیْ هُرَيْرَةَ رض اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اَقْرَبُ مَا يَكُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَّبِّهٖ وَهُوَ سَاجِدٌ فَاَكْثِرُوا الدُّعَآءَ (مسلم ص ۱۹۱/۱)

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے زیادہ بندہ جس حالت میں اپنے رب کے قریب ہوتا ہے۔ تو وہ سجدہ کی حالت ہوتی ہے۔ اس لیے زیادہ دُعا کرو سجدہ میں۔

۵- سورۃ فتح میں اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کے بارے میں فرمایا ہے۔

تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ز سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ط (الفتح آیت ۲۹، پ ۲۶)

کہ تم ان کو دیکھو گے رکوع اور سجدہ میں اللہ کا فضل اور خوشنودی تلاش کرتے ہیں۔ ان کے چہروں سے سجدہ کا اثر ظاہر ہوگا۔

۶۔ سورۃ فرقان میں عباد الرحمٰن کی تعریف میں فرمایا کہ

وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ﴿۶۴﴾ (الفرقان پ ۱۹)

وہ لوگ اپنے رب کے سامنے سجدہ اور قیام میں راتیں گذارتے ہیں۔

راتیں شراب خانوں۔ نشاط خانوں۔ ناچ گھروں، سینما۔ تھیٹروں اور کلبوں میں نہیں گذارتے بلکہ وہ اپنے رب کے سامنے سجدہ اور قیام میں گذارتے ہیں۔

۷۔ سورۃ سجدۃ میں ارشاد ہے۔

اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۱۵﴾ (السجدہ پ ۲۱)

بے شک جو لوگ ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں جب ان کے سامنے ان آیات کا ذکر کیا جاتا ہے سجدہ ریز ہو جاتے ہیں اور اپنے رب کی تسبیح کے ساتھ اس کی حمد بیان کرتے ہیں اور وہ تکبر نہیں کرتے

۸۔ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم (فِيْ حَدِيْثٍ طَوِيْلٍ) فَيَكْشِفُ عَنْ سَاقِهٖ فَيَسْجُدُ لَهٗ كُلُّ مُؤْمِنٍ وَيَبْقٰى مَنْ كَانَ يَسْجُدُ لِلّٰهِ رِيَاءً وَسُمْعَةً فَيَذْهَبُ كَيْمَا يَسْجُدُ فَيَعُوْدُ ظَهْرُهٗ طَبَقًا وَاحِدًا (بخاری ص ۱۱۰۷، ج ۲)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (ایک طویل حدیث میں) اللہ تعالیٰ ہمارا پروردگار اپنی ساق کھولے گا۔ پس ہر مومن مرد اور مومنہ عورت اس کے آگے سجدہ کریں گے اور وہ باقی رہ جائیں گے سجدہ نہ کر سکیں گے جو دنیا میں ریا اور دکھلاوے کے لیے سجدہ کرتے تھے وہ سجدہ کا ارادہ کریں گے لیکن ان کی پشت ایک تختہ سا بن جائے گی۔

وَقَالَ الْاِسْمَاعِيْلِيُّ عَنْ سَاقٍ شِدَّةٌ

محدث اسماعیلی نے کہا ہے کہ ساق سے مراد شدت

وَكَرْبٌ كَمَا اَخْرَجَهُ الْحَاكِمُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَيَحْتَمِلُ اَنْ يَكُوْنَ الْمُرَادُ التَّجَلِّيْ لَهُمْ وَكَشْفُ الْحُجُبِ وَقَالَ الْقَاضِيْ عِيَاضٌ اَلسَّاقُ هٰهُنَا نُوْرٌ عَظِيْمٌ وَقِيْلَ مَعْنَاهُ كَشْفُ الْخَوْفِ وَاِزَالَةُ الرُّعْبِ عَنْهُمْ وَمَا كَانَ غَلَبَ عَلٰى عُقُوْلِهِمْ مِنَ الْاَهْوَالِ فَتَطْمَئِنُّ نُفُوْسُهُمْ عِنْدَ ذٰلِكَ وَيَتَجَلّٰى لَهُمْ فَيَخِرُّوْنَ سُجَّدًا

(نووی شرح مسلم مع مسلم ص ۱۰۲ ج ۱)

اور بے چینی ہے۔ جیسا کہ حاکمؒ نے ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ کشف ساق سے مراد تجلی ہو۔ ان کے سامنے اور حجابات کو دور کرنا ہو۔ قاضی عیاضؒ کہتے ہیں ساق یہاں پر نور عظیم ہے۔ اور بعض نے کہا ہے خوف کو دور کر دینا اور رعب کو زائل کرنا مراد ہے۔ اور جو ان کے عقلوں پر خوف اور ڈر غالب ہو چکا تھا۔ اس کو کھولنا مراد ہے۔ پھر اس وقت ان کے نفس مطمئن ہو جائینگے اور اللہ تعالیٰ ان کے سامنے تجلی فرمائے گا پس وہ سجدہ میں گر پڑیں گے۔

۹- وَاَيْضًا عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ (قَالَ) فَيُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ فَلَا يَبْقٰى مَنْ كَانَ يَسْجُدُ لِلّٰهِ مِنْ تِلْقَاءِ نَفْسِهٖ اِلَّا اَذِنَ اللّٰهُ لَهٗ بِالسُّجُوْدِ وَلَا يَبْقٰى مَنْ كَانَ يَسْجُدُ اتِّقَاءً وَرِيَاءً اِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ ظَهْرَهٗ طَبَقَةً وَاحِدَةً كُلَّمَا اَرَادَ اَنْ يَسْجُدَ خَرَّ عَلٰى قَفَاهُ

(مسلم ص ۱۰۲ ج ۱)

حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت میں ہے پس ساق کو کھولا جائے گا۔ تو جو شخص اپنی جان و دل سے دنیا میں اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ کرتا تھا۔ اس وقت بھی اس کو سجدہ کرنے کی اجازت ہوگی۔ اور جو دنیا میں لوگوں کے اعتراض سے بچنے کے لیے اور ریاء کاری کی وجہ سے سجدہ کرتا تھا۔ اس کی پشت ایک تختہ بن جائے گی۔ اگر سجدہ کرنے کی کوشش کریگا پیچھے گدی کے بل گرے گا۔

۱۰- وَفِيْ حَدِيْثِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم حَتّٰى اِذَا فَرَغَ اللّٰهُ مِنَ الْقَضَاءِ بَيْنَ الْعِبَادِ وَاَرَادَ اَنْ يُّخْرِجَ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ اَرَادَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ اَمَرَ

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ فارغ ہوگا بندوں کے درمیان فیصلہ کرنے سے اور ارادہ فرمائے گا کہ نکالے اپنی رحمت کے ساتھ جس کو چاہے گا' دوزخ سے اہل نار میں سے۔ تو فرشتوں کو حکم دیگا۔

الْمَلٰٓئِكَةَ اَنْ يُّخْرِجُوْا مِنَ النَّارِ مَنْ كَانَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا مِمَّنْ اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يَّرْحَمَهٗ مِمَّنْ يَّقُوْلُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَيَعْرِفُوْنَهُمْ فِي النَّارِ يَعْرِفُوْنَهُمْ بِاَثَرِ السُّجُوْدِ تَاْكُلُ النَّارُ مِنِ ابْنِ اٰدَمَ اِلَّا اَثَرَ السُّجُوْدِ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ اَنْ تَاْكُلَ اَثَرَ السُّجُوْدِ

(مسلم ص ۱۰۱/۱ ج)

کہ آگ سے نکالیں ان کو جنہوں نے اللہ کے ساتھ شرک نہیں کیا جن پر اللہ تعالیٰ رحم فرمانا چاہے گا۔ جو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہتے تھے۔ فرشتے ان کو پہچانیں گے دوزخ میں۔ ان کو پہچانیں گے سجدہ کے نشان سے کیونکہ آگ کھا جائے گی ابن آدم میں تمام بدن کو۔ لیکن سجدہ کے نشان کو۔ اللہ تعالیٰ نے آگ پر حرام کر دیا کہ نشان سجود کو کھا سکے۔

۱۱۔ اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّقَآئِمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ ۔ (الزمر آیت ۹ پ ۲۳)

(اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے) بھلا وہ شخص جو اطاعت کرنے والا ہے۔ رات کی گھڑیوں میں سجدہ کرتے ہوئے۔ اور کھڑے ہو کر ڈرتا ہے آخرت سے اور اپنے رب کی رحمت کی امید رکھتا ہے۔

۱۲۔ يٰمَرْيَمُ اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِيْ وَارْكَعِيْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴿۴۳﴾

(آل عمران پ ۳)

(اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اے مریم! اطاعت کر۔ اپنے رب کی اور سجدہ کرو اور رکوع کرو رکوع کرنے والوں کے ساتھ۔

۱۳۔ وَقَالَ اِمَامُ وَلِيُّ اللّٰهِ قَوْلُهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ اُمَّتِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ غُرٌّ مِّنَ السُّجُوْدِ مُحَجَّلُوْنَ مِنَ الْوُضُوْءِ

(حجۃ اللہ البالغہ ص ۱۲ ج)

حضرت امام ولی اللہ رح کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ میری امت کے لوگ قیامت کے دن سفید پیشانیوں والے ہوں گے اور سفید پاؤں والے وضوء کے اثر سے۔

۱۴۔ قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ ضَرِيْرٌ رح يَوْمَ يَظْهَرُ حَقَآئِقُ الْاَشْيَآءِ وَاُصُوْلُهَا الَّتِيْ كَانَتْ مَبْنِيَّةً عَلَيْهِ فَتَمَيَّزُ عِبَادَتُهُمُ الَّتِيْ كَانَتْ عَلٰى غَيْرِ اَصْلٍ عَنْ عِبَادَةِ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّتِيْ

ابو سعید ضریر رح کہتے ہیں قیامت کا دن ایسا ہوگا کہ اس دن چیزوں کی حقیقتیں ظاہر ہوں گی اور ان کے وہ اصول ظاہر ہوں گے جن پر وہ اعمال مبنی تھے تو ان لوگوں کی عبادت ممیز ہوگی جو کسی صحیح اصول پر مبنی نہیں تھی۔ اور مومنین کی عبادت

كَانَتْ مَبْنِيَّةً عَلٰى اَصْلٍ صَحِيْحٍ جو صحیح اصول پر مبنی تھی وہ بھی نمایاں ہو جائیگی
(تفسیر عزیزی فارسی ص۵۱ پارہ ۲۹)

حقیقت سجدہ سجدہ میں غایت درجہ کی تواضع اور عبودیت ہے[1] اللہ تعالیٰ کے سامنے کیونکہ انسان کے عزیز ترین عضو اور بلند ترین عضو خاک میں ملاتا ہے جو پاؤں کے نیچے روندی جاتی ہے

حضرت شاہ رفیع الدین محدث دہلویؒ سجدہ کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"در سجود بملاحظہ کمال علو خود را در ذلت کہ سجدہ میں ادھر خدا تعالیٰ کی کمال بلندی کو ملاحظہ
پستی و مقام نیستی با خاک برابر ساختن، و در مقام کرنے اور اپنے آپ کو کمال عاجزی اور پستی اور

---

[1] سجدہ میں عجز و نیازمندی کے لطیف احساسات ہوتے ہیں، شاعروں نے ان کو اپنی زبان میں بیان کیا ہے۔

- جو میں سر بسجدہ ہوا کبھی تو زمیں سے آنے لگی صدا | تیرا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں (اقبال)
- لذت سجدہ ہائے شوق نہ پوچھ | ہائے وہ اتصال راز و نیاز (اصغر)
- بس اک داغ سجدہ میری کائنات | جبینیں تیری آستانے تیرے (عدم)
- پیہم سجود پائے صنم پر دم وداع | مومن خدا کو بھول گئے اضطراب میں (مومن)
- کثرت سجدہ سے وہ نقش قدم | کہیں پامال سر نہ ہو جائے (")
- سجدہ بے ذوق عمل خشک و بجائے نرسد | زندگی ہمہ کردار چہ زیبا و چہ زشت (اقبال)
- زنہار ازاں قوم نباشی کہ فریبند | حق را بسجودے و نبی را بہ درودے (غالب)
- مٹ جائے گی جس دن میرے سجدوں کی حقیقت | دنیا میں تیرا نقش کف پا نہ رہے گا (جگر)
- زاہد مگر اس رمز سے آگاہ نہیں ہے | سجدہ وہی سجدہ ہے جو ننگ جبیں ہے (")
- کیا ذوق ہے کیا شوق ہے کیا ربط ہے کیا ضبط | سجدہ ہے جبیں میں کبھی سجدہ میں جبیں ہے (")
- سجدے بھی ہو جائیں گے پیدا تو کر ذوق نیاز | سر بھی جھک جائیگا پہلے دل جھکانا چاہیئے (جگر)
- سودیم سراپا و بجائے نرسیدیم | از خویش گذشتیم و بجائے نرسیدیم (بیدل)
- آں بے پر و بالیم کہ در حسرت پرواز | گشتیم غبار و بہ ہوائے نرسیدیم (")
- ہر یکیہ نوری کو ہے سجدہ میسر تو کیا | اس کو میسر نہیں سوز و گداز سجود (اقبال)

عذر تقصیرات جبہ سائی و بینی سائی نمودن یا بدون قدمبوسی سر بپائے محبوب نہادن" (رسالہ فوائد نماز)

نیستی کے مقام میں خاک کے ساتھ برابر کر دینا ہے اپنی کوتاہی کے عذر کے مقام میں پیشانی اور ناک رگڑنی یا بدون قدمبوسی کے سر کو محبوب کے پاؤں پر رکھ دینا ہے

۶۔ قعدہ اخیرہ

نماز میں آخری قعدہ کو تشہد کی مقدار امام ابوحنیفہؒ اور امام سفیان ثوریؒ فرض قرار دیتے ہیں۔ (ہدایہ ص ۶۳ ج ۱، شرح نقایہ ص ۶۹ ج ۱، کبیری ص ۲۸۹)

اس قعدہ کے بارہ میں ائمہ کرام میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ امام اعظمؒ اور امام سفیان ثوریؒ کے نزدیک فرض ہے لہٰذا اگر آخری قعدہ نہ بیٹھا تو فرض نماز باطل ہو جائے گی۔ امام ترمذیؒ لکھتے ہیں۔

وَقَالَ بَعْضُهُمْ اِذَا صَلَّى الظُّهْرَ خَمْسًا وَلَمْ يَقْعُدْ فِي الرَّابِعَةِ مِقْدَارَ التَّشَهُّدِ فَسَدَتْ صَلٰوتُهٗ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ ثَوْرِيٍّ وَبَعْضِ اَهْلِ الْكُوْفَةِ (ترمذی ص ۸۳)

اور بعض ائمہ کرام نے یہ کہا ہے کہ جب کوئی شخص ظہر کی پانچ رکعات پڑھ لے۔ اور چوتھی رکعت پر تشہد کی مقدار کے مطابق قعدہ نہ بیٹھے تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ یہی قول ہے امام سفیان ثوریؒ اور بعض اہل کوفہ کا۔

امام شافعیؒ، امام احمدؒ اور امام اسحٰقؒ یہ کہتے ہیں کہ اگر پانچ رکعات پڑھ لے تو سجدہ سہو سے اس کی تلافی ہو جاتی ہے یہ قعدہ فرض نہیں ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہؒ اس روایت سے استدلال کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تشہد کی تعلیم دی۔ تو ابن مسعودؓ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا

قُلِ التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ (الٰی ان قال) فَاِذَا قَضَيْتَ هٰذَا اَوْ قَالَ فَعَلْتَ هٰذَا فَقَدْ قَضَيْتَ صَلٰوتَكَ (مسند احمد ص ۴۲۲ ج ۱ واللفظ لہ، ابوداؤد ص ۱۳۹ ج ۱، بیہقی ص ۱۷۴ ج ۲)

کہ اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ پڑھو۔ اور پھر آخر میں فرمایا جب تم نے اس کو پورا کر لیا جب تم نے ایسا کر لیا تو تم نے اپنی نماز کو پورا کر لیا۔

یعنی تشہد پڑھنا اور بیٹھنا اس پر نماز کے تمام ہونے کو موقوف قرار دیا ہے۔ اس سے اس کا ضروری ہونا ثابت ہوتا ہے۔

دیگر ائمہ اس کو سنت قرار دیتے ہیں۔

واجباتِ نماز

مسئلہ واجب کے ترک سے نماز ناقص ہوتی ہے۔

مسئلہ واجب کا منکر فاسق ہوتا ہے، اور فرض کا منکر کافر ہوتا ہے۔

مسئلہ واجب اگر رہ جائے تو سجدہ سہو سے تلافی ہو سکتی ہے۔

مسئلہ قصداً واجب کو ترک کیا جائے تو اعادہ صلوٰۃ (نماز کا لوٹانا) واجب ہوتا ہے۔

مسئلہ ترکِ واجب مکروہ تحریمی ہے۔ مکروہ تحریمی کے ارتکاب سے انسان فاسق اور گنہگار ہوتا ہے

فقہائے کرام فرماتے ہیں

"جو نماز مکروہ تحریمی کے ساتھ ادا کی جائے، وہ واجب الاعادہ ہوگی۔ مثلاً بول و براز کو دقت کے ساتھ روک کر جو نماز پڑھی جائے یا جاندار کی تصویر والا کپڑا پہن کر جو نماز پڑھی جائے گی، وہ واجب الاعادہ ہوگی"

تعداد واجباتِ نماز قراءۃ فاتحہ، ضم سورۃ یا تین آیات۔ رعایت ترتیب (قیام اور قراءۃ رکوع اور سجدہ کے درمیان) قومہ، پہلا قعدہ، تشہد پڑھنا۔ لفظ سلام کے ساتھ نماز سے نکلنا قنوت وتر۔ تکبیرات عیدین۔ پہلی دو رکعتوں کو قراءۃ کے لیے متعین کرنا۔ تعدیل ارکان۔ جن نمازوں میں جہر کیا جاتا ہے ان میں جہر کرنا اور جن میں آہستہ پڑھا جاتا ہے ان میں آہستہ پڑھنا۔

۱۔ سورۃ فاتحہ کا پڑھنا نماز میں سورۃ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے ماسوا مقتدی کے۔
(ہدایہ ج۱ ص۶۷، شرح نقایہ ج۱ ص۶۹، کبیری ص۲۹۵)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مَنْ صَلّٰی صَلٰوۃً لَمْ یَقْرَءُ فِیْهَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَهِیَ خِدَاجٌ ثَلٰثًا غَیْرُ تَمَامٍ

(مسلم ج۱ ص۱۶۹، ابوداؤد ج۱ ص۱۱۹، ابن حبان ج۲ ص۲۰۶)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے نماز پڑھی اور اس میں اس نے سورۃ فاتحہ نہ پڑھی تو اس کی نماز ناقص اور غیر مکمل ہوگی۔ آپ نے یہ جملہ تین مرتبہ فرمایا۔

امام نوویؒ لکھتے ہیں۔

قَالَ الْخَلِیْلُ بْنُ اَحْمَدَ وَالْاَصْمَعِیُّ وَ اَبُوْحَاتِمِ السَّجِسْتَانِی وَالْهَرَوِیُّ رحمهم الله تعالٰی وَاٰخَرُوْنَ الْخِدَاجُ النُّقْصَانُ یُقَالُ خَدَجَتِ النَّاقَةُ اِذَا اَلْقَتْ وَلَدَهَا قَبْلَ اَوَانٍ وَاِنْ كَانَ تَامَّ الْخَلْقِ (نووی شرح مسلم مع مسلم ص ۱۶۹ ج ۱)

حضرت خلیل بن احمدؒ، امام اصمعیؒ، ابوحاتم سجستانیؒ ہرویؒ دوسرے علماء اور فقہاء کرام کہتے ہیں۔ کہ خداج نقصان کو کہتے ہیں۔ اونٹنی جب بچہ قبل از وقت جنے اگرچہ وہ تام الخلقت ہو تو اس کو خداج کہتے ہیں۔

استاذ العلماء حضرت مولانا عبدالحی لکھنویؒ اس روایت اور اس جیسی دوسری روایات کے بارے میں لکھتے ہیں

"دَلِیْلٌ عَلٰی عَدَمِ رُكْنِیَّةِ الْفَاتِحَةِ فَاِنَّ الْخِدَاجَ بِفَتْحِ الْخَاءِ الْمُعْجَمَةِ بِمَعْنَی النَّاقِصِ وَلَوْ كَانَتْ رُكْنًا لَقَالَ فَهِیَ بَاطِلَةٌ فَاِنَّ تَرْكَ الرُّكْنِ اِنَّمَا یُوْجِبُ الْبُطْلَانَ وَ النُّقْصَانُ مِنْ مُوْجِبَاتِ الْوُجُوْبِ۔ فَعُلِمَ اَنَّ قِرَاءَةَ الْفَاتِحَةِ وَاجِبَةٌ" (السعایہ ص ۱۴۷ ج ۲)

اس میں دلیل ہے کہ سورۃ فاتحہ رکن نہیں ہے۔ کیونکہ خداج ناقص کے معنی میں ہوتا ہے۔ اور اگر یہ رکن ہوتی تو آپ ضرور فرماتے کہ نماز باطل ہے۔ کیونکہ رکن کے ترک کرنے سے بطلان آتا ہے اور نقصان موجبات وجوب میں سے ہے۔ تو معلوم ہوا کہ سورۃ فاتحہ کا نماز میں پڑھنا واجب ہے رکن نہیں۔

۲۔ فاتحہ کے ساتھ کسی سورۃ کا ملانا

ضم سورۃ مع الفاتحہ، فرض کی پہلی دو رکعتوں میں (مقتدی کے علاوہ) اور باقی نمازوں کی جملہ رکعات میں فاتحہ کے ساتھ ضم سورۃ واجب ہے (ہدایہ ص ۶۷ ج ۱، شرح نقایہ ص ۶۹ ج ۱، کبیری ص ۲۹۶)

۱۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ قَالَ اَمَرَنَا نَبِیُّنَا صلی الله علیه وسلم اَنْ نَقْرَءَ الْفَاتِحَةَ وَمَا تَیَسَّرَ۔

(صحیح ابن حبان ص ۲۱ ج ۳، ابوداؤد ص ۱۱۸ ج ۱)

حضرت ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ ہم نماز میں فاتحہ اور جو کچھ میسر ہو قرآن میں سے پڑھیں۔

۲۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ (مرفوعا) لَاصَلٰوةَ

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ

إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتٰبِ فَمَا زَادَ
(ابوداؤد ص۱۱۸ ج۱، مستدرک حاکم ص۲۳۹ ج۱ وقال الحاکم
هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ لَا غُبَارَ عَلَيْهِ

علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نماز فاتحہ اور کچھ زائد حصے کے بغیر نہیں ہوتی۔

٣۔ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتٰبِ فَصَاعِدًا (مسلم ص۱۶۹ ج۱، نسائی ص۱۴۵ ج۱)

سورۃ فاتحہ اور کچھ زائد حصے کے بغیر نماز نہیں ہوتی

٤۔ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِالْحَمْدُ وَسُوْرَةٍ فِيْ فَرِيْضَةٍ اَوْ غَيْرِهَا

نماز الحمد (سورۃ فاتحہ) اور کسی سورۃ کے ملانے کے بغیر نہیں ہوتی خواہ نماز فرض ہو یا اس کے علاوہ۔

(ترمذی ص۳۲، ابن ماجہ ص۶۰، مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۶۱ ج۱)

٥۔ لَا صَلٰوةَ اِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتٰبِ وَاٰيَتَيْنِ (اَیْ طَوِيْلَتَيْنِ)
(شرح نقایہ ص۹۹ ج۱، کنز العمال ص۲۱۲ ج۴ بحوالہ الطبرانی)

سورۃ فاتحہ اور دو لمبی آیتوں کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

٦۔ لَا تُجْزِئُ الْمَكْتُوْبَةُ اِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتٰبِ وَثَلَاثِ اٰيَاتٍ فَصَاعِدًا

فرض نماز نہیں ہوتی سورۃ فاتحہ اور تین آیات یا اس سے کچھ زیادہ کے بغیر۔

(کنز العمال ص۲۱۲ ج۴ بحوالہ ابن عدی عن ابن عمرؓ، نصب الرایہ ص۳۶۵ ج۱)

٧۔ لَا تُجْزِئُ صَلٰوةٌ لَا يُقْرَأُ فِيْهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتٰبِ، وَشَيْءٍ مَّعَهَا مِنَ الْقُرْاٰنِ (نصب الرایہ ص۳۶۵ ج۱ بحوالہ ابونعیم)

وہ نماز درست نہیں ہوتی جس میں سورۃ فاتحہ اور کچھ حصہ قرآن کا ——— نہ پڑھا جائے۔

٨۔ عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ مَرْفُوْعًا اِذَا اسْتَقْبَلْتَ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ ثُمَّ اقْرَأْ بِمَا شِئْتَ (صحیح ابن حبان ص۲۰۹ ج۳ واللفظ لہ
وابوداؤد ص۱۲۵ ج۱)

حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب تم نماز کے لیے قبلہ رخ ہو تو پہلے تکبیر کہو۔ پھر سورۃ فاتحہ پڑھو اور پھر قرآن میں جو حصہ چاہو پڑھو۔

مسئلہ فرض کی آخری دو رکعتوں میں ضم سورۃ مع الفاتحہ مکروہ تنزیہی اور خلاف سنت ہے۔

۲۔ تعدیلِ ارکان

نماز میں تعدیلِ ارکان بھی واجب ہے۔ یعنی رکوع، سجود، قومہ، جلسہ اطمینان سے ادا کرنا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضؓ اَنَّ اَعْرَابِیًّا جَاءَ فَصَلّٰی وَسَلَّمَ عَلَیْهِ فَقَالَ ارْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَفَعَلَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ وَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا اُحْسِنُ غَیْرَ هٰذَا فَعَلِّمْنِیْ فَقَالَ اِذَا قُمْتَ اِلَی الصَّلٰوةِ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَاْ مَا تَیَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ثُمَّ ارْكَعْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰی تَسْتَوِیَ قَائِمًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ افْعَلْ ذٰلِكَ فِیْ صَلٰوتِكَ كُلِّهَا

(بخاری ص ۱۰۹ ج ۱، مسلم ص ۱۷۰ ج ۱)

حضرت ابوہریرۃ رضؓ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی آیا اور اس نے نماز پڑھی اور آکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واپس لوٹ کر پھر نماز پڑھو۔ تم نے تو نماز نہیں پڑھی۔ اس نے تین دفعہ ایسا کیا اور آپ نے اسی طرح فرمایا۔ پھر اس شخص نے عرض کیا۔ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ میں اس سے اچھی نماز پڑھنی نہیں جانتا۔ آپ مجھے سکھلا دیں۔ تو آپ نے فرمایا جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو پہلے تکبیر کہو پھر جتنا قرآن میسر ہو پڑھو، پھر رکوع کرو اطمینان سے پھر رکوع سے سر اٹھاؤ اور سیدھے کھڑے ہو پھر سجدہ کرو اطمینان سے۔ پھر اسی طرح اپنی تمام نماز میں کرتے رہو۔ ابوداؤد اور ترمذی کی روایت میں یہ الفاظ ہیں اور جب تم نے یہ پورا کر لیا تو تم نے اپنی نماز کو پورا کر لیا اور جو تم نے کم کیا اس سے تو بیشک تم نے اپنی نماز میں نقص کیا۔

وَفِیْ رِوَایَةِ اَبِیْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیِّ فَاِذَا فَعَلْتَ هٰذَا فَقَدْ تَمَّتْ صَلٰوتُكَ وَمَا انْتَقَصْتَ مِنْ هٰذَا فَقَدِ انْتَقَصْتَ مِنْ صَلٰوتِكَ۔

(ابوداؤد ص ۱۲۴ ج ۱، ترمذی ص ۷۰)

۴۔ قراءۃ کیلیے فرض کی پہلی دو رکعتوں کو متعین کرنا

فرض کی پہلی دو رکعتوں کو قراءۃ کے لیے متعین کرنا بھی واجب ہے (شرح نقایہ ص ۷۰ ج ۱، کبیری ص ۲۹۵)

مسئلہ اگر پہلی رکعتوں میں ضم سورۃ نہ کیا تو آخری رکعتوں میں سورۃ ضم کرے اور پھر آخر میں سجدہ سہو کرے (شرح نقایہ ص ۱۱۲ ج ۱)

عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ سَاَلْتُ عِكْرِمَةَ عَنْ رَجُلٍ نَسِيَ اَنْ يَّقْرَءَ فِي الْاُوْلَيَيْنِ فَقَرَءَ فِي الْاُخْرَيَيْنِ قَالَ يُجْزِئُ عَنْهُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ قَالَ سُفْيَانُ: وَ نَقُوْلُ نَحْنُ: يَسْجُدُ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ

(مصنف عبدالرزاق ص ۱۲۶ ج ۲)

حضرت ابراہیمؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عکرمہؓ سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص پہلی دو رکعتوں میں قرأت کرنی بھول جائے اور پھر آخری دو رکعتوں میں پڑھے تو اس کا کیا حکم ہوگا؟ انہوں نے کہا کہ اس کی نماز درست ہوگی، انشاء اللہ۔ حضرت سفیان ثوریؒ کہتے ہیں۔ ہم اس کے ساتھ یہ کہتے ہیں کہ اس شخص کو سجدہ سہو بھی کرنا پڑیگا

۵۔ فاتحہ کو سورۃ سے پہلے پڑھنا

سورۃ فاتحہ کو سورۃ سے پہلے پڑھنا واجب ہے اگر سورۃ کا کوئی جملہ بھی سورۃ فاتحہ سے پہلے پڑھے گا تو سجدہ سہو لازم ہوگا۔

(شرح نقایہ ص ۱۱۱، ۱۱۲ ج ۱)

۶۔ رعایت ترتیب یعنی ارکان میں ترتیب قائم رکھنا

نمازی کے لیے قرارۃ، رکوع، سجد میں ترتیب کو قائم رکھنا بھی واجب ہے۔ پہلے قیام پھر تحریمہ پھر قرارۃ پھر رکوع، پھر سجدہ اور آخر میں قعدہ (شرح نقایہ ص ۶۹ ج ۱، ہدایہ ص ۶۳ ج ۱)

مسئلہ اگر رکوع مکرر کیا یا تین سجدے کر لیے یا پہلے تشہد کے بعد درود شریف پڑھ لیا۔ جسکی وجہ سے تیسری رکعت کے قیام میں تاخیر ہوگئی تو سجدہ سہو لازم آئے گا۔ (شرح نقایہ ص ۱۱۱ ج ۱، کبیری ص ۲۹۷)

مسئلہ اگر پہلی رکعت میں ایک سجدہ بھول گیا تو آخری رکعت میں قضا کرے (شرح نقایہ ص ۶۸، ۶۹ ج ۱، کبیری ص ۴۵۶)

۷۔ قعدہ اولیٰ

قعدہ اولیٰ بھی واجب ہے (ہدایہ ص ۶۳ ج ۱، شرح نقایہ ص ۷۰ ج ۱، کبیری ص ۲۹۶)

۸۔ تشہد پڑھنا

دونوں قعدوں میں تشہد پڑھنا بھی واجب ہے (شرح نقایہ ص ۷۰ ج ۱، کبیری ص ۲۹۶)

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ لَا تَجُوْزُ صَلٰوةٌ اِلَّا بِتَشَهُّدٍ (مصنف عبدالرزاق ص ۲۰۶ ج ۲، کتاب الآثار امام محمدؒ ص ۵۰)

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ نماز بغیر تشہد کے درست نہیں ہوتی۔

۹۔ جہر اور سر

امام کے لیے جہری نمازوں میں جہر اور سری نمازوں میں سر (یعنی آہستہ والی نمازوں میں آہستہ اور جہر والی نمازوں میں بلند آواز سے پڑھنا) واجب ہے۔

(ہدایہ ص ۶۳ ج ۱، شرح نقایہ ص ۷۱ ج ۱، کبیری ص ۲۹۶)

۱۔ عَنِ الْحَسَنِ اَنَّهٗ سُئِلَ عَنِ الرَّجُلِ

حضرت حسن بصریؒ سے پوچھا گیا کہ اگر کوئی شخص جہر

يَجْهَرُ فِيمَا لَا يُجْهَرُ فِيهِ قَالَ يَسْجُدُ سَجْدَتِي السَّهْوِ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۶۲ ج۱)

کرتا ہے قراءۃ میں جہاں جہر نہیں کیا جاتا۔ تو انہوں نے کہا وہ دو سجدہ سہو کرے۔

۲- عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ إِذَا جَهَرَ فِيمَا يُخَافَتُ فِيهِ أَوْ خَافَتَ فِيمَا يُجْهَرُ فِيهِ فَعَلَيْهِ سَجْدَتَا السَّهْوِ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۶۲ ج۱)۔

حضرت ابراہیم نخعیؒ سے روایت ہے کہ جب کوئی جہر کرتا ہے۔ اس نماز میں جس میں آہستہ پڑھنے کا حکم ہے۔ یا آہستہ پڑھتا ہے اس میں جہاں جہر کرنے کا حکم ہے تو اس پر دو سجدہ سہو لازم ہوتے ہیں۔

۳- عَنِ الثَّوْرِيِّ قَالَ إِذَا قُمْتَ فِيمَا يُجْلَسُ فِيهِ أَوْ جَلَسْتَ فِيمَا يُقَامُ فِيهِ أَوْ جَهَرْتَ فِيمَا يُخَافَتُ فِيهِ أَوْ خَافَتَّ فِيمَا يُجْهَرُ فِيهِ نَاسِيًا سَجَدْتَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ (مصنف عبد الرزاق ص۳۱۳ ج۲)

حضرت سفیان ثوریؒ نے کہا جب تم کھڑے ہو جاؤ۔ وہاں جہاں بیٹھنے کا حکم ہے۔ یا بیٹھ جاؤ وہاں جہاں کھڑے ہونے کا حکم ہے۔ یا تم جہر کرو، جہاں آہستہ قراءۃ کی جاتی ہے بھول کر۔ تو دو سجدہ سہو کرو۔

۱۱۔ لفظ سلام سے نکلنا

لفظ سلام کے ساتھ نماز سے نکلنا واجب ہے۔
(ہدایہ ص۹۳ ج۱، شرح نقایہ ص۷۸ ج۱، کبیری ص۲۹۸)

۱- عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مِفْتَاحُ الصَّلٰوةِ الطُّهُورُ وَتَحْرِيمُهَا التَّكْبِيرُ وَتَحْلِيلُهَا التَّسْلِيمُ۔

(ترمذی ص۳ ج۱، ابوداود ص۹۱ ج۱)

حضرت علیؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز کی چابی طہارت ہے (طہارت ہی سے آدمی نماز میں داخل ہو سکتا ہے) اور نماز کا تحریمہ (یعنی تمام چیزوں کا اس حالت میں ممنوع ہو جانا) تکبیر ہے۔ اور نماز سے باہر آنا جس میں تمام حلال چیزیں اس کے لیے حلال ہو جاتی ہیں سلام ہے۔

۲- أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَخَذَ بِيَدِ عَبْدِ اللّٰهِ فَعَلَّمَهُ التَّشَهُّدَ فِي الصَّلٰوةِ (إِلٰى أَنْ قَالَ) إِذَا قُلْتَ هٰذَا أَوْ قَضَيْتَ هٰذَا فَقَدْ قَضَيْتَ صَلٰوتَكَ إِنْ شِئْتَ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کا ہاتھ پکڑا۔ اور ان کو تشہد سکھلایا۔ (اور اس حدیث کے آخر میں یہ ہے کہ آپ نے فرمایا) جب تم یہ تشہد پڑھ لو یا قعدہ میں بیٹھ جاؤ تو تم نے نماز پوری کر لی اب چاہو کھڑے ہو جاؤ چاہو بیٹھ جاؤ۔

اَنْ تَقُوْمَ فَقُمْ وَاِنْ شِئْتَ اَنْ تَقْعُدَ

فَاقْعُدْ (ابوداؤد ص ۱۳۹ ج ۱، بیہقی ص ۱۷۴ ج ۲، طحاوی ص ۱۱۹ ج ۱، مسند احمد ص ۴۲۲ ج ۱)

۳- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا فَرَغَ مِنَ التَّشَهُّدِ اَقْبَلَ عَلَیْنَا بِوَجْهِهٖ وَقَالَ مَنْ اَحْدَثَ حَدَثًا بَعْدَ مَا یَفْرُغُ مِنَ التَّشَهُّدِ فَقَدْ تَمَّتْ صَلٰوتُهٗ۔ (حلیۃ الاولیاء ص ۱۱۷ ج ۵)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں تشہد سے فارغ ہوتے تھے تو ہماری طرف متوجہ ہوتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ جو شخص جان بوجھ کر بے وضو ہو جائے تشہد سے فارغ ہونے کے بعد تو اس کی نماز تام یا مکمل ہو گئی۔

۴- عَنْ عَطَاءٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا قَضَی التَّشَهُّدَ فَذَکَرَ نَحْوَهٗ (حلیۃ الاولیاء ص ۱۱۷ ج ۵)

حضرت عطاءؒ سے روایت ہے جس کا مفہوم وہ ہے جو ابن عباسؓ کی روایت (جو اس سے پہلے گذری) کا ہے۔

۵- عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا رَفَعَ الْمُصَلِّیْ رَاْسَهٗ مِنْ اٰخِرِ صَلٰوتِهٖ وَقَضٰی تَشَهُّدَهٗ ثُمَّ اَحْدَثَ فَقَدْ تَمَّتْ صَلٰوتُهٗ۔ (طحاوی ص ۱۸۹ ج ۱)

حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب نمازی اپنا سر اٹھاتا ہے آخری سجدہ سے اور آخری تشہد کو پورا کرتا ہے اور جان بوجھ کر بے وضو ہو جائے تو اس کی نماز پوری ہو جاتی ہے۔

۶- عَنِ الْحَکَمِ وَحَمَّادٍ قَالَا (فِیْ هٰذَا الْمَسْئَلَةِ) حَتّٰی یَتَشَهَّدَ اَوْ یَقْعُدَ مِقْدَارَ التَّشَهُّدِ (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۹۱ ج ۲)

حضرت حکمؒ اور حمادؒ اور اسی طرح مکحولؒ بھی کہتے ہیں کہ جب کوئی شخص تشہد پڑھتا ہے یا تشہد کی مقدار تک بیٹھتا ہے تو اس کی نماز مکمل ہو جاتی ہے۔

۱۲- وتر کی تیسری رکعت میں دعائے قنوت

وتر کی تیسری رکعت میں دعائے قنوت پڑھنا بھی عندالاحناف واجب ہے (ہدایہ ص ۹۳ ج ۱، شرح نقایہ ص ۹۱ ج ۱، کبیری ص ۲۹۶)

۱۳- تکبیراتِ عیدین

عید الفطر اور اسی طرح عید الاضحیٰ کی تکبیرات ستہ بھی واجب ہیں۔ (ہدایہ ص ۹۳ ج ۱، شرح نقایہ ص ۹۱ ج ۱، کبیری ص ۲۹۶)

سُنن صلوٰۃ

۱۔ اذان ۲۔ رفع یدین تکبیر تحریمہ کے وقت ۳۔ انگلیوں کو تکبیر تحریمہ کے وقت اپنی حالت پر قبلہ رُخ کھُلا رکھنا۔ ۴۔ امام کا تکبیرات کے ساتھ جہر کرنا۔ ۵۔ دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھنا۔ ۶۔ مرد کے لیے ہاتھوں کو تحت السرہ (ناف کے نیچے) رکھنا اور عورت کے لیے علی الصدر (سینے پر) رکھنا۔ ۷۔ ثنا۔ ۸۔ تعوّذ۔ ۹۔ تسمیہ۔ ۱۰۔ تامین ۱۱۔ ثنا، تعوذ، تسمیہ اور تامین کو آہستہ آواز میں کہنا۔ ۱۲۔ رکوع اور سجود میں جاتے وقت اور سجدے سے اٹھتے وقت تکبیر۔ ۱۳۔ رکوع کی تسبیحات۔ ۱۴۔ سجدے کی تسبیحات۔ ۱۵۔ رکوع کی حالت میں دونوں گھٹنوں کو کھلی انگلیوں سے پکڑنا۔ ۱۶۔ قومہ کی حالت میں امام کے لیے سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہنا، مقتدی کے لیے رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ کہنا اور منفرد کے لیے دونوں کہنا۔ ۱۷۔ سجدہ میں پہلے گھٹنے زمین پر رکھنے۔ پھر ہاتھ اور پیشانی (سجدے سے اٹھنے میں اس کا الٹ) ۱۸۔ قعدہ اولیٰ اور ثانیہ میں مرد کے لیے بائیں پاؤں کو نیچے بچھانا اور دائیں کو قبلہ رُخ کھڑا کرنا اور عورت کے لیے تورّک یعنی دونوں پاؤں دائیں طرف نکال کر سرین پر بیٹھنا۔ ۱۹۔ تشہد میں دونوں ہاتھ رانوں پر رکھنا ۲۰۔ مُسبّحہ (انگلی شہادت) کے ساتھ اشارہ کرنا۔ ۲۱۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا ۲۲۔ دعا کرنی۔ ۲۳۔ دائیں طرف پہلے سلام پھیرنا۔ ۲۴۔ فرض کی آخری رکعتوں میں سورۃ فاتحہ پڑھنی۔

آداب یا مستحبات صلوٰۃ

(۱) تحریمہ کے وقت مرد ہاتھ آستین سے باہر نکالیں۔ اور عورتیں اندر ہی رکھیں۔

(۲) قیام اور رکوع کی حالت میں تقریباً چار انگشت کا فاصلہ پاؤں کے درمیان چھوڑنا۔

(۳) منفرد کو رکوع، سجود میں تین مرتبہ سے زیادہ مگر طاق مرتبہ تسبیحات کہنا۔

(۴) قیام کی حالت میں نگاہ کو سجدہ کی جگہ رکھنا۔ رکوع کی حالت میں پاؤں کی پشت پر جلسہ اور

قعدہ کی حالت میں گود میں اور سلام کے وقت مونڈھے پر نظر رکھنی چاہیے۔
۵۔ جمائی کے وقت منہ بند رکھنا قیام کی حالت میں دائیں ہاتھ کی پشت سے باقی حالتوں میں بائیں ہاتھ کی پشت سے یا آستین سے منہ بند کرنا۔

مسئلہ | جمائی نماز کی حالت میں یا خارج از نماز بھی مکروہ ہے۔ نچلے ہونٹ کو دانت سے دبانے سے عموماً رک جاتی ہے۔

شامیؒ (ابن عابدینؒ) اور ابوالحسن قدوریؒ نے اپنا تجربہ بیان کیا ہے۔ کہ اگر دل میں سوچا جائے کہ انبیاء علیہم السلام نے جمائی نہیں لی تو فوراً رک جاتی ہے۔ واللہ اعلم

صفۃ الصلوٰۃ یعنی نماز پڑھنے کا طریقہ

اجمالی بیان | باوضو ہو کر جب نماز کے لیے قبلہ رُخ کھڑا ہو تو پہلے نیّت کرکے ہاتھوں کو کانوں تک اٹھا کر تکبیر تحریمہ کہے۔ پھر ثنا، تعوّذ اور تسمیہ پڑھ کر قرأۃ کرے۔ پہلے سورۃ فاتحہ پڑھے پھر آمین آہستہ کہہ کر بسم اللہ پڑھ کر کوئی سورۃ یا ایک لمبی آیت یا تین چھوٹی آیتیں پڑھے۔ قرأۃ ختم کرکے رکوع کرے۔ رکوع میں تین بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم کہے پھر سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہتا ہوا سیدھا کھڑا ہو کر رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ کہے اور پھر سجدہ کرے اور تین بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی، کہہ کر جلسہ کرے اور پھر اسی طرح دوسرا سجدہ کرکے دوسری رکعت کے لیے کھڑا ہو جائے، دوسری رکعت کو بسم اللہ پڑھ کر سورۃ فاتحہ سے شروع کرے اور پہلی رکعت کی طرح مکمل کرکے قعدہ کرے۔ قعدہ میں "التحیات" پڑھے اگر نماز دو رکعت ہے۔ تو التحیات کے بعد درود شریف پڑھ کر دعا پڑھے۔ اور پہلے دائیں پھر بائیں سلام پھیرے۔ اور اگر نماز دو سے زیادہ رکعت والی ہے تو "التحیات" پڑھ کر کھڑا ہو جائے۔ درود شریف نہ پڑھے۔ نماز مکمل کرکے آخری قعدہ میں درود اور دعا پڑھ کر سلام پھیرے۔

مسئلہ | نماز نفل اور سنن غیر مؤکدہ ہر دو رکعت مستقل نماز ہے۔ لہٰذا دو رکعتوں کے بعد قعدہ میں درود شریف اور دعا پڑھ کر تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو۔ تیسری رکعت کو ثنا سے شروع کرے تو بہتر ہے۔

مسئلہ اس سلسلہ میں سنن مؤکدہ، اور واجب نمازوں کا حکم فرض نمازوں کی طرح ہے۔

تفصیل جب نمازی بدن وجسم کی طہارت وضوء، غسل یا تیمم کے ساتھ کرلے۔ اور لباس اس کا پاک ہو۔ جگہ جہاں نماز پڑھے گا وہ بھی پاک ہو۔ قبلہ کا رُخ بھی متعین کرے، اور نماز کا وقت بھی آجائے اور پھر رکعات فرض کا تعین کرنا بھی ضروری ہے۔ اگر امام کے پیچھے پڑھنا ہے۔ تو اُس کی اقتدا کا خیال کرنا بھی ضروری ہے۔ اور نماز کی نیت کرنا یعنی دل سے عقد وارادہ کرنا ہی نیت ہے۔ اگر زبان سے نیت کے الفاظ کہے تو عام آدمی کے لیے یہ بھی درست ہے۔ بشرطیکہ ان الفاظ کے کہنے کو ضروری نہ خیال کرے بلکہ محض اپنے دل کے سکون واطمینان کے لیے۔ ورنہ بدعت میں داخل ہوگا۔ ان تمام باتوں کا لحاظ کرتے ہوئے۔

تکبیر تحریمہ سب سے پہلے نمازی تکبیر تحریمہ کہے۔ یہ شرط ہے۔ اور بعض فقہائے کرام کے نزدیک رکن اور فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّىٰ ﴿۱۵﴾ (الاعلیٰ پ ۳۰) اور یاد کیا اس نے اپنے رب کا نام اور پھر نماز پڑھی۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تکبیر تحریمہ کے متعلق یہ تعلیم دی ہے۔

وَتَحْرِيمُهَا التَّكْبِيرُ کہ نماز کا تحریمہ یعنی نماز میں داخل ہونا اس کا شروع کرنا تکبیر سے ہوتا ہے۔

(ترمذی صـ۲ـ، ابو داؤد صـ۹۱ـ)

چنانچہ امام ترمذیؒ کہتے ہیں کہ

اِنَّ تَحْرِيمَ الصَّلٰوةِ التَّكْبِيرُ وَلَا يَكُوْنُ الرَّجُلُ دَاخِلًا فِي الصَّلٰوةِ اِلَّا بِالتَّكْبِيرِ۔ (ترمذی صـ۶۲ـ)

بے شک نماز کا تحریمہ تکبیر ہے اور کوئی شخص بغیر تکبیر کے ہوئے نماز میں داخل نہیں ہوسکتا۔

امام ترمذیؒ کہتے ہیں کہ ائمہ کرام مثلاً سفیان ثوریؒ۔ عبداللہ بن مبارکؒ۔ امام شافعیؒ۔ امام احمدؒ، اسحٰق بن راہویہؒ (اور حضرت امام ابوحنیفہؒ) کا بھی یہی مسلک ہے۔

مسئلہ تکبیر تحریمہ میں اگر بلا عذر قیام کو ترک کرے گا تو تحریمہ درست نہیں ہوگی (شرح نقایہ صـ۶۷ـ ج۱)

مسئلہ تکبیر تحریمہ کے لیے سب سے بہتر الفاظ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ہیں۔ جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل رہا ہے۔

مسئلہ اگر بجائے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کے اَللّٰہُ اَجَلُّ اَللّٰہُ اَعْظَمُ یا اَلرَّحْمٰنُ اَکْبَرُ یا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا تو پھر بھی تحریمہ درست ہوگی۔ (یعنی ہر ایسا لفظ جسمیں محض خالص اللہ تعالیٰ کی تعظیم ہو۔
(جامع صغیر ص۱۴، ہدایہ ج۱ ص۶۴، شرح نقایہ ج۱ ص۶۲)

مسئلہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کے ہمزہ کی مد (آللّٰہُ اَکْبَرُ) سے تحریمہ درست نہیں ہوگی لہذا نماز نہیں ہوگی (شرح نقایہ ج۱ ص۷۱)

مسائل تحریمہ

رفع یدین عند الافتتاح (بالاتفاق سب محدثین کے نزدیک) سنت ہے۔
(ہدایہ ج۱ ص۶۴، کبیری ص۲۹۸ و ص۳۰۰)

مسئلہ تکبیر تحریمہ کے ساتھ دونوں ہاتھ اٹھائے (ہدایہ ج۱ ص۶۴، شرح نقایہ ج۱ ص۷۱، کبیری ص۲۹۸

اس سلسلہ میں چند اقوال ہیں

۱۔ تکبیر اور رفع یدین دونوں ایک ساتھ ہوں، جیسا کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے کہا ہے کہ اکثر احادیث میں آیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر کے ساتھ ہی ہاتھ اٹھاتے تھے ( )
امام ابویوسفؒ، امام طحاویؒ۔ قاضی خانؒ اور احناف کی ایک جماعت کا یہی مسلک ہے (کبیری ص۲۹۸)

۲۔ پہلے رفع یدین ہو۔ پھر اس کے بعد تکبیر ہو۔ اور یہ امام ابوحنیفہؒ، امام محمدؒ اور عامۃ المشائخ کا مذہب ہے اور ہدایہ میں اس کو اصح کہا ہے (ہدایہ ج۱ ص۶۴)

۳۔ امام ابن ہمامؒ نے ایک تیسرا قول بھی ذکر کیا ہے۔ کہ پہلے تکبیر ہو پھر رفع یدین۔

وجہ تطبیق یہ ہے۔ کہ ممکن ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اوقات مختلفہ میں یہ سب مختلف صورتیں ثابت ہوں۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ (فتح القدیر ج۱ ص۱۹۸)

مسئلہ رفع یدین میں غیر کی کبریائی کی نفی اور تکبیر میں اللہ تعالیٰ کی بڑائی کا اثبات ہے جیسا کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ میں ہے۔ (کبیری ص۲۹۸)

مسئلہ تکبیر تحریمہ میں رفع یدین کے وقت ہاتھوں کی ہتھیلیوں کا رخ قبلہ کی طرف ہو۔ (کبیری ص۳۰۰)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعًا اِذَا اسْتَفْتَحَ اَحَدُکُمْ فَلْیَرْفَعْ یَدَیْہِ وَلْیَسْتَقْبِلْ بِبَاطِنِهِمَا الْقِبْلَةَ	حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص نماز شروع کرتا ہے تو اس کو چاہیئے کہ اپنے

فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی اَمَامَهٗ (کنز العمال ص۳۰۶ ج۷ بحوالہ طبرانی فی الاوسط وبیہقی ج۲ ص۲ وقال ضعیف وکذا مجمع الزوائد ص۱۰۲ ج۲) | دونوں ہاتھ اٹھائے اور ان کے ہتھیلی والے حصہ کو قبلہ رخ کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی خاص توجہ اس کے سامنے ہوتی ہے۔

مسئلہ تحریمہ میں رفع یدین کے وقت ہاتھوں کی انگلیوں کو پھیلائے (کبیری ص۳۰۰)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَبَّرَ لِلصَّلٰوةِ نَشَرَ اَصَابِعَهٗ (ترمذی ص۶۲، بیہقی ص۲۷ ج۲، صحیح ابن حبان ص۱۹۵ ج۳)

حضرت ابوہریرۃ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لیے تکبیر کہتے تھے تو اپنی انگلیوں کو پھیلا دیتے تھے۔

مسئلہ تکبیر تحریمہ میں مرد ہاتھوں کے انگوٹھے کانوں کی لو تک اٹھائے (ہدایہ ص۶۴ ج۱، کبیری ص۳۰۰)

۱۔ عَنْ اَنَسٍ رضؓ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ كَبَّرَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِیَ بِاِبْهَامَيْهِ اُذُنَيْهِ ثُمَّ يَقُوْلُ سُبْحَانَكَ الخ (دارقطنی ص۳۰۰ ج۱) رواتهٗ كُلُّهُمْ ثِقَاتٌ كَذَا فِیْ نصب الرایہ ص۳۱۱ ج۱)

حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تھے تو تکبیر کہتے تھے اور دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے یہاں تک کہ انگوٹھوں کو کانوں کے برابر کرتے تھے۔ پھر سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ الخ پڑھتے۔

۲۔ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ فَقُلْتُ لَاَنْظُرَنَّ اِلٰى صَلٰوةِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَكَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى رَاَيْتُ اِبْهَامَيْهِ قَرِيْبًا مِّنْ اُذُنَيْهِ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۳۴ ج۱ وبیہقی ص۲۸ ج۲)

حضرت وائل بن حجر رضؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں مدینہ میں آیا اور میں نے یہ کہا کہ میں ضرور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز دیکھوں گا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نماز کی ابتدا کی تو آپ نے پہلے تکبیر کہی اور دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے یہاں تک کہ میں نے آپ کے دونوں انگوٹھوں کو آپ کے دونوں کانوں کے قریب دیکھا۔

۳۔ عَنْ وَائِلٍ اَنَّهٗ رَاَى النَّبِیَّ

حضرت وائل کہتے ہیں کہ انہوں نے آنحضرت صلی

صلی اللہ علیہ وسلم اذا افتتح الصلوٰۃ رفع یدیہ حتی تکاد ابہاماہ تحاذی شحمۃ اذنیہ (نسائی ص ۱۴۱ ج ۱)

اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب آپ نماز شروع کرتے تھے تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے یہاں تک کہ قریب تھا آپ کے دونوں انگوٹھے آپ کے دونوں کانوں مبارک کی لو تک برابر ہو جاتے۔

مسئلہ ہاتھوں کو کندھوں کے برابر اٹھانا بھی درست ہے۔ لیکن بہتر انگوٹھوں کو کانوں کے برابر اٹھانا ہے۔ (حدیث میں حذو منکبیہ (یعنی کندھے کے برابر) اور حیال اذنیہ (یعنی کانوں کے برابر) دونوں طرح آتا ہے۔

قال ابو حمید فی اصحابہ رفع النبی صلی اللہ علیہ وسلم حذو منکبیہ۔ (بخاری ص ۱۰۲ ج ۱، ص ۱۱۳)

حضرت ابو حمید رض نے اپنے ساتھیوں کے سامنے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں ہاتھ اٹھائے تھے کندھوں کے برابر

حضرت امام ابن ہمامؒ فرماتے ہیں کہ کلائیوں کو مونڈھوں کے برابر کرنے سے انگوٹھے کانوں کے برابر ہو جاتے ہیں (فتح القدیر ص ۱۹۸ ج ۱)

امام ابن ہمامؒ کے قول کی تائید حضرت وائل بن حجر رض کی اس روایت سے بھی ہوتی ہے۔

عن وائل رض انہ ابصر النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین قام الی الصلوٰۃ رفع یدیہ حتی کانتا بحیال منکبیہ وحاذی بابہامیہ اذنیہ ثم کبر (ابوداؤد ص ۱۰۵ ج ۱)

حضرت وائل رض سے روایت ہے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب آپ نماز کے لیے کھڑے ہوئے تو اپنے ہاتھوں کو کندھوں کے برابر اٹھایا اور آپ کے دونوں انگوٹھے کانوں کے برابر ہو گئے۔ پھر آپ نے تکبیر کہی۔

مسئلہ سردی کے موسم میں اگر ہاتھ کپڑے کے اندر ہوں تو صدر و کتف (سینہ اور کندھے) تک بھی ہاتھ اٹھانے کی گنجائش ہے۔

عن وائل بن حجر قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین افتتح الصلوٰۃ رفع یدیہ

حضرت وائل بن حجر رض کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب آپ نے نماز شروع کی تو دونوں ہاتھ کانوں کے برابر اٹھائے۔

حِیَالَ اُذُنَیْہِ قَالَ ثُمَّ اَتَیْتُھُمْ فَرَاَیْتُھُمْ یَرْفَعُوْنَ اَیْدِیَھُمْ اِلٰی صُدُوْرِھِمْ فِیْ اِفْتِتَاحِ الصَّلٰوۃِ وَعَلَیْھِمْ بَرَانِسُ وَاَکْسِیَۃٌ

پھر میں دوسری مرتبہ موقعہ پر آیا تو میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کو دیکھا وہ اپنے ہاتھوں کو نماز کے شروع میں سینوں تک اٹھاتے تھے۔ اور انہوں نے لمبی ٹوپیاں اور کمبل اور چادریں اوڑھی ہوئی تھیں۔

(ابوداؤد ص۱۰۵ ج۱، بیہقی ص۲۸ ج۲)

حضرت وائل بن حجرؓ کا دوبارہ آنا سردی کے موسم میں تھا۔ جیسا کہ عاصم بن کلیبؒ کی سند میں حضرت وائلؓ سے دوسری روایت ہے۔

ثُمَّ جِئْتُ بَعْدَ ذٰلِكَ فِیْ زَمَانٍ فِیْهِ بَرْدٌ شَدِیْدٌ فَرَاَیْتُ النَّاسَ عَلَیْھِمْ جُلُّ الثِّیَابِ تَحَرَّكُ اَیْدِیْھِمْ تَحْتَ الثِّیَابِ۔

پھر میں اس کے بعد سخت سردی کے زمانہ میں آیا تو میں نے دیکھا کہ لوگوں نے موٹے موٹے کپڑے اوڑھے ہوئے ہیں اور کپڑوں کے نیچے ہی ان کے ہاتھ حرکت کرتے ہیں۔

(ابوداؤد ص۱۰۵ ج۱ ومعناہ ص۱۰۶ ج۱)

مسئلہ ہاتھوں کو اٹھاتے وقت چادر وغیرہ سے باہر نکالنا مستحب ہے۔ اگرچہ چادر کے اندر بھی اٹھانا درست ہے۔ (کبیری ص۲۹۸)

مسئلہ عورت کے لیے بہتر ہے کہ کندھے تک ہی ہاتھ اٹھائے۔ کیونکہ یہ اس کے لیے زیادہ استر (پردہ پوشی کا ذریعہ) ہے اگرچہ کان تک بھی عورت کا ہاتھ اٹھانا جائز ہے۔

(ہدایہ ص۶۴ ج۱، کبیری ص۳۰۰، شرح نقایہ ص۷۲ ج۱)

۱۔ عَنْ حَمَّادٍ اَنَّهٗ یَقُوْلُ فِی الْمَرْاَۃِ اِذَا اسْتَفْتَحَتِ الصَّلٰوۃَ تَرْفَعُ یَدَیْھَا اِلٰی ثَدْیَیْھَا (مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۳۹ ج۱)

حضرت حمادؒ کہتے ہیں کہ جب عورت نماز شروع کرتی ہے۔ تو وہ اپنے ہاتھ چھاتی تک اٹھائے۔

۲۔ عَنْ عَبْدِ رَبِّهٖ بْنِ زَیْتُوْنَ قَالَ رَاَیْتُ اُمَّ الدَّرْدَاءِ تَرْفَعُ كَفَّیْھَا حَذْوَ مَنْكِبَیْھَا حِیْنَ تَفْتَتِحُ الصَّلٰوۃَ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۳۹ ج۱)

حضرت عبد ربہ بن زیتونؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ام درداءؓ (صحابیہ) کو دیکھا ہے۔ نماز شروع کرتے وقت وہ اپنے ہاتھ کندھوں کے برابر اٹھاتی تھی۔

۳۔ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ تَرْفَعُ يَدَيْهَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهَا (مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۳۹ ج۱)

امام زہریؒ سے بھی اسی طرح منقول ہے کہ عورت ہاتھ کندھوں کے برابر اٹھائے۔

۴۔ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ قُلْتُ لِعَطَاءٍ تُشِيْرُ الْمَرْأَةُ بِيَدَيْهَا بِالتَّكْبِيْرِ كَالرَّجُلِ قَالَ لَا تَرْفَعُ يَدَيْهَا كَالرَّجُلِ وَاَشَارَ فَخَفَضَ يَدَيْهِ جِدًّا وَجَمَعَهُمَا جِدًّا وَقَالَ اِنَّ لِلْمَرْأَةِ هَيْئَةً لَيْسَتْ لِلرَّجُلِ وَاِنْ تَرَكَتْ ذٰلِكَ فَلَا حَرَجَ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۳۹ ج۱)

حضرت ابن جریجؒ کہتے ہیں' میں نے حضرت عطاءؒ سے کہا' کیا عورت بھی تکبیر کے وقت اپنے ہاتھ اسی طرح اٹھائے جس طرح مرد اٹھاتے ہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ وہ اس طرح اپنے ہاتھ نہ اٹھائے اور پھر انہوں نے اپنے ہاتھوں کو پست کیا اور اکٹھا کیا اور بتلایا کہ اس طرح عورت ہاتھ اٹھائے اور پھر کہا کہ عورت کے لیے نماز میں ایسی ہیئت ہے جو مرد کے لیے نہیں۔ اور اگر وہ اس کی پابندی نہ کرے تو کوئی حرج نہیں

(یعنی عورت کے لیے ایسا کرنا مستحب اور بہتر ہے)

۵۔ صاحب کنز العمال نے حضرت وائل بن حجرؓ کی روایت میں بحوالہ طبرانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا۔

اِذَا صَلَّيْتَ فَاجْعَلْ يَدَيْكَ حِذَاءَ اُذُنَيْكَ وَالْمَرْأَةُ تَجْعَلُ يَدَيْهَا حِذَاءَ ثَدْيَيْهَا (کنز العمال ص۳۰۷ ج۷)

کہ جب تم نماز پڑھو تو ہاتھوں کو کانوں کے برابر اٹھاؤ اور عورت اپنے ہاتھوں کو چھاتی کے برابر اٹھائے۔

نماز میں ہاتھ باندھنا

رفع یدین کے بعد دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھ لے اور باندھ لے۔

(ہدایہ ص۶۵ کبیری ص۳۰۰)

نماز میں ہاتھ باندھنے کا طریقہ

ہاتھ باندھنے کا طریقہ یہ ہے۔ کہ بائیں ہاتھ کی کلائی کو دائیں ہاتھ کی چھنگلی اور انگوٹھے سے پکڑے اور باقی انگلیوں کو پھیلائے

(شرح نقایہ ص۷۲ ج۱ کبیری ص۳۰۱)

۱۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ كَانَ النَّاسُ يُؤْمَرُوْنَ اَنْ يَضَعَ الرَّجُلُ

حضرت سہل بن سعدؓ کہتے ہیں لوگوں کو حکم دیا جاتا تھا کہ وہ نماز میں اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں کلائی

الْيَدَ الْيُمْنٰى عَلٰى ذِرَاعِهِ الْيُسْرٰى فِي الصَّلٰوةِ ۔ (بخاری ص ۱۰۲ ج ۱)

پر رکھیں

۲- عَنْ جَابِرٍ رض قَالَ مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِرَجُلٍ وَهُوَ يُصَلِّيْ قَدْ وَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرٰى عَلَى الْيُمْنٰى فَانْتَزَعَهَا وَوَضَعَ عَلَى الْيُسْرٰى (مجمع الزوائد ص ۱۰۴ ج ۲ بحوالہ الطبرانی وقال رجالہ الصحیح، مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۹۱ ج ۱)

حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے پاس گذرے وہ نماز پڑھ رہا تھا۔ اس نے اپنا بایاں ہاتھ دائیں ہاتھ پر رکھا ہوا تھا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو زور سے ہٹا کر بائیں ہاتھ کے اوپر رکھا۔

۳- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ اِنَّا مَعْشَرَ الْاَنْبِيَاءِ اُمِرْنَا بِتَعْجِيْلِ فِطْرِنَا وَتَاْخِيْرِ سُحُوْرِنَا وَاَنْ نَّضَعَ اَيْمَانَنَا عَلٰى شَمَائِلِنَا فِي الصَّلٰوةِ

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں، میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے ’ہم نبیوں کا گروہ ہیں، ہم کو حکم دیا گیا ہے کہ ہم افطار جلدی کریں۔ اور سحری تاخیر سے، اور یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ ہم دائیں ہاتھوں کو بائیں ہاتھوں پر رکھیں نماز میں۔

(مجمع الزوائد ص ۱۰۵ ج ۲ بحوالہ الطبرانی وقال رجالہ رجال الصحیح، وصحیح ابن حبان ص ۱۵۶ ج ۳)

۴- عَنْ عَلِيٍّ قَالَ اِنَّ مِنَ السُّنَّةِ فِي الصَّلٰوةِ وَضْعُ الْاَكُفِّ عَلَى الْاَكُفِّ تَحْتَ السُّرَّةِ ۔ (مسند احمد ص ۱۱۰ ج ۱، مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۹۱ ج ۱)

حضرت علیؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ بیشک سنت میں سے ہے (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مراد ہے) نماز میں ہاتھوں کو دوسرے ہاتھوں پر (دائیں کو بائیں پر) ناف کے نیچے رکھیں۔

۵- عَنْ قَبِيْصَةَ بْنِ هُلْبٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَؤُمُّنَا فَيَاْخُذُ شِمَالَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ۔ (ترمذی ص ۳۴، ابن ماجہ ص ۵۸)

حضرت قبیصہ بن ہلبؓ اپنے والدؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو نماز پڑھاتے تھے تو اپنے دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کو پکڑتے تھے۔

۶- وَوَضَعَ عَلِيٌّ كَفَّهٗ عَلٰى رُسْغِهِ الْاَيْسَرِ (بخاری ۔ ۱۰۵)

اور حضرت علیؓ نے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کے گٹے پر رکھ کر

نماز میں ہاتھ رکھنے کا مقام ہاتھ زیر ناف باندھیں (ہدایہ ص ۶۵ ج ۱، شرح نقایہ ص ۳۴ ج ۱، کبیری ص ۳۰۰)

۱۔ محدث ابن ابی شیبہؒ جو امام بخاریؒ، و امام مسلمؒ کے استاذ ہیں وہ حضرت وکیعؒ سے اور وہ موسیٰ بن عمیرؒ سے وہ علقمہ بن وائلؒ سے وہ اپنے والد حضرت وائل بن حجرؓ سے روایت کرتے ہیں

رَأَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَضَعُ یَمِیْنَہٗ عَلٰی شِمَالِہٖ تَحْتَ السُّرَّۃِ۔

میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے نماز میں اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر زیر ناف رکھا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۹۰ ج ۱ طبع کراچی، آثار السنن ص ۶۹ ج ۱ وقال اسنادہ صحیح)

۲۔ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ مِنْ سُنَّۃِ الصَّلٰوۃِ وَضْعُ الْاَیْدِیْ عَلَی الْاَیْدِیْ تَحْتَ السُّرَرِ (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۹۱ ج ۱، مسند احمد ص ۱۱۰ ج ۱)

حضرت علیؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ نماز کی سنّت میں سے ہے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا۔

۳۔ اَلْحَجَّاجُ بْنُ حَسَّانٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا مِجْلَزٍ اَوْ سَاَلْتُہٗ قَالَ قُلْتُ کَیْفَ یَصْنَعُ — قَالَ یَضَعُ بَاطِنَ کَفِّ یَمِیْنِہٖ عَلٰی ظَاہِرِ کَفِّ شِمَالِہٖ وَیَجْعَلُھَا اَسْفَلَ مِنَ السُّرَّۃِ۔

حضرت حجاج بن حسان رح کہتے ہیں کہ میں نے ابو مجلزؒ سے سنا۔ یا دریافت کیا کہ نمازی ہاتھ کس طرح رکھے؟ تو انہوں نے کہا اپنے دائیں ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کے بیرونی حصہ پر رکھے اور اس کو ناف سے نیچے رکھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۹۱ ج ۱ و آثار السنن ص ۷۱ ج ۱ وقال اسنادہ صحیح)

۴۔ عَنْ اِبْرَاھِیْمَ قَالَ یَضَعُ یَمِیْنَہٗ عَلٰی شِمَالِہٖ فِی الصَّلٰوۃِ تَحْتَ السُّرَّۃِ

حضرت ابراہیم نخعیؒ نے کہا کہ اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۹۰ ج ۱ و آثار السنن ص ۷۱ ج ۱ قال اسنادہ حسنٌ)

۵۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ وَضْعُ الْکَفِّ عَلَی الْکَفِّ فِی الصَّلٰوۃِ تَحْتَ السُّرَّۃِ۔ (الجوہر النقی علی البیہقی ص ۳۱ ج ۲ بحوالہ ابن حزم)

حضرت ابوہریرہؓ نے کہا کہ ہاتھ کو ہاتھ پر نماز میں ناف کے نیچے رکھا جائے۔

۶۔ عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ ثَلَاثٌ مِّنْ اَخْلَاقِ النُّبُوَّۃِ تَعْجِیْلُ الْاِفْطَارِ وَتَاْخِیْرُ

حضرت انسؓ نے کہا ہے کہ تین باتیں نبوت کے اخلاق میں سے ہیں۔ روزہ کی افطار میں جلدی کرنا۔

السُّحُوْرِ وَوَضْعُ الْيَدِ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى فِي الصَّلٰوةِ تَحْتَ السُّرَّةِ۔ (الجوہر النقی علی البیہقی صہ ۳۲ ج ۲ بحوالہ ابن حزم)

اور سحری میں تاخیر کرنا اور دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر نماز میں ناف کے نیچے رکھنا۔

نوٹ ناف کے نیچے ہاتھ باندھے یا ناف کے اوپر یا سینہ پر۔ اس بارہ میں سب مرفوع روایات درجہ دوم اور سوم کی ہیں۔ یا ضعاف ہیں۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رح ناف سے نیچے ہاتھ باندھنے کو زیادہ اقرب الی التعظیم خیال کرتے ہیں۔ اور روایات کے اعتبار سے بھی ان روایتوں کو راجح قرار دیتے ہیں۔ یہ مسئلہ بھی ترجیح سے تعلق رکھتا ہے۔

مسئلہ عورت کے لیے دائیں ہتھیلی کو بائیں ہتھیلی کے اوپر سینہ پر رکھنا زیادہ استر ہے۔

(شرح نقایہ صہ ۴۳ ج ۱، کبیری صہ ۳۰۱)

استاذ العلماء حضرت مولانا عبدالحی لکھنوی رح لکھتے ہیں۔

وَاَمَّا فِيْ حَقِّ النِّسَآءِ فَاتَّفَقُوْا عَلٰى اَنَّ السُّنَّةَ لَهُنَّ وَضْعُ الْيَدَيْنِ عَلَى الصَّدْرِ۔ (السعایہ صہ ۱۵۶ ج ۲)

بہر حال علماء کا اتفاق ہے کہ عورتوں کے حق میں سنت یہ ہے کہ وہ ہاتھ نماز میں سینے پر رکھیں۔

امام بیہقی رح کہتے ہیں " جامع بات اس سلسلہ (کہ عورت کے احکام نماز مرد کے احکام سے الگ ہیں) میں ستر اور پردہ پوشی کی طرف راجع ہے۔ اس لیے کہ عورت مامور ہے۔ ہر اس چیز کے ساتھ جس میں اس کے لیے پردہ زیادہ ہے۔ وہی بات اس کے حق میں بہتر ہوگی۔ رکوع اور سجدہ میں بھی یہی بات (ستر) پیش نظر ہے۔ چنانچہ امام بیہقی رح نے اس بارہ میں جو باب قائم کیا ہے۔ وہ یہ ہے۔

" مستحب ہے عورت کے لیے کہ وہ بازوؤں کو پہلوؤں سے دور نہ رکھے رکوع اور سجود میں "

پھر امام بیہقی رح کہتے ہیں، حضرت امام ابراہیم نخعی رح کہتے تھے ' عورت کو حکم دیا جاتا تھا کہ جب وہ سجدہ کرے تو اپنے پیٹ کو اپنی رانوں کے ساتھ چپکا کر رکھے۔ اور ساتھ ملائے تاکہ اس کے سرین اوپر نہ اٹھیں اور اپنے بازوؤں کو پہلوؤں سے دور نہ رکھے جس طرح مرد رکھتے ہیں۔ (سنن الکبری صہ ۲۲۲ ج ۲)

" حضرت عبداللہ بن عمر رض سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب عورت نماز میں بیٹھتی ہے تو وہ اپنی ایک ران کو دوسری ران پر رکھدے (تورک اختیار کرے)

اور جب وہ سجدہ کرتی ہے تو اپنے پیٹ کو رانوں کے ساتھ ملالے۔ یہ اس کے لیے زیادہ ستر کا باعث ہوگا۔ اور بے شک اللہ تعالیٰ کی اس کی طرف ایسی حالت میں نگاہ رحمت ہوتی ہے اور وہ اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے۔ کہ اے میرے ملائکہ تم گواہ بن جاؤ میں نے اس عورت کو بخش دیا ہے۔"

(سنن الکبریٰ ص۲۲۳ ج۲)

ان تمام امور میں عورت کے لیے ستر کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ تو ایسے ہی ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھانے اور سینہ پر رکھنے میں بھی ستر ہی ملحوظ ہے

مسئلہ دونوں پاؤں کے درمیان تقریباً چار انگلیوں کا فاصلہ ہو۔

استاذ العلماء حضرت مولانا عبدالحی لکھنوی لکھتے ہیں۔

یَسْتَحِبُّ اَنْ یَّکُوْنَ بَیْنَ الرِّجْلَیْنِ عِنْدَ الْقِیَامِ مِقْدَارَ اَرْبَعَةِ اَصَابِعَ کَمَا فِی الْبَزَّازِیَّةِ وَغَیْرِهَا لِکَوْنِهٖ اَقْرَبُ اِلَی الْخُشُوْعِ۔ (السعایہ ص۱۵۴)

مستحب ہے کہ قیام کے وقت دونوں پاؤں کے درمیان تقریباً چار انگلیوں کا فاصلہ ہو۔ جیسا کہ فتاویٰ بزازیہ اور دیگر کتب میں موجود ہے۔ اور یہ نماز میں خشوع کے زیادہ قریب ہے۔

مسئلہ جماعت میں الصاق الکعب سے ٹخنوں کو بالمقابل رکھنا مراد ہے۔ نہ کہ الصاق حقیقی۔

اس لیے کہ بخاری ص۱۰۰ ج۱ میں یلزق منکبہ کے ذکر کیا تھ وَقَدَمَهٗ بِقَدَمِهٖ اور مسند احمد ص۲۷۶ ج۴ میں یلزق کَعْبَهٗ بِکَعْبِ صَاحِبِهٖ وَرُکْبَتَهٗ بِرُکْبَتِهٖ وَمَنْکِبَهٗ بِمَنْکِبِهٖ اور ابوداؤد ص۹۷ ج۱ میں حاذوا بالاعناق کا بھی ذکر ہے

ثناء تکبیر تحریمہ کے بعد ثناء پڑھے (ہدایہ ص۶۶ ج۱ شرح نقایہ ص۳۰ ج۱ کبیری ص۳۰۱)

۱۔ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ حِیْنَ تَقُوْمُ (الطور پ۲۷) ۴۸

اور تسبیح بیان کریں آپ اپنے رب کی تعریف کے ساتھ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں۔

۲۔ عَنِ الْحَکِیْمِ بْنِ عُمَیْرِ الثُّمَالِیِّ مَرْفُوْعًا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوةِ فَارْفَعُوْا اَیْدِیَکُمْ وَلَا تُخَالِفُ اٰذَانَکُمْ ثُمَّ قُوْلُوْا اَللّٰهُ اَکْبَرُ سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی

حضرت حکیم بن عمیر الثمالی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہو تو اپنے ہاتھوں کو اٹھاؤ۔ لیکن کانوں سے اوپر نہ اٹھاؤ۔ پھر اللہ اکبر کہو اور سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ پڑھو۔ اور اگر تم صرف تکبیر پر اکتفا کرو تو نماز ہو جائیگی۔

جَدُّكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ وَاِنْ لَّمْ تَزِيْدُوْا

عَلَى التَّكْبِيْرِ اَجْزَاتْكُمْ (كنز العمال ج۲ ص۲۰۱ بحوالہ الطبرانی، شرح نقایہ ج۱ ص۷۴، نصب الرایہ ج۱ ص۳۱۲)

مسئلہ | ثناء کے لیے مختلف الفاظ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ الخ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ الخ اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ الخ وغیرہ احادیث میں آتے ہیں۔ ان میں سے جونسے الفاظ کے ساتھ ثناء کرے گا تو جائز اور درست ہے۔ البتہ بعض روایات میں ثناء کے الفاظ بہت طویل ہیں۔ جو فرائض میں مناسب نہیں، البتہ نوافل (تہجد وغیرہ) میں مناسب ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی بالعموم نوافل کے اندر ہی ان الفاظ سے ثناء کرتے تھے۔ فرائض میں جس قدر اختصار ہو مناسب ہے۔

۱۔ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم اَنَّهُ اِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ اُذُنَيْهِ يَقُوْلُ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ۔ (مجمع الزوائد ج۲ ص۱۰۷ بحوالہ الطبرانی فی الاوسط ورجالہ موثقون)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تھے تو تکبیر کہتے تھے پھر ہاتھ اٹھاتے تھے۔ یہاں تک کہ دونوں ہاتھ کانوں کے برابر کرتے تھے۔ پھر سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ الخ پڑھتے تھے۔

۲۔ عَنْ عَبْدَةَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِؓ كَانَ يَجْهَرُ بِهٰٓؤُلَآءِ الْكَلِمَاتِ يَقُوْلُ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ الخ (مسلم ج۱ ص۱۷۲)

حضرت عبدہؒ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطابؓ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ الخ (تعلیم کے لیے) بلند آواز سے پڑھتے تھے۔

۳۔ عَنْ عَائِشَةَؓ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ قَالَ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ (ترمذی ص۶۲، ابن ماجہ ص۵۸)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تھے تو سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ الخ پڑھتے تھے۔

۴۔ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کے وقت نماز کے لیے

إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلٰوةِ بِاللَّيْلِ كَبَّرَ ثُمَّ يَقُوْلُ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ ثُمَّ يَقُوْلُ اللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا ثُمَّ يَقُوْلُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ مِنْ هَمْزِهٖ وَنَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ (ترمذی ص۶۲)

کھڑے ہوتے تھے۔ تو تکبیر کے بعد ان کلمات سے ثنا کرتے تھے۔ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ پھر آپ کہتے اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا پھر آپ کہتے تھے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنْ هَمْزِهٖ وَنَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ (پناہ لیتا ہوں میں اللہ تعالے کے ساتھ جو سمیع و علیم ہے شیطان کے وسوسہ سے شیطان کے تکبر سے اور اس کے سحر و فساد سے)

۵۔ حضرت ابوہریرۃ رضی سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپ تکبیر اور قراءۃ کے درمیان کیا پڑھتے ہیں تو آپ نے فرمایا میں یہ دعا پڑھتا ہوں۔

اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اَللّٰهُمَّ نَقِّنِيْ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ (بخاری ص۱۰۳ ج۱، مسلم ص۲۱۹ ج۱)

اے اللہ میرے اور میری خطاؤں اور گناہوں کے درمیان مشرق و مغرب کی دوری ڈال دے۔ اور مجھکو گناہوں سے اس طرح پاک کر دے جس طرح سفید کپڑا میل کچیل سے صاف کیا جاتا ہے۔ میرے گناہوں کو پانی۔ برف اور اولوں سے دھو ڈال۔

۶۔ عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوْعًا قَالَتْ كَانَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ افْتَتَحَ صَلٰوتَهٗ اَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ وَاِسْرَافِيْلَ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ اِهْدِنِيْ لِمَا

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رض سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کے وقت اٹھتے تھے۔ اور نماز شروع کرتے تھے۔ تو یہ دعا پڑھتے تھے • اے اللہ جو رب ہے جبریل، میکائیل، اسرافیل علیہم السلام کا۔ اور جو موجد ہے آسمانوں اور زمین کا۔ اور جو جاننے والا ہے غیب اور شہادۃ (عالم غیر محسوسات اور محسوسات) کا۔ تو فیصلہ کرتا ہے۔ اپنے بندوں کے

اخْتُلِفَ فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِكَ إِنَّكَ تَهْدِي مَنْ تَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ

(مسلم ص۲۶۳/۱، نسائی ص۲۴۲/۱، ترمذی ص۴۹۳، ابن ماجہ ص۹۶)

۷- عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلٰوةِ قَالَ "وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَّمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ اللّٰهُمَّ أَنْتَ الْمَلِكُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ رَبِّي وَأَنَا عَبْدُكَ ظَلَمْتُ نَفْسِي وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِي فَاغْفِرْ لِي ذُنُوبِي جَمِيعًا إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ وَاهْدِنِي لِأَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ لَا يَهْدِي لِأَحْسَنِهَا إِلَّا أَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّي سَيِّئَهَا لَا يَصْرِفُ عَنِّي سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهُ فِي يَدَيْكَ وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ أَنَا بِكَ وَإِلَيْكَ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ

درمیان ان باتوں میں جن میں وہ آپس میں اختلاف کرتے ہیں۔ میری راہنمائی فرما اس بات میں جس میں اختلاف کیا گیا ہے اپنے حکم سے بے شک تو ہی ہدایت دیتا ہے جس کو چاہے سیدھے راستے کی طرف۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو کہتے "میں نے اپنا رخ اس ذات کی طرف کیا ہے۔ جو ارض وسما کے پیدا کرنے والی ہے اور میں حنیف ہوں اور شرک کرنے والوں میں نہیں، میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور موت اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ جو تمام جہان کا رب ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے اور میں فرمانبرداروں میں ہوں۔ اے اللہ تو ہی بادشاہ ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو میرا رب ہے اور میں تیرا بندہ ہوں، میں نے اپنی جان پر زیادتی کی ہے اور میں اعتراف کرتا ہوں اپنی تقصیر کا۔ بخش دے میری سب تقصیروں کو۔ تقصیروں کو تو ہی بخشنے والا ہے۔ اور اچھے اخلاق کی طرف میری راہنمائی فرما تو ہی اچھے اخلاق کیطرف راہنمائی کرنے والا ہے۔ اور مجھ سے برے اخلاق کو دور کر دے تو ہی برے اخلاق کو دور کرنے والا ہے میں تیرے سامنے حاضر ہوں اور تیرے حکم کی تعمیل میں اپنی سعادت سمجھتا ہوں۔ خیر سب تیرے ہاتھ میں ہے شر تیری طرف نہیں ہے تو برکت دینے والا اور

اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ (مسلم ص۲۶۳ ج۱، ابوداؤد ص۱۱۱ ج۱، ترمذی ص۴۹۲، نسائی ص۱۴۲ ج۱)

یعنی ہے میں تجھ سے بخشش طلب کرتا ہوں۔ اور تیرے سامنے توبہ کرتا ہوں۔

مسئلہ ابوداؤد اور نسائی کی روایت میں اَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ کی بجائے اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ہے۔ اور یہ علی سبیل الحکایت ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس امت میں سب سے پہلے اللہ تعالے کے فرمانبردار ہیں۔ اور مطلقاً بھی آپ اول المسلمین ہیں۔ اور جناب کی روح مبارک اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ہے۔ اور اس لیے بھی کہ آپ نے اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ کے جواب میں سب سے پہلے فرمانبرداری کا اظہار فرمایا تھا۔

۸۔ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ اَنَّهٗ رَاٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يُصَلِّیْ صَلٰوةً فَقَالَ اللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا اللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَاَصِيْلًا ثَلٰثًا اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ مِنْ نَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ وَهَمْزِهٖ (ابوداؤد ص۱۱۱ ج۱، ابن ماجہ ص۵۸، مسند احمد ص۸۳ ج۴)

حضرت جبیر بن مطعمؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ آپ ثنا کے وقت، یہ الفاظ پڑھتے تھے "اللہ تعالے ہی سب سے بڑا ہے، بہت بڑا ہے۔ اور سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں کثرت سے۔ اور اللہ تعالے کی ذات پاک ہے (یہ بڑائی، تنزیہہ اور تعریف اللہ تعالے کے لیے) صبح بھی ہے اور پچھلے پہر بھی۔ یہ کلمات آپ تین بار دھرتے تھے (دہرا کرتے تھے) اے اللہ میں تیری ذات کے ساتھ پناہ چاہتا ہوں شیطان کے تکبر اس کے سحر اور وسوسہ سے۔

مسئلہ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ تکبیر افتتاح سے پہلے کہنے کی کوئی قوی توجیہ نہیں خواہ نیت سے پہلے ہو یا بعد (شرح نقایہ ص۷۴ ج۱، کبیری ص۳۰۳)

اور شاہ عبدالعزیزؒ اور بعض دیگر فقہاء کرام نے فرمایا ہے کہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ تکبیر سے پہلے اگر کہہ لے تو کوئی حرج نہیں۔ (فتاویٰ عزیزی فارسی ص۱۲ ج۱)

مسئلہ فقہاء کرام فرماتے ہیں

وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ لَمْ يُذْكَرْ فِي الْمَشَاهِيْرِ

کہ جَلَّ ثَنَاؤُكَ کا لفظ مشہور روایات میں ذکر نہیں

فَلَا یَاْتِیْ فِی الْفَرَائِضِ (ہدایہ صفحہ ۶۶/۱) کیا گیا۔ لہذا فرائض میں یہ لفظ نہ پڑھا جائے۔

مسئلہ اللہ اکبر کہنے کے بعد ثناء پڑھے۔ اور جب امام قراءۃ بالجہر شروع کر دے۔ تو پھر ثناء نہ پڑھے (کبیری صفحہ ۳۰۴)

تعوّذ ثناء کے بعد تعوذ کرے یعنی اگر امام ہے یا منفرد ہے۔ تو اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ آہستہ آواز میں پڑھے۔ جیسا کہ احادیث میں آیا ہے (ہدایہ صفحہ ۹۶/۱، شرح نقایہ صفحہ ۷۲/۱، کبیری صفحہ ۳۰۳)

۱۔ فَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ﴿۹۸﴾ (النحل پ ۱۴)

پس جب تم قرآن پڑھو تو پہلے اللہ تعالےٰ کے ساتھ شیطان مردود سے پناہ پکڑو۔

۲۔ عَنْ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا دَخَلَ الصَّلٰوۃَ قَالَ اللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا ثَلٰثًا سُبْحَانَ اللّٰہِ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا ثَلٰثًا اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ مِنْ نَفْخِہٖ وَھَمْزِہٖ وَنَفْثِہٖ۔ (صحیح ابن حبان صفحہ ۲۰۳/۳، مسند احمد صفحہ ۸۰/۴، ابو داؤد صفحہ ۱۱۱/۱)

حضرت جبیر بن مطعمؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں داخل ہوتے تھے تو اللہ اکبر (اللہ سب سے بڑا ہے، بہت بڑا ہے) کہتے تھے۔ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا (سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں بہت زیادہ) تین بار کہتے۔ (سُبْحَانَ اللّٰہِ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا (اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے اس کے لیے صبح اور پچھلے پہر پاکی اور تنزیہ ہے) تین بار کہتے تھے۔ پھر اَعُوْذُ بِاللّٰہِ الخ یعنی میں اللہ تعالےٰ کی ذات کے ساتھ شیطان مردود سے پناہ چاہتا ہوں (شیطان کے تکبر، وسوسے اور سحر و فساد سے۔

۳۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رض اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم کَانَ یَقُوْلُ قَبْلَ الْقِرَاءَۃِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ (مصنف عبد الرزاق صفحہ ۸۶/۲)

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قراءت سے پہلے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ الخ پڑھتے تھے۔

۴۔ عَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ افْتَتَحَ عُمَرُ الصَّلٰوۃَ ثُمَّ کَبَّرَ ثُمَّ قَالَ

حضرت اسودؒ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے نماز شروع کی تو تکبیر کہی اور پھر یہ ثنائیہ کلمات کہے: پاک ہے تیری

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۳۷ ج۱)

ذات اے اللہ اور ہم تیری تعریف کرتے ہیں۔ اور بابرکت ہے تیرا نام پاک۔ اور بلند ہے تیری عظمت وبڑائی۔ اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں پھر اعوذ باللہ پڑھتے تھے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ میں شیطان مردود سے پناہ چاہتا ہوں۔

تسمیہ اس کے بعد بسم اللہ پڑھے (امام اور منفرد) آہستہ آواز سے کہے۔ (ہدایہ ص۹۶ ج۱، شرح نقایہ ص۷۴ ج۱، کبیری ص۳۰۶) جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے منقول ہے

اَنَّهٗ كَانَ يُخْفِيْ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَالْاِسْتِعَاذَةَ وَرَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۱۱ ج۱)

کہ وہ "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" اور اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اور رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کو آہستہ پڑھتے تھے۔

مسئلہ بسم اللہ چونکہ سورۃ فاتحہ کا جز نہیں ہے لہٰذا امام اپنی قراءت کو الحمد للہ سے جہر کرے۔

۱۔ حضرت ابوہریرۃ رض کہتے ہیں۔

اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى قَسَمْتُ الصَّلٰوةَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ عَبْدِيْ نِصْفَيْنِ وَلِعَبْدِيْ مَا سَأَلَ فَاِذَا قَالَ الْعَبْدُ "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ" قَالَ اللّٰهُ حَمِدَنِيْ عَبْدِيْ وَاِذَا قَالَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَثْنٰى عَلَيَّ عَبْدِيْ وَاِذَا قَالَ "مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ" قَالَ مَجَّدَنِيْ عَبْدِيْ وَاِذَا قَالَ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ" قَالَ

میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان نصف نصف تقسیم کیا ہے۔ اور میرے بندے کے لیے وہ ہوگا۔ جو وہ مانگے گا۔ پس جب بندہ (نماز میں سورۃ فاتحہ پڑھتا ہے اور وہ) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ کہتا ہے (سورۃ کی ابتدا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ سے ہوئی ہے بسم اللہ اس کا جزو نہیں) تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندہ نے میری تعریف کی ہے۔ اور جب بندہ الرحمن الرحیم کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندہ نے میری ثنا بیان کی ہے اور جب بندہ کہتا ہے مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ

هٰذَا بَيْنِيْ وَبَيْنَ عَبْدِيْ وَلِعَبْدِيْ مَا سَأَلَ فَإِذَا قَالَ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ قَالَ هٰذَا لِعَبْدِيْ وَلِعَبْدِيْ مَا سَأَلَ (مسلم ج۱)

تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندہ نے میری بزرگی اور عظمت بیان کی ہے۔ اور جب بندہ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ میرے اور میرے بندہ کے درمیان ہے (یعنی عبادت میرا حق ہے اور مدد طلب کرنا بندہ کا حق ہے) اور میرے بندہ کے لیے وہ ہوگا جو وہ مانگے گا۔ اور جب بندہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ تا وَلَا الضَّآلِّيْنَ پڑھتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یہ میرے بندہ کے لیے ہے۔ اور میرے بندہ کے لیے وہ ہے جو وہ مانگے گا۔ (صراط مستقیم کا طلب کرنا، مغضوب اور ضالین کے راستے سے بچنے کی درخواست کرنا یہ بندہ کا حق ہے اور راہ راست دکھانا اور مغضوبین اور ضالین کے راستے سے بچانا یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔)

حضرت شیخ ابراہیم حلبیؒ لکھتے ہیں۔

وَلَا شَكَّ اَنَّ الْمُرَادَ بِالصَّلٰوةِ الْفَاتِحَةُ لِاَنَّ الْمَقْسُوْمَ بِهَا فَسَّرَ (اِلٰى اَنْ قَالَ) فَالْبِدَاءَةُ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ دَلِيْلٌ عَلٰى اَنَّ التَّسْمِيَةَ لَيْسَتْ مِنَ الْفَاتِحَةِ وَاَنَّهَا سَبْعُ اٰيَاتٍ بِدُوْنِهَا حَيْثُ جَعَلَ الْوُسْطٰى وَهِيَ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ بَيْنَهُ سُبْحَانَهٗ وَبَيْنَ عَبْدِهٖ وَالثَّلٰثُ قَبْلَهَا لَهٗ تَعَالٰى وَالثَّلٰثُ بَعْدَهَا لِعَبْدِهٖ فَقَطْ (کبری ص۲۰۳)

اور اس میں شک نہیں کہ صلوٰۃ سے مراد اس حدیث میں سورۃ فاتحہ ہے (کیونکہ اس سورۃ کو نماز کے ساتھ خصوصیت حاصل ہے۔ اس لیے کہ اس کا پڑھنا نماز میں واجب ہوتا ہے) کیونکہ جو چیز تقسیم کی گئی اس کی تفسیر آپ نے سورۃ فاتحہ سے فرمائی پس سورۃ فاتحہ کی ابتداء الحمد للہ سے کرنا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ بسم اللہ سورۃ فاتحہ کا جزو نہیں اور سورۃ فاتحہ کی سات آیات ہی ہیں بغیر بسم اللہ کے۔ کیونکہ درمیانی آیت اِيَّاكَ نَعْبُدُ اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان تقسیم ہوئی ہے۔ باقی تین آیات اس سے پہلے تو وہ اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اور اسکے بعد والی تین آیات بندہ کیلئے ہیں۔

۲۔ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقْرَءُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ فِيْ صَلٰوتِهٖ (دار قطنی ص۳۰۲ ج۱)

حضرت علیؓ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے تھے۔

۳۔ عَنْ اَنَسٍ رض اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبَا بَكْرٍ رض وَعُمَرَ رض كَانُوْا يَفْتَتِحُوْنَ الصَّلٰوةَ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (بخاری ص۱۰۳ ج۱)

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نماز کو الحمد للہ رب العٰلمین سے شروع کرتے تھے (یعنی بالجہر یہاں سے شروع کرتے تھے)

۴۔ عَنْ اَنَسٍ رض قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَاَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ فَلَمْ اَسْمَعْ اَحَدًا مِّنْهُمْ يَقْرَءُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ (مسلم ص۱۷۲ ج۱)

حضرت انسؓ سے روایت ہے، انہوں نے کہا، میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی۔ اسی طرح حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے پیچھے نماز پڑھی۔ میں نے ان میں سے کسی سے نہیں سنا کہ وہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (ذکر بالجہر) پڑھتے۔

۵۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ عَنْهُ فَكَانُوْا يَسْتَفْتِحُوْنَ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ لَا يَذْكُرُوْنَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ فِيْ اَوَّلِ قِرَاءَةٍ وَلَا فِيْ اٰخِرِهَا (مسلم ص۱۷۲ ج۱)

اور ایک روایت میں حضرت انسؓ سے منقول ہے انہوں نے کہا کہ یہ سب بزرگ نماز کو (بالجہر) الحمد للہ رب العٰلمین سے شروع کرتے تھے اور بسم اللہ قراءۃ کی ابتداء میں اور آخر میں بھی نہیں ذکر کرتے تھے (یعنی نماز بالجہر)

۶۔ وَعَنْهُ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَخَلْفَ اَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ رض فَكَانُوْا لَا يَجْهَرُوْنَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ (مسند احمد ص۱۷۹ ج۳، نسائی ص۱۴۴ ج۱، طحاوی ص۱۳۹ ج۱، باسناد علی شرط الصحیح)

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے اور ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ کے پیچھے نماز پڑھی یہ تمام حضرات بسم اللہ الخ کو اونچی نہیں پڑھتے تھے۔

۷۔ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ قَالَ کَانَ عُمَرُ وَعَلِیٌّ لَا یَجْهَرَانِ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَلَا بِالتَّعَوُّذِ وَلَا بِالتَّامِیْنِ (طحاوی ص۱۴۰ ج۱)

حضرت ابو وائل رض کہتے ہیں کہ حضرت عمر رض اور حضرت علی رض اور حضرت عبداللہ بن مسعود رض بسم اللہ، تعوذ اور آمین کو اونچی آواز سے نہیں پڑھتے تھے۔

وَفِیْ رِوَایَةِ الطَّبَرَانِیِّ کَانَ عَلِیٌّ وَعَبْدُ اللّٰهِ الخ (مجمع الزوائد ص۱۰۸ ج۲)

۸۔ عَنِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ رض قَالَ سَمِعَنِیْ اَبِیْ وَاَنَا فِی الصَّلٰوةِ اَقُوْلُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ فَقَالَ اَیْ بُنَیَّ مُحْدَثٌ اِیَّاکَ وَالْحَدَثَ فَاِنِّیْ لَمْ اَرَ اَحَدًا مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم کَانَ اَبْغَضَ اِلَیْهِ الْحَدَثُ فِی الْاِسْلَامِ یَعْنِیْ مِنْهُ قَالَ وَقَدْ صَلَّیْتُ مَعَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَمَعَ اَبِیْ بَکْرٍ رض وَعُمَرَ رض وَمَعَ عُثْمَانَ رض فَلَمْ اَسْمَعْ اَحَدًا مِنْهُمْ یَقُوْلُهَا (ای بالجهر) فَلَا تَقُلْهَا اِذَا اَنْتَ فِی الصَّلٰوةِ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ۔ (ترمذی ص۶۲، طحاوی ص۱۲۹ ج۱)

حضرت عبداللہ بن مغفل رض نے اپنے صاحبزادے کو سنا کہ وہ بلند آواز سے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ رہا تھا۔ تو انہوں نے کہا اے بیٹے یہ نئی بات ہے اور اپنے آپ کو بچاؤ نئی باتوں سے۔ کیونکہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رض میں سے کسی کو نہیں دیکھا۔ کہ ان کے نزدیک نئی بات (بدعت و ایجاد بات) سے بڑھ کر کوئی چیز مبغوض ہو۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر رض، حضرت عمر رض، اور حضرت عثمان رض کے ساتھ نماز پڑھی ہے۔ میں نے ان میں کسی کو نہیں سنا کہ وہ اس کو جہر سے کہتے ہوں تم بھی اس کو جہر سے نہ کہا کرو۔ جب تم نماز پڑھتے ہو تو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ سے جہر سے شروع کیا کرو۔

مسئلہ امام تعلیم کی غرض سے اگر کبھی جہر سے پڑھ لے تو جائز ہے۔ بسم اللہ کو جہر سے پڑھنے کے بارہ میں جو روایات احادیث کی کتابوں میں موجود ہیں وہ زیادہ تر ضعاف اور ناقابل اعتبار ہیں لیکن اگر ایسا ہو تو وہ تعلیم پر محمول ہوگا۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر وغیرہ میں جن میں قراءۃ بالسر (آہستہ) ہوتی ہے۔ کبھی کبھی کسی آیت کو تعلیم کے لیے بلند آواز سے پڑھتے تھے۔ تو ایسا ہی بسم اللہ کو اگر آپ نے کسی موقعہ پر جہر کیا ہے تو بغرض تعلیم تھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوریؒ صاحب تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی میں لکھتے ہیں

"میں کہتا ہوں کہ زیلعیؒ (صاحب نصب الرایہ) نے کہا ہے کہ جو حضرت انسؓ سے (بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بالسر پڑھنے کا) انکار منقول ہے۔ سو وہ اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا جو اس کے خلاف ان سے صحیح روایت سے منقول ہے (کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین بالسر پڑھتے تھے) اور یہ بھی امکان ہے کہ حضرت انسؓ اس کو بڑھاپے کی وجہ سے بھول گئے ہوں۔ اور اس قسم کی باتیں بہت دفعہ واقع ہوئی ہیں۔ جیسا کہ حضرت انسؓ سے ایک دن مسئلہ پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ حسن بصریؒ سے پوچھو۔ کیونکہ اس کو یاد ہے اور ہم بھول گئے ہیں۔ اور بہت سے حضرات ایسے ہوئے ہیں کہ انہوں نے حدیث بیان کی۔ اور پھر وہ بھول گئے۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ حضرت انسؓ سے پوچھنے والے نے بسم اللہ کے نماز میں پڑھنے کے بارہ میں سوال کیا ہو۔ نہ کہ جہر اور اخفاء کے بارہ میں (زیلعی کا کلام ختم ہوا)

مبارکپوری صاحبؒ کہتے ہیں کہ زیلعیؒ نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ بسم اللہ کو بالجہر ترک کرنے کا سلسلہ صحابہ کرامؓ کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے توارث کے ساتھ ثابت تھا۔ تمام پچھلے پہلوں (متقدمین) سے اس کو نقل کرتے آئے تھے۔ اور اکیلی یہی بات (توارث صحابہؓ و تابعینؒ وغیرہ) اس مسئلہ میں کافی ہے۔ کیونکہ جہری نمازیں ہمیشہ صبح و شام ہوتی تھیں۔ پس اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ بسم اللہ کے ساتھ جہر کرتے تو اس میں اختلاف اشتباہ نہ واقع ہوتا۔ اور البتہ یہ بات مجبوراً سب کو معلوم ہوتی۔ اور حضرت انس رضؓ یہ نہ کہتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خلفاء راشدین رضؓ نے نہیں کہا۔ اور نہ عبداللہ بن مغفلؓ کو یہ کہتے اور اس کو بدعت نہ بتلاتے اور اہل مدینہ کا عمل آنحضرت کی مسجد کے محراب میں اور آپ کے مقام میں ترک جہر عمل متوارث نہ ہوتا۔ کہ سب پچھلے پہلوں سے نقل کرتے۔ اور یہ چیز ان کے نزدیک اسی طرح جاری ہے۔ جیسا کہ ———————— صاع اور مد کا مسئلہ (اہل مدینہ کے نزدیک صاع اور مد بہت مشہور تھے۔ ان میں کبھی اختلاف نہیں ہوا)

بلکہ اس سے زیادہ بلیغ بسم اللہ کا معاملہ ہے کہ اس میں تمام مسلمان شریک ہوتے ہیں۔ سب نمازوں میں اور نمازیں بھی بار بار ہوتی ہیں شب و روز۔ اور بہت سے انسان ایسے ہوں گے کہ ان کو صاع اور مد کی ضرورت نہیں پڑتی۔ اور جس کو کبھی ضرورت پڑتی ہے تو وہ اس کے لیے ایک

مدت توقف بھی کرتا رہتا ہے۔ اور کوئی عقلمند یہ گمان نہیں کر سکتا کہ اکابر صحابہؓ اور تابعینؒ اور اکثر اہل علم اس کے خلاف مواظبت (ہمیشگی) کرتے تھے جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے۔

(زیلعیؒ کا کلام ختم ہوا) (تحفۃ الاحوذی ص۲۰۵/۱۶)

مسئلہ مقتدی پر قراءۃ نہیں۔ لہٰذا تعوذ و تسمیہ نہ کرے۔ ہاں اگر مقتدی مسبوق (بعد میں آکر نماز میں امام کے ساتھ شریک ہونے والا) ہو تو جب فوت شدہ رکعتوں کو قضا کرنے کے لیے کھڑا ہو تو پھر پڑھ لے (شرح نقایہ ص۷۴/۱، کبیری ص۳۰۷)

مسئلہ چونکہ تعوذ قرآن پاک کے ساتھ ہوتا ہے۔ اس لیے ثناء کے بعد پڑھے۔ اور قراءۃ کو تعوذ و تسمیہ سے شروع کرے (شرح نقایہ ص۷۴/۱، کبیری ص۳۰۴)

مسئلہ تعوذ صرف پہلی رکعت میں اور تسمیہ ہر رکعت میں ہے (کبیری ص۳۰۶)

قراءۃ تعوذ و تسمیہ کے بعد قراءۃ شروع کرے۔ قراءۃ کا معنی قرآن کا پڑھنا ہے لہٰذا اگر منفرد یا امام ہے تو مَا تَیَسَّرَ یعنی جتنا میسر ہو قرآن میں سے پڑھے۔ کم از کم ایک آیت طویلہ یا تین چھوٹی آیات ایک رکعت میں ہوں

مسئلہ امام قراءۃ کو بالجہر سورۃ فاتحہ سے شروع کرے۔

مسئلہ امام اور منفرد کے لیے سورۃ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے۔ اور پھر اس کے ساتھ کسی سورۃ کا ملانا یا کم از کم ایک آیت طویلہ یا تین چھوٹی آیات کا ملانا بھی واجب ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور زمانہ اسی طرح تھا۔

مسئلہ مقتدی امام کے پیچھے قراءۃ نہ کرے اور نہ فاتحہ پڑھے۔ اس کا فریضہ سکوت اور استماع ہے۔

(ہدایہ ص۷۶/۱، شرح نقایہ ص۸۳/۱)

مسئلہ فاتحہ قرآن پاک کا ہی حصہ ہے اور قرآن پاک ہی کی ایک سورۃ ہے۔ جیسا کہ صحیح روایات سے ثابت ہے۔

۱۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم اُمُّ الْقُرْاٰنِ هِیَ السَّبْعُ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنُ الْعَظِیْمُ (بخاری ص۶۸۳/۲، ابوداود ص۲۰۵/۱)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام القرآن (سورۃ فاتحہ) ہی سبع المثانی اور قرآن عظیم ہے۔

۲۔ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ مُعَلّٰی قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت سعید بن المعلیٰؓ کہتے ہیں کہ مجھ سے فرمایا رسول اللہ صلی

صلی اللہ علیہ وسلم اَلَا اُعَلِّمُكَ اَعْظَمَ سُوْرَةٍ فِی الْقُرْاٰنِ قَبْلَ اَنْ اَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَذَهَبَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم لِيَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَذَكَّرْتُهٗ فَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ هِیَ السَّبْعُ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنُ الْعَظِيْمُ الَّذِیْ اُوْتِيْتُهٗ (بخاری ص ۶۴۲، ۶۴۳ ج ۲
ابوداؤد ص ۲۰۵ ج ۱، نسائی ص ۱۴۵ ج ۱)

اللہ علیہ وسلم نے کیا میں تمہیں مسجد سے نکلنے سے پہلے قرآن میں سب سے بڑی سورۃ (باعتبار درجے کے) نہ سکھلاؤں، پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد سے نکلنے لگے میں نے انہیں یاد دلایا تو آپ نے فرمایا "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ" (سورۃ فاتحہ) ہی سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے، جو مجھے دیا گیا ہے (یہ سات دھرائی جانے والی آیتیں قرآن کریم کا خلاصہ اور نچوڑ ہے۔ اسی لیے فضیلت میں یہ سب سے زیادہ ہے)

۳۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَابِرٍؓ اِنْتَهَيْتُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم (الیٰ ان قال) ثُمَّ قَالَ اَلَا اُخْبِرُكَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ جَابِرٍ بِخَيْرِ سُوْرَةٍ فِی الْقُرْاٰنِ قُلْتُ بَلٰی يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اقْرَاْ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ حَتّٰی تَخْتِمَهَا

(مسند احمد ص ۱۷۷ ج ۴)

حضرت عبداللہ بن جابرؓ کہتے ہیں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا، آپ نے فرمایا اے عبداللہ! کیا میں تمہیں قرآن پاک میں سب سے بہتر سورۃ نہ بتلاؤں میں نے عرض کیا کہ حضور! ضرور بتلائیں، آپ نے فرمایا پڑھو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، آخر تک

بحث قراۃ خلف الامام یعنی امام کے پیچھے قراۃ کی بحث

امام کے پیچھے قراۃ کا مسئلہ ائمہ کرام کے نزدیک مختلف ہے (۱) حضرت امام ابوحنیفہؒ، امام محمدؒ، امام ابویوسفؒ، حضرت سفیان ثوریؒ، اور ابن عیینہؒ وغیرہ کے نزدیک کسی نماز میں بھی مقتدی امام کے پیچھے قراۃ نہ کرے۔

نوٹ صاحب ہدایہؒ نے امام محمدؒ کا قول نقل کیا ہے کہ وہ سری نمازوں میں احتیاطاً قراۃ خلف الامام کو مستحن قرار دیتے

ہیں لیکن یہ درست نہیں۔ صاحب ہدایہ کو اس سلسلے میں اشتباہ ہوا ہے۔ کیونکہ امام محمدؒ خود اپنی کتاب موطا امام محمد اور کتاب الحجر میں اپنا اور امام صاحبؒ کا مذہب نقل کرتے ہیں کہ مقتدی امام کے پیچھے قرارت نہ کرے۔ صاحب ہدایہ سے نقل میں تسامح ہوا ہے۔ چنانچہ

١۔ قَالَ مُحَمَّدٌ لَا قِرَاءَةَ خَلْفَ الْإِمَامِ فِيمَا جَهَرَ فِيهِ وَلَا فِيمَا لَمْ يَجْهَرْ وَبِذٰلِكَ جَاءَتْ عَامَّةُ الْآثَارِ وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ رح (موطا امام محمد ص ۹۴)

حضرت امام محمدؒ نے کہا ہے کہ امام کے پیچھے قراءۃ کا حکم نہیں ہے، چاہے امام جہر کر رہا ہو یا آہستہ پڑھتا ہو۔ عام آثار میں اسی کا ذکر ہے اور یہی حضرت امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے۔

٢۔ قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ لَا قِرَاءَةَ خَلْفَ الْإِمَامِ فِي شَيْءٍ مِّنَ الصَّلَاةِ مَا يُجْهَرُ فِيهِ بِالْقِرَاءَةِ وَمَا لَا يُجْهَرُ فِيهِ بِالْقِرَاءَةِ (کتاب الحجر ص ۱۱۶ ج ۱)

حضرت امام ابوحنیفہؒ نے کہا کہ امام کے پیچھے کسی نماز میں قرارت نہیں ہے چاہے وہ نماز ہو جس میں وہ جہر کرتا ہے چاہے وہ نماز ہو جس میں آہستہ پڑھتا ہے (قراءۃ کا حکم کسی نماز میں نہیں ہے)

٣۔ وَقَالَ الثَّوْرِيُّ وَابْنُ عُيَيْنَةَ وَأَبُو حَنِيفَةَ لَا يَقْرَأُ الْمَأْمُومُ بِحَالٍ (مغنی ص ۵۶۶ ج ۱)

اور امام سفیان ثوریؒ، امام ابن عیینہؒ اور امام ابوحنیفہؒ کہتے ہیں کہ مقتدی کسی حال میں بھی قراءۃ نہ کرے۔

(۲) امام مالکؒ امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک مقتدی جہری نمازوں میں قراءۃ نہ کرے اور سری نمازوں (ظہر وعصر) میں قراءۃ کرنا مستحب ہے۔ واجب نہیں۔ چنانچہ موطا امام مالک میں ہے۔

١۔ قَالَ يَحْيٰى سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ الْأَمْرُ عِنْدَنَا أَنْ يَقْرَأَ الرَّجُلُ وَرَاءَ الْإِمَامِ فِيمَا لَا يَجْهَرُ فِيهِ الْإِمَامُ بِالْقِرَاءَةِ وَيَتْرُكَ فِيمَا يَجْهَرُ فِيهِ الْإِمَامُ بِالْقِرَاءَةِ۔ (موطا امام مالک ص ۶۹)

حضرت یحییٰؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام مالکؒ سے سنا وہ کہتے تھے "نماز کا معاملہ ہمارے نزدیک یہ ہے کہ جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہو وہ ان نمازوں میں جن میں امام جہر نہیں کرتا قراۃ کر سکتا ہے اور جن نمازوں میں امام جہر کرتا ہے۔ ان میں قراۃ ترک کر دے

٢۔ وَجُمْلَتُهُ ذٰلِكَ أَنَّ الْقِرَاءَةَ غَيْرُ وَاجِبَةٍ عَلَى الْمَأْمُومِ فِيمَا جَهَرَ بِهِ الْإِمَامُ وَلَا فِيمَا أَسَرَّ بِهِ نَصَّ عَلَيْهِ

اور خلاصہ یہ ہے کہ قراۃ مقتدی پر واجب نہیں ہے چاہے نماز جہری ہو یا سری۔ امام احمدؒ نے جو روایت محدثین کی ایک جماعت سے نقل کی ہے اس میں یہی

أَحْمَدُ فِي رِوَايَةِ الْجَمَاعَةِ. وَبِذٰلِكَ قَالَ الزُّهْرِيُّ وَالثَّوْرِيُّ وَابْنُ عُيَيْنَةَ وَمَالِكٌ وَأَبُوحَنِيْفَةَ وَإِسْحَاقُ (مغنی ص۵۵۶ ج۱)

تصریح کی ہے اور یہی بات امام زہریؒ، سفیان ثوریؒ ابن عیینہؒ، مالکؒ ابوحنیفہؒ اور امام اسحاقؒ نے کہی ہے

۳- قَالَ مَالِكٌ وَأَحْمَدُ أَنَّهُ لَا يَجِبُ الْقِرَاءَةُ عَلَى الْمَأْمُوْمِ بِحَالٍ بَلْ كَرِهَ مَالِكٌ لِلْمَأْمُوْمِ أَنْ يَقْرَءَ فِيْمَا يَجْهَرُ بِهِ الْإِمَامُ (المیزان الکبری ص۱۵۲ ج۱)

امام مالکؒ اور احمدؒ نے کہا ہے۔ کہ مقتدی پر کسی حال میں قراءۃ واجب نہیں ہے۔ بلکہ امام مالکؒ نے جہری نمازوں میں مقتدی کی قراءۃ کو مکروہ کہا ہے۔

(۳) امام شافعیؒ کے نزدیک مقتدی جہری نمازوں میں قراءہ نہ کرے۔ اور سری نمازوں میں ان کے نزدیک مقتدی امام کے پیچھے قراءۃ کرسکتا ہے۔ امام شافعیؒ اپنی آخری کتابوں میں سے کتاب الأم میں خود تحریر فرماتے ہیں۔

هُمْ يَقُوْلُوْنَ إِنَّمَا يَقْرَأُ فِيْمَا يَقْضِيْ لِنَفْسِهِ فَأَمَّا وَهُوَ وَرَاءَ الْإِمَامِ فَلَا قِرَاءَةَ عَلَيْهِ وَنَحْنُ نَقُوْلُ كُلُّ صَلَاةٍ صُلِّيَتْ خَلْفَ الْإِمَامِ وَالْإِمَامُ يَقْرَءُ قِرَاءَةً لَا يُسْمَعُ فِيْهَا قَرَءَ فِيْهَا (کتاب الام ص۱۶۶ ج۷)

اور یہ (فقہاء اور محدثین) کہتے ہیں کہ جو شخص اپنی نماز الگ پڑھتا ہے وہ قراءۃ کرے اور جب وہ امام کے پیچھے ہو تو اس پر قراءۃ نہیں ہے اور ہم کہتے ہیں کہ جو نماز پڑھی جائے امام کے پیچھے اور امام قراءۃ جہر سے نہ کرتا ہو تو وہ قراءۃ کرے۔

۱- وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَأَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۲۰۴﴾ (پ۹ اعراف)

اور جب قرآن پڑھا جائے تو تم اس کو پوری توجہ سے سنو اور خاموش رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

۲- عَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم خَطَبَنَا فَبَيَّنَ لَنَا سُنَّتَنَا وَعَلَّمَنَا صَلٰوتَنَا فَقَالَ إِذَا صَلَّيْتُمْ فَأَقِيْمُوْا صُفُوْفَكُمْ ثُمَّ لْيَؤُمَّكُمْ أَحَدُكُمْ فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا اور ہمارے لیے ہماری سنتیں بیان کیں اور ہمیں نماز کا طریقہ سکھلایا آپ نے فرمایا جب تم نماز پڑھنے لگو تو اپنی صفوں کو سیدھا کرو پھر تم میں سے ایک آدمی تم کو امامت کرائے پس جب

وَاِذَا قَرَءَ فَاَنْصِتُوْا (مسلم ص۱۷۴ ج۱، مسند احمد ص۴۱۵ ج۲، دارقطنی ص۳۳۰ ج۱، ابن ماجہ ص۶۱)

وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ قراءۃ کرے تو تم خاموش رہو۔

قَوْلُ عَلِیٍّ لَا خَیْرَ فِیْ عِبَادَةٍ لَا فِقْهَ فِیْهَا وَلَا فِیْ قِرَاءَةٍ لَا تَدَبُّرَ فِیْهَا اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ

(اتحاف شرح شمائل للدوریؒ ص۲۴۲)

حضرت علیؓ کا قول ہے کہ نہیں بہتری اس عبادت میں جس میں عبادت کرنے والے کو سمجھ نہ ہو۔ اور اس قرآن پڑھنے میں بہتری نہیں ہے جس میں تدبر نہ ہو (فرمان الٰہی ہے) کیا تم قرآن میں تدبر نہیں کرتے۔

اَلْاِنْصَاتُ اَلسُّکُوْتُ لِلْاِسْتِمَاعِ وَالْاِصْغَاءُ وَالْمُرَاعَاتُ (تفسیر قرطبی ص۳۵۴ ج۷)

انصات کا معنیٰ سکوت ہوتا ہے۔ سننے کے لیے کان دھرنا اور رعایت کرنا۔

قَالَ اَهْلُ اللُّغَةِ الْاِنْصَاتُ الْاِمْسَاكُ عَنِ الْکَلَامِ وَالسُّکُوْتُ لِاِسْتِمَاعِ الْقُرْاٰنِ (احکام القرآن للجصاص ص۴۰ ج۳)

اہل لغت کہتے ہیں۔ انصات رُک جانا ہے کلام کرنے سے اور سکوت اختیار کرنا ہے کلام سننے کیلیے۔

۳۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مَنْ کَانَ لَهٗ اِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الْاِمَامِ لَهٗ قِرَاءَةٌ

(طحاوی ص۱۲۹ ج۱، مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۷۷ ج۱، ابن ماجہ ص۶۱، مسند احمد ص۳۳۹ ج۳ اسنادہ صحیح)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس کا امام ہو (یعنی جو امام کے پیچھے اس کی اقتدار میں نماز پڑھ رہا ہو) تو امام کی قراءۃ اس کی قراءۃ ہے"۔

یعنی مقتدی کو پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ امام کی قراءۃ سے فریضہ قراءۃ ادا ہوجاتا ہے۔

۴۔ وَرَوَاهُ مُحَمَّدٌ فِیْ مُوَطَّاهُ عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَةَ عَنْ مُوْسٰی الخ بلفظ مَنْ صَلّٰی خَلْفَ الْاِمَامِ فَاِنَّ قِرَاءَةَ الْاِمَامِ لَهٗ قِرَاءَةٌ (مؤطا امام محمد ص۹۴ وفتح القدیر ص۲۳۹ ج۱ بحوالہ مؤطا امام محمد وقال اسنادہ صحیح، بحوالہ مسند احمد بن منیع وقال صحیح علی شرط مسلم)

اور اسی مذکورہ بالا روایت کو امام محمدؒ نے اپنی کتاب مؤطا میں امام ابوحنیفہؒ کی سند سے بیان کیا ہے۔ ان الفاظ کے ساتھ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے امام کے پیچھے نماز پڑھی تو امام کی قراءۃ اس کی قراءۃ ہے۔ امام ابن ہمامؒ نے اس کو فتح القدیر میں مؤطا امام محمدؒ کے حوالہ سے نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کی سند صحیح ہے اور اسی روایت کو مسند احمد بن منیع کے حوالے سے نقل

کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کی سند صحیح ہے اور مسلم کی شرط پر ہے۔

۵- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِیُؤْتَمَّ بِهٖ فَاِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَاِذَا قَرَءَ فَاَنْصِتُوْا وَاِذَا قَالَ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ فَقُوْلُوْٓا اٰمِیْنَ وَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ

حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک امام اس لیے مقرر کیا جاتا ہے تاکہ اس کی اقتداء کی جائے۔ پس جب امام تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو۔ اور جب وہ قرأۃ کرے تو تم خاموش رہو اور جب وہ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ کہے تو تم آمین کہو۔ اور جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو۔ اور جب وہ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہے تو تم رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہو۔

(ابن ماجہ ص ۶۱ دار قطنی ص ۱۲۸ ج ۱ نسائی ص ۱۴۶ ج ۱ طحاوی ص ۱۴۹ ج ۱ و صحیح مسلم ص ۱۷۴)

۶- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانُوْا یَقْرَءُوْنَ خَلْفَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ خَلَطْتُمْ عَلَیَّ الْقُرْاٰنَ

(طحاوی ص ۱۴۹ ج ۱، مسند احمد ص ۴۵۱ ج ۱، مجمع الزوائد ص ۱۱۰ ج ۲)

وَقَالَ رِجَالُ اَحْمَدَ رِجَالُ الصَّحِیْحِ

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے کہا کہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز میں قراءۃ کرتے تھے۔ تو آپ نے فرمایا تم نے مجھ پر قرآن کو خلط ملط کر دیا ہے (یعنی تمہارا کام قراءۃ کرنا نہیں یہ امام کا کام ہے تم کیوں گڑبڑ کرتے ہو)

۷- عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم صَلَّى الظُّهْرَ فَجَعَلَ رَجُلٌ یَقْرَاُ خَلْفَهٗ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ اَیُّكُمْ قَرَءَ وَاَیُّكُمُ الْقَارِئُ قَالَ رَجُلٌ اَنَا فَقَالَ قَدْ ظَنَنْتُ اَنَّ بَعْضَكُمْ خَالَجَنِیْهَا

(مسلم ص ۱۷۲ ج ۱ نسائی ص ۱۴۶ ج ۱ فی باب ترك القراءة خلف الامام فیما لم یجهر فیه، ابن ابی شیبہ ص ۳۷۷ ج ۱)

حضرت عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز پڑھائی تو ایک شخص نے آپ کے پیچھے سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى پڑھی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے اور لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ تو آپ نے فرمایا تم میں سے کون قراءۃ کرنے والا تھا۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ حضرت میں نے پڑھا۔ تو آپ نے فرمایا میں نے خیال کیا تم میں سے بعض نے اس قراءۃ میں میرے ساتھ

خلجان پیدا کیا ہے۔

۸۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم قَالَ اِذَا قَالَ الْقَارِیُ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّالِّیْنَ الخ (مسلم صـ۱۷۶ ج۱)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ بیشک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب قاری یعنی قراءۃ کرنے والا امام غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کہتا ہے (قاری اور امام کے لفظ سے متبادر ہے کہ جماعت کی نماز میں قراءۃ کرنا ایک ہی شخص قاری یا امام کا کام ہے۔ مقتدی آمین میں اس کے ساتھ شریک ہوتے ہیں۔ اگر سب کے لیے پڑھنے کا حکم ہوتا تو قارئون ہوتا۔ نہ کہ قارِیُ جو مفرد ہے)

۹۔ عطاءِ بْنِ یَسَارٍ اَنَّهٗ سَاَلَ زَیْدَ بْنَ ثَابِتٍ رض عَنِ الْقِرَاءَةِ مَعَ الْاِمَامِ فَقَالَ لَا قِرَاءَةَ مَعَ الْاِمَامِ فِیْ شَیْءٍ (مسلم صـ۲۱۵ ج۱)

حضرت عطاء بن یسارؓ سے روایت ہے۔ کہ انہوں نے حضرت زید بن ثابتؓ سے امام کے ساتھ نماز پڑھنے کی صورت میں قراءۃ کے بارہ میں سوال کیا تو انہوں نے کہا امام کے ساتھ کسی نماز میں بھی (سری ہو یا جہری) قراءۃ نہیں ہے۔

۱۰۔ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَی ابْنِ مَسْعُوْدٍ رض فَقَالَ اَقْرَاُ خَلْفَ الْاِمَامِ قَالَ اَنْصِتْ لِلْقُرْاٰنِ فَاِنَّ فِی الصَّلٰوةِ شُغْلًا وَسَیَکْفِیْكَ ذٰلِكَ الْاِمَامُ (مجمع الزوائد صـ۱۱۰ ج۲ بحوالہ الطبرانی فی الاوسط والکبیر وقال رجالہ موثقون (مصنف عبدالرزاق صـ۱۳۸ ج۲ کتاب الحجہ للامام محمدؒ صـ۱۳۰ طحاوی صـ۱۵۰ ج۱ ابن ابی شیبہ صـ۳۷۶ ج۱)

حضرت ابووائلؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس آیا اور اس نے کہا "کیا میں امام کے پیچھے قراءۃ کر سکتا ہوں۔ تو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا کہ تم خاموش رہو قرآن سننے کے لیے کیونکہ نماز کی حالت میں مشغولیت ہوتی ہے۔ اور تیرے لیے امام کا پڑھنا کافی ہے"۔

۱۱۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مِقْسَمٍ اَنَّهٗ سَاَلَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رض وَزَیْدَ بْنَ ثَابِتٍ رض وَجَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالُوْا

عبداللہ بن مقسمؒ نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ حضرت زید بن ثابتؓ اور حضرت جابر بن عبداللہؓ سے دریافت کیا امام کے پیچھے قراءۃ کے بارہ میں۔

لَا يَقْرَءُ خَلْفَ الْاِمَامِ فِيْ شَيْءٍ مِّنَ الصَّلَوَاتِ (طحاوی ص۱۵۱ ج۱ واسنادہ صحیح و مصنف عبد الرزاق ص۱۴۰ ج۲)

تو ان حضرت نے کہا امام کے پیچھے کسی نماز میں بھی قراءۃ نہ کرے (نہ سری نہ جہری میں)

۱۲۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ خَلْفَ الْاِمَامِ فَحَسْبُهٗ قِرَاءَةُ الْاِمَامِ وَاِذَا صَلّٰى وَحْدَهٗ فَلْيَقْرَأْ قَالَ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ لَا يَقْرَأُ خَلْفَ الْاِمَامِ (مؤطا امام مالک ص۶۸ و کتاب الحجہ ص۱۱۹ ج۱ واسنادہ صحیح)

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کہتے تھے۔ جب تم میں کوئی شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے تو اس کے لیے امام کی قراءۃ کافی ہے اور جب اکیلے نماز پڑھے تو پھر قراءۃ کرے۔ اور حضرت عبد اللہ بن عمرؓ امام کے پیچھے قراءۃ نہیں کرتے تھے۔

۱۳۔ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ اَنَّهٗ كَانَ يَكْرَهُ الْقِرَاءَةَ خَلْفَ الْاِمَامِ وَكَانَ يَقُوْلُ تَكْفِيْكَ قِرَاءَةُ الْاِمَامِ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۷۷ ج۱)

حضرت ابراہیم نخعیؒ امام کے پیچھے قراءۃ کرنے کو مکروہ سمجھتے تھے۔ اور یہ کہتے تھے کہ امام کی قراءۃ تمہارے لیے کافی ہے۔

۱۴۔ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ قُلْتُ لِعَطَاءٍ اَيُجْزِئُ عَنِّيْ وَرَاءَ الْاِمَامِ قِرَاءَتُهٗ فِيْمَا يُرْفَعُ بِهِ الصَّوْتُ وَفِيْمَا يُخَافَتُ قَالَ نَعَمْ۔ (مصنف عبد الرزاق ص۱۴۱ ج۲)

حضرت ابن جریجؒ کہتے ہیں، میں نے حضرت عطاءؒ سے پوچھا کہ امام کے پیچھے جو جو نماز پڑھتا ہے۔ کیا اس کے لیے جہری اور سری نمازوں میں امام کی قراءۃ کافی ہے تو انہوں نے کہا "ہاں امام کی قراءۃ مقتدی کے لیے کافی ہے"۔

۱۵۔ عَنْ نَافِعٍ وَاَنَسِ بْنِ سِيْرِيْنَ قَالَا قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ تَكْفِيْكَ قِرَاءَةُ الْاِمَامِ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۷۶ ج۱)

حضرت نافعؒ اور حضرت انس بن سیرینؒ نے کہا کہ حضرت عمر فاروقؓ نے کہا تمہیں امام کی قراءۃ کافی ہے۔

۱۶۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ لَا يُقْرَءُ خَلْفَ الْاِمَامِ اِنْ جَهَرَ وَلَا اِنْ خَافَتَ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۷۶ ج۱)

حضرت زید بن ثابتؓ نے کہا کہ امام کے پیچھے قراءۃ نہ کی جائے۔ چاہے امام جہر کرے یا آہستہ پڑھے۔

۱۷۔ عَنْ اَبِیْ بِشْرٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ قَالَ سَأَلْتُهٗ عَنِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْاِمَامِ قَالَ لَیْسَ خَلْفَ الْاِمَامِ قِرَاءَةٌ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۲۳۷ ج ۱)

حضرت ابو بشرؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سعید بن جبیرؒ سے امام کے پیچھے قراءۃ کرنے کے بارہ میں پوچھا تو انہوں نے کہا "امام کے پیچھے کوئی قراءۃ نہیں"۔

۱۸۔ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ ابْنِ الْمُسَیَّبِ قَالَ اَنْصِتْ لِلْاِمَامِ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۳۷۷ ج ۱)

حضرت قتادہؒ حضرت سعید بن المسیبؒ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا تم امام کی قراءۃ کے لیے خاموشی اختیار کرو۔

۱۹۔ قَالَ اَحْمَدُ مَا سَمِعْنَا اَحَدًا مِّنْ اَهْلِ الْاِسْلَامِ یَقُوْلُ اِنَّ الْاِمَامَ اِذَا جَهَرَ بِالْقِرَاءَةِ فَلَا تُجْزِیْ صَلٰوةُ مَنْ خَلْفَهٗ اِذَا یَقْرَأْ وَقَالَ وَهٰذَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهٗ وَالتَّابِعُوْنَ وَهٰذَا مَالِكٌ فِیْ اَهْلِ الْحِجَازِ وَهٰذَا الثَّوْرِیُّ فِیْ اَهْلِ الْعِرَاقِ وَهٰذَا الْاَوْزَاعِیُّ فِیْ اَهْلِ الشَّامِ وَهٰذَا اللَّیْثُ فِیْ اَهْلِ مِصْرَ مَا قَالُوْا الرَّجُلُ صَلّٰی وَقَرَأَ اِمَامُهٗ وَلَمْ یَقْرَأْ هُوَ۔ صَلٰوتُهٗ بَاطِلَةٌ (مغنی ابن قدامہ صفحہ ۵۶۴ ج ۱)

حضرت امام احمدؒ نے کہا ہے۔ ہم نے نہیں سنا کسی ایک سے بھی اہل اسلام میں سے جو یہ کہتا ہو کہ امام جب قراءۃ بالجہر کرتا ہے۔ تو اس کے پیچھے پڑھنے والے کی نماز جب کہ وہ قراءۃ نہ کرے جائز نہیں ہوتی۔ دیکھو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ اور تابعینؒ اور یہ امام مالکؒ اہل حجاز میں اور سفیان ثوریؒ اہل عراق میں اور اوزاعیؒ اہل شام میں اور امام لیثؒ اہل مصر میں۔ ان میں سے کسی نے یہ نہیں کہا اس شخص کے بارہ میں جس نے نماز پڑھی ہو اور اس کے امام نے قراءۃ کی ہو اور اس نے خود قراءت نہ کی ہو کہ اس کی نماز باطل ہے۔ ایسا کسی نے بھی نہیں کہا۔

تامین

جب سورۃ فاتحہ پڑھ چکے تو پھر امام آہستہ آواز میں آمین کہے اور مقتدی بھی آہستہ آواز میں آمین کہیں (ہدایہ صفحہ ۶۷ ج ۱، شرح نقایہ صفحہ ۷۵ ج ۱، کبیری صفحہ ۳۰۹)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ

حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ بیشک آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا قال القاری غیر المغضوب علیہم ولا الضالین فقال من خلفہ آمین فوافق قولہ قول اھل السماء غفر لہ ما تقدم من ذنبہ (مسلم ص ۱۷۶ ج ۱، بخاری ص ۱۰۸ ج ۱ وفیہ اذا قال الامام)

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب قاری یعنی قراءۃ کرنے والا امام غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کہتا ہے۔ تو جو اس کے پیچھے ہے (یعنی مقتدی) جب وہ آمین کہتا ہے اور اس کا قول آسمان والوں (فرشتوں) کے ساتھ موافق ہو جائے (فرشتوں کے ساتھ موافق ہونے کی بات ایک اخلاص میں اور دوسری اسی وقت کہنے میں اور تیسری آہستہ کہنے میں ہوگی) تو اس کے گذشتہ گناہ معاف ہو جائیں گے۔ اور بخاری میں تصریح ہے کہ جب امام کہے)

مسئلہ آمین بالاتفاق سنت ہے۔ امام احمدؒ و شافعیؒ کے نزدیک بالجہر اور امام اعظمؒ کے نزدیک بالاخفاء۔

۱۔ عن وائل بن حجر انہ صلی مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلما بلغ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین قال آمین واخفی بہا صوتہ (مسند احمد ص ۳۱۶ ج ۴، ابوداؤد طیالسی ص ۱۳۸، ترمذی ص ۶۳، دارقطنی ص ۳۳۴ ج ۱، مستدرک حاکم ص ۲۳۲ ج ۲ وقال ھذا حدیث صحیح علی شرطہما واقرہ الذہبی ونصب الرایہ ص ۳۶۹ ج ۱ بحوالہ مسند ابو یعلی وطبرانی)

حضرت وائل بن حجرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین تک پہنچے تو آپ نے آمین کہی اور پست آواز کے ساتھ کہی۔

۲۔ عن ابی ہریرۃؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قال الامام غیر المغضوب علیہم ولا الضالین فقولوا آمین فان الملئکۃ تقول آمین وان الامام یقول آمین (النسائی ص ۱۴۷ ج ۱، مصنف عبدالرزاق ص ۹۷ ج ۲، صحیح ابن حبان ص ۲۲۰ ج ۳)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب امام غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کہتا ہے تو تم آمین کہو پس بے شک فرشتے بھی آمین کہتے ہیں اور بے شک امام بھی آمین کہتا ہے"

۳۔ حضرت عطاءؒ جو امام ابو حنیفہؒ کے استاذ ہیں اور تابعین میں سے ہیں انہوں نے کہا ہے۔

قَالَ عَطَاءٌ اٰمِیْنَ دُعَاءٌ (بخاری ص ۱۰۷ ج ۱) — حضرت عطاءؒ کہتے ہیں کہ آمین دعا ہے۔

اور دعا کا قانون یہ ہے۔

و۔ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً (الاعراف آیت ۵۵ پ ۸) — دعا مانگو اپنے رب سے گڑگڑا کر اور خفیہ طریق پر۔

و۔ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا ۝۳ (مریم پ ۱۶) — حضرت زکریا علیہ السلام نے جب اپنے رب کو پکارا یعنی دعا کی پوشیدہ طریق پر۔

و۔ دَعْوَةُ السِّرِّ تَعْدِلُ سَبْعِيْنَ دَعْوَةً فِي الْعَلَانِيَةِ (فتح القدیر ص ۵۲۷ ج ۲۲ بحوالہ ابوالشیخ عن انس مرفوعاً بسند صحیح) — پوشیدہ دعا ستر دعاؤں کے ساتھ برابر ہے جو علانیہ ہوں۔

۴۔ اٰمِيْنَ لَيْسَ مِنَ الْقُرْاٰنِ بِالْاِجْمَاعِ فَلَا يُنَاسِبُ اَنْ يُّسَاوِيَ صَوْتُهٗ بِصَوْتِ الْقُرْاٰنِ وَلِهٰذَا لَا يُكْتَبُ فِي الْقُرْاٰنِ (نحوہ فی اعلاء السنن ص ۱۸ ج ۲۸) — آمین بالاتفاق قرآن میں سے نہیں ہے۔ پس مناسب نہیں کہ اس کو آواز میں قرآن کے الفاظ کے مساوی قرار دیا جائے۔ اس لیے اس کو قرآن میں لکھا بھی نہیں جاتا۔

۵۔ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ اور بِسْمِ اللّٰہِ اور اٰمِیْنَ میں جہر نہیں کرتے تھے (طحاوی ص ۱۴۰ ج ۱، عمدۃ القاری شرح بخاری ص ۵۲ ج ۶ بحوالہ الطبری فی تہذیب الآثار)

۶۔ حضرت سمرۃ بن جندبؓ اور حضرت عمران بن حصینؓ کا مذاکرہ ہوا۔ سمرۃؓ دو سکتے کرتے تھے۔ اور عمران بن حصینؓ ایک سکتہ یاد رکھتے تھے۔ انہوں نے حضرت ابی بن کعبؓ کی طرف خط لکھا تو حضرت ابی بن کعبؓ نے جواب دیا کہ سمرۃؓ کی یاد درست اور صحیح ہے (یعنی پہلا سکتہ ثنا اور دوسرا سکتہ آمین کے لیے) ترمذی ص ۳۴، ابوداؤد ص ۱۱۳ ج ۱، دارقطنی ص ۳۳۶ ج ۱، سندہ صحیح)

۷۔ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ قَالَ كَانَ عُمَرُ وَعَلِيٌّ لَا يَجْهَرَانِ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَلَا بِالتَّعَوُّذِ وَلَا بِالتَّاْمِيْنِ — حضرت ابووائلؒ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور "تعوذ" اور "آمین" کو اونچی آواز سے نہیں پڑھتے

(طحاوی ص ۱۴۹) وَفِیْ رِوَایَةِ الطَّبْرَانِیِّ کَانَ عَلِیٌّ وَعَبْدُ اللّٰهِ الخ (مجمع الزوائد ص ۱۰۸ ج ۲) — تھے۔

۸۔ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ خَمْسٌ یُخْفَیْنَ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَالتَّعَوُّذُ وَبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَاٰمِیْنَ وَاللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ۔

حضرت ابراہیم نخعیؒ کہتے ہیں کہ پانچ چیزوں کو (نماز میں) آہستہ پڑھا جاتا ہے (سبحانک اللّٰھم۔ الخ تعوذ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور آمین اور اللھم ربنا لک الحمد۔

(مصنف عبدالرزاق ص ۸۷ ج ۲)

۹۔ وَعَنْهُ یُخْفِی الْاِمَامُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَالْاِسْتِعَاذَةَ وَاٰمِیْنَ وَرَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۴۱۱ ج ۱ و مصنف عبدالرزاق ص ۸۷ ج ۲)

حضرت ابراہیم نخعیؒ کہتے ہیں کہ امام بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور تعوذ، آمین اور ربنا لک الحمد کو آہستہ پڑھے۔

۱۰۔ علامہ ماردینیؒ تحریر کرتے ہیں۔

وَقَدْ قَدَّمْنَا فِیْ بَابِ الْجَهْرِ بِالْبَسْمَلَةِ اَنَّ عُمَرَ وَعَلِیًّا لَمْ یَکُوْنَا یَجْهَرَانِ بِاٰمِیْنَ قَالَ الطَّبَرِیُّ وَرُوِیَ ذٰلِكَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَرُوِیَ عَنِ النَّخْعِیِّ وَالشَّعْبِیِّ وَاِبْرَاهِیْمَ التَّیْمِیِّ کَانُوْا یُخْفُوْنَ بِاٰمِیْنَ وَالصَّوَابُ اَنَّ الْخَبَرَیْنِ بِالْجَهْرِ وَالْمُخَافَتَةِ صَحِیْحَانِ وَعَمِلَ بِکُلٍّ مِّنْ فِعْلَیْهِ جَمَاعَةٌ مِّنَ الْعُلَمَاءِ وَاِنْ کُنْتُ مُخْتَارًا خَفْضَ الصَّوْتِ بِهَا اِذْ اَکْثَرُ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِیْنَ عَلٰی ذٰلِكَ

(الجوہر النقی علی البیہقی ص ۵۸ ج ۲ عمدۃ القاری ص ۵۱ ج ۳)

اور ہم "باب الجہر بالبسملۃ" میں یہ بات ذکر کر چکے ہیں کہ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ "آمین" کو اونچی آواز سے نہیں کہتے تھے۔ حضرت امام طبریؒ نے کہا ہے اور اسی طرح روایت کیا گیا ہے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے امام ابراہیم نخعیؒ۔ امام شعبیؒ۔ ابراہیم تیمیؒ سے کہ وہ آہستہ آواز سے آمین کہتے تھے۔ صحیح بات یہ ہے کہ آہستہ اور بلند آواز سے آمین کہنے کی دونوں روایتیں صحیح ہیں اور علماء کی جماعت نے دونوں پر عمل کیا ہے۔ اگرچہ میں (آمین کے بارہ میں) پست آواز والی روایت کو اختیار کرتا ہوں۔ کیونکہ اکثر صحابہؓ اور تابعینؒ کا عمل اس پر تھا

مسئلہ آمین کو آہستہ آواز سے کہنا اولیٰ اور افضل ہے۔ اور اگر کبھی بغرض تعلیم جہر سے کہا تو بھی جائز ہے۔ جیسا کہ علامہ ابن قیم جوزیؒ لکھتے ہیں۔

فَاِذَا جَهَرَ بِهٖ الْاِمَامُ اَحْيَانًا لِيُعَلِّمَ الْمَامُوْمِيْنَ فَلَا بَاْسَ بِذٰلِكَ فَقَدْ جَهَرَ عُمَرُ بِالْاِفْتِتَاحِ لِيُعَلِّمَ الْمَامُوْمِيْنَ وَجَهَرَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ بِقِرَاءَةِ الْفَاتِحَةِ فِيْ صَلٰوةِ الْجَنَازَةِ لِيُعَلِّمَهُمْ اَنَّهَا سُنَّةٌ وَمِنْ هٰذَا اَيْضًا جَهْرُ الْاِمَامِ بِالتَّامِيْنِ وَهٰذَا مِنَ الْاِخْتِلَافِ الْمُبَاحِ الَّذِيْ لَا يُعَنَّفُ فِيْهِ مَنْ فَعَلَهٗ وَلَا مَنْ تَرَكَهٗ وَهٰذَا كَرَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي الصَّلٰوةِ وَتَرْكِهٖ وَكَالْخِلَافِ فِيْ اَنْوَاعِ التَّشَهُّدَاتِ وَاَنْوَاعِ الْاَذَانِ وَالْاِقَامَةِ وَاَنْوَاعِ النُّسُكِ مِنَ الْاِفْرَادِ وَالْقِرَانِ وَالتَّمَتُّعِ۔

(زاد المعاد ص۱۰۶)

پس جب امام (دعائے قنوت) کو بھی بالجہر پڑھے۔ مقتدیوں کی تعلیم کے لیے۔ تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔ حضرت عمرؓ ثناء کے الفاظ بھی مقتدیوں کی خاطر کبھی بالجہر پڑھتے تھے۔ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ بالجہر پڑھی تھی تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اس کا پڑھنا سنت ہے۔ (حضرت عبداللہ ابن عباسؓ اس باب میں منفرد ہیں۔ کیونکہ اکثر صحابہ کرامؓ سورۃ فاتحہ کو جنازہ کی نماز میں پڑھنے کے قائل نہیں) اور اس سلسلہ میں امام کا آمین کو بالجہر پڑھنا بھی (یعنی تعلیم کی غرض سے) مباح اختلاف کے قبیل سے ہے۔ جن میں کسی طرف بھی سختی کرنی درست نہیں۔ جو کرتا ہے اس کے لیے بھی اور جو نہیں کرتا اس کے لیے بھی گنجائش ہے۔ اور یہ ایسا ہی ہے جیسا نماز میں رفع یدین کرنا نہ کرنا دونوں طرح درست ہے۔ اور جیسا کہ تشہد کے مختلف الفاظ کا پڑھنا اور جیسا کہ اذان اور اقامت کے الفاظ اور طریق میں اور حج کے انواع افراد یا قران اور تمتع وغیرہ کا اختلاف ہے۔

علامہ ابن قیم جوزیؒ کی تائید حضرت وائل بن حجرؓ کی اس روایت سے بھی ہوتی ہے۔ جیسے علامہ ابو بشر محمد بن احمد دولابیؒ نے نقل کیا ہے۔

عَنْ اَبِيْ سَكَنٍ حُجْرِ بْنِ عَنْبَسٍ الثَّقَفِيِّ

حضرت وائل بن حجرؓ کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت

قَالَ سَمِعْتُ وَائِلَ بْنَ حُجْرٍ الْحَضْرَمِيَّ يَقُوْلُ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللّٰہ صلی علیہ وسلم حِيْنَ فَرَغَ مِنَ الصَّلٰوةِ حَتّٰى رَأَيْتُ خَدَّهٗ مِنْ هٰذَا الْجَانِبِ وَمِنْ هٰذَا الْجَانِبِ وَقَرَءَ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ فَقَالَ اٰمِيْنَ يَمُدُّ بِهَا صَوْتَهٗ مَا اَرَاهُ اِلَّا لِيُعَلِّمَنَا

صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو سلام کے وقت میں نے آپ کے رخسار مبارک کو دونوں طرف پھرتے ہوئے دیکھا اور جب آپ نے غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ پڑھا۔ تو آپ نے آمین کہا آپ اس کے ساتھ اپنی آواز کو دراز کرتے تھے اور میرا خیال ہے کہ یہ آپ نے ہمیں تعلیم دینے کے لیے کیا تھا۔

(کتاب الکنیٰ والاسماء ص ۱۹۷ ج ۱ مطبوعہ مکتبہ الاثریہ سانگلہ ہل)

علامہ ابو البشر دولابیؒ نے خود ہی اس روایت پر جرح بھی نقل کی ہے۔ لکھتے ہیں۔

سَمِعْتُ الْعَبَّاسَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ يَحْيٰى يَقُوْلُ اَبُو السَّكَنِ كَانَ بِالْحَرَمِ وَكَانَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ وَلَمْ يَكُنْ بِشَيْءٍ وَفِيْ مَوْضِعٍ اٰخَرَ زِيَادٌ اَبُو السَّكَنِ لَيْسَ بِشَيْءٍ (کتاب الکنیٰ والاسماء ص ۱۹۷ ج ۱)

علامہ ابو البشر دولابیؒ کا ابو السکن راوی پر جو کہ مشہور تابعی ہیں جرح کرنا درست نہیں۔ کیونکہ علامہ خطیب بغدادیؒ لکھتے ہیں۔

ا۔ حجر بن عنبس ابو العنبس ویقال ابو السکن الحضرمی ادرک الجاھلیۃ ولم یلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روی عن علی و وائل بن حجرؓ حدث عنہ سلمۃ بن کھیل (الی ان قال) وکان ثقۃ احتج بحدیثہ غیر واحد من الائمۃ (تاریخ بغداد ص ۲۷۴ ج ۸)

۲۔ علامہ ابن حجر عسقلانیؒ لکھتے ہیں۔

حجر بن العنبس الحضرمی ابو العنبس ویقال ابو السکن الکوفی روی عن علیؓ ووائل بن حجرؓ وعنہ سلمۃ بن کھیل وعلقمۃ (الی ان قال) قال ابن معین شیخ کوفی ثقۃ مشھور (الی ان قال) وقال الخطیب

كان ثقة أخرج له حديثا واحدا في الجهر بآمين وصحح الدارقطني وغيره حديثه وذكره ابن حبان في الثقات في التابعين

(تہذیب التہذیب ص ۲۱۴ ج ۲)

۲- نیز اسی راوی حجر بن العنبسؒ (جو کہ ابو العنبس بھی ہے اور اسی کو ابو السکن بھی کہا جاتا ہے۔ جیسا کہ تاریخ بغداد، تہذیب التہذیب کے حوالہ میں ابھی گذرا ہے) سے دارقطنیؒ نے سنن دارقطنی ص ۳۳۴ ج ۱ میں روایت نقل کرنے کے بعد اس کی روایت کو صحیح کہا ہے۔ اور امام ترمذیؒ نے ترمذی ص ۶۳ میں اس کی روایت کو حسن کہا ہے۔ اور اسی راوی سے صحیح ابن حبان ص ۲۲۰ ج ۳ اور دارمی ص ۲۲۸ ج ۱ وغیرہ میں بھی روایت موجود ہے۔ تو یہ راوی مجروح نہیں۔ البتہ اس روایت میں یحییٰ بن سلمہ بن کہیل مجروح ہے۔ اگرچہ اس کو ابن حبانؒ نے ثقہ بھی کہا ہے۔ لیکن دیگر ائمہ نے اس پر جرح کی ہے۔ اور ہم اس کی روایت سے استدلال نہیں کر رہے ہیں بلکہ آمین بالجہر اور بالسر کی روایات میں تطبیق کے لیے پیش کر رہے ہیں، تا کہ دونوں روایتوں پر عمل ہو جائے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

مسئلہ آمین کہنے کے بعد فرضوں کی پہلی دو رکعتوں اور باقی سب نمازوں کی تمام رکعت میں کوئی سورۃ یا کچھ حصہ قرآن پاک کا پڑھے۔

مسئلہ ہر رکعت میں الحمد سے پہلے اور سورۃ کے پڑھنے کے وقت بھی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنا مستحب ہے

(شرح نقایہ ص ۷۴ ج ۱، کبیری ص ۳۰۸)

رکوع جب قراءۃ ختم کرلے تو پھر تکبیر کہہ کر رکوع کرے (ہدایہ ص ۹۶ ج ۱، شرح نقایہ ص ۷۶ ج ۱، کبیری ص ۳۱۴)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا قَامَ اِلَی الصَّلٰوۃِ یُکَبِّرُ حِیْنَ یَقُوْمُ ثُمَّ یُکَبِّرُ حِیْنَ یَرْکَعُ (بخاری ص ۱۰۹ ج ۱، مسلم ص ۱۶۹ ج ۱)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تھے تو تکبیر کہتے تھے۔ پھر جب رکوع کرتے تو تکبیر کہتے تھے۔

مسئلہ رکوع جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین نہ کرے۔ رفع یدین صرف تکبیر افتتاح کے وقت ہے۔ (کتاب الحجہ ص ۹۴ ج ۱، ہدایہ ص ۱۱۰ ج ۱، شرح نقایہ ص ۷۹ ج ۱، کبیری ص ۳۲۴)

رکوع جاتے وقت اور اس سے اٹھتے وقت رفع یدین

صحیح بات یہ ہے کہ نماز میں رفع یدین کرنا صرف تکبیر تحریمہ کے ساتھ ہی سنت اور متفق علیہ ہے۔ رکوع میں جاتے وقت یا رکوع سے اٹھتے وقت اصح بات یہ ہے کہ رفع یدین کرنا بہتر نہیں۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل سے اور صحابہ کرام رض و تابعین عظام کے تعامل سے ثابت ہے۔

۱۔ جابر بن سمرۃ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَالِی اَرَاکُمْ رَافِعِیْ اَیْدِیْکُمْ کَاَنَّھَا اَذْنَابُ خَیْلٍ شُمُسٍ اُسْکُنُوْا فِی الصَّلٰوۃِ۔ (مسلم ص۱۸۱ ج۱، ابوداؤد ص۱۴۳ ج۱)

حضرت جابر بن سمرۃ رض کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کیا ہے کہ میں تم کو ہاتھ اٹھاتے ہوئے دیکھتا ہوں گویا کہ وہ مست گھوڑوں کے دم ہیں۔ اُسْکُنُوْا سکون پکڑو نماز میں۔

۲۔ ابن مسعود رض اَلَا اُصَلِّیْ بِکُمْ صَلٰوۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فَصَلّٰی وَلَمْ یَرْفَعْ یَدَیْہِ اِلَّا اَوَّلَ مَرَّۃٍ (ترمذی ص۶۴، ابوداؤد ص۱۰۹ ج۱، نسائی ص۱۵۸ ج۱، مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۳۶ ج۱، محلی ص۸۲ ج۴)

حضرت عبداللہ بن مسعود رض نے کہا ہے کہ کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز نہ پڑھاؤں۔ پھر نماز پڑھائی اور ہاتھ صرف اس کی ابتداء میں ہی اٹھائے۔

۳۔ ابن مسعود رض قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم وَاَبِیْ بَکْرٍ رض وَعُمَرَ رض فَلَمْ یَرْفَعُوْا اَیْدِیَھُمْ اِلَّا عِنْدَ الْاِفْتِتَاحِ الصَّلٰوۃِ (بیہقی ص۸۰ ج۲، والجوہر النقی علی البیہقی ص۷۸ ج۲، دارقطنی ص۲۹۵ ج۱)

حضرت عبداللہ بن مسعود رض کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رض اور حضرت عمر رض کے ساتھ نمازیں پڑھی ہیں یہ حضرات افتتاح صلوٰۃ کے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے۔

۴۔ براء بن عازب رض کَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا کَبَّرَ لِافْتِتَاحِ الصَّلٰوۃِ رَفَعَ یَدَیْہِ حَتّٰی تَکُوْنَ

حضرت براء بن عازب رض کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرنے کے لیے تکبیر تحریمہ کہتے تھے تو ہاتھ اٹھاتے تھے۔ یہاں تک

إبْهَامَاهُ قَرِيبًا مِنْ شَحْمَتَيْ أُذُنَيْهِ ثُمَّ لَا يَعُودُ (طحاوی ص۱۵۴ ج۱، ابوداؤد ص۱۰۹ ج۱، بمعناہ مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۳۶ ج۱)

کہ ہاتھوں کے انگوٹھے کانوں کی لو کے برابر ہو جاتے تھے۔ پھر آپ ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔

۵۔ عباد بن الزبیر اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ رَفَعَ یَدَیْہِ فِیْ اَوَّلِ الصَّلٰوۃِ ثُمَّ لَمْ یَرْفَعْھُمَا فِیْ شَیْءٍ حَتّٰی یَفْرُغَ (نصب الرایہ ص۴۰۴ ج۱ بحوالہ بیہقی فی الخلافیات)

حضرت عباد بن زبیرؒ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تھے تو ہاتھ صرف پہلی مرتبہ اٹھاتے تھے۔ نماز میں۔ پھر دوبارہ نہیں اٹھاتے تھے۔

۶۔ اَنَّ عَلِیًّاؓ یَرْفَعُ یَدَیْہِ فِیْ اَوَّلِ تَکْبِیْرَۃٍ مِّنَ الصَّلٰوۃِ ثُمَّ لَا یَرْفَعُ بَعْدُ۔ (طحاوی ص۱۵۴ ج۱، بیہقی ص۸۰ ج۲، مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۳۶ ج۱، مؤطا امام محمد ص۸۸)

حضرت علیؓ نماز میں پہلی تکبیر (تحریمہ) کے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے۔ پھر نہ اٹھاتے تھے۔

۷۔ سعید بن جبیر عن ابن عباس قَالَ لَا تُرْفَعُ الْاَیْدِیْ اِلَّا فِیْ سَبْعِ مَوَاطِنَ اِذَا قَامَ اِلَی الصَّلٰوۃِ الخ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۳۷ ج۱)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ ہاتھ نہ اٹھائے جائیں مگر سات مواقع میں ان میں ایک نماز شروع کرتے وقت ہے۔

۸۔ عَنِ الْاَسْوَدِ ـــــ قَالَ رَأَیْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ یَرْفَعُ یَدَیْہِ فِیْ اَوَّلِ تَکْبِیْرَۃٍ ثُمَّ لَا یَعُوْدُ قَالَ عَبْدُ الْمَلِکِ وَرَأَیْتُ الشَّعْبِیَّ وَاِبْرَاھِیْمَ وَاَبَا اِسْحَاقَ لَا یَرْفَعُوْنَ اَیْدِیَھُمْ اِلَّا حِیْنَ یَفْتَتِحُوْنَ الصَّلٰوۃَ (طحاوی ص۱۵۶ ج۱، مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۳۶ ج۱، الجوہر النقی علی البیہقی ص۷۵ ج۲ وقال الذہبی صحیح علی شرط مسلم)

حضرت اسودؒ کہتے ہیں میں نے حضرت عمرؓ بن الخطاب کو دیکھا کہ آپ پہلی ہی تکبیر تحریمہ کے ساتھ ہاتھ اٹھاتے تھے۔ اور پھر پلٹ کر دوبارہ ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔ اور عبدالملکؒ کہتے ہیں کہ میں نے امام شعبیؒ۔ ابراہیم نخعیؒ اور ابواسحقؒ کو دیکھا ہے یہ صرف نماز کے افتتاح کے وقت ہی ہاتھ اٹھاتے تھے۔

۹۔ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عُمَرَ فَلَمْ يَكُنْ يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِلَّا فِي التَّكْبِيْرَةِ الْاُوْلٰى مِنَ الصَّلٰوةِ
(طحاوی ص۱۵۵ ج۱، مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۳۷ ج۱، اسنادہ صحیح)

حضرت مجاہدؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔ آپ نماز میں صرف پہلی تکبیر کے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے۔

۱۰۔ اَبِي اِسْحَاقَ قَالَ كَانَ اَصْحَابُ عَبْدِ اللّٰهِ وَاَصْحَابُ عَلِيٍّ لَا يَرْفَعُوْنَ اَيْدِيَهُمْ اِلَّا فِي افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ قَالَ وَكِيْعٌ ثُمَّ لَا يَعُوْدُوْنَ
(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۳۶ ج۱، الجوہر النقی علی البیہقی ص۷۹ ج۲)

[حض]رت ابو اسحاق [کہت]ے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن [مسعودؓ ک]ے ساتھی اور شاگرد اور حضرت علیؓ کے ساتھی اور شاگرد نماز میں ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔ سوائے تکبیر افتتاح کے۔ وکیعؒ کہتے ہیں کہ پھر اس پہلی تکبیر کے بعد نماز میں ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے

۱۱۔ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي اَوَّلِ شَيْءٍ ثُمَّ لَا يَرْفَعُ بَعْدُ (مصنف عبدالرزاق ص۷۱ ج۲، موطا امام محمد ص۹۰، طحاوی ص۱۵۴ ج۱، الجوہر النقی علی البیہقی ص۷۹ ج۲)

حضرت ابراہیمؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ صرف پہلی تکبیر کے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے اور اس کے بعد پھر نماز میں ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے

مسئلہ رکوع جاتے وقت اور اس سے اٹھتے وقت رفع یدین نہ کرنا زیادہ بہتر اور اگر کرلے تو جائز ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ اس کو خلافِ اولیٰ کہتے ہیں اور عدم رفع والی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت کو ترجیح دیتے ہیں۔ لیکن اس کے خلاف عمل کرنے والے پر نکیر نہیں کرتے۔ کیونکہ یہ جواز عدم جواز کا مسئلہ نہیں۔ بلکہ اولیٰ غیر اولیٰ کا مسئلہ ہے۔ اسی لیے بعض حضرات نے دونوں پہلوؤں کو سنت ہی قرار دیا ہے۔ جیسا کہ علامہ ابن حزمؒ لکھتے ہیں۔

فَلَمَّا صَحَّ اَنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَرْفَعُ فِي كُلِّ خَفْضٍ وَرَفْعٍ بَعْدَ تَكْبِيْرَةِ الْاِحْرَامِ وَلَا يَرْفَعُ كَانَ كُلُّ ذٰلِكَ مُبَاحًا لَا فَرْضًا وَكَانَ لَنَا اَنْ نُّصَلِّيَ كَذٰلِكَ

پس جب صحیح طور پر یہ بات ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں تکبیر تحریمہ کے بعد رکوع جاتے وقت یا رکوع سے اٹھتے وقت کبھی رفع کرتے تھے۔ اور یہ بھی اسی طرح ثابت ہے کہ کبھی رفع نہیں کرتے تھے۔ اور یہ سب مباح ہے فرض نہیں

فَاِنْ رَفَعْنَا صَلَّيْنَا كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يُصَلِّيْ وَاِنْ لَّمْ نَرْفَعْ فَقَدْ صَلَّيْنَا كَمَا كَانَ عَلَيْهِ السلام يُصَلِّيْ۔ (محلی ۴/۹۲)

اور ہمارے لیے گنجائش ہے کہ ہم اسی طرح نماز پڑھیں۔ پس اگر ہم رفع یدین کریں گے تو ہم نے اسی طرح نماز پڑھی جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے۔ اور اگر ہم رفع یدین نہ کریں پھر بھی ہم نے اسی طرح نماز پڑھی جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے۔

کیفیت رکوع

رکوع میں دونوں ہاتھوں سے گھٹنوں کو پکڑے اور انگلیوں کو کھول دے۔ (ہدایہ ۱/۹۶، شرح نقایہ ۱/۶۷، کبیری ص ۳۱۵)

۱۔ عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ لِيْ يَعْنِي النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم "يَا بُنَيَّ اِذَا رَكَعْتَ فَضَعْ كَفَّيْكَ عَلٰى رُكْبَتَيْكَ وَاَخْرِجْ بَيْنَ اَصَابِعِكَ وَارْفَعْ يَدَيْكَ عَنْ جَنْبَيْكَ۔

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بیٹے جب تم رکوع کرو۔ تو اپنے دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھو۔ اور انگلیوں کو کشادہ کرو۔ اور اپنے ہاتھوں کو پہلوؤں سے دور رکھو۔

(نصب الرایہ ۱/۳۷۴ بحوالہ الطبرانی فی الاوسط والکبیر وصحیح ابن حبان ۳/۲۷۶، عن ابن عمرؓ فی حدیث طویل و مصنف عبد الرزاق ۲/۱۵۱)

۲۔ وَفِيْ حَدِيْثِ رِفَاعَةَؓ قَالَ قَالَ رسول الله صلى الله عليه وسلم فَاِذَا رَكَعْتَ فَاجْعَلْ رَاحَتَيْكَ عَلٰى رُكْبَتَيْكَ وَامْدُدْ ظَهْرَكَ وَمَكِّنْ رُكُوْعَكَ (مسند احمد ۴/۳۴۰)

حضرت رفاعہ رضؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم رکوع کرو تو اپنے ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو گھٹنوں پر رکھو پشت کو پھیلاؤ اور اچھی طرح جم کر رکوع کرو۔

۳۔ عَنْ اَبِيْ حُمَيْدٍ قَالَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم رَكَعَ فَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ

حضرت ابی حمیدؓ سے روایت ہے — آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کیا۔ تو اپنے ہاتھ مبارک دونوں گھٹنوں پر اس طرح رکھے گویا

كَانَّهٗ قَابِضٌ عَلَيْهِمَا وَوَتَّرَ يَدَيْهِ فَنَحَاهُمَا عَنْ جَنْبَيْهِ (ترمذی ص۶۵ وقال حدیث حسن صحیح بیہقی ص۸۵ ج۲)

آپ انکو پکڑے ہوئے ہیں اور آپ نے دونوں بازوؤں کو تان کر اور ان کو اپنے پہلوں سے دور رکھا۔

مسائل رکوع | رکوع اور سجود صحیح شکل میں ادا کرنے چاہئیں۔

۱۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اَقِيْمُوا الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ فَوَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَرَاكُمْ مِنْ بَعْدِيْ (بخاری ص۱۰۲ ج۱، مسلم ص۱۸۰ ج۱)

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے لوگو! رکوع اور سجود صحیح طریق پر ادا کرو۔ بخدا میں تم کو پیچھے سے بھی دیکھ رہا ہوں

۲۔ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ مَرْفُوْعًا اِعْتَدِلُوْا فِي الرُّكُوْعِ وَلَا يَبْسُطْ اَحَدُكُمْ ذِرَاعَيْهِ اِنْبِسَاطَ الْكَلْبِ (دارمی ص۲۴۶ ج۱)

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رکوع میں اعتدال سے رہو اور سجدہ کے وقت تم میں سے کوئی شخص اپنے بازوؤں کو اس طرح نہ پھیلائے جس طرح کتا پھیلاتا ہے (یعنی سارے بازوں کو زمین پر نہ لگائے۔ ہاتھ زمین پر ہو اور بازو نیچے سے اٹھا ہوا ہو)

مسئلہ | رکوع کی حالت میں پشت سیدھی رکھنا ضروری ہے۔

(ہدایہ ص۹۶ ج۱، شرح نقایہ ص۷۶ ج۱، کبیری ص۳۱۵)

۱۔ عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا تُجْزِئُ صَلٰوةٌ لَا يُقِيْمُ الرَّجُلُ فِيْهَا يَعْنِيْ صُلْبَهٗ فِي الرُّكُوْعِ وَفِي السُّجُوْدِ (ترمذی ص۶۵، ابوداود ص۱۲۴ ج۱، نسائی ص۱۵۸ ج۱، ابن ماجہ ص۶۲، دارمی ص۲۴۷ ج۱، بیہقی ص۸۸ ج۲)

حضرت ابومسعود انصاریؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص کی نماز درست نہیں ہے۔ جو اپنی پشت کو رکوع اور سجدہ میں سیدھی نہیں رکھتا۔

۲۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں رسول اللہ

اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا رَکَعَ اسْتَوٰی فَلَوْ صُبَّتْ عَلٰی ظَھْرِہٖ مَاءٌ لَا سْتَقَرَّ (مجمع الزوائد ص۱۲۳ ج۲ بحوالہ طبرانی فی الکبیر وابو یعلی وعَنْ اَبِیْ بَرْزَۃَ الْاَسْلَمِیؓ بحوالہ طبرانی فی الکبیر والاوسط وقال رجالھما موثقون)

صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع کرتے تو پشت مبارک کو ایسا ہموار رکھتے تھے کہ اگر آپ کی پشت مبارک پر پانی بہا دیا جائے تو وہ ٹک جائے۔ (اسی طرح حضرت ابوبرزۃ اسلمیؓ سے بھی روایت ہے)

۳- عَلِیُّ بْنُ شَیْبَانَؓ وَکَانَ مِنَ الْوَفْدِ قَالَ خَرَجْنَا حَتّٰی قَدِمْنَا عَلٰی رَسُوْلِ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم فَبَایَعْنَاہُ وَصَلَّیْنَا خَلْفَہٗ فَلَمَحَ بِمُؤْخِرِ عَیْنِہٖ رَجُلًا لَا یُقِیْمُ صَلٰوتَہٗ یَعْنِیْ صُلْبَہٗ فِی الرُّکُوْعِ وَالسُّجُوْدِ فَلَمَّا قَضَی النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم الصَّلٰوۃَ قَالَ یَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِیْنَ لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَّا یُقِیْمُ صُلْبَہٗ فِی الرُّکُوْعِ وَالسُّجُوْدِ۔ (ابن ماجہ ص۶۲ اسنادہ صحیح)

حضرت علی بن شیبانؓ اس وفد میں تھے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تھا۔ کہتے ہیں ہم اپنے گھروں سے نکلے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ کے ہاتھ پر بیعت کی، اور آپ کے پیچھے نمازیں پڑھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ مبارک ایک شخص پر پڑی جو نماز میں اپنی پشت کو سیدھا نہیں رکھ رہا تھا رکوع وسجود میں۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے، تو آپ نے فرمایا اے مسلمانوں کے گروہ! اس کی نماز صحیح نہیں جو رکوع و سجود میں پشت کو سیدھا نہیں رکھتا۔

مسئلہ | رکوع میں سر کو پشت کے ساتھ برابر رکھے۔ بلا عذر سر اونچا نیچا نہ ہو۔

(ہدایہ ص۹۸ ج۱، شرح نقایہ ص۷۶ ج۱، کبیری ص۳۱۵)

۱- عَنْ عَائِشَۃَؓ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَسْتَفْتِحُ الصَّلٰوۃَ بِالتَّکْبِیْرِ وَ الْقِرَاءَۃَ بِالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَکَانَ اِذَا رَکَعَ لَمْ یُشْخِصْ رَاْسَہٗ وَلَمْ

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کہتی ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز کو تکبیر سے شروع کرتے تھے اور قراءۃ کو الحمد للہ رب العلمین سے اور جب رکوع کرتے تھے۔ تو سر مبارک نہ اوپر اٹھاتے اور نہ نیچے کرتے تھے۔ بلکہ اس کے درمیان

يُصَوِّبُهُ وَلٰكِنْ بَيْنَ ذٰلِكَ (مسلم ص۱۹۴ ج۱) ہوتا تھا۔ (پشت کے برابر)

مسئلہ رکوع کی حالت میں نگاہ سجدہ کی جگہ پر ہونی چاہیئے۔

اَنَسٍؓ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عليه وسلم قَالَ يَا اَنَسُ اجْعَلْ بَصَرَكَ حَيْثُ تَسْجُدُ (بیہقی ص۲۸۴ ج۲)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے انس! اپنی نگاہ کو اس جگہ رکھو جہاں سجدہ کرتے ہو۔

وَقَالَ قَاضِيْ ثَنَاءُ اللّٰهِ هُوَ مُجَرَّبٌ لِدَفْعِ الْوَسْوَاسِ ( )

قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ کہتے ہیں کہ یہ بات (نگاہ سجدہ کی جگہ پر رکھنا) وسوسہ کو دفع کرنے کے لیے مجرب ہے۔

نَظَرُهٗ اِلٰى مَوْضِعِ سُجُوْدِهٖ حَالَ قِيَامِهٖ وَاِلٰى ظَهْرِ قَدَمَيْهِ حَالَ رُكُوْعِهٖ وَاِلٰى اَرْنَبَةِ اَنْفِهٖ حَالَ سُجُوْدِهٖ وَاِلٰى حَجْرِهٖ حَالَ قُعُوْدِهٖ وَاِلٰى مَنْكِبِهِ الْاَيْمَنِ وَالْاَيْسَرِ عِنْدَ تَسْلِيْمِهِ الْاُوْلٰى وَالثَّانِيَةِ وَاِمْسَاكُ فَمِهٖ عِنْدَ التَّثَاؤُبِ وَاِنْ لَّمْ يَقْدِرْ غَطَّاهُ بِظَهْرِ يَدِهٖ وَدَفْعُ السُّعَالِ مَا اسْتَطَاعَ۔

(درمختار ص۲۳ ج۱ آداب الصلوٰۃ)

(فقہائے کرام کہتے ہیں) کہ قیام کی حالت میں نگاہ مقام سجدہ میں ہونی چاہیئے۔ رکوع کی حالت میں پاؤں کی پشت پر۔ اور سجدہ کی حالت میں ناک کے کنارہ پر۔ قعدہ میں بیٹھنے کی حالت میں نگاہ گود میں ہونی چاہیئے۔ اور سلام پھیرتے وقت دائیں بائیں کندھے پر۔ اور جمائی کے وقت منہ کو بند کرو اور قابو نہ پاؤ تو اپنے ہاتھ کی پشت منہ پر رکھو اور کھانسی کو جہاں تک ممکن ہو دفع کرنے کی کوشش کرو۔

مسئلہ رکوع اور سجود میں نقصان کرنے والا بدترین قسم کا چور ہے۔

عَنْ نُعْمَانَ بْنِ مُرَّةَ رضہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عليه وسلم مَا تَرَوْنَ فِي الشَّارِبِ وَالسَّارِقِ وَالزَّانِيْ وَذٰلِكَ قَبْلَ اَنْ يَّنْزِلَ فِيْهِمْ قَالُوْا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ

حضرت نعمان بن مرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ شرابی۔ زانی اور چور کے بارے میں کیا کہتے ہو۔ اور یہ اس وقت کی بات ہے جب کہ ان جرائم کے بارے میں حدود نہیں نازل ہوئے تھے انہوں نے عرض کیا اللہ تعالےٰ

قَالَ هُنَّ فَوَاحِشُ وَفِيهِنَّ عُقُوبَةٌ وَاَسْوَأُ السَّرِقَةِ الَّذِي يَسْرِقُ صَلٰوتَهٗ قَالُوْا وَكَيْفَ يَسْرِقُ صَلٰوتَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَا يُتِمُّ رُكُوْعَهَا وَلَا سُجُوْدَهَا۔

اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ فواحش ہیں یعنی فحش قسم کے گناہ ہیں اور ان میں سزا ہے۔ لیکن سب سے بڑی چوری وہ ہے جو شخص اپنی نماز میں چوری کرتا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا۔ حضور! وہ کس طرح چوری کرتا ہے اپنی نماز کی؟ فرمایا کہ اس کا رکوع اور سجود پورا نہیں کرتا۔

(موطا امام مالک ص۱۵۳) آخری حصہ دارمی ص۲۴۷ ج۱ میں حضرت ابوقتادہؓ اور صحیح ابن حبان ص۲۷ ج۲ میں حضرت ابوہریرہؓ سے موجود ہے۔

رکوع کی تسبیح

رکوع میں کم از کم تین بار سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ (پاک ہے میرا رب جو عظمت والا ہے) اور یہ تین بار تسبیح پڑھنا سنت کامل کا ادنیٰ درجہ ہے۔ (ہدایہ ص۹۸ ج۱، شرح نقایہ ص۷۶ ج۱، کبیری ص۳۱۶)

۱۔ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اجْعَلُوْهَا فِي رُكُوْعِكُمْ فَلَمَّا نَزَلَتْ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اجْعَلُوْهَا فِي سُجُوْدِكُمْ (ابوداؤد ص۱۲۶ ج۱، ابن ماجہ ص۶۳، دارمی ص۲۴۱ ج۱)

حضرت عقبہ بن عامرؓ کہتے ہیں کہ جب فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ آیت نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو رکوع میں کر دو۔ اور جب سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى نازل ہوئی تو آپ نے فرمایا اس کو سجدہ میں کر دو۔

۲۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قَالَ اِذَا رَكَعَ اَحَدُكُمْ فَقَالَ فِي رُكُوْعِهٖ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَدْ تَمَّ رُكُوْعُهٗ

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں کوئی شخص رکوع کرتا ہے اور رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ تین بار کہتا ہے تو اس کا رکوع تام ہو گیا اور یہ تین دفعہ کہنا کامل سنت کا ادنیٰ درجہ ہے۔ اور

وَذٰلِكَ اَدْنَاهُ وَاِذَا سَجَدَ فَقَالَ فِیْ سُجُوْدِهٖ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَقَدْ تَمَّ سُجُوْدُهٗ وَذٰلِكَ اَدْنَاهُ (ترمذی ص۶۵، ابوداود ص۱۲۶ ج۱، ابن ماجہ ص۶۳)

جب سجدہ کرتا ہے اور تین دفعہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہتا ہے۔ تو اس کا سجدہ تام ہو گیا۔ اور یہ ادنیٰ درجہ ہے کامل سنت کا۔

رکوع کی تسبیحات کے مزید الفاظ

۱۔ وَفِیْ حَدِیْثِ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍؓ قَالَ قُمْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم (اِلٰی اَنْ قَالَ) یَقُوْلُ فِیْ رُکُوْعِهٖ سُبْحَانَ ذِی الْجَبَرُوْتِ وَالْمَلَکُوْتِ وَالْکِبْرِیَاءِ وَالْعَظَمَةِ۔ (نسائی ص۱۶۱ ج۱)

حضرت عوف بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز میں کھڑا ہوا تو آپ رکوع میں کہتے تھے "سُبْحَانَ ذِی الْجَبَرُوْتِ وَالْمَلَکُوْتِ وَالْکِبْرِیَاءِ وَالْعَظَمَةِ" (پاک ہے رب جبروت اور ملکوت والا اور بڑائی اور عظمت والا پروردگار)

۲۔ وَفِیْ حَدِیْثِ عَائِشَةَ رضی اللّٰه عنها اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللّٰه علیه وسلم کَانَ یَقُوْلُ فِیْ رُکُوْعِهٖ وَسُجُوْدِهٖ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلٰٓئِکَةِ وَالرُّوْحِ (مسلم ص۱۹۲ ج۱، ابوداود ص۱۲۷ ج۱، نسائی ص۱۶۰ ج۱)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رکوع و سجود میں کہتے تھے پاکیزگی والا اور تقدیس والا ہے پروردگار جو ملائکہ اور روح کا بھی پروردگار ہے۔

۳۔ عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوْعًا یَقُوْلُ فِیْ رُکُوْعِهٖ وَسُجُوْدِهٖ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ (بخاری ص۱۰۹ ج۱، مسلم ص۱۹۲ ج۱)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے رکوع میں یہ دعا پڑھتے تھے: سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ (پاک ہے تیری ذات اے اللہ ہمارے پروردگار تیرے لیے تعریف ہے۔ اے اللہ میری غلطیاں اور گناہ معاف کر دے۔)

۴۔ عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم کَانَ اِذَا رَکَعَ قَالَ" اَللّٰھُمَّ لَکَ رَکَعْتُ وَلَکَ اَسْلَمْتُ وَبِکَ اٰمَنْتُ خَشَعَ لَکَ سَمْعِیْ وَبَصَرِیْ وَعِظَامِیْ وَمُخِّیْ وَعَصَبِیْ (نسائی صہ ۱۶۱/۱)

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت رکوع میں یہ دعا پڑھتے تھے" اَللّٰھُمَّ لَکَ رَکَعْتُ وَلَکَ اَسْلَمْتُ وَبِکَ اٰمَنْتُ خَشَعَ لَکَ سَمْعِیْ وَبَصَرِیْ وَعِظَامِیْ وَمُخِّیْ وَعَصَبِیْ" (اے اللہ! میں تیرے لیے ہی رکوع کرتا ہوں اور تجھ پہ ایمان رکھتا ہوں۔ اور تیرے لیے ہی فرمانبرداری کرتا ہوں' میرے کان' آنکھیں' ہڈیاں گودا اور پٹھے سب تیرے سامنے خشوع اور عاجزی کرنے والے ہیں۔

مسئلہ یہ ادعیہ اگرچہ فرائض میں بھی پڑھی جا سکتی ہیں' لیکن فرائض میں چونکہ تخفیف زیادہ مناسب ہے۔ اس لیے نوافل میں ان ادعیہ کا پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔

مسئلہ رکوع کی حالت میں قرآن پاک پڑھنا مکروہ ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ مَرْفُوْعًا اَلَا اِنِّیْ نُھِیْتُ اَنْ اَقْرَءَ الْقُرْاٰنَ رَاکِعًا اَوْ سَاجِدًا فَاَمَّا الرُّکُوْعُ فَعَظِّمُوْا فِیْہِ الرَّبَّ۔ (مسلم صہ ۱۹۱/۱)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سنو! مجھے منع کیا گیا ہے کہ میں رکوع اور سجدہ کی حالت میں قرآن پڑھوں رکوع کی حالت میں رب تعالیٰ کی تعظیم کرو۔ (سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ کہو)

قومہ پھر رکوع سے سیدھا کھڑا ہو پورے اطمینان کے ساتھ اس کو قومہ کہتے ہیں یہ واجب ہے۔ (فتح القدیر صہ ۲۱۲/۱)

۱۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو نماز کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا

ثُمَّ ارْکَعْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰی تَعْتَدِلَ قَائِمًا ثُمَّ

پھر تم رکوع کرو یہاں تک کہ اچھی طرح اطمینان سے رکوع کرنے والے ہو —— پھر

اسْجُدْ (بخاری ص۱۰۹ ج۱، ترمذی ص۳۸، ابوداؤد ص۱۲۴ ج۱) اپنا سر اٹھاؤ، پھر بالکل سیدھے کھڑے ہو اور پھر سجدہ کرو

۲۔ حضرت رفاعہ بن رافعؓ کی روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ثُمَّ ارْكَعْ فَاطْمَئِنَّ رَاكِعًا ثُمَّ اعْتَدِلْ قَائِمًا ثُمَّ اسْجُدْ — پھر رکوع کرو اطمینان سے، پھر اعتدال سے بالکل سیدھے کھڑے ہو، پھر سجدہ کرو۔

(ترمذی ص۳۸، ابوداؤد ص۱۲۴ ج۱)

۳۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ لَمْ يَسْجُدْ حَتّٰى يَسْتَوِيَ قَائِمًا — ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سر رکوع سے اٹھاتے تھے تو سجدہ نہیں کرتے تھے۔ جب تک بالکل سیدھے کھڑے نہ ہو جاتے۔

(مسلم ص۱۹۴ ج۱)

تسمیع وتحمید

:- قومہ میں امام سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہے اور مقتدی رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہے (اللہ تعالیٰ نے سن لی اس کی بات جس نے اس کی تعریف کی) (اے ہمارے پروردگار تیرے لیے ہی تعریفیں ہیں)

حضرت امام ابوحنیفہؒ ایسا ہی فرماتے ہیں۔ اور بعض دوسرے ائمہ کرام فرماتے ہیں کہ امام اور مقتدی دونوں تسمیع بھی پڑھیں اور تحمید بھی۔ (ہدایہ ص۹۸ ج۱، شرح نقایہ ص۷۳ ج۱، کبیری ص۳۱۸)

۱۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ فَاِنَّهٗ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهٗ قَوْلَ الْمَلٰٓئِكَةِ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ (بخاری ص۱۰۹ ج۱، مسلم ص۱۷۶ ج۱) — حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب امام سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہے۔ تو تم کہو اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کیونکہ جس کا قول ملائکہ کے قول کے ساتھ برابر ہوا تو اس کے اگلے گناہ معاف ہو گئے

۲۔ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ قَالَ كُنَّا — حضرت رفاعہ بن رافعؓ کہتے ہیں کہ ہم حضور صلی

نُصَلِّیْ وَرَآءَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرَّکْعَةِ (ای الرکوع) قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقَالَ رَجُلٌ وَّرَآءَهٗ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ مَنِ الْمُتَکَلِّمُ اٰنِفًا قَالَ اَنَا قَالَ رَاَیْتُ بِضْعَةً وَّثَلٰثِیْنَ مَلَکًا یَّبْتَدِرُوْنَهَا اَیُّهُمْ یَکْتُبُهَا اَوَّلُ۔

(بخاری ص۱۱۰ ج۱، ابوداؤد ص۱۱۲ ج۱)

اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے تھے پس جب آپ نے اپنا سر رکوع سے اٹھایا۔ تو سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہا۔ ایک شخص جو آپ کے پیچھے تھا اُس نے کہا رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْهِ (اے ہمارے پروردگار تیرے لیے حمد ہے بہت پاکیزہ اور برکت والی) حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کس نے یہ کلمات کہے ہیں۔ اس شخص نے عرض کیا حضرت میں نے کہے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے کچھ اوپر تیس فرشتے دیکھے ہیں ہر ایک ان میں سے کوشش کرتا تھا۔ کہ اول اس کو لکھ لے۔

مسئلہ: منفرد تسمیع وتحمید دونوں کہے (ہدایہ ص۹۸ ج۱، شرح نقایہ ص۷۷ ج۱، کبیری ص۳۱۸)

۱۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ قَالَ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ (بخاری ص۱۰۹ ج۱)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہتے ہیں (بحالۃ الانفراد) تو اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ بھی کہتے تھے

۲۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ ____ اَبِیْ اَوْفٰی رضی اللہ عنہ قَالَ کَانَ ____ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا رَفَعَ ظَهْرَهٗ مِنَ الرُّکُوْعِ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ اَللّٰهُمَّ

حضرت عبداللہ بن ابی ____ اوفیٰؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنی پشت مبارک رکوع سے اٹھاتے تھے تو کہتے تھے۔ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَکَ

رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْأُ السَّمٰوٰتِ وَمِلْأُ الْاَرْضِ وَمِلْأُ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ (مسلم ص۱۹۰ ج۱)

الحمد ملأ السمٰوٰت وملأ الارض وملأ ما شئت من شیء بعد (اللہ تعالیٰ نے سن لی اس کی بات جس نے اس کی تعریف کی تیرے لیے ہی حمد ہے۔ آسمان اور زمین بھری ہوئی اور جو چیز تو چاہے وہ بھری ہوئی ہو)

۳۔ حضرت ابو سعید خدری رضی کی روایت میں پہلی روایت کے بعد یہ الفاظ زائد ہیں۔

اَهْلُ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ اَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ وَكُلُّنَا لَكَ عَبْدٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ۔ (مسلم ص۱۹۰ ج۱)

اے اللہ تو ہی تعریف اور بزرگی کا مالک ہے سب سے احق یا صحیح بات جو بندے نے کہی ہے۔ اور ہم سب تیرے بندے ہیں۔ وہ بات یہ ہے کہ اے اللہ کوئی نہیں روکنے والا جس کو تو عطا فرمائے اور کوئی دینے والا نہیں جس کو تو روک دے۔ اور نہیں فائدہ پہنچاتا تیرے سامنے بخت والے کو بخت یا کوشش والے کو اس کی کوشش

مسئلہ:- بہتر یہ ہے کہ فرائض میں رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ پر ہی اکتفا کریں۔

۱۔ عَنْ اَنَسٍ رضی اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ مِنْ اَخَفِّ النَّاسِ صَلٰوةً فِيْ تَمَامٍ (مسلم ص۱۸۸ ج۱)

حضرت انس رضی سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے زیادہ ہلکی اور مختصر نماز پڑھاتے تھے۔ لیکن تمام ارکان کو مکمل طریقہ پر ادا فرماتے تھے۔

۲۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اَنَّهٗ قَالَ مَا صَلَّيْتُ وَرَاءَ اِمَامٍ قَطُّ اَخَفَّ صَلٰوةً وَلَا اَتَمَّ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم (مسلم ص۱۸۸ ج۱)

حضرت انس رضی کہتے ہیں کہ میں نے کسی امام کے پیچھے کبھی اتنی مختصر اور مکمل نماز نہیں پڑھی جس قدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز ہوتی تھی

۳- عُثْمَانَ بْنِ اَبِی الْعَاصِؓ قَالَ اٰخِرُ مَا عَهِدَ اِلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ علیه وسلم اِذَا اَمَمْتَ قَوْمًا فَاَخِفَّ بِهِمِ الصَّلٰوةَ (مسلم ص۱۸۸ ج۱)

حضرت عثمان بن ابی العاصؓ نے کہا کہ آخری بات جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تاکیدی طور پر فرمائی تھی وہ یہ تھی جب تم لوگوں کو نماز پڑھاؤ تو نماز کو ان کے لیے مختصر کرو۔

اور نوافل میں وہ تمام اذکار ——— جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں۔ ان کو پڑھیں باعث اجر و ثواب ہوگا۔

سجدہ | پھر تکبیر کہہ کر سجدہ میں چلا جائے۔ پہلے گھٹنے پھر ہاتھ اور پھر پیشانی بمع ناک زمین پر رکھے۔

(ہدایہ ص۹۶ ج۱، شرح نقایہ ص۷۸ ج۱، کبیری ص۳۲۱)

۱- وَائِلِ بْنِ حُجْرٍؓ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم اِذَا سَجَدَ یَضَعُ رُکْبَتَیْهِ قَبْلَ یَدَیْهِ (ترمذی ص۶۱، ابوداؤد ص۱۲۲ ج۱، نسائی ص۱۶۵ ج۱، دارمی ص۲۴۵ ج۱، ابن ماجہ ص۶۳، مستدرک حاکم ص۲۲۶ ج۱)

حضرت وائل بن حجرؓ نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے آپ جب سجدہ کرتے تھے تو گھٹنے اپنے ہاتھوں سے پہلے زمین پر رکھتے تھے۔

۲- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ یَسَارٍ اِذَا سَجَدَ وَضَعَ رُکْبَتَیْهِ ثُمَّ یَدَیْهِ ثُمَّ وَجْهَهُ فَاِذَا اَرَادَ اَنْ یَّقُوْمَ رَفَعَ وَجْهَهُ ثُمَّ یَدَیْهِ ثُمَّ رُکْبَتَیْهِ۔ قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَمَا اَحْسَنَهُ مِنْ حَدِیْثٍ وَاَعْجَبَ بِهٖ (مصنف عبدالرزاق ص۱۷۷ ج۲)

حضرت عبداللہ بن یسارؓ جب سجدہ کرتے تھے پہلے گھٹنے رکھتے تھے۔ اور جب اٹھتے تھے۔ تو پہلے چہرہ اٹھاتے تھے۔ پھر دونوں ہاتھ۔ پھر دونوں گھٹنے اٹھاتے تھے۔

۳- عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّؓ فَصَلّٰی بِنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ علیه

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی۔ میں نے

وسلم حتی رأیت اثر الطین والماء علی جبهۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وارنبتہ

دیکھا مٹی اور پانی کا نشان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی اور ناک مبارک پر۔

(بخاری صـ۱۱۲ جـ۱، مسلم صـ۳۶۲ جـ۱)

مسئلہ: سجدہ کرتے وقت سات اعضاء کو زمین پر ٹکائے۔ دونوں گھٹنے، دونوں ہاتھ، دونوں پاؤں اور پیشانی بمع ناک (ہدایہ صـ۹۷ جـ۱، شرح نقایہ صـ۷۸ جـ۱، کبیری صـ۳۲۱)

۱۔ عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امرت ان اسجد علی سبعۃ اعظم علی الجبھۃ واشار بیدہ علی انفہ والیدین والرکبتین واطراف القدمین ولا نکفت الثیاب والشعر (بخاری صـ۱۱۲ جـ۱، مسلم صـ۱۹۳ جـ۱)

حضرت عبداللہ عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مجھے حکم دیا گیا ہے۔ میں سات اعضاء (سات ہڈیوں) پر سجدہ کروں پیشانی بمع ناک، دو ہاتھ، دو گھٹنے دو پاؤں۔ اور یہ بھی حکم ہے کہ ہم نماز میں کپڑوں اور بالوں کو نہ سمیٹا کریں۔

مسئلہ: پیشانی اور ناک کو دونوں ہاتھوں کے درمیان رکھے (ہدایہ صـ۹۷ جـ۱، شرح نقایہ صـ۷۸ جـ۱، کبیری صـ۳۲۱)

۱۔ عن ابی اسحٰق قال قلت لبراء بن عازب این کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یضع وجھہ اذا سجد فقال بین کفیہ۔

(مستدرک حاکم صـ۲۲۶ جـ۱، طحاوی صـ۱۵۱ جـ۱)

ابو اسحٰقؒ کہتے ہیں کہ میں نے براء بن عازبؓ (صحابی) سے پوچھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کے وقت چہرہ کہاں رکھتے تھے۔ تو حضرت براءؓ نے کہا کہ دونوں ہاتھوں کے درمیان

۲۔ وائل بن حجرؓ قال رمقت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلما

حضرت وائل بن حجرؓ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جب آپ نے سجدہ کیا۔ تو

سَجَدَ وَضَعَ يَدَيْهِ حَذَاءَ أُذُنَيْهِ (مصنف عبدالرزاق ص۱۷۵ ج۲، طحاوی ص۱۵۱ ج۱)

دونوں ہاتھ کانوں کے برابر رکھے۔

۳۔ عَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَضَعُ يَدَيْهِ إِذَا سَجَدَ حَذْوَ أُذُنَيْهِ (مصنف عبدالرزاق ص۱۷۵ ج۲)

حضرت نافعؒ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ جب سجدہ کرتے تھے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو دونوں کانوں کے برابر رکھتے تھے۔

مسئلہ: سجدہ کی حالت میں بازوں اور کہنیوں کو زمین پر نہ لگائے (ہدایہ ص۹۹ ج۱، شرح نقایہ ص۷۵ ج۱، کبیری ص۳۲۱)

۱۔ عَنْ بَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَجَدْتَ فَضَعْ كَفَّيْكَ وَارْفَعْ مِرْفَقَيْكَ (مسلم ص۱۹۴ ج۱)

حضرت براء بن عازبؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم سجدہ کرو۔ تو اپنے ہاتھوں کو نیچے زمین پر رکھو۔ اور کہنیوں کو اٹھا کر رکھو۔

۲۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ اعْتَدِلُوْا فِي السُّجُوْدِ وَلَا يَبْسُطْ أَحَدُكُمْ ذِرَاعَيْهِ انْبِسَاطَ الْكَلْبِ۔ (بخاری ص۱۱۳ ج۱، مسلم ص۱۹۳ ج۱)

حضرت انس رض کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اعتدال اختیار کرو سجدہ میں اور تم میں سے کوئی آدمی نہ پھیلائے اپنے بازوں کو جیسا کتا پھیلاتا ہے۔

مسئلہ: سجدہ کی حالت میں انگلیوں کا رُخ قبلہ کی طرف کرے۔ (ہدایہ ص۱۰۰ ج۱، شرح نقایہ ص۷۵ ج۱)

۱۔ أَبُوْ حُمَيْدِ السَّاعِدِيُّ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَجَدَ وَضَعَ يَدَيْهِ غَيْرَ مُفْتَرِشٍ وَلَا قَابِضِهِمَا وَاسْتَقْبَلَ بِأَطْرَافِ أَصَابِعِ رِجْلَيْهِ الْقِبْلَةَ (بخاری ص۱۱۴ ج۱)

حضرت ابوحمید الساعدیؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب آپ سجدہ کرتے تو اپنے ہاتھ رکھتے تھے انگلیوں کو پھیلا کر نہیں رکھتے تھے اور نہ سکیڑ کر۔ اور آپ اپنے پاؤں کی انگلیاں بھی قبلہ رخ رکھتے تھے۔

مسئلہ: بازوں کو پہلوؤں سے دور رکھے اور سر کو رانوں سے دور رکھے (ہدایہ ص۸۲، شرح نقایہ ص۷۸ ج۱، کبیری ص۳۲۱)

۱۔ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم کَانَ اِذَا سَجَدَ فَرَّجَ یَدَیْہِ عَنْ اِبْطَیْہِ حَتّٰی اِنِّیْ لَاَرٰی بَیَاضَ اِبْطَیْہِ۔ (مسلم ص۱۹۴ ج۱)

حضرت عمرو بن الحارث رض کہتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تھے تو اپنے بازوں کو بغلوں سے دور ہٹا کر رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ کے بغل مبارک کی سفیدی نظر آتی تھی۔

۲۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا تَبْسُطْ ذِرَاعَیْکَ وَادَّعِمْ عَلٰی رَاحَتَیْکَ وَتَجَافَ عَنْ ضَبْعَیْکَ فَاِنَّکَ اِذَا فَعَلْتَ ذٰلِکَ سَجَدَ کُلُّ عُضْوٍ مَعَکَ مِنْکَ (مستدرک حاکم ص۲۲۷ ج۱)

حضرت ابن عمر رض نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے بازوں کو نہ پھیلاؤ۔ اور زمین پر اپنے ہاتھوں کو جما کر رکھو۔ اور بازوں کو پہلوں سے دور رکھو۔ جب تم ایسا کروگے تمہارے ہر عضو کا سجدہ ہوگا۔

مسئلہ: رکوع اور سجدہ میں پشت کو سیدھا رکھے۔

عَنْ طَلْقِ بْنِ عَلِیٍّ الْحَنَفِیِّ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا یَنْظُرُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ اِلٰی صَلٰوۃِ عَبْدٍ لَا یُقِیْمُ فِیْہَا صُلْبَہٗ بَیْنَ رُکُوْعِہَا وَسُجُوْدِہَا (مسند احمد ص۲۲ ج۴)

حضرت طلق بن علی الحنفی رض کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس شخص کی نماز کی طرف نگاہ نہیں کرتے۔ جو اپنی پشت کو رکوع اور سجود میں سیدھا نہیں رکھتا

مسئلہ: رکوع وسجود ٹھیک طریقے سے اطمینان کے ساتھ ادا کرنے چاہئیں۔

حُذَیْفَۃُ رض رَاٰی رَجُلًا لَا یُتِمُّ رُکُوْعَہٗ وَلَا سُجُوْدَہٗ فَلَمَّا قَضٰی

حضرت حذیفہ رض نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ رکوع اور سجدہ پوری طرح ادا نہیں کرتا۔ جب اس نے

قَالَ لَهٗ حُذَيْفَةُ مَا صَلَّيْتَ وَلَوْمِتَّ مِتَّ عَلٰى غَيْرِ سُنَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عليه وسلم (بخاری ص۱۰۹/ج۱، جمع الفوائد ص۲۱۴/ج۱ بحوالہ رزین)

نے نماز ختم کی تو حضرت حذیفہؓ نے کہا تم نے نماز نہیں پڑھی۔ اور اگر تو اسی حالت میں مر گیا۔ تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے خلاف دوسری حالت پر مرے گا۔

تسبیحات و دعوات سجدہ

سجدہ میں تین مرتبہ تسبیح کہنا سنت کامل کا ادنی درجہ ہے۔

۱۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عليه وسلم قَالَ اِذَا سَجَدَ اَحَدُكُمْ فَقَالَ فِيْ سُجُوْدِهٖ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَقَدْ تَمَّ سُجُوْدُهٗ وَذٰلِكَ اَدْنَاهُ (ابن ماجہ ص۶۳، ترمذی ص۶۵، ابوداؤد ص۱۲۶/ج۱)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں کوئی شخص سجدہ کرتا ہے اور تین دفعہ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى (پاک ہے میرا رب جو بلند ہے)، کہتا ہے تو اس کا سجدہ تام ہوگیا اور یہ ادنی درجہ ہے۔

۲۔ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عليه وسلم اِجْعَلُوْهَا فِيْ سُجُوْدِكُمْ (مستدرک ص۲۲۵/ج۱، ابوداؤد ص۱۲۶/ج۱، طحاوی ص۱۳۸/ج۱، ابن ماجہ ص۶۳، دارمی ص۲۴۱/ج۱)

حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی "سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى" تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو اپنے سجدہ میں مقرر کرلو۔ یعنی سجدہ کی حالت میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى پڑھا کرو۔

۳۔ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ سُجُوْدِهٖ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ كُلَّهٗ دِقَّهٗ وَجِلَّهٗ وَاَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ وَعَلَانِيَتَهٗ وَسِرَّهٗ (مسلم ص۱۹۱/ج۱)

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سجدہ میں یہ دعا کرتے تھے (نوافل میں) اے اللہ! میری سب لغزشوں کو معاف فرما دے چھوٹی بڑی، اول، آخر، ظاہر، باطن۔

٤۔ عائشۃ رض قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکثر ان یقول فی رکوعہ وسجودہ سبحانک اللھم ربنا وبحمدک اغفرلی"

(مسلم ص۱۹۲ ج۱)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رض کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رکوع وسجود میں اکثر اوقات یہ تسبیح پڑھتے تھے۔ سبحانک اللھم ربنا وبحمدک اغفرلی (پاک ہے تیری ذات اے اللہ جو ہمارا رب ہے اور تیرے لیے تعریف ہے اے اللہ! میری لغزشوں کو معاف فرمائے۔

٥۔ عائشۃ رض ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یقول فی رکوعہ وسجودہ

سبوح قدوس رب الملائکۃ والروح (مسلم ص۱۹۲ ج۱)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رض کہتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رکوع وسجود میں یہ دعا پڑھتے تھے۔

پاک اور مقدس ہے پروردگار ملائکہ اور روح کا

٦۔ عائشۃ رض فقدت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ من الفراش فالتمستہ فوقعت یدی علی بطن قدمیہ وھو فی المسجد وھما منصوبتان وھو یقول اللھم انی اعوذ برضاک من سخطک واعوذ بک منک لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک (مسلم ص۱۹۲ ج۱)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رض کہتی ہیں۔ ایک رات میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بستر پر نہ پایا میں نے تلاش کیا تو میرے ہاتھ آپ کے پاؤں مبارک کے تلووں پر لگے۔ اور وہ سجدہ میں تھے۔ اور دونوں پاؤں کھڑے کیے ہوئے تھے۔ اور آپ کہہ رہے تھے اے اللہ میں تیری رضا کے ساتھ تیری ناراضگی سے پناہ چاہتا ہوں۔ اور میں تیری ذات کے ساتھ تجھ سے پناہ چاہتا ہوں۔ میں تیری ثنا شمار نہیں کر سکتا۔ تو اسی طرح ہے جیسا کہ تو نے خود اپنی تعریف فرمائی ہے

٧۔ عن علی بن ابی طالب (مرفوعاً) اذا سجد قال اللھم لک سجدت وبک آمنت ولک اسلمت سجد

امیر المومنین حضرت علی رض سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تو کہتے تھے: اے اللہ میں نے تیرے لیے ہی سجدہ کیا ہے۔ اور تجھ

وَجْهِيَ لِلَّذِي خَلَقَهُ وَصَوَّرَهُ وَ شَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ تَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ

(مسلم ص ۲۶۳ ج ۱)

پہ ہی ایمان لایا ہوں۔ اور تیری ہی فرمانبرداری کی ہے۔ میرا چہرہ اس ذات کے آگے سجدہ کرتا ہے جس نے اسے پیدا کیا ہے۔ اور صورت بخشی ہے اور اس سے کان اور آنکھ نکالے ہیں پس بابرکت ہے وہ ذات جو سب سے بہتر پیدا کرنے والی ہے۔

۸۔ عَنْ اَبِي مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم اَنَّهُ كَانَ يَدْعُوْ بِهٰذَا الدُّعَاءِ "رَبِّ اغْفِرْلِيْ خَطِيْئَتِيْ وَجَهْلِيْ وَ اِسْرَافِيْ فِيْ اَمْرِيْ كُلِّهِ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهِ مِنِّيْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ خَطَايَايَ وَعَمَدِيْ وَجَهْلِيْ وَهَزْلِيْ وَكُلُّ ذٰلِكَ عِنْدِيْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ"

(بخاری ص ۹۴۷ ج ۲)

حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ نے بیان کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (سجدہ میں) یہ دعا پڑھتے تھے: اے میرے پروردگار! بخش دے میری لغزشوں کو، میری نادانی کی باتوں کو، اور میرے اسراف کو میرے تمام معاملات میں اور ان سب باتوں کو معاف فرما دے جن کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ اے اللہ! میری خطاؤں کو، میرے قصداً کی ہوئی لغزشوں کو، میری نادانی کی باتوں کو میری دل لگی سے کی ہوئی غلطیوں کو بخش دے اور میرے پاس یہ سب ہیں۔ اے اللہ! بخش دے ان خطاؤں کو جو مجھ سے پہلے سرزد ہوئی ہیں اور جو بعد میں اور جو میں نے پوشیدہ طور پر کی ہیں اور جو ظاہری کھلے طور پر۔ تو ہی ہے آگے بڑھانے والا اور تو ہی ہے پیچھے ہٹانے والا۔ اور تو ہی ہر چیز پر قادر ہے۔

۹۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (مَرْفُوْعًا) يَقُوْلُ فِيْ صَلٰوتِهِ اَوْفِيْ سُجُوْدِهِ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا وَّفِيْ سَمْعِيْ نُوْرًا وَّفِيْ بَصَرِيْ نُوْرًا وَّعَنْ يَمِيْنِيْ نُوْرًا وَّشِمَالِيْ نُوْرًا وَّاَمَامِيْ نُوْرًا وَّخَلْفِيْ

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں یہ دعا کرتے تھے۔ اے اللہ! میرے قلب میں نور بھر دے اور میرے کانوں میں اور میری آنکھوں میں، میری دائیں طرف، بائیں طرف، آگے، پیچھے، اوپر، نیچے، نور بھر دے

نُوْرًا وَ فَوْقِیْ نُوْرًا وَ تَحْتِیْ نُوْرًا وَاجْعَلْ لِّیْ نُوْرًا اَوْ قَالَ وَاجْعَلْنِیْ نُوْرًا — اور میرے لیے نور بنا دے۔

(مسلم ص ۲۶۱ ج ۱)

مسئلہ: یہ ادعیہ اگرچہ فرائض میں بھی پڑھی جا سکتی ہیں۔ لیکن فرائض میں چونکہ تخفیف زیادہ مناسب ہے۔ اس لیے نوافل میں ان ادعیہ کا پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔

مسائل سجدہ

امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک جبہہ (پیشانی) اور ناک دونوں پر سجدہ کرنا فرض ہے۔ اِلَّا عِنْدَ الضَّرُوْرَةِ دیگر ضرورت کے وقت ایک پر بھی اکتفا کر سکتا ہے اور صاحبینؒ کے نزدیک عَلَی الْجَبْهَةِ وَعَلَيْهِ الْفَتْوٰى وَرُجُوْعُ الْاِمَامِ اِلَيْهِ۔

مسئلہ: بلا عذر صرف ناک پر سجدہ کرنے سے نماز ادا نہ ہوگی اور پیشانی پر اکتفا مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ: اگر پیشانی اور ناک دونوں مجروح ہوں تو ایسا شخص سجدہ اشارہ سے ادا کرے۔

(عالمگیری ص ۲۷ ج ۱ وکبیری ص ۲۹۳)

مسئلہ: پگڑی کا پیچ اگر ماتھے پر آجائے تو اس سے سجدہ ادا ہو جائے گا (اگرچہ بکراہت تنزیہی ہوگا) لیکن اگر سر کے اوپر پگڑی کا پیچ ہو اور پیشانی کو زمین پر ٹکنے نہ دے۔ پیشانی اوپر اٹھی رہے تو سجدہ ادا نہ ہوگا۔ (کبیری ص ۲۸۷)

مسئلہ: پرالی گھاس، روئی یا فوم وغیرہ کے گدیلے، یا گندم کے ڈھیر وغیرہ پر اگر سر نیچے دبتا چلا جائے اور قرار نہ پکڑے تو سجدہ ادا نہ ہوگا۔ کافی (اسپرنگ) دار گدے پر بھی چونکہ پیشانی جمتی نہیں اس لیے سجدہ ادا نہ ہوگا (شرح نقایہ ص ۷۸ ج ۱، کبیری ص ۲۸۹)

مسئلہ: عیدین و جمعہ وغیرہ کے ہجوم میں تنگی جگہ کی وجہ سے پچھلی صف والے اگلی صف والوں کی پشت پر بھی سجدہ کر سکتے ہیں (شرح نقایہ ص ۷۹ ج ۱، کبیری ص ۲۸۶)

۱۔ عَنْ عُمَرَ قَالَ اِذَا لَمْ يَسْتَطِعِ الرَّجُلُ اَنْ يَسْجُدَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَلْيَسْجُدْ عَلٰى ظَهْرِ — امیر المومنین حضرت عمرؓ نے کہا کہ جب کوئی شخص جمعہ کے دن ہجوم یا بھیڑ کی وجہ سے زمین پر سجدہ نہ کر سکے تو اپنے بھائی کی پشت پر سجدہ ادا کرے

آخیرہ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۶۵ ج۱)

۲ ۔ حضرت ابراہیم نخعیؒ طاؤسؒ مجاہدؒ سے بھی ایسا ہی منقول ہے (مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۶۴، ۲۶۵ ج۱)

مسئلہ: سجدہ کی جگہ اگر بارہ انگل یعنی ایک بالشت پاؤں کی جگہ سے بلند ہو تو اس پر بلا عذر سجدہ جائز نہ ہوگا۔ (شرح نقایہ ص۷۹ ج۱، کبیری ص۲۸۶)

مسئلہ: پاؤں کی انگلیاں سجدہ میں قبلہ رخ رکھنا سنّت ہے۔ اس کا ترک مکروہ تحریمی ہے۔

(العرف الشذی ص۱۳۷ طبع سہارنپور، درمختار ص۴۶ ج۱)

مسئلہ: پورے سجدہ کی حالت میں پاؤں زمین پر لگے رہنے ضروری ہیں۔ دونوں پاؤں اگر زمین سے اٹھ جائیں تو سجدہ درست نہ ہوگا۔ ایک پاؤں کا اٹھانا بھی مکروہ تحریمی ہے۔

(فتاویٰ شامی ص۴۱۷ ج۱، کبیری ص۲۸۵)

مسئلہ: سجدہ کی جگہ پر بلا عذر آستین وغیرہ یا بدن کے ساتھ متصل کپڑا (یعنی جو پہنا ہوا ہو) بچھانا مکروہ ہوگا۔ اگر مٹی، کنکر، گرمی، سردی سے بچنے کے لیے ہے تو درست ہے۔ اگر تکبر سے بچھائے گا تو مکروہ تحریمی ہوگا۔

عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ صَلّٰى عُمَرُ ذَاتَ يَوْمٍ بِالنَّاسِ الْجُمُعَةَ فِىْ يَوْمٍ شَدِيْدِ الْبَرْدِ فَطَرَحَ طَرَفَ ثَوْبِهٖ بِالْاَرْضِ فَجَعَلَ يَسْجُدُ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ يَاَيُّهَا النَّاسُ اِذَا وَجَدَ اَحَدُكُمُ الْحَرَّ (وَالْبَرْدَ) فَلْيَسْجُدْ عَلٰى طَرَفِ ثَوْبِهٖ ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۶۸ ج۱)

حضرت ابراہیم نخعیؒ نے کہا کہ ایک شدید سردی کے دن حضرت عمرؓ نے لوگوں کو جمعہ کی نماز پڑھائی تو اپنے کپڑے کا کنارہ زمین پر بچھا کر اس پر سجدہ کرتے تھے۔ اور پھر آپ نے فرمایا اے لوگو! جب تم میں سے کوئی شخص شدید گرمی یا سردی پائے تو اس کو اپنے کپڑے پر سجدہ کر لینا چاہیے۔

جلسہ: پھر تکبیر کہہ کر سجدہ سے اٹھ کر بیٹھ جائے اطمینان کے ساتھ دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنے کو جلسہ کہتے ہیں۔ یہ بھی واجب ہے (ہدایہ ص۸۷ ج۱، شرح نقایہ ص۷۹ ج۱، کبیری ص۳۲۲)

علامہ شامیؒ لکھتے ہیں

وَيَجِبُ التَّعْدِيْلُ فِي الْقَوْمَةِ مِنَ الرُّكُوْعِ وَالْجَلْسَةِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ (شامی ص۴۳۲)

رکوع سے کھڑے ہونے (قومہ) اور دونوں سجدوں کے درمیان جلسہ میں تعدیل واجب ہے۔

۱۔ عَنْ عَائِشَةَ (مَرْفُوْعاً) كَانَ اِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ لَمْ يَسْجُدْ حَتّٰى يَسْتَوِيَ قَائِماً وَكَانَ اِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السَّجْدَةِ لَمْ يَسْجُدْ حَتّٰى يَسْتَوِيَ جَالِساً وَكَانَ يَقُوْلُ فِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ التَّحِيَّةَ وَكَانَ يَفْرِشُ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَيَنْصِبُ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى (مسلم ص۱۹۴/ج۱)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سر مبارک رکوع سے اٹھاتے تھے تو سجدہ نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ سیدھے کھڑے ہو جائیں اور جب اپنا سر سجدہ سے اٹھاتے تھے تو دوسرا سجدہ نہیں کرتے تھے، جب تک سیدھے بیٹھ نہ جائیں اور آپ فرماتے تھے کہ ہر دو رکعتوں کے بعد تشہد ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنا بایاں پاؤں نیچے بچھاتے تھے۔ اور دائیں پاؤں کو کھڑا کرتے تھے۔

۲۔ عَنْ اَنَسٍ (مَرْفُوْعاً) قَالَ اعْتَدِلُوْا فِي الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ (نسائی ص۱۵۸/ج۱)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رکوع و سجود میں اعتدال اختیار کرو۔

دعائے جلسہ

بہتر یہ ہے کہ جلسہ کی حالت میں مسنون دعا پڑھے۔

ابْنِ عَبَّاسٍ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَارْفَعْنِيْ وَاجْبُرْنِيْ وَعَافِنِيْ وَاهْدِنِيْ وَارْزُقْنِيْ (ترمذی ص۶۸. ابوداود ص۱۲۳/ج۱ مسند احمد ص۳۷۱/ج۱)

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دونوں سجدوں کے درمیان یہ کہتے تھے۔ اے اللہ! میری لغزشیں معاف فرما اور مجھ پر رحم فرما اور مجھے بلند کر اور میری کمزوری دور فرما۔ اور مجھے عافیت دے اور مجھ کو ہدایت دے۔ اور مجھے روزی عطا فرما۔

مسئلہ ۱: اگر زیادہ وقت نہ ملے تو صرف دو یا تین مرتبہ رَبِّ اغْفِرْلِيْ کہے۔

عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ (مَرْفُوعًا) وَكَانَ يَقُوْلُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ رَبِّ اغْفِرْلِيْ رَبِّ اغْفِرْلِيْ۔

(نسائی صہ ۱۷۲ ج ۱، دارمی صہ ۲۴۶ ج ۱)

حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو سجدوں کے درمیان یہ کہتے تھے: اے اللہ! میری لغزشیں معاف فرما۔ اے اللہ میری لغزشیں معاف فرما!

سجدہ ثانیہ:۔ پھر تکبیر کہہ کر دوسرا سجدہ بھی پہلے سجدہ کی طرح کرے۔

مسئلہ:۔ دو سجدے فرض ہیں۔

عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ (فِيْ حَدِيْثِ مُسِيْءِ صَلَاتِهٖ مَرْفُوْعًا) ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ رَأْسَكَ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ قَاعِدًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا

(سنن نسائی صہ ۱۶۱ ج ۱، بخاری صہ ۹۸۶ ج ۲ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ)

حضرت رفاعہ بن رافعؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر تم اطمینان سے سجدہ کرو۔ اور پھر سر سجدے سے اٹھاؤ۔ اور اطمینان سے بیٹھو۔ اور پھر اطمینان سے دوسرا سجدہ کرو۔

مسئلہ:۔ جلسہ اگر اچھی طرح نہ کیا تو دو سجدے ادا نہ ہوں گے (ہدایہ صہ ۸۲ ج ۱، کبیری صہ ۳۲۲)

حکمت

اول سجدہ اپنی ذات اور جان کو بارگاہِ الٰہی میں پیش کرنے کی تعمیل میں ہے اور دوسرا سجدہ اپنے مال و متعلقین کو بارگاہِ الٰہی میں پیش کرنے کی تعمیل ہے۔

مسئلہ سجدہ ثانیہ اگر بھول کر رہ گیا تو دوسری رکعت میں تلافی کرے۔ ثلاث سجدات یعنی تین سجدے کرے۔ اور پھر آخر میں سجدہ سہو کرے۔

مسئلہ:۔ عورتیں سمٹ کر سجدہ کریں (ہدایہ صہ ۸۴ ج ۱، شرح نقایہ صہ ۷۹ ج ۱، کبیری صہ ۳۲۲)

مرد اور عورت کی نماز کا فرق

نماز کے احکام جو مردوں کے لیے ہیں وہی عورتوں کے لیے ہیں۔ صرف مندرجہ ذیل امور میں فرق ہے۔

۱) عورتیں تمام بدن کو بڑے کپڑے سے پوشیدہ کر لیں۔ تاکہ جسم کا رنگ اور بال وغیرہ نظر نہ آئیں۔ اگر رنگ یا بال ظاہر ہوں۔ تو نماز درست نہ ہوگی۔ فتاویٰ عزیزیہ صہ ۲۴۵، کبیری صہ ۲۱۳ شرح نقایہ صہ ۶۵ ج ۱، ہدایہ صہ ۵۹ ج ۱) اس کی باحوالہ بحث صہ ۲۶۸ باب شرائط نماز میں گذر چکی ہے۔

۲) اذان و اقامت عورتوں کے حق میں مسنون نہیں (فتاوٰی عزیزی صـ۲۴۸)

۳) تکبیر تحریمہ کہتے وقت دونوں ہاتھ کانوں تک نہ اٹھائیں بلکہ شانوں تک بلند کریں۔ (ہدایہ ج۱ صـ۹۶، شرح نقایہ ج۱ صـ۷۱، کبیری صـ۲۰۱، فتاوٰی عزیزی صـ۲۴۸) اس کی باحوالہ بحث باب مسائل تحریمہ میں ملاحظہ کریں۔

۴) دونوں ہاتھ پستانوں کے نیچے رکھیں (شرح نقایہ ج۱ صـ۷۳، کبیری صـ۳۰۱۔ فتاوٰی عزیزی صـ۲۴۸)

۵) جب تشہد یا سجدہ کے لیے بیٹھیں تو دونوں پاؤں دائیں طرف بچھا کر (تورک کی شکل میں) سرین پر بیٹھیں۔ (ہدایہ ج۱ صـ۱۱۰، شرح نقایہ ج۱ صـ۸۰، کبیری صـ۳۲۲ فتاوٰی عزیزی صـ۲۴۸)

ان مسائل پر بھی باحوالہ بحث قدرے تفصیل سے "مسائل تحریمہ" صـ۳۱۳ پر لکھ چکے ہیں۔

مسئلہ:۔ عورتوں کے لیے تورک افضل ہے۔ لیکن اگر عورتیں مردوں کی طرح بھی بیٹھیں تو جائز ہے۔

عَنْ مَكْحُوْلٍ اَنَّ اُمَّ الدَّرْدَاءِ كَانَتْ تَجْلِسُ فِي الصَّلٰوةِ كَجِلْسَةِ الرَّجُلِ

حضرت مکحول کہتے ہیں کہ حضرت ام الدرداءؓ نماز میں اس طرح بیٹھتی تھی جس طرح مرد بیٹھتے ہیں۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج۱ صـ۲۷، بخاری ج۱ صـ۱۱۴ تعلیقاً)

۶) عورتیں بلند آواز سے قرأت نہ کریں۔ نہ تکبیر و سلام بلند آواز سے کریں (جیسا کہ منفرد کو اختیار ہے کہ سرًا پڑھے یا جہرًا) بلکہ آہستہ آواز سے کہیں۔ اور اگر امام بھول جائے تو بھی بلند آواز سے تسبیح نہ کہیں بلکہ تصفیح (دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کی پشت پر ماریں) کریں۔ (فتاوٰی عزیزی صـ۲۴۸)

مسئلہ:۔ اگر صرف عورتیں اپنی علیحدہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھ رہی ہیں۔ تو قدرے بلند آواز سے تکبیر، قراۃ و سلام کہہ سکتی ہیں۔ جیسا کہ مفصل بحث ان شاء اللہ "باب امامۃ النساء" (عورتوں کی امامت کے بیان) میں آئے گی۔

۷) سجدہ میں سرین کو بلند نہ کریں۔ پیٹ کو رانوں کے ساتھ پیوست کریں سر زانو کے بالکل قریب کرلیں۔ فقہاء کرام فرماتے ہیں کہ یہ عورتوں کے لیے زیادہ استر ہے۔ (ہدایہ ج۱ صـ۹۹، شرح نقایہ ج۱ صـ۷۹، کبیری صـ۳۲۲، فتاوٰی عزیزی صـ۲۴۹)

۱۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ سُئِلَ عَنْ صَلٰوةِ الْمَرْاَةِ فَقَالَ تَجْتَمِعُ وَ

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے پوچھا گیا عورت کی نماز کے بارہ میں تو انہوں نے کہا کہ عورت اکھٹی ہو

تحتفز (مصنف ابن ابی شیبہ صہ ۲۷۰ ج ۱) سمٹ کر نماز پڑھے (یعنی پیٹ کو رانوں کے ساتھ ملا کر)

۲- عَنْ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ إِذَا سَجَدَتِ الْمَرْأَةُ فَلْتَلْزِقْ بَطْنَهَا بِفَخِذَيْهَا وَلَا تَرْفَعْ عَجِيْزَتَهَا وَلَا تُجَافِيْ كَمَا يُجَافِي الرَّجُلُ

(مصنف ابن ابی شیبہ صہ ۲۷۰ ج ۱)

حضرت ابراہیم نخعی ؒ نے کہا کہ جب عورت سجدہ کرے تو اپنے پیٹ کو اپنی رانوں کے ساتھ ملا لے۔ اور اپنے سرینوں کو اوپر نہ اٹھائے اور بازوں کو اپنے پہلوؤں سے دور نہ کرے، جس طرح مرد اپنی نماز میں کرتے ہیں۔

۳- عَنِ الْحَسَنِ قَالَ الْمَرْأَةُ تَضْطَمُّ فِي السُّجُوْدِ (مصنف ابن ابی شیبہ صہ ۲۷۰ ج ۱)

حضرت حسن بصری ؒ نے کہا کہ عورت بالکل سمٹ سکڑ کر سجدہ کرے۔

۴- عَنْ مُجَاهِدٍ أَنَّهُ كَانَ يَكْرَهُ أَنْ يَضَعَ الرَّجُلُ بَطْنَهُ عَلٰى فَخِذَيْهِ إِذَا سَجَدَ كَمَا تَضَعُ الْمَرْأَةُ

(مصنف ابن ابی شیبہ صہ ۲۷۰ ج ۱)

حضرت مجاہد ؒ نے کہا مرد کے لیے مکروہ ہے کہ وہ اپنے پیٹ کو اپنی رانوں کے ساتھ ملائے۔ جیسا کہ عورت ملاتی ہے۔

جلسہ استراحت

جب دوسرا سجدہ پورا کر لے تو پھر تکبیر کہہ کر دوسری رکعت کے لیے کھڑا ہو۔ اور جلسہ استراحت (یعنی تھوڑی دیر بیٹھ کر اٹھنا) نہ کرے۔

(کتاب الحجہ صہ ۲۱۵ ج ۱، ہدایہ صہ ۷ ج ۱، شرح نقایہ صہ ۷۹ ج ۱، کبیری صہ ۳۲۳)

۱- عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رض (فِيْ حَدِيْثِ مُسِيْءِ صَلَاتِهِ مَرْفُوْعًا) ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَسْتَوِيَ وَتَطْمَئِنَّ جَالِسًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَسْتَوِيَ قَائِمًا

(بخاری صہ ۹۸۶ ج ۲)

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر تم اطمینان سے سجدہ کرو اور پھر سر سجدہ سے اٹھاؤ۔ اطمینان سے سیدھے بیٹھو اور پھر اطمینان سے دوسرا سجدہ کرو، پھر سر سجدہ سے اٹھاؤ یہاں تک کہ سیدھے کھڑے ہو جاؤ۔

۲- مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ

حضرت عباس ؓ یا عیاش ؓ بن سہل ساعدی ؓ نے اپنے

عَنْ عَبَّاسٍ اَوْ عَيَّاشِ بْنِ سَهْلِ السَّاعِدِيِّ رضی اَنَّهٗ كَانَ فِيْ مَجْلِسٍ فِيْهِ اَبُوْهُ ..... ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ ثُمَّ كَبَّرَ فَقَامَ وَلَمْ يَتَوَرَّكْ (ابوداؤد ص ۱/۱۰۶)

والد کی مجلس میں تکبیر کہی، پھر سجدہ کیا، پھر تکبیر کہی اور سجدے سے کھڑے ہوگئے اور جلسہ استراحت نہیں کیا۔

۳۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ رَمَقْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ فِي الصَّلٰوةِ فَرَأَيْتُهٗ يَنْهَضُ وَلَا يَجْلِسُ قَالَ يَنْهَضُ عَلٰى صُدُوْرِ قَدَمَيْهِ فِي الرَّكْعَةِ الْاُوْلٰى وَالثَّالِثَةِ۔ (مصنف عبدالرزاق ص ۲/۱۷۸

حضرت عبدالرحمن بن یزیدؒ کہتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو نماز میں دیکھا وہ پاؤں کے اگلے حصہ پر اٹھ جاتے تھے اور جلسہ استراحت نہیں کرتے تھے پہلی رکعت کے ختم اور دوسری رکعت کے شروع تیسری رکعت کے ختم اور چوتھی رکعت کے شروع پر۔

ابن ابی شیبہ ص ۱/۳۹۴ مجمع الزوائد ص ۲/۱۳۶، بیہقی ص ۲/۱۲۵)

۴۔ اس طرح ابن ابی شیبہؒ نے حضرت نعمان بن ابی عیاشؓ سے بسند حسن بہت سے صحابہ کرامؓ کا اور بسند صحیح حضرت وہب بن کیسان سے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کا تعامل نقل کیا ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱/۳۹۴/۳۹۵)

مسئلہ :- حضرت امام ابوحنیفہؒ اور بہت سے دیگر ائمہ کرام اس جلسہ استراحت کو عذر کی حالت پر محمول کرتے ہیں۔ اگر عذر کی وجہ سے جلسہ کرے گا تو پھر درست ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی جو جلسہ استراحت ثابت ہے وہ ان ائمہ کرام کے نزدیک عذر کی حالت پر محمول ہے۔ آخری عمر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نوافل بھی اکثر بیٹھ کر پڑھتے تھے، جسم مبارک بھاری ہوگیا تھا۔ اور اس میں ضعف آگیا تھا۔ ان حالات میں جلسہ استراحت بھی کیا کرتے تھے۔ (کتاب الحجۃ ص ۱/۳۱۵)

چنانچہ علامہ ماردینی بحوالہ تمہید لکھتے ہیں کہ

۱۔ اِخْتَلَفَ الْفُقَهَاءُ فِي النُّهُوْضِ مِنَ السُّجُوْدِ اِلَى الْقِيَامِ فَقَالَ مَالِكٌ وَالْاَوْزَاعِيُّ وَالثَّوْرِيُّ وَاَبُوْحَنِيْفَةَ

فقہائے کرام کا پہلی رکعت اور تیسری رکعت کے سجدہ ثانیہ کے بعد اٹھنے کے بارہ میں اختلاف ہے۔ امام مالکؒ، امام اوزاعیؒ، امام سفیان ثوریؒ

وَاَصْحَابُهٗ يَنْهَضُ عَلٰى صُدُوْرِ قَدَمَيْهِ وَلَا يَجْلِسُ وَرُوِيَ ذٰلِكَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَقَالَ النُّعْمَانُ بْنُ اَبِيْ عَيَّاشٍ اَدْرَكْتُ غَيْرَ وَاحِدٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ وَقَالَ اَبُو الزِّنَادِ ذٰلِكَ السُّنَّةُ وَبِهٖ قَالَ ابْنُ حَنْبَلٍ وَابْنُ رَاهْوَيْهِ وَقَالَ اَحْمَدُ وَاَكْثَرُ الْاَحَادِيْثِ عَلٰى هٰذَا (اِلٰى اَنْ قَالَ) وَفِيْ نَوَادِرِ الْفُقَهَاءِ لِابْنِ بِنْتِ نُعَيْمٍ اَجْمَعُوْا اَنَّهٗ اِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنْ اٰخِرِ سَجْدَةٍ مِّنَ الرَّكْعَةِ الْاُوْلٰى وَالثَّالِثَةِ نَهَضَ وَلَمْ يَجْلِسْ اِلَّا الشَّافِعِيَّ فَاِنَّهٗ اسْتَحَبَّ اَنْ يَّجْلِسَ كَجُلُوْسِهٖ لِلتَّشَهُّدِ ثُمَّ يَنْهَضُ قَائِمًا۔

امام ابوحنیفہؒ اور ان کے اصحاب کہتے ہیں۔ کہ پاؤں کے اگلے حصہ پر اٹھے اور جلسہ استراحت نہ کرے اور یہی بات حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، عبداللہ بن عمرؓ اور عبداللہ بن عباسؓ سے منقول ہے اور حضرت نعمان بن ابی عیاشؒ کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سے صحابہ کرامؓ کو پایا ہے وہ جلسہ استراحت نہیں کرتے تھے۔ اور حضرت ابوالزنادؒ کہتے ہیں کہ سنت یہی ہے۔ اور یہی قول ہے امام احمد بن حنبلؒ اور امام اسحٰق بن راہویہؒ کا۔ اور امام احمدؒ نے کہا ہے۔ کہ اکثر احادیث سے یہی ثابت ہے۔ پھر امام ماردینیؒ کہتے ہیں کتاب نوادر الفقہاء مصنفہ ابن بنت نعیمؒ میں لکھا ہے سب کا اس پر اتفاق ہے۔ کہ جب نمازی پہلی اور تیسری رکعت کے آخری سجدہ سے سر اٹھاتا ہے تو سیدھا کھڑا ہو جائے، اور جلسہ استراحت نہ کرے سوائے امام شافعیؒ کے وہ اس کو مستحب قرار دیتے ہیں۔ جیسا کہ تشہد کے لیے جلوس ہوتا ہے۔ بیٹھ کر پھر اٹھے۔

(الجوہر النقی علی البیہقی مع البیہقی ص۱۲۵ تا ۱۲۶ ج ۲)

۲۔ علامہ ابن قیم جوزیؒ (۶۹۱۔ ۷۵۱ھ) بحوالہ یوسف بن موسیٰؒ نقل کرتے ہیں۔

وَقَالَ اَخْبَرَنِيْ يُوْسُفُ بْنُ مُوْسٰى اَنَّ اَبَا اُمَامَةَ سُئِلَ عَنِ النُّهُوْضِ فَقَالَ عَلٰى صُدُوْرِ الْقَدَمَيْنِ

کہ حضرت ابوامامہؓ سے نماز میں اٹھنے کے بارہ میں پوچھا گیا، تو انہوں نے کہا پاؤں کے اگلے حصہ پر ہی اٹھ کھڑا ہو، جیسا کہ حضرت رفاعہؓ کی حدیث سے

علی حدیث رفاعۃؓ وفی حدیث ابن عجلان ما یدل علی انہ کان ینھض علی صدورہا قدمیہ وقد روی عن عدۃ من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وسائر من وصف صلاتہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یذکر ھذہ الجلسۃ وانما ذکرت فی حدیث ابی حمید ومالک ابن الحویرث ولو کان ھدیہ صلی اللہ علیہ وسلم فعلہا دائما لذکرہا کل واصف لصلاتہ صلی اللہ علیہ وسلم ومجرد فعلہ صلی اللہ علیہ وسلم لہا لا یدل علی انہا من سنن الصلوٰۃ الا اذا علم انہ فعلہا سنۃ یقتدی بہ فیہا واما اذا قدر انہ فعلہ للحاجۃ لم یدل علی کونہا سنۃ من سنن الصلوٰۃ فھذا من تحقیق المناط فی ھذہ المسئلۃ (زاد المعاد ج۱ ص۶۱)

ثابت ہے۔ اور ابن عجلانؓ کی روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاؤں کے اگلے حصہ پر ہی اٹھتے تھے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سے صحابہ کرامؓ اور تمام وہ لوگ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی کیفیت بیان کرتے ہیں انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز میں اس جلسہ استراحت کا ذکر نہیں کیا۔ بجز حضرت ابو حمیدؓ اور مالک بن الحویرثؓ کی روایت کے۔ اگر یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عام طریقہ ہوتا اس کا کرنا آپ کا عمل دائمی ہوتا تو وہ تمام حضرات اس کا ذکر کرتے جنہوں نے آپ کی نماز کی کیفیت بیان کی ہے۔ اور صرف آپ کا اس فعل کو کرنا اس پر دلالت نہیں کرتا کہ یہ نماز کی سنتوں میں ہے جب تک اس کا ثبوت نہ ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بطور سنت کیا۔ جس کی اقتدار کی جائے۔ اگر معاملہ ایسا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ضرورت کے تحت کیا ہے۔ تو پھر اس کے نماز میں سنت ہونے کا ثبوت نہیں اس مقام میں تحقیق مناط یہی ہے۔

مسئلہ:۔ دوسرے سجدے سے اٹھتے وقت تکبیر کہے اور اطمینان کے ساتھ پہلے سر کو اٹھائے پھر ہاتھوں کو پھر گھٹنوں کو، اور ہاتھوں کو زمین پر لگائے بغیر سیدھا کھڑا ہو جائے، مگر عذر

کی وجہ سے۔ (شرح نقایہ صـ۷۹ ج۱)

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَجَدَ وَضَعَ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ وَإِذَا نَهَضَ رَفَعَ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ۔ (ابو داؤد صـ۱۲۲ ج۱، ترمذی صـ۳۶)

حضرت وائل بن حجرؓ نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ سجدہ کرتے تھے تو گھٹنے رکھتے تھے ہاتھوں سے پہلے، اور جب اٹھتے تھے تو پہلے ہاتھ اٹھاتے تھے پھر گھٹنے۔

دوسری رکعت

دوسری رکعت میں ثناء تعوذ نہیں پڑھے گا بلکہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھکر سورۃ فاتحہ پڑھے اور کوئی سورۃ ساتھ ملائے۔ دوسری رکعت کے لیے اٹھتے وقت رفع یدین بھی نہ کرے۔ باقی مسائل میں دوسری رکعت پہلی رکعت کی طرح ہی ہوتی ہے۔

قعدۂ اولیٰ

جب دوسری رکعت کے دو سجدے کر سجدہ سے فارغ ہو جائے اور سجدہ سے سر اوپر اٹھائے۔ تو پھر قعدہ کرے۔ اگر نماز دو رکعت سے زیادہ رکعت والی ہے تو یہ قعدہ اولیٰ ہے۔ اور یہ واجب ہے (ہدایہ صـ۱۰۵ ج۱، شرح نقایہ صـ۸۲ ج۱، کبیری صـ۲۹۶)

۱۔ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ فَقَامَ فِي الثَّانِيَةِ فَسَبَّحَ النَّاسُ بِهِ فَلَمْ يَجْلِسْ فَلَمَّا سَلَّمَ وَانْفَتَلَ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ صَنَعَ (مصنف ابن ابی شیبہ صـ۴۴ ج۲)

حضرت امام شعبیؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کے پیچھے نماز پڑھی، جب انہوں نے دوسری رکعت پڑھی تو بجائے قعدہ کرنے کے اٹھ کھڑے ہوئے، لوگوں نے پیچھے سے تسبیح پڑھی لیکن وہ نہ بیٹھے، جب سلام پھیرا تو انہوں نے دو سجدے سہو کیے، پھر انہوں نے کہا میں نے اسی طرح دیکھا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو، آپ نے اسی طرح کیا تھا۔

۲۔ حضرت عبد اللہ بن بحینہؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل مبارک بھی اسی طرح منقول ہے (مسلم صـ۲۱۱ ج۱)

مسئلہ: قعدہ اولیٰ میں تشہد (التحیات) پڑھنا بھی واجب ہے۔ (شرح نقایہ صـ۸۲ ج۱، کبیری صـ

عَنْ عَائِشَةَ (مَرْفُوْعًا) وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰہ وسلم يَقُوْلُ التَّحِيَّاتُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ (مصنف عبدالرزاق، ص۲۰۶/۱، مسلم ص۱۹۴/۱، مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۹۶/۱)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے ہر دو رکعت کے بعد "التحیات" (قعدہ) ہوتا ہے

۲۔ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ تَشَهُّدٌ (مجمع الزوائد ص۱۳۹/۲)

حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر دو رکعت کے بعد "تشہد" ہوتا ہے۔

۳۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضؓ قَالَ عَلَّمَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التَّشَهُّدَ فِيْ وَسَطِ الصَّلٰوةِ وَفِيْ اٰخِرِهَا (مسند احمد ص۴۵۹/۱، مجمع الزوائد ص۱۴۲/۲ وقال رجالہ موثقون)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے درمیان یعنی دو رکعت کے بعد اور نماز کے آخر میں بھی تشہد سکھلایا۔

۴۔ وَعَنْهُ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُوْلُوْا فِيْ كُلِّ جَلْسَةٍ اَلتَّحِيَّاتُ (نسائی ص۱۷۴/۱)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا ہر جلسہ میں "التحیات" پڑھو۔

۵۔ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ لَا تَجُوْزُ الصَّلٰوةُ اِلَّا بِتَشَهُّدٍ (کتاب الآثار للامام محمد مترجم ص۲۵، مصنف عبدالرزاق ص۲۰۶/۲)

حضرت عمر بن الخطابؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا تشہد کے بغیر نماز درست نہیں ہوتی۔

قعدہ میں بیٹھنے کی کیفیت

قعدہ میں بیٹھنے کی صورت یہ ہے، کہ بایاں پاؤں زمین پر بچھا کر داہنا کھڑا کرے۔ اور انگلیوں کا رُخ قبلہ کی طرف

متوجہ کرے مگر عذر کی وجہ سے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قعدہ میں بیٹھنے کی کیفیت اسی طرح آتی ہے۔

عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ قَاسِمٍ اَنَّهُ كَانَ يَرٰى عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَتَرَبَّعُ فِى الصَّلٰوةِ اِذَا جَلَسَ فَفَعَلْتُهُ وَاَنَا يَوْمَئِذٍ حَدِيْثُ السِّنِّ فَنَهَانِىْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَقَالَ اِنَّمَا سُنَّةُ الصَّلٰوةِ اَنْ تَنْصِبَ رِجْلَكَ الْيُمْنٰى وَتُثْنِىَ الْيُسْرٰى فَقُلْتُ اِنَّكَ تَفْعَلُ ذٰلِكَ فَقَالَ اِنَّ رِجْلَىَّ لَا تَحْمِلَانِىْ۔

(بخاری صـ۱۱۴ ج۱، موطا امام مالک صـ۴۲)

عبدالرحمن بن قاسمؒ سے مروی کہ وہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو چوکڑی مار کر بیٹھتے دیکھتے تھے وہ کہتے ہیں کہ میں ان دنوں نو عمر تھا میں بھی اسی طرح چوکڑی مار کر بیٹھا۔ تو حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے مجھے اس سے منع کیا اور فرمایا کہ نماز کی سنت یہ ہے جلسہ میں تم دائیں پاؤں کو کھڑا کرو اور بائیں پاؤں کو موڑ کر نیچے بچھا دو۔ ابن قاسمؒ کہتے ہیں میں نے کہا حضرت پھر آپ کیوں اس طرح بیٹھتے ہیں؟ تو عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا میرے پاؤں مجھے اس طرح برداشت نہیں کر سکتے۔

(یہودیوں نے ان کو کسی مقام سے نیچے گرایا تھا جس کی وجہ سے ان کے پاؤں کمزور ہو گئے اور وہ بوجھ نہیں برداشت کر سکتے تھے۔ اس لیے قعدہ میں چوکڑی مار کر بیٹھتے تھے)

مسئلہ:۔ قعدہ اولیٰ و اخریٰ دونوں میں بیٹھنے کا طریقہ یکساں ہے۔ (ہدایہ صـ۷۲ ج۱، کبیری صـ۳۲۳، شرح نقایہ صـ۸۱ ج۱)

عَائِشَةَ (مرفوعاً) وَكَانَ يَقُوْلُ فِىْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ التَّحِيَّةَ وَكَانَ يَفْرِشُ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَيَنْصِبُ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى وَكَانَ يَنْهٰى عَنْ عُقْبَةِ الشَّيْطٰنِ وَيَنْهٰى اَنْ يَفْتَرِشَ الرَّجُلُ ذِرَاعَيْهِ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے (ہر دو رکعت کے بعد "التحیات" ہوتا ہے۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بائیں پاؤں کو نیچے بچھاتے تھے۔ اور دایاں پاؤں قعدہ میں کھڑا کرتے تھے۔ اور نیز آپ شیطان کی بیٹھک سے منع فرماتے تھے (سرین پر بیٹھ

اِفْتِرَاشُ السَّبُعِ
(مسلم ص۱۹۴، ۱۹۵ ج۱)

کر دونوں گھٹنے کھڑے کر کے بیٹھنا یہ شیطان کی بیٹھک ہے، اور نیز آپ منع کرتے تھے کوئی شخص سجدہ میں اپنے دونوں بازوں کو زمین پر اس طرح بچھائے جس طرح درندہ جانور پاؤں بچھا کر بیٹھتے ہیں۔

مسئلہ :- قعدہ میں بیٹھ کر دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو اپنی دائیں بائیں ران پر رکھے اور انگلیوں کو پھیلائے (ہدایہ ص۷ ج۱، شرح نقایہ ص۸۰ ج۱، کبیری ص۳۲۸)

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ (مَرْفُوْعًا) كَانَ اِذَا جَلَسَ فِي الصَّلٰوةِ وَضَعَ كَفَّهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى وَوَضَعَ كَفَّهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى

(مصنف عبدالرزاق ص۱۹۵ ج۲ و موطا امام مالک ص۷۱ و مسلم ص۲۱۶ ج۱)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں بیٹھتے تھے، تو اپنے بائیں ہاتھ کو بائیں ران پر رکھتے تھے، اور دائیں ہاتھ کو دائیں ران پر رکھتے تھے

تشہد | دونوں قعدوں میں تشہد پڑھے۔ اور اس کے احادیث میں مختلف الفاظ منقول ہیں ان میں سب سے بہتر اور مشہور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا تشہد

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَلَّمَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التَّشَهُّدَ كَفِّيْ بَيْنَ كَفَّيْهِ كَمَا يُعَلِّمُنِي السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْاٰنِ فَقَالَ اِذَا قَعَدَ اَحَدُكُمْ فِي الصَّلٰوةِ فَلْيَقُلْ

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تشہد سکھلایا بڑے اہتمام کے ساتھ ایسی حالت میں کہ میرا ہاتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں مبارک ہاتھوں کے درمیان تھا (اہتمام کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں پکڑا ہوا تھا۔ جیسا کہ بیعت اور مصافحہ کے وقت ہوتا ہے) ایسا اہتمام آپ نے فرمایا جیسا کہ قرآن کی کوئی سورۃ سکھلاتے وقت اہتمام فرماتے تھے۔

اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

(مسلم ص۱۷۴ ج۱، بخاری ص۱۲۶ ج۱، ترمذی ص۶۵)

پس آپ نے فرمایا۔ جب تم میں سے کوئی شخص نماز کے قعدہ میں بیٹھتا ہے تو اس کو چاہیے کہ یوں کہے۔

سب بدنی عبادتیں اور قولی عبادتیں اور مالی عبادتیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔ سلام ہو تجھ پر اے اللہ کے نبی، اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں سلام ہو ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے سب نیک بندوں پر (فَاِذَا قَالَھَا اَصَابَتْ کُلَّ عَبْدٍ لِلّٰہِ صَالِحٍ فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ جب کوئی یہ کہتا ہے۔ تو یہ دعا پہنچتی ہے ہر ایک نیک بندہ تک ارض و سماء میں جہاں بھی ہو)

میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

۲۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا تشہد

اَلتَّحِیَّاتُ الْمُبَارَکَاتُ الصَّلَوٰتُ الطَّیِّبَاتُ لِلّٰہِ سَلَامٌ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ سَلَامٌ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ (ترمذی ص۶۸)

سب بابرکت بدنی عبادتیں اور پاکیزہ قولی عبادتیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔ سلام ہو تجھ پر اے اللہ کے نبی، اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں، سلام ہو ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے سب نیک بندوں پر۔ میں گواہی دیتا ہوں، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اور میں گواہی

دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالٰے کے رسول ہیں۔

۳۔ امیر المومنین عمر بن الخطابؓ کا تشہد

التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ، الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ، الطَّيِّبَاتُ لِلّٰهِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

سب بدنی عبادتیں، پاکیزہ عبادتیں، مالی عبادتیں اللہ تعالٰی کے لیے ہیں۔ سلام ہو تجھ پر اے اللہ کے نبی، اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔ سلام ہو ہم پر اور اللہ تعالٰی کے سب نیک بندوں پر، میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالٰی کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

(مصنف عبدالرزاق ص۲۰۲ ج۲، موطا امام مالک ص۴۷)

۴۔ ام المومنین عائشہ صدیقہؓ کا تشہد

التَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ

سب پاکیزہ بدنی عبادتیں اور پاکیزہ قولی عبادتیں اللہ تعالٰی کے لیے ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالٰی کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اللہ تعالٰی کے بندے اور اس کے رسول ہیں، سلام ہو تجھ پر اے اللہ کے نبی، اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں، سلام ہو ہم پر اور اللہ تعالٰی کے سب نیک بندوں پر۔ سلام ہو تم پر۔

(بیہقی ص۱۴۴ ج۲، موطا امام مالک ص۴۴ ج۱)

۵۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کا تشہد

بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ خَيْرِ الْاَسْمَاءِ اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوٰتُ لِلّٰهِ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَاهْدِنِيْ

(مجمع الزوائد ص ۱۴۱/۲)

اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ جو سب ناموں سے بہتر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی مدد کے ساتھ سب پاکیزہ بدنی عبادتیں اور قولی عبادتیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، بھیجا ان کو اللہ تعالیٰ نے ساتھ حق کے خوشخبری سنانے اور ڈرانے والا اور بیشک قیامت آنے والی ہے، اس میں کوئی شک نہیں، سلام ہو تجھ پر اے بزرگ نبی اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں، سلام ہو ہم اور اللہ تعالیٰ کے سب نیک بندوں پر، اے اللہ مجھے بخش دے، اور ہدایت عطا فرما۔

۶۔ امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰؓ کا تشہد

اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ الْغَادِيَاتُ الرَّائِحَاتُ الزَّاكِيَاتُ الْمُبَارَكَاتُ الطَّاهِرَاتُ لِلّٰهِ

(مجمع الزوائد ص ۱۴۱/۲)

سب بدنی عبادتیں اور قولی عبادتیں اور مالی عبادتیں جو صبح کے وقت ہوتی ہیں، اور پچھلے پہر، پاکیزہ بابرکت اور پاک عبادتیں سب اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔

۷۔ حضرت جابر عبداللہؓ کا تشہد

بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ لِلّٰهِ وَالطَّيِّبَاتُ

اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد کے ساتھ، سب بدنی عبادتیں اور قولی عبادتیں اور مالی

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاَسْاَلُ اللّٰهَ الْجَنَّةَ وَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ (نسائی صـ۱۷۵ جـ۱، صـ۱۸۹ جـ۱) (مصنف ابن ابی شیبہ صـ۲۹۲ جـ۱)

عبادتیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ میں اللہ تعالیٰ سے جنت مانگتا ہوں اور دوزخ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ لیتا ہوں۔

اس کے علاوہ حضرت عمرؓ اور حضرت سعید بن جبیرؓ سے بھی تشہد میں بسم اللہ ثابت ہے۔ دیکھئے (مصنف ابن ابی شیبہ صـ۲۹۵ جـ۱)

مسئلہ:- ثناء، تعوذ، تسمیہ اور آمین کی طرح تشہد ——— بھی آہستہ پڑھنا سنت ہے۔ (شرح نقایہ صـ۸۰ جـ۱)

۱- عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ مِنَ السُّنَّةِ اَنْ يُّخْفَى التَّشَهُّدُ (ترمذی صـ۳۸ ابوداؤد صـ۱۴۲ جـ۱ مستدرک حاکم صـ۲۶۷ جـ۱)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا قول ہے کہ سنت میں سے ہے۔ تشہد کو آہستہ پڑھنا۔

مسئلہ:- ہر مومن کی نماز میں تمام مومنین کا حق ہے۔

التحیات کے معانی

اَلتَّحِيَّاتُ اَنْوَاعُ الثَّنَاءِ وَالْمَدْحِ وَالصَّلَوٰتُ الدَّعَوَاتُ الْمَالُوْفَةُ اَلطَّيِّبَاتُ الْكَلِمَاتُ الدَّالَّةُ عَلٰى تَسْبِيْحِ الذَّاتِ وَتَقْدِيْسِ الصِّفَاتِ وَقَالَ الْخَطَّابِيُّ اَلتَّحِيَّاتُ اَسْمَاءُ اللّٰهِ وَهِيَ اَلسَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ الْعَزِيْزُ الْاَحَدُ الصَّمَدُ

التحیات کا معنی طرح طرح کی ثناء اور مدح ہے الصلوٰت کا معنی دعوات مالوفہ ہے الطیبات کا معنی وہ کلمات جو تسبیح ذات پر دلالت کرتے ہیں اور صفات کی تقدیس پر دلالت کرتے ہیں۔

امام خطابیؒ نے کہا ہے کہ التحیات سے اسماء اللہ مراد ہیں اور وہ اَلسَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ الْعَزِيْزُ الْاَحَدُ الصَّمَدُ ہیں ان اسماء کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے سوا غیر کا تحیۃ

لَا یُحَیّٰی بِهَا غَیْرُهٗ وَالصَّلَوٰتُ الْاَدْعِیَةُ ( )

(سلام) نہیں کیا جاسکتا، اور صلوات سے مراد دعوات ہیں۔

وَقَالَ بَعْضُ الْمَشَائِخِ اَلتَّحِیَّاتُ الْعِبَادَاتُ الْقَوْلِیَّةُ اَلصَّلَوٰتُ الْعِبَادَاتُ الْبَدَنِیَّةُ اَلطَّیِّبَاتُ الْعِبَادَاتُ الْمَالِیَّةُ. اَیْ جَمِیْعُ الْعِبَادَاتِ لَا یَسْتَحِقُّهَا غَیْرُهٗ

(فتح الباری ص۲۵۷ ج۲)

اور بعض مشائخ نے کہا ہے کہ اَلتَّحِیَّات سے عبادات قولیہ، صلوٰت سے عبادات بدنیہ اور طیبات سے عبادات مالیہ مراد ہیں۔ یعنی تمام عبادتوں کا مستحق سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں۔

لفظ اَیُّهَا النَّبِیُّ پر ایک اشکال

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ لکھتے ہیں۔

خطاب حاضر را بود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دریں مقام نہ حاضر است

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر کے صیغہ سے خطاب کیا گیا ہے، حالانکہ آپ تو اس مقام میں حاضر نہیں۔

جواب:- چوں ورود ایں کلمہ در اصل در شب معراج بصیغہ خطاب بود۔ دیگر تغیرش ندادند و بہماں اصل گذاشتند

(مکاتیب و رسائل شیخ عبدالحق محدث دہلوی ص۱۸۹ طبع مجتبائی)

جب اس کلمہ کا ورود شب معراج بصیغہ خطاب ہوا تھا۔ تو اس میں کوئی تغیر و تبدل نہیں کیا گیا۔ اسی طرح اس کو رکھا گیا ہے۔

جیسا کہ ان مثالوں میں ہے۔

۱۔ وَاِنِّیْ لَاَظُنُّكَ یٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا (بنی اسرائیل ۱۰۲ پ۱۵)

اور بے شک میں گمان کرتا ہوں تیرے بارے میں اے فرعون کہ تو ہلاک ہونے والا ہے۔

۲۔ یُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۔ وَاسْتَغْفِرِیْ لِذَنْۢبِكِ ۖ اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِئِیْنَ (یوسف ۲۹ پ۱۲)

اے یوسف اعراض کر اس بات سے، اور اے زلیخا تو اپنی غلطی کی معافی مانگ بے شک تو ہی خطا کاروں سے ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ لکھتے ہیں

۱۔ و در حقیقت ایں دعا است در نماز اگر چہ بصیغہ خطاب است (مدارج النبوۃ ص ۱۶۵/۱)

حقیقت میں یہ دعا ہے نماز میں اگرچہ بصیغہ خطاب وارد ہوئی ہے۔

۲۔ "اور وجہ خطاب یعنی سلام و دعاء خیر بصیغہ خطاب پیش کرنا۔ اس وجہ سے ہے کہ اس کلام کو اسی طرح باقی رکھا گیا ہے جس طرح "شب معراج" میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب فرمایا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کی تعلیم کے وقت اسی لفظ کو اصلی حالت پہ برقرار رکھا۔ تاکہ یہ لفظ اس حالت کی یاد دہانی کراتا رہے۔

۳۔ نیز آپ کی ذات مبارکہ مؤمنین کے لیے ہمیشہ نصب العین اور عابدین کے لیے قرۃ العین کا درجہ رکھتی ہے۔ تمام حالات و جمیع احوال میں خصوصاً عبادات اور اختتام عبادت کے وقت کہ نورانیت کا وجود اور انکشاف اس مقام میں بہت زیادہ ہوتا ہے۔

۴۔ اور بعض عرفاء نے کہا ہے کہ یہ خطاب باعتبار "حقیقت محمدیہ" کے سریان کی وجہ سے ہے تمام موجودات کے ذرات اور تمام افراد ممکنات میں پس اس اعتبار سے وہ حقیقت محمدیہ نمازیوں کی ذات میں بھی موجود و حاضر ہے۔ پس نمازی کو چاہیئے کہ وہ اس معنی سے آگاہ ہو۔ اور اس شہود (مشاہدہ) سے غافل نہ ہو تاکہ انوار قرب و اسرار معرفت سے متنور اور مستفیض ہو"

(اشعۃ اللمعات فارسی ص ۴۱/۱)

در حقیقت آپ کی روح مبارکہ یا جسم اطہر کا کسی جگہ حاضر ہونا۔ اور حقیقت محمدیہ کی سرایت تمام کائنات میں یہ بالکل الگ الگ باتیں ہیں۔ ان کو آپس میں خلط ملط کر کے لوگوں کو شرک میں مبتلا کرنا نہایت ہی قبیح امر ہے۔ حقیقتِ محمدیہ، حقیقتِ صلوٰۃ، حقیقتِ قرآن وغیرہ وہ حقائق ہیں جن سے بزرگانِ دین اپنے روحانی شاہدات کے سلسلہ میں بحث کرتے ہیں۔ چنانچہ حقیقت محمدیہ کے بارہ میں شیخ اکبرؒ اور مجدد الف ثانیؒ لکھتے ہیں کہ وہ صادر اول یا تعین اول ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی صفت علم کا ظہور ہے۔ اس کے اوپر درجہ لاتعین یا ذات بحت کا درجہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ اس صفت کا مظہر اتم ہے۔ اور آپ کی صفت خاصہ جیسا کہ آپ نے خود فرمایا ہے "اُعْطِیْتُ عِلْمَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْآخِرِیْنَ" علم الاولین والآخرین سے مجھے آگاہ کیا گیا ہے۔ آپ کی صفت کا ظہور اگر ی درجہ میں کائنات کے تمام

افراد یا ذرات ممکنات میں ہو تو یہ مستبعد نہیں۔ اس لیے کہ ان عرفاء کا خیال ہے۔ تمام کائنات کے ایجاد و ظہور کا باعث اور علّت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مقدس ہے۔ مؤمن کے ایمان اور کمالات کے فیضان سب کی علت آپ کی ذات مقدس ہے۔ مؤمن کا ایمان بھی اسی ذات نبوت کی ایک شعاع ہے۔ اگر ایماندار اپنی ایمانی ہستی میں غور کرے گا۔ اپنی ایمانی ہستی سے پہلے اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت حاصل کرنی ہوگی۔ اس لیے نبی کا وجودِ مبارک خود ہماری ہستی سے بھی زیادہ ہم سے نزدیک اور اقرب ہوگا۔ اور اگر اس روحانی تعلق کی بناء پر کہا جائے کہ مؤمنین کے حق میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم بمنزلہ باپ کے ہے تو درست ہوگا، باپ بیٹے کے تعلق کا خلاصہ یہ ہے کہ بیٹے کا جسمانی اور مادی وجود، باپ کے جسم سے نکلتا ہے۔ اسی لیے باپ کی تربیت مہربانی اور شفقت بھی دوسروں سے زیادہ ہوتی ہے۔ نبی اور امتی کا تعلق بھی یقیناً اس سے کہیں بڑھ کر ہے۔ امتی کا روحانی وجود، نبی کی روحانیت عظمیٰ کا ایک پرتو اور عکس ہوتا ہے۔ اور جو شفقت، رأفت، تربیت اور مہربانی کا ظہور نبی کی طرف سے امتی کے حق میں ہوتا ہے۔ وہ ماں باپ سے بلکہ تمام مخلوق سے بڑھکر ہوتا ہے۔ باپ کے ذریعہ اگر دنیا کی عارضی حیات حاصل ہوتی ہے، تو نبی کی بدولت ابدی، دائمی اور لازوال حیات نصیب ہوتی ہے۔ نبی کو خود ہمارے حق میں وہ ہمدردی اور خیر خواہی ہوتی ہے۔ جو خود ہمارے نفس کو نہیں ہو سکتی۔ اسی لیے نبی ہماری جان و مال میں تصرف کرنے کا وہ حق رکھتا ہے جو کسی کو حاصل نہیں۔ حضرت شاہ عبد القادر محدث دہلویؒ کے بقول "نبی نائب ہے اللہ کا۔ اپنی جان و مال میں اپنا تصرف نہیں چلتا جتنا نبی کا چلتا ہے اپنی جان دہکتی آگ میں ڈالنا روا نہیں، اگر نبی حکم دے تو فرض ہو جائے" اس لیے حدیث میں آپ نے فرمایا ہے کہ ماں باپ اور سب رشتے داروں اور تمام آدمیوں بلکہ اپنی جان سے بڑھ کر جب تک نبی کو محبوب نہ جانے ایمان کامل نہیں ہو سکتا۔ (حاشیہ شیخ الاسلام سورۃ احزاب تفسیر یسیر)

اس لیے نمازی کا اس "حقیقتِ محمدیہ" کی سرایت کی بنار پر خطاب کرنا کچھ نامناسب نہیں ہوگا۔

اور یہ حقیقت بھی پوشیدہ نہ رہے کہ علت العلل اور اصل ذات باری تعالےٰ ہے جو خالق، فاطر اور بدیع ہے، مربی، علیمِ کُل، متصرف بالذات، اور مدبّر، نافع وضار، قیوم اور

مسبب الاسباب ہے۔ لیکن ملائکہ بھی واسطہ فیضان ہیں۔ اور نبی کی ذات مبارکہ بھی تربیت اور روحانی فیضان کے اعتبار سے واسطہ اور سبب ہے۔ اور یہ توسط آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم ارواح میں بھی حاصل تھا ———————————— جس کی بنا پر آپ کے توسط سے انبیاء علیہم السلام کی ارواح کو فیضان حاصل ہوا۔ اگر معلول اپنی علت سے منفک نہیں ہو سکتا تو پھر تمام افراد کائنات اور ذرارہ موجودات کے افاضہ کمالات کے لیے آپ کی ذات مقدسہ کچھ ایسا ہی لگاؤ اور تعلق رکھتی ہے۔ کہ آپ کی تربیت، ہدایت، فیضان اور روحانیت و نبوت و رسالت وغیرہ کے اعتبار سے تمام لوگوں کی جانوں سے بھی زیادہ ان کے ساتھ قوی تعلق رکھتے ہیں۔

اور اس حدیث کا مفہوم بھی یہی ہے "کُنْتُ نَبِیًّا وَّاٰدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ" یا "کُنْتُ نَبِیًّا وَّاٰدَمُ مُنْجَدِلٌ بَیْنَ الْمَآءِ وَالطِّیْنِ" یقیناً آپ کو اس عالم ارواح میں بھی تعلیم و تربیت کی فضیلت حاصل تھی، جو ارواح انبیاء وغیرہم کی تہذیب و تکمیل جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ سے کرائی تھی۔ اس عالم میں بھی حضور علیہ السلام کا ظہور تام تھا۔ جس کو "کُنْتُ نَبِیًّا" کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔ امام ولی اللہ رح نے بھی فیوض الحرمین اور الدر الثمین میں یہ بات ذکر کی ہے اور اس قسم کے حقائق سے بہت سے بزرگانِ دین مثلاً امام مجدد الف ثانی رح شیخ ابن عربی رح، شیخ عبد الکریم جیلی رح، اور شیخ صدر الدین قونوی رح، مولانا عبد الرحمٰن جامی رح، شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رح، شاہ رفیع الدین محدث دہلوی رح، مولانا شاہ اسمٰعیل شہید رح، اور مولانا محمد قاسم نانوتوی رح وغیرہم نے اپنی کتب و رسائل میں آگاہ کیا ہے۔

حافظ ابن حجر رح نے بھی فتح الباری شرح صحیح البخاری میں ایک خاص طرز پر اس کا ذکر کیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔

اس میں کیا حکمت ہے کہ یہاں غائب کے صیغہ سے خطاب کے صیغہ کی طرف عدول کیا گیا ہے "عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ" باوجود اس کے مقام اس کا تقاضا کرتا ہے کہ غائب کا صیغہ ہونا چاہیئے کہ یوں کہے "اَلسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ" اللہ تعالیٰ کے سامنے تحیہ اور مناجات پیش کرنے کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سلام متوجہ ہو۔ پھر اپنے نفس اور دیگر صالحین کی طرف۔

۱) اس کا جواب طیبیؒ شارح مشکوٰۃ نے یہ دیا ہے۔ کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتلائے ہوئے لفظ کا اتباع کرتے ہیں آپ نے صحابہ کرامؓ کو اس طرح بتلایا تھا۔

۲) اور یہ بھی احتمال ہے کہ اہل عرفان (معرفتِ الٰہی رکھنے والے لوگوں) کے طریقہ پر اس کا جواب یہ بھی ہو سکتا ہے۔ جب نمازی تحیات کے ساتھ ملکوت کا دروازہ کھولتے ہیں۔ (یعنی التحیات کے کے ذریعے جب وہ مناجات کرتے ہیں۔ تو عالم ملکوت کا دروازہ ان کے لیے کھل جاتا ہے) اور انھو حیّ لا یموت باری تعالیٰ کے حریم قدس وبارگاہ رفیع میں داخل ہونے کی اجازت مل جاتی ہے۔ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں، تو ان کو تنبیہ کی جاتی ہے اور خبردار کیا جاتا ہے کہ یہ بات ان کو نبی رحمت کے واسطہ سے اور ان کی متابعت کی برکت سے حاصل ہوتی ہے۔ پھر جب وہ پلٹ کر دیکھتے ہیں تو حبیب رب العلمین کو حرم حبیب میں حاضر دیکھتے ہیں، تو وہ ان کی طرف متوجہ ہو کر کہتے ہیں "اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ"

۳) اور حضرت بن مسعودؓ کی حدیث کے بعض طرق میں اس طرح منقول ہے کہ لفظ خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ حیات کے ساتھ مخصوص ہے، اور آپ کی وفات کے بعد لفظ غائب "اَلسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ" کے ساتھ پڑھیں گے۔ چنانچہ بخاری باب الاستیذان (صفحہ ۹۲۶ ج ۲) میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت میں واقع ہے۔ کہ جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان موجود تھے تو اس طرح ہم لوگ "اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ" کے لفظ سے سلام پڑھتے تھے۔ بخاری کے علاوہ اس روایت کو ابوعوانہؒ نے اپنی صحیح میں اور محدث سراجؒ اور جوزقیؒ نے اور ابونعیم اصبہانیؒ، اور بیہقیؒ نے متعدد طرق سے ابونعیمؒ سے جو بخاریؒ کے شیخ ہیں نقل کیا ہے۔ "فَلَمَّا قُبِضَ قُلْنَا اَلسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ" چنانچہ علامہ سبکیؒ نے ابوعوانہ کی اس روایت پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ اگر یہ بات صحابہ کرامؓ سے ثابت ہے۔ پھر اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد علیک "اَیُّھَا النَّبِیُّ" کا لفظ کہنا واجب یعنی ضروری نہیں۔

(فتح الباری صفحہ ۲۵۸ ج ۲)

رفع سبابہ یعنی تشہد میں انگلی اٹھانا

تشہد میں شہادت کی انگلی اٹھانا سنت ہے۔ اور صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ اس پر ائمہ کرام کا اتفاق ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ، امام ابو یوسفؒ، امام محمدؒ سب اسی کے قائل ہیں۔ (کبیری ص۳۲۸)

۱۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الزُّبَیْرِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلم کَانَ یُشِیْرُ بِاِصْبَعِہٖ اِذَا دَعَا وَلَا یُحَرِّکُھَا (فی روایۃ عنہ) وَلَا یُجَاوِزُ بَصَرُہٗ اِشَارَتَہٗ۔

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی انگلی سے اشارہ کرتے تھے اور اس کو حرکت نہیں دیتے تھے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ کی نگاہ اس اشارہ پر لگی رہتی تھی اس سے تجاوز نہیں کرتی تھی۔

(ابو داؤد ص۱۴۲/ج۱، نسائی ص۱۸۷/ج۱، مسند احمد ص۲/ج۴، بیہقی ص۱۳۲/ج۲)

۲۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ لَھِیَ اَشَدُّ عَلَی الشَّیْطَانِ مِنَ الْحَدِیْدِ یَعْنِی السَّبَابَۃَ۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اشارہ کرنا سبابہ کے ساتھ شیطان پر لوہے (کے ہتھوڑے) سے زیادہ سخت ہوتا ہے۔

(مسند احمد ص۱۱۹/ج۲)

تشہد میں انگلی اٹھانے کا طریقہ

۱) انگلی اٹھانے کا طریقہ جو فقہائے کرام نے اختیار کیا ہے۔ کہ جب تشہد بیٹھے تو دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو دائیں ران پر اور بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ران پر رکھے۔ اور تشہد کے وقت ترپن[۵۳] کا حلقہ (عقد ثلاث وخمسین) بنائے یعنی خنصر اور بنصر کا عقد کرے، اور وسطیٰ اور ابہام کا حلقہ بنائے (یہی عقد ثلاث وخمسین ہے) اور سبابہ کے ساتھ اشارہ کرے۔

تشہد میں لفظ لا پر انگلی اٹھائے اور اِلَّا اللّٰہ پر نیچے رکھ دے، اور اسی حالت کو آخر نماز قائم رکھے۔

احناف کرام اسی طریقہ کو پسند کرتے ہیں۔ اور یہی احناف کا مرجح طریقہ ہے چنانچہ امام حلبیؒ لکھتے ہیں

فالمراد وضع الكف ثم قبض الاصابع بعد ذلك عند الاشارة وهو المروي عن محمد في كيفية الاشارة قال يقبض خنصره والتي تليها ويحلق الوسطى والابهام ويقيم المسبحة وكذا عن ابي يوسف في الامالي (الى ان قال) وصفة الاشارة عن الحلوائي انه يرفع الاصبع عند النفي ويضعها عند الاثبات اشارة اليهما

(کبیری ص۳۲۸، شرح نقایہ ص۸۰ ج۱)

پس مراد یہ ہے کہ پہلے ہاتھوں کو رانوں پر رکھے اس کے بعد اشارہ کے وقت انگلیوں کو سکیڑے اسی طرح حضرت امام محمدؒ سے مروی ہے اشارہ کی کیفیت کے بارہ میں، پہلے چھوٹی انگلی کو سکیڑے اور اس کے ساتھ والی کو، پھر درمیانی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنائے اور سبابہ کے ساتھ اشارہ کرے اسی طرح حضرت امام ابو یوسفؒ سے کتاب الامالی میں منقول ہے اور کبیری والے لکھتے ہیں کہ امام حلوائی سے اشارہ کی کیفیت اس طرح منقول ہے کہ انگلی کو نفی (لا الٰہ) کے وقت اوپر اٹھائے اور اثبات (الا اللہ) کے وقت نیچے کر دے تاکہ دونوں کی طرح اشارہ ہو جائے۔

۱۔ عن عبد الله بن عمر (مرفوعاً) اذا جلس في الصلاة وضع كفه اليسرى على فخذه اليسرى ووضع كفه اليمنى على فخذه اليمنى وقبض اصابعه واشار باصبعه التي تلي الابهام (مصنف عبد الرزاق ص۱۹۵ ج۲، مسلم ص۲۱۶ ج۱، موطا امام مالک ص۷۱، موطا امام محمد ص۱۰۸)

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں بیٹھتے تھے تو اپنے بائیں ہاتھ کو بائیں ران پر اور دائیں ہاتھ کو دائیں ران پر رکھتے تھے۔ اور اپنی انگلیوں کو سکیڑتے اور جو انگلی انگوٹھے سے ملتی ہے اس کے ساتھ اشارہ کرتے۔

قال محمد وبصنيع رسول الله صلى الله عليه وسلم نأخذ وهو قول ابي حنيفة رحمه الله

امام محمدؒ کہتے ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق کو اختیار کرتے ہیں۔ اور یہی امام ابو حنیفہؒ کا قول ہے۔

۲۔ عن وائل بن حجرؓ (مرفوعاً)

حضرت وائل بن حجرؓ سے روایت ہے کہ پھیر

ثُمَّ قَعَدَ فَافْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَوَضَعَ كَفَّهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ وَرُكْبَتِهِ الْيُسْرٰى وَجَعَلَ حَدَّ مِرْفَقِهِ الْاَيْمَنِ عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى ثُمَّ قَبَضَ ثَلَاثَةً مِّنْ اَصَابِعِهٖ وَحَلَّقَ حَلْقَةً ثُمَّ رَفَعَ اِصْبَعَهٗ

(بیہقی ص ۱۳۲ / ج ۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قعدہ میں بیٹھے بائیں پاؤں کو نیچے بچھا کر اور بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ران اور گھٹنے پر رکھا۔ اور دائیں ہاتھ کو دائیں ران پہ پھر تین انگلیوں کو سیکڑا اور حلقہ بنایا اور پھر ایک انگلی (سبابہ) کو اٹھا کر اشارہ کیا۔

وَفِیْ رِوَایَةِ ابْنِ مَاجَةَ عَنْهُ قَدْ حَلَّقَ الْاِبْهَامَ وَالْوُسْطٰی وَرَفَعَ الَّتِیْ تَلِیْهِمَا (ابن ماجہ ص ۶۵)

اور ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ انگوٹھے اور درمیانی انگلی کا حلقہ بنایا۔ اس کے ساتھ والی انگلی (سبابہ) سے اشارہ کیا۔

۲ - حضرت امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ لکھتے ہیں۔

وموضع اشارۃ قول لَا اِلٰہ است بحدیث مسلم وبجہت آنکہ غرض از اشارہ توحید است تا قول وفعل معاضد یکدیگر واقع شود (مصفّٰی شرح مؤطا ج ۱ ص ۱۱۶)

کہ اشارہ کا مقام اِلَّا اللہ ہے۔ جیسا کہ مسلم کی روایت سے معلوم ہوتا ہے۔ اور اس وجہ سے بھی غرض اشارہ سے توحید الٰہی کا اظہار ہے تاکہ قول وفعل آپس میں ایک دوسرے کے مزید معاون ہو جائیں۔

۲) حضرت امام شافعیؒ کے نزدیک تشہد بیٹھتے وقت ہی انگلیوں کا حلقہ بنا کر رکھے اور اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پر اشارہ کرے۔

۲) اشارہ کے بعد انگلی کو آخر تک کھڑا ہی رکھے۔

یہ جملہ طرق صحیح ہیں۔ ان میں سے جس پر بھی عمل کرے گا وہ درست ہوگا۔

مسئلہ :- دو انگلیوں سے اشارہ کرنا مکروہ ہے (کبیری ص ۳۲۸)

وَیُکْرَهُ اَنْ یُّشِیْرَ بِکِلْتَا مُسَبِّحَتَیْهِ (کبیری ص ۳۲۸)

۱- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَجُلًا کَانَ یَدْعُوْ بِاِصْبَعَیْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اَحِّدْ اَحِّدْ (نسائی ص ۱۸۷/۱)

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص اپنی دونوں ہاتھوں کی انگلیوں سے اشارہ کرتا تھا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک انگلی سے اشارہ کرو۔

۲- وَعَنْ سَعْدٍؓ قَالَ مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وَاَنَا اَدْعُوْ بِاَصَابِعِیْ فَقَالَ اَحِّدْ اَحِّدْ وَاَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ (نسائی ص ۱۸۷/۱)

حضرت سعدؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر میرے پاس ہوا اور میں اپنی دو انگلیوں سے اشارہ کر رہا تھا۔ آپ نے فرمایا ایک ہی انگلی سے اشارہ کرو۔ اور آپ نے سبابہ کے ساتھ اشارہ کیا۔

۳- حضرت خفافؓ بن ایماء بن رحضہ نے کہا ہے۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اپنی ایک انگلی سے اشارہ کرتے تھے۔ (سنن کبریٰ للبیہقی ص ۱۳۳/۲)

۴- حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے بھی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح اس انگلی کے ساتھ اشارہ کرتے تھے۔ جو ابہام (انگوٹھے) سے ملتی ہے۔ (بیہقی ص ۱۳۳/۲)

۵- حضرت جابر بن سمرۃؓ سے بھی اسی طرح منقول ہے۔ (مسند ابوعوانہ ص ۲۲۹/۲)

۶- حضرت مالک بن نمیر الخزاعی عن ابیہؓ سے بھی منقول ہے (ابوداؤد ص ۱۴۲/۱، نسائی ص ۱۸۷/۱، ابن ماجہ ص ۶۰، ترمذی ص ۶۹، سنن کبریٰ ص ۱۳۱/۲)

نوٹ: بعض حضرات مثلاً امام ابن ہمامؒ، حضرت مجدد الف ثانیؒ، حضرت مولانا حسین علیؒ اور دیگر نقشبندی حضرات کرام کو اشتباہ ہوا ہے۔ اور انہوں نے اشارہ فی الصلوٰۃ کو سکون صلوٰۃ کے خلاف سمجھا ہے۔ اور اس کو ترک کر دیا ہے اور ان احادیث کو مؤول قرار دیا ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں اس بارہ میں صریح صحیح اور غیر متضاد احادیث موجود ہیں۔ جن میں کوئی تعارض بھی نہیں اور ائمہ کا اتفاق بھی اسی پر ہے (جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے۔

مسئلہ:- فرائض و واجبات اور سنن مؤکدہ میں قعدۂ اولیٰ میں تشہد پر کچھ اضافہ نہ کرے بلکہ تشہد پڑھ کر کھڑا ہو جائے۔ (ہدایہ ص ۱۷۱/۱، شرح نقایہ ص ۸۰/۱، کبیری ص ۳۲۰)

مسئلہ:- فرائض و واجبات میں قعدۂ اولیٰ میں اگر تشہد پر اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

کی مقدار اضافہ کرے گا تو سجدہ سہو کرنا ہوگا (شرح نقایہ صـ ۱/۱۱۱، کبیری صـ ۴۳۰)

مسئلہ:۔ چار رکعات نوافل ہوں تو ان میں تشہد کے بعد اگر کھڑا ہو تو بھی جائز ہے۔ لیکن زیادہ بہتر یہ ہے کہ تشہد کے بعد درود شریف اور دعا وغیرہ بھی پڑھ لے (درمختار صـ ۱/۹۵)

رکعت ثالثہ (تیسری رکعت)

اگر فرض نماز ہے تو تیسری رکعت میں ثنا اور تعوذ نہ پڑھے (درمختار صـ ۱/۹۵، کبیری صـ ۳۲۲)

مسئلہ ۱:۔ تیسری اور چوتھی رکعت میں صرف سورۃ فاتحہ کا پڑھنا سنت ہے (ہدایہ صـ ۹۶، شرح نقایہ صـ ۱/۸۰، کبیری صـ ۲۷۸)

جیسا کہ مفصل باحوالہ بحث صـ ۲۸۷ پر ارکانِ صلوٰۃ مسائل قراءۃ کے باب میں گزر چکی ہے۔

مسئلہ:۔ فرائض کی آخری دو رکعتوں میں اگر تسبیح کرتا رہے یا خاموش رہے۔ تب بھی نماز درست ہوگی (ہدایہ صـ ۱/۹۶، شرح نقایہ صـ ۱/۸۱، کبیری صـ ۲۷۷)

باحوالہ بحث صـ ۲۸۷ پر ملاحظہ کریں۔

مسئلہ:۔ نوافل کی تیسری رکعت میں قراءۃ شروع کرنے سے پہلے ثنا کا پڑھنا بہتر اور افضل ہے (کبیری صـ ۳۲۲، درمختار صـ ۱/۹۵)

مسئلہ:۔ وتر اور سنت مؤکدہ اور نوافل کی تمام رکعات میں سورۃ فاتحہ اور اس کے ساتھ کوئی سورۃ ملانا ضروری ہے (کبیری صـ ۳۲۲)

آخری قعدہ

دو رکعت والی نماز میں دوسری اور تین والی میں تیسری اور چار والی میں چوتھی رکعت پورا کرنے کے بعد قعدہ اخیرہ کرے۔ یہ قعدہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک فرض ہے اور اس میں بھی تشہد کا پڑھنا واجب ہے۔ جیسا کہ ارکانِ صلوٰۃ صـ ۳۰۲ اور واجبات صلوٰۃ صـ ۳۰۸،۳۰۷ "لفظ سلام سے نکلنا" کے عنوان کے تحت باحوالہ بحث گزر چکی ہے۔

مسئلہ:۔ آخری قعدہ میں تشہد کے بعد درود شریف پڑھے۔

التحیات کے بعد نماز میں درود شریف

حضرت امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ اور جمہور علماء کے نزدیک نماز میں تشہد کے بعد درود کا پڑھنا سنت ہے اور اگر کسی وجہ سے ترک کر دیا جائے تو نماز صحیح ہوگی۔ اور امام احمدؒ و شافعیؒ کے نزدیک درود کا پڑھنا

واجب ہے۔ اس کے ترک سے نماز صحیح نہیں ہوگی (نووی شرح مسلم مع مسلم ص۱۷۵ ج۱)

فضائل درود شریف

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

۱۔ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ﴿۵۶﴾ (احزاب پ۲۲)

بے شک اللہ تعالیٰ رحمت کاملہ نازل فرماتا ہے اپنے نبی پر اور اس کے فرشتے نزول رحمت کی دعا کرتے ہیں نبی کے لیے۔ اے ایمان والو! تم بھی نبی پر درود و سلام بھیجو۔

قَالَ اَبُوالْعَالِیَۃِ صَلٰوۃُ اللّٰہِ ثَنَآؤُہٗ عَلَیْہِ عِنْدَ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَصَلٰوۃُ الْمَلٰٓئِکَۃِ الدُّعَاءُ (بخاری ص۷۰۷ ج۲)

حضرت ابوالعالیہؒ کہتے ہیں، کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے صلوٰۃ اس کی وہ تعریف ہے جو وہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی فرشتوں کے سامنے کرتا ہے اور فرشتوں کی صلوٰۃ دعا ہے۔

وَرُوِیَ عَنْ سُفْیَانَ الثَّوْرِیِّ وَغَیْرِ وَاحِدٍ مِّنْ اَھْلِ الْعِلْمِ قَالُوْا صَلٰوۃُ الرَّبِّ الرَّحْمَۃُ وَصَلٰوۃُ الْمَلٰٓئِکَۃِ الْاِسْتِغْفَارُ (ترمذی ص۹۶)

حضرت سفیان ثوریؒ اور بہت سے اہل علم سے منقول ہے، انہوں نے کہا ہے کہ رب تعالیٰ کی صلوٰۃ وہ رحمت ہے اور فرشتوں کی صلوٰۃ وہ استغفار ہے۔

الصَّلٰوۃُ مِنَ الْعِبَادِ طَلَبُ الرَّحْمَۃِ الشَّامِلَۃِ لِخَیْرِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ

صلوٰۃ بندوں کی طرف سے اس رحمت کی طلب ہے جو دنیا اور آخرت کی خیر پر شامل ہو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ثناء و تعظیم رحمت و عطوفت کے ساتھ ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ سے رحمت مانگنی اپنے پیغمبر پر اور اس کے ساتھ ان کے گھرانے پر بڑی قبولیت رکھتی ہے ان پر ان کے لائق رحمت اترتی ہے۔

اِنَّمَا تَجِبُ الصَّلٰوۃُ عَلَیْہِ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ فِی الْعُمُرِ مَرَّۃً وَّاحِدَۃً (تفسیر ابن کثیر ص۵۱۲ ج۱)

عمر بھر میں ایک دفعہ درود شریف پڑھنا ہر مومن پر فرض ہے۔

وَسُنَّةٌ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رح فِي التَّشَهُّدِ وَعِنْدَ الشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ فَرْضٌ (شرح نقایہ ص۸۱ ج۱ کبیری ص۳۲۳)

اور تشہد میں سنت ہے امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اور امام احمدؒ اور شافعیؒ کے نزدیک فرض ہے

وَمُسْتَحَبٌّ كُلَّمَا ذُكِرَ اسْمُهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ (ابن کثیر ص۵۱۲ ج۳)

اور جب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم پاک ذکر کیا جائے اس وقت مستحب ہے۔

۲۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم صَلُّوْا عَلَيَّ فَاِنَّهَا زَكٰوةٌ لَّكُمْ وَسَلُوا اللّٰهَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ فَاِنَّهَا دَرَجَةٌ (تفسیر ابن کثیر ص۵۱۱ ج۳)

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجھ پہ درود پڑھو۔ کیونکہ یہ تمہارے لیے پاکیزگی کا باعث ہے اور اللہ تعالیٰ سے میرے لیے وسیلہ مانگو اور وہ ایک درجہ ہے۔

۳۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ علیہ وسلم مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلٰوةً وَّاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرًا (مسلم ص۱۷۵ ج۱)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مجھ پہ ایک مرتبہ درود پڑھا۔ اللہ تعالیٰ اس پہ دس دفعہ رحمت نازل فرماتا ہے۔

۴۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو مَنْ صَلّٰى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ سَبْعِيْنَ صَلٰوةً (مسند احمد ص۱۷۲ ج۲ و تفسیر ابن کثیر ص۵۱۱ ج۳)

حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے۔ کہ جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہ ایک دفعہ درود پڑھا۔ اللہ تعالیٰ اس پر ستر دفعہ رحمت نازل فرماتے ہیں۔ اور اس کے فرشتے اس پہ ستر دفعہ نزول رحمت کی دعا کرتے ہیں۔

وَلَعَلَّ هٰذَا مَخْصُوْصٌ بِيَوْمِ الْجُمُعَةِ

بعض علماء نے کہا ہے کہ یہ بات شاید جمعہ کے دن سے خاص ہے۔

۵۔ عَنْ عَلِيٍّ مَرْفُوْعًا اَلْبَخِيْلُ مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ

حضرت علیؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخیل وہ ہے کہ میرا ذکر کیے

عَلَیَّ (ترمذی ص۵۱، مسند احمد ص۲۰۱ ج۱، مستدرک حاکم ص۵۴۹ ج۱)

پاس ہو، اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔

۶۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَوْلَی النَّاسِ بِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَکْثَرُھُمْ عَلَیَّ صَلٰوۃً (ترمذی ص۹۶)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بے شک مجھ سے زیادہ قریب رکھنے والے قیامت کے دن وہ ہونگے جو مجھ پر زیادہ درود پڑھتے ہوں گے۔

۷۔ عَنْ اَنَسٍ ؓ (مرفوعًا) مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوۃً وَّاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرَ صَلَوٰتٍ وَّحُطَّتْ عَنْہُ عَشْرُ خَطِیْئٰتٍ وَّرُفِعَتْ لَہٗ عَشْرُ دَرَجَاتٍ (نسائی ص۱۹۱ ج۱)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھیگا اللہ تعالیٰ اس پر دس دفعہ رحمت نازل فرمائے گا اور اس کے دس گناہ مٹائے جائیں گے اور اس کے دس درجے بلند کیے جائیں گے۔

۸۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ؓ قَالَ اِنَّ الدُّعَآءَ مَوْقُوْفٌ بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَا یَصْعَدُ مِنْہُ شَیْءٌ حَتّٰی تُصَلِّیَ عَلٰی نَبِیِّکَ

(ترمذی ص۹۶ وکذا عن علیؓ)

حضرت عمر فاروقؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ دعا ارض وسما کے درمیان موقوف ہوتی ہے اوپر نہیں جاتی جب تک تم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ بھیجو۔ (حضرت علیؓ سے بھی ایسا ہی منقول ہے۔)

۹۔ حضرت ابوطلحہؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ خوش خوش تشریف لائے تو فرمایا

اِنَّ مَلَکًا اَتَانِیْ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ! اِنَّ رَبَّکَ یَقُوْلُ لَکَ اَمَا یُرْضِیْکَ اَنْ لَّا یُصَلِّیَ عَلَیْکَ اَحَدٌ مِّنْ اُمَّتِکَ اِلَّا صَلَّیْتُ عَلَیْہِ عَشْرًا وَّلَا یُسَلِّمُ عَلَیْکَ اِلَّا سَلَّمْتُ عَلَیْہِ عَشْرًا۔

(نسائی ص۱۸۹ ج۱، دارمی ص۲۲۵ ج۲)

جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور انہوں نے مجھ سے کہا تیرا پروردگار فرماتا ہے اے محمد! کیا آپ کو یہ بات پسند نہیں کہ جو شخص بھی آپ کی امت کا آپ پر ایک دفعہ درود بھیجے گا۔ میں اس پر دس دفعہ رحمت نازل کروں گا۔ اور جو شخص آپ کی امت کا ایک دفعہ آپ پر سلام کہے گا۔ میں اس پر دس دفعہ سلامتی نازل کروں گا۔

١٠۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كُنْتُ اُصَلِّيْ وَالنَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم وَاَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ مَعَهُ فَلَمَّا جَلَسْتُ بَدَأْتُ بِالثَّنَاءِ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى ثُمَّ الصَّلٰوةِ عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم ثُمَّ دَعَوْتُ لِنَفْسِيْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عليه وسلم سَلْ تُعْطَهُ سَلْ تُعْطَهُ

(ترمذی ص۱۱)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ میں نماز پڑھتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ بھی آپ کے ساتھ تھے۔ جب میں بیٹھا تو پہلے اللہ تعالیٰ کی ثنا کی۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہ درود پڑھا۔ پھر اپنے نفس کے لیے دعا کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مانگو تجھ کو دیا جائے گا۔ مانگو تجھ کو دیا جائے گا۔ (یعنی صحیح طریقہ یہی ہے۔ اس طریقہ پہ اگر اللہ تعالیٰ سے مانگو گے تو وہ عطا فرمائیگا)

١١۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ لَا تَجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قُبُوْرًا وَلَا تَجْعَلُوْا قَبْرِيْ عِيْدًا وَصَلُّوْا عَلَيَّ فَاِنَّ صَلٰوتَكُمْ تَبْلُغُنِيْ حَيْثُ كُنْتُمْ (ابوداؤد ص۲۷۹ ج۱، مسند احمد ص۳۶۷ ج۲)

حضرت ابوہریرہؓ نے کہا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا۔ اے لوگو! اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ (یعنی سنسان نہ بناؤ مراد یہ ہے کہ عبادت سے خالی نہ کرو۔ یا یہ مراد ہے گھروں میں مردوں کو دفن نہ کرو) اور میری قبر کو عید (میلہ) نہ بناؤ۔ اور مجھ پہ درود پڑھو۔ کیونکہ تمہارا درود مجھ تک پہنچے گا جہاں بھی تم ہوگے۔

١٢۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ (مرفوعاً) اِنَّ لِلّٰهِ مَلٰٓئِكَةً سَيَّاحِيْنَ فِي الْاَرْضِ يُبَلِّغُوْنِيْ مِنْ اُمَّتِيَ السَّلَامَ

(نسائی ص۱۸۹ ج۱، دارمی ص۲۲۵ ج۲)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ایسے ہیں۔ جو زمین میں سیاحت کرتے ہیں۔ اور مجھ تک میری امت کے لوگوں کا سلام پہنچاتے ہیں۔

١٣۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کہتے ہیں کہ مجھے حضرت کعب

لَيْلٰى قَالَ لَقِيَنِيْ كَعْبُ بْنُ عُجْرَةَ فَقَالَ اَلَا اُهْدِيْ لَكَ هَدِيَّةً سَمِعْتُهَا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عليه وسلم فَقُلْتُ بَلٰى فَاَهْدِهَا لِيْ فَقَالَ سَاَلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عليه وسلم كَيْفَ الصَّلٰوةُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ عَلَّمَنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ عَلَيْكَ قَالَ قُوْلُوا اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ الخ

(نسائی ص۱۹۰ ج۱، دارمی ص۲۵۱ ج۱، ابن ماجہ ص۶۴، بخاری ص۴۷۷ ج۱)

بن عجرہؓ ملے اور انہوں نے کہا۔ کیا میں تمہیں ایک ہدیہ نہ دوں جو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سُنا ہے۔ میں نے کہا ضرور دیں۔ تو انہوں نے کہا ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ حضرت آپ پر اور آپ کے اہل بیت پر کس طرح درود بھیجیں۔ کیونکہ سلام کا طریقہ تو ہم معلوم کر چکے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہو اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ الخ

۱۴۔ اِبْنُ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم مَنْ نَسِيَ الصَّلٰوةَ عَلَيَّ خَطِئَ طَرِيْقَ الْجَنَّةِ (ابن ماجہ ص۶۵)

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مجھ پر درود پڑھنا بھول گیا وہ جنت کا راستہ بھول گیا۔

۱۵۔ اِبْنُ مَسْعُوْدٍؓ قَالَ اِذَا صَلَّيْتُمْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فَاَحْسِنُوا الصَّلٰوةَ عَلَيْهِ فَاِنَّكُمْ لَا تَدْرُوْنَ لَعَلَّ ذٰلِكَ يُعْرَضُ عَلَيْهِ

(ابن ماجہ ص۶۵)

حضرت ابن مسعودؓ کہتے ہیں تم جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھو تو بہت اچھی طرح پڑھو کیونکہ تم نہیں جانتے کہ شاید یہی درود آپ پر پیش ہو۔

۱۶۔ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ اَدْهَمَ بِسَنَدِهٖ عَنْ عَلِيٍّؓ مَرْفُوْعًا مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مِائَةَ مَرَّةٍ

حضرت ابراہیم بن ادہمؒ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت علیؓ سے روایت کیا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس

جَاءَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَمَعَهٗ نُوْرٌ لَوْ قُسِمَ ذٰلِكَ النُّوْرُ بَیْنَ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ لَوَسِعَهُمْ

(حلیۃ الاولیاء ص۴۷ ج۸)

۱۷- قَالَ اُبَیٌّ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ اُكْثِرُ الصَّلٰوةَ عَلَیْكَ فَكَمْ اَجْعَلُ لَكَ مِنْ صَلَاتِیْ قَالَ مَا شِئْتَ قُلْتُ الرُّبُعَ قَالَ مَا شِئْتَ فَاِنْ زِدْتَّ قُلْتُ فَالنِّصْفَ قَالَ مَا شِئْتَ وَاِنْ زِدْتَّ فَهُوَ خَیْرٌ قُلْتُ فَثُلُثَیْنِ قَالَ مَا شِئْتَ فَاِنْ زِدْتَّ فَهُوَ خَیْرٌ قُلْتُ اَجْعَلُ لَكَ صَلَاتِیْ كُلَّهَا قَالَ اِذًا تُكْفٰی هَمَّكَ وَیُغْفَرُ ذَنْبُكَ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ

(ترمذی ص۲۵۴)

شخص نے مجھ پر جمعہ کے دن سو مرتبہ درود بھیجا وہ قیامت کے دن آئے گا اس طرح کہ اس کے ساتھ ایسا نور ہوگا اگر اس کو ساری مخلوق میں تقسیم کیا جائے تو سب کے لیے کفایت کر جائے۔

حضرت ابی بن کعبؓ نے کہا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور میں آپ پر اکثر درود پڑھتا ہوں۔ تو میں اس کی کتنی مقدار مقرر کر لوں۔ آپ نے فرمایا جتنا تم چاہو۔ میں نے عرض کیا۔ (اپنی نفلی عبادات کے اوقات میں سے) ایک چوتھائی وقت مقرر کر لوں آپ نے فرمایا جس قدر تم چاہو۔ اور اگر اس سے زیادہ کرو گے تو وہ بہتر ہوگا۔ تو میں نے عرض کیا حضور! میں نصف وقت اس کے لیے مقرر کر لوں تو آپ نے فرمایا جتنا چاہو۔ اور اگر زیادہ کرو تو وہ بہتر ہوگا۔ تو میں نے عرض کیا کہ حضرت پھر دو تہائی وقت مقرر کر لوں آپ نے فرمایا جس قدر چاہو۔ اگر زیادہ کرو گے تو وہ بہتر ہوگا۔ تو میں نے عرض کیا حضور پھر میں تمام نفلی عبادات کے اوقات آپ کے لیے درود پڑھنے کے لیے مقرر کرتا ہوں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر اس وقت تمہارے تمام مقاصد (دینی اور دنیاوی) پورے کیے جائیں گے۔ اور تیرے گناہ معاف کیے جائیں گے۔

درود شریف کے الفاظ

احادیث میں درود شریف کے مختلف الفاظ آئے ہیں۔ جو الفاظ بھی پڑھے درست ہیں۔

١- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِي لَيْلٰى قَالَ لَقِيَنِي كَعْبُ بْنُ عُجْرَةَ فَقَالَ اَلَا اُهْدِي لَكَ هَدِيَّةً سَمِعْتُهَا مِنَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَقُلْتُ بَلٰى فَاَهْدِهَا لِي فَقَالَ سَاَلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ الصَّلٰوةُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ عَلَّمَنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ عَلَيْكَ قَالَ قُوْلُوْا

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰؒ کہتے ہیں مجھے حضرت کعب بن عجرہؓ ملے اور انہوں نے کہا۔ کیا میں تمہیں ایک ہدیہ نہ دوں جو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سُنا ہے، میں نے کہا ضرور دیں۔ تو انہوں نے کہا ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ حضرت آپ پر اور آپ کے اہل بیت پر کس طرح درود بھیجیں۔ کیونکہ سلام کا طریقہ تو ہم معلوم کر چکے ہیں تو آپ نے فرمایا کہو۔

" اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (بخاری ج۲ مسلم ج۱ ص۱۷۵)

"اے اللہ! رحمت نازل فرما محمد پر، اور آپ کی آل پر جیسا کہ تُو نے رحمت نازل فرمائی حضرت ابراہیم پر، اور ان کی آل پر بیشک تو تعریف اور بزرگی والا ہے۔ اے اللہ! برکت نازل فرما حضرت محمد پر، اور آلِ محمد پر جیسا کہ تو نے برکت نازل فرمائی حضرت ابراہیم پر اور آلِ ابراہیم پر۔ بیشک تو تعریف اور بزرگی والا ہے۔

٢- اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ وَبَارِكْ

"اے اللہ! رحمت نازل فرما حضرت محمد پر اور آپ کی ازواج پر اور آپ کی اولاد پر جیسا کہ تو نے رحمت نازل فرمائی حضرت ابراہیم پر اور برکت

عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ	نازل فرما حضرت محمد پہ اور آپ کی ازواج پر اور
کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرٰھِیْمَ	آپ کی اولاد پہ جیسا کہ تو نے برکت نازل فرمائی
اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ	حضرت ابراہیم پہ، بیشک تو تعریف اور بزرگی
(بخاری ص۴۷۷ج۱، موطا امام محمد ص۱۹۰، مسلم ص۱۷۵ج۱)	والا ہے۔
۳۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ	اے اللہ! رحمت نازل فرما نبی حضرت محمد پہ اور
النَّبِیِّ وَاَزْوَاجِہٖ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ	آپ کی ازواج امہات المومنین پہ اور آپ کی
وَذُرِّیَّتِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ کَمَا	اولاد پہ اور اہل بیت پہ جیسا کہ رحمت نازل فرمائی
صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرٰھِیْمَ اِنَّکَ	تو نے حضرت ابراہیم پر، بے شک تو تعریف
حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (ابوداؤد ص۱۴۱ج۱)	اور بزرگی والا ہے۔

ایک اشکال صلوات اور برکات ابراہیم علیہ اسلام سے کیوں تشبیہ دی گئی ہے۔ حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب سے افضل ہیں۔

جواب ۱۔ چونکہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوۃ والسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جد امجد ہیں۔ اور فضائل کے باب میں باپ دادا سے تشبیہ مرغوب ہوتی ہے۔

۲۔ مشبہ بہ کبھی مشبہ سے کم بھی ہوتا ہے۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل مثالوں سے ظاہر ہے۔

۱) مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ	مثال اللہ تعالیٰ کے نور کی جیسا کہ ایک طاق ہے
(النور ۳۵، پ۱۸)	اس میں چراغ ہے۔
۲) وَاَحْسِنْ کَمَا اَحْسَنَ اللّٰہُ اِلَیْکَ	اور تم احسان کرو لوگوں کے ساتھ جیسا کہ اللہ تعالیٰ
(القصص ۷۷، پ۲۰)	نے احسان کیا ہے تیرے ساتھ۔
۳) یَتَلَأْلَأُ وَجْھُہٗ تَلَأْلُؤَ الْقَمَرِ	چمکتا تھا آپ کا چہرہ مبارک، مثل چمکنے چاند کے
لَیْلَۃَ الْبَدْرِ (ترمذی ص۵۶۸)	چودھویں رات۔
۴) یَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَیَا سَیِّدَ الْبَشَرِ	اے جمال والے اور تمام نوع انسانی کے سردار
مِنْ وَّجْھِکَ الْمُنِیْرِ لَقَدْ نُوِّرَ الْقَمَرُ	آپکے روشن چہرے سے البتہ تحقیق روشن کیا گیا ہے چاند۔

۳۔ شہرت کی بنا پر چونکہ رحمتوں اور برکتوں کا ہونا حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آل ابراہیم پہ تمام

ملّتوں میں مشہور اور واضح تھا۔ اس لیے تشبیہ دی گئی۔

۴۔ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ لکھتے ہیں۔

" تشبیہ فی النسبتہ میں نسبت کا مساوی ہونا ضروری ہے۔ منسوب الیہ اور منسوب کا برابر ہونا ضروری نہیں۔ جیسا کہ ایک کو دو کے ساتھ وہی نسبت ہے جو ایک کروڑ کو دو کروڑ کے ساتھ وعلیٰ ہذا جیسا کہ جیسے روح ویسے فرشتے، جیسی روح ویسا بدن، جیسا آفتاب ویسی دھوپ جیسا چاند ویسی چاندنی، جیسا درخت ویسا پھل، (ملخصاً مباحثہ شاہجہانپور صـ۵۹، ۶۰)

" تساوی نوعی میں یہ لازم نہیں کہ مراتبِ شخصی بھی مساوی ہو جائیں۔ جیسا کہ ایک شخص ایک ماشہ کندن، سونا دکھلا کر کہے کہ ایسا سونا خریدنا منظور ہے۔ اور وہ ہزار من سونا خریدتا ہو۔

(مباحثہ شاہجہانپور صـ۶۱)

مسئلہ :- قرأۃ قرآن میں اور خطبہ میں نام مبارک آئے تو سامعین درود نہ پڑھیں۔ کیونکہ قراءۃ اور خطبہ سُننا واجب ہے۔

مسئلہ :- تلاوت قرآن پاک کے دوران بھی نام مبارک آئے تو افضل ہے۔ کہ درود نہ پڑھے فارغ ہونے کے بعد اختیار ہے۔

مسئلہ :- نماز کی اقامت میں اور اذان میں اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے وقت جواب میں اسی کلمہ کو دہرائے۔ اس موقع پر درود نہ پڑھیں حکم ایسا ہی ہے۔

مسئلہ :- کتابت کے وقت نام مبارک پر "صلعم" یا "ص" نہ لکھیں بلکہ پورا درود شریف "صلی اللہ علیہ وسلم" لکھنا چاہیئے۔

مسئلہ :- بعض لوگوں کے نام محمد یا احمد ہوتے ہیں۔ اور وہ اس پر ص یا صلعم لکھتے ہیں یہ گستاخی اور زیادتی ہے۔

مسئلہ :- شرح فقہ اکبر میں ہے کہ امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں انبیاء علیہم السلام اور ملائکہ کے سوا کسی پر درود نہ بھیجا جائے (یہ اہل رفض و بدعت کا شعار ہے) ہاں تبعیت کی شکل میں جائز ہے (شرح فقہ اکبر صـ۲۰۴)

مصداق رحمت دنیا میں اعلاء دین، اظہار دعوت، عظمت ذکرہ اور "وَرَفَعْنَا لَكَ

ذٰلِكَ ابقائے شریعت اور آخرت میں قبول شفاعت ضعف ثواب، اظہار فضل بر اولین و آخرین اور تقدم علی کافۃ الانبیاء والمرسلین والملائکۃ المقربین والناس اجمعین ہے۔

درود شریف کے بعد دُعا

درود شریف پڑھ کر دُعا کرے، اس لیے کہ درود کے بعد دُعا مستحب اور مقبولیت کا بہت زیادہ محل ہے۔

(حدیث ابن مسعودؓ فی التشھد) ثُمَّ لِيَتَخَيَّرْ مِنَ الدُّعَاءِ اَعْجَبَهُ اِلَيْهِ فَيَدْعُوْا (بخاری ص ۱۱۵ ج ۱، مسلم ص ۱۷۳ ج ۱)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث تشہد کے باب میں ہے اس میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، پھر پسند کرے دعا میں سے جو اس کو اچھی معلوم ہو اور دعا کرے۔

فضائل دُعا:۔

۱۔ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ۶۰ (مومن پ ۲۴)

اور فرمایا تمہارے پروردگار نے دُعا کرو مجھ سے میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔ بیشک وہ لوگ جو میرے سامنے دعا کرنے سے تکبر کرتے ہیں۔ وہ ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔

۲۔ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَآءَ (انعام آیت ۴۱ پ ۷)

پس کھولتا ہے (یعنی قبول کرتا ہے) جس کی طرف تم اس کو پکارتے ہو، اگر چاہے۔

۳۔ عَنْ نُعْمَانَ بْنِ بَشِيْرٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم اِنَّ الدُّعَآءَ هُوَ الْعِبَادَةُ (مسند احمد ص ۲۷۶ ج ۴)

حضرت نعمان بن بشیرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بے شک دعا وہ عبادت ہی ہے۔

۴۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مَنْ لَّمْ يَسْئَلِ اللّٰهَ

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اللہ تعالیٰ کے سامنے دُعا نہ کی اللہ تعالیٰ اس پر ناراض

عَزَّ وَجَلَّ غَضِبَ عَلَيْهِ (تفسیر ابن کثیر ص۸۵ ج۴ بحوالہ مسند احمد) ہوتا ہے۔

۵۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا يَرْوِيْ عَنْ رَبِّهٖ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ: اَرْبَعُ خِصَالٍ وَاحِدَةٌ مِّنْهُنَّ لِيْ وَوَاحِدَةٌ لَّكَ وَوَاحِدَةٌ فِيْمَا بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ وَوَاحِدَةٌ فِيْمَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ عِبَادِيْ

حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، چار خصلتیں ہیں ایک میرے لیے ایک تیرے لیے ایک تیرے اور میرے درمیان اور ایک تیرے اور میرے بندوں کے درمیان۔ بہرحال جو خصلت میرے لیے ہے وہ یہ ہے کہ تم میری ہی عبادت کرو۔

فَاَمَّا الَّتِيْ لِيْ فَتَعْبُدُنِيْ وَلَا تُشْرِكُ بِيْ شَيْئًا وَاَمَّا الَّتِيْ لَكَ عَلَيَّ فَمَا عَمِلْتَ مِنْ خَيْرٍ جَزَيْتُكَ بِهٖ وَاَمَّا الَّتِيْ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ فَمِنْكَ الدُّعَاءُ وَعَلَيَّ الْاِجَابَةُ وَاَمَّا الَّتِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَ عِبَادِيْ فَارْضَ لَهُمْ مَا تَرْضٰى لِنَفْسِكَ (تفسیر ابن کثیر ص۸۵ ج۴ بحوالہ مسند ابی یعلیٰ)۔

اور کسی چیز کو میرے ساتھ شریک نہ بناؤ۔ اور وہ خصلت جو تیرے لیے ہے۔ وہ یہ کہ جو بھی تم بھلائی سے عمل کروگے تو میں اس کا بدلہ تمہیں دوں گا۔ بہرحال وہ خصلت جو میرے اور تیرے درمیان ہے وہ یہ کہ تیری طرف سے دعا ہو اور میرے ذمہ قبول کرنا ہے۔ اور وہ خصلت جو تیرے درمیان اور میرے بندوں کے درمیان ہے وہ یہ کہ تم ان کے لیے وہی بات پسند کرو، جو اپنے نفس کے لیے پسند کرتے ہو۔

ادعیہ ماثورہ والفاظ دعا درود شریف کے بعد الفاظ قرآن یا اس کے مشابہ دعا کرے۔ یا جو ادعیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا سلف سے منقول ہیں۔

وَيَدْعُوْ بِمَا يُشْبِهُ اَلْفَاظَ الْقُرْاٰنِ وَالْاَدْعِيَةَ الْمَاْثُوْرَةَ وَلَا يَدْعُوْ بِمَا يُشْبِهُ كَلَامَ النَّاسِ (ہدایہ ص۱۱۲ ج۱ شرح نقایہ ص۸۱ ج۱، کبیری ص۳۳۵)

دعا ایسے الفاظ سے مانگے، جو قرآن سے مشابہ ہوں، اور منقولہ دعاؤں سے مشابہ ہوں۔

ایسے الفاظ سے دعا نہ مانگے جو لوگوں کے کلام سے مشابہ ہوتے ہیں۔

چند ادعیہ درج ذیل ہیں

۱۔ رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ ○ رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ

اے پروردگار! مجھ کو نماز قائم کرنے والا بنا دے اور میری اولاد میں سے بھی نماز قائم کرنے والے بنا دے، اے پروردگار! میری بخشش فرما، اور میرے والدین کی اور سب مومنوں کی۔ جس دن حساب قائم ہوگا۔

۲۔ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ

اے ہمارے رب ہم کو دنیا اور آخرت میں بھلائی عطا فرما اور ہم کو آگ کے عذاب سے بچا۔

۳۔ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ قَالَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عَلِّمْنِي دُعَاءً أَدْعُو بِهِ فِي صَلَاتِي قَالَ قُلْ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے عرض کیا حضور مجھے کوئی دعا سکھلا دیں، تاکہ میں نماز میں دعا کیا کروں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہو

"اَللّٰهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ فَاغْفِرْ لِي مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِي إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ" (بخاری ص ۱۱۵ ج ۱، مسلم ص ۳۴۷ ج ۲)

"اے اللہ! میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیے ہیں، اور گناہوں کو تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں پس مجھے اپنی طرف سے مغفرت عطا فرما، اور مجھ پر رحم کر، بیشک تو بخشش کرنے والا اور مہربان ہے۔

۴۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم كَانَ يَدْعُو فِي الصَّلٰوةِ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں یہ دعا کرتے تھے۔

"اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ

"اے اللہ! میں تیری ذات کے ساتھ پناہ چاہتا ہوں قبر کے عذاب سے اور ______ مسیح دجال کے فتنہ سے، اور زندگی اور موت کے

فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَفِتْنَةِ الْمَمَاتِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْمَاْثَمِ وَالْمَغْرَمِ۔

فتنہ سے، اے اللہ! میں تیری ذات کے ساتھ پناہ چاہتا ہوں گناہوں اور قرض کے بوجھ سے

فَقَالَ لَهٗ قَائِلٌ مَا اَكْثَرَ مَا تَسْتَعِيْذُ مِنَ الْمَغْرَمِ فَقَالَ اِنَّ الرَّجُلَ اِذَا غَرِمَ حَدَّثَ فَكَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ۔

ایک شخص نے کہا کہ آپ قرض سے اکثر پناہ مانگتے ہیں، تو آپ نے فرمایا بے شک آدمی جب مقروض ہوتا ہے، تو جھوٹی بات کرتا ہے اور جب وعدہ کرتا ہے تو خلاف ورزی کرتا ہے۔

(بخاری ص۱۱۵ ج۱، مسلم ص۲۱۷ ج۱، موطا امام مالک ص۱۹۸ عن ابن عباسؓ)

۵۔ عَنْ عَلِیٍّ (مَرْفُوْعًا) ثُمَّ يَكُوْنُ مِنْ اٰخِرِ مَا يَقُوْلُ بَيْنَ التَّشَهُّدِ وَالتَّسْلِيْمِ۔

حضرت علیؓ سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشہد اور سلام کے درمیان یہ دعا مانگتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَسْرَفْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّیْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ

اے اللہ! مجھے بخش دے جو کچھ میں نے پہلے کیا اور جو کچھ میں نے بعد میں کیا، اور جو پوشیدہ اور ظاہری طور پر کیا، اور جو میں نے اسراف کیا ہے اور جو تو مجھ سے زیادہ بہتر جانتا ہے، تو ہی مقدم اور مؤخر کرنے والا ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں

(مسلم ص۲۶۳ ج۱، بخاری ص۹۳۵ ج۲)

سلام جب نماز ختم ہو تو پہلے دائیں جانب اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ کہے اور پھر بائیں جانب کہہ کر سلام سے نکلے۔ (ہدایہ ص۴۷ ج۱، شرح نقایہ ص۸۱ ج۱، کبیری ص۳۳۶)

۱۔ عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كُنْتُ اَرٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَعَنْ يَسَارِهٖ حَتّٰى اَرٰى بَيَاضَ خَدِّهٖ (مسلم ص۲۱۶ ج۱، ابن ابی شیبہ ص۲۹۸ ج۱)

حضرت سعدؓ کہتے ہیں کہ میں دیکھتا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ دائیں طرف اور بائیں طرف سلام پھیرتے تھے۔ یہاں تک کہ میں آپ کے رخسار مبارک کی سفیدی دیکھتا تھا۔

۲- عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم کَانَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَعَنْ يَسَارِهٖ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ

(ترمذی ص۶۹)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دائیں بائیں اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ کہہ کر سلام پھیرتے تھے۔

<u>مسئلہ :</u>- اگر بغیر لفظ سلام کہے کوئی شخص نماز سے اٹھ کر چلا گیا۔ تو نماز واجب الاعادہ ہوگی۔ ورنہ گنہگار ہوگا۔ کیونکہ لفظ "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ" کہہ کر نماز سے نکلنا واجب ہے۔ اور واجب کے ترک سے نماز لوٹانا واجب ہے۔

<u>مسئلہ :</u>- امام سلام کے وقت ان مقتدیوں کی نیت کرے جو دائیں بائیں ہیں۔ اور کراماً کاتبین اور ملائکہ حفظ وغیرہ کی، اور مقتدی ہر طرف نمازیوں اور ملائکہ اور جس طرف امام ہو تو اس کی نیت کرے۔ اور اگر امام کے بالکل پیچھے ہو تو دونوں طرف امام کی نیت کرے۔ اور منفرد کراماً کاتبین اور ملائکہ حفظ وغیرہ کی نیت کرے (ہدایہ ص۱ج۲، شرح نقایہ ص۸۱ج۱، کبیری ص۳۲۷)

<u>مسئلہ :</u>- امام کا سلام پھیرنے کے بعد مقتدیوں کی طرف رُخ پھیرنا مستحب ہے۔

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا صَلّٰى صَلٰوةً اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ (بخاری ص۱۱۷ج۱)

حضرت سمرۃ بن جندبؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سلام پھیر کر ہماری طرف رخ مبارک کرکے متوجہ ہوتے تھے۔

<u>مسئلہ :</u>- امام کے لیے مقتدیوں کی طرف پھرنا دائیں اور بائیں جانب سے دونوں طرح درست ہے کسی ایک جہت کو لازم کرنا گناہ ہے۔

۱- قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ لَا يَجْعَلْ اَحَدُكُمْ لِلشَّيْطَانِ شَيْئًا مِّنْ صَلَاتِهٖ يَرٰى اَنَّ حَقًّا عَلَيْهِ

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا نہ بنائے تم میں سے کوئی شخص اپنی نماز میں سے کچھ حصہ شیطان کے لیے، وہ یہ خیال کرنے لگے کہ اس پر ضروری ہے

اَنْ لَّا یَنْصَرِفَ اِلَّا عَنْ یَمِیْنِهٖ لَقَدْ رَأَیْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم کَثِیْرًا یَنْصَرِفُ عَنْ یَسَارِهٖ
(بخاری صہ ۱۱۸ ج ۱)

نماز ختم کر کے دائیں طرف ہی پلٹے۔ کیونکہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت دفعہ بائیں طرف سے بھی پلٹتے ہوئے دیکھا ہے

۲- وَکَانَ اَنَسُ بْنُ مَالِکٍؓ یَنْفَتِلُ عَنْ یَمِیْنِهٖ وَعَنْ یَسَارِهٖ وَیَعِیْبُ عَلٰی مَنْ یَتَوَخّٰی اَوْمَنْ تَعَمَّدَ اِلَّا نْفِتَالَ عَنْ یَمِیْنِهٖ
(بخاری صہ ۱۱۸ ج ۱)

اور حضرت انسؓ پلٹتے تھے دائیں طرف سے اور بائیں طرف سے بھی اور اس پر نکتہ چینی کرتے تھے جو صرف دائیں طرف پلٹنے کا قصد کرتا تھا۔

نماز کے بعد دعا

نماز کے بعد دُعا مسنون و مستحب ہے۔ اور بہت مقبول ہوتی ہے۔

۱- عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَؓ قَالَ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَیُّ الدُّعَاءِ اَسْمَعُ قَالَ جَوْفُ اللَّیْلِ الْاٰخِرِ وَ دُبُرُ الصَّلٰوتِ الْمَکْتُوْبَاتِ۔
(ترمذی صہ ۵۰۴ وقال ہٰذا حدیث حسن)

حضرت ابو امامہؓ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے عرض کیا گیا حضرت کون سی دُعا زیادہ سُنی جاتی ہے (اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں) آپ نے فرمایا وہ دعا زیادہ مقبول ہوتی ہے جو رات کے آخری حصے میں کی جائے اور وہ دُعا جو فرض نماز کے بعد مانگی جائے

۲- عَنْ اُمِّ سَلَمَةَؓ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم کَانَ یَقُوْلُ اِذَا صَلَّی الصُّبْحَ حِیْنَ یُسَلِّمُ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ عِلْمًا نَافِعًا وَرِزْقًا وَاسِعًا وَعَمَلًا مُتَقَبَّلًا

ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کی نماز پڑھ کر سلام پھیرتے تھے تو یہ دُعا پڑھتے۔ (اے اللہ! میں تجھ سے علم نافع، رزق وسیع اور عمل مقبول مانگتا ہوں۔

(مسند احمد صہ ۳۰۵ ج ۶ ، ابن ماجہ صہ ۶۶ و نیل الاوطار صہ ۳۲۰ ج ۲ وقال رجالہ ثقات)

۳- امام بخاریؒ نے بھی باب قائم کیا ہے۔
اَلدُّعَاءُ بَعْدَ الصَّلٰوةِ (بخاری صہ ۹۳۷ ج ۲) نماز کے بعد دعا کرنا

دُعا میں ہاتھ اٹھانا

دعا میں ہاتھوں کا اٹھانا بھی مسنون و مستحب ہے

۱۔ عَنْ سَلْمَانَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اِنَّ اللّٰہَ یَسْتَحِیْ مِنَ الْعَبْدِ اَنْ یَّرْفَعَ اِلَیْہِ یَدَیْہِ فَیَرُدَّھُمَا خَائِبَتَیْنِ

(مستدرک حاکم ص ۵۲۵ ج ۱ وقال صحیح واقرہ الذہبی)

حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بیشک اللہ تعالٰے شرماتا ہے اس بات سے کہ بندہ اس کے سامنے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور وہ اُن کو خالی اور ناکام لوٹائے۔

۲۔ عَنْ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم کَانَ اِذَا مَدَّ یَدَیْہِ فِی الدُّعَاءِ لَمْ یَرُدَّھُمَا حَتّٰی یَمْسَحَ بِھِمَا وَجْھَہٗ (مستدرک حاکم ص ۵۳۶ ج ۱)

امیر المومنین حضرت عمرؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا میں ہاتھ اٹھاتے تو اُن کو واپس نہیں لوٹاتے تھے جب تک منہ پر نہ مل لیتے۔

۳۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (مرفوعًا) اِذَا سَاَلْتُمُ اللّٰہَ فَاسْئَلُوْہُ بِبُطُوْنِ اَکُفِّکُمْ وَلَا تَسْئَلُوْہُ بِظُھُوْرِھَا وَامْسَحُوْا بِھَا وُجُوْھَکُمْ

(مستدرک حاکم ص ۵۳۶ ج ۱، ابن ماجہ ص ۲۷۵)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم اللہ تعالٰی سے سوال کرو تو ہاتھوں کے بطون (ہتھیلیوں) کو سامنے رکھ کر سوال کرو۔ ہاتھوں کی پشت کو سامنے رکھ کر سوال نہ کرو۔ اور پھر دعا کے بعد ہاتھوں کو منہ پر مل لیا کرو۔

۴۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ یَحْیَی الْاَسْلَمِیِّ قَالَ رَاَیْتُ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ الزُّبَیْرِ وَرَاٰی رَجُلًا رَافِعًا یَدَیْہِ یَدْعُوْ قَبْلَ اَنْ یَّفْرُغَ مِنْ صَلٰوتِہٖ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْھَا قَالَ لَہٗ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم لَمْ یَکُنْ یَرْفَعُ یَدَیْہِ حَتّٰی یَفْرُغَ

محمد بن یحییٰ اسلمیؒ نے کہا میں نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو دیکھا، کہ انہوں نے ایک شخص کو ہاتھ اٹھاتے ہوئے دیکھا نماز سے فارغ ہونے سے قبل، جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو انہوں نے اس شخص سے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دعا کے لیے ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے جب تک نماز سے فارغ نہ ہو جاتے۔

عَنْ صَلٰوتِہٖ (اعلاء السنن ص۲۰۲ ج۳، بحوالہ ابن ابی شیبہ وقال رجالہ ثقات)

۵۔ عَنْ اَنَسٍؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہ علیہ وسلم اَنَّہٗ قَالَ مَا مِنْ عَبْدٍ بَسَطَ کَفَّیْہِ فِیْ دُبُرِ کُلِّ صَلٰوۃٍ ثُمَّ یَقُوْلُ

حضرت انسؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بندہ اپنے ہاتھ ہر نماز کے بعد پھیلاتا ہے اور پھر یہ دعا کرتا ہے۔

"اَللّٰھُمَّ اِلٰھِیْ وَاِلٰہَ اِبْرَاھِیْمَ وَ اِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَاِلٰہَ جِبْرَئِیْلَ وَمِیْکَائِیْلَ وَاِسْرَافِیْلَ اَسْئَلُکَ اَنْ تَسْتَجِیْبَ دَعْوَتِیْ فَاِنِّیْ مُضْطَرٌّ وَتَعْصِمَنِیْ فِیْ دِیْنِیْ فَاِنِّیْ مُبْتَلیً وَتَنَالَنِیْ بِرَحْمَتِکَ فَاِنِّیْ مُذْنِبٌ وَتَنْفِیَ عَنِّی الْفَقْرَ فَاِنِّیْ مُتَمَسْکِنٌ

"اے اللہ! جو میرا الٰہ ہے، اور ابراہیم اسحٰق اور یعقوب علیہم السلام کا الٰہ ہے، اور جبرائیل، مکائیل اسرافیل علیہم السلام کا الٰہ ہے، میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو میری دعا قبول فرمالے، کیونکہ میں مجبور و پریشان ہوں اور میری حفاظت فرما میرے دین میں کہ میں آزمائش میں ڈالا ہوا ہوں، اور مجھے اپنی رحمت سے نواز کہ میں گنہگار ہوں، اور مجھ سے فقر دور کردے کہ میں مسکنت والا ہوں۔

اِلَّا کَانَ حَقًّا عَلَی اللہِ اَلَّا یَرُدَّ یَدَیْہِ خَائِبَتَیْنِ (عمل الیوم واللیلۃ ص۴۶ لابن سنیؒ)

جو شخص ایسی دعا کرے گا، تو اللہ تعالےٰ اس کے دونوں ہاتھوں کو ناکام نہیں لوٹائے گا۔

۶۔ عَنِ الْاَسْوَدِ الْعَامِرِیِّ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم الْفَجْرَ فَلَمَّا سَلَّمَ انْصَرَفَ وَرَفَعَ یَدَیْہِ وَدَعَا (اعلاء السنن ص۲۰۷ ج۳ بحوالہ ابن ابی شیبہ)

حضرت اسود عامریؒ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی جب آپ نے سلام پھیرا تو پیچھے پلٹے اور دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کی۔

۷۔ امام بخاریؒ نے باب قائم کیا ہے۔

رَفْعُ الْاَیْدِیْ فِی الدُّعَاءِ (بخاری ۹۳۸/۲) دُعا میں ہاتھ اٹھانا۔

روایت ۵ و ۶ اگرچہ باعتبار سند کے ضعیف ہیں۔ لیکن پہلی چار روائیتیں اس کی مؤید ہیں جو صحیح اور حسن ہیں۔ ویسے بھی ضعیف روایت استحباب ثابت کرنے کے لیے کافی ہے۔

نوٹ:۔ نماز کے بعد دُعا اور دُعا میں ہاتھ اٹھانا سنت اور مستحب ہے۔ اگر کوئی ایسا نہ کرے تو اس پر کوئی ملامت نہیں۔

نماز کے بعد کے اذکار

احادیث میں نماز کے بعد جو اذکار ثابت ہیں۔ ان میں سے چند درج ذیل ہیں۔

۱۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ اَعْرِفُ انْقِضَاءَ صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِالتَّكْبِيْرِ

(بخاری ۱۱۶/۱، مسلم ۲۱۷/۱)

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے اختتام کو اللہ اکبر کہنے سے سمجھتا تھا۔

۲۔ عَنْ مُغِيْرَةَ بْنِ شُعْبَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يَقُوْلُ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ مَكْتُوْبَةٍ

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر فرض نماز کے بعد یہ کہتے تھے

"لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ"

(بخاری ۱۱۷/۱، مسلم ۲۱۸/۱)

اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ وحدہٗ لا شریک ہے اسی کی بادشاہی ہے۔ اور اسی کے لیے تعریف ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اے اللہ نہیں روکنے والا کوئی اس چیز کو جس کو تو عطا فرمائے۔ اور نہیں کوئی دینے والا اس چیز کا جس کو تو روک دے اور نہیں فائدہ دیتا کسی بخت والے کو اس کا بخت تیرے سامنے۔

ہشام بن عروۃؒ کی روایت میں یہ آتا ہے کہ حضرت ابن الزبیرؓ ہر نماز کے بعد جب سلام

پھیرتے تو یہ کلمات پڑھتے تھے۔ اور یہ بھی کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان ہی کلمات کے ساتھ ہر نماز کے بعد دعا کرتے تھے۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِيَّاهُ لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ

(مسلم ۱/۲۱۸)

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ وحدہٗ لاشریک ہے ــــــــــ اسی کیلیے بادشاہی ہے۔ اور اسی کے لیے تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ برائی سے پھرنے اور نیکی کرنے کی توفیق بھی صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور ہم اسی کی ہی عبادت کرتے ہیں، اسی کے لیے نعمت ہے اور اسی کے لیے فضل ہے اور اسی کے لیے ہی ہے اچھی تعریف۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ ہم اسی کے لیے خالص اطاعت کرنے والے ہیں اگرچہ کافر لوگ اس کو ناپسند کریں۔

مسلم کی اس روایت کو نقل کرنے میں صاحب مشکوٰۃ کو غلطی لگی ہے۔ اور ان کو اشتباہ ہوا ہے۔ صاحب مشکوٰۃ نے مسلم کے حوالہ سے بِصَوْتِهِ الْاَعْلٰى (کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بلند آواز کے ساتھ یہ دعا کرتے تھے) کا لفظ بھی بیان کیا ہے۔ حالانکہ مسلم میں یہ لفظ نہیں ہے۔ البتہ عبداللہ بن عباسؓ کی روایت میں یہ آیا ہے کہ ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے اختتام کو تکبیر سے پہچانتے تھے۔ اور دوسری روایت میں یہ ہے کہ رَفْعُ الصَّوْتِ بِالذِّكْرِ حِيْنَ يَنْصَرِفُ مِنَ الْمَكْتُوْبَةِ كَانَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم (یعنی بلند آواز سے ذکر (تکبیر یا استغفار) کے ساتھ معلوم ہوتا تھا کہ نماز اب ختم ہو چکی ہے۔

ذکر سے یہی تکبیر، استغفار، تہلیل مراد ہے۔ عام اذکار مراد نہیں۔ امام نوویؒ شارح مسلم فرماتے ہیں کہ محدث ابن بطالؒ اور دیگر محدثین یہ کہتے ہیں کہ تمام اصحاب مذاہب متبوعہ اور دوسرے علماء اس پر متفق ہیں کہ بلند آواز سے تکبیر اور ذکر کرنا مستحب نہیں۔ اور امام شافعیؒ نے

اس جہر کو احیاناً تعلیم کی غرض پر محمول کیا ہے۔ یہ نہیں کہ دائماً بعد اختتامِ صلوٰۃ ذکر بالجہر کرتے تھے۔ بلکہ تھوڑے وقت کے لیے تعلیم کی غرض سے تاکہ لوگ جان لیں۔ بیان تعلیم کے لیے حضرت عمرؓ کبھی سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ الخ بالجہر پڑھتے تھے۔ (نووی مع مسلم ص ۲۱۷/۱ج)

جیسا کہ مسلم ص ۱۷۲/۱ج میں موجود ہے۔ اس میں دوام نہیں تھا۔ کیونکہ دائمی طور پر ثناء آہستہ آواز سے ہی مسنون ہے۔ اور جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سری نمازوں میں تعلیم کی غرض سے احیاناً بعض آیات جہراً پڑھ لیتے تھے۔ تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے۔ (وَيُسْمِعُنَا الْآيَةَ اَحْيَانًا) مسلم ص ۱۸۵/۱ج میں موجود ہے۔

امام شافعیؒ کا مطلب یہی ہے کہ نماز کے بعد بالجہر تکبیر وغیرہ کا پڑھنا بیان تعلیم کے لیے تھا بالجہر ذکر دائمی سنت نہیں تھا۔ اخفاء ہی زیادہ بہتر ہے۔

۴۔ عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُعَقِّبَاتٌ لَا يَخِيبُ قَائِلُهُنَّ اَوْ فَاعِلُهُنَّ دُبُرَ كُلِّ صَلٰوةٍ مَكْتُوْبَةٍ ثَلَاثٌ وَّثَلٰثِيْنَ تَسْبِيْحَةً ثَلَاثٌ وَّثَلٰثِيْنَ تَحْمِيْدَةً وَّاَرْبَعٌ وَّثَلٰثِيْنَ تَكْبِيْرَةً (مسلم ص ۲۱۹/۱ج)

حضرت کعب بن عجرہؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔ آگے پیچھے آنے والی ہیں یہ دعائیں اور اذکار فرض نمازوں کے بعد ان کو پڑھنے والا کبھی نامراد نہیں ہوگا۔ ۳۳ بار تسبیح (سبحان اللہ) ۳۳ بار تحمید (الحمد للہ) ۳۴ بار تکبیر (اللہ اکبر)

۵۔ وَاَيْضًا عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ كُلُّهَا ثَلَاثٌ وَّثَلٰثُوْنَ وَتَمَامُ الْمِائَةِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ غُفِرَتْ خَطَايَاهُ وَاِنْ كَانَ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ (مسلم ص ۲۱۹/۱ج)

اور نیز حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کہ یہ تمام تسبیحات (سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر، ۳۳، ۳۳ مرتبہ ہیں۔ اور ایک مرتبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ وحدہ لاشریک ہے، اسی کی بادشاہی ہے اور اسی کے لیے تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے)

یہ پورا سو مرتبہ ہو جاتا ہے، جس نے یہ کہا اس کے گناہ بخشے جائیں گے۔ اگرچہ سمندر کی جھاگ کی طرح ہوں۔

٦- وَفِي رِوَايَةِ الْبُخَارِيِّ تُسَبِّحُونَ دُبُرَ كُلِّ صَلٰوةٍ عَشْرًا وَتَحْمَدُونَ عَشْرًا وَتُكَبِّرُونَ عَشْرًا (بخاری ص ۹۳۷/ ج۲)

اور بخاری شریف کی روایت میں ہے۔ کہ ہر نماز کے بعد دس مرتبہ تسبیح، دس مرتبہ تحمید اور دس مرتبہ تکبیر۔

٧- عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ اَمَرَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَنْ اَقْرَاَ بِالْمُعَوِّذَاتِ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ (مسند احمد ص ۱۵۵/ ج۴، ابوداود ص ۲۱۳/ ج۱، نسائی ص ۱۹۶/ ج۱)

حضرت عقبہ بن عامرؓ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ میں فرض نمازوں کے بعد معوذتین (قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ اور استعاذہ کی دعائیں) پڑھوں۔

٨- عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قُلْتُ لِاَبِي سَعِيدٍ هَلْ حَفِظْتَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم شَيْئًا يَقُولُهُ بَعْدَ مَا سَلَّمَ قَالَ نَعَمْ كَانَ يَقُولُ "سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۰۳/ ج۱، مجمع الزوائد ص ۱۴۶/ ج۲)

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں میں نے حضرت ابو سعید خدریؓ سے کہا کیا آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی چیز (دعا) یاد کی ہے جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سلام پھیرنے کے بعد پڑھتے تھے، تو انہوں نے کہا ہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھتے "پاکی بیان کر اپنے پروردگار کی، جو عزت کا مالک ہے اس چیز سے جو یہ بیان کرتے ہیں۔ اور سلامتی ہے اللہ تعالیٰ کے رسولوں پر، اور سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے"

نماز کے بعد آیۃ الکرسی اور اسکی فضیلت

١) عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ

حضرت حسن بن علیؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ قَرَءَ اٰیَۃَ الْکُرْسِیِّ فِیْ دُبُرِ الصَّلٰوۃِ الْمَکْتُوْبَۃِ کَانَ فِیْ ذِمَّۃِ اللّٰہِ اِلَی الصَّلٰوۃِ الْاُخْرٰی

(مجمع الزوائد ص۱۴۸ ج۲ بحوالہ الطبرانی فی الکبیر باسناد حسن)

نے فرمایا جس نے فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھی وہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ اور پناہ میں ہوگا دوسری نماز تک

۲) عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ قَرَءَ اٰیَۃَ الْکُرْسِیِّ دُبُرَ کُلِّ صَلٰوۃٍ مَّکْتُوْبَۃٍ لَمْ یَمْنَعْہُ مِنْ دُخُوْلِ الْجَنَّۃِ اِلَّا الْمَوْتُ (زاد المعاد ص۱۲۶ ج۱ بحوالہ نسائی وصحیح ابن حبان)

حضرت ابو امامہ ؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے آیۃ الکرسی فرض نماز کے بعد پڑھی تو اس کے لیے جنت کے داخلہ سے صرف موت ہی مانع ہے۔

۳) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ قَرَءَ حٰمٓ الْمُؤْمِن۔ اِلَی اِلَیْہِ الْمَصِیْرُ وَاٰیَۃَ الْکُرْسِیِّ حِیْنَ یُصْبِحُ حُفِظَ بِھِمَا حَتّٰی یُمْسِیَ وَ مَنْ قَرَءَ بِھِمَا حِیْنَ یُمْسِیْ حُفِظَ بِھِمَا حَتّٰی یُصْبِحَ

(ترمذی ص۲۰۸ ج۲)

حضرت ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے سورہ حم مومن کی ابتدائی تین آیتیں الیہ المصیر تک پڑھیں اور آیۃ الکرسی پڑھی تو ان دونوں کی برکت سے اس شخص کی رات تک حفاظت کی جائے گی اور جس شخص نے ان دونوں کو رات کے وقت پڑھا تو ان کی برکت سے صبح تک اس کی حفاظت کی جائے گی۔

۴) عَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَا اَبَا الْمُنْذِرِ اَتَدْرِیْ اَیُّ اٰیَۃٍ

حضرت ابی بن کعب ؓ کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اے ابو المنذر کیا تم جانتے ہو کہ کون سی آیت کتاب اللہ میں سب سے بڑی ہے

مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى مَعَكَ اَعْظَمُ
قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ يَا
اَبَا الْمُنْذِرِ اَتَدْرِىْ اَىُّ اٰيَةٍ
مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى مَعَكَ
اَعْظَمُ قُلْتُ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ
الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ قَالَ فَضَرَبَ فِىْ صَدْرِىْ
قَالَ لِيَهْنِكَ الْعِلْمُ يَا اَبَا الْمُنْذِرِ

(مسلم صـ۲۷۱ جـ۱)

(باعتبار درجے کے) میں نے عرض کیا۔ اللہ اور
اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ
وسلم نے پھر فرمایا اے ابو المنذر کیا تم جانتے ہو کتاب اللہ
میں کون سی آیت سب سے بڑی ہے؟ تو میں نے عرض
کیا اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ تو آپ
نے میرے سینہ میں اپنا ہاتھ مبارک مارا اور فرمایا
تمہیں مبارک ہو یہ علم اے ابو المنذر

وَفِىْ رِوَايَةٍ وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ
اِنَّ لَهَا لِسَانًا وَّشَفَتَيْنِ تُقَدِّسُ
الْمَلِكَ عِنْدَ سَاقِ الْعَرْشِ۔

(مسند احمد صـ۱۴۱ و ۱۴۲ جـ۵)

ایک روایت میں ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے
قبضہ میں میری جان ہے۔ اس آیت الکرسی کی
زبان ہوگی اور ہونٹ ہوں گے مومن کے حق میں
عرش کے پائے کے پاس اللہ تعالیٰ کی تقدیس کریگا۔

۵۔ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رضؓ وَكَّلَنِىْ بِحِفْظِ
زَكٰوةِ رَمَضَانَ فَاَتَانِىْ اٰتٍ فَجَعَلَ يَحْثُوْ
مِنَ الطَّعَامِ فَاَخَذْتُهٗ (اِلٰى اَنْ قَالَ)
قَالَ دَعْنِىْ اُعَلِّمْكَ كَلِمَاتٍ يَّنْفَعُكَ
اللّٰهُ بِهَا اِذَا اَوَيْتَ اِلٰى فِرَاشِكَ
فَاقْرَاْ اٰيَةَ الْكُرْسِىِّ حَتّٰى تَخْتِمَ
الْاٰيَةَ فَاِنَّكَ لَنْ يَّزَالَ عَلَيْكَ مِنَ
اللّٰهِ حَافِظٌ وَّلَا يَقْرَبُكَ شَيْطٰنٌ
حَتّٰى تُصْبِحَ فَخَلَّيْتُ (اِلٰى اَنْ قَالَ)
قَالَ اَمَا اِنَّهٗ صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوْبٌ
تَعْلَمُ مَنْ تُخَاطِبُ مُنْذُ ثَلٰثٍ

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے رمضان میں زکوٰۃ (صدقہ فطر) کے
مال کی حفاظت پر مقرر فرمایا، رات کے وقت
ایک آنے والا میرے پاس آیا۔ اور وہ طعام
میں سے ہاتھ بھر بھر کر اٹھانے لگا۔ تو میں نے
اسے پکڑلیا اور ــــ کہا میں تجھے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے جاؤں گا۔
یہاں تک کہ اس (شیطان) نے کہا مجھے چھوڑ دو
میں تمہیں ایسے کلمات بتلاؤں جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ
تمہیں فائدہ پہنچائے گا۔ جب تم اپنے بستر پر لیٹنے
لگو تو آیت الکرسی پڑھو، اللہ کی جانب سے

لَيَالٍ قُلْتُ لَا قَالَ ذَاكَ الشَّيْطٰنُ (بخاری صـ ۳۱۰ ج ۱)
وَفِيْ رِوَايَةِ الْحَاكِمِ صَدَقَ
الْخَبِيْثُ (مستدرک حاکم صـ ۵۶۲ ج ۱)

تمہارے لیے نگران مقرر ہوگا۔ اور شیطان قریب نہیں آئے گا صبح تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شیطان نے تیرے پاس بات سچی کہی ہے لیکن خود وہ جھوٹا ہے۔ یہ تین دن تک تم جس سے بات کر رہے تھے وہ شیطان تھا۔
حاکم کی روایت میں یہ بھی ہے اس خبیث نے سچ کہا ہے۔

۶) وَفِيْ حَدِيْثِ اَبِيْ ذَرٍّ ؓ قُلْتُ
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّمَا اُنْزِلَ عَلَيْكَ
اَعْظَمُ قَالَ اٰيَةُ الْكُرْسِيِّ اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ
اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ (مسند احمد صـ ۱۷۸ ج ۵)

حضرت ابوذر ؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ پر سب سے بڑی کون سی آیت نازل ہوئی ہے آپ نے فرمایا۔ اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ

۷) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ فِيْهَا اٰيَةٌ
سَيِّدَةُ اٰيِ الْقُرْاٰنِ لَا تُقْرَءُ
فِيْ بَيْتٍ وَفِيْهِ شَيْطَانٌ اِلَّا خَرَجَ
مِنْهُ اٰيَةُ الْكُرْسِيِّ۔ (مستدرک حاکم صـ ۵۶۰ ج ۱) [له]

حضرت ابوہریرہ ؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سورۃ البقرۃ میں ایک آیت ہے جو قرآن پاک کی تمام آیات کی سردار ہے، جس گھر میں پڑھی جاتی ہے۔ شیطان وہاں سے نکل جاتا ہے اور وہ آیۃ الکرسی ہے۔

[له] **آیۃ الکرسی کی افضلیت کی وجہ** ذکر اور علم ہمیشہ مذکور اور معلوم کے تابع ہوتے ہیں معلوم و مذکور اگر اشرف ہوگا تو ذکر اور علم بھی اشرف ہوگا۔ معلومات میں سب سے زیادہ اشرف اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس اور اس کی صفات کمال اور اسمائے مبارکہ ہیں۔ اور ہر ایسا کلام اشرف ہے۔ جو صفات جلال و کبریائی پر مشتمل ہو جس طرح سب سے اشرف و اعلیٰ درجہ سعادت روحانیہ اور نفسانیہ کا ہے اور سب سے اد[نیٰ] اور ادنیٰ درجہ سعادت جسمانیہ بدنیہ اور خارجیہ کا

باقی حاشیہ صـ ۴۱۸ پر

نماز کے بعد کی دعائیں

نماز کے بعد جو ادعیہ احادیث میں ثابت ہیں۔ ان میں سے چند درج ذیل ہیں۔

۱۔ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍؓ قَالَ اَخَذَ بِيَدِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّيْ لَاُحِبُّكَ يَا مُعَاذُ قُلْتُ وَاَنَا اُحِبُّكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَلَا تَدَعْ اَنْ تَقُوْلَ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ

حضرت معاذ بن جبلؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا۔ اے معاذ میں تجھ سے محبت کرتا ہوں حضرت معاذؓ نے عرض کیا ——————

—————— حضور میں بھی آپ سے محبت کرتا ہوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، نماز کے بعد اس دعا کو کبھی ترک نہ کرنا۔

بقیہ حاشیہ: قرآن کریم میں توحید۔ دلائل توحید رد شرک مذمت کفر و نفاق، قصص و احکام امثال و مواعظ، وعدہ وعید۔ انذار و تبشیر سب چیزوں کا ذکر ہے۔ سورۃ بقرہ میں منافقین اور کفار کا ذکر ہے بنی اسرائیل کے قبائح تفصیل سے مذکور ہیں۔ مومنین کاملین کے اعلیٰ صفات، احکام قبلہ، حج صلوٰۃ، زکوٰۃ، صیام۔ خمر (شراب) کی قباحت، حیض و طلاق کے مسائل۔ جہاد۔ فی سبیل اللہ۔ ایلاء و قسم وغیرہ کا ذکر ہے ان سب کا لب لباب و خلاصہ انسانی نفوس کی تہذیب ہے۔ اور ان کو رذائل سے پاک کرنا ہے اور یہ بات کبھی تو مواعظ سے حاصل ہوتی ہے۔ کبھی صبر سے تکالیف و مشقتوں کو برداشت کرنے سے، اور کبھی تعمیل احکام سے۔

دراصل تہذیب نفس علم کا مقدمہ ہے۔ علم کمال ہے مجد و شرف کا بلند مقام ہے اور پھر علوم میں بھی اشرف علوم الٰہیہ ہیں، (جنہیں ذات و صفات خداوندی اور لاہوت و جبروت و ملکوت و عالم مثال وغیرہ کا ذکر ہوتا ہے) اور قرآن کا مقصود اوّلی بھی علم ہے اور علم کا اہم ترین حصہ ذات الٰہی صفات اور افعال الٰہی کا علم ہے اور توحید خداوندی کی معرفت ہے۔ اور اس آیت کرسی میں بس ان ہی باتوں کا ذکر ہے۔

آیۃ الکرسی میں تعداد کلمات | آیۃ الکرسی میں تعداد کلمات (الفاظ) ۵۰، حروف ۱۸۰ ہیں۔ اور

باقی صفحہ ۴۱۹ پر

"رَبِّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِكَ وَشُکْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ (مسند احمد ص ۲۴۷/۵، نسائی ص ۱۹۲/۱، ابوداؤد ص ۲۱۳/۱، مستدرک حاکم ص ۲۷۳/۱)

"اے پروردگار مجھ کو اپنے ذکر اور شکر اور اچھی طرح عبادت ادا کرنے کی توفیق دے"

بقیہ حاشیہ :- اس میں اللہ تعالیٰ کی توحید کے گیارہ دلائل ہیں۔

۱) دلیل اوّل :- (از) لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ یعنی اس کے سوا کوئی معبود نہیں نہ چھوٹا نہ بڑا نہ کوئی خدا نہ خدا زادہ نہ اوتار۔ نہ نافع نہ ضار۔ نہ خالق۔ نہ معطی نہ مالک۔

دلیل ثانی :- الحیّ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رض اَعْظَمُ اَسْمَاءِ اللّٰهِ "اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ" "هُوَ الْحَیُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ" ( )

حضرت ابن عباس رض کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سب سے بڑے اسماء (نام) یعنی ذاتی ناموں کے بعد "الحیّ۔ القیوم" ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "وہی "الحیّ" ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ زندہ کرتا ہے اور موت طاری کرتا ہے۔

دراصل بنیادی صفاتِ الٰہیہ تین ہیں، خالق۔ قیوم۔ ممیت۔ ہنود ان کے مقابلہ میں برہما (خالق) وشنو (قیوم) شیو (ممیت) کو مانتے ہیں۔ اور نصاریٰ باپ (الحی یا حیات) بیٹا (علم یا علیم) اور روح القدس (ارادہ) کو مانتے ہیں۔ لیکن مومن ان سب صفاتِ الٰہیہ کو مختص ذات باری تعالیٰ کے ساتھ تسلیم کرتے ہیں۔

دلیل ثالث :- اَلْقَیُّوْمُ اَلَّذِیْ هُوَ قَائِمٌ بِنَفْسِهٖ وَمُقِیْمٌ لِغَیْرِهٖ وَالْقَائِمُ بِتَدْبِیْرِ خَلْقِهٖ بِالْاِیْجَادِ وَ اِیْصَالِ الْاَرْزَاقِ وَجَمِیْعِ الْحَوَائِجِ۔ وَقَالَ الْاِمَامُ الرَّاغِبُ الْاَصْفَهَانِیُّ اَلْقَیُّوْمُ الْقَائِمُ اَلْحَافِظُ لِکُلِّ شَیْءٍ وَالْمُعْطِیْ لَهٗ مَا بِهٖ قِوَامُهٗ

وہ اپنی ذات میں خود بخود قائم ہے۔ اور دوسری چیزوں کو قائم رکھنے والا ہے اور جو قائم کرنے والا ہے اپنی مخلوق کی تدبیر کو ایجاد کرنے سے، پھر رزق پہنچانے اور ان کی تمام ضروریات پورا کرنے سے اور امام راغب اصفہانی نے کہا ہے کہ قیوم وہ ہے جو قائم ہے۔ اور حفاظت و نگرانی کرنیوالا ہے ہر چیز کی۔ اور ہر چیز کو دینوالا ہے وہ جس کے ساتھ اس کا قوام ہے (یعنی جس کے ساتھ اس کی زندگی اور بقا ہے)

باقی حاشیہ ص ۴۲۰ پر

۲۔ عَنْ ثَوْبَانَؓ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلٰوتِہٖ اِسْتَغْفَرَ ثَلٰثًا وَقَالَ

حضرت ثوبانؓ کہتے ہیں کہ نماز کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تین مرتبہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ کہتے تھے۔ اور پھر یہ دعا پڑھتے۔

"اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ (مسلم ص ۲۱۸/۱)

اے اللہ! تو سلام ہے اور تجھ سے ہی سلامتی ہے برکت والا ہے تو اے بزرگی اور عزت کے مالک

بقیہ حاشیہ: اور کسی شئے کا وجود اور قیام وجود، اور دوام وجود متصور ہی نہیں ہو سکتا۔ بغیر قیوم کے۔

۴) دلیل رابع:۔ لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَلَا نَوْمٌ۔ وَالسِّنَۃُ مُقَدِّمَۃٌ لِلنَّوْمِ وَالنَّوْمُ غَشْیَۃٌ ثَقِیْلَۃٌ تَھْجُمُ عَلَی الْقَلْبِ فَتَقْطَعُ عَنْہُ مَعْرِفَۃَ الْاَشْیَاءِ وَالسِّنَۃُ تَکُوْنُ فِی الرَّاْسِ وَالنُّعَاسُ فِی الْعَیْنِ

اس کو نہ اونگھ پکڑتی ہے نہ نیند، سنہ (اونگھ) نیند کا مقدمہ ہوا کرتی ہے۔ اور نیند ایک ثقیل قسم کی غشی ہے جو قلب پر ہجوم کرتی ہے۔ اور قلب کا رشتہ اور تعلق جو چیزوں کی معرفت کے ساتھ ہوتا ہے اس کو قطع کر دیتی ہے۔ اور سِنہ سر میں ہوتی ہے اور نعاس آنکھوں میں۔

یعنی اللہ تعالیٰ ہمیشہ بیدار، دائمی طور پر از ہمہ خبردار، ہمہ دان، ہمہ توان ہمہ بین ہے سستی، غفلت، تھکن، کوتاہی وغیرہ کا تصور کسی طرح اسکی ذات تک نہیں پہنچتا۔ وہ ان تمام چیزوں سے ماوراء ہے (لَا کَمَا قَالَ الْیَھُوْدُ) نہ اس طرح جس طرح یہود تصور کرتے ہیں۔ بلکہ مخلوق سے اس کا تصور ناممکن ہے۔

دلیل خامس ۵: لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ۔

اسی کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمین میں ہر چیز اسکی ملک ہے اور وہی اس کا مالک اور متصرف ہے۔

باقی حاشیہ ص ۴۲۱ پر

۲- كَانَ سَعْدٌ يُعَلِّمُ بَنِيْهِ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ كَمَا يُعَلِّمُ الْمُعَلِّمُ الْغِلْمَانَ الْكِتَابَةَ وَيَقُوْلُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يَتَعَوَّذُ بِهِنَّ دُبُرَ الصَّلٰوةِ۔

حضرت سعدؓ اپنے بیٹوں کو یہ کلمات کھلاتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد ان کلمات کے ساتھ استعاذہ کرتے تھے۔

بقیہ حاشیہ:۔

دلیل سادس ۶

مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ — کون ہے جو سفارش کا دم مار سکے۔ اس کے پاس بغیر اس کے حکم کے۔

شفاعت میں بھی شرک ہوتا ہے۔ جیسا کہ مشرکین جبریہ شفاعت کا اعتقاد رکھتے ہیں۔

دلیل سابع ۷:۔ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ — وہ جانتا ہے جو کچھ ان کے سامنے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے (یعنی علم محیط بھی صرف اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے)

دلیل ثامن ۸:۔ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ۔ — اور نہیں احاطہ کر سکتے کسی شئے کے ساتھ اس کے علم میں سے مگر جو وہ چاہے۔

(اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو جتنا حصہ علم میں عطا کرتا ہے وہ ہی ان کا حصہ ہوتا ہے)

دلیل تاسع ۹:۔ وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ — اس کی کرسی آسمانوں اور زمین سے وسیع ہے

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عِلْمُهٗ") — حضرت ابن عباسؓ نے کرسی کی تفسیر علم سے کی ہے۔

دلیل عاشر ۱۰:۔ وَلَا یَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا — اللہ تعالیٰ کو تمام ارض و سماء کی حفاظت تھکاتی نہیں۔

(کہ تھکاوٹ اور بوجھل ہونا ضعف کی علامت ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے)

دلیل حادی عشر ۱۱:۔ وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ الْعَلِیُّ بِذَاتِهٖ، الْعَظِیْمُ بِصِفَاتِهٖ — اور وہ اللہ تعالیٰ بلند اور عظمت والا ہے بلند اپنی ذات کے اعتبار سے اور عظیم اپنی صفات کے اعتبار سے

باقی حاشیہ صفحہ ۴۲۲ پر

"اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ" (بخاری صفحہ ۳۹۶ ج ۱)

اے اللہ میں تیری ذات کے ساتھ بزدلی، بخل، رذیل عمر اور دنیا کے فتنے اور عذاب قبر سے پناہ چاہتا ہوں۔

بقیہ حاشیہ :- اللہ تعالیٰ صفاتِ کمال کے ساتھ متصف ہے۔ اور کسی قسم کا نقص بھی اسکی بارگاہ میں راہ نہیں پاسکتا۔

اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ (الرعد ۱۶، پ ۱۳)

اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کا خالق ہے (باقی تمام کائنات مخلوق ہے۔ خالق صرف ایک ہے)

وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ (الصّٰفّٰت ۹۶، پ ۲۳)

اللہ تعالیٰ نے تم کو پیدا کیا ہے اور تمہارے اعمال وافعال کا خالق بھی وہی ہے۔

(اعمال کے کرنے کے اسباب قویٰ طاقت توفیق صرف اللہ تعالیٰ ہی عطا فرماتا ہے۔ بندہ تو صرف کسب کرنے والا ہے۔)

هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ (فاطر ۳، پ ۲۲)

کیا اللہ کے سوا اور بھی کوئی خالق ہے جو تمہارے لیے روزی مہیا کرتا ہو، آسمان وزمین سے۔ اس کے سوا کوئی معبود والٰہ نہیں پھر تم کہاں پھیرے جاتے ہو۔

شرک فی الذات :- شرک یا تو ذات میں ہوتا ہے۔ جیسا خیر وشر کا خالق۔ یزدان واہرمن کو مان کر دو صانع کا اعتقاد رکھنا۔ جس طرح فرقہ ثنویہ اور مجوس وغیرہ مانتے ہیں۔ نور وظلمت کا خالق الگ الگ مانتے ہیں۔

شرک فی الافعال :- یا شرک افعال میں ہوتا ہے یا عبادات میں شرک ہوتا ہے۔ جیسا غیر اللہ کے تقرب کے لیے، رکوع وسجود، طواف ونیاز وغیرہ۔ درحقیقت غیر اللہ کیلئے قربانی پیش کرنا خودکشی دخترکشی، اولادکشی، اولاد کو بھینٹ چڑھانا، بلیدان کرنا وغیرہ یہ فعلی شرک ہیں۔ چنانچہ اس سلسلہ

باقی حاشیہ صفحہ ۴۲۳ پر

۴۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِ (مرفوعاً) اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ (نسائی ص۱۹۱ مستدرک حاکم ص ۲۷۲/۱۶۰)

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا بھی پڑھتے تھے: اے اللہ! میں تیری ذات کے ساتھ کفر، فقر اور عذاب قبر سے پناہ چاہتا ہوں۔

بقیہ حاشیہ: میں اللہ تعالیٰ کے ارشادات بالکل واضح ہیں۔

وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ خَشْیَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِیَّاكُمْ (الاسراء ۳۱، پ۱۵)

اور اپنی اولادوں کو فقر کے خوف سے مت قتل کرو ہم ہی ان کو اور تمہیں بھی رزق دیتے ہیں۔

یہ ضبط تولید، برتھ کنٹرول، خاندانی منصوبہ بندی وغیرہ تمام شرک کی شاخیں ہیں۔ یورپ، امریکہ وغیرہ نام نہاد مہذب ممالک مشکلات سے بچنے کے لیے بہترین تدبیر خودکشی کو سمجھتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَلَا تَقْتُلُوْا اَنْفُسَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِیْمًا (النساء ۲۹، پ۵)

اور اپنی جانوں کو مت قتل کرو۔ بیشک اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ بہت مہربان ہے۔

اکثر و بیشتر، شرک صفات میں ہوتا ہے۔ علم محیط۔ قدرت تامہ، مشیئت، تصرف۔ تاثیر وغیرہ میں یا شرک تسمیہ (نام رکھنے) میں ہوتا ہے جیسا کہ عبدالمسیح۔ عبدالعزیٰ وغیرہ یا شرک حلف اور قسم اٹھانے میں ہوتا ہے۔

مَنْ اَقْسَمَ بِغَیْرِ اللّٰهِ فَقَدْ اَشْرَكَ (ترمذی ص۲۲۴)

جس نے اللہ تعالیٰ کے نام کے سوا کسی کے نام سے قسم اٹھائی (بشرطیکہ اس میں وہی تعظیم مراد ہو جو اللہ تعالیٰ کی ہوتی ہے) تو اس نے شرک کیا۔

یا شرک استعانت میں ہوتا ہے یعنی مافوق الاسباب غائبانہ حاجات کا طلب کرنا خواہ اموات سے ہو یا غائبین سے۔

یا شرک ندا میں ہوتا ہے۔ جیسا یاغوث۔ یاعلی۔ یاپیر۔ یاخواجہ وغیرہ۔

باقی حاشیہ ص ۴۲۴ پر

مسائل قراءة

امام کے لیے واجب ہے کہ وہ صبح کی دونوں رکعتوں، مغرب اور عشار کی پہلی دو رکعات میں جہر کے ساتھ قراءۃ کرے، اسی طرح جمعہ اور عیدین کی دونوں رکعات میں جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل مبارک سے ثابت ہے اور رمضان کے اندر وتر کی تمام رکعات میں جہر سے قراۃ کرے۔ ظہر وعصر کی تمام رکعات اور مغرب کی تیسری رکعت، عشار کی آخری دو رکعات میں قراءۃ بالسر یعنی آہستہ قراۃ کرے۔ (ہدایہ صفحہ ۲/۱، شرح نقایہ صفحہ ۸۳/۱)

اس سلسلہ میں باحوالہ مفصل بحث صفحہ ۲۸۹ ارکانِ صلوٰۃ میں قراءۃ کے باب میں گذر چکی ہے۔

بقیہ حاشیہ :- یا غیر اللہ کے تقرب کے لیے جانوروں کے ذبح کرنے میں شرک ہوتا ہے۔ جیسا کہ کسی قبر، سنر، استھان (تکیہ) درخت مکان وغیرہ پہ ذبح کرنا۔

یا تعویذ گنڈے میں شرک ہوتا ہے

یا شگون لینے میں

یا اخبار میں (غیب کی خبریں معلوم کرنے میں جیسا کہ کاہن، منجم، رمّال، جفّار، دست شناس وغیرہ سے خبریں معلوم کرنا۔

اَللّٰہُ (لفظ جلالہ) کی تشریح

اَللّٰہُ (وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ) یہ دعویٰ ہے۔ اور خود دلیل بھی ہے کیونکہ (لفظ) اللہ علم ہے ذات واجب الوجود کے لیے۔ جو تمام صفاتِ کمال کی جامع ہے۔ نقص وزوال اور تمام عیوب ونقائص سے مبرّا ومنزہ ہے۔

وَلَا یُطْلَقُ اِلَّا عَلَیْہِ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی وَاشْتِقَاقُہٗ مِنَ الْاُلُوْہِیَّۃِ وَھِیَ الْعِبَادَۃُ وَالتَّاَلُّہُ اَلتَّعَبُّدُ اَیِ الَّذِیْ یَحِقُّ لَہُ الْعِبَادَۃُ اَوْ مِنَ اَلِہَ اَیِ التَّحَیُّرُ۔ اَلَّذِیْ تَتَحَیَّرُ الْعُقُوْلُ فِیْ کُنْہِ عَظْمَتِہٖ اَوْ مِنْ قَوْلِہِمْ اَلِھْتُ اِلٰی فُلَانٍ اَیْ فَزِعْتُ لِاَنَّ

اور یہ اسم پاک سوائے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے اور کسی پہ اطلاق نہیں کیا جاتا۔ اور اس لفظ کا اشتقاق یا تو الوہیت کے مادہ سے ہے۔ جس کا معنی عبادت ہے۔ اور تألہ تعبد یعنی عبادت کرنے کو کہتے ہیں۔ یعنی اس ذات کی عبادت جو مستحق عبادت ہے یا اس لفظ کا اشتقاق وَلَہ کے مادہ سے ہے یعنی حیرانی کیونکہ تمام عقول اس کی حقیقت عظمت

باقی حاشیہ صفحہ ۴۲۵ پر

مسئلہ :- اگر منفرد ہے تو اس کو اختیار ہے کہ وہ مغرب، عشاء کی پہلی دو رکعتوں اور فجر کی دونوں رکعات میں بالجہر قراءۃ کرے یا آہستہ، دونوں طرح درست ہے البتہ افضل یہ ہے کہ بالجہر پڑھے، تاکہ جماعت کے طریقہ کے ساتھ مشابہت ہو، (ہدایہ صہ ۲/۱، شرح نقایہ صہ ۸۲/۱)

بقیہ حاشیہ :-

الْخَلْقَ يَأْلَهُوْنَ اِلَيْهِ فِيْ حَوَائِجِهِمْ اَوْ مِنْ اَلِهْتُ اِلَيْهِ اَيْ سَكَنْتُ اِلَيْهِ اَيِ الْخَلْقُ يَسْكُنُوْنَ اِلٰى ذِكْرِهٖ - اَلْقُلُوْبُ تَطْمَئِنُّ بِذِكْرِهٖ وَالْاَرْوَاحُ تَسْكُنُ اِلٰى مَعْرِفَتِهٖ

اَوْ مِنْ لَاهَ - اَيْ اِحْتَجَبَ اَيْ هُوَ الْمُحْتَجِبُ بِالْكَيْفِيَّةِ عَنِ الْاَوْهَامِ اَلظَّاهِرُ بِالدَّلَائِلِ وَالْاَعْلَامِ (اِحْتَجَبَ اِرْتَفَعَ لِاَنَّهٗ مَحْجُوْبٌ عَنْ اِدْرَاكِ الْاَبْصَارِ وَمُرْتَفِعٌ عَنْ كُلِّ شَيْءٍ)

معلوم کرنے میں عاجز و درماندہ ہیں (جیسا کہ اکبر نے کہا ہے

سمجھ میں تو آتا ہے تو عقل میں نہیں آتا
پس میں جان گیا تیری پہچان یہی ہے

یا اس کا اشتقاق اَلِهْتُ سے ہے جس کا معنیٰ ہے خوفزدہ ہو کر رجوع کرنا۔ کیونکہ تمام مخلوق اپنی حوائج میں اسی کی طرف رجوع کرتی ہے۔ یا اس کا اشتقاق اَلِهْتُ اِلَيْهِ سے ہے یعنی سکون پکڑنا اس کی طرف۔ تمام مخلوق اس کے ذکر سے سکون حاصل کرتی ہے۔ قلوب اس کے ذکر سے اطمینان اور چین پکڑتے ہیں۔ اور ارواح اس کی معرفت کی طرف سکون و راحت حاصل کرتی ہیں۔ یا اس کا اشتقاق لَاهَ سے ہے یعنی حجاب میں ہونا کیونکہ وہ کیفیت کے ساتھ اوہام سے حجاب میں ہے (پوشیدہ ہے) اور دلائل اور علامات سے ظاہر ہے۔ اور احتجب کا مطلب بلند ہونا بھی ہوتا ہے کیونکہ وہ ابصار و نگاہوں سے حجاب میں ہے اور ہر شیٔ سے بلند ہے۔

حضرت شیخ عبدالکریم جیلیؒ (مصنف انسانِ کامل) کہتے ہیں کہ اسم وہ شئے ہے جو فہم میں معین

باقی حاشیہ ص ۴۲۶ پر

مسئلہ :- جس شخص نے فجر، مغرب اور عشار کی نماز بعد از وقت (قضا) پڑھی۔ تو اگر امام ہے اور جماعت کے ساتھ ہی پڑھ رہا ہے، تو بالجہر قراءۃ کرے (ہدایہ صـ۱۳۴، شرح نقایہ صـ۱۳۲)

جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لیلۃ التعریس کے واقعہ میں صبح کی نماز بعد طلوع شمس بالجہر ادا فرمائی تھی۔ چنانچہ صـ۲۹۲ ، ارکانِ صلوٰۃ پر مسائل قراءۃ، میں گذر چکا ہے۔

بقیہ حاشیہ :- خیال میں مصور، وہم میں حاضر، فکر میں مرتب، حافظہ میں محفوظ، عقل میں موجود اور مسمّٰی تک بغیر اس کے رسائی نہیں ہو سکتی۔ تمام اسماء و صفات اس اسم کے تحت ہیں۔ اللہ تعالیٰ تک اس اسم کے سوا پہنچنے کی کوئی سبیل نہیں، اس اسم کو اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے ایک آئینہ بنایا ہے۔

جب انسان نے اس آئینہ میں دیکھا تو

كَانَ اللّٰهُ وَلَا شَيْءَ مَعَهٗ — اللہ تعالیٰ تھا اور اس کے ساتھ کوئی چیز نہیں تھی۔

کی حقیقت اس پر کھل گئی۔

یہ اسم پاک خماسی (پانچ حرفی) ہے۔ الف سے مراد مرتبہ احدیت ہے۔ جس میں کثرت فانی ہے۔ کسی وجہ سے بھی اس میں کثرت کا وجود نہیں۔

كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ (القصص ۸۸، پ۲۰) — ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے یا بالفعل ہلاک ہے سوائے اس کی ذات اقدس کے۔

لام اوّل سے مراد جلال ہے۔

تَبَارَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ (الرحمٰن ۷۸، پ۲۷) — مبارک ہے تیرے رب کا نام پاک، جو عظمت اور بزرگی والا ہے۔

لام ثانی سے مراد جمالِ مطلق ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ جَمِيْلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ (مسلم صـ۶۵ ج۱) — اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے۔

لام، الف کے عدد اکتّر ہیں

وَالْحُجُبُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْخَلْقِ قَرِيْبٌ — اور حجابات جو اس کے درمیان اور مخلوق کے

باقی حاشیہ صـ۴۲۷ پر

مسئلہ :۔ اور اگر اکیلا نماز پڑھ رہا ہے تو پھر قضاء کے وقت جہر نہ کرے، بالاخفاء قرأت کرے کیونکہ جہر یا تو جماعت کے ساتھ یا پھر وقت کے اندر ہو، اور یہ تو بعد از وقت قضاء ہے الہٰذا اس میں بالاخفاء (آہستہ) ہی قرأۃ کرے۔ (شرح نقایہ صـ۸۲/۱، ہدایہ صـ۴۷)

مسئلہ :۔ صلوٰۃ کسوف میں اختیار ہے، کہ جہر کرے یا اخفاء دونوں طرح روا ہے۔

مسئلہ :۔ اگر کسی شخص نے عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں سورۃ پڑھی، اور فاتحہ نہ پڑھی۔ تو پھر پچھلی دونوں رکعات میں فاتحہ نہ دہرائے، اور اگر پہلی رکعات میں سورۃ فاتحہ پڑھی ہو، اور اس کے ساتھ کوئی سورۃ نہ پڑھی ہو، تو پچھلی رکعات میں فاتحہ اور سورت دونوں پڑھے، اور بالجہر قرارت کرے، پہلی صورت میں فاتحہ کا سورۃ کے بعد پڑھنا خلاف موضوع ہے، اور فاتحہ کے ترک سے سجدہ سہو کے ساتھ تلافی بھی ہو سکتی ہے۔ اور دوسری صورت میں کوئی خرابی نہیں

بقیہ حاشیہ

مِنْ سَبْعِيْنَ درمیان حائل ہیں وہ بھی شر کے قریب ہیں

الفِ ثانی جو کتابت میں ساقط ہے۔ اشارہ ہے کمال کی طرف جس کی کوئی حد و نہایت ہی نہیں۔

ے طلبم نہایتے آں کہ نہایتے ندارد بنگاہ ناشکیبے بہ دل امید وارے (اقبال)

" نگاہ ناصبر اور دلِ امیدوار کے ساتھ میں اس کی انتہاء طلب کرتا جس کی انتہاء ہی نہیں "۔

تجلیاتِ الٰہیہ ہر دم مصروف ہیں۔

ھا۔ ہویّتِ (تشخص خاص) حق کی طرف اشارہ ہے۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ آپ کہہ دیجئے کہ وہ اللہ (ہویّتِ خاصہ کا مالک) ایک ہی اللہ ہے

ھا دائرہ نما (ہ) احاطۂ حق کی طرف اشارہ ہے۔ جمال و جلال و کمال۔ معدن، نبات، حیوان، انسان عناصر طبیعت، غبار، ذرات، دریا، بیابان، درخت، کھلے پہاڑ، فکر و تخیل، عقل و نفس و قلب، قوائے کامنہ اعضاء و جوارح، ملکیت و بہیمیت، منظر ابلیس، ملک و ملکوت، غیب و جبروت ۔

ع بنگرش ہر چہ بینی در خروش است

بندہ رجوع کرنے والا، گناہوں کا قیدی، خطاؤں کا اسیر، خاضع و حقیر، فقیر و ذلیل اللہ تعالےٰ کے سوا کسی کو اپنا ملجا و ماویٰ نہیں خیال کر سکتا۔ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۔ (سوانی)

ہے پہلے فاتحہ، پھر سورۃ، لہٰذا فاتحہ اور سورۃ دونوں کو بالجہر پڑھے اور سجدہ سہو اس صورت میں بھی کرنا پڑے گا۔ (ہدایہ ص ۱۴۷/۱)

مسئلہ:۔ تمام فرائض کی پہلی دو رکعات میں قراءۃ فرض ہے، اور مغرب کی تیسری رکعت میں اور ظہر، عصر، عشاء کی آخری دو رکعات میں صرف سورۃ فاتحہ پڑھنی چاہیئے۔ اور اگر اس کی بجائے تسبیح و تحمید کرتا ہے۔ تب بھی درست ہے، اگر بالکل سکوت کرے تب بھی نماز درست ہوگی، لیکن افضل یہ ہے کہ سورۃ فاتحہ پڑھے (ہدایہ ص ۹۶/۱، شرح نقایہ ص ۸۱/۱، کبیری ص ۲۷۷)

اس پر مفصل بحث ص ۲۸۷ ارکانِ صلوٰۃ، مسائل قراءۃ" میں گذر چکی ہے۔

ا؎ سری اور جہری کی حکمت:۔ حضرت شیخ مدنی رحمہ نے فرمایا کہ

اَللَّیْلُ وَقْتُ ظُهُوْرِ الْجَمَالِ فَیَسْتَحْسِنُ فِیْهِ الْجَهْرُ وَ النَّهَارُ وَقْتُ ظُهُوْرِ الْجَلَالِ فَیَسْتَحْسِنُ فِیْهِ السِّرُّ وَالْخِفَاءُ	رات اللہ تعالیٰ کے جمال کے ظہور کا وقت ہے اسمیں جہر مستحسن ہے، اور دن اللہ تعالیٰ کے جلال کے ظہور کا وقت ہے، اس میں اخفاء اور آہستگی ہی مناسب ہے۔

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی فرماتے ہیں۔

" تین نمازوں میں جہر قراءۃ اور دو میں سر کا راز بیان کرنے سے پہلے چند مقدمات ذکر کیے جاتے ہیں

ا۔ پہلا مقدمہ:۔ اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کے قلوب میں ارادہ، قدرت، احساس و محبت جیسے صفات ودیعت کیے ہیں۔ اس طرح کہ ارادہ، احساس و قدرت کے لیے کوئی مفعول متعین نہیں کیا، بلکہ جو مفعول بھی سامنے آئیگا اس پر ان صفات کا ظہور ہوگا۔

اسی طرح محبت کے لیے بھی کوئی متعلق مقرر نہیں کیا، ہر مرغوب پر محبت کا وقوع ہوگا۔ مگر تم جانتے ہو کہ رغبت کی بنا محاسن پر ہے، خواہ وہ محاسن جسمانی ہوں یا روحانی، ظاہری ہوں یا باطنی، حاسہ بصر سے مدرک ہوں یا دوسرے حواس کے ذریعہ معلوم ہوں۔

اور یہ بات بھی تم جانتے ہو کہ ذاتِ خداوندی جامع ہے۔ جمیع کمالات کے لیے جو اصل ہیں محاسن کے اب اس سے بحث کی جا سکتی ہے کہ ذاتِ خداوندی کے تمام کمالات کو یا چند ایک کو ان میں سے حیوانات بالعموم اور بنی آدم بالخصوص اپنی ابتدائی پیدائش سے لے کر اپنے سامنے رکھتے ہیں۔

باقی حاشیہ ص ۴۲۹ پر

مسئلہ :- وتر، نفل، سنت وغیرہ کی تمام رکعات میں قرأۃ فرض ہے، اور سورۃ فاتحہ پڑھنا بھی ضروری ہے۔ (ہدایہ صـ۹۶ ج۱، شرح نقایہ صـ۹۹ ج۱)

مسئلہ :- مقتدی امام کے پیچھے قرأۃ نہ کرے، خواہ نماز سری ہو یا جہری ہو مقتدی کا فریضہ استماع اور انصات ہے۔

اس پر مفصل باحوالہ بحث "نماز کا طریقہ" میں گذر چکی ہے۔

بقیہ حاشیہ :- اسی بنا پر تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ خالق عالم کی محبت انسان کی ہمزاد ہے۔ جن کو چشم حقیقت بین ملی ہے وہ روز روشن کی طرح جانتے ہیں کہ ممکن (مخلوق) کو واجب (خالق باری تعالٰے) کیساتھ دائمی ارتباط و تعلق ہے، اگر ایک لحظہ بھی ارتباط و تعلق سے یہ الگ ہو۔ تو اسی دم ہلاکت کے گڑھے میں چلا جائے گا، الغرض کہ انسان کی حقیقت کا رُخ ہمیشہ اور مسلسل اس ذات واجب کی طرف اسی طرح لگا ہوا ہے جس طرح زمین کا نورانی خطہ اور اس کی دھوپ ہر دم آفتاب کی طرف متوجہ ہوتی ہے، اگر آفتاب سے اس کی توجہ ہٹ جائے تو اس کا نام و نشان بھی کہیں نہیں ہو گا۔

جب یہ بات ہے تو اس سے یہ لازم ہو گا کہ خالق کی محبت مخلوق کے لیے فطری امور میں سے ہو گی الغرض کہ خالق کی محبت انسان کی اصل فطرت میں گڑی ہوئی ہے، ہر کس و ناکس کے دل میں پڑی ہوئی ہے۔

لیکن جب فطری باتیں حقیقت کے خزانہ اور ماہیت کے صحن میں ہوں تو بسا اوقات خارجی عوارض ان کو روپوش بھی کر دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اغیار کی محبت خارج سے قلوب پر وارد ہو کر اکثر افراد بنی آدم میں اس اصلی محبت کو اپنے دامن کے نیچے چھپا لیتی ہے۔ کہ اس اصلی محبت کا اثر محسوس نہیں کیا جا سکتا، بلکہ وہ شرارہ جو خاکستر کے نیچے دبا ہوا ہوتا ہے، اس کا وجود مثل عدم کے ہو جاتا ہے۔

لیکن اس کے باوجود ہر شخص مومن ہو یا کافر بطور خود اس محبت کی طلب میں پڑا ہوا ہے، اگر یہ اس پوشیدہ محبت کا اثر نہیں تو اور کیا ہے؟

۲۔ دوسرا مقدمہ :- دن وجود کے لیے کارگاہ یا کارگزاری کے لیے ہوتا ہے۔ اور شب عدم کی بیکاری کا وقت ہوتا ہے، روز، نیر اعظم یعنی سورج کی سرگرمی و تابانی میں زندگی کے سرمایہ سے فائدہ پہنچانے کے لیے نورانی فرش بنی آدم کے پاؤں کے نیچے بچھا دیتا ہے، اور شب نیند کی وجہ سے

باقی حاشیہ صـ۴۳۰ پر

مسئلہ :- خطبہ جمعہ وغیرہ کے دوران بھی سامعین پر لازم ہے کہ وہ سکوت کریں، اگر خطیب آیت صلوٰۃ " صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا " پڑھے تو بھی زبان سے کچھ نہ بولیں، بلکہ دل سے صلوٰۃ کا تصور کریں۔ (ہدایہ ص۱۱۷ ج۱، شرح نقایہ ص۱۲۶ ج۱)

تمام نمازوں میں قراءۃ مسنونہ کی مقدار

حضرت امام ابو حنیفہؒ کہتے ہیں کہ کم از کم نماز میں ایک لمبی آیت کا پڑھنا یا تین چھوٹی آیات کا پڑھنا ضروری ہے، کیونکہ نماز میں مطلق قراءۃ فرض ہے۔ سو اس کی ادنیٰ مقدار ایک آیت طویلہ یا تین آیات قصار ہی ہو سکتی ہے (ہدایہ ص۹۵ ج۱ و کبیری) اس کے متعلق مفصل بحث ص۲۸۴ پر " نماز میں مطلق قراءۃ فرض ہے " کے تحت گذر چکی ہے۔

بقیہ حاشیہ :- جو موت کی بہن ہے سب کو سلا دیتی ہے، ایک قسم کی موت طاری کر دیتی ہے۔ خواب کی تاریکی پر دوسری تاریکی کو زیادہ کر دیتی ہے، گویا کہ اس ظلمت کدہ کو قبر کا نمونہ بنا دیتی ہے۔ الغرض کہ اس روز کو وجود کے ساتھ نسبت خاص ہے۔ اور اس شب کو عدم کے ساتھ خصوصیت ہے، جیسا کہ ظاہر ہے۔ کہ نمود ہر چیز کی وجود سے ہوتی ہے۔ اسی طرح ظہور ہر شکل کا نور سے ہوتا ہے۔

اس کے علاوہ روز کے وقت نعمتوں کے گوناگوں دستر خوان حیوانات کے لیے اور خصوصاً بنی آدم کے لیے ہر سو بچھا دیئے ہیں اور رات کے وقت تم جانتے ہو کہ سرکاری باورچی، باورچی خانہ (کچن) کو سرد کر دیتے ہیں۔ الغرض کہ ہر پہلو تم دیکھو دن کے وقت نور وجود کا ظہور ہے، اور رات کو اس کا اخفاء۔

مگر جس جگہ محبوبیت کا مدار وجود پر ہو، جیسا کہ ظاہر ہے محبوب وہی ہو گا۔ جو جمال و کمال رکھتا ہو، اور جمال و کمال وجود کے خواص میں سے ہیں، عدم کا کیسہ اس سرمایہ سے خالی ہے، لیکن اس کے ساتھ یہ لازم آتا ہے۔ کہ محبت کا منشاء عدم پر ہو کیا تم نہیں دیکھتے کہ طلبا کی طلب اور آتش عشق کی سرگرمی مطلوب کے معدوم ہونے کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ جو چیز موجود ہو اس کی طلب محال ہے، اور جو کمال اپنے اندر ہو اس کا عشق بعید از خیال و تصور ہو گا۔

۳۔ تیسرا مقدمہ :- یہ ہے کہ دن ہنگام معیشت ہے، اسی ذات اقدس کا فرمان ہے " وَجَعَلْنَا

باقی حاشیہ ص۴۳۱ پر

مسئلہ :- اگر اقامت کی حالت ہو تو فجر کی نماز کی دونوں رکعات میں سورۃ فاتحہ کے علاوہ چالیس سے لے کر سو تک آیات پڑھیں۔ (ہدایہ ص ۹۶/۱، شرح نقایہ ص ۸۴/۱)

ظہر کی نماز میں قریب قریب فجر کی نماز جتنی قراۃ کرے، اگر وقت میں وسعت نہ ہو یا لوگ اس کے متحمل نہ ہوں تو پھر اس میں تخفیف کرے۔

عصر اور عشاء کی نماز میں اوساط مفصل سورتوں میں سے کوئی سورۃ پڑھے (سورۃ بروج سے سورۃ بینہ (لَمْ یَکُنِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا) تک کی سورتیں اوساط مفصل ہیں (ہدایہ ص ۹۶/۱، شرح نقایہ ص ۸۴/۱)

بقیہ حاشیہ :- "النَّهَارَ مَعَاشًا" کہ دن کو ہم نے معیشت و گذران کے لیے بنایا ہے، اور رات کو راحت کا وقت بنایا ہے، ارشاد ہوتا ہے " وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ لِبَاسًا" کہ ہم نے رات کو بمنزلہ لباس کے بنایا ہے جس کو اوڑھ کر انسان آرام و راحت سے ہمکنار ہوتا ہے

۴۔ **چوتھا مقدمہ** :- یہ ہے کہ تحصیل معاش میں آدمی کا ہر کس و ناکس کے ساتھ واسطہ پڑتا ہے، اور اس کے بغیر چارہ کار نہیں کہ بنی آدم کی ضروریات و حوائج اس کے بغیر پوری نہیں ہو سکتیں، اور جب رات آتی ہے، تو تمام معاملات کو یکسو کر دیتے ہیں، اور اس وجہ سے بنی آدم بھی ایک دوسرے سے اس وقت الگ ہو جاتے ہیں۔

اصل مقصد :- جب یہ باتیں تم نے سن لیں تو اب اصل مقصد کی بات بھی سننی چاہیئے

ا۔ محبت کے گوناگوں تعلقات و معاملات سب کے سامنے آشکارا ہیں جن کو سب جانتے ہیں۔ ہر شخص اس بات کو جانتا ہے کہ محبوب کی حضوری میں عجز و نیاز اور اس کی مجبوری اور دوری میں سوز و گداز ہوتا ہے، اور ناز و انداز کے وقت شوق و طلب جوش میں آتے ہیں، اور بے نیازی اور عتاب کے زمانہ میں ہیبت و یاس رونما ہوتے ہیں، شوق میں نالہ و زاری کا معاملہ واقع ہوتا ہے، اور ہیبت و یاس میں، سکوت و بے اختیاری میں انسان درماندہ ہوتا ہے۔

جب دن کے وقت محبوب کی تجلیات، وجودی پڑ رہی ہیں، اور اس کی گوناگوں عنایات بنی آدم کے کام میں مصروف ہیں، تو ایسی صورت میں کیا ضرورت ہے کہ انسان نالہ بلند کرے نعرہ لگائے، خدا تعالے کے بساط قرب کے کنارہ پر کھڑا ہے، نامناسب ہے، کہ جو کچھ بھی عرض کرے

باقی حاشیہ ص ۴۳۲ پر

مغرب کی نماز میں قصار مفصل سورتوں میں سے پڑھے، وقت کی کمی کی وجہ سے اس میں تخفیف زیادہ مناسب ہے (سورۃ بینہ سے آخر تک قصار مفصل سورتیں ہیں ۔ ہدایہ ص ۱/۹۵ ، شرح نقایہ ص ۱/۸۳)

۱- عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يَقْرَءُ فِى الْفَجْرِ بِقٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ وَنَحْوِهَا

(مسلم ص ۱/۱۸۹ ، مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱/۲۵۳)

حضرت جابر بن سمرۃؓ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز میں سورۃ قاف اور اس جیسی سورتیں تلاوت فرماتے تھے۔

بقیہ حاشیہ :- آہستہ ہی عرض کرے۔

۲- یا ہم اس طرح بھی کہہ سکتے ہیں، کہ دن کا وقت اللہ تعالیٰ کی شان بے نیازی کے ظہور کا وقت ہوتا ہے، کیا تم نہیں دیکھتے کہ تمام ستاروں کا نور یکدم ان سے لے لیا گیا۔ گویا کہ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ کی شیون میں سے ایک شان ہے، اس وقت کس کا زہرہ ہے کہ دم مار سکے اور زبان کو آواز سے آشنا کر سکے (سکوت و آہستگی ہی اس وقت کے لیے موزوں و مناسب ہے) جب رات کا وقت آتا ہے، تو گویا یہ اس بات سے دور پڑ جاتا ہے یا یوں کہہ سکتے ہیں کہ زمانہ بے نیازی و جلال کا ختم ہو جاتا ہے، اب لب کشائی کی گنجائش بھی ہو جاتی ہے، اگر کچھ آواز بلند کرے تو مناسب ہے، کہ اس وقت کوئی اندیشہ نہیں،

۳- اور ایک اور طریقے پر بھی کہا جا سکتا ہے، کہ دن کے وقت انسان خورد و نوش کی محنت میں لگا رہتا ہے، اور اس کی طلب میں سرگرداں رہتا ہے اور وہ پوشیدہ محبت جو اس کی اصل فطرت میں تھی وہ نیچے دب جاتی ہے، شوق اور عشق کی آگ بھی نیچے تہ نشین ہو جاتی ہے، تو نالہ وزاری کا سامان بھی ہاتھ سے نکل جاتا ہے، اور ہر طرف سے افسردگی چھا جاتی ہے، اس وقت اگر کوئی مشتاقانہ بات عرض کرے گا، بے باکی سے اور بے پردہ بات کرے گا، تو تکلف در تکلف ہوگا، کیونکہ قال حال کے تابع ہوتا ہے، اس لیے تصنع و تکلف سے رک جاتا ہے، اور نالہ وزاری جو جہر کے ساتھ مناسب ہے، اس وقت وہ نامناسب ہوگا، ہاں اگر رات پھر دوبارہ آ جائے تو یہ بھی دنیا کی طلب سے

باقی حاشیہ ص ۴۳۳ پر

۲- عَنْ اَبِیْ بَرْزَۃَ الْاَسْلَمِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقْرَءُ فِیْ صَلٰوۃِ الْغَدَاۃِ مِنَ السِّتِّیْنَ اِلَی الْمِائَۃِ (مسلم ص۱۸۷/۱)

حضرت ابو برزۃ اسلمیؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز میں ساٹھ سے ۱۰۰ تک آیات تلاوت فرماتے تھے۔

۳- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ مَا صَلَّیْتُ وَرَاءَ اَحَدٍ اَشْبَہَ صَلٰوۃً بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ فُلَانٍ قَالَ سُلَیْمَانُ کَانَ یُطِیْلُ الرَّکْعَتَیْنِ الْاُوْلَیَیْنِ مِنَ الظُّهْرِ وَیُخَفِّفُ الْاُخْرَیَیْنِ وَیُخَفِّفُ الْعَصْرَ

حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ میں نے کسی شخص کے پیچھے نماز نہیں پڑھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے زیادہ مناسبت رکھتا ہو، فلاں شخص سے

راوی حدیث سلیمانؒ کہتے ہیں کہ وہ شخص ظہر کی نماز میں پہلی دونوں رکعتوں کو دراز کرتا تھا پچھلی

بقیہ حاشیہ

ہاتھ دھو کر بیٹھ جائے گا، تو اس وقت وہ پوشیدہ محبت بھی سر نکالے گی۔ کہ اس وقت غیر کی محبت کا تسلط دل سے اٹھ چکا ہے، اور ظاہر ہے، کہ جب دریا کے پانی کو بند کریں گے اس کے بعد وہ بند کو توڑے گا اور اس کا سیلاب اس قدر زور سے آئیگا کہ جس قدر پہلے نہ تھا اسی طرح وہ پوشیدہ محبت دب جانے کے بعد پھر ظاہر ہوگی، اگر ہوش و حواس جو حفاظت ادب کا سرمایہ ہے بیلنے آپ سے باہر ہو جائیں تو ممکن ہے کیا عجب کہ اس وقت اگر طبعی جوش کی بنا پر محبت مکنونہ قدم باہر نکالے لو بے باکانہ نالہ و زاری میں آواز بلند کرے تو ایسی حالت معذور میں ہوگا۔

اس کے علاوہ اس طرح بھی کہا جاسکتا ہے کہ عشق و محبت کی بات اغیار کے سامنے کرنی، نہ تو محبت و عشق کے طبعی تقاضا کے مطابق ہے، اور نہ معشوق و محبوب کے مزاج کے موافق ہے، اور جب دن کا وقت ہر کس و ناکس کے اجتماع کا مقام ہوتا ہے، مناسب نہیں کہ دل کی بات کسی کے کان تک پہنچے، جو بات کرے گا۔ دائیں بائیں دیکھ کر آہستہ ہی کرے گا، البتہ جب رات آئے گی تو گوش اغیار تجسس سے معطل ہونگے اور خلوت میسر ہوگی، بلند آواز سے بات کرے یا آہستہ سب کی گنجائش ہوگی۔ (فیوض قاسمی فارسی ص۳۹ و ۴۱)

وَيَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِقِصَارِ الْمُفَصَّلِ وَيَقْرَأُ فِي الْعِشَاءِ بِوَسَطِ الْمُفَصَّلِ وَيَقْرَأُ فِي الصُّبْحِ بِطِوَالِ الْمُفَصَّلِ (نسائی ص ۱/۱۵۴)

دونوں رکعتوں کے مقابلہ میں، اور عصر کی نماز میں تخفیف کرتا تھا، اور مغرب میں قصار مفصل تلاوت کرتا تھا اور عشاء کی نماز میں اوساط مفصل پڑھتا تھا اور فجر کی نماز میں طوال مفصل پڑھتا تھا۔

۴۔ عَنِ الْحَسَنِ وَغَيْرِهِ قَالَ: كَتَبَ عُمَرُ إِلَى أَبِي مُوسَى أَنِ اقْرَأْ فِي الْمَغْرِبِ بِقِصَارِ الْمُفَصَّلِ وَفِي الْعِشَاءِ بِوَسَطِ الْمُفَصَّلِ وَفِي الصُّبْحِ بِطِوَالِ الْمُفَصَّلِ

(مصنف عبدالرزاق ص ۱/۱۰۴)

حضرت حسن بصریؒ وغیرہ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کی طرف مکتوب لکھا اور اس میں یہ لکھا کہ مغرب کی نماز میں قصار مفصل پڑھا کرو، اور عشاء میں اوساط مفصل اور صبح کی نماز میں طوال مفصل،

مسئلہ: اگر سفر میں عجلت ہو تو پھر سورۃ فاتحہ کے بعد جونسی سورۃ پڑھے درست ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز میں معوذتین بھی پڑھی ہیں۔

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُعَوِّذَتَيْنِ قَالَ عُقْبَةُ فَأَمَّنَا بِهِمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ (نسائی ص ۱/۱۵۱)

حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے معوذتین کے بارے میں سوال کیا، تو عقبہؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں سورتوں کے ساتھ صبح کی نماز ہم لوگوں کو پڑھائی۔

مسئلہ: اگر عجلت نہ ہو تو پھر سفر میں سورۃ والفجر سورۃ انشقاق سورۃ الاعلیٰ وغیرہ سورتوں میں سے کوئی سورۃ پڑھے۔

مسئلہ: فجر کی نماز میں پہلی رکعت کو دوسری کے مقابلہ میں لمبا کرے، اور ظہر کی دونوں رکعات برابر ہوں، اور زیادہ مناسب یہی ہے کہ ظہر کی پہلی رکعت کو دوسری کے مقابلہ میں کسی قدر لمبا کرے۔

مسئلہ: کسی نماز میں کوئی خاص سورۃ مقرر نہیں ہے یعنی یہ خیال کرے کہ اس سورت کے علاوہ

دوسری کوئی سورۃ نہیں پڑھی جاسکتی، ہاں تبرک اور استحباب کے لیے اگر بعض سورتوں کو بعض نمازوں میں پڑھے گا تو وہ بہتر ہے، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے ان سورتوں کو خاص نمازوں میں پڑھا تھا مثلاً جمعہ کے دن فجر کی نماز میں سورۃ سجدہ اور سورۃ دہر تلاوت فرماتے تھے۔ اور جمعہ کی نماز میں سورۃ ق، سورۃ جمعہ، سورۃ منافقین اور سورۃ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی، اور سورۃ غاشیہ تلاوت فرماتے تھے، اور فجر کی سنتوں میں قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ الخ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا الخ، قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ یا وتروں میں پہلی رکعت میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی، اور دوسری میں قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور تیسری رکعت میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ یا پہلی رکعت میں اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ اور دوسری میں زلزال اور تیسری میں قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ وغیرہ تلاوت فرماتے تھے ان سورتوں کو ان نمازوں میں پڑھنا مستحب ہے۔

نماز میں صف کی درستگی

اسلام میں دو مقام پر صف بندی اور صف کی درستگی ضروری ہوتی ہے، ان میں کسی قسم کا رخنہ بدنظمی ناقابل برداشت ہوتی ہے۔ ایک میدان کارزار میں، اور دوسری نماز میں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

١۔ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ④ (صف پ ۲۸)

بے شک اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے، ان لوگوں کو جو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح مضبوط صف بندی کرکے لڑتے ہیں۔

٢۔ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِيْنَ ㉔ وَاِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَحْشُرُهُمْ ۭ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ㉕ ع (الحجر پ ۱۴)

البتہ تحقیق ہم جانتے ہیں تم میں سے آگے بڑھنے والوں کو (اگلی صفوں میں کھڑے ہونے والوں کو) اور ہم جانتے ہیں پیچھے رہنے والوں کو، بیشک تیرا رب ان سب کو اکٹھا کرے گا، بیشک وہ حکیم اور علیم ہے۔

٣۔ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَةٌ

حضرت ابو سعیدؓ کہتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین قسم کے آدمی ایسے ہیں کہ اللہ تعالے

يَضْحَكُ اللّٰهُ اِلَيْهِمْ اَلرَّجُلُ يَقُوْمُ مِنَ اللَّيْلِ وَالْقَوْمُ اِذَا صَفُّوْا لِلصَّلٰوةِ وَالْقَوْمُ اِذَا صَفُّوْا لِلْقِتَالِ

(مشکوٰۃ بحوالہ مسند احمد ص۸/۳، ابن ماجہ ص۱۸)

وَفِیْ حَدِیْثِ کَعْبٍؓ صَفُّهُمْ فِی الْقِتَالِ مِثْلُ صَفِّهِمْ فِی الصَّلٰوةِ

بنگاہ استحسان ان کی طرف دیکھتا ہے، ایک وہ شخص جو رات کو نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے، اور دوسرے وہ لوگ جو نماز کے لیے صف بندی کرتے ہیں، اور تیسرے وہ لوگ جو لڑائی کے لیے صف بندی کرتے ہیں۔ اور حضرت کعبؓ کی روایت میں ہے ان کی صف لڑائی میں نماز میں ان کی صف کی طرح ہے۔

۴۔ عَنْ نُعْمَانَ بْنِ بَشِیْرٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُسَوِّیْ صُفُوْفَنَا حَتّٰی کَاَنَّمَا یُسَوِّیْ بِهَا الْقِدَاحَ حَتّٰی رَاٰی اَنَّا قَدْ عَقَلْنَا عَنْهُ ثُمَّ خَرَجَ یَوْمًا فَقَامَ حَتّٰی کَادَ اَنْ یُّکَبِّرَ فَرَاٰی رَجُلًا بَادِیًا صَدْرُهٗ مِنَ الصَّفِّ فَقَالَ عِبَادَ اللّٰهِ لَتُسَوُّنَّ صُفُوْفَکُمْ اَوْ لَیُخَالِفَنَّ اللّٰهُ بَیْنَ وُجُوْهِکُمْ (مسلم ص۱۸۲/۱) اَلْمُرَادُ مِنْهُ الْمَسْخُ وَاخْتِلَافُ الْاَهْوَاءِ وَالْاِرَادَاتِ

حضرت نعمان بن بشیرؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہماری صفوں کو درست کیا کرتے تھے، اس طرح گویا ان صفوں کے ذریعہ تیر درست کیے جاتے ہیں، یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ لیا ہم لوگوں نے صفوں کے درست کرنے کا سلسلہ آپ سے سیکھ لیا ہے اور سمجھ لیا ہے، پھر ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور نماز کے لیے کھڑے ہوئے، قریب تھا کہ تکبیر کہی جاتی۔ آپ نے دیکھا ایک شخص کا سینہ صف سے آگے نکلا ہوا تھا، تو آپ نے فرمایا اے اللہ کے بندو صفیں درست کرو، ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے چہروں کو مختلف کر دے گا (یعنی مسخ کر دے گا اور تمہارے خیالات اور خواہشات کو بھی ایک دوسرے کے خلاف کر دے گا۔)

۵۔ عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ

اللہ علیہ وسلم سَوُّوا صُفُوفَکُمْ فَاِنَّ تَسْوِیَةَ الصُّفُوْفِ مِنْ اِقَامَةِ الصَّلٰوةِ (بخاری ص۱۰۰ ج۱ مسلم ص۱۸۲ ج۱)

وسلم نے فرمایا صفوں کو سیدھا کرو، کیونکہ صفوں کو سیدھا کرنا نماز کی اقامت سے ہے،

وَعِنْدَ مُسْلِمٍ مِنْ تَمَامِ الصَّلٰوةِ وَاَيْضًا فِي الْبُخَارِيِّ مِنْ حُسْنِ الصَّلٰوةِ

اور مسلم شریف کی روایت ہے کہ یہ نماز کے مکمل کرنے کے لیے ہے، اور بخاری شریف کی روایت ہے کہ یہ نماز کے حسن وخوبی سے ہے۔

۶- عَنْ اَبِی مَسْعُوْدِنِ الْاَنْصَارِیِّ رض اَنَّهٗ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَمْسَحُ مَنَاكِبَنَا فِي الصَّلٰوةِ وَيَقُوْلُ اسْتَوُوْا وَلَا تَخْتَلِفُوْا فَتَخْتَلِفَ قُلُوْبُكُمْ (مسلم ص۱۸۱ ج۱)

حضرت ابو مسعود انصاریؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے کندھوں کو نماز میں (جب ہم نماز کے لیے کھڑے ہوتے) چھوتے تھے اور فرماتے تھے سیدھے ہو جاؤ، اور اختلاف نہ کرو کیونکہ پھر تمہارے دل آپس میں مختلف ہو جائینگے

۷- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عليه وسلم خِيَارُكُمْ اَلْيَنُكُمْ مَنَاكِبَ فِي الصَّلٰوةِ (ابوداؤد ص۹۸ ج۱)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے اچھے لوگ وہ ہیں جن کے کندھے نماز میں نرم ہوں یعنی جن کو اگر درست کیا جائے تو فوراً وہ اس کے لیے آمادہ ہو جائیں۔

صفوں میں خلل نہیں ہونا چاہیے

۱- عَنْ اَنَسٍ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم رُصُّوْا صُفُوْفَكُمْ وَقَارِبُوْا بَيْنَهَا وَحَاذُوْا بِالْاَعْنَاقِ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنِّيْ لَاَرَى الشَّيْطٰنَ يَدْخُلُ مِنْ خَلَلِ الصَّفِّ

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صفوں کو ملایا کرو، اور قریب ہو کر کھڑے ہو، اور گردنوں کو آپس میں برابر کرو، اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، میں دیکھتا ہوں کہ شیطان صفوں کے خلل کے مقام سے داخل ہوتا ہے۔

كَانَّهَا الْحَذَفُ

(رَوَاهُ الْخَمْسَةُ) (ابوداؤد ص ۹۷ ج ۱)

گویا کہ وہ بکری کا بچہ ہے (چھوٹا ہو کر بکری کے بچے کی طرح داخل ہوتا ہے خرابی ڈالنے کیلئے)

۲- عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقِيْمُوا الصُّفُوْفَ وَحَاذُوْا بَيْنَ الْمَنَاكِبِ وَسُدُّوا الْخَلَلَ وَلِيْنُوْا بِاَيْدِيْ اِخْوَانِكُمْ وَلَا تَذَرُوْا فُرُجَاتِ الشَّيْطٰنِ وَمَنْ وَصَلَ صَفًّا وَصَلَهُ اللّٰهُ وَمَنْ قَطَعَهٗ قَطَعَهُ اللّٰهُ (ابوداؤد ص ۹۷ ج ۱ ونصفه فی النسائی ص ۱۳۱ ج ۱)

حضرت عبداللہ بن عمر رض کہتے ہیں، کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صفوں کو قائم کرو کندھوں کو برابر کرو اور اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم ہو جاؤ، اور صفوں کے درمیان شیطانی دراڑیں نہ چھوڑو، اور جس نے صف کو ملایا اللہ تعالیٰ اس کو ملائے گا، اور جس نے صف کو کاٹا اللہ تعالیٰ اس کو کاٹے گا۔

صف بندی میں دائیں طرف کی فضیلت

عَنْ عَائِشَةَ رض قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلٰى مَيَامِنِ الصُّفُوْفِ (ابوداؤد ص ۹۸ ج ۱)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رض کہتی ہیں، کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ رحمت نازل فرماتا ہے اور فرشتے دعائیں کرتے ہیں، دائیں طرف کی صفوں پر۔

پہلی صف کی فضیلت

وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رض قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ يَلُوْنَ الصُّفُوْفَ الْاُوْلٰى وَمَا مِنْ خَطْوَةٍ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ خَطْوَةٍ يَمْشِيْهَا

حضرت براء بن عازب رض کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے، کہ بیشک اللہ تعالیٰ رحمت نازل فرماتا ہے جو اگلی صفوں سے ملتے ہیں اور فرشتے بھی دعائیں کرتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس قدم سے زیادہ کوئی قدم اچھا نہیں جو چل کر صف کو ملاتا ہے۔

يَتَّصِلُ بِهَا صَفًّا (مشکوٰۃ صـ۹۸ و مصنف صـ۴۷)

پہلی صف کو مکمل کرنیکے بعد دوسری پھر تیسری کو اسطرح مکمل کیا جائے۔

۱۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رض قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ صلی الله علیه وسلم فَرَآنَا حِلَقًا فَقَالَ مَالِيْ أَرَاكُمْ عِزِيْنَ ثُمَّ خَرَجَ عَلَيْنَا فَقَالَ أَلَا تَصُفُّوْنَ كَمَا تَصُفُّ الْمَلٰئِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللهِ وَكَيْفَ تَصُفُّ الْمَلٰئِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا قَالَ يُتِمُّوْنَ الصُّفُوْفَ الْأُوْلٰى وَيَتَرَاصُّوْنَ فِي الصَّفِّ (مسلم صـ۱۸۱/۱)

حضرت جابر بن سمرۃ رض کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے، تو ہم کو دیکھا ہم نے حلقے بنا رکھے ہیں، آپ نے فرمایا کیا ہے کہ میں تم کو جھنڈ کے جھنڈ بنا کر بیٹھے ہوئے دیکھ رہا ہوں، پھر فرمایا تم لوگ اس طرح صف بندی کیوں نہیں کرتے جس طرح فرشتے اپنے رب کے سامنے صف بندی کرتے ہیں، ہم نے عرض کیا کہ حضور! فرشتے کس طرح صف بندی کرتے ہیں اپنے رب کے سامنے فرمایا اگلی صفوں کو پورا اور تام کرتے ہیں، اور آپس میں مِل کر قریب قریب ہوتے ہیں، صف میں۔

۲۔ عَنْ أَنَسٍ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی الله علیه وسلم أَتِمُّوا الصَّفَّ الْمُقَدَّمَ ثُمَّ الَّذِيْ يَلِيْهِ فَمَا كَانَ مِنْ نَقْصٍ فَلْيَكُنْ فِي الصَّفِّ الْمُؤَخَّرِ (ابوداود صـ۹۸/۱)

حضرت انس رض کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگلی صف کو مکمل کرو، پھر اس سے جو ملتی ہے اس کو، جو نقص ہو تو وہ اگلی صف میں نہ ہو، بلکہ پچھلی صف میں ہو۔

صف بندی کا طریقہ | امام کے دائیں بائیں صف بنانی چاہیئے، امام کو درمیان میں ہونا چاہیئے۔

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی الله علیه وسلم وَسِّطُوا الْإِمَامَ وَسُدُّوا الْخَلَلَ (ابوداود صـ۹۹/۱)

حضرت ابوہریرہ رض کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، امام کو درمیان میں کھڑا کرو، اور صفوں میں خلل کو پُر کرو۔

مسئلہ: امام کے قریب پہلی صف میں عمر رسیدہ اور سمجھدار لوگوں کا ہونا ضروری ہے۔

۱۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لِيَلِيَنِيْ مِنْكُمْ اُولُوا الْاَحْلَامِ وَالنُّهٰى، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثَلٰثًا وَاِيَّاكُمْ وَهَيْشَاتِ الْاَسْوَاقِ۔

(مسلم ص ۱۸۱/۱۷)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے قریب صف میں وہ لوگ رہیں جو عقل و خرد رکھنے والے ہیں اپھر جو ان سے ملتے ہیں، تین دفعہ یہ فرمایا آپ نے، اور فرمایا بچاؤ اپنے آپ کو بازاری آوازوں سے شور و شغب نہ کرو۔

۲۔ عَنْ اَزْرَقَ بْنِ قَيْسٍ قَالَ صَلّٰى بِنَا اِمَامٌ لَّنَا يُكْنٰى اَبَا رِمْثَةَ قَالَ صَلَّيْتُ هٰذِهِ الصَّلٰوةَ اَوْ مِثْلَ هٰذِهِ الصَّلٰوةِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ وَكَانَ اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ يَقُوْمَانِ فِي الصَّفِّ الْمُقَدَّمِ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَكَانَ رَجُلٌ قَدْ شَهِدَ التَّكْبِيْرَةَ الْاُوْلٰى مِنَ الصَّلٰوةِ فَصَلّٰى نَبِيُّ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ثُمَّ سَلَّمَ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَعَنْ يَسَارِهٖ حَتّٰى رَاَيْنَا بَيَاضَ خَدِّهٖ ثُمَّ انْفَتَلَ كَانْفِتَالِ اَبِيْ رِمْثَةَ يَعْنِيْ نَفْسَهٗ فَقَامَ الرَّجُلُ الَّذِيْ اَدْرَكَ مَعَهُ التَّكْبِيْرَةَ الْاُوْلٰى مِنَ

حضرت ازرق بن قیسؒ کہتے ہیں، کہ ہمارے ایک امام نے جن کی کنیت ابو رمثہؓ تھی، نماز پڑھائی اور کہنے لگے میں نے یہ نماز جو تمہیں پڑھائی ہے ایسی یا اس کی مثل نماز میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھی ہے، اور کہا کہ ابوبکرؓ اور عمرؓ اگلی صف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں طرف کھڑے ہوتے تھے، ایک آدمی جو کہ تکبیر اولیٰ میں حاضر ہوا تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی اور پھر دائیں بائیں طرف سلام پھیرا، یہاں تک کہ ہم نے آپ کا رخسار مبارک دیکھا، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیچھے پلٹے جس طرح ابو رمثہ (یعنی میں خود) لوٹتے ہیں ایک شخص فوراً کھڑا ہو کر دو رکعت پڑھنے لگا، حضرت عمرؓ جلدی اٹھے اور اس شخص کے کندھے پکڑ لیے اور ہلا کر کہا بیٹھ جاؤ، کیونکہ پہلے اہل کتاب اسی وجہ سے ہلاک ہوئے ہیں کہ وہ اپنی نماز

الصَّلٰوۃِ یُشَفِّعُ فَوَثَبَ عُمَرُ فَاَخَذَ بِمَنْکِبَیْہِ فَھَزَّہٗ ثُمَّ قَالَ اجْلِسْ فَاِنَّہٗ لَنْ یَّھْلِكَ اَھْلُ الْکِتٰبِ اِلَّا اَنَّہٗ لَمْ یَکُنْ بَیْنَ صَلَوَاتِھِمْ فَصْلٌ فَرَفَعَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم بَصَرَہٗ فَقَالَ اَصَابَ اللّٰہُ بِكَ یَابْنَ الْخَطَّابِ۔ (ابوداؤد ص۱۴۴ ج۱)

میں فصل نہیں کرتے تھے (فرض اور سنن وغیرہ کو ملا دیتے تھے) تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نگاہ مبارک اٹھا کر دیکھا اور فرمایا اے عمر، اللہ تعالیٰ نے تم کو ٹھیک بات بتلائی ہے۔

مسئلہ: پہلی صف میں صرف بالغ مرد ہوں، ان کے پیچھے بچے ہوں (اور اگر کوئی بچہ ہو تو وہ ان کے پیچھے کھڑا ہو) اور ان کے پیچھے عورتیں کھڑی ہوں۔

۱۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم خَیْرُ صُفُوْفِ الرِّجَالِ اَوَّلُھَا وَشَرُّھَا اٰخِرُھَا وَخَیْرُ صُفُوْفِ النِّسَاءِ اٰخِرُھَا وَشَرُّھَا اَوَّلُھَا

(مسلم ص۱۸۲ ج۱)

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہتر صفیں مردوں کی پہلی صفیں ہیں اور بری صفیں آخری صفیں ہیں، اور عورتوں کی بہتر صفیں آخری صفیں ہیں اور بری پہلی صفیں ہیں۔

۲۔ اَبُوْ مَالِكٍ الْاَشْعَرِیُّ اَلَا اُحَدِّثُکُمْ بِصَلٰوۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اَقَامَ الصَّلٰوۃَ فَصَفَّ الرِّجَالَ وَصَفَّ خَلْفَھُمُ الْغِلْمَانَ ثُمَّ صَلّٰی بِھِمْ

(ابوداؤد ص۹۹ ج۱)

حضرت ابومالک اشعریؓ کہتے ہیں کیا میں نہ بیان کروں، تمہارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز، پھر کہا کہ نماز کھڑی کی پہلے مردوں کی صف بنائی، پھر ان کے پیچھے لڑکوں کی صف، پھر نماز پڑھائی۔

۳۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رض ... فَقَامَ عَلَیْہِ

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ

رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم وَصَفَفْتُ اَنَا وَالْیَتِیْمُ وَرَاءَہٗ وَالْعَجُوْزُ مِنْ وَّرَائِنَا فَصَلّٰی لَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم

(مسلم ص۲۳۴ ج۱، بخاری ص۱۱۹ ج۱)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے چٹائی بچھائی گئی آپ اس پر کھڑے ہوگئے، اور میں نے اور میرے بھائی یتیم نے آپ کے پیچھے صف بنائی اور بڑھیا (یعنی والدہ یا دادی) ہمارے پیچھے کھڑی ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی۔

۴۔ وَعَنْہُ اَیْضًا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم صَلّٰی بِہٖ وَبِاُمِّہٖ اَوْخَالَتِہٖ قَالَ فَاَقَامَنِیْ عَنْ یَمِیْنِہٖ وَاَقَامَ الْمَرْأَۃَ خَلْفَنَا

(مسلم ص۲۳۴ ج۱)

اور حضرت انسؓ سے ہی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اور ان کی والدہ یا خالہ کو نماز پڑھائی، کہتے ہیں مجھے تو آپ نے اپنی دائیں طرف کھڑا کیا اور عورت (والدہ) کو ہمارے پیچھے کھڑا کیا۔

۵۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ کَانَتْ اِمْرَأَۃٌ تُصَلِّیْ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم حَسْنَاءُ مِنْ اَحْسَنِ النَّاسِ وَکَانَ بَعْضُ الْقَوْمِ یَتَقَدَّمُ حَتّٰی یَکُوْنَ فِی الصَّفِّ الْاَوَّلِ لِئَلَّا یَرَاھَا وَیَسْتَاْخِرُوْنَ بَعْضُھُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ فِی الصَّفِّ الْمُؤَخَّرِ فَاِذَا رَکَعَ نَظَرَ مِنْ تَحْتِ اِبْطَیْہِ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَلَقَدْ عَلِمْنَا الخ (ترمذی ص۱۴۶ ج۲)

وَقَالَ ابْنُ کَثِیْرٍ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ ماجہ

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ ایک عورت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتی تھی، اور وہ بہت خوبصورت تھی اور بعض لوگ اگلی صفوں میں کھڑے ہونے کی کوشش کرتے تھے کہ مبادا کہیں ان کی نگاہ اس عورت پر نہ پڑے، اور بعض (منافق قسم کے لوگ) پیچھے رہتے تھے، جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم رکوع کرتے تھے تو ایسے لوگ بغل کے نیچے سے دیکھنے کی کوشش کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی بیشک ہم جانتے ہیں، جو آگے بڑھتے ہیں، اور جو پیچھے رہتے ہیں۔

وَابْنُ جَبِيْرٍ وَفِيْهِ نَكَارَةٌ

(تفسیر ابن کثیر ص۵۴۹ ج۲)

مسئلہ:- امام کے علاوہ اگر دو یا اس سے زیادہ آدمی ہوں تو امام آگے کھڑا ہو اور مقتدی پیچھے صف بنائیں اور اگر امام کے علاوہ ایک آدمی ہو تو امام کے دائیں طرف امام کے ساتھ کھڑا ہو۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم ذَاتَ لَيْلَةٍ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ فَاَخَذَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِرَأْسِيْ مِنْ وَّرَائِيْ فَجَعَلَنِيْ عَنْ يَمِيْنِهٖ فَصَلّٰى

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک رات نماز پڑھی تو میں آپ کے بائیں طرف کھڑا ہو گیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا سر پکڑ کر پیچھے سے مجھے اپنی دائیں طرف کھڑا کر دیا۔

(بخاری ص۱۰۰ ج۱، مسلم ص۲۶۱ ج۱)

مسئلہ:- امام اور مقتدی کھڑے ہو جائیں جب اقامت پکارنے والا حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ پکارتا ہے، اور امام شروع کرے جب اقامت والا قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ پکارتا ہے، جیسا کہ حضرت امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کا قول ہے، اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اس وقت شروع کرے، جب اقامت والا اقامت ختم کرے اور یہ کلام استحباب کے اندر ہے، جواز میں نہیں اور جمہور کے نزدیک امام ابو یوسفؒ کا قول زیادہ راجح ہے، تاکہ مؤذن (اقامت کہنے والا) بھی امام کے ساتھ نماز کی ابتداء میں شریک ہو سکے۔ امام مالکؒ اور شافعیؒ کے نزدیک اقامت سے فراغت کے بعد اور صفوں کو درست کرنے کے بعد شروع کرنا بہتر ہے، جیسا کہ حضرت نعمان بن بشیرؓ کی روایت میں ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہماری صفوں کو درست کرتے تھے، پھر تکبیر کہتے (ابوداؤد)

(شرح نقایہ ص۶۳ ج۱)

فتاویٰ عالمگیری کا یہ جزیہ جو بیان کیا جاتا ہے کہ

اِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ عِنْدَ الْاِقَامَةِ يُكْرَهُ لَهُ الْاِنْتِظَارُ قَائِمًا وَلٰكِنْ

جب کوئی شخص اقامت کے وقت نماز میں داخل ہو تو اس کے لیے کھڑے ہو کر انتظار کرنا مکروہ

يَقْعُدُ ثُمَّ يَقُوْمُ اِذَا بَلَغَ الْمُؤَذِّنُ قَوْلَهٗ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ كَذَا فِي الْمُضْمَرَاتِ (فتاویٰ عالمگیری صہ ۵۹/۱)

ہے (یعنی خلافِ اولیٰ ہے) بلکہ وہ بیٹھ جائے اور پھر اس وقت کھڑا ہو جب مکبر حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کہے۔

اس کا مطلب یہی ہو سکتا ہے کہ جب امام مصلے پر آیا نہ ہو تو کھڑے ہو کر اس کا انتظار مناسب نہیں، بلکہ بیٹھ جائے اور جب مکبر حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کہے اس وقت کھڑا ہو، اس کا یہ مطلب نہیں کہ مطلقاً کھڑا ہونا مکروہ یا خلافِ اولیٰ ہے، کیونکہ نماز میں شرکت کے لیے اقامت کے وقت کوئی خاص وقت مقرر نہیں کہ اس کے خلاف کرنا جائز نہ ہو، بلکہ یہ لوگوں کی سہولت پر منحصر ہے، اگر صفوں کی درستگی مقصود ہو اقامت سے پہلے بھی کھڑے ہو سکتے ہیں، اور ابتدائے اقامت کے وقت بھی، اور اقامت کے پورا ہونے پر بھی، لیکن بہتر یہی ہے کہ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کے وقت کھڑا ہو جائے، اور قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ کے وقت تکبیر کہہ کر نماز شروع کرے

علامہ بدر الدین عینیؒ لکھتے ہیں۔

وَقَدِ اخْتَلَفَ السَّلَفُ مَتٰى يَقُوْمُ النَّاسُ اِلَى الصَّلٰوةِ فَذَهَبَ مَالِكٌ وَجُمْهُوْرُ الْعُلَمَاءِ اِلٰى اَنَّهٗ لَيْسَ لِقِيَامِهِمْ حَدٌّ وَلٰكِنِ اسْتَحَبَّ عَامَّتُهُمُ الْقِيَامَ اِذَا اَخَذَ الْمُؤَذِّنُ فِي الْاِقَامَةِ (عمدۃ القاری صہ ۱۵۳/۵)

کہ سلف کا اختلاف ہے اس بارہ میں کہ لوگ نماز کے لیے کس وقت کھڑے ہوں، امام مالکؒ اور جمہور علماء کرام اس طرف گئے ہیں کہ کھڑے ہونے کے لیے کوئی حد مقرر نہیں، البتہ عام علماء نے کہا ہے جب مؤذن (مکبر) اقامت شروع کرے تو اس وقت کھڑا ہونا مستحب ہے۔

اور اسی طرح حضرت امام مالکؒ بھی تصریح فرماتے ہیں۔

وَاَمَّا قِيَامُ النَّاسِ حِيْنَ تُقَامُ الصَّلٰوةُ فَاِنِّيْ لَمْ اَسْمَعْ فِيْ ذٰلِكَ بِحَدٍّ يُقَامُ لَهٗ اِلَّا اَنِّيْ اَرٰى ذٰلِكَ عَلٰى قَدْرِ طَاقَةِ النَّاسِ فَاِنَّ مِنْهُمُ الثَّقِيْلَ

لوگوں کا نماز کے لیے کھڑا ہونا اس بارہ میں میں نے کوئی ایسی حد نہیں سنی کہ اسوقت کھڑے ہوں، اور میرا خیال ہے کہ یہ بات لوگوں کی طاقت اور برداشت پر مبنی ہے بعض ثقیل بوجھل ہوتے ہیں اور بعض ہلکے پھلکے ہوتے ہیں عام لوگ ایک آدمی کی طرح نہیں ہو سکتے

وَالْخَفِيفَ وَلَا يَسْتَطِيعُونَ أَنْ يَكُونُوا كَرَجُلٍ وَاحِدٍ (موطا امام مالک ص۵۶)

مصنف عالمگیری لکھتے ہیں۔

إِنْ كَانَ الْمُؤَذِّنُ غَيْرَ الْإِمَامِ وَكَانَ الْقَوْمُ مَعَ الْإِمَامِ فِي الْمَسْجِدِ فَإِنَّهُ يَقُومُ الْإِمَامُ وَالْقَوْمُ إِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ عِنْدَ عُلَمَائِنَا الثَّلَاثَةِ وَهُوَ الصَّحِيحُ فَأَمَّا إِذَا كَانَ الْإِمَامُ خَارِجَ الْمَسْجِدِ فَإِنْ دَخَلَ الْمَسْجِدَ مِنْ قِبَلِ الصُّفُوفِ كُلَّمَا جَاوَزَ صَفًّا قَامَ ذَلِكَ الصَّفُّ وَإِلَيْهِ مَالَ شَمْسُ الْأَئِمَّةِ الْحُلْوَانِيُّ وَالسَّرْخَسِيُّ وَشَيْخُ الْإِسْلَامِ خَوَاهَرْزَادَهْ وَإِنْ كَانَ الْإِمَامُ دَخَلَ الْمَسْجِدَ مِنْ قُدَّامِهِمْ يَقُومُونَ كَمَا رَأَوُا الْإِمَامَ (إلى أن قال) وَيُكَبِّرُ الْإِمَامُ قُبَيْلَ قَوْلِهِ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ وَقَالَ شَمْسُ الْأَئِمَّةِ الْحُلْوَانِيُّ وَهُوَ الصَّحِيحُ هٰكَذَا فِي الْمُحِيطِ۔ (فتاویٰ عالمگیری ص۵۹ ج۱)

اگر مؤذن (مکبر) امام کے علاوہ کوئی اور ہو، اور لوگ امام کے ساتھ مسجد میں ہوں تو امام بھی اور مقتدی بھی کھڑے ہوں، جب مکبر حَیَّ عَلَى الْفَلَاح کہتا ہے، ہمارے تینوں علماء (امام ابوحنیفہؒ، امام ابویوسفؒ، امام محمدؒ) کے نزدیک، اور یہی صحیح ہے اور اگر امام مسجد سے باہر ہو اور وہ صفوں کے راستے سے داخل ہو تو جب وہ جس صف سے گذرے اسی صف والے کھڑے ہو جائیں اور اسی طرف میلان ہے شمس الائمہ الحلوانیؒ، امام سرخسیؒ اور شیخ الاسلام خواہرزادہؒ کا، اور اگر امام مسجد میں داخل ہو مقتدیوں کے سامنے سے تو جونہی وہ امام کو دیکھیں سب کھڑے ہو جائیں اور امام تکبیر کہے۔ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ سے کچھ پہلے شمس الائمہ حلوانیؒ نے اسی کو صحیح قرار دیا ہے۔

اور حضرت امام زہریؒ سے منقول ہے۔

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ الزُّهْرِيِّ۔

اَنَّ النَّاسَ کَانُوْا سَاعَةَ یَقُوْلُ الْمُؤَذِّنُ اللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ یُقِیْمُ الصَّلٰوةَ یَقُوْمُوْا النَّاسُ اِلَی الصَّلٰوةِ فَلَا یَاْتِی النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم مَقَامَہٗ حَتّٰی یُعَدِّلَ الصُّفُوْفَ

کہ جب مؤذن (مکبر) اللہ اکبر، اللہ اکبر کہتا تھا، اقامتِ صلوٰۃ کے لیے، تو لوگ کھڑے ہو جاتے تھے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مصلّے پر تشریف نہیں لاتے تھے، جب تک کہ صفوں کو درست نہیں کر لیتے تھے

(مصنف عبدالرزاق ص۵۰۷ ج۱)

جماعت اور اسکی فضیلت

(۱) اکثر علماء اور فقہاء کرام کے نزدیک فرائض میں جماعت سنتِ مؤکدہ قریب الوجوب ہے، بغیر عذر کے اس کا ترک کرنا جائز نہیں، یہ ایسی سنت ہے جس کا پکڑنا (اس پر عمل کرنا) ہدایت کا باعث اور اس کا ترک کرنا گمراہی ہے۔ (شرح نقایہ ص۸۴ ج۱)

اور اس کے سنت مؤکدہ ہونے پر بکثرت احادیث دال ہیں۔

۱۔ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ رضی اللہ عنہ قَالَ مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یَّلْقَی اللّٰہَ تَعَالٰی غَدًا مُسْلِمًا فَلْیُحَافِظْ عَلٰی هٰؤُلَاءِ الصَّلَوٰتِ حَیْثُ یُنَادٰی بِهِنَّ فَاِنَّ اللّٰہَ شَرَعَ لِنَبِیِّکُمْ سُنَنَ الْهُدٰی وَاِنَّهُنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدٰی وَلَوْ اَنَّکُمْ صَلَّیْتُمْ فِیْ بُیُوْتِکُمْ کَمَا یُصَلِّیْ هٰذَا الْمُتَخَلِّفُ فِیْ بَیْتِهٖ لَتَرَکْتُمْ سُنَّةَ نَبِیِّکُمْ وَلَوْ تَرَکْتُمْ سُنَّةَ نَبِیِّکُمْ لَضَلَلْتُمْ وَمَا مِنْ رَجُلٍ یَتَطَهَّرُ فَیُحْسِنُ الطُّهُوْرَ ثُمَّ یَعْمِدُ

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں جس کو یہ بات پسند ہو کہ وہ کل اللہ تعالیٰ کے سامنے اطاعت کی حالت میں پیش ہو، تو اس کو چاہیے کہ وہ ان نمازوں کی حفاظت کرے، جہاں اذان دی جاتی ہے ان نمازوں کے لیے، کیونکہ اللہ تعالےٰ نے تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہدایت کی سنتیں (دستور طریقے) مقرر فرمائی ہیں، اور ان نمازوں کے لیے جماعت کی حاضری بھی ہدایت کی سنتوں میں سے ہے۔ اور اگر تم اس طرح اپنے گھروں میں ہی نماز پڑھنے لگ جاؤ جیسا کہ یہ پیچھے رہنے والا شخص (کسی خاص شخص کی طرف

إلى مسجد من هذه المساجد إلا كتب الله له بكل خطوة يخطوها حسنة ويرفعه بها درجة ويحط عنه بها سيئة ولقد رأيتنا وما يتخلف عنها إلا منافق معلوم النفاق ولقد كان الرجل يؤتى به يهادى بين الرجلين حتى يقام في الصف
(مسلم ص۲۳۲ ج۱)

اشارہ کیا جو منافق تھا) تو تم بھی اپنے نبی کی سنت کو ترک کر دو گے، اور اگر تم نے اپنے نبی کی سنت کو ترک کر دیا تو تم گمراہ ہو جاؤ گے، جو شخص بھی گھر سے اچھی طرح طہارت کر کے نکلتا ہے، کسی مسجد میں نماز ادا کرنے کے لیے، تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر قدم کے ساتھ ایک ایک نیکی لکھتا ہے، اور ایک ایک درجہ بلند کرتا ہے، اور ایک ایک برائی مٹاتا ہے۔ (حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں) اور ہم نے اپنے آپ کو دیکھا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کہ ہم میں سے وہی آدمی جماعت سے پیچھے رہتا تھا، جس کا نفاق معلوم ہوتا تھا، ورنہ کوئی شخص بھی پیچھے نہیں رہتا تھا۔ یہاں تک کہ کمزور بیمار قسم کے لوگ دو آدمیوں کے درمیان پاؤں گھسٹتے ہوئے بھی آکر صف میں شریک ہو جاتے تھے

۲۔ عن عبد الله بن عمرؓ أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال صلوة الجماعة تفضل صلوة الفذ بسبع وعشرين درجة (بخاری ص۸۹ ج۱، مسلم ص۲۳۱ ج۱)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنی علیحدہ نماز پڑھنے سے ستائیس درجہ زیادہ اجر رکھتی ہے۔

۳۔ وفي رواية أبي سعيد الأنصاريؓ بخمس وعشرين درجة
(بخاری ص۸۹ ج۱، مسلم ص۲۳۱ ج۱ عن ابی ہریرۃؓ)

حضرت ابو سعید انصاریؓ کی روایت میں پچیس درجہ کا ذکر ہے (یعنی ادنیٰ درجہ پچیس ہے اور زیادہ ستائیس)

۴۔ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰیؓ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلم اَعْظَمُ النَّاسِ اَجْرًا فِی الصَّلٰوۃِ اَبْعَدُھُمْ فَاَبْعَدُھُمْ مَمْشًی وَالَّذِیْ یَنْتَظِرُ الصَّلٰوۃَ حَتّٰی یُصَلِّیَھَا مَعَ الْاِمَامِ اَعْظَمُ اَجْرًا مِّنَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ ثُمَّ یَنَامُ (بخاری ص۹۰ ج۱، مسلم ص۲۳۵ ج۱)

حضرت ابوموسیٰؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز کے سلسلہ میں لوگوں میں سے زیادہ بڑا اجر و ثواب میں وہ شخص ہے جو زیادہ دور سے چل کر نماز میں شریک ہوتا ہے اور وہ شخص جو نماز کا انتظار کرتا ہے، یہاں تک کہ وہ امام کے ساتھ اس کو ادا کرلے، وہ اس سے زیادہ اجر پاتا ہے۔ جو نماز پڑھ کر پھر سو جاتا ہے۔

۵۔ مَنْ صَلّٰی لِلّٰہِ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا فِیْ جَمَاعَۃٍ یُدْرِکُ التَّکْبِیْرَۃَ الْاُوْلٰی کُتِبَتْ لَہٗ بَرَاءَتَانِ بَرَاءَۃٌ مِّنَ النَّارِ وَبَرَاءَۃٌ مِّنَ النِّفَاقِ۔ (مصابیح ص۴۸)

جس شخص نے چالیس دن باجماعت نماز ادا کی اس طرح کہ اس سے تکبیر اولیٰ فوت نہ ہوئی ہو، تو اس کے لیے دو طرح کی براءتیں لکھدی جاتی ہیں۔ ایک دوزخ کی آگ سے براءۃ اور دوسری نفاق سے براءۃ

۲) بعض فقہائے کرام اور مشائخ نے نماز باجماعت کو واجب قرار دیا ہے، اور اس پر انہوں نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

"میں ارادہ کرتا ہوں کہ مؤذن کو اذان کا حکم دوں اور وہ اذان پڑھے، پھر میں کسی شخص کو کہوں وہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور میں اپنے ساتھ کچھ مردوں کو لیکر چلوں جنکے ساتھ لکڑیوں کے گٹھے ہوں اور ان لوگوں کے گھر میں جاؤں۔ جو جماعت کے ساتھ نماز نہیں پڑھتے تو میں ان کے گھروں کو آگ سے جلا ڈالوں۔ (بخاری ص۹۰ ج۱، مسلم ص۲۳۲ ج۱)

۳) بعض فقہاء کرام نماز باجماعت کو فرض عین کہتے ہیں، جیسا کہ امام احمدؒ، داؤد ظاہریؒ، عطاء بن ابی رباحؒ، ابوثورؒ ان کا استدلال ان احادیث سے ہے۔

۱۔ مَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ فَلَمْ یَاْتِہٖ فَلَا صَلٰوۃَ لَہٗ اِلَّا مِنْ عُذْرٍ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے اذان کی آواز سنی اور پھر نماز میں حاضر نہ ہوا تو اسکی

(مستدرک حاکم ص۲۴۵ ج۱، ابن ماجہ ص۵۷) نماز نہیں ہوگی، الا یہ کہ عذر کی وجہ سے اگر جماعت میں حاضر نہ ہو سکے تو گنہگار نہ ہوگا۔

۲- لَا صَلٰوةَ لِجَارِ الْمَسْجِدِ اِلَّا فِي الْمَسْجِدِ (مستدرک حاکم ص۲۴۶ ج۱، دارقطنی ص۴۲۰ ج۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسجد کے پڑوسی کی نماز نہیں ہوتی، جب تک وہ مسجد میں نہ آئے۔

۴) بعض فقہائے کرام کے نزدیک نماز با جماعت فرض کفایہ ہے، جیسا کہ امام کرخیؒ، امام طحاویؒ اور امام شافعیؒ کے اکثر پیروکار کہتے ہیں۔ اور یہ حضرات مندرجہ بالا احادیث سے ہی استدلال کرتے ہیں لیکن اکثر محدثین اور فقہائے کرامؒ لَا صَلٰوةَ لِجَارِ الْمَسْجِدِ کی حدیث کو کامل درجہ کی نماز پر محمول کرتے ہیں یعنی کامل درجہ کی نماز ادا نہیں ہوگی مسجد کے پڑوسی کی بجز مسجد کے، اور یہ ایسا ہی ہے جس طرح حدیث میں آتا ہے، عبدِ آبق کی نماز نہیں، اور نافرمان عورت کی نماز نہیں ہوتی، یعنی ان کی نماز مقبول اور کامل درجہ کی نماز نہیں ہوگی، جب تک یہ معصیت میں مبتلا رہیں گے ان تمام مذاہب میں سے اوّل مذہب زیادہ صحیح اور راجح ہے۔

امامت کے لیے زیادہ بہتر کون ہے؟

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک امامت کے لیے زیادہ بہتر وہ شخص ہے، جو نماز سے متعلقہ احکام شرعیہ شروطِ نماز، ارکانِ نماز، سنن اور مستحبات کا زیادہ جاننے والا ہو، اور مَا يَجُوزُ بِهِ الصَّلٰوةُ کی مقدار قرارۃ اچھی طرح ادا کر سکتا ہو (ہدایہ ص۱۰۱، شرح نقایہ ص۸۵ ج۱، کبیری ص۵۱۲) اسی طرح امام بخاریؒ نے بھی باب قائم کیا ہے۔

اَهْلُ الْعِلْمِ وَالْفَضْلِ اَحَقُّ بِالْاِمَامَةِ (بخاری ص۹۳ ج۱) کہ اہل علم اور فضل زیادہ حقدار ہیں، امامت کرانے کے

امام نوویؒ لکھتے ہیں۔

وَقَالَ مَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ وَاَصْحَابُهُمَا اَلْاَفْقَهُ مُقَدَّمٌ عَلَى الْاَقْرَءِ لِاَنَّ الَّذِي يَحْتَاجُ اِلَيْهِ مِنَ الْقِرَاءَةِ امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور ان کے اصحاب کہتے ہیں کہ زیادہ فقاہت رکھنے والا مقدم ہے، زیادہ تجوید سے پڑھنے والے سے کیونکہ جس

مَضْبُوْطٌ وَالَّذِیْ یَحْتَاجُ اِلَیْہِ مِنَ الْفِقْہِ غَیْرُ مَضْبُوْطٍ وَقَدْ یَعْرِضُ فِی الصَّلٰوۃِ اَمْرٌ لَا یَقْدِرُ عَلٰی مُرَاعَاۃِ الصَّوَابِ فِیْہِ اِلَّا کَامِلُ الْفِقْہِ (نووی مع مسلم ج ۱ ص ۲۳۶)

چیز کی طرف قراۃ میں ضرورت پڑتی ہے، وہ ضبط اور قاعدہ کے تحت ہے (اس کو آسانی سے معلوم کیا جا سکتا ہے) اور وہ چیز جس کی طرف ضرورت پڑھتی ہے فقہ اور علم میں وہ قاعدہ اور ضبط کے تحت نہیں، اور کبھی نماز میں ایسی بات پیش آجاتی ہے، جس کے حل کرنے پر سوائے کامل الفقہ اور علم والے کے کوئی قادر نہیں ہوتا۔

امام ابوحنیفہؒ کا مسلک نقل کرنے میں امام نوویؒ کو سہو ہوا ہے، امام صاحبؒ کا مسلک کتب احناف میں درج ہے، البتہ امام ابویوسفؒ کا مسلک ہے کہ اقرا مقدم ہے افقہ پر، جیسا کہ شرح نقایہ ج ۱ ص ۸۵ پر درج ہے۔

۱۔ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ مَرِضَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاشْتَدَّ مَرَضُہٗ فَقَالَ مُرُوْا اَبَابَکْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ (بخاری ج ۱ ص ۹۳ مسلم ج ۱ ص ۱۷۹)

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہو گئے اور آپ کی بیماری شدید ہو گئی آپ نے فرمایا ابوبکر کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔

۲۔ اِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوۃُ فَلْیُؤَذِّنْ لَکُمْ اَحَدُکُمْ وَلْیَؤُمَّکُمْ اَکْثَرُکُمْ قُرْاٰنًا (مصابیح ص ۶۷)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب نماز کا وقت آجائے تو تم میں سے ایک شخص اذان پکارے اور تم میں سے زیادہ قرآن پڑھنے والا امامت کرائے

۳۔ لِیُؤَذِّنْ لَکُمْ خِیَارُکُمْ وَلْیَؤُمَّکُمْ قُرَّاءُکُمْ (مصابیح ص ۶۷)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اذان پکاریں تم میں سے اچھے لوگ، اور امامت کرائیں تم میں سے زیادہ اچھی طرح قرآن پڑھنے والے،

۴۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ (مرفوعًا) اِذَا کَانُوْا ثَلٰثَۃً فَلْیَؤُمَّھُمْ اَحَدُھُمْ وَاَحَقُّھُمْ بِالْاِمَامَۃِ اَقْرَءُھُمْ

حضرت ابوسعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تین آدمی ہوں تو ان میں سے ایک امامت کرائے، اور ان میں سے

(مسلم صـ ۲۳۶/۱)

امامت کرانے کا زیادہ حقدار وہ ہوگا، جو قرآن اچھا پڑھتا ہو۔

۵- عَنْ اَبِىْ مَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِىِّؓ (مَرْفُوْعًا) يَؤُمُّ الْقَوْمَ اَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللّٰهِ فَاِنْ كَانُوْا فِى الْقِرَاءَةِ سَوَاءً فَاَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ، فَاِنْ كَانُوْا فِى السُّنَّةِ سَوَاءً فَاَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً فَاِنْ كَانُوْا فِى الْهِجْرَةِ سَوَاءً فَاَقْدَمُهُمْ سِلْمًا (اِسْلَامًا) وَلَا يَؤُمَّنَّ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فِىْ سُلْطَانِهٖ وَلَا يَقْعُدُ فِىْ بَيْتِهٖ عَلٰى تَكْرِمَتِهٖ اِلَّا بِاِذْنِهٖ وَفِىْ رِوَايَةٍ مَكَانَ سِلْمًا سِنًّا۔ (مسلم صـ ۲۳۶/۱)

حضرت ابو مسعود انصاریؓ روایت کرتے ہیں، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امامت کرائے لوگوں کو وہ شخص جو قرآن سب سے اچھا پڑھتا ہو، پس اگر وہ سارے لوگ قراءۃ میں برابر ہوں۔ (سب ایک جیسا اچھا ہی پڑھنے والے ہوں) تو پھر وہ نماز پڑھائے، جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت کو سب سے زیادہ جانتا ہو (یعنی جو علم میں زیادہ ہو) اگر علم میں بھی سارے برابر ہوں تو پھر وہ نماز پڑھائے جس نے ہجرت پہلے کی ہو اگر ہجرت میں بھی سارے برابر ہوں تو پھر وہ نماز پڑھائے جو اسلام پہلے لایا ہو، اور ایک روایت میں اسلام کی بجائے سن کا ذکر ہے یعنی جس کی عمر زیادہ ہو، وہ نماز پڑھائے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص کسی دوسرے کی عملداری میں نماز نہ پڑھائے، اس کی اجازت کے بغیر، اور کوئی شخص دوسرے کی گدی پر بھی نہ بیٹھے بغیر اس کی اجازت کے۔

۶- حضرت مالک بن الحویرثؓ کی روایت میں آتا ہے، کہ ہم لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور بیس دن تک آپ کے پاس ٹھہرے رہے، پھر آپ نے ہمیں جانے کی اجازت فرمائی اور یہ فرمایا

فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَلْيُؤَذِّنْ

جب نماز کا وقت آئے تو تم میں سے ایک شخص

لِحَدُكُمْ ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمْ اَكْبَرُ كُمْ (مسلم ج۱ ص۲۳۶)

اذان پکارے، اور پھر تم میں سے جو بڑا ہو وہ نماز پڑھائے۔

صاحب ہدایہؒ تحریر کرتے ہیں۔

وَاَقْرَءُ هُمْ كَانَ اَعْلَمُهُمْ لِاَنَّهُمْ كَانُوا يَتَلَقَّوْنَهُ بِاَحْكَامِهِ فَقُدِّمَ فِي الْحَدِيْثِ وَلَا كَذٰلِكَ فِي زَمَانِنَا فَقَدَّمْنَا الْاَعْلَمَ۔

(ہدایہ ج۱ ص۷۷)

کہ صحابہ کرامؓ میں زیادہ اقرء وہ ہوتے تھے جو زیادہ اعلم ہوتے تھے، اس لیے کہ وہ قرآن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھتے تھے احکام کیساتھ، اس لیے حدیث میں اقراء کو مقدم کیا گیا ہے لیکن ہمارے دور میں ایسا نہیں ہے، اقراء اکثر بے علم ہوتے ہیں اس لیے ہم نے اعلم کو اقراء پہ مقدم کیا ہے

صاحب ہدایہؒ کے اس قول کی تائید مندرجہ ذیل حوالجات احادیث و اقوال سلف سے بھی ہوتی ہے

۱۔ مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ اَوْ لِصَاحِبٍ لَهُ اِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَاَذِّنَا ثُمَّ اَقِيْمَا ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمَا اَكْبَرُكُمَا سِنًّا وَفِي حَدِيْثِ مَسْلَمَةَ قَالَ وَكُنَّا يَوْمَئِذٍ مُتَقَارِبِيْنَ فِي الْعِلْمِ۔

(ابوداؤد ج۱ ص۸۷، سنن الکبری بیہقی ج۳ ص۱۲۰)

حضرت مالک بن الحویرثؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے یا ان کے کسی دوسرے ساتھی سے فرمایا جب نماز کا وقت آئے تو تم اذان پکارو، پھر اقامت پکارو پھر تم میں سے جو زیادہ عمر والا ہو وہ امامت کرائے۔ اور حضرت مسلمہؓ کی روایت میں یہ آتا ہے کہ حضرت مالک بن الحویرثؓ نے کہا ہم لوگ اس وقت قریب قریب ایک جیسے تھے علم میں

۲۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا اِذَا تَعَلَّمْنَا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشَرَ اٰيَاتٍ مِنَ الْقُرْاٰنِ لَمْ نَتَعَلَّمْ مِنَ الْعَشْرِ الَّتِي نَزَلَتْ بَعْدَهَا حَتّٰى نَعْلَمَ مَا فِيْهِ (بیہقی ج۳ ص۱۲۰)

حضرت عبداللہؓ کہتے ہیں۔ کہ ہم لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جب دس آیات قرآن پڑھتے تھے تو ہم آگے نہیں پڑھتے تھے جب تک ہم ان کا مطلب نہیں سمجھ لیتے تھے۔

۳۔ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ لَقَدْ عِشْنَا بُرْهَةً مِّنْ دَهْرِنَا وَاَحَدُنَا يُؤْتَى الْاِيْمَانَ قَبْلَ الْقُرْاٰنِ وَتَنْزِلُ السُّوْرَةُ عَلٰى مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم فَنَتَعَلَّمُ حَلَالَهَا وَحَرَامَهَا وَاٰمِرَهَا وَزَاجِرَهَا وَمَا يَنْبَغِيْ اَنْ يَّقِفَ عِنْدَهٗ مِنْهَا كَمَا تَعَلَّمُوْنَ اَنْتُمُ الْيَوْمَ الْقُرْاٰنَ ثُمَّ لَقَدْ رَاَيْتُ الْيَوْمَ رِجَالًا يُؤْتٰى اَحَدُهُمُ الْقُرْاٰنَ قَبْلَ الْاِيْمَانِ فَيَقْرَاُ مَا بَيْنَ فَاتِحَتِهٖ اِلٰى خَاتِمَتِهٖ مَا يَدْرِيْ مَا اٰمِرُهٗ وَزَاجِرُهٗ وَلَا مَا يَنْبَغِيْ اَنْ يَّقِفَ عِنْدَهٗ مِنْهُ فَيَنْثُرُهٗ نَثْرَ الدَّقَلِ

(سنن الکبریٰ للبیہقی صفحہ ۱۲۰ ج ۳)

حضرت قاسم بن عوفؒ نے کہا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے سنا وہ کہتے تھے، ہم لوگ ایک زمانہ تک اس طرح زندگی گزارتے تھے کہ ہم میں سے ایک کو ایمان پہلے حاصل ہوتا تھا اور قرآن بعد میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جب کوئی سورت نازل ہوتی تھی، تو ہم لوگ اس کے حلال وحرام امرونہی اور تمام وہ چیزیں جن پر مطلع ہونا ضروری ہے، وہ سیکھتے تھے، اس طرح جس طرح تم لوگ آجکل قرآن پڑھتے ہو، میں نے آج دیکھا ہے ایسے لوگوں کو جو ایمان سے پہلے قرآن حاصل کرتے ہیں۔ وہ قرآن تو ابتداء سے آخر تک پڑھتے ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ اس کا امرونہی کیا ہے، اور نہ ضروری امور پر مطلع ہوتے ہیں، اور قرآن کے الفاظ کو ہی بکھیرتے جاتے ہیں۔ جس طرح کہ ردی کھجوروں کو بکھیر دیا جاتا ہے۔

۴۔ حدیث شریف میں جو آیا ہے اکہ اپنے امام قاریوں کو بناؤ تو قاری کا معنی صرف یہ نہیں کہ وہ قرآن کا حافظ ہی ہو، اور الفاظ کی ادائیگی اچھی ہو، کیونکہ قرآن بسا اوقات ایسے شخص بھی یاد کر لیتے ہیں، جو اس پر عمل نہیں کرتے، نہ تو دین کی طرف توجہ کرتے ہیں، اور نہ قرآن کے احکام کی، اور نہ اپنے فرائض کی پابندی کرتے ہیں، (کتاب الصلوٰۃ للامام احمد صفحہ ۹)

امام کی صفت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین قسم کے لوگ ایسے ہیں۔ جن کی نماز مقبول نہیں ہوتی، ان میں ایک

اِمَامُ قَوْمٍ وَهُمْ لَهُ كَارِهُوْنَ
(مصابیح صـ۴۸/۱)

وہ امام ہے کسی قوم کا جس کو لوگ ناپسند کرتے ہیں (کسی شرعی یا اخلاقی عیب کی وجہ سے)

اور دوسری روایت میں یہ الفاظ آتے ہیں ۔

۲- لَا تُقْبَلُ صَلٰوةُ مَنْ تَقَدَّمَ قَوْمًا وَهُمْ لَهُ كَارِهُوْنَ

اس شخص کی نماز قبول نہیں ہوتی جو ایسے لوگوں کو نماز پڑھاتا ہے جو اسے ناپسند کرتے ہیں ۔

(ابو داؤد صـ۸۸/۱، ابن ماجہ صـ۶۸، مصابیح صـ۴۸)

۳- امام پر لازم ہے کہ نماز کو دراز نہ کرے ، بلکہ ہلکی نماز پڑھائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھاتا ہو تو وہ تخفیف کرے ۔

فَاِنَّ فِيْهِمُ السَّقِيْمَ وَالضَّعِيْفَ وَالْكَبِيْرَ وَذَا الْحَاجَةِ

کیونکہ ان میں بیمار ، کمزور ، بوڑھے ، اور حاجتمند لوگ بھی ہوں گے (جو زیادہ کھڑے نہیں ہو سکتے)

(بخاری صـ۹۷/۱، مسلم صـ۱۸۸/۱)

۴- حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہاد واجب ہے تم پر ہر امیر کے ساتھ (ماتحت) خواہ وہ نیک ہو یا بُرا ہو ، چاہے وہ کبائر کا ارتکاب کرتا ہو ، اور نماز بھی واجب (جائز) ہے ، تمہارے لیے ہر ایک مسلمان کے پیچھے نیک ہو یا بُرا ہو ، اور اگرچہ کبائر کا مرتکب ہو ،

اور نماز جنازہ بھی تمہارے لیے واجب ہے ہر نیک و بد مسلمان پر اگرچہ وہ کبائر کا ارتکاب کرتا ہو ، (ابو داؤد صـ۳۴۳/۱، مصابیح صـ۷۶، بیہقی صـ۱۲۱/۳)

۵- عَنْ عُمَيْرِ بْنِ هَانِئٍ قَالَ رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ اِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ مَعَ الْحَجَّاجِ صَلّٰى مَعَهُ
(بخاری صـ ، بیہقی صـ۱۲۲/۳) وَكَذَا عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ)

حضرت عمیر بن ہانیؒ نے کہا کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کو دیکھا ہے جب نماز کا وقت آتا تو وہ حجاج بن یوسف (ظالم) کے پیچھے نماز پڑھ لیتے تھے

۶- عَنْ عَبْدِ الْكَرِيْمِ الْبَكَّاءِ

حضرت عبد الکریم بکاءؒ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ

قَالَ اَدْرَكْتُ عَشَرَةً مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّهُمْ يُصَلِّيْ خَلْفَ اَئِمَّةِ الْجَوْرِ۔ (بیہقی ص ۱۲۲ ج ۳)

صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ میں سے دس حضرت کو دیکھا ہے وہ ائمہ جور (ظالم حکمرانوں) کے پیچھے نماز پڑھ لیتے تھے۔

مسئلہ:۔ ولد الزنا، غلام اور بالکل اجڈ جاہل کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے، کیونکہ اکثر ایسے لوگ جاہل ہوتے ہیں، مَا يَجُوْزُ بِهِ الصَّلٰوةُ کے مسائل سے باخبر نہیں ہوتے۔

(ہدایہ ص ۱۲۲ ج ۱ شرح نقایہ ص ۸۶ ج ۱ کبیری ص ۵۱۴)

۱۔ عَنْ حَمَّادٍ قَالَ سَاَلْتُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ وَلَدِ الزِّنَا، وَالْاَعْرَابِيِّ، وَالْعَبْدِ وَالْاَعْمٰى هَلْ يَؤُمُّوْنَ؟ قَالَ نَعَمْ اِذَا اَقَامُوا الصَّلٰوةَ (مصنف عبدالرزاق ص ۳۹۷ ج ۲)

حضرت حمادؒ کہتے ہیں میں نے حضرت ابراہیم نخعیؒ سے دریافت کیا، کہ ولد الزنا، اور اعرابی (دیہاتی) اور غلام اور نابینا کے بارہ میں کہ امامت کرا سکتے ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا ہاں، بشرطیکہ وہ اچھی طرح نماز قائم کر سکتے ہوں۔

مسئلہ:۔ اندھے کے پیچھے بھی نماز مکروہ ہوتی ہے، اگر وہ استقبال قبلہ نہ کر سکتا ہو، اور نجاست سے بھی نہ بچ سکتا ہو، اگر سمجھدار اور متقی ہو تو پھر اس کے پیچھے نماز مکروہ نہیں۔

(ہدایہ ص ۱۲۲ ج ۱ شرح نقایہ ص ۸۶ ج ۱ کبیری ص ۵۱۴)

۱۔ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ سُئِلَ عَطَاءٌ عَنِ الْاَعْمٰى اَيَؤُمُّ الْقَوْمَ؟ فَقَالَ مَا لَهٗ اِذَا كَانَ اَفْقَهَهُمْ (مصنف عبدالرزاق ص ۳۹۶ ج ۲)

ابن جریجؒ سے روایت ہے، حضرت عطاءؒ سے پوچھا گیا، نابینا کے بارہ میں کہ کیا وہ امامت کرا سکتا ہے، لوگوں کو۔ تو انہوں نے کہا کیا حرج ہے، اگر وہ ان میں سے زیادہ فقیہ ہو۔

۲۔ عَنْ حَمَّادٍ قَالَ سَاَلْتُ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَعْمٰى هَلْ يَؤُمُّ؟ فَقَالَ نَعَمْ اِذَا اَقَامَ الصَّلٰوةَ۔ (مصنف عبدالرزاق ص ۳۹۵ ج ۲)

حضرت حمادؒ نے کہا میں نے حضرت ابراہیم نخعیؒ سے دریافت کیا، نابینا شخص کے بارہ میں کہ آیا وہ امامت کرا سکتا ہے۔ تو انہوں نے کہا ہاں کرا سکتا ہے بشرطیکہ نماز اچھی طرح ادا کرتا ہو۔

مسئلہ: فاسق کے پیچھے بھی نماز مکروہ ہوتی ہے، امام بنانے میں اس کی تعظیم ہوگی، حالانکہ ایسے لوگوں کی توہین کا حکم ہے، اگر ایسے لوگ نماز پڑھا دیں، جن کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے تو نماز ادا ہو جائے گی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

صَلُّوْا خَلْفَ كُلِّ بَرٍّ وَفَاجِرٍ — کہ ہر نیک و بد کے پیچھے نماز پڑھ لو

(نصب الرایہ ص۲۷/۲ بحوالہ دار قطنی) وبمعناہ عَنْ مَعَاذِ بْنِ جَبَلٍ مجمع الزوائد ص۶۷/۲)

مسئلہ: مبتدع یعنی بدعتی امام کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ ایسی بدعت کے اندر مبتلا ہے، جس کی وجہ سے اس کی تکفیر نہیں ہوتی، تو اس کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے اور اگر وہ ایسی بدعت کے اندر مبتلا ہے جس کی وجہ سے اس کی تکفیر ہوتی ہے (بدعت مکفرہ) تو اس کے پیچھے نماز بالکل جائز نہیں ہوتی۔

امام ابی القاسم (حنبلی مذہب کے بڑے امام ہیں) فرماتے ہیں۔

وَمَنْ صَلّٰى خَلْفَ مَنْ يُّعْلِنُ بِبِدْعَةٍ اَوْ يُسْكِرُ اَعَادَ۔

(مختصر الخرقی ص۲۱)

جو شخص کسی ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھتا ہے جو علی الاعلان بدعت کا ارتکاب کرتا ہے یا علی الاعلان نشہ کرتا ہے تو اس کو نماز کا اعادہ کرنا چاہیئے اس کی نماز نہیں ہوگی۔

وَمَنْ صَلّٰى خَلْفَ مُشْرِكٍ اَوْ امْرَاَةٍ اَوْ خُنْثٰى مُشْكِلٍ اَعَادَ الصَّلٰوةَ۔

مختصر الخرقی ص۲۱ لابی القاسم عمر بن الحسین الخرقی۔ المتوفی ۳۳۴ھ مطبوعہ دمشق)

اور جس نے کسی مشرک کے پیچھے یا عورت یا خنثیٰ مشکل کے پیچھے نماز پڑھی تو وہ نماز کو لوٹائے

مسئلہ: مردوں کی اقتداء عورت، اور نابالغ بچے کے پیچھے درست نہیں۔

مسئلہ: نابالغ بچے کے پیچھے فرض، تراویح، نفل کوئی نماز بھی درست نہیں۔

(ہدایہ ص۱۲۷/۱ شرح نقایہ ص۸۷/۱، کبیری ص۵۱۶)

۱۔ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ — حضرت ابو ہریرۃ رض سے روایت ہے انہوں

رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ امام ضامن ہے" (یعنی مقتدیوں کی نماز کی درستگی بھی امام کی نماز کی درستگی پر موقوف ہے۔)

اَلْاِمَامُ ضَامِنٌ

(ابوداؤد صـ۷۷ ج۱، ترمذی صـ۵۵)

۲۔ عَبْدِ الْعَزِیْزِ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِیْزِ اَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ اَبِیْ سُوَیْدٍ اَقَامَہٗ لِلنَّاسِ، وَھُوَ غُلَامٌ بِالطَّائِفِ فِیْ شَھْرِ رَمَضَانَ یَؤُمُّھُمْ، فَکَتَبَ بِذٰلِکَ اِلٰی عُمَرَ یُبَشِّرُہٗ، فَغَضِبَ عُمَرُ وَکَتَبَ اِلَیْہِ مَاکَانَ نَوَلُکَ اَنْ تُقَدِّمَ لِلنَّاسِ غُلَامًا لَمْ تَجِبْ عَلَیْہِ الْحُدُوْدُ

(مصنف عبدالرزاق صـ۲۹۸ ج۲)

حضرت عبدالعزیز بن عمر بن عبدالعزیزؒ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ محمد بن سویدؒ نے مجھے لوگوں کے لیے نماز پڑھانے کے لیے کھڑا کر دیا اور یہ ابھی بچے ہی تھے۔ طائف کے اندر یہ رمضان کے مہینہ میں لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے اور سویدؒ نے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کو خط لکھا اور مبارکباد دی (کہ آپ کے صاحبزادے نے لوگوں کو نماز پڑھائی ہے) حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ اس پر ناراض ہو گئے۔ اور سویدؒ کو خط لکھا۔ تمہارے لیے مناسب نہیں تھا کہ تم ایک بچے کو نماز پڑھانے کے لیے کھڑا کرتے جس پر حدود واجب نہیں (یعنی وہ بالغ نہیں کہ فرائض و حدود و واجبات کا پابند اور مکلف ہو)

۳۔ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ لَا یَؤُمُّ الْغُلَامُ الَّذِیْ لَمْ یَحْتَلِمْ

(مصنف عبدالرزاق صـ۲۹۸ ج۲)

حضرت عطاءؒ کہتے ہیں کہ بچہ جو بالغ نہیں ہوا۔ وہ لوگوں کو امامت نہ کرائے۔

۴۔ عَنْ اِبْرَاھِیْمَ اَنَّہٗ کَرِہَ اَنْ یَؤُمَّ الْغُلَامُ حَتّٰی یَحْتَلِمَ

(مصنف عبدالرزاق صـ۲۹۸ ج۲)

حضرت ابراہیم نخعیؒ سے منقول ہے۔ کہ وہ مکروہ خیال کرتے تھے کوئی نابالغ لڑکا امامت کرے۔

۵۔ اسی طرح امام شعبیؒ اور مجاہدؒ سے بھی منقول ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ صـ۳۴۹ ج۱)

مسئلہ: جس نے کسی امام کے پیچھے نماز پڑھی پھر معلوم ہوا کہ وہ بے وضو تھا، تو امام بھی اور مقتدی بھی نماز کا اعادہ کریں۔

۱۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ اَنَّ عَلِيَّ بْنَ اَبِي طَالِبٍ قَالَ فِي الرَّجُلِ يُصَلِّي بِالْقَوْمِ جُنُبًا قَالَ يُعِيْدُ وَيُعِيْدُوْنَ وَكَذَا عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِي رَبَاحٍ (کتاب الآثار للامام محمدؒ صفحہ ۵۹)

حضرت عمرو بن دینارؒ سے روایت ہے۔ کہ حضرت علیؓ نے اس شخص کے بارہ میں کہا جو جنابت کی حالت میں ہو اور لوگوں کو نماز پڑھائے۔ (لاعلمی میں نماز پڑھائے) حضرت علیؓ نے کہا کہ وہ خود بھی نماز لوٹائے اور اس کے پیچھے پڑھنے والے بھی اس نماز کو لوٹائیں۔

۲۔ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اِذَا فَسَدَتْ صَلٰوةُ الْاِمَامِ فَسَدَتْ صَلٰوةُ مَنْ خَلْفَهٗ (کتاب الآثار صفحہ ۵۹)

حضرت ابراہیم نخعیؒ نے کہا کہ جب امام کی نماز فاسد ہو جائے۔ تو اس کے پیچھے پڑھنے والوں کی نماز بھی فاسد ہو گی۔

۳۔ اسی طرح حضرت امام شعبیؒ، حمادؒ سے منقول ہے۔ (مصنف عبدالرزاق صفحہ ۲/۲۵۰)

مسئلہ: اگر امام ایک وقت کا فرض (مثلاً ظہر) پڑھتا ہو، اور مقتدی اس کے پیچھے کسی دوسرے وقت کا فرض (مثلاً عصر) پڑھے تو اس کی نماز درست نہ ہو گی (ہدایہ صفحہ ۱/۸۱، شرح نقایہ صفحہ ۱/۸۸، کبیری صفحہ ۵۱۶) کیونکہ یہ امام کی مخالفت ہے اور مقتدیوں کو حکم دیا گیا ہے وہ امام کی موافقت کریں نہ کہ مخالفت:۔

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَلَا تَخْتَلِفُوْا عَلَيْهِ (بخاری صفحہ ۱/۱۰۰، مسلم صفحہ ۱/۱۷۷)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک امام اس لیے مقرر کیا جاتا ہے تاکہ اس کی اقتدا کی جائے پس اس کے ساتھ اختلاف نہ کرو۔

مسئلہ: نفل پڑھنے والے کی اقتدا فرض پڑھنے والے کے پیچھے درست ہے،

(ہدایہ ص۸۱ ج۱، شرح نقایہ ص۸۷ ج۱، کبیری ص۵۱۷)

کیونکہ نفل والے کو اقتدار کے لیے اصل نماز کی ضرورت ہے، اور وہ موجود ہے۔

۱۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ يَزِيْدَ بْنِ الْاَسْوَدِ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ صَلّٰى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَهُوَ غُلَامٌ شَابٌّ فَلَمَّا صَلّٰى اِذَا رَجُلَانِ لَمْ يُصَلِّيَا فِيْ نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ فَدَعَا بِهِمَا فَجِيْءَ بِهِمَا تُرْعَدُ فَرَائِصُهُمَا فَقَالَ مَا مَنَعَكُمَا اَنْ تُصَلِّيَا مَعَنَا قَالَا قَدْ صَلَّيْنَا فِيْ رِحَالِنَا فَقَالَ لَا تَفْعَلُوْا اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ فِيْ رَحْلِهٖ ثُمَّ اَدْرَكَ الْاِمَامَ وَلَمْ يُصَلِّ فَلْيُصَلِّ مَعَهٗ فَاِنَّهَا نَافِلَةٌ (ابوداؤد ص۸۵ ج۱)

وَفِيْ رِوَايَةِ كِتَابِ الْاٰثَارِ صَلَّيَا الظُّهْرَ فِيْ مَنَازِلِهِمَا (الیٰ ان قال) وَاجْعَلُوا الْاُوْلٰى فَرِيْضَةً وَهٰذِهٖ نَافِلَةً

(کتاب الآثار للامام محمدؒ ص۴۷)

حضرت جابر بن یزید بن الاسودؒ سے روایت ہے انہوں نے اپنے والد سے یہ نقل کیا کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ اور یہ اس وقت نوجوان تھے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو دو آدمی مسجد کے کنارے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے نماز نہیں پڑھی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بلایا، وہ آئے اور خوف کے مارے ان کے کندھوں کے گوشت کپکپا رہے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم نے کیوں ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی وہ کہنے لگے کہ ہم اپنے گھروں میں پڑھ کر آئے ہیں۔ اس لیے ہم نے یہاں نہیں پڑھی آپ نے فرمایا ایسا نہ کرو جب تم سے کوئی شخص اپنے گھر نماز پڑھ کر آئے اور امام کو پالے کہ اس نے ابھی نماز نہ پڑھی ہو تو اس کے ساتھ نماز پڑھ لے۔ یہ اس کے لیے نفل ہوگی۔ ظہر اور عصر کے وقت [illegible] آئے)

اور کتاب الآثار میں ہے کہ وہ دونوں ظہر کی نماز پڑھ کر آئے تھے اور پھر فرمایا فرض تو پہلی نماز ہوگی اور یہ نفل ہوگی۔

امام ترمذیؒ لکھتے ہیں۔

وَالصَّلٰوۃُ الْاُوْلٰی ھِیَ الْمَکْتُوْبَۃُ عِنْدَ اَکْثَرِ اَھْلِ الْعِلْمِ۔ — کہ پہلی نماز ہی اکثر اہل علم کے نزدیک فرض ہوگی۔

(ترمذی صہ ۵۲)

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِہٖ نَاْخُذُ وَھُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ رحمہ اللہ وَلَا یُعَادُ الْفَجْرُ وَالْعَصْرُ وَالْمَغْرِبُ۔ — امام محمدؒ نے کہا کہ ہم اسی کو لیتے ہیں اور امام ابوحنیفہ کا یہی قول ہے، فجر، عصر اور مغرب کی نماز نہ پڑھے (کیونکہ ان نمازوں کے بعد نوافل نہیں ہوتے)

۱۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ اِذَا صَلَّیْتَ الْفَجْرَ وَالْمَغْرِبَ ثُمَّ اَدْرَکْتَھُمَا فَلَا تُعِدْ لَھُمَا (کتاب الآثار صہ ۴۵، مصنف عبدالرزاق صہ ۴۲۲ ج ۲) — حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ جب تو فجر اور مغرب کی نماز پڑھ لے پھر جماعت پالے تو ان نمازوں کو نہ لوٹا۔

مسئلہ :- فرض پڑھنے والا نفل پڑھنے والے کے پیچھے نماز نہیں پڑھ سکتا

(ہدایہ صہ ۸۱ ج ۱، شرح نقایہ صہ ۸۷ ج ۱، کبیری صہ ۵۱۶)

کیونکہ اقوی (قوی اور مضبوط حالت والا جو فرض پڑھتا ہے) وہ اضعف (یعنی ضعیف حالت والے نفل پڑھنے والے) کے پیچھے نماز نہیں پڑھ سکتا۔

۱۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امام ضامن ہے۔

(ابوداؤد صہ ۷۷ ج ۱، ترمذی صہ ۵۷)

۲۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ امام سے اختلاف نہ کرو۔ (بخاری صہ ۱۰۰ ج ۱، مسلم صہ ۱۷۷ ج ۱)

صاحب شرح نقایہ لکھتے ہیں۔ حضرت جابرؓ سے جو یہ روایت ہے کہ حضرت معاذ بن جبلؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ کر پھر قوم کو امامت کراتے۔

(بخاری صہ ۹۸ ج ۱، مسلم صہ ۱۸۷ ج ۱)

تو اس بارہ میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ نیت تو ایک باطنی امر ہے اس پہ کوئی دوسرا مطلع نہیں ہوسکتا، جب تک نیت کرنے والا خود نہ بتائے، اس لیے یہ بات درست ہوگی کہ

حضرت معاذؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نفل کی نیت سے نماز پڑھتے ہوں تاکہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کا طریقہ سیکھ سکیں، اور آپ کے پیچھے نماز پڑھ کر برکت حاصل کر سکیں۔ اور پھر اپنی قوم کے پاس جاکر فرض نماز پڑھاتے ہوں۔ جب اس بات کا احتمال ہے تو دوسرے حضرات کا استدلال درست نہ ہوگا۔

اور یہ بات بھی معلوم ہے کہ ایک صحابیٔ رسول کے فعل کو ایسے معنی پر محمول کرنا جو متفق علیہ ہے زیادہ بہتر ہوگا ایک ایسے معنی پر محمول کرنے سے جو مختلف فیہ ہے (چنانچہ نفل نماز کی نیت کے ساتھ اس امام کے پیچھے نماز پڑھنی جو فرض نماز پڑھ رہا ہو۔ بالاتفاق سب کے نزدیک جائز ہے۔ لیکن نفل نماز پڑھنے والے کے پیچھے فرض والے کی نماز میں ائمہ کرام کا اختلاف ہے، احناف مالکیہ اور حنابلہ اس کے قائل نہیں)

نیز مسند احمد کی روایت میں یہ ہے۔

عَنْ مُعَاذِ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ سُلَيْمٍ رَجُلٍ مِّنْ بَنِي سَلِمَةَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ لَا تَكُنْ فَتَّانًا إِمَّا أَنْ تُصَلِّيَ مَعِيَ وَإِمَّا أَنْ تُخَفِّفَ عَلَى قَوْمِكَ (مسند احمد ص۷۴ ج۵)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذؓ سے فرمایا اے معاذ بن جبل! یا تو تم میرے ساتھ نماز پڑھو، اور یا پھر اپنی قوم کے ساتھ ہلکی نماز پڑھو۔

اس کا معنی یہی ہے کہ یا تو تم فرض نماز میرے ساتھ پڑھو اور اپنی قوم کے لوگوں کے ساتھ فرض نہ پڑھو، اور یا میرے ساتھ فرض نہ پڑھو تاکہ وہ تمہارا انتظار نہ کریں۔

چنانچہ امام عبدالسلام ابن تیمیہؒ جو اکابر حنابلہ میں سے ہیں (صاحب منتقٰی) کہتے ہیں۔

وَقَدِ احْتَجَّ بِهِ بَعْضُ مَنْ مَنَعَ اقْتِدَاءَ الْمُفْتَرِضِ بِالْمُتَنَفِّلِ قَالَ لِأَنَّهُ يَدُلُّ عَلَى أَنَّهُ مَتَى صَلَّى مَعَهُ امْتَنَعَتْ إِمَامَتُهُ

جو نفل پڑھنے والے کے پیچھے فرض پڑھنے والے کی نماز کو درست نہیں قرار دیتے، اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں، اس حدیث میں دلالت ہے اس بات پر کہ فرض پڑھنے والے کی اقتدار

وَبِالْإِجْمَاعِ لَا تَمْتَنِعُ بِصَلَاةِ النَّفْلِ مَعَهُ فَعُلِمَ اَنَّهُ اَرَادَ بِهٰذَا الْقَوْلِ صَلَاةَ الْفَرْضِ وَاَنَّ الَّذِيْ كَانَ يُصَلِّيْ مَعَهُ كَانَ يَنْوِيْهِ نَفْلًا (منتقیٰ مترجم صـ۵۷۸/۱ج)	نفل پڑھنے والے کے پیچھے نہیں ہوتی، کیونکہ جب انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی تو پھر ان کی امامت ممنوع ہوگی۔ حصر والی تقسیم کا یہی مقتضیٰ ہے۔
	اور یہ بات بالاجماع ثابت ہے، اگر وہ آپ کے پیچھے نفل کی نیت سے نماز پڑھیں تو پھر ان کی امامت ممنوع نہ ہوگی۔

تو اس سے معلوم ہوا کہ حضرت معاذؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نفل ہی پڑھتے تھے۔

(شرح نقایہ صـ۸۹/۱ج)

علاوہ اس کے یہ بات بھی ہے کہ حضرت معاذؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مامور تھے، کہ وہ اپنی قوم کو امامت کرائیں۔ تو ظاہر ہے وہ فرض نماز یقیناً اپنی قوم کے ہمراہ جماعت کے ساتھ ہی ادا کرتے تھے۔

<u>مسئلہ</u>:۔ رکوع اور سجود پر قدرت رکھنے والا اشارہ سے نماز پڑھنے والے کے پیچھے نماز نہیں پڑھ سکتا۔ (ہدایہ صـ۸۹/۱ج، شرح نقایہ صـ۸۷/۱ج، کبیری صـ۵۱۶)

<u>مسئلہ</u>:۔ طہارت کرنے والا معذور (جس پر ایک فرض نماز کا وقت بھی نہیں گذرتا کہ اسے پھر حدث لاحق ہو جاتا ہے) کے پیچھے نماز نہیں پڑھ سکتا۔ (ہدایہ صـ۸۰/۱ج، شرح نقایہ صـ۸۷/۱ج، کبیری صـ۵۱۶)

<u>مسئلہ</u>:۔ بالکل ناخواندہ (جو بقدر ما یجوز بہ الصلوٰۃ قرآن نہیں پڑھ سکتا) کے پیچھے پڑھنے والا نماز نہیں پڑھ سکتا یعنی جائز نہیں (ہدایہ صـ۸۰/۱ج، شرح نقایہ صـ۸۷/۱ج، کبیری صـ۵۱۶)

<u>مسئلہ</u>:۔ لباس پہننے والا برہنہ کے پیچھے نماز نہیں پڑھ سکتا (ہدایہ صـ۸۰/۱ج، شرح نقایہ صـ۸۷/۱ج، کبیری صـ۵۱۶)

<u>مسئلہ</u>:۔ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والا بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے۔

(ہدایہ صـ۸۱/۱ج، شرح نقایہ صـ۸۷/۱ج، کبیری صـ۵۱۸)

کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر عمر میں جو نماز پڑھائی تھی وہ بیٹھ کر پڑھائی تھی، اور صحابہ کرامؓ نے آپ کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھی تھی۔ (بخاری صـ۹۵/۱ج، مسلم صـ۱۷۹/۱ج)

مسئلہ :- اشارہ سے نماز پڑھنے والا اپنے جیسے کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے لیکن رکوع و سجود کرنے والا اشارہ کرنے والے کے پیچھے نماز نہیں پڑھ سکتا ہے۔

(ہدایہ ص۸۱ ج۱ شرح نقایہ ص۸۷ ج۱ کبیری ص۵۱۶)

مسئلہ :- مسح کرنے والے کے پیچھے اعضاء کو دھونے والا نماز پڑھ سکتا ہے۔

(ہدایہ ص۸۱ ج۱ شرح نقایہ ص۸۶ ج۱ کبیری ص۵۱۸)

مسئلہ :- جو لوگ امام کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں ان پر لازم ہے کہ وہ رکوع و سجود کرتے وقت امام سے پہلے سر نہ اٹھائیں۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ (مَرْفُوْعًا) اَمَا یَخْشٰی اَحَدُکُمْ اَوْ اَلَا یَخْشٰی اَحَدُکُمْ اِذَا رَفَعَ رَاْسَہٗ قَبْلَ الْاِمَامِ اَنْ یَجْعَلَ اللّٰہُ رَاْسَہٗ رَاْسَ حِمَارٍ اَوْ یَجْعَلَ اللّٰہُ صُوْرَتَہٗ صُوْرَۃَ حِمَارٍ۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم میں سے وہ شخص جو امام سے پہلے سر اٹھاتا ہے اس بات سے نہیں ڈرتا کہ اللہ تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کا سر بنا دے یا اس کی صورت کو گدھے کی صورت بنا دے۔

(بخاری ص۹۶ ج۱ و مسلم ص۱۸۱ ج۱)

جو آدمی ایسی حرکت کرتا ہے۔ وہ بے ادبی اور گستاخی کرتا ہے، جس سے اللہ تعالیٰ کا غضب بھڑکتا ہے، خطرہ ہے کہ اس شخص کی اس حماقت اور گدھے پن سے کہیں ناراض ہو کر اس کی ظاہری شکل بھی بگاڑ دے۔

مسئلہ :- امام جس حالت میں ہو مقتدی جب آئے تو اسی حالت میں اس کے ساتھ شریک ہو جائے اگر امام سجدہ کی حالت میں ہو تو اس میں شریک ہو جائے اور اس رکعت کو شمار نہ کرے۔

جیسا کہ حضرت علیؓ، عبداللہ بن عمرؓ، زید بن ثابتؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، ابراہیم نخعیؒ، قتادہؒ وغیرہم سے منقول ہے۔ (مصنف عبدالرزاق ص۲۸۱ ج۲، ص۲۹۲ و مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۵۴ ج۱)

مسئلہ :- اگر امام کے ساتھ رکوع میں آکر مل جائے تو اس نے رکعت کو پا لیا (ہدایہ ص۱۰۲ ج۱)

۱۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ

حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت

صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَدْرَکَ رَکْعَۃً مِّنَ الصَّلٰوۃِ فَقَدْ اَدْرَکَ الصَّلٰوۃَ

(مسلم ص ۲۲۱/ ج ۱، مصنف عبدالرزاق ص ۲۸۱/ ج ۲)

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے رکوع کو پالیا اس نے نماز کو پالیا۔

۲۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اِذَا اَدْرَکْتَ الْاِمَامَ رَاکِعًا فَرَکَعْتَ قَبْلَ اَنْ یَّرْفَعَ فَقَدْ اَدْرَکْتَ، وَاِنْ رَفَعَ قَبْلَ اَنْ تَرْکَعَ فَقَدْ فَاتَتْکَ

(مصنف عبدالرزاق ص ۲۷۹/ ج ۲، مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۴۳/ ج ۱)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ جب تم امام کو رکوع کی حالت میں پاؤ اور تم نے امام کے سر اٹھانے سے پہلے امام کے ساتھ رکوع میں شرکت کی تو تم نے اس رکعت کو پا لیا۔ اور اگر امام سر اٹھالے، تمہارے رکوع سے پہلے تو تم سے وہ رکعت فوت ہو گئی۔

۳۔ عَنْ زَیْدِ بْنِ وَھْبٍ قَالَ دَخَلْتُ اَنَا وَابْنُ مَسْعُوْدٍ الْمَسْجِدَ وَالْاِمَامُ رَاکِعٌ فَرَکَعْنَا ثُمَّ مَضَیْنَا حَتّٰی اسْتَوَیْنَا فِی الصَّفِّ فَلَمَّا فَرَغَ الْاِمَامُ قُمْتُ اُصَلِّیْ فَقَالَ قَدْ اَدْرَکْتَہٗ

(مصنف عبدالرزاق ص ۲۸۳/ ج ۲)

حضرت زید بن وہبؒ کہتے ہیں کہ میں اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ مسجد میں داخل ہوئے اور امام رکوع کی حالت میں تھا تو ہم نے بھی جلدی سے وہاں ہی رکوع کر لیا۔ پھر چل کر برابر صف میں کھڑے ہوئے جب امام فارغ ہوا تو میں کھڑا ہو گیا اس رکعت کو پڑھنے کے لیے تو انہوں نے کہا کہ تم نے یہ رکعت پالی ہے۔

مسئلہ:- حضرت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک بوڑھی عورتیں، اگر امن ہو اور کوئی خطرہ نہ ہو تو فجر، مغرب اور عشاء کی نمازیں مسجد میں جا کر پڑھ سکتی ہیں۔ (ہدایہ ص ۸۱/ ج ۱، شرح نقایہ ص ۸۶/ ج ۱)

نوجوان عورتوں کے لیے اور دن کی نمازوں میں خلط ملط کی وجہ سے خطرہ ہوتا ہے۔

مسئلہ:- عید اور جمعہ کی نماز بھی عورتوں کے لیے اسی شرط کے ساتھ روا ہوتی ہے۔ جب کہ خطرہ نہ ہو۔ فساق کی چھیڑ چھاڑ نہ ہو اور عورتیں بھی بناؤ سنگار کر کے اور خوشبو لگا کر نہ جائیں۔

مسئلہ:- عورتوں کے لیے نماز گھر میں پڑھنا زیادہ افضل ہے۔ اور اس کا اجر بھی مسجد سے زیادہ ہے

امامة النساء یعنی عورتوں کا نماز میں امام بننا

یہ بات تو تقریباً سب فقہاء کرام، محدثین، مجتہدین اور علماء کرام کے درمیان متفق علیہ ہے کہ عورت کو مرد کا امام بننا روا نہیں۔ البتہ بعض دیگر ذیلی مسائل میں کچھ اختلافات پائے جاتے ہیں، مثلاً

عورتوں کی الگ جماعت کرنا اس بارہ میں بعض فرماتے ہیں کہ یہ بھی درست نہیں، بعض کراہت تحریمی کہتے ہیں، اور بعض کراہت تنزیہی' بعض کے نزدیک عورت کا بلند آواز سے تکبیر کہنا یا قرأت کرنی ایسی ہی مکروہ تحریمی ہے جس طرح عورت کی اذان اور اقامت مکروہ تحریمی ہے اور بعض کے نزدیک عورت، عورتوں کو نماز پڑھا سکتی ہے، جیسا کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت ام سلمہؓ سے ثابت ہے۔ کہ انہوں نے عورتوں کو جماعت کرائی (بیہقی ص ۱۳۱ ج ۳)

البتہ اگر عورتوں کی جماعت ہوگی تو ان کی امام آگے مصلّے پر نہیں کھڑی ہو سکتی، بلکہ عورتوں کی صف میں ہی کھڑی ہو کر نماز پڑھائے گی (ہدایہ ص ۱۲۴ ج ۱، شرح نقایہ ص ۸۶ ج ۱)

جیسا کہ ام المومنینؓ سے ثابت ہے (بیہقی ص ۱۳۱ ج ۳)

عورتوں کے لیے سب سے افضل بات تو یہی ہے کہ وہ اپنی نماز الگ ہی تنہائی میں یا گھر میں پڑھیں، مسجد اور جماعت کے ساتھ اگر شریک ہو کر نماز پڑھیں تو پھر ان کے لیے بعض شرائط ہیں۔ ان کے ساتھ ان کو اجازت ہوگی۔ لیکن اولویت پھر بھی نہیں۔

۱۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِؓ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ صَلٰوۃُ الْمَرْأَۃِ فِیْ بَیْتِھَا اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوتِھَا فِیْ حُجْرَتِھَا وَصَلٰوتُھَا فِیْ مُخْدَعِھَا اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوتِھَا فِیْ بَیْتِھَا

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت کی نماز اس کے کمرہ میں زیادہ افضل ہے۔ اس کے گھر میں اس کی نماز سے، اور عورت کی نماز چھوٹے کمرہ میں (جو بڑے کمرہ کے اندر ہو) زیادہ افضل ہے بڑے کمرہ میں اس کی نماز سے۔

(ابوداؤد ص ۸۴ ج ۱، مستدرک حاکم ص ۲۰۹ ج ۱)۔

(وقال صحیح علی شرط الشیخین واقرہ الذہبی)

۲۔ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم خَيْرُ مَسَاجِدِ النِّسَاءِ قَعْرُ بُيُوتِهِنَّ ۔
(مستدرک حاکم صفحہ ۲۰۹ جلد ۱)

حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورتوں کے لیے ان کی نماز پڑھنے کی جگہوں میں سب سے بہتر جگہ ان کے گھروں کے اندرونی حصے میں۔

۳۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا تَمْنَعُوْا نِسَاءَكُمُ الْمَسَاجِدَ وَبُيُوْتُهُنَّ خَيْرٌ لَّهُنَّ (مستدرک حاکم صفحہ ۲۰۹ جلد ۱، ابوداؤد صفحہ ۸۴ جلد ۱)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی عورتوں کو مساجد میں جانے سے منع نہ کرو۔ اور ان کے گھر ان کے لیے زیادہ بہتر ہیں۔

۴۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَوْ اَدْرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَا اَحْدَثَ النِّسَاءُ لَمَنَعَهُنَّ الْمَسْجِدَ
(بخاری صفحہ ۱۲۰ جلد ۱، مسلم صفحہ ۱۸۳ جلد ۱، مصنف عبدالرزاق صفحہ ۱۴۹ جلد ۳)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے کہا کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس چیز کو دیکھ لیتے جو عورتوں نے ظاہر کی ہے آپ کے بعد (آزادی) تو آپ ان کو مسجدوں میں جانے سے ضرور منع کر دیتے۔

عورتوں کی علیحدہ جماعت کے لیے شرط

اجازت ان شرائط کے ساتھ ہو گی کہ مردوں کے ساتھ اختلاط نہ ہو۔ راستہ پُرامن ہو، زیب و زینت والا، بھڑکیلا لباس بھی نہ پہنیں اور خوشبو لگا کر بھی نہ جائیں کہ ایسا کرنا مکروہ تحریمی ہے اور بنیادی بات یہ ہے کہ عورتوں پر جماعت، جمعہ، عیدین واجب ہی نہیں۔ جیسا کہ جہاد اور لڑائی وغیرہ۔ جمعہ، عیدین اور جماعت کے ساتھ اگر یہ شریک ہوں گی تو صرف مردوں کے تابع ہو کر اور پھر جواز ہی ثابت ہو گا۔ افضلیت بہر حال نہیں رہے گی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی ایک خاص وجہ بھی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدار میں نماز ادا کرنے پر ہر مرد و عورت کو اشتیاق تھا۔

لیکن عام طور پر فقہاء کرام نے عورتوں کی جماعت میں حاضری کو مکروہ کہا ہے۔ خصوصاً نوجوان عورتیں، یہ فتنے کے خوف سے۔ اس بنا پر جہاں فتنہ کم ہو جیسا کہ عمر رسیدہ اور بوڑھی عورتیں تو امام ابو حنیفہؒ نے کہا ہے کہ فجر، مغرب اور عشاء کی نماز میں جماعت کے ساتھ شریک ہو سکتی ہیں۔

۱۔عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا استاذنکم نساءکم باللیل الی المسجد فاذنوا لھن (بخاری ص۱۱۹)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ جب عورتیں (بوڑھی عمر رسیدہ) رات کی نمازوں میں مسجد جانے کی اجازت طلب کریں تو ان کو اجازت دے دو۔

وقال نافع مولی ابن عمرؓ انما ذلک باللیل (مصنف عبدالرزاق ص۱۵۱ ج۳)

حضرت نافعؒ مولیٰ ابن عمرؓ بن الخطاب کہتے ہیں کہ یہ حدیث صرف رات کی نمازوں کے ساتھ خاص ہے

۲۔عن ابی عمرو الشیبانیؒ قال جاء رجل فقال کان یقال صلاۃ المرأۃ فی بیتھا خیر من صلاتھا فی دارھا فقال لہ ابو عمرو ولم تطل سمعت رب ھذہ الدار یعنی ابن مسعود یحلف فیبلغ فی الیمین ما مصلی لامرأۃ خیر من بیتھا الا فی حج او عمرۃ الا امرأۃ قد یئست من البعولۃ فھی فی منقلیھا قیل ما منقلیھا قال ابو بکر امرأۃ عجوز قد تقارب خطوھا (مصنف عبدالرزاق ص۱۵۰ ج۳)

حضرت ابو عمرو الشیبانیؒ کہتے ہیں کہ ایک شخص آیا اور اس نے کہا پہلے تو یہ کہا جاتا تھا، عورت کی نماز اس کے چھوٹے اندر والے کمرے میں بہتر ہے بنسبت اس کے بڑے گھر کے۔ اس پر ابو عمروؒ نے کہا زیادہ زمانہ نہیں گذرا کہ میں نے اس گھر والے یعنی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے سُنا ہے وہ پختہ قسم کھا کر کہتے تھے عورت کے لیے نماز پڑھنے کی جگہ سب سے بہتر اس کا چھوٹا کمرہ ہے مگر حج اور عمرہ میں۔ مگر ایسی عورت جو بوڑھی ہو چکی ہو اور اس نے اپنے موزے پہنے ہوئے ہوں تو وہ مسجد میں جا سکتی ہے۔

یہ اس لیے کہ فساق ظہر، عصر، جمعہ کے وقت منتشر ہوتے ہیں اور مغرب کے وقت بالعموم کھانے پینے میں مصروف ہوتے ہیں، اور عشاء اور فجر کے وقت سوئے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور عید کے موقع پر بھی چونکہ عید بالعموم کھلی جگہوں میں ادا کی جاتی ہے، اس لیے عورتوں کے لیے مردوں سے الگ رہنے کا امکان ہوتا ہے تو فتنہ کم ہوگا۔

عورتوں کو امامت کے لیے آگے کرنے کی ممانعت حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے قول سے

ثابت ہے۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَخِّرُوْهُنَّ حَيْثُ اَخَّرَهُنَّ اللّٰهُ (مصنف عبد الرزاق ص ۱۴۹ ج ۳)

ان عورتوں کو پیچھے رکھو جہاں اللہ تعالیٰ نے ان کو پیچھے رکھا ہے۔

یہ روایت مرفوعاً ثابت نہیں ہے۔

اور عورت کا صف میں کھڑے ہو کر نماز پڑھانے کا استدلال ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایت سے ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رضؓ اَنَّهَا كَانَتْ تَؤُمُّ النِّسَاءَ وَتَقُوْمُ وَسْطَهُنَّ (مستدرک حاکم ص ۲۰۴ ج ۱، مصنف عبد الرزاق ص ۱۴۱ ج ۳، دار قطنی ص ۴۰۴ ج ۱، بیہقی فی السنن الکبری ص ۱۳۱ ج ۳)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ عورتوں کو جماعت کرائی تو ان کے درمیان کھڑی ہوتی۔

اور کتاب الام میں بھی امام شافعیؒ نے ایسی روایات نقل کی ہیں۔

۱۔ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عَائِشَةَ رضؓ اَنَّهَا صَلَّتْ بِنِسْوَةٍ الْعَصْرَ فَقَامَتْ فِيْ وَسْطِهِنَّ (کتاب الام ص ۱۶۴ ج ۱)

حضرت عطاؒ کہتے ہیں کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے عورتوں کو عصر کی نماز پڑھائی، اور وہ ان کے درمیان صف میں کھڑی ہوئیں۔

۲۔ عَنْ صَفْوَانَ قَالَ اِنَّ مِنَ السُّنَّةِ اَنْ تُصَلِّيَ الْمَرْأَةُ بِالنِّسَاءِ تَقُوْمُ وَسْطَهُنَّ (کتاب الام ص ۱۶۴ ج ۱)

صفوانؒ کہتے ہیں یہ بات سنت میں سے ہے کہ اگر کوئی عورت عورتوں کو نماز پڑھائے تو وہ ان کے درمیان کھڑی ہو، آگے نہ کھڑی ہو۔

۳۔ كَانَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ يَاْمُرُ جَارِيَةً لَهٗ تَقُوْمُ بِاَهْلِهٖ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ (کتاب الام ص ۱۶۴ ج ۱)

حضرت علی بن الحسین یعنی امام زین العابدینؒ اپنی ایک لونڈی کو حکم دیتے تھے کہ وہ ان کی گھر والیوں کو رمضان میں نماز پڑھائے۔

۴۔ وَكَانَتْ عَمْرَةُ تَاْمُرُ الْمَرْأَةَ اَنْ تَقُوْمَ لِلنِّسَاءِ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ (کتاب الام ص ۱۶۴ ج ۱)

حضرت عمرةؒ ایک خاتون کو حکم دیتی تھی کہ وہ عورتوں کو رمضان میں نماز پڑھائے۔

۵۔ وَقَالَ الشَّافِعِيُّ وَتَؤُمُّ الْمَرْأَةُ النِّسَاءَ فِي الْمَكْتُوبَةِ وَغَيْرِهَا وَآمُرُهَا أَنْ تَقُومَ فِي وَسْطِ الصَّفِّ (کتاب الام صـ ۱۶۴ ج ۱)

حضرت امام شافعیؒ کہتے ہیں کہ عورت عورتوں کو امامت کرا سکتی ہے، فرائض میں بھی اور دیگر نوافل وغیرہ میں بھی۔ اور میں کہتا ہوں کہ عورت جب نماز پڑھائے تو صف کے درمیان کھڑی ہو آگے نہ ہو۔

۶۔ حضرت امام شافعیؒ کہتے ہیں کہ اگر عورت مردوں، عورتوں اور صبیان (بچوں) کو نماز پڑھائے تو عورتوں کی نماز درست ہوگی۔ مردوں اور لڑکوں کی نماز درست نہیں ہوگی۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے مرد کو عورتوں پر قوام (نگران، سرپرست اور امام) بنایا ہے اور عورتوں کی تولیت مردوں پر نہیں بنائی۔

وَلَا يَجُوزُ أَنْ تَكُونَ امْرَأَةٌ إِمَامَ رَجُلٍ فِي صَلٰوةٍ بِحَالٍ أَبَدًا۔ (کتاب الام صـ ۱۶۴ ج ۱)

اور یہ جائز نہیں کہ کوئی عورت کسی حال میں بھی کسی بھی مرد کی امام بن سکے۔

اور حضرت امام شافعیؒ نے یہ بھی لکھا ہے۔

وَلَا تُجَمِّعُ امْرَأَةٌ بِنِسَاءٍ لِأَنَّ الْجُمُعَةَ إِمَامَةُ جَمَاعَةٍ كَامِلَةٍ وَلَيْسَتِ الْمَرْأَةُ لِمَنْ لَهَا أَنْ تَكُونَ إِمَامَ جَمَاعَةٍ كَامِلَةٍ (کتاب الام صـ ۱۹۲ ج ۱)

اور کوئی عورت بھی عورتوں کو جمعہ کی نماز میں امامت نہیں کرا سکتی، اس لیے کہ جمعہ کی امامت ایک کامل جماعت کی امامت ہوتی ہے (یعنی یہ اجتماعیت کی کامل شکل ہوتی ہے اور وہ صرف مردوں کا حصہ ہے) اور عورت کو یہ حق حاصل نہیں کہ کامل جماعت میں امام بن سکے۔

اور فقہاء کرام جو عورتوں کی جماعت کو مکروہ قرار دیتے ہیں اس بارہ میں کافی اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض اس لیے مکروہ قرار دیتے ہیں کہ یہ بات عورتوں کی وضع کے خلاف ہے یہ ان کا کام ہی نہیں ان کا کام صرف اتباع ہے اگر مردوں کے ساتھ موقع مل جائے تو ان کے پیچھے نماز پڑھ لیں ورنہ اپنی نماز الگ ہی پڑھیں۔

اور بعض کہتے ہیں کہ عورت کی آواز چونکہ ستر ہے اور امامت میں اس کے خلاف ہوتا ہے

جیسا کہ محقق ابن نجیمؒ نے لکھا ہے۔

وَصَرَّحَ فِی النَّوَازِلِ بِاَنَّ نَغْمَۃَ الْمَرْأَۃِ عَوْرَۃٌ وَبَنٰی عَلَیْہِ اَنَّ تَعَلُّمَھَا الْقُرْاٰنَ مِنَ الْمَرْأَۃِ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ تَعَلُّمِھَا مِنَ الْاَعْمٰی (بحر الرائق ص۲۷۰ ج۱)

اور کتاب نوازل میں تصریح ہے کہ عورت کا نغمہ (آواز و ترنم) ستر ہے۔ اور اسی پر اس مسئلہ کی بنا ہے۔ کہ عورت کا عورت سے قرآن پاک سیکھنا زیادہ بہتر ہے بنسبت اس کے کہ وہ کسی نابینا مرد سے قرآن پاک سیکھے۔

اصح بات یہ ہے کہ ستر ہونے کے بغیر بھی عورت کی آواز فتنے سے خالی نہیں، ضرورت کے وقت تو عورت کا اجنبیوں کے سامنے کلام کرنا اور بولنا بھی روا ہے۔

وَفِیْ شَرْحِ الْمُنْیَۃِ الْاَشْبَہُ اَنَّ صَوْتَھَا لَیْسَ بِعَوْرَۃٍ، وَاِنَّمَا یُؤَدِّیْ اِلَی الْفِتْنَۃِ کَمَا عَلَّلَ بِہٖ صَاحِبُ الْھِدَایَۃِ وَغَیْرُہٗ فِیْ مَسْئَلَۃِ التَّلْبِیَۃِ، وَلَعَلَّھُنَّ اِنَّمَا مُنِعْنَ مِنْ رَفْعِ الصَّوْتِ بِالتَّسْبِیْحِ فِی الصَّلٰوۃِ لِھٰذَا الْمَعْنٰی وَلَا یَلْزَمُ مِنْ حُرْمَۃِ رَفْعِ صَوْتِھَا بِحَضْرَۃِ الْاَجَانِبِ اَنْ یَّکُوْنَ عَوْرَۃً (بحر الرائق ص۲۷۰ ج۱)

اور منیۃ کی شرح میں ہے حق کے ساتھ زیادہ مشابہ یہ بات ہے کہ عورت کی آواز ستر نہیں۔ لیکن یہ فتنے کی طرف پہنچاتی ہے۔ جیسا کہ صاحب ہدایہ وغیرہ نے اس کی علت بیان کی ہے مسئلہ تلبیہ کے اندر، اور شاید کہ عورتوں کو اس لیے آواز بلند کرنے سے روکا گیا ہے کہ وہ امام کے بھول جانے کی صورت میں آواز سے تسبیح نہ پڑھیں بلکہ ہاتھ سے تالی بجا کر خبردار کریں، اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اگر عورتوں کو اجنبی آدمیوں کے سامنے آواز بلند کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ تو اس کی آواز بھی ستر ہو۔

بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس سے فتنہ پیدا ہونے کا امکان ہے، اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اِنَّمَا التَّسْبِیْحُ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِیْحُ لِلنِّسَاءِ (مسلم ص۱۸۰ ج۱، بخاری ص۱۶۵ ج۱)

بیشک (امام کے بھول جانے کی صورت میں) مردوں کے لیے تسبیح ہے (کہ وہ تسبیح کہہ کر امام کو خبردار

کریں) اور عورتوں کے لیے ہاتھ پہ ہاتھ مار کر خبردار کرنے کا حکم ہے ۔

صاحب درمختار بھی یہ لکھتے ہیں ۔

وَلِلْحُرَّةِ جَمِيعُ بَدَنِهَا حَتّٰى شَعْرِهَا النَّازِلِ فِي الْاَصَحِّ خَلَا الْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ فَظَهْرُ الْكَفِّ عَوْرَةٌ عَلَى الْمَذْهَبِ وَالْقَدَمَيْنِ عَلَى الْمُعْتَمَدِ، وَصَوْتِهَا عَلَى الْاَصَحِّ ۔

(الدر المختار ص ۶۲ ج ۱)

آزاد عورت کا تمام بدن ستر میں داخل ہے حتیٰ کہ اس کے سر سے نیچے لٹکے ہوئے بال بھی اصح قول کے مطابق ستر ہیں ۔ ماسوا چہرہ، اور دونوں ہاتھ، ہاتھ میں بھی ہتھیلی ستر نہیں، ہاتھ کا بیرونی حصہ ستر ہے، اور پاؤں بھی معتمد قول کے مطابق ستر نہیں، اور عورت کی آواز بھی اصح قول کے مطابق ستر نہیں ۔

حضرت ملا علی القاریؒ بھی مطلقاً عورتوں کی جماعت کو مکروہ نہیں قرار دیتے ۔ بلکہ اگر وہ مردوں کے سامنے ظاہر ہوں اور باہر جائیں جہاں مردوں کی نگاہیں ان پر پڑ سکتی ہیں ۔ وہاں انکی جماعت مکروہ ہوگی ۔

اَقُوْلُ وَالْاَظْهَرُ اَنَّ الْكَرَاهَةَ مَحْمُوْلَةٌ عَلٰى ظُهُوْرِهِنَّ وَ خُرُوْجِهِنَّ وَالْجَوَازُ عَلٰى تَسَتُّرِهِنَّ فِي بُيُوْتِهِنَّ (شرح نقایہ ص ۸۶ ج ۱)

میں کہتا ہوں زیادہ ظاہر بات یہ ہے کہ عورتوں کی جماعت کا مکروہ ہونا محمول ہے اس پر کہ وہ ظاہر ہوں اور باہر نکلیں، اور جواز ہے جب کہ وہ ستر میں ہوں اور گھر میں ہوں ۔

بہرحال عورتیں اگر جماعت کے ساتھ نماز پڑھیں گی تو جہری نمازوں میں جہرِ قرأت اور تکبیر جائز ہوگا ۔

لہٰذا امام ابن ہمامؒ کا یہ کہنا مطلقاً عورت کا جہر کرنا مفسدِ صلوٰۃ ہے ۔ یہ مسئلہ مرجوح ہے ۔ اس مسئلہ میں فقہاء کرام کے دو گروہ ہیں ۔ ایک گروہ عورت کی آواز کو مطلقاً ستر کہتا ہے امام ابن ہمامؒ اسی گروہ سے متاثر معلوم ہوتے ہیں، اور دوسرا گروہ کہتا ہے کہ عورت کی آواز ستر نہیں ہے ۔ یہ راجح معلوم ہوتا ہے ۔ جو روایات یا آثار اس سلسلہ میں پائے جاتے ہیں وہ یا تو گانے

کے لہجہ اور نغمہ کی وجہ سے اگر وہ لچکدار آواز سے کلام کرے گی یا ترنم کے ساتھ پڑھے گی تو یقیناً یہ مکروہ تحریمی ہوگا۔ اسی طرح جہر مفرط ہے۔

یا اس کی کراہیت محض فتنہ کے خوف سے ہوگی کیونکہ عورت کا اجنبیوں کے ساتھ کلام کرنا عند الضرورت مباح ہے، اس میں ستر کی کوئی بات نہیں، عورت کی آواز یا تقریر اور بیان حسب ضرورت مباح بلا کراہت ہوگا۔

استاذ الاساتذہ حضرت مولانا عبدالحی لکھنوی فرنگی محلی، امام ابن ہمام کے اس قول پر کہ "عورت اگر قرأۃ بالجہر کرے گی تو اس کی نماز فاسد ہوگی" تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں

"اور حق بات اس باب میں یہ ہے کہ مطلقاً عورت کی آواز ستر نہیں، البتہ رفع صوت مع بلندی آواز وغیرہ ستر ہے۔ (مجموعہ فتاویٰ ص۲۱۶ مطبوعہ کانپور)

اور پھر اس کے بعد امامت نساء کے سلسلہ میں متعدد روایات مصنف ابن ابی شیبہ مصنف عبدالرزاق، امام شافعیؒ اور مستدرک حاکم سے نقل کی ہیں، اور اس کے بعد لکھتے ہیں

"ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ جو عورت عورتوں کی امام ہو، تو بیچ میں کھڑی ہو مردوں کے امام کی طرح آگے نہ کھڑی ہو، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جب عورت امام ہو سکتی ہے، تو اس کو قرأت اور تکبیر بالجہر بھی کرنا مشروع ہے، کیونکہ بغیر اس کے اقتدا نہیں ہو سکتی۔ اور عورتوں کی آواز اگرچہ بعض کے نزدیک ستر ہے، لیکن وہ مردوں کے حق میں ہے، نہ عورتوں کے حق میں"

(مجموعہ فتاویٰ ص۲۱۷)

سترہ اور اس کے احکام

اگر نمازی کسی ایسی جگہ نماز پڑھے جہاں صحرا ہو، اور سامنے سے آدمیوں اور جانداروں کی آمد و رفت ہو تو سامنے سترہ رکھنا سنت ہے (ہدایہ ص۸۹ ج۱) ورنہ نماز میں خلل واقع ہوگا۔

۱۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ، الْمَرْأَةُ وَالْحِمَارُ وَالْكَلْبُ وَيَقِي ذٰلِكَ مِثْلُ مُؤْخِرَةِ الرَّحْلِ (مسلم ص۱۹۷ ج۱)

نماز کو قطع کرتا ہے، عورت گدھے اور کتے کا آگے سے گذرنا اور بچاتا ہے اسے کجاوے کے پچھلے حصے جتنا سترہ

۲۔ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ الْغِفَارِیْ رضی اللہ عنہ (مَرْفُوْعًا) فَاِذَا لَمْ یَکُنْ بَیْنَ یَدَیْہِ مِثْلُ اٰخِرَۃِ الرَّحْلِ فَاِنَّہٗ یَقْطَعُ صَلٰوتَہُ الْحِمَارُ، وَالْمَرْاَۃُ وَالْکَلْبُ الْاَسْوَدُ۔ (مسلم ص۱۹۷ ج۱)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر نمازی کے سامنے کجاوے کے پچھلے حصہ جتنی کوئی چیز نہ ہو تو اس کی نماز کو خراب کرتا ہے، گدھا، عورت، اور کالا کتا۔ (کالا کتا زیادہ شریر ہوتا ہے)

نوٹ: نماز کو قطع کر دینے کا مطلب یہ ہے کہ نماز کا خشوع و خضوع اُن کے آگے سے گذرنے سے قطع ہو جاتا ہے، یعنی یہ چیزیں نماز کے سکون کو درہم برہم کر دیتی ہیں جیسا کہ

۱۔ عَنْ عَائِشَۃَ رضی اللہ عنہا ذُکِرَ عِنْدَھَا مَا یَقْطَعُ الصَّلٰوۃَ الْکَلْبُ وَالْحِمَارُ وَالْمَرْاَۃُ فَقَالَتْ شَبَّھْتُمُوْنَا بِالْحُمُرِ وَالْکِلَابِ وَاللّٰہِ لَقَدْ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ وَاَنَا عَلَی السَّرِیْرِ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ الْقِبْلَۃِ مُضْطَجِعَۃٌ۔ (بخاری ص۷۳ ج۱، مسلم ص۱۹۸ ج۱)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس ذکر کیا گیا کہ نماز کو کتا، گدھا اور عورت قطع کرتی ہے (اگر یہ سامنے سے گذر جائیں تو نماز قطع یا فاسد ہو جاتی ہے) تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا تم نے تو ہم عورتوں کو گدھوں اور کتوں کے مشابہ کر دیا حالانکہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ نماز پڑھتے تھے اور میں آپ کے سامنے چارپائی پر آپ کے اور قبلہ کے درمیان لیٹی رہتی تھی۔

نیز

۲۔ عَنِ الزُّھْرِیِّ قَالَ لَا یَقْطَعُھَا شَیْءٌ۔ (بخاری ص۷۴ ج۱)

امام زہری رحمہ اللہ نے کہا کہ نماز کو کوئی چیز قطع نہیں کرتی (مطلب یہ کہ ان چیزوں کے سامنے سے گذرنے سے نماز قطع نہیں ہوتی نہ فاسد ہوتی ہے، البتہ نماز کا خشوع و خضوع نہیں رہتا ہے، عورت کے گذرنے سے وساوس لاحق ہوں گے اور کتا شیطان کے ساتھ مناسبت رکھتا ہے، کوئی نہ

کوئی حرکت کرے گا، اسی طرح گدھا یا تیز جانور ہے ان کے گذرنے سے وسوسے اور پریشانی لاحق ہوگی۔ نماز کا خشوع و خضوع نہیں رہے گا اگرچہ نفس نماز فاسد نہیں ہوگی۔

۲-عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ اَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ و سلم وَنَحْنُ فِیْ بَادِیَۃٍ لَّنَا وَمَعَہٗ عَبَّاسٌ فَصَلّٰی فِیْ صَحْرَآءَ لَیْسَ بَیْنَ یَدَیْہِ سُتْرَۃٌ وَحِمَارَۃٌ لَّنَا وَکَلْبَۃٌ تَعْبَثَانِ بَیْنَ یَدَیْہِ فَمَا بَالَاہُ

(ابوداؤد ص ۱۰۴/۱)

حضرت فضل بن عباسؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم لوگ اس وقت بادیہ (کھلے صحرا) میں تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت عباسؓ بھی تھے آپ نے صحرا میں نماز ادا فرمائی۔ اس وقت آپ کے سامنے سترہ بھی نہیں تھا۔ اور ہماری ایک گدھی اور کتیا سامنے کھیل رہے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی پرواہ نہیں کی (نماز پڑھتے رہے معلوم ہوا کہ نماز قطع نہیں ہوتی۔)

۳-حضرت ابوجہیمؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَوْ یَعْلَمُ الْمَارُّ بَیْنَ یَدَیِ الْمُصَلِّیْ مَاذَا عَلَیْہِ لَکَانَ اَنْ یَّقِفَ اَرْبَعِیْنَ خَیْرًا لَّہٗ مِنْ اَنْ یَّمُرَّ بَیْنَ یَدَیْہِ۔

(مسلم ص ۱۹۷/۱، بخاری ص ۷۳/۱)

اگر نمازی کے آگے گذرنے والا جانتا کہ اس پر کتنا گناہ ہے اس کے گذرنے کا، تو البتہ وہ چالیس (سال) تک کھڑا رہے اس کے لیے بہتر ہوگا اس سے کہ وہ نمازی کے آگے سے گذرے۔

۴-حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی علیہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا کَانَ اَحَدُکُمْ یُصَلِّیْ فَلَا یَدَعْ اَحَدًا یَمُرُّ بَیْنَ یَدَیْہِ وَلْیَدْرَاْہُ مَا اسْتَطَاعَ

جب تم میں سے کوئی نماز پڑھتا ہے، تو اپنے سامنے سے کسی کو نہ گذرنے دے، اور اس کو ہٹائے جہاں تک ممکن ہو، اگر وہ باز نہ آئے تو اس کو

فَاِنْ اَبٰی فَلْیُقَاتِلْهُ فَاِنَّهٗ شَیْطَانٌ
(مسلم ص ۱۹۶ ج ۱، بخاری ص ۷۳ ج ۱)
(بتغییر یسیر)

مانے (یعنی پوری طرح مزاحمت سے اس کو پیچھے ہٹائے، لڑائی کرنا مراد نہیں، کیونکہ لڑائی سے تو نماز ہی فاسد ہو جائے گی) کیونکہ وہ شیطان ہے یعنی ایسا شخص شیطانی کام کر رہا ہے۔

۵۔ حضرت طلحہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اِذَا وَضَعَ اَحَدُکُمْ بَیْنَ یَدَیْهِ مِثْلَ مُؤْخِرَةِ الرَّحْلِ فَلْیُصَلِّ، وَلَا یُبَالِ مَنْ مَرَّ وَرَاءَ ذٰلِکَ
(مسلم ص ۱۹۵ ج ۱)

جب تم میں سے کوئی شخص اپنے سامنے کجاوے کے پچھلے حصے جتنی (اونچی) کوئی چیز رکھدے تو پھر وہ نماز پڑھے، اور ــــ پرواہ نہ کرے کہ اس کے آگے سے کون گذر رہا ہے یعنی اس کو کوئی خطرہ نہ ہوگا اور نہ نماز میں کسی قسم کا خلل آئیگا۔

۶۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عید کے موقع پر (اور اسی طرح آپ سفر میں بھی کرتے تھے) جب عید کی نماز پڑھنے کے لیے باہر نکلتے تھے تو آپ حکم دیتے تھے کہ چھوٹا نیزہ سامنے گاڑ دیا جائے، پھر آپ نماز پڑھتے تھے، اور آگے سے لوگ اور جانور وغیرہ گذرتے رہتے تھے۔ (مسلم ص ۱۹۵ ج ۱)

مسئلہ: سترہ کم از کم ایک ہاتھ کے برابر اونچا ہو اور ایک انگلی کے برابر موٹا ہو ذاتی اونچی لاٹھی، نیزہ لکڑی پتھر وغیرہ کوئی چیز بھی ہو اس کو سامنے کھڑا کر دے۔
(ہدایہ ص ۸۹ ج ۱، شرح نقایہ ص ۹۶ ج ۱، کبیری ص ۳۶۸)

عَنْ عَائِشَةَؓ اَنَّهَا قَالَتْ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ سُتْرَةِ الْمُصَلِّیْ فَقَالَ مِثْلُ مُؤْخِرَةِ الرَّحْلِ
(مسلم ص ۱۹۵ ج ۱)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نمازی کے سترہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: کہ کجاوے کے پچھلے حصے کے برابر ہو۔

حدیث شریف میں جو آخرۃ الرحل آیا ہے، اس سے مراد کجاوے کا پچھلا حصہ ہے، تقریباً

ایک ہاتھ کے برابر اونچا ہوتا ہے۔

مسئلہ: سترہ کی لکڑی وغیرہ بالکل پیشانی کے درمیان نہ کرے، بلکہ دائیں یا بائیں طرف ہو۔
(ہدایہ ص ۸۹/۱ج، شرح نقایہ ص ۹۶/۱ج، کبیری ص ۳۶۸)

عَنْ مِقْدَادِ بْنِ الْاَسْوَدِ مَا رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یُصَلِّیْ اِلٰی عُوْدٍ وَلَا عَمُوْدٍ وَلَا شَجَرَۃٍ اِلَّا جَعَلَہٗ عَلٰی حَاجِبِہٖ الْاَیْمَنِ اَوِ الْاَیْسَرِ وَلَا یَصْمُدُ لَہٗ صَمْدًا

(ابوداؤد ص ۱۰۱، مسند احمد ص ۴/۶)

حضرت مقداد بن الاسودؓ سے روایت ہے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب بھی دیکھا نماز پڑھتے ہوئے کسی لکڑی استون اور درخت کے پیچھے تو میں نے دیکھا کہ آپ اس لکڑی وغیرہ) کو اپنے دائیں یا بائیں ابرو مبارک کے سامنے کرتے۔ اور رُخ مبارک کے بالکل سامنے نہیں کرتے تھے۔

مسئلہ: سترہ کے قریب ہو کر کھڑا ہو۔ (ہدایہ ص ۸۹/۱ج، شرح نقایہ ص ۹۶/۱ج، کبیری ص ۳۶۸)

عَنْ سَھْلِ بْنِ حَثْمَۃَ رض (مَرْفُوْعًا) اِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ اِلٰی سُتْرَۃٍ فَلْیَدْنُ مِنْھَا۔

(ابوداؤد ص ۱۰۱/۱ج)

حضرت سہل بن حثمہؓ سے روایت کرتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جب تم میں سے کوئی سترہ کے سامنے نماز پڑھے تو اس کے قریب ہو کر نماز پڑھے۔

مسئلہ: اگر لکڑی وغیرہ نہ ہو تو سواری کے اونٹ وغیرہ کو بھی آڑے میں بٹھا کر (سترہ بنا کر) اسکی طرف نماز پڑھے۔

جس طرح کہ حدیث شریف میں آتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری کے اونٹ کو آڑے بٹھا کر اُسکی طرف رُخ کر کے نماز پڑھتے تھے۔

اور دوسرے روایت میں یہ الفاظ آتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ کی طرف (رُخ کر کے) نماز پڑھی (مسلم ص ۱۹۵/۱ج، ابوداؤد ص ۱۰۰/۱ج)

مسئلہ: سترہ کی لکڑی کھڑی ہونی چاہیئے۔ لکڑی کو آڑے ڈال دینے سے یہ مقصد حاصل نہ ہوگا۔ نیز اگر لکڑی وغیرہ کوئی چیز نہ مل سکے تو لکیر ڈالنے سے یہ مقصد حاصل نہ ہوگا، اگرچہ امام احمدؒ

نے اس پر بھی عمل کیا ہے، لیکن اکثر فقہائے کرام اس کے خلاف ہیں۔

لیکن بعض فقہائے کرام یہ فرماتے ہیں کہ خط کھینچنا اگرچہ گذرنے والے کی نسبت سے کچھ مفید نہیں کیونکہ اس کو تو نظر نہیں آئے گا، لیکن فی الجملہ اس سے دلجمعی حاصل ہو سکتی ہے اس لیے خط بھی کھینچنا درست ہے، ابن ماجہ اور ابوداؤد کی روایت میں بھی یہ الفاظ آتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر لاٹھی وغیرہ نہ ہو تو

فَلْيَخُطَّ خَطًّا ثُمَّ لَا يَضُرُّهُ مَا مَرَّ اَمَامَهُ (ابوداؤد ص۱۰۰ ج۱، ابن ماجہ ص۶۷) — خط دلکیر، کھینچ دے پھر اس کو اس کے آگے گذرنے والی چیز کچھ نقصان نہ پہنچا سکے گی۔

اگرچہ محدثین کرام فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں اضطراب ہے اسی وجہ سے امام شافعیؒ نے اس سے انکار کر دیا ہے، لیکن اگر فی الجملہ دلجمعی حاصل ہو تو نکیر کی ضرورت نہیں۔

مسئلہ:۔ مکہ مکرمہ میں مسجد حرام میں سترہ کی ضرورت نہیں۔

۱۔ عَنْ طَاؤُسٍ قَالَ لَا يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ بِمَكَّةَ شَيْءٌ لَا يَضُرُّكَ اَنْ تَمُرَّ الْمَرْاَةُ بَيْنَ يَدَيْكَ (مصنف عبدالرزاق ص۳۵ ج۲) — حضرت امام طاؤسؒ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا مکہ (مسجد حرام کعبہ کے اردگرد) نماز کو کوئی چیز قطع نہیں کرتی تمہارے لیے کچھ مضر نہیں کہ کوئی عورت تمہارے سامنے سے گذر جائے

مسئلہ:۔ اگر امام کے سامنے سترہ ہو تو پھر مقتدیوں کو سترہ رکھنے کی ضرورت نہیں ہے، امام کا سترہ، امام اور مقتدی سب کے لیے کافی ہے (ہدایہ ص۸۹ ج۱، شرح نقایہ ص۹۶ ج۱، کبیری ص۳۶۹)

عَنْ اَبِيْ جُحَيْفَةَ رض قَالَ رَاَيْتُ بِلَالًا رض خَرَجَ بِالْعَنَزَةِ فَغَرَزَهَا بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَطْحَاءِ فَصَلّٰى اِلَيْهَا الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ يَمُرُّ وَرَاءَهَا الْكَلْبُ وَالْحِمَارُ وَالْمَرْاَةُ (مصنف عبدالرزاق ص۱۷ ج۲، مسلم ص۱۹۶ ج۱) — حضرت ابوجحیفہؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت بلالؓ کو دیکھا وہ نیزہ لے کر نکلے اور اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بطحا میں گاڑ دیا۔ (یعنی سترہ بنایا) پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی طرف رخ کرکے نماز ادا فرمائی ظہر اور عصر اس کے سامنے سے کتا، گدھا، عورت وغیرہ گذرتے تھے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ سُتْرَةُ الْاِمَامِ سُتْرَةُ مَنْ وَرَاءَهُ قَالَ عبدالرزاق وَبِهِ اٰخُذُ وَهُوَ الْاَمْرُ الَّذِيْ عَلَيْهِ النَّاسُ (مصنف عبدالرزاق ص ۱۸/۲)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا ہے کہ امام کا سترہ اس کے مقتدیوں کے لیے بھی سترہ ہوتا ہے امام عبدالرزاقؒ کہتے ہیں کہ ہم اسی پر عمل کرتے ہیں اور اسی پر لوگوں کا تعامل ہے۔

مسئلہ: قبرستان میں امام اور مقتدیوں کو الگ الگ ہر ایک کے لیے سترہ رکھنا ضروری ہے اگر قبریں نظر آ رہی ہوں، صرف امام کا سترہ کافی نہ ہوگا۔ کہ قبور کا سامنے ہونا مشابہ شرک و قبر پرستی کے ہے لہذا ہر نمازی کے سامنے سترہ (پردہ) واجب ہوگا (فتاویٰ رشیدیہ ص ۹۷)

مفسداتِ صلوٰۃ

جن جن باتوں سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

۱) نماز میں کلام کرنا کلام کرنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ چاہے ایک کلمہ ہی کیوں نہ ہو بشرطیکہ وہ کلام انس سے ہو۔ یعنی ایسا کلام جو لوگ آپس میں اس سے بات چیت کرتے ہیں۔ از قسم کلام الٰہی اور اذکار وغیرہ نہ ہو۔ اور چاہے وہ کلام عمداً ہو یا جہلاً خطاءً ہو یا نسیاناً ہو۔ تھوڑا ہو یا زیادہ ہو۔ بیداری کی حالت میں ہو یا نیند کی حالت میں۔ ہر صورت میں اس سے نماز فاسد ہو جائے گی۔ (شرح نقایہ ص ۹۱/۱، ہدایہ ص ۸۶/۱، کبیری ص ۴۳۴)

خطأ اور نسیان میں فرق خطاء یہ ہے کہ مثلاً اس نے قرأۃ کا قصد کیا یا تسبیح کا لیکن اس کی زبان سے لوگوں کا کلام جاری ہو گیا۔

اور نسیان یہ ہے کہ لوگوں کے کلام کا ہی قصد کیا۔ لیکن اس بات سے بھول گیا کہ وہ نماز میں ہے

ائمہ کا اختلاف امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ کلام نسیاناً ہو یا عمداً ہو۔ لیکن نماز کی اصلاح کے لیے (مثلاً امام اس کلام کے بغیر متنبہ نہیں ہو سکتا) تو وہ غیر مفسد ہے۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ کلام نسیان اور خطاء سے ہو تو غیر مفسد ہے۔ عمداً ہو تو مفسد ہے۔ وہ اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ وَضَعَ عَنْ اُمَّتِی الْخَطَـاءَ وَالنِّسْیَانَ وَمَا اسْتُکْرِھُوْا عَلَیْہِ (ابن ماجہ ص۱۴۷، مستدرک حاکم ص۱۹۸ ج۲ صحیح)

اللہ تعالیٰ نے میری امت کے لیے خطاء نسیان اور اکراہ کو رفع کر دیا ہے۔ ان کی وجہ سے ان پر کچھ خرابی نہیں آتی۔

احناف کا جواب

احناف اس کا جواب یہ دیتے ہیں وضع یا رفع سے مراد گناہ کا رفع کرنا ہے۔ فساد کا رفع کرنا مراد نہیں۔ نماز فاسد ہو جائے گی۔ لیکن گناہ نہیں ہوگا۔ البتہ نماز کا اعادہ ضروری ہوگا۔ اگر یہ اشکال پیش کیا جائے کہ احناف روزہ میں نسیان کو کیوں معاف قرار دیتے ہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

۱۔ فَاِنَّمَا اَطْعَمَہُ اللّٰہُ وَسَقَاہُ (بخاری ص۲۵۹ ج۱، مسلم ص۳۶۴ ج۱)

کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اس حالت میں کھلایا پلایا ہے۔

۲۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ روزے کا وقت دراز ہوتا ہے۔ بھول جانا ممکن ہے۔ اور نماز کی حالت مذکرہ ہوتی ہے اور دراز بھی نہیں ہوتی کہ انسان اس قدر بھول جاتا ہو۔ لہٰذا یہاں نسیان بھی معاف نہیں۔ احناف کا استدلال ایک تو اس حدیث شریف سے ہے۔

۱۔ عَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ ؓ کُنَّا نَتَکَلَّمُ عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فِی الصَّلٰوۃِ فَنَزَلَتْ قُوْمُوْا لِلّٰہِ قَانِتِیْنَ فَاُمِرْنَا بِالسُّکُوْتِ وَنُھِیْنَا عَنِ الْکَلَامِ۔ (بخاری ص۱۶۰ ج۱، مسلم ص۲۰۴ ج۱) (ترمذی ص۸۵)

حضرت زید بن ارقم ؓ کہتے ہیں کہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نماز میں کلام کرتے تھے۔ پس جب یہ آیت نازل ہوئی۔ قُوْمُوْا لِلّٰہِ قَانِتِیْنَ کہ کھڑے ہو اللہ تعالیٰ کے سامنے قنوت کرتے ہوئے۔ تو ہم کو سکوت کا حکم دیا گیا۔ اور ہر قسم کے کلام سے منع کر دیا گیا۔

قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی حَدِیْثُ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ وَالْعَمَلُ عَلَیْہِ عِنْدَ اَکْثَرِ اَھْلِ الْعِلْمِ قَالُوْا اِذَا تَکَلَّمَ الرَّجُلُ عَامِدًا فِی الصَّلٰوۃِ

امام ترمذیؒ کہتے ہیں حضرت زید بن ارقم ؓ کی حدیث حسن صحیح ہے اور اسی پر اکثر اہل علم کا عمل ہے انہوں نے کہا کہ جب آدمی نماز میں عمداً یا بھول کر کلام کرے تو نماز کو دوبارہ پڑھے اور یہی قول ہے امام سفیان ثوریؒ اور ابن مبارکؒ کا۔

اَوْ نَاسِیًا اَعَادَ الصَّلٰوۃَ وَھُوَ قَوْلُ
الثَّوْرِیِّ وَابْنُ الْمُبَارَکِ ۔

۲) دوسری دلیل یہ ہے حضرت معاویہ بن الحکم سلمیؓ سے روایت ہے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا۔ ایک شخص نے چھینک ماری۔ تو میں نے کہا یَرْحَمُکَ اللّٰہُ لوگوں نے مجھے گھورنا شروع کیا۔ میں نے کہا تمہاری مائیں تمہیں گم پائیں۔ تم میری طرف کیوں ایسی نگاہ سے دیکھتے ہو۔ لوگوں نے مجھے چپ کرانے کے لیے اپنے ہاتھ رانوں پر مارنے شروع کیے تو میں نے دیکھا کہ یہ مجھے چپ کرانے کے لیے ایسا کرتے ہیں (مجھے غصہ تو بہت آیا) لیکن میں خاموش ہو گیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ۔ پوری کی تو میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں میں نے ایسا معلم جو اس طریق پر تعلیم دیتا ہو نہ پہلے دیکھا نہ بعد۔ آپ نے مجھے ڈانٹ پلائی نہ مارا نہ گالی دی۔ نہ قہر کیا۔ بلکہ مجھ سے فرمایا ۔

اِنَّ ھٰذِہِ الصَّلٰوۃَ لَا یَصْلُحُ فِیْھَا شَیْءٌ مِنْ کَلَامِ النَّاسِ اِنَّمَا ھِیَ التَّسْبِیْحُ وَالتَّکْبِیْرُ وَقِرَاءَۃُ الْقُرْاٰنِ

اس نماز میں درست نہیں ہے لوگوں کا کلام یہ تو تسبیح تکبیر اور قراءۃ قرآن پر مشتمل ہے ۔

(مسلم صفحہ ۲۰۳ ج ۱)

طبرانی کی روایت میں یہ الفاظ آتے ہیں۔

اِنَّ صَلٰوتَنَا لَا یَحِلُّ فِیْھَا شَیْءٌ مِنْ کَلَامِ النَّاسِ (نصب الرایہ صفحہ ۶۶ ج ۲ بحوالہ الطبرانی)

ہماری نماز میں نہیں حلال لوگوں کے کلام میں سے کچھ بھی ۔

اور دارقطنی کی روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بھی ہے ۔

اَلْکَلَامُ یَنْقُضُ الصَّلٰوۃَ وَلَا یَنْقُضُ الْوُضُوْءَ (دارقطنی صفحہ ۱۷۴ ج ۱)

کہ کلام نماز کو توڑ دیتا ہے ۔ وضو کو نہیں توڑتا ۔

۳۔ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِیْ رَبَاحٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ صَلّٰی بِاَصْحَابِہِ الظُّھْرَ اَوِ الْعَصْرَ رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَقِیْلَ لَہٗ

حضرت عطاء بن ابی رباحؒ سے روایت ہے کہ حضرت امیر المومنین عمر بن الخطابؓ نے اپنے ساتھیوں کو ظہر یا عصر کی نماز پڑھائی دو رکعت اور پھر سلام

اِنَّكَ صَلَّيْتَ رَكْعَتَيْنِ، قَالَ اَكَذٰلِكَ؟ قَالُوْا نَعَمْ، فَاَعَادَ بِهِمُ الصَّلٰوةَ

(کتاب الحجہ صـ۲۵۷/۱ج)

پھیر دیا، آپ سے کہا گیا کہ حضرت آپ نے دو رکعت ہی پڑھائی ہیں، تو حضرت عمرؓ نے لوگوں سے پوچھا کیا یہ بات درست ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں درست ہے، تو آپ نے پھر دوبارہ ان کو نماز پڑھائی۔

۴۔ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ قُلْتُ لِعَطَاءٍ اَرَأَيْتَ لَوْ سَهَوْتُ فِي الْمَكْتُوْبَةِ فَتَكَلَّمْتُ؟ قَالَ بِلَفْظَةٍ؟ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ قَدِ انْقَطَعَتْ صَلٰوتُكَ فَعُدْ لَهَا جَدِيْدًا

(مصنف عبدالرزاق صـ۳۲۹/۲ج)

حضرت ابن جریجؒ نے کہا میں نے حضرت عطاءؒ سے کہا کہ اگر میں فرض نماز میں سہواً یعنی بھول کر کلام کروں تو کیا حکم ہے، انہوں نے کہا کلام الفاظ کے ساتھ کیا ہے تو میں نے کہا ہاں انہوں نے کہا کہ تمہاری نماز قطع ہوگئی ہے پھر دوبارہ نئے سرے سے اس کو لوٹاؤ۔

۵۔ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ اَنَّهُ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ صَلّٰى فَتَكَلَّمَ، وَقَدْ بَقِيَتْ عَلَيْهِ رَكْعَةٌ، قَالَ يَسْتَقْبِلُ صَلٰوتَهُ۔

(مصنف عبدالرزاق صـ۳۳/۲ج مصنف ابن ابی شیبہ صـ۴۴۲/۲ج)

حضرت ابراہیم نخعیؒ سے پوچھا گیا اس شخص کے بارہ میں کہ جس نے نماز میں کلام کر لیا اور اس پر ایک رکعت ہی باقی ہے۔ تو ابراہیم نخعیؒ نے کہا نئے سرے سے نماز پڑھے۔

مسئلہ:۔ صاحب شرح نقایہ نے بحوالہ فتاوٰی محیط لکھا ہے۔ کہ اگر کسی شخص نے نماز میں چھینک ماری یا ڈکار لیا اور اس سے کچھ کلام بن گیا (لغوی کلام) تو اس سے نماز فاسد نہ ہوگی۔ کیونکہ اس سے بچنا دشوار ہے۔ (شرح نقایہ صـ۹۲/۱ج)

۲) **نماز میں مصافحہ کرنا**:۔ مصافحہ کرنا نماز میں مفسد صلوٰۃ ہے (کبیری صـ۴۴۲)

۳) **نماز میں سلام کرنا**:۔ سلام کرنا عمداً مفسد صلوٰۃ ہے اور سہواً مفسد نہیں (شرح نقایہ صـ۹۲/۱ج)

۴) **سلام وغیرہ کا جواب دینا** | نماز میں سلام کا جواب دینا ہر طرح مفسد ہے خواہ عمداً ہو یا سہواً کیونکہ یہ خطاب اور کلام ہے (شرح نقایہ صـ۹۲/۱ج)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے۔

"کُنَّا نُسَلِّمُ عَلَی النَّبِیِّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وَھُوَ فِی الصَّلٰوۃِ فَیَرُدُّ عَلَیْنَا فَلَمَّا رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِ النَّجَاشِیِّ سَلَّمْنَا عَلَیْہِ فَلَمْ یَرُدَّ عَلَیْنَا فَقُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کُنَّا نُسَلِّمُ عَلَیْکَ فِی الصَّلٰوۃِ فَتَرُدُّ عَلَیْنَا قَالَ اِنَّ فِی الصَّلٰوۃِ لَشُغْلاً۔"

کہ ہم نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام کرتے تھے آپ سلام کا جواب ہم پر لوٹاتے تھے جب ہم حبشہ کی طرف سے (نجاشیؓ کے پاس سے) واپس لوٹے تو ہم نے سلام کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا ہم نے عرض کیا کہ حضرت آپ پہلے سلام کا جواب دیتے تھے اب جواب نہیں دیتے کیا وجہ ہے؟ آپ نے فرمایا بیشک نماز میں مشغولی ہے (سلام کلام کرنا جائز نہیں)

(بخاری ص ۱۶۰/۱، مسلم ص ۲۰۴/۱)

اور ابوداؤد کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں۔

حَتّٰی اِذَا قَضٰی صَلٰوتَہٗ قَالَ اللّٰہُ یُحْدِثُ مِنْ اَمْرِہٖ مَا یَشَاءُ وَاِنَّ مِمَّا اَحْدَثَ اَنْ لَّا تَکَلَّمُوْا فِی الصَّلٰوۃِ فَرَدَّ عَلَیَّ السَّلَامَ وَقَالَ اِنَّ الصَّلٰوۃَ لِقِرَاءَۃِ الْقُرْاٰنِ وَذِکْرِ اللّٰہِ فَاِذَا کُنْتَ فِیْھَا فَلْیَکُنْ ذٰلِکَ شَانُکَ۔

جب آپ نے نماز پوری کی، تو فرمایا اللہ تعالےٰ اپنے حکم سے جو بات چاہے ظاہر فرماتا ہے۔ اور اب جو بات اس نے ظاہر فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ تم لوگ جب نماز میں ہو تو کلام نہ کرو۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سلام کا جواب دیا اور فرمایا بے شک نماز میں البتہ قرآن کی قرأت ہے اور اللہ کا ذکر۔ جب تم نماز میں ہو تو تمہاری یہی شان (حالت) ہونی چاہیے۔

(ابوداؤد ص ۱۳۳/۱)

نیز مندرجہ ذیل مسائل بھی انہی احادیث سے ثابت ہوتے ہیں۔

۵) **مسئلہ:۔** نماز میں چھینک والے کو یَرْحَمُکَ اللّٰہُ کہنے سے بھی نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

(ہدایہ ص ۸۶/۱، شرح نقایہ ص ۹۲/۱، کبیری ص ۴۲۹)

۶) **مسئلہ:۔** نماز سے باہر والے کی دعا پر آمین کہنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے (کبیری ص ۴۲۹)

۷) **مسئلہ**:- اذان کا جواب سننے سے بھی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ (کبیری ص ۴۴۴)

۸) **مسئلہ**:- بشارت (خوشخبری) سن کر الحمد للہ کہنے سے بھی نماز ٹوٹ جاتی ہے۔
(شرح نقایہ ص ۹۲ ج ۱، کبیری ص ۴۳۸)

۹) **مسئلہ**:- رنج دہ خبر سن کر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہنے سے بھی نماز ٹوٹ جاتی ہے (شرح نقایہ ص ۹۲ ج ۱، کبیری ص ۴۳۹)

۱۰) **مسئلہ**:- عجیب خبر سن کر سُبْحَانَ اللّٰہِ پڑھنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔
(شرح نقایہ ص ۹۲ ج ۱، کبیری ص ۴۳۸)

۱۱) **مسئلہ**:- کسی چیز کے نیچے گرنے پر بسم اللہ پڑھنے سے بھی نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

۱۲) **مسئلہ**:- کسی ناگوار بات کے سننے پر لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کہنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ (شرح نقایہ ص ۹۲ ج ۱، کبیری ص ۴۳۸)

۱۳) **مسئلہ**:- رنج وغم (دکھ درد) کی وجہ سے کراہنے آہ، اُف، ہائے کہنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے (جامع صغیر ص ۱۳، ہدایہ ص ۸۶ ج ۱، شرح نقایہ ص ۹۲ ج ۱، کبیری ص ۴۲۷)

عَنِ الشَّعْبِیِّ فِیْ رَجُلٍ قَالَ هَاهْ فِی الصَّلٰوۃِ قَالَ یُعِیْدُ

حضرت امام شعبیؒ کہتے ہیں کہ جو شخص نماز میں ہائے کہے تو نماز دوبارہ پڑھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۵۳۲ ج ۲)

۱۴) **مسئلہ**:- کسی دنیاوی رنج ومصیبت میں یا دنیوی غرض کے لیے آواز کے ساتھ رونے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ (جامع صغیر ص ۱۳، ہدایہ ص ۸۶ ج ۱، شرح نقایہ ص ۹۲ ج ۱، کبیری ص ۴۲۷)

مسئلہ:- نماز میں اللہ تعالیٰ کے خوف، رہبت، یا امر آخرت کی وجہ سے اگر گریہ طاری ہو تو یہ مفسد صلوٰۃ نہیں جب کہ یہ گریہ بے اختیار ہو۔ (ہدایہ ص ۸۶ ج ۱، شرح نقایہ ص ۹۲ ج ۱، کبیری ص ۴۳۶)
بلکہ ایسا رونا تو کمال خشوع پر دلالت کرتا ہے۔ جیسا کہ

۱۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الشِّخِّیْرِ رضی اللہ عنہ قَالَ اَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلم وَھُوَ یُصَلِّیْ وَلِجَوْفِہٖ

حضرت عبد اللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اس وقت آپ نماز پڑھ رہے تھے اور آپ کے

اَزِیْزٌ کَاَزِیْزِ الْمِرْجَلِ مِنَ الْبُکَاءِ (مسند احمد ص ۲۵ ج ۴، نسائی ص ۱۷۹ ج ۱، شمائل مع ترمذی ص ۵۹۳)

پیٹ مبارک سے ایسی آواز اٹھ رہی تھی، جیسے ہانڈی کا جوش ہوتا ہے۔

وَفِیْ رِوَایَۃٍ قَالَ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ وَفِیْ صَدْرِہٖ اَزِیْزٌ کَاَزِیْزِ الرَّحٰی مِنَ الْبُکَاءِ (ابو داؤد ص ۱۳۰ ج ۱)

ایک روایت میں یہ ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نماز پڑھ رہے تھے اور آپ کے سینہ مبارک سے رونے کی وجہ ایسی پر جوش آواز اٹھ رہی تھی جیسی چکی کی آواز ہوتی ہے۔

۲- قَالَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ شَدَّادٍ سَمِعْتُ نَشِیْجَ عُمَرَ وَاَنَا فِیْ اٰخِرِ الصُّفُوْفِ یَقْرَأُ اِنَّمَا اَشْکُوْا بَثِّیْ وَحُزْنِیْ اِلَی اللّٰہِ (بخاری ص ۹۹ ج ۱)

حضرت عبداللہ بن شدادؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ کے رونے کی آواز (نشیج کہتے ہیں رونے سے گلے میں آواز کا اٹکنا بغیر ترجیع کے اور بلند آواز کے) سنی اور میں آخری صف میں تھا۔ اس وقت وہ یہ آیت پڑھ رہے تھے اِنَّمَا اَشْکُوْا بَثِّیْ وَحُزْنِیْ اِلَی اللّٰہِ۔

مسئلہ:- بعض لوگ ریار اور تصنع سے ایسا کرتے ہیں یہ روا (جائز) نہیں، حضرت شاہ ولی اللہؒ نے حضرت فاروق اعظمؓ کے عہد کا ایک واقعہ لکھا ہے، کہ ایک نمازی نماز میں ایسا نالہ و شیون کرتا تھا گویا دنیا بھر کا درد اور خشوع و خضوع اسی کے حصہ میں آیا ہے، حضرت عمرؓ نے فراست سے معلوم کر کے اسے ڈانٹا کہ مکار! ریا کار! تو خشیت الٰہی کا اظہار کر کے اپنی عظمت کا سکہ بٹھانا چاہتا ہے، تو وہ شخص باز آگیا۔ (ازالۃ الخفار ص ۲۷۰)

مسئلہ: حضرت امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ نمازی اگر خشوع و خضوع میں ضبط و تحمل کی طاقت رکھتا ہے اور پھر آواز سے روتا ہے تو نماز ٹوٹ جائے گی اگر طاقت نہیں رکھتا تو نماز نہیں ٹوٹے گی۔

(۱۵) **نماز میں کھانسنا**:- تنحنح (کھانسنا اور گلا تازہ کرنا) اس طرح سے کہ اس سے حروف

پیدا ہوں، اگر بغیر عذر کے ہو تو یہ مفسد صلوٰۃ ہے۔ اور اگر عذر تحسین صوت کے لیے ہو تو مفسد نہیں۔ (جامع صغیر ص۱۳، کبیری ص۴۴۹، ہدایہ ص۸۷ ج۱)

۱۶) **اپنے امام کے علاوہ غیر کو لقمہ دینا** | نماز کی حالت میں اپنے امام کے علاوہ غیر کو لقمہ دینے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

(جامع صغیر ص۱۳، ہدایہ ج۱ ص۸۷، شرح نقایہ ج۱ ص۹۲، کبیری ص۴۴۰)

مسئلہ ۱: بغیر ضرورت کے یا رکوع میں تاخیر کرنے کے بغیر اپنے امام کو بھی لقمہ دینا مکروہ ہے

مسئلہ ۱: ضرورت کے وقت یا امام کے قرأت سے رُک جانے کے وقت اگر امام رکوع میں تاخیر کرے تو اپنے امام کو لقمہ دینا جائز ہے۔ (شرح نقایہ ج۱ ص۹۲، ہدایہ ج۱ ص۸۷، کبیری ص۴۴۰)

۱۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَؓ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى صَلٰوةً فَقَرَأَ فِيْهَا فَلُبِّسَ عَلَيْهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ لِاُبَيٍّ اَصَلَّيْتَ مَعَنَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَمَا مَنَعَكَ (ابوداؤد ج۱ ص۱۳۱)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی اور اس میں قراءۃ کی اور آپ پر کچھ گڑبڑ ہو گئی، جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے حضرت ابیؓ سے فرمایا، کیا تم نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی ہے؟ انہوں نے عرض کیا ہاں، فرمایا کہ تم نے لقمہ کیوں نہ دیا۔

۲۔ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ اِذَا اسْتَطْعَمَكَ الْاِمَامُ فَاَطْعِمْهُ

(مصنف ابن ابی شیبہ ج۲ ص۴۷)

حضرت علیؓ نے کہا ہے کہ اگر امام تم سے لقمہ کا طالب ہو تو اس کو لقمہ دو۔

۳۔ عَنْ نَافِعٍ قَالَ صَلّٰى بِنَا ابْنُ عُمَرَؓ قَالَ فَتَرَدَّدَ قَالَ فَفَتَحْتُ عَلَيْهِ فَاَخَذَ عَنِّيْ (مصنف ابن ابی شیبہ ج۲ ص۴۷)

حضرت نافعؒ کہتے ہیں کہ ہمیں حضرت ابن عمرؓ نے نماز پڑھائی وہ ایک آیت کو بار بار دہراتے تھے تو میں نے لقمہ دیا، انہوں نے اٹھا لیا۔

۴۔ اسی طرح حضرت حسن بصریؒ، محمد ابن سیرینؒ، عطاؒ سے منقول ہے (مصنف ابن ابی شیبہ ج۲ ص۴۷)

مسئلہ ۲: جو شخص نماز نہیں پڑھ رہا اس نے اگر نماز پڑھنے والے کو لقمہ دیا اور نماز پڑھنے والے

نے لقمہ لے لیا تو اس کی نماز ٹوٹ جائے گی (کبیری ص۴۴۱)

مسئلہ:۔ مقتدی کے علاوہ اگر کسی نے امام کو لقمہ دیا اور امام نے لقمہ لے لیا تو امام اور تمام مقتدیوں کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ (شرح وقایہ ص۱۶۴ ج۱)

۱۷) ناپاک جگہ پر سجدہ کرنا مکان نجس و ناپاک جگہ پر سجدہ کرنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

(درمختار ص۹۰ ج۱، شرح نقایہ ص۹۲ ج۱)

۱۸) تکبیر اللہ اکبر کے ہمزہ یا با کو لمبا کرنا اَللّٰہُ اَکْبَرُ کے ہمزہ (آللّٰہُ اَکْبَرُ یا بااللہ اکبر) کو لمبا کر کے پڑھنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے

(درمختار ص۴۷ ج۱، ص۹۰ ج۱)

۱۹) قراءۃ میں فاحش غلطی قراءۃ میں اگر فاحش غلطی ہو گئی جس سے مفہوم یا معنیٰ بدل جائے تو نماز فاسد ہو جائے گی (درمختار ص۹۰ ج۱)

۲۰) قرآن کو موسیقی کی طرز پر گا کر پڑھنا قرآن پاک کو موسیقی کی طرز میں پڑھنے سے بھی نماز فاسد ہو گی (درمختار ص۹۰ ج۱)

۲۱) نماز کی دعا میں دنیاوی حاجت مانگنا نماز کی دعا میں ایسی حاجت مانگنی جو آدمیوں سے مانگی جاتی ہے، جیسے اے اللہ! فلانی عورت سے میرا نکاح کر دے، یا مجھے اتنے ہزار روپیہ دے دے، مجھے فلاں کپڑا پہنا دے، فلاں کھانا کھلا دے وغیرہ سے نماز فاسد ہو جاتی ہے (ہدایہ ص۱۲۶ ج۱، شرح نقایہ ص۹۳ ج۱، کبیری ص۴۴۷)

مسئلہ:۔ برخلاف اس کے اَللّٰھُمَّ عَافِنِیْ وَاعْفُ عَنِّیْ وَارْزُقْنِیْ وغیرہ یعنی اے اللہ مجھے عافیت دے، اور مجھے معاف فرما دے اور مجھے رزق دے، وغیرہ دعا سے نماز فاسد ہو گی (شرح نقایہ ص۹ ج۱)

۲۲) نماز میں قہقہہ لگانا بالغ نمازی کے نماز میں قہقہہ لگانے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اور وضو بھی ٹوٹ جاتا ہے۔

(ہدایہ ص۸۵ ج۱، کبیری ص۱۴۱ تا ۱۴۲ وشرح نقایہ ص۱۲ ج۱)

اس سلسلہ میں باحوالہ بحث کتاب الطہارت نواقض وضو، ص۸۷ پر گذر چکی ہے۔

مسئلہ:۔ نماز میں (ضحک) ہنسنے سے صرف نماز فاسد ہوتی ہے، اور تبسم سے نہ نماز ٹوٹتی

سے نہ وضو۔ (شرح نقایہ ص ۱۲/۱ ، کبیری ص ۱۴۲ و ص ۱۴۳)

۱۔ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لَا یَقْطَعُ الصَّلٰوۃَ الْکَشْرُ وَلٰکِنْ یَقْطَعُهَا الْقَهْقَهَۃُ

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہنسنے یا دانت نکالنے سے نماز قطع نہیں ہوتی، لیکن قہقہہ سے ٹوٹ جاتی ہے۔

(مجمع الزوائد ص ۸۲/۲ بحوالہ طبرانی فی الصغیر)

۲۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ التَّبَسُّمُ لَا یَقْطَعُ وَلٰکِنْ تَقْطَعُ الْقَرْقَرَۃُ

حضرت جابرؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ تبسم نماز کو قطع نہیں کرتا، لیکن زور دار ہنسی (قہقہہ) سے نماز قطع ہوتی ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۸۷/۱ و)

۳۔ عَنِ الْعَطَاءِ وَالْحَسَنِ اَنَّهُمَا لَمْ یَرَیَا بِالتَّبَسُّمِ فِی الصَّلٰوۃِ شَیْئًا (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۸۷/۱)

حضرت عطاءؒ اور حسن بصریؒ تبسم سے نماز میں کوئی خلل محسوس نہیں کرتے تھے۔

۴۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ اِذَا ضَحِكَ الرَّجُلُ فِی الصَّلٰوۃِ اَعَادَ الصَّلٰوۃَ وَلَمْ یُعِدِ الْوُضُوْءَ

حضرت جابرؓ بن عبد اللہؓ نے کہا کہ جب کوئی آدمی نماز میں ہنستا ہے، تو اس کو نماز دوبارہ لوٹانی چاہیئے اور وضوء نہ لوٹائے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۸۷/۱ و عبد الرزاق ص ۳۷۷/۲)

۵۔ عَنْ هِشَامٍ قَالَ ضَحِكَ اَخِیْ فِی الصَّلٰوۃِ فَاَمَرَهُ عُرْوَۃُ اَنْ یُعِیْدَ الصَّلٰوۃَ وَلَمْ یَاْمُرْهُ اَنْ یُعِیْدَ الْوُضُوْءَ

حضرت ہشامؒ سے روایت ہے میرے بھائی نماز میں ہنس پڑے تو حضرت عروۃؒ نے حکم دیا کہ نماز دوبارہ لوٹائے۔ اور وضوء کے لوٹانے کا حکم نہ دیا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۸۷/۱)

اسی طرح امام زہریؒ، مجاہدؒ و دیگر حضرات سے منقول ہے۔ (مصنف عبد الرزاق ص ۳۷۷/۲ و ابن ابی شیبہ ص ۳۸۷/۱)

نوٹ:- قہقہہ، ضحک اور تبسم میں فرق کے سلسلہ میں صاحب شرح نقایہ لکھتے ہیں۔

قَهْقَهَةٌ وَهِيَ مَا تَكُوْنُ مَسْمُوْعَةً لَهُ وَلِجِيْرَانِهٖ سَوَاءٌ ظَهَرَتْ اَسْنَانُهُ اَوْلَا وَالضِّحْكُ مَا يَكُوْنُ مَسْمُوْعًا لَهُ دُوْنَ غَيْرِهٖ وَتَبْطُلُ بِهِ الصَّلٰوةُ دُوْنَ الْوُضُوْءِ وَالتَّبَسُّمُ مَالَا يُسْمَعُ اَصْلًا وَلَيْسَ بِمُبْطِلٍ لِوَاحِدٍ مِّنْهُمَا۔ (شرح نقایہ ج۱ ص۱۲ وھٰکذا فی الکبیری ص۱۴۳)

قہقہہ کی تعریف یہ ہے کہ جو خود اپنے آپ کو اور ساتھ والوں کو سنائی دے، برابر ہے کہ دانت ظاہر ہوں یا نہ ہوں، اور ضحک وہ ہوتا ہے کہ جو خود اپنے آپ کو سنائی دے، دوسرے کو سنائی نہ دے اس کے ساتھ نماز تو باطل ہو جاتی ہے، لیکن وضو نہیں باطل ہوتا، اور تبسم وہ ہوتا ہے جو کسی کو نہ سنائی دے، اور اس سے نہ نماز باطل ہوتی ہے اور نہ وضو۔

۲۳) نماز میں برہنہ ہو جانا

ایک رکن کے ادا کرنے کی مقدار تک اگر برہنہ ہو تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ (درمختار ص۹ ج۱)

۲۴) نماز میں پاگل، بیہوش یا جنبی ہو جانا

نماز میں جنون، بیہوشی، یا جنابت لاحق ہو جائے تو نماز فاسد ہو جائے گی (ہدایہ ص۸۲ ج۱)

۲۵) زخم کے درست ہونے سے پٹی وغیرہ کا گر جانا

دوران نماز اگر زخم کے درست ہو جانے سے پٹی یا کھپچی وغیرہ گر جائے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ (ہدایہ ص۸۳ ج۱)

۲۶) نمازِ فجر میں سورج نکل آنا

اگر صبح کی نماز میں سورج نکل آیا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ (ہدایہ ص۸۳ ج۱)

۲۷) نماز میں نااہل کو خلیفہ بنانا

اگر امام نے دوران نماز ایسے شخص کو خلیفہ بنا دیا جو خلیفہ بننے کا اہل نہیں ہے تو اس سے بھی نماز فاسد ہو جائے گی۔ (ہدایہ ص۸۳ ج۱)

۲۸) برہنہ نمازی کا دوران نماز کپڑے پر قادر ہو جانا

اگر برہنہ آدمی جو نماز پڑھ رہا ہے دوران نماز پردہ پوشی کے لیے کپڑا وغیرہ

پالے تو نماز فاسد ہو جائے گی (ہدایہ ص ۸۳ ج ۱)

۲۹) **اشارے سے نماز پڑھنے والے کا رکوع و سجود پر قادر ہو جانا** اگر لاچار آدمی جو اشارے سے نماز پڑھ رہا ہے، رکوع و سجود اور قیام پر قادر ہو جائے تو نماز فاسد ہو جائے گی (ہدایہ ص ۸۲ ج ۱)

۳۰) **دورانِ نماز مدت مسح کا پورا ہو جانا** موزوں پہ مسح کرنے والے شخص کی اگر دورانِ نماز مدتِ مسح ختم ہو گئی تو نماز ٹوٹ جائیگی (ہدایہ ص ۸۳ ج ۱)

۳۱) **تیمم کرنیوالے کا دورانِ نماز پانی پر قادر ہو جانا** تیمم کرکے نماز پڑھنے والا شخص دورانِ نماز اگر پانی کو دیکھ لے اور پانی کے استعمال پر قادر بھی ہو تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ (ہدایہ ص ۸۳ ج ۱)

۳۲) **نماز میں کوئی چیز کھانا یا پینا** اگر دورانِ نماز باہر سے کوئی چیز کھائے یا پیئے گا۔ چاہے تل کے برابر ہی کوئی چیز نگل لے تو اس سے نماز فاسد ہو جائے گی۔ (شرح نقایہ ص ۹۳ ج ۱)

۱۔ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اِذَا اَكَلَ اَوْشَرِبَ فِي الصَّلٰوةِ اسْتَقْبَلَ الصَّلٰوةَ (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۴۷۶ ج ۲)

حضرت ابراہیم نخعیؒ سے روایت ہے کہ جب کوئی شخص کھائے پیئے نماز میں تو وہ نئے سرے سے نماز پڑھے۔

۲۔ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَطَاءٍ اٰكُلُ فِي التَّطَوُّعِ، وَاشْرَبُ وَلَوْ مُجَّةً؟ قَالَ لَا لَعَمْرِيْ، وَلٰكِنِ انْصَرِفْ وَاشْرَبْ۔ (مصنف عبدالرزاق ص ۳۳۲ ج ۲)

حضرت ابن جریجؒ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا میں نے حضرت عطاءؒ سے کہا کہ کیا میں نفل نماز میں کھا پی سکتا ہوں، خواہ ایک گھونٹ ہو انہوں نے کہا کہ نہیں! ہاں نماز سے فارغ ہو کر پیو۔

مسئلہ: دانتوں کے درمیان سے کوئی چیز دورانِ نماز نکال کر کھائے گا تو اگر چنے کے دانہ کے برابر یا اس سے بڑی ہو تو اس سے نماز فاسد ہو جائے گی۔ (شرح نقایہ ص ۹۳ ج ۱)

۳۳) **نماز میں سینہ کا قبلہ سے پھر جانا:** نماز میں اگر نمازی کا سینہ قبلہ کی طرف سے

پھر جائے گا تو نماز ٹوٹ جائے گی۔ (در مختار صـ۹۰ ج۱)

(۲۴) **عمل کثیر** | عمل کثیر سے نماز فاسد ہو جائے گی۔ (در مختار صـ۹۰ ج۱، شرح نقایہ صـ۹۳ ج۱)

عمل کثیر کی تعریف | فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ عمل کثیر وہ ہوتا ہے جس میں دونوں ہاتھ استعمال کرنے کی ضرورت ہو، اور حضرت امام ابو حنیفہؒ سے منقول ہے کہ عمل کثیر و عمل قلیل کو معلوم کرنے کے لیے مبتلا بہ کی رائے کا اعتبار ہو گا، جس کو وہ خود کثیر خیال کرے وہ کثیر ہو گا، اور بعض فرماتے ہیں کہ جس کو دیکھنے والا عمل کثیر سمجھے وہ عمل کثیر ہے

(شرح نقایہ صـ۹۳ ج۱)

مسئلہ:۔ بچے، بچی کو نماز میں اٹھانے سے نماز فاسد نہیں ہوتی (فتح الملہم شرح مسلم صـ۱۴۰ ج۲)
کیونکہ یہ عمل قلیل ہے اور عمل قلیل سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔

مسئلہ:۔ اگر بچے کے جسم یا کپڑوں پر نجاست لگی ہوئی ہو تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ (فتح الملہم صـ۱۴۰ ج۲)

مسئلہ:۔ عورت نے نماز میں بچے کو اٹھایا بچے نے عورت کے پستان کو چوسا اور اس سے دودھ نکلا تو ایسی صورت میں اس عورت کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ (کبیری صـ۴۴۳، فتح الملہم صـ۱۴۱ ج۲)

مسئلہ:۔ فتاوی تاتارخانیہ میں ہے کہ اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو نماز کی حالت میں شہوت سے چھوا یا اس کا بوسہ لیا تو اس کی نماز ٹوٹ جائے گی۔ (کبیری صـ۴۴۹ و فتح الملہم صـ۱۴۱ ج۲)

(۲۵) **عورت کا نماز میں مرد کے برابر کھڑے ہونا** | عورت اگر نماز میں مرد کے ساتھ محاذات میں آجائے اور عورت ہو بھی بالغ خواہ محرم ہی کیوں نہ ہو، اور دونوں ایک ہی نماز تحریمہ میں شریک ہوں، درمیان میں کوئی حائل بھی نہ ہو، اور عورت جنون، حیض، نفاس والی بھی نہ ہو، اور ایک رکن کی ادائیگی کی مقدار میں محاذات ہو، دونوں ایک ہی امام کے مقتدی ہوں، اور امام نے عورت کی امامت کی نیت بھی کی ہو، یا عورت مقتدی ہو اور مرد نے عورت کی امامت کی نیت بھی کی ہو تو ایسی صورت میں مرد کی نماز فاسد ہو جائے گی (ہدایہ صـ۷۹ ج۱، شرح نقایہ صـ۸۹ ج۱، شرح وقایہ صـ۱۵۴ ج۱)

مسئلہ:۔ اگر دوسرے نمازی کا کپڑا بحالت نماز نیچے دب گیا، اور اس نمازی کے چھڑانے سے اس نے کپڑا چھوڑ دیا، تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی، اور اگر اپنے ارادہ سے کپڑا چھوڑا تو نماز

فاسد نہ ہوگی

وجہ فساد یہ ہے کہ امتثال امر غیر نماز میں موجب فسادِ نماز ہے، غیر اللہ کا امتثال نماز میں جائز نہیں۔ (فتاوی رشیدیہ صـ ۵۵)

مکروہات نماز

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

۱۔ حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلَوٰةِ الْوُسْطَىٰ وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ ﴿۲۳۸﴾ فَإِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا أَوْ رُكْبَانًا ۖ فَإِذَا أَمِنتُمْ فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَمَا عَلَّمَكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ ﴿۲۳۹﴾ (البقرۃ پ ۲)

اور نگرانی کرو سب نمازوں کی بالخصوص صلوٰۃ وسطیٰ (نماز عصر) کی، اور کھڑے ہو نماز میں اللہ تعالےٰ کے سامنے خشوع خضوع سے عاجزی کرنے والے پھر اگر تم خوف کی حالت میں ہو تو پاؤں پر کھڑے کھڑے نماز پڑھ لو، یا سواری پر، پس جب امن کی حالت ہو تو پھر اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو، جس طرح اس نے تمہیں سکھلایا ہے، وہ جو تم نہیں جانتے تھے۔

۲۔ قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ﴿۱﴾ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ ﴿۲﴾ (المؤمنون پ ۱۸)

تحقیق فلاح پائی ایمان والوں نے، جو اپنی نمازوں میں خشوع کرنے والے ہیں۔

امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی کتاب الصلوٰۃ میں ایک روایت نقل کی ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يُصَلُّونَ وَلَا يُصَلُّونَ۔ (کتاب الصلوٰۃ صـ ۲)

لوگوں پر ایسا زمانہ آجائے گا کہ وہ نماز پڑھتے ہونگے لیکن حقیقت میں وہ نماز نہیں پڑھتے ہوں گے

مسئلہ: فقہائے کرام فرماتے ہیں۔

وَكُرِهَ كُلُّ هَيْئَةٍ فِيهَا

نماز میں ہر ایسی ہیئت جس میں خشوع خضوع نہ

تَرْکُ خُشُوْع (شرح نقایہ ص ۹۴/۱) ہو مکروہ ہے۔

۱) سدل

نماز میں سدل (یعنی سر پہ کپڑا لٹکانا بغیر لپیٹنے کے) مکروہ ہے۔
(ہدایہ ص ۹۱/۱، شرح نقایہ ص ۹۴/۱، کبیری ص ۳۴۷)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اَنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ نَھٰی عَنِ السَّدْلِ فِی الصَّلٰوۃِ (ابوداؤد ص ۹۴/۱، ترمذی ص ۸۱، مستدرک حاکم ص ۲۵۲/۱)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے نماز میں سدل سے منع فرمایا ہے۔

مسئلہ:- مفلر اور گلوبند گلے میں لپیٹنا مکروہ نہیں ہے۔

۲ تغطی فاہ (منہ ڈھانپنا)

منہ ڈھانپ کر نماز پڑھنی بھی مکروہ ہے۔
(شرح نقایہ ص ۹۴/۱، کبیری ص ۳۴۵)

علامہ شامیؒ بحوالہ زیلعیؒ لکھتے ہیں کہ

وَیُکْرَہُ التَّلَثُّمُ وَھُوَ تَغْطِیَۃُ الْاَنْفِ وَالْفَمِ فِی الصَّلٰوۃِ لِاَنَّہٗ یُشْبِہُ فِعْلَ الْمَجُوْسِ حَالَ عِبَادَتِھِمُ النِّیْرَانَ زَیْلَعِیْ وَنَقَلَ عَنْ اَبِی السُّعُوْدِ اَنَّھَا تَحْرِیْمِیَّۃٌ (شامی ص ۶۱۱/۱، اوجز المسالک ص ۳۴/۱)

مکروہ ہے منہ پہ کپڑا لپیٹنا یعنی منہ اور ناک کو نماز کی حالت میں ڈھانپنا، کیونکہ یہ مجوس کے فعل کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے، جب مجوس آگ کی عبادت کرتے ہیں۔ اور طحطاویؒ نے ابوالسعودؒ سے نقل کیا ہے کہ یہ فعل مکروہ تحریمی ہے۔

۱۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں منہ ڈھانپنے سے منع فرمایا ہے۔ (ابوداؤد ص ۹۴/۱، مستدرک حاکم ص ۲۵۳/۱)

۲۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْمُجَبَّرِ اَنَّہٗ یَرَی سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰہِ اِذَا رَأَی الْاِنْسَانَ یُغَطِّیْ فَاہُ وَھُوَ فِی الصَّلٰوۃِ جَبَذَ الثَّوْبَ جَبْذًا شَدِیْدًا حَتّٰی یَنْزِعَہٗ عَنْ فِیْہِ (موطا امام مالک ص ۱۲۵)

حضرت عبدالرحمٰن بن مجبرؒ سے روایت ہے حضرت سالم بن عبداللہؒ جب کسی انسان کو دیکھتے تھے کہ وہ نماز میں منہ کو ڈھانپتا ہے تو وہ اس کپڑے کو زور سے کھینچ کر اتار دیتے تھے۔

مسئلہ: البتہ اگر جمائی آئے، تو پھر منہ کو ہاتھ سے ڈھانپنا مستحب ہوتا ہے۔ (کبیری ص ۳۴۵)

۴) تثاؤب یعنی جمائی لینا

نماز میں جمائی لینا مکروہ ہے۔ (شرح نقایہ ص ۹۳/۱، شامی ص ۶۰۳/۱)

۱۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلم اِذَا تَثَاءَبَ اَحَدُکُمْ فِی الصَّلٰوۃِ فَلْیَکْظِمْ مَا اسْتَطَاعَ فَاِنَّ الشَّیْطٰنَ یَدْخُلُ (مسلم ص ۴۱۳/۲)

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں کوئی شخص نماز میں جمائی لیتا ہے۔ تو اس کو چاہیے کہ جس قدر وہ طاقت رکھتا ہے اپنے منہ کو دبائے کیونکہ اس حالت میں شیطان اندر داخل ہوتا ہے

۲۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلم قَالَ اَلتَّثَاؤُبُ مِنَ الشَّیْطٰنِ فَاِذَا تَثَاءَبَ اَحَدُکُمْ فَلْیَرُدَّہٗ مَا اسْتَطَاعَ فَاِنَّ اَحَدَکُمْ اِذَا قَالَ هَا ضَحِکَ الشَّیْطٰنُ (بخاری ص ۴۶۴/۱)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جمائی شیطان سے ہوتی ہے (یعنی شیطان اس سے خوش ہوتا ہے) جب تم سے کوئی شخص نماز میں جمائی لیتا ہے تو اس کو چاہیے کہ اس کو دبائے جتنی طاقت رکھتا ہو۔ کیونکہ تم میں سے کوئی شخص جب ھا کرتا ہے تو شیطان ہنستا ہے۔

وَفِیْ رِوَایَۃِ ابْنِ مَاجَۃَ فَلْیَضَعْ یَدَہٗ عَلٰی فِیْهِ۔ (ابن ماجہ ص ۶۸ ومثلہ مسلم ص ۴۱۳/۲)

ابن ماجہ اور مسلم کی روایت میں ہے کہ اپنا ہاتھ منہ پر رکھے۔

۳۔ عَنْ عَدِیِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّہٖ رَفَعَہٗ قَالَ اَلْعُطَاسُ وَالنُّعَاسُ وَالتَّثَاؤُبُ فِی الصَّلٰوۃِ وَالْحَیْضُ وَالْقَیْءُ وَالرُّعَافُ مِنَ الشَّیْطٰنِ۔ (ترمذی ص ۳۹۲)

حضرت عدی بن ثابت عن ابیہ عن جدہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نماز میں چھینک، اونگھ (نیند) جمائی، حیض، نکسیر شیطان سے ہیں (یعنی شیطانی کام ہیں جن پر شیطان خوش ہوتا ہے کیونکہ ان سے نماز قطع ہوتی ہے یا یہ خلل پڑتا ہے)

مسئلہ :- فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ جمائی نماز سے خارج بھی مکروہ ہے۔ اگر نچلے ہونٹ کو دانتوں سے دبائے تو رک جاتی ہے

علامہ شامیؒ اور قدوریؒ نے اپنا تجربہ بیان کیا ہے کہ اگر دل میں یہ سوچے کہ انبیاء علیہم والسلام جمائی نہیں لیتے تھے تو فوراً دور ہو جائے گی۔ (فتاویٰ شامی ص۴۴۶ ج۱)

۴) **تمطّی یعنی انگڑائی** یہ بھی نماز کی حالت میں مکروہ ہے، یہ غفلت اور کسل (سستی) کی علامت ہے۔ (شرح نقایہ ص۹۳ ج۱)

۵) **اعتجار** نماز میں اعتجار مکروہ ہے۔ (کبیری ص۳۴۵)
اس کے دو معنی آتے ہیں۔

۱۔ پگڑی کا کچھ حصہ سر پر لپیٹنا اور کچھ حصہ چہرے اور گردن پر لپیٹ لینا۔

۲۔ رومال وغیرہ سر پہ لپیٹنا اور درمیان میں سر کو ننگا چھوڑنا۔

لِکَوْنِهٖ فِعْلَ الْجُفَاةِ مِنَ الْاَعْرَابِ۔ (کبیری ص۳۴۶)

کیونکہ یہ اجڈ جاہل دیہاتیوں کے فعل سے مشابہت رکھتا ہے۔

۶) **التفات** نماز میں التفات (اِدھر اُدھر دیکھنا) مکروہ ہے۔
(ہدایہ ص۹۰ ج۱، کبیری ص۳۱۵)

۱۔ عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا بُنَیَّ اِیَّاکَ وَالْاِلْتِفَاتَ فِی الصَّلٰوۃِ فَاِنَّ الْاِلْتِفَاتَ فِی الصَّلٰوۃِ هَلَکَةٌ فَاِنْ کَانَ لَا بُدَّ فَفِی التَّطَوُّعِ۔

(ترمذی ص۱۱۱)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا، اے بیٹے! بچاؤ اپنے آپ کو نماز میں التفات سے کیونکہ نماز میں التفات (اِدھر اُدھر دیکھنا) ہلاکت کا باعث ہے۔ پس اگر التفات ہو تو پھر فرائض میں نہیں ہونا چاہیے، مکروہ ہونے کے باوجود نفل میں ایک حد تک قابلِ برداشت ہوگا۔

۲۔ عَنْ عَائِشَةَؓ قَالَتْ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے کہا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال

الالتفات فقال ھو اختلاس یختلسه الشیطان من صلوة العبد۔ (بخاری ص۱۰۴ ج۱، ترمذی ص۱۱، نسائی ص۱۷۶ ج۱)

کہ نماز میں التفات کے بارہ میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ التفات اچکنا ہوتا ہے جو بندے کی نماز میں سے شیطان اچک لیتا ہے

۳- وعن ابی ذرؓ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یزال اللہ عزّ وجلّ مقبلاً علی العبد وھو فی صلوته ما لم یلتفت فاذا التفت انصرف عنه۔
(مسند احمد ص۱۷۲ ج۵، ابوداؤد ص۱۳۱ ج۱، نسائی ص۱۷۶ ج۱، دارمی ص۲۱۸ ج۱)

حضرت ابوذرؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ برابر متوجہ رہتا ہے اپنے بندہ کی طرف جب تک وہ نماز میں ہوتا ہے جب بندہ ادھر ادھر التفات کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی توجہ ہٹا دیتا ہے۔

۴- وعن کعبؓ ما من مؤمن یقوم مصلیاً الا وکّل اللہ ملکاً ینادی یا ابن آدم لو تعلم ما فی صلوتک ومن تناجی ما التفتّ (بیہقی فی شعب الایمان ص— مستدرک حاکم ص— وصححه)

حضرت کعبؓ سے روایت ہے جو مومن کھڑا ہو کر نماز پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ اس کے لیے مقرر فرما دیتا ہے، وہ پکار کر کہتا ہے۔ اے ابن آدم! اگر تو جانتا کہ تیری نماز میں کیا ہے اور تم کس سے مناجات کرتے ہو، تو تم کبھی بھی التفات نہ کرتے۔

التفات کے تین درجے ہیں۔

۱- گوشہ چشم سے بغیر چہرہ کو ادھر ادھر پھیرنے کے یہ مکروہ نہیں ہے۔
(ہدایہ ص۹۰ ج۱، کبیری ص۳۵۱، شرح نقایہ ص۹۳ ج۱)

۲- منہ کو ادھر ادھر پھیرنا بغیر سینہ پھیرنے کے۔ یہ مکروہ ہے۔
(ہدایہ ص۹۰ ج۱، کبیری ص۳۵۱، شرح نقایہ ص۹۳ ج۱)

۳- سینہ کا منحرف ہوجانا، اس سے نماز فاسد ہوجاتی ہے۔
(شرح نقایہ ص۹۳ ج۱، کبیری ص۳۵۱، درمختار ص۹۰ ج۱)

۷) **غمض عینین یعنی آنکھوں کا بند کرنا** | نماز میں آنکھوں کا بند کرنا بھی مکروہ ہے۔
(کبیری ص۳۵۰، شرح نقایہ ص۹۳ ج۱)

۱۔ عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَا اَنَسُ اِجْعَلْ بَصَرَکَ حَیْثُ تَسْجُدُ (سنن الکبریٰ للبیہقی صـ۲۸۴/۲)	حضرت انسؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے انس! اپنی نگاہوں کو اس جگہ لگاؤ، جہاں سجدہ کرتے ہو۔
۲۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا قَامَ اَحَدُکُمْ فِی الصَّلٰوۃِ فَلَا یُغْمِضْ عَیْنَیْہِ (مجمع الزوائد صـ۸۳/۲ بحوالہ طبرانی فی معاجیمہ الثلاثۃ)	حضرت ابن عباسؓ نے مرفوعاً روایت بیان کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص نماز میں ہو تو اپنی آنکھیں بند نہ کرے۔
۳۔ عَنْ مُجَاھِدٍؒ وَقَتَادَۃَؒ اَنَّھُمَا کَانَا یَکْرَھَانِ تَغْمِیْضَ الْعَیْنَیْنِ فِی الصَّلٰوۃِ۔ (سنن الکبریٰ للبیہقی صـ۲۸۴/۲)	حضرت مجاہدؒ اور قتادہؒ سے روایت ہے کہ وہ نماز میں آنکھوں کو بند کرنا مکروہ خیال کرتے تھے۔

۸) پسینہ اور مٹی پیشانی سے پونچھنا

نماز میں پیشانی سے مٹی پسینہ وغیرہ پونچھنا بھی مکروہ ہے۔ (شرح نقایہ صـ۹۴/۱، کبیری صـ۳۵۷)

۱۔ عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَؓ قَالَتْ رَأَی النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم غُلَامًا لَّنَا یُقَالُ لَہٗ اَفْلَحُ اِذَا سَجَدَ نَفَخَ فَقَالَ یَا اَفْلَحُ تَرِّبْ وَجْھَکَ (ترمذی صـ۸۱)	ام المومنین حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے ایک غلام کو دیکھا جس کا نام افلح تھا، جب وہ سجدہ کرتا تھا تو پیشانی سے مٹی صاف کرتا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے افلح اپنے چہرے پر مٹی لگنے دو۔
۲۔ وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا قَامَ اَحَدُکُمْ فَلَا یَمْسَحِ الْحَصٰی	حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی نماز میں کھڑا ہوتا ہے۔ تو سنگریزوں کو صاف

فَاِنَّ الرَّحْمَۃَ تُوَاجِھُہٗ (ترمذی ص۸۱ ابوداؤد ص۱۳۶/۱ نسائی ص۱۷۷/۱ ابن ماجہ ص۷۲ مسند احمد ص۱۵۰/۵)

ذکرے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔

مسئلہ: نماز سے فارغ ہو کر پیشانی سے مٹی وغیرہ کا پونچھنا مستحب ہے۔ (شرح نقایہ ص۹۴/۱، کبیری ص۳۵۷)

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا قَضٰی صَلٰوتَہٗ مَسَحَ جَبْھَتَہٗ بِیَدِہِ الْیُمْنٰی (کبیری ص۳۵۸ بحوالہ ابن سنی)

حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پوری کر لیتے تھے تو اپنے دائیں ہاتھ کے ساتھ اپنی پیشانی کو صاف کر دیتے تھے۔

۹) اقعاء: نماز میں اقعاء بھی مکروہ ہے (شرح نقایہ ص۹۳/۱، کبیری ص۳۴۶)

امام کرخیؒ کہتے ہیں اقعاء یہ ہے کہ ایڑیوں کو کھڑا کر کے ہاتھ زمین پر لگائے اور طحطاویؒ نے اقعاء کی تفسیر یوں کی ہے کہ سرین پر بیٹھے، رانوں کو کھڑا کرنا چھاتی کو گھٹنوں سے لگانا، ہاتھ زمین پر رکھنا (طحطاوی ص۱۹۱، کبیری ص۳۴۶، شرح نقایہ ص۹۳/۱)

۱- عَنْ عَلِیٍّؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَا عَلِیُّ اِنِّیْ اُحِبُّ لَکَ مَا اُحِبُّ لِنَفْسِیْ وَاَکْرَہُ مَا اَکْرَہُ لِنَفْسِیْ لَا تُقْعِ بَیْنَ السَّجْدَتَیْنِ۔ (ترمذی ص۶۷)

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی! میں تیرے لیے وہی چیز پسند کرتا ہوں جو اپنے لیے پسند کرتا ہوں، اور تیرے لیے اس چیز کو ناپسند کرتا ہوں جو اپنے لیے ناپسند کرتا ہوں، سجدوں کے درمیان اقعاء کی شکل میں نہ بیٹھا کر۔

۲- عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ نَھَانِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ ثَلٰثٍ عَنْ نُقْرَۃٍ کَنُقْرَۃِ الدِّیْکِ وَاِقْعَاءٍ کَاِقْعَاءِ الْکَلْبِ وَالْتِفَاتٍ کَالْتِفَاتِ الثَّعْلَبِ

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چیزوں سے منع فرمایا (نماز میں) مرغ کی طرح ٹھونگا مارنے سے (جلدی جلدی سجدہ کرنا) اور کتے کی طرح بیٹھنے سے (سرین پر) اور لومڑی کی طرح ادھر ادھر دیکھنے

(مسند احمد ص ۳۱۱/۲ج) وَفِیْ رِوَایَۃٍ وَافْتِرَاشٍ کَافْتِرَاشِ الثَّعْلَبِ

سے، اور ایک روایۃ میں ہے کہ لومڑی کی طرح ہاتھ نیچے بچھانے سے۔

۱۰) **آستین چڑھانا** :- آستین چڑھا کر نماز پڑھنا بھی مکروہ ہے (کبیری ص ۲۵۷) کیونکہ یہ بدوضعی ہے اور زینت کے خلاف ہے۔

۱۱) **سامنے منہ کرکے بیٹھنے والے کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنا**

سامنے منہ کرکے بیٹھنے والے کی طرف نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ (کبیری ص ۲۵۸، شرح نقایہ ص ۹۶/۱ج)

۱۔ وَکَرِہَ عُثْمَانُ رض اَنْ یَّسْتَقْبِلَ الرَّجُلَ وَھُوَ یُصَلِّیْ (بخاری ص ۷۳/۱ج)

حضرت عثمان رض مکروہ خیال کرتے تھے کسی شخص کے منہ کی طرف رُخ کرکے نماز پڑھنے کو۔

۲۔ عَنْ عَلِیٍّ رض اَنَّہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ رَاٰی رَجُلًا یُّصَلِّیْ اِلٰی رَجُلٍ فَاَمَرَہٗ اَنْ یُّعِیْدَ الصَّلٰوۃَ (کبیری ص ۲۵۸، شرح نقایہ ص ۹۶/۱ج، بحوالہ مسند بزار)

حضرت علی رض نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا دوسرے شخص کی طرف (منہ کرکے) نماز پڑھتے ہوئے تو آپ نے اس سے فرمایا دوبارہ پڑھو۔

امام حلبی رح لکھتے ہیں۔

وَیَکُوْنُ اَنْ اَمَرَ بِالْاِعَادَۃِ لِاِزَالَۃِ الْکَرَاھَۃِ۔ (کبیری ص ۲۵۸)

اس حدیث میں نماز کے اعادہ کا حکم کراہت کو دور کرنے کے لیے۔

۱۲) **اختصار یعنی کمر یا کوکھ یا کولہے پر نماز میں ہاتھ رکھنا**

کمر یا کوکھ یا کولہے پر ہاتھ رکھنا نماز میں مکروہ تحریمی ہے۔ (کبیری ص ۳۵۰، ہدایہ ص ۹۰/۱ج، شرح نقایہ ص ۹۲/۱ج)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رض نَھَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّصَلِّیَ الرَّجُلُ مُخْتَصِرًا وفی روایۃ المستدرک عَنِ الْاِخْتِصَارِ

حضرت ابوہریرہ رض کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں کمر پہ ہاتھ رکھنے سے منع فرمایا

فِی الصَّلٰوۃِ
(بخاری صفحہ ۱۶۳ ج ۱، مسلم صفحہ ۲۰۶ ج ۱، مستدرک حاکم صفحہ ۲۶۴ ج ۱)

۱۳) آگ کے سامنے ہوتے ہوئے نماز پڑھنا

تنور یا انگیٹھی، چولہا سامنے ہو تو نماز مکروہ ہوتی ہے۔ (کبیری صفحہ ۳۷۰، شرح نقایہ صفحہ ۹۶ ج ۱)

چنانچہ فقہائے کرام نے لکھا ہے۔

وَيُكْرَهُ اَنْ يُّصَلِّيَ وَبَيْنَ يَدَيْهِ تَنُّوْرٌ اَوْ كَانُوْنٌ مُوْقَدٌ لِاَنَّهٗ تَشَبُّهٌ بِعِبَادَةِ النَّارِ بِخِلَافِ الشَّمْعِ وَالسِّرَاجِ وَالْقِنْدِيْلِ لِعَدَمِ التَّشَبُّهِ
(کبیری صفحہ ۳۷۰)

اور مکروہ ہے کوئی شخص نماز پڑھے اور اس کے سامنے تنور، انگیٹھی یا چولہا ہو، کیونکہ یہ آگ کی عبادت کے مشابہ ہے، البتہ اگر موم بتی یا چراغ اور قندیل سامنے ہو تو پھر مکروہ نہیں۔ کیونکہ اس میں تشبیہ نہیں ہے۔

۱۴) نماز میں آسمان کی طرف دیکھنا

نماز کی حالت میں آسمان کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنا مکروہ ہے۔ (شرح نقایہ صفحہ ۹۲ ج ۱، کبیری صفحہ ۳۶۹)

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضؓ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم مَا بَالُ اَقْوَامٍ يَرْفَعُوْنَ اَبْصَارَهُمْ اِلَى السَّمَاءِ فِيْ صَلَاتِهِمْ فَاشْتَدَّ قَوْلُهٗ فِيْ ذٰلِكَ حَتّٰى قَالَ لَيَنْتَهُنَّ عَنْ ذٰلِكَ اَوْ لَتُخْطَفَنَّ اَبْصَارُهُمْ
(بخاری صفحہ ۱۰۴ ج ۱، مسلم صفحہ ۱۸۱ ج ۱، عن ابی ہریرۃ رضؓ)

حضرت انس بن مالک رضؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں کو کیا ہے کہ نماز میں اپنی آنکھیں آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں اس بارہ میں آپ نے سخت کلام فرمایا یہاں تک کہ آپ نے فرمایا لوگ ایسا کرنے سے باز آجائیں ورنہ اُن کی آنکھیں اُچک لی جائیں گی۔

۱۵) کھانا حاضر ہوتے ہوئے نماز پڑھنا

کھانا حاضر ہو اور کھانے کا شدید تقاضا بھی ہو تو اس وقت نماز پڑھنی مکروہ ہے۔
(شرح نقایہ صفحہ ۹۴ ج ۱، کبیری صفحہ ۳۷۰)

۱۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا وُضِعَ عَشَاءُ اَحَدِکُمْ وَ اُقِیْمَتِ الصَّلٰوۃُ فَابْدَءُوْا بِالْعَشَاءِ وَلَا یَعْجَلْ حَتّٰی یَفْرُغَ مِنْہُ۔ (بخاری ص۹۲ ج۱، مسلم ص۲۰۸ ج۱)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ جب تم میں سے کسی کے رات کا کھانا سامنے رکھ دیا جائے اور نماز کھڑی ہو جائے تو پہلے کھانا کھاؤ، اور جلدی نہ کرو، یہاں تک کہ اس سے فارغ ہو جاؤ۔

۲۔ عَنْ عَائِشَۃَؓ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ لَا صَلٰوۃَ بِحَضْرَۃِ الطَّعَامِ وَلَا وَھُوَ یُدَافِعُہُ الْاَخْبَثَانِ (مسلم ص۲۰۸ ج۱)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا نماز نہیں ہوتی جب کھانا حاضر ہو اور نہ ایسی حالت میں نماز درست ہوگی جب کہ دو خبیث چیزیں (بول و براز) کا اسے تقاضا ہو، (یعنی کامل درجے کی نماز نہیں، علماء نے اس کو نفی کمال پر محمول کیا ہے)

۳۔ کَانَ ابْنُ عُمَرَؓ یَبْدَأُ بِالْعَشَاءِ وَقَالَ اَبُو الدَّرْدَاءِؓ مِنْ فِقْہِ الْمَرْءِ اِقْبَالُہٗ عَلٰی حَاجَتِہٖ حَتّٰی یُقْبِلَ عَلٰی صَلٰوتِہٖ وَقَلْبُہٗ فَارِغٌ (بخاری ص۹۲ ج۱)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ رات کا کھانا پہلے کھاتے تھے۔ اور حضرت ابو الدرداءؓ نے کہا کہ آدمی کی فقہ اور سمجھ سے یہ بات ہے کہ اپنی ضروری حاجت کو پورا کر کے پھر نماز کی طرف متوجہ ہو۔ اور اس کا قلب فارغ ہو۔

۱۶) حاقن ہونا

بول و براز اور ریح کا شدید تقاضا ہو تو ایسی حالت میں نماز پڑھنی مکروہ ہے (شرح نقایہ ص۹۴ ج۱، کبیری ص۳۶۶)

۱۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لَا یَحِلُّ لِرَجُلٍ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ یُّصَلِّیَ وَھُوَ حَقِنٌ

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، اس کے لیے حلال نہیں کہ وہ بول و براز کے تقاضے

حَتّٰی یَتَخَفَّفَ (ابوداؤد ص ۱۲/۱ج)

کے وقت نماز پڑھے۔ یہاں تک کہ اس سے ہلکا ہوجائے۔

۲۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا اَرَادَ اَحَدُكُمُ الْغَائِطَ فَلْيَبْدَأْ بِهٖ (ابن ماجہ ص ۴۸)

حضرت عبداللہ بن ارقمؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں کوئی پاخانہ پھرنے کا ارادہ کرتا ہے اور ادھر نماز قائم ہوجائے تو وہ نماز نہ پڑھے، بلکہ پہلے قضاء حاجت سے فارغ ہوجائے۔

۱۷) امام سے سبقت کرنا

افعالِ نماز کی ادائگی میں امام سے سبقت کرنا مکروہ ہے۔ (شرح نقایہ ص ۹۴/۱ج، کبیری ص ۲۷۰)

۱۔ عَنْ اَنَسٍؓ (مرفوعاً) اَيُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ اِمَامُكُمْ فَلَا تَسْبِقُوْنِیْ بِالرُّكُوْعِ وَلَا بِالسُّجُوْدِ وَلَا بِالْقِيَامِ وَلَا بِالْاِنْصِرَافِ۔ (مسلم ص ۱۸۰/۱ج وبمعناہ ابوداؤد ص ۹۱/۱ج، عن معاویۃؓ بن ابی سفیانؓ)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! میں تمہارا امام ہوں پس تم مجھ سے سبقت نہ کرو، رکوع سجود قیام میں اور نماز سے پلٹنے میں یعنی فارغ ہونے میں۔

۲۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اَمَا يَخْشٰى اَحَدُكُمْ اِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ قَبْلَ الْاِمَامِ اَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ رَاْسَهٗ رَاْسَ حِمَارٍ اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ صُوْرَتَهٗ صُوْرَةَ حِمَارٍ (بخاری ص ۹۶/۱ج، مسلم ص ۱۸۱/۱ج)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سجدہ کی حالت میں جو شخص اپنا سر امام سے پہلے اٹھاتا ہے کیا وہ اس سے ڈرتا نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کے سر کو یا اسکی صورت کو گدھے کی صورت بنائے۔

۱۸) آستین کو ملا کر نماز میں ہوا حاصل کرنا

آستین کو ملا کر ہوا حاصل کرنا نماز میں مکروہ ہے (شرح نقایہ ص ۹۳/۱ج، کبیری ص ۳۵۷)

صاحب شرح نقایہ لکھتے ہیں۔

وَیُکْرَہُ التَّرَوُّحُ بِالْکُمِّ وَ تَفْسُدُ بِالْمِرْوَحَۃِ (شرح نقایہ ص ۹۳ ج ۱)

آستین سے ہوا حاصل کرنا مکروہ ہے اور پنکھا ہلانے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے

۱۔ عَنْ اِبْرَاھِیْمَ اَنَّہٗ کَانَ یَکْرَہُ اَنْ یَّتَرَوَّحَ فِی الصَّلٰوۃِ یَعْنِیْ بِثَوْبِہٖ مِنَ الْحَرِّ۔ (مصنف عبدالرزاق ص ۲۷۶ ج ۲)

حضرت ابراہیم نخعیؒ سے روایت ہے کہ وہ نماز میں گرمی کی وجہ سے کپڑے وغیرہ سے ہوا حاصل کرنے کو مکروہ سمجھتے تھے۔

۲۔ عَنْ عَطَاءٍ کَرِھَہٗ (مصنف عبدالرزاق ص ۲۷۶ ج ۲)

حضرت عطاءؒ بھی اس کو مکروہ سمجھتے تھے۔

۳۔ عَنْ عُمَیْرِ بْنِ اَبِیْ اُمَیَّۃَ قَالَ تَرَوَّحْتُ بَیْنَ اَبِی الْعَالِیَۃِ وَمُسْلِمِ بْنِ یَسَارٍ فَنَھَیَانِیْ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۶۶ ج ۲)

حضرت عمیر بن ابی امیہؒ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابوالعالیہؒ اور مسلم بن یسارؒ کے سامنے نماز میں ہوا حاصل کرنے کی کوشش کی تو انہوں نے مجھے اس سے منع کر دیا۔

۱۹) نماز میں انگلیوں کا چٹخانا

نماز میں انگلیاں چٹخانا (فرقع) مکروہ ہے۔ (ہدایہ ص ۹۰ ج ۱، شرح نقایہ ص ۹۳ ج ۱، کبیری ص ۳۴۹)

۱۔ عَنْ عَلِیٍّؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُفَقِّعْ اَصَابِعَکَ وَاَنْتَ فِی الصَّلٰوۃِ (ابن ماجہ ص ۶۸) وَھُوَ مَعْلُوْلٌ بِالْحَارِثِ الْاَعْوَرِ۔ (کبیری ص ۳۴۹)

حضرت علیؓ سے روایت ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، نماز کی حالت میں انگلیوں کے کڑاکے نہ نکالو۔

۲۔ عَنْ اَنَسٍؓ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ کَانَ یَقُوْلُ اِنَّ الضَّاحِکَ فِی الصَّلٰوۃِ وَالْمُلْتَفِتَ وَالْمُفَقِّعَ اَصَابِعَہٗ

حضرت انسؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ فرماتے تھے نماز میں ہنسنے والا اور ادھر اُدھر التفات کرنے والا اور انگلیوں کے کڑاکے نکالنے والا یہ ایک ہی

بِمَنْزِلَةٍ وَاحِدَةٍ (مجمع الزوائد ص۷۹ ج۲ بحوالہ احمد والطبرانی فی الکبیر وفیہ ابن لهيعة وزبان بن فائد وهما ضعيفان۔

طرح کے ہیں۔

۳۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّهٗ كَرِهَ اَنْ يَّنْقُضَ الرَّجُلُ اَصَابِعَهٗ فِي الصَّلٰوةِ۔ (مصنف عبدالرزاق ص۲۷۱ ج۲ و ابن ابی شیبہ ص۳۴۴ ج۲، وكذا عن عطاءؒ

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نماز میں انگلیوں کے کڑاکے نکالنے کو مکروہ خیال کرتے تھے اس طرح حضرت عطاءؒ سے بھی منقول ہے۔

۴۔ اسی طرح امام ابراہیم نخعیؒ، سعید بن جبیرؒ اور مجاہدؒ سے منقول ہے (مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۴۴ ج۲)

۲۰) تشبیک

ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالنا (تشبیک) نماز میں مکروہ ہے۔ (شرح نقایہ ص۹۳ ج۱، کبیری ص۳۴۹، درمختار ص۹۱ ج۱)

۱۔ عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا تَوَضَّاَ اَحَدُكُمْ فَاَحْسَنَ وُضُوْءَهٗ ثُمَّ خَرَجَ عَامِدًا اِلَى الْمَسْجِدِ فَلَا يُشَبِّكَنَّ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ۔ فَاِنَّهٗ فِيْ صَلٰوةٍ (ترمذی ص۸۲، ابوداؤد ص۸۳ ج۱)

حضرت کعب بن عجرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں کوئی شخص اچھی طرح وضوء کرتا ہے، پھر وہ نماز کے ارادہ سے مسجد کی طرف نکل کر جاتا ہے، تو اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کے درمیان تشبیک نہ کرے، کیونکہ وہ نماز میں ہے (اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز سے خارج بھی تشبیک مکروہ ہے)

۲۔ عَنْ كَعْبٍؓ قَالَ نُهِيْنَا اَنْ نُّشَبِّكَ بَيْنَ اَصَابِعِنَا فِيْ

حضرت کعبؓ نے کہا ہم کو منع کیا گیا ہے (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے)

الصَّلٰوۃِ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۲/۲) کہ ہم نماز میں اپنی انگلیوں کو ایک دوسرے میں میں داخل کریں۔

۳- عَنْ اِبْرَاهِیْمَ اَنَّهُ کَرِهَ اَنْ یَّشْبِکَ بَیْنَ اَصَابِعِهٖ فِی الصَّلٰوۃِ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۶/۲) حضرت ابراہیم نخعی مکروہ خیال کرتے تھے کہ نماز میں ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کریں۔

۲۱) سجدہ میں کہنیوں کا زمین پر گرانا

کہنیوں کا سجدہ میں زمین پر گرا دینا مکروہ تحریمی ہے (ہدایہ ص۹۰/۱، شرح نقایہ ص۹۴/۱، کبیری ص۳۴۶)

عَنْ عَائِشَۃَ (مَرْفُوْعًا) یَنْهٰی اَنْ یَّفْتَرِشَ الرَّجُلُ ذِرَاعَیْهِ افْتِرَاشَ السَّبُعِ۔ (مسلم ص۱۹۵/۱) ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منع کرتے تھے کہ کوئی شخص اپنے بازوؤں کو نماز میں اس طرح زمین پر بچھائے جس طرح درندہ جانور بچھاتا ہے۔

۲۲) امام کی قراۃ کے وقت مقتدی کا قراءۃ کرنا یا دعا کرنا

جب امام قراءۃ کر رہا ہو تو اس حالت میں مقتدی کو دعا کرنی یا قرآن مجید پڑھنا خواہ فاتحہ ہی کیوں نہ ہو، مکروہ ہے۔

(ہدایہ ص۷۶/۱، شرح نقایہ ص۸۳/۱)

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا۔ (الاعراف ع۲۴ پ۹) جب قرآن مجید پڑھا جائے تو سنو اور خاموش رہو۔

۲۳) ننگے سر نماز پڑھنا

برہنہ سر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ (شرح نقایہ ص۹۵/۱، کبیری ص۳۴۸)

وَلَا بَاْسَ اِذَا فَعَلَهٗ تَذَلُّلًا وَّخُشُوْعًا (کبیری ص۳۴۹ وکذا شرح نقایہ ص۹۵/۱) اگر عاجزی اور خشوع کی وجہ سے ہو تو پھر مکروہ نہیں۔

۲۴) چادر وغیرہ کا ٹخنے سے نیچے لٹکانا

نماز میں چادر وغیرہ کا ٹخنے سے نیچے لٹکانا مکروہ ہے یعنی اِسْبَالُ الْاِزَارِ فِی الصَّلٰوۃِ

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مَا اَسْفَلَ مِنَ الْکَعْبَیْنِ مِنَ الْاِزَارِ فِی النَّارِ

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تہبند کا وہ حصہ جو ٹخنوں سے نیچے لٹکتا ہو وہ دوزخ میں ہوگا۔

(بخاری ص۸۶۱ ج۲، مسلم ص۱۹۶ ج۲)

۲۵) غیر معتاد طریقہ پر کپڑا پہننا

نماز میں غیر معتاد طریقہ پر کپڑا پہننا مکروہ ہے۔

۲۶) سجدہ کے مقام سے کنکر وغیرہ ہٹانا

سجدہ کے مقام سے سنگریزے کنکر وغیرہ ہٹانا مکروہ ہے مگر یہ کہ سجدہ ادا نہ ہو سکتا ہو تو پھر ایک آدھ دفعہ (ہدایہ ص۹۰ ج۱، شرح نقایہ ص، کبیری ص۳۵۰)

عَنْ مُعَیْقِیْبٍؓ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ فِی الرَّجُلِ یُسَوِّی التُّرَابَ حَیْثُ یَسْجُدُ قَالَ اِنْ کُنْتَ فَاعِلًا فَوَاحِدَۃً

حضرت معیقیبؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جو سجدہ کے مقام سے مٹی صاف کر رہا تھا اگر تم نے یہ ضرور ہی کام کرنا ہے تو صرف ایک آدھ دفعہ ہی کر لو

(بخاری ص۱۶۱ ج۱، مسلم ص۲۰۶ ج۱)

۲۷) زمین مغصوبہ یا غیر کی زمین پہ بلا اجازت و رضا کے نماز پڑھنا

ارضِ غیر میں اس کی رضا کے بغیر یا ارض مغصوبہ یا غیر کے کھیت جس میں زراعت (فصل) ہو نماز پڑھنا مکروہ ہے

۲۸) طلوع، استوار اور غروب شمس کے وقت نماز پڑھنا

اوقاتِ ثلاثہ طلوع، استوار اور غروب شمس کے وقت نماز مکروہ تحریمی ہے، اِلَّا عَصْرَ یَوْمِہٖ مگر اسی دن کی عصر کی نماز غروب شمس کے وقت باوجود کراہت کے ادا ہو جاتی ہے۔ (ہدایہ ص۵۲ ج۱، شرح نقایہ ص۵۶ ج۱، کبیری ص۲۴۲)

اس سلسلہ میں باحوالہ تفصیلی بحث ص۲۰۵ پر "اوقات مکروھہ" کے باب میں ملاحظہ کریں۔

۲۹) عشار کی نماز نصف رات کے بعد پڑھنا

عشار کی نماز نصف شب کے بعد پڑھنا اور مغرب کی نماز ستاروں کے خوب نمایاں ہونے

تک مؤخر کرنا مکروہ ہے (ہدایہ ص۵۱ ج۱، شرح نقایہ ص۵۵ ج۱)

باحوالہ بحث "اوقات صلوٰۃ" میں "نماز عشاء کا وقت" کے عنوان کے تحت ۱۸۵ پر گذر چکی ہے۔

۳۰) کفار کے عبادتخانوں میں نماز پڑھنا

کفار کے عبادتخانوں میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

۳۱) نجاست کے قریب نماز پڑھنی

نجاست کے قریب نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

۳۲) مواقع سبعہ سات مقامات پر نماز پڑھنی

مواقع سبعہ میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ (کبیری ص۳۶۲)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى اَنْ يُّصَلّٰى فِىْ سَبْعَةِ مَوَاطِنَ فِى الْمَزْبَلَةِ وَالْمَجْزَرَةِ وَالْمَقْبَرَةِ وَقَارِعَةِ الطَّرِيْقِ وَفِى الْحَمَّامِ وَفِىْ مَعَاطِنِ الْاِبِلِ وَفَوْقَ ظَهْرِ بَيْتِ اللّٰهِ۔ (ترمذی ص۸۰، ابن ماجہ ص۵۴)

(ترمذی ص۸۰، ابن ماجہ ص۵۴)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے سات مواقع میں نماز پڑھنے سے، کوڑا، کباڑ کی جگہ، بوچڑخانہ، مقبرہ۔ راستہ کے درمیان غسلخانہ۔ اونٹوں کے باڑہ میں (مویشی خانہ، اصطبل، گوبر والی جگہ، بیت الخلاء اور اس کی چھت بھی اسی حکم میں ہیں) اور بیت اللہ شریف کی چھت پر۔

مسئلہ:- امام احمدؒ کے نزدیک مقبرہ اور حمام میں نماز پڑھنی حرام ہے۔

مسئلہ:- جس جگہ گوبر، لید سے پائی ہوئی ہو وہاں بغیر پاک کپڑا یا مصلی بچھانے کے نماز درست نہیں۔

۳۳) نماز میں بدن، کپڑے، بال وغیرہ سے کھیلنا

نماز میں بدن، کپڑے، بال وغیرہ سے کھیلنا مکروہ ہے۔

(ہدایہ ص۹۰ ج۱، شرح نقایہ ص۹۴ ج۱)

۱۔ قَوْلُهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِنَّ اللّٰهَ كَرِهَ لَكُمُ الْعَبَثَ فِى الصَّلٰوةِ وَالرَّفَثَ فِى الصِّيَامِ وَالضَّحِكَ فِى الْمَقَابِرِ

(البیان والتبیین ص۳۰ للجاحظؒ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے ناپسند کیا نماز میں کھیلنا اور روزے میں شہوانی کلام کرنا اور قبرستان میں ہنسنا۔

۲۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍؓ قَالَ قَارُّوا الصَّلٰوۃَ سَکِّنُوْا اِطْمَئِنُّوْا۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ نماز میں سکون اور قرار پکڑو۔

(مجمع الزوائد صـ ۱۳۶/۲ بحوالہ طبرانی فی الکبیر)

۳۔ عَنْ عَطَاءٍؒ اَنَّہٗ کَانَ یَکْرَہُ کُلَّ شَیْءٍ مِّنَ الْعَبَثِ فِی الصَّلٰوۃِ قَالَ الثَّوْرِیُّ جَاءَتِ الْاَحَادِیْثُ اَنَّہٗ کَانَ یَکْرَہُ الْعَبَثَ فِی الصَّلٰوۃِ

حضرت عطاءؒ سے روایت ہے کہ وہ ہر قسم کے عبث و کھیل کو نماز میں مکروہ خیال کرتے تھے، اور حضرت سفیان ثوریؒ نے کہا کہ احادیث میں آیا ہے (کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) نماز میں عبث اور کھیل مکروہ سمجھتے تھے۔

(مصنف عبدالرزاق صـ ۲۶۷/۲)

۴۔ اسی طرح حضرت حسن بصریؒ اور امام ابراہیم نخعیؒ سے منقول ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ صـ ۴۱۴، ۴۱۵/۲)

(باقی ضمیمہ صـ ۸۲۶ پر ملاحظہ فرمائیں)

(۲۴) نماز میں چوکڑی مار کر بیٹھنا

نماز میں بغیر عذر کے چوکڑی مار کر بیٹھنا مکروہ ہے۔

(ہدایہ صـ ۹۱/۱، کبیری صـ ۳۵۰)

۵۔ علامہ حلبیؒ لکھتے ہیں۔

وَیُکْرَہُ اَنْ یَّتَرَبَّعَ فِیْ جُلُوْسِہٖ لِمُخَالَفَۃِ سُنَّۃِ الْجُلُوْسِ اِلَّا مِنْ عُذْرٍ۔

مکروہ ہے نماز میں چوکڑی مار کر بیٹھنا کیونکہ یہ نماز میں بیٹھنے کی سنّت کے خلاف ہے، الّا یہ کہ عذر کی وجہ سے مکروہ نہیں ہوگا۔

(کبیری صـ ۳۵۰ وکذا ہدایہ صـ ۹۱/۱)

(۲۵) پگڑی کے بَل پر سجدہ کرنا

(پگڑی کے بل (کور عمامہ) پر بغیر عذر (گرمی سردی وغیرہ) کے سجدہ کرنا مکروہ ہے۔

(شرح نقایہ صـ ۹۴/۱، کبیری صـ ۳۵۱)

اس سلسلہ میں تفصیلی اور باحوالہ بحث "صفۃ الصلوٰۃ" "مسائل سجدہ صـ ۳۶۷" پر گذر چکی ہے۔

(۲۶) نماز میں بالوں کا باندھنا

نماز میں بالوں کا باندھنا (عقص شعر) مکروہ ہے۔

(ہدایہ صـ ۹۱/۱، شرح نقایہ صـ ۹۴/۱، کبیری صـ ۳۴۶)

۱۔ عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ رضی اللہ عنہا اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم نَھٰی اَنْ یُّصَلِّیَ الرَّجُلُ وَرَاْسُہٗ مَعْقُوْصٌ ۔ (مجمع الزوائد صـ۸۶ ج۲ بحوالہ طبرانی فی الکبیر ورجالہ رجال الصحیح)

ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کوئی شخص (مرد) نماز پڑھے اسی حالت میں کہ اس کے سر کے بال اوپر باندھے ہوئے ہوں۔

۲۔ عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ رضی اللہ عنہ قَالَ نَھَی النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اَنْ یُّصَلِّیَ الرَّجُلُ وَرَاْسُہٗ مَعْقُوْصٌ (مسند احمد صـ۸ ج۶، ابن ماجہ صـ۷۴)

حضرت ابورافعؓ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ کوئی شخص نماز پڑھے ایسی حالت میں جب کہ اس کے سر کے بال باندھے ہوئے ہوں۔

یہ حکم صرف مردوں کے لیے ہے عورتیں اس سے مستثنیٰ ہیں۔

۳۷) نمازی کے سامنے سے گذرنا

نمازی کے سامنے سے گذرنا مکروہ ہے

مُرُوْرٌ بَیْنَ یَدَیِ الْمُصَلِّیْ (ہدایہ صـ۸۹ ج۱، شرح نقایہ صـ۹۶ ج۱، کبیری صـ۳۶۶)

قَالَ اَبُوْ جُھَیْمٍ رضی اللہ عنہ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم لَوْ یَعْلَمُ الْمَارُّ بَیْنَ یَدَیِ الْمُصَلِّیْ مَاذَا عَلَیْہِ لَکَانَ اَنْ یَّقِفَ اَرْبَعِیْنَ خَیْرًا لَّہٗ مِنْ اَنْ یَّمُرَّ بَیْنَ یَدَیْہِ ۔ (بخاری صـ۷۳ ج۱، مسلم صـ۱۹۷ ج۱) وَفِیْ رِوَایَۃٍ اَرْبَعِیْنَ خَرِیْفًا (نصب الرایہ صـ۷۹ ج۲ بحوالہ بزار)

حضرت ابوجہیمؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر نمازی کے سامنے سے گذرنے والے کو معلوم ہو کہ اس کا کتنا گناہ ہے تو وہ چالیس (سال تک) کھڑا رہتا تو اس کے نزدیک بہتر ہوتا بنسبت اس کے کہ وہ نمازی کے سامنے سے گذرے، مسند بزار کی روایت میں چالیس سال کا ذکر ہے۔

۳۸) معمولی میلے کچیلے کپڑوں میں نماز پڑھنا

معمولی میلے کچیلے کپڑوں (ثِیَابُ الْبِذْلَۃِ وَالْمِھْنَۃِ) میں نماز پڑھنی مکروہ ہے۔ (شرح نقایہ صـ۹۵ ج۱، کبیری صـ۳۴۹، درمختار صـ۹۱ ج۱)

خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ
(الاعراف ۳۱ پ ۸)

ہر نماز کے وقت زینت اختیار کرو۔ (اس کے منافی ہے ایسے کپڑوں میں نماز پڑھنا)

۳۹) سجدہ میں صرف پیشانی پر اکتفا کرنا

بغیر عذر کے صرف پیشانی پر سجدہ میں اکتفا کرنا اور ناک نہ لگانا مکروہ ہے (درمختار ج۱ ص۵۰)

۴۰) منہ میں کوئی چیز رکھ کر نماز پڑھنی

منہ میں کوئی چیز (مثلاً چونی وغیرہ، پان، تمباکو، گولی، ٹافی، الائچی وغیرہ) رکھ کر نماز پڑھنی مکروہ تحریمی ہے، اگرچہ اس میں قرأۃ میں فرق نہ آتا ہو، اگر قرأۃ میں مانع ہو تو نماز فاسد ہو جائیگی۔
(شرح نقایہ ج۱ ص۹۴، کبیری ص۳۵۲، درمختار ج۱ ص۹۱)

۴۱) خطبہ کے شروع ہونے کے بعد نوافل و سنتیں وغیرہ پڑھنا

خطبہ کے شروع ہونے کے بعد سنت، نفل، قرآن، درود شریف وغیرہ پڑھنا مکروہ ہے
(شرح نقایہ ج۱ ص۵۷)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رض اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِکَ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ اَنْصِتْ وَالْاِمَامُ یَخْطُبُ فَقَدْ لَغَوْتَ (البخاری ج۱ ص۱۲۷ مسلم ج۱ ص۲۸۱)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم جمعہ کے دن (یعنی خطبہ کے وقت) کسی دوسرے شخص سے کہو کہ خاموش رہو۔ تو بے شک تم نے لغو اور بیہودہ کام کیا۔

صاحب شرح نقایہ لکھتے ہیں۔

فَاِنْ کَانَ الْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ مَعَ کَوْنِہٖ فَرْضًا صَارَ حَرَامًا فِیْ ھٰذَا الْوَقْتِ فَمَا بَالُکَ بِالنَّفْلِ
(شرح نقایہ ج۱ ص۵۷)

پھر اگر امر بالمعروف باوجود اس کے کہ وہ فرض ہے۔ وہ بھی اس حالت میں حرام ہو جاتا ہے تو نفل کس شمار میں ہوگا۔

۴۲) امام کا مقتدیوں سے بلند یا پست جگہ پر تنہا کھڑا ہونا

امام کا تنہا چبوترے پر کھڑا ہونا مکروہ ہے۔
(شرح نقایہ ج۱ ص۹۴، کبیری ص۳۶۰)

۱۔ عَنْ هَمَّامٍ اَنَّ حُذَيْفَةَ رض اَمَّ النَّاسَ بِالْمَدَائِنِ عَلٰى دُكَّانٍ فَاَخَذَ اَبُوْ مَسْعُوْدٍ رض بِقَمِيْصِهٖ فَجَبَذَهٗ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ صَلٰوتِهٖ قَالَ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا يُنْهَوْنَ عَنْ ذٰلِكَ اَوْ قَالَ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّهٗ كَانَ يَنْهٰى عَنْ ذٰلِكَ قَالَ بَلٰى قَدْ ذَكَرْتُ حِيْنَ مَدَدْتَنِيْ۔

(مستدرک حاکم ص ۲۱۰ ج ۱، ابوداؤد ص ۸۸ ج ۱)

حضرت ہمامؒ کہتے ہیں کہ حضرت حذیفہؓ نے مدائن شہر میں نماز پڑھائی ایک دوکان (اونچی جگہ) پر تو حضرت ابومسعودؓ نے ان کو قمیص سے پکڑ کر کھینچا، جب نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت ابومسعودؓ نے کہا آپ نہیں جانتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس بات سے منع کیا کرتے تھے، تو حضرت حذیفہؓ نے کہا جب تم نے مجھے پکڑ کر کھینچا تھا۔ اس وقت مجھے یاد آیا۔

۲۔ عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ رض قَالَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى اَنْ يَّقُوْمَ الْاِمَامُ فَوْقَ وَيَبْقَى النَّاسُ خَلْفَهٗ۔

(مستدرک حاکم ص ۲۱۰ ج ۱، ابوداؤد ص ۸۸ ج ۱)

حضرت ابومسعودؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے کوئی امام اونچی جگہ پر کھڑا ہو، اور لوگ اس کے پیچھے نیچی جگہ میں ہوں۔

اس بلندی کی مقدار کی تشریح فقہائے کرام نے ایک ہاتھ کی مقدار سے کی ہے اور اسی طرح اگر مقتدی بلند جگہ پر ہو اور امام پستی میں تو یہ بھی مکروہ تحریمی ہے (شرح نقایہ ص ۹۴ ج ۱، کبیری ص ۳۶۱)
لیکن یہ سب اس صورت میں ہے جب کہ بلا ضرورت ہو، کثرت ہجوم اور جگہ نہ ہونے کی صورت میں نماز بلا کراہت درست ہے۔ (کبیری ص ۳۶۱)

۴۳) صف کے پیچھے اکیلے مقتدی کا کھڑا ہونا

صف کے پیچھے اکیلے نماز پڑھنی مکروہ ہے البتہ اگر اگلی صف میں کوئی جگہ نہ ہو تو پھر پچھلی صف میں بھی نماز پڑھنی بلا کراہت درست ہے۔ (شرح نقایہ ص ۹۵ ج ۱، کبیری ص ۳۶۲)

عَنْ اَنَسٍ رض اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

قَالَ اَقِمُّوا الصَّفَّ الْاَوَّلَ ثُمَّ الَّذِیْ یَلِیْهِ فَاِنْ کَانَ نَقْصٌ فَلْیَکُنْ فِی الصَّفِّ الْمُؤَخَّرِ (نسائی ج ۱ صلـ۱۳۱، ابوداؤد ص۱۰۵)

نے فرمایا کہ اگلی صف کو مکمل کرو، پھر اس کو جو اس سے ملتی ہے، پس جو نقص ہے وہ پچھلی صف میں ہو۔

۴۴) ان پڑھ، اندھے اور فاسق وغیرہ کے پیچھے نماز پڑھنا

غلام، اعرابی (ان پڑھ) اعمیٰ (اندھا) جو پرہیزگار نہ ہو، فاسق اور ولد الزنا کے پیچھے نماز مکروہ ہے (ہدایہ صـ۱۰۰ ج۱، کبیری صـ۲۶۵)

بحث امامت کے باب میں صـ۴۵۵ پر گذرچکی ہے۔

۴۵) داڑھی منڈوانے یا کتروانے والے امام کے پیچھے نماز پڑھنا

امام اگر داڑھی منڈواتا ہو یا کٹواتا ہو تو اس کے پیچھے بھی نماز مکروہ تحریمی ہے۔

(شامی صـ۲۸۸ ج۵ و صـ۴۱۴ ج۱)

علامہ شامیؒ نے لکھا ہے کہ ایک قبضہ (مشت بھر) سے کم کٹوانا کسی نے مباح نہیں کیا۔

(شامی صـ۲۸۸ ج۵)

۴۶) جاندار کی تصویر والا کپڑا پہن کر نماز پڑھنی

جاندار کی تصویر والا کپڑا پہن کر نماز پڑھنی مکروہ تحریمی ہے نمازی کے سر پر یا چھت پر، سامنے یا سجدہ کی جگہ پر تصویر ہو تو نماز مکروہ تحریمی ہے۔ (ہدایہ صـ۹۲ ج۱، کبیری صـ۳۵۹)

مسئلہ: اگر تصویر بہت چھوٹی ہو جو نظر نہیں آتی یا پاؤں کے نیچے ہو تو پھر کچھ حرج نہیں۔

(ہدایہ صـ۹۲ ج۱، کبیری صـ۳۵۹)

مسئلہ: اگر مصوّر یا تصویر کپڑے میں نماز پڑھی تو مرد، عورت دونوں کی نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے (ہدایہ صـ۹۲ ج۱، شرح نقایہ صـ۹۵ ج۱، کبیری صـ۳۵۹)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلّٰی فِیْ خَمِیْصَةٍ لَهَا اَعْلَامٌ وَقَالَ شَغَلَتْنِیْ اَعْلَامُ هٰذِهٖ فَاذْهَبُوْا

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسے کمبل میں نماز پڑھی جس پر نقش و نگار تھے اور پھر فرمایا اس کے نقش و نگار نے مجھے مشغول

بِهَا اِلَی اَبِی جَهْمٍ وَّاْتُوْنِی بِاَنْبِجَانِیَّةٍ (مسلم ص۲۰۸ ج۱) — کر دیا، لہٰذا یہ لے جا کر ابوجہم کو دے دو۔ اور ابوجہم کا سادہ کمبل مجھے لا دو۔

مسئلہ:۔ جاندار کی تصویر بنانا چھوٹی، بڑی، دستی، عکسی (کیمرہ) کے توسط سے ہر طرح حرام ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰہِ اَلْمُصَوِّرُوْنَ (بخاری ص۸۸۰ ج۲، مسلم ص۲۰۱ ج۲) — حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے اللہ تعالیٰ کے نزدیک لوگوں میں زیادہ سخت عذاب تصویر بنانے والوں کو ہوگا۔

مسئلہ:۔ نوٹ پر تصویر، یا پاسپورٹ، شناختی کارڈ وغیرہ پر تصویر مجبوری اور اضطرار کی حالت پر ہے، اس کا گناہ ان لوگوں پر ہوگا جو ایسا قانون بنانے کے ذمہ دار ہیں۔

۴۷) مرد کا ریشمی کپڑے میں نماز پڑھنا

مرد نے اگر ریشمی کپڑے میں نماز پڑھی تو واجب الاعادہ ہوگی۔

۴۸) مرد کا سونے کی انگوٹھی پہن کر نماز پڑھنا

مرد نے اگر سونے کا زیور مثل انگوٹھی وغیرہ کے پہن کر نماز پڑھی تو مکروہ ہوگی۔

مسئلہ:۔ سانپ اور بچھو وغیرہ موذی جانوروں کو نماز کی حالت میں قتل کرنا جائز ہے۔ (شرح نقایہ ص۹۶ ج۱، کبیری ص۳۵۴)

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِقَتْلِ الْاَسْوَدَیْنِ فِی الصَّلٰوةِ الْحَیَّةِ وَالْعَقْرَبِ — حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو موذی جانداروں کو نماز کی حالت میں قتل کرنے کا حکم فرمایا، سانپ اور بچھو۔

(ترمذی ص۸۳، نسائی ص۱۷۸ ج۱، مستدرک حاکم ص۲۵۶ ج۱، مسند احمد ص۲۴۸ ج۲)

سجدہ سہو

مسئلہ: سہو (بھول) کی وجہ سے اگر نماز میں کوئی ایسی خرابی ہو گئی ہے، مثلاً رکن کو مقدم یا مؤخر کر دیا۔ رکوع قراءت سے پہلے کر دیا یا سجدہ رکوع سے پہلے کر دیا، یا ایک رکن کو مکرر کر دیا تو دو سجدے سہو کے واجب ہوں گے (شرح نقایہ ص۱۱۱ ج۱، کبیری ص۴۵۵)

مسئلہ: پہلی رکعت میں ایک ہی سجدہ کیا پھر دوسری رکعت میں وہ سجدہ بھی دہرایا (مکرر کیا) یا واجب ترک کر دیا، مثلاً قعدہ اولیٰ یا تشہد رہ جائے یا قنوت وتروں میں ترک کر دی۔ تو دو سجدے سہو کے واجب ہونگے (ہدایہ ص۱۰۵ ج۱، شرح نقایہ ص۱۱۱ ج۱، کبیری ص۴۵۵)

عَنِ الْحَسَنِ قَالَ مَنْ نَسِیَ الْقُنُوْتَ فِی الْوِتْرِ سَجَدَ سَجْدَتَیِ السَّهْوِ قَالَ سُفْیَانُ وَبِهٖ نَأْخُذُ۔ (سنن الکبریٰ بیہقی ص۳۵ ج۲)

حضرت حسن بصریؒ کہتے ہیں جو شخص وتروں میں دعائے قنوت پڑھنا بھول گیا تو وہ دو سجدے سہو کے کرے حضرت سفیان ثوریؒ کہتے ہیں کہ ہم اسی پر عمل کرتے ہیں۔

مسئلہ: امام سری نماز میں جہر کرے یا جہری میں سر کرے، تو اس کے لیے دو سجدے سہو کے واجب ہوتے ہیں، جو آخر میں کیے جاتے ہیں (ہدایہ ص۱۰۵ ج۱، شرح نقایہ ص۱۱۱ ج۱، کبیری ص۴۵۵) اس سلسلہ میں با حوالہ بحث "واجبات صلوٰۃ سر اور جہر" کے عنوان کے تحت ص۳۸۱ پر گذر چکی ہے۔

مسئلہ: اگر امام بھول جائے تو مقتدی پر بھی اس کی اقتدا میں سجدہ سہو واجب ہو گا۔ (ہدایہ ص۱۰۶ ج۱، شرح نقایہ ص۱۱۲ ج۱، کبیری ص۴۶۴)

۱۔ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِیُؤْتَمَّ بِهٖ فَلَا تَخْتَلِفُوْا عَلَیْهِ۔ (مسلم ص۱۷۷ ج۱، بخاری ص۱۰۱ ج۱)

بے شک امام اس لیے مقرر کیا گیا ہے تاکہ تم اس کی اقتدا کرو۔ لہٰذا امام کے ساتھ اختلاف نہ کرو۔

۲۔ حضرت عبداللہ بن بحینہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز میں سہو ہوا تو آپ نے دو سجدے سہو کے کیے لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ سجدہ کیا (بیہقی ص۳۵۲ ج۲)

مسئلہ: اگر نماز میں مقتدی سے سہو ہوا تو نہ مقتدی پر سجدہ ہوگا ——

اور نہ امام پر سجدہ سہو ہوگا۔ (ہدایہ صـ۱۰۶، شرح نقایہ صـ۱۱۲، کبیری صـ۴۶۴)

عَنْ اِبْرَاهِيْمَ اَنَّهٗ قَالَ اِذَا سَهَوْتَ خَلْفَ الْاِمَامِ وَحَفِظَ الْاِمَامُ فَلَيْسَ عَلَيْكَ سَهْوٌ وَاِنْ سَهَا وَحَفِظْتَ فَعَلَيْكَ السَّهْوُ وَاِنْ لَّمْ يَسْجُدِ الْاِمَامُ فَلَا تَسْجُدْ وَكَذٰلِكَ اِذَا سَهَا جَمِيْعُ مَنْ مَعَ الْاِمَامِ اَوْ سَهَا الْاِمَامُ۔

(کتاب الآثار لامام ابی یوسفؒ صـ۳۷)

حضرت ابراہیم نخعیؒ کہتے ہیں کہ جب تم امام کے پیچھے بھول جاؤ۔ اور امام محفوظ ہے تو تجھ پر سجدہ سہو نہیں ہے۔ اور اگر امام بھول جائے اور تم محفوظ رہو تو تجھ پر بھی سجدہ سہو ہوگا۔ اور اگر امام سجدہ نہ کرے تو تم بھی سجدہ نہ کرو۔ اور اسی طرح اگر سارے مقتدی بھی بھول جائیں تو کسی پر بھی سجدہ سہو نہیں ہوگا۔ اور اگر امام بھول جائے تو سب پر سجدہ سہو ہوگا۔

مسئلہ: اگر پہلا قعدہ بیٹھے بغیر تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو جائے تو اگر بالکل سیدھا کھڑا ہو گیا ہے تو واپس نہ آئے اور آخر میں سجدہ سہو کرلے۔

اور اگر بالکل سیدھا نہیں کھڑا ہوا تو واپس بیٹھ جائے ایسی صورت میں سجدہ سہو واجب نہیں ہوگا۔ (ہدایہ صـ۱۰۶، شرح نقایہ صـ۱۱۲، کبیری صـ۴۵۹)

عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ الْاِمَامُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ فَاِنْ ذَكَرَ قَبْلَ اَنْ يَّسْتَوِيَ قَائِمًا فَلْيَجْلِسْ فَاِنِ اسْتَوٰى قَائِمًا فَلَا يَجْلِسْ وَيَسْجُدُ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ

(ابو داؤد صـ۱۴۸، ابن ماجہ صـ۸۴، مصابیح صـ۷)

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب امام دو رکعت پر کھڑا ہو جائے اگر بالکل سیدھا کھڑا ہونے سے قبل اس کو یاد آجائے تو پھر بیٹھ جائے، اور اگر سیدھا کھڑا ہو گیا ہے، تو پھر نہ بیٹھے بلکہ آخر میں سجدہ سہو کرے۔

مسئلہ: اگر تشہد کے بعد قعدہ اولیٰ میں اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى

اٰلِ مُحَمَّدٍ پڑھ لیا سجدہ سہو واجب ہوگا۔ (کبیری ص۴۶۰)

عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ مَنْ زَادَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُوْلَيَيْنِ عَلَى التَّشَهُّدِ فَعَلَيْهِ سَجْدَتَا سَهْوٍ۔

امام شعبیؒ کہتے ہیں کہ جس شخص نے پہلی دو رکعات کے بعد تشہد پر کچھ زائد پڑھا تو اس پر دو سجدے سہو کے لازم ہوں گے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۴۹۶/۲)

مسئلہ:۔ اگر آخری قعدہ سے بھول گیا تو پانچویں رکعت کے سجدہ سے پہلے یاد آگیا تو واپس لوٹ آئے اور سجدہ سہو کرے۔

اگر پانچویں رکعت کا سجدہ کر لیا تو اس کے فرض باطل ہو جائیں گے اور اس کے لیے بہتر ہوگا کہ وہ ایک رکعت اور ساتھ ملالے یہ سب نفل ہو جائیں گے، اور سجدہ سہو بھی اس کے ذمہ لازم نہیں ہوگا۔ اور اگر استحساناً کر لے تو بہتر ہے اس کو فرض دوبارہ پڑھنے پڑھیں گے۔

اگر آخری قعدہ بیٹھ کر پھر بھول کر اٹھ کھڑا ہوا اور پانچویں رکعت پڑھ لی تو سجدہ سہو نکالنے سے نماز درست ہو جائے گی۔

قعدہ اخیرہ بیٹھ کر اگر کھڑا ہو گیا اور اس کو تنبہ ہوا اور پھر واپس لوٹ کر ایک طرف سلام پھیر کر سجدہ سہو نکال لے، پھر تشہد پڑھ کر سلام پھیرے۔ (ہدایہ ص ۱۰۷/۱، بحر الرائق ص ۱۰۳، ۱۰۴/۲)

مسئلہ:۔ اگر کوئی شخص بھول گیا اور اس کو خبر نہ رہی کہ اس نے تین رکعات پڑھی ہیں یا چار، اگر اس کا یہ بھولنا پہلی مرتبہ ہوا ہے تو اسکے لیے نئے سرے سے نماز پڑھنی افضل ہے اگر بار بار بھولتا ہے تو پھر ظن غالب پر بنیاد رکھے۔ اگر ظن غالب یہ ہے کہ تین پڑھی ہیں تو تین اور اگر ظن غالب یہ ہے کہ چار رکعات پڑھی ہیں تو چار ہوں گی۔ اور آخر میں سجدہ سہو کرے۔

(ہدایہ ص ۱۰۸/۱، شرح نقایہ ص ۱۱۲/۱)

وَقَالَ اَبُوْحَنِيْفَةَ فِي الرَّجُلِ يَشُكُّ فِي صَلَاتِهِ فَلَا يَدْرِي اَثَلَاثًا صَلَّى اَمْ اَرْبَعًا اِنْ كَانَ

حضرت امام ابو حنیفہؒ نے اس شخص کے بارے میں فرمایا ہے جس کو اپنی نماز کے بارہ میں شک ہے اور اس کو یہ پتا نہیں چلتا کہ اس نے تین

ذٰلِكَ اَقَلُّ مَا لَقِيَ اَحَبُّ اِلَيَّ اَنْ يُّعِيْدَ صَلَاتَهٗ وَاِنْ كَانَ يَلْقٰى كَثِيْرًا فَلْيَمْضِ عَلٰى اَكْثَرِ رَأْيِهٖ وَاِنْ كَانَ اَكْثَرُ رَأْيِهٖ اَنَّهٗ صَلّٰى ثَلَاثًا اَضَافَ اِلَيْهَا رَابِعَةً وَاِنْ كَانَ اَكْثَرُ رَأْيِهٖ اَنَّهٗ صَلّٰى اَرْبَعًا مَضٰى عَلٰى اَنْ يَّبْعَ وَسَجَدَ فِي الْوَجْهَيْنِ جَمِيْعًا سَجْدَتَيِ السَّهْوِ بَعْدَ السَّلَامِ وَيَتَشَهَّدُ فِيْهِمَا وَيُسَلِّمُ ۔

(کتاب الحجۃ ص۲۲۵ ج۱، کتاب الآثار للامام محمد ص۸)

رکعات پڑھی ہیں یا چار رکعات اگر یہ بات اس کو پہلی دفعہ واقع ہوئی ہے تو اس کے لیے بہتر ہے کہ وہ اپنی نماز کو لوٹائے اور اگر اکثر اتفاق واقع ہوتا رہتا ہے تو اس کو چاہیئے کہ وہ اپنی اکثر رائے جدھر ہو اس پر چلے اگر اس کی اکثر رائے یہ ہے کہ اس نے تین رکعات پڑھی ہیں تو چوتھی رکعت اس کے ساتھ اضافہ کرلے اور اگر اس کی اکثر رائے یہ ہو کہ اس نے چار رکعات پڑھی ہیں۔ تو وہ اسی پر قائم رہے اور دونوں صورتوں میں سلام کے بعد دو سجدہ سہو ادا کرے اور تشہد پڑھنے کے بعد سلام پھیرے۔

۱۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍؓ قَالَ اِذَا شَكَّ اَحَدُكُمْ فِيْ صَلَاتِهٖ فَلَمْ يَدْرِ اَثَلَاثًا صَلّٰى اَمْ اَرْبَعًا فَلْيَتَحَرَّ فَلْيَنْظُرْ اَفْضَلَ ظَنِّهٖ فَاِنْ كَانَ اَفْضَلُ ظَنِّهٖ اَنَّهَا ثَلَاثٌ قَامَ فَاَضَافَ اِلَيْهَا الرَّابِعَةَ ثُمَّ تَشَهَّدَ فَسَلَّمَ وَسَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ وَاِنْ كَانَ اَفْضَلُ ظَنِّهٖ اَنَّهٗ صَلّٰى اَرْبَعًا تَشَهَّدَ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ ثُمَّ تَشَهَّدَ ثُمَّ سَلَّمَ

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا جب تم میں سے کسی شخص کو اپنی نماز میں شک واقع ہو کر اس نے تین رکعات پڑھی ہیں یا چار تو اس کو تحری (سوچ بچار) کرنی چاہیئے۔ اور جدھر اس کا ظن غالب ہو اس پر عمل کرے اگر اس کا گمان غالب یہ ہے کہ تین رکعات پڑھی ہیں تو چوتھی رکعت اس کے ساتھ ملا کر پھر تشہد پڑھے اور دو سجدہ سہو ادا کرے اور اگر اس کا ظن غالب یہ ہو کہ اس نے چار رکعات پڑھی ہیں تو تشہد کے بعد سلام پھیر کر دو سجدہ سہو ادا کرے اور پھر تشہد پڑھے اور سلام پھیرے

(کتاب الحجۃ صـ۲۳۱، کتاب الآثار للامام محمد صـ۲)

۲۔ عَنْ اِبْرَاھِیْمَ النَّخْعِیؒ فِیْمَنْ نَسِیَ الْفَرِیْضَۃَ فَلَمْ یَدْرِ اَرْبَعًا صَلّٰی اَمْ ثَلَاثًا قَالَ اِنْ کَانَ اَوَّلُ نِسْیَانِہٖ اَعَادَ الصَّلٰوۃَ وَاِنْ کَانَ یُکْثِرُ النِّسْیَانَ تَحَرَّی الصَّوَابَ الخ

(کتاب الحجۃ صـ۲۳۱)

حضرت ابراہیم نخعیؒ سے روایت ہے انہوں نے کہا جو شخص نماز میں بھول گیا اس کو پتہ نہ چلا کر تین رکعات پڑھی ہیں یا چار۔ اگر یہ پہلی مرتبہ ہوا ہے تو نماز لوٹائے اور اگر اکثر یہ نسیان واقع ہوتا رہتا ہے تو جو بات ٹھیک ہو اس کو تلاش کرے۔ (تحری کرے)

مسئلہ:۔ اگر ظن غالب کسی طرف نہ ہو بلکہ دونوں جہتیں مساوی ہوں تو پھر اقل اور ادنیٰ پر بنیاد رکھے اگر شک ایک اور دو میں ہے تو ایک اگر تین اور چار میں ہے تو تین رکعات ہوں گی۔ ایک رکعت اور پڑھ کر آخر میں سجدہ سہو کرے۔ (شرح نقایہ صـ۱۱۳)

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ اِذَا شَکَّ اَحَدُکُمْ فِی الْوَاحِدَۃِ وَاثْنَتَیْنِ فَلْیَجْعَلْھَا وَاحِدَۃً وَاِذَا شَکَّ فِی الْاِثْنَتَیْنِ وَالثَّلَاثِ فَلْیَجْعَلْھَا اِثْنَتَیْنِ وَیَسْجُدُ فِیْ ذٰلِکَ سَجْدَتَیْنِ (ترمذی صـ۸۴)

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص شک کرے کہ ایک رکعت پڑھی ہے یا دو رکعات تو اس کو چاہیے کہ وہ اس کو ایک پر ہی ٹھہرائے اور جب اس کو دو اور تین رکعات میں شک ہو تو اس کو دو ہی ٹھہرائے۔ اور اس کے لیے آخر میں سجدہ سہو ادا کرے۔

مسئلہ:۔ مسنون طریقہ یہ ہے کہ صرف دائیں طرف ایک ہی سلام پھیر کر سجدہ سہو کرے۔

( )

مسئلہ:۔ سہو کے لیے دو سجدے ہوتے ہیں اور پھر تشہد درود شریف اور دعا کے بعد سلام پھیر کر نماز کو ختم کرے گا۔ (ہدایہ صـ۱۵۴، شرح نقایہ صـ۱۱۰، کبیری صـ۴۷۱)

۱۔ حضرت عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی اور آپ بھول گئے پھر آپ نے دو سجدے کئے سہو کے لیے، پھر تشہد پڑھا اور پھر سلام پھیرا۔

(مصابیح صـ۷)

مسئلہ:- مسبوق شخص اپنے امام کے تابع ہونے کی وجہ سے سجدہ سہو کرے گا۔

(شرح نقایہ صـ۱۱۲/۱ ، کبیری صـ۴۶۵)

مسئلہ:- اگر پہلی یا دوسری رکعت میں فاتحہ سے پہلے سورۃ پڑھی تو سجدہ سہو کرنا ہوگا۔

(کبیری صـ۴۷۱)

عَنْ اِبْرَاهِيْمَ اَنَّهُ قَالَ اِذَا سَبَقَكَ الْاِمَامُ بِشَيْءٍ وَقَدْ سَهَا فَاسْجُدْ مَعَهُ ثُمَّ قُمْ فَاقْضِ مَا سَبَقَكَ بِهِ۔

(کتاب الآثار صـ۳۷ للامام ابی یوسفؒ)

حضرت ابراہیم نخعیؒ نے کہا کہ جب تم میں سے امام نے سبقت کی ہو یعنی تمہاری نماز میں شریک ہونے سے پہلے کوئی رکعت ادا کر لی ہو اور وہ اس میں بھول گیا ہو تو تم بھی اس کے ساتھ سجدہ سہو ادا کرو اور پھر کھڑے ہو کر اس رکعت کو ادا کرو جو تم سے رہ گئی ہے۔

مسئلہ:- فرائض کی طرح نوافل میں بھول جانے سے بھی سجدۂ سہو کریگا۔

عَنْ عَطَاءٍ قَالَ اِنْ سَهَوْتَ فِي التَّطَوُّعِ فَاسْجُدْهُمَا فِي اٰخِرِ صَلَاتِكَ۔ (مصنف عبدالرزاق صـ۳۲۶/۲)

حضرت عطاءؒ کہتے ہیں کہ اگر تم نفل میں بھول جاؤ تو اسی طرح آخر میں دو سجدہ سہو ادا کرو۔

مسئلہ:- اگر پہلی یا دوسری رکعت میں فاتحہ سے پہلے سورۃ پڑھی تو سجدۂ سہو کرنا ہوگا۔

(کبیری صـ۴۷۱)

سجدہ سہو میں ائمہ کرام کا اختلاف

سجدۂ سہو میں ائمہ کرام کا اختلاف ہے کہ آیا سجدہ سہو سلام سے پہلے کرنا چاہیئے یا بعد میں۔

امام شافعیؒ سلام سے قبل سجدہ سہو کے قائل ہیں۔ اور امام مالکؒ اس کے قائل ہیں کہ اگر نماز میں کچھ کمی واقع ہونے کی وجہ سے سجدہ سہو لازم ہوا ہے، تو سلام سے قبل،

اور اگر نماز میں کچھ زیادتی ہوئی ہے جس کی وجہ سے سجدہ سہو لازم ہوا ہے تو پھر سلام پھیر کے بعد سجدہ کرنا چاہیئے۔ حضرت امام ابوحنیفہ کا مسلک یہ ہے کہ کمی ہو یا زیادتی ہو ہر حال میں سجدہ سہو سلام کے بعد کرنا چاہیئے۔

حضرت امام احمدؒ کا یہ قول ہے کہ جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سجدہ سہو قبل سلام منقول ہے وہاں قبل سلام اور جہاں بعد سلام منقول ہے وہاں بعد سلام سجدہ سہو کرنا چاہیئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پانچ، چھ مواقع میں سجدہ سہو کرنا منقول ہے۔ اور ان میں سے بعض مواقع میں قبل از سلام اور بعض مواقع میں بعد از سلام منقول ہے۔

۱۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ ؓ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اِنَّ الشَّیْطَانَ یَدْخُلُ بَیْنَ بَنِیْ اٰدَمَ وَبَیْنَ نَفْسِہٖ فَلَا یَدْرِیْ کَمْ صَلّٰی فَاِذَا وَجَدَ ذٰلِکَ فَلْیَسْجُدْ سَجْدَتَیْنِ قَبْلَ اَنْ یُّسَلِّمَ (ابن ماجہ ص ۸۶)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو شیطان آکر اس کی نماز میں گڑبڑ کرتا ہے تلبیس اور وسوسہ اندازی کرتا ہے یہاں تک کہ وہ نماز پڑھنے والا شخص نہیں جانتا اس نے کتنی رکعات پڑھی ہیں، جب تم میں سے کوئی شخص ایسی حالت پائے تو اس کو آخر میں بیٹھے ہوئے سلام سے پہلے دو سجدے سہو کے کرنے چاہئیں۔

حقیقت یہ ہے کہ قبل السلام اور بعد السلام کے بارہ میں دونوں طرح کی روایات آتی ہیں اور وہ سب روایات صحیح ہیں، ائمہ کرام کا اختلاف دراصل مسئلہ ترجیح سے تعلق رکھتا ہے کہ زیادہ راجح بات کون سی ہے، امام ابوحنیفہؒ بعد السلام والی روایات کو ترجیح دیتے۔

چنانچہ حضرت ذوالیدینؓ والی روایت میں تصریح ہے۔

۱۔ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَیْنِ وَھُوَ جَالِسٌ بَعْدَ التَّسْلِیْمِ (مسلم ص ۲۱۳/۱)

کہ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو سجدہ سہو کیے بیٹھے ہوئے سلام پھیرنے کے بعد۔

۲- عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الظُّهْرَ خَمْسًا فَقِيْلَ لَهٗ اَزِيْدَ فِي الصَّلٰوةِ اَمْ نَسِيْتَ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ (ترمذی صہ ۸۳)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز پانچ رکعات پڑھ ڈالیں آپ سے عرض کیا گیا کہ حضرت کیا نماز میں کچھ زیادتی یا اضافہ ہوگیا ہے یا آپ بھول گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا ایسا نہیں ہوا پھر آپ نے دو سجدہ سہو نکالے سلام کے بعد۔

۳- ایک اور روایت میں آتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں بھی انسان ہوں کبھی میں بھی بھول جاتا ہوں جیسا کہ تم بھولتے ہو، جب میں بھول جاؤں تو تم مجھے یاد دلا دیا کرو۔ اور جب تم میں کسی کو اپنی نماز میں شک پڑ جائے تو اس کو یقینی بات تلاش کرنی چاہیئے اسی بات کو بنیاد قرار دے کر اپنی نماز پوری کرنی چاہیئے پھر سلام پھیر کر اس کے بعد دو سجدہ سہو کرے۔ (مسلم صہ ۲۱۲/۱)

۴- اَنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ بَعْدَ السَّلَامِ، وَذَكَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ ذٰلِكَ (ابن ماجہ صہ ۸۶)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے دو سجدہ سہو کیے سلام پھیرنے کے بعد۔ اور انہوں نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایسا ہی کیا تھا۔

لہٰذا سجدہ سہو دونوں طرح درست ہے، قبل السلام یا بعد السلام البتہ حضرت امام ابوحنیفہؒ نے بعد از سلام والی روایات کو زیادہ راجح قرار دیا ہے۔ اور امام شافعیؒ نے قبل السلام والی روایات کو راجح قرار دیا ہے، اصلاً یہ مسئلہ ترجیح کے باب سے تعلق رکھتا ہے، امام ابوحنیفہؒ سجدہ تو بعد السلام کو ہی اختیار کرتے ہیں۔ اور قبل از سلام کی روایت سے وہ سلام مقاطعہ مراد لیتے ہیں یعنی وہ سلام جو سجدہ سہو کرنے کے بعد نماز سے خارج ہونے کے لیے کیا جاتا ہے اس سے بہرحال سجدہ سہو پہلے ہی ہوتا ہے۔

قعدہ اخیرہ کے بارہ میں اختلاف

قعدہ اخیرہ میں بھی امام ابوحنیفہؒ اور امام سفیان ثوریؒ کے ساتھ دیگر ائمہ کا اختلاف ہے امام ابوحنیفہؒ

قعدہ آخرہ کو فرض قرار دیتے ہیں اور دیگر ائمہ اس کو فرض نہیں قرار دیتے ، بلکہ سنت جانتے ہیں البتہ اتنی بات ملحوظ خاطر رہے کہ فرض یا رکن تو وہی ہو سکتا ہے جو نص قطعی سے ثابت ہو۔ لیکن قعدہ اخیرہ کے بارہ میں سوائے اس حدیث کے ۔

إِذَا قُلْتَ هٰذَا اَوْ فَعَلْتَ هٰذَا

کوئی واضح نص معلوم نہیں ہوئی ۔

تو یہ کہنا پڑے گا کہ یہ فرض —— دیگر فرائض کی طرح نہیں جو قطعی ہو بلکہ ان ائمہ کرام (امام ابوحنیفہؒ اور امام سفیان ثوریؒ) نے اجتہاد کے ساتھ اس کو فرض قرار دیا ہے یہ فرض اجتہادی کے درجہ میں ہے ۔ اس میں وہ قطعیت نہیں جو دیگر فرائض میں ہے ۔ بایں معنیٰ فرض کہنا بھی اس کا درست ہے ۔

امام ترمذیؒ کہتے ہیں ۔

قَالُوْا إِذَا صَلَّى الرَّجُلُ الظُّهْرَ خَمْسًا فَصَلٰوتُهٗ جَائِزَةٌ وَسَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ وَاِنْ لَّمْ يَجْلِسْ فِي الرَّابِعَةِ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ وَ قَالَ بَعْضُهُمْ إِذَا صَلَّى الظُّهْرَ خَمْسًا وَلَمْ يَقْعُدْ فِي الرَّابِعَةِ مِقْدَارَ التَّشَهُّدِ فَسَدَتْ صَلٰوتُهٗ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَبَعْضُ اَهْلِ الْكُوْفَةِ

بعض اہل علم نے کہا ہے کہ جب کوئی شخص ظہر کی نماز پانچ رکعات پڑھتا ہے تو اس کی یہ نماز جائز اور اس کو سجدہ سہو کرنا چاہیئے ۔ اگرچہ وہ چوتھی رکعت پر نہ بیٹھا ہو ، اور یہ امام شافعیؒ احمدؒ اور اسحٰقؒ کا مسلک ہے ۔ لیکن بعض نے یہ کہا ہے کہ اگر کسی شخص نے نماز ظہر کی پانچ رکعات پڑھیں اور چوتھی رکعت پر وہ قعدہ میں نہیں بیٹھا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی (فرضیت باطل ہو جائے گی) اور یہ مسلک ہے امام سفیان ثوریؒ اور بعض اہل کوفہ کا (بعض سے امام ابوحنیفہ مراد ہیں)

(ترمذی ص۹۲)

علامہ ابن عبدالبرؒ لکھتے ہیں ۔

وَاَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى اَنَّ الرُّكُوْعَ

اور علماء کا اجماع ہے اس بات پر کہ رکوع ،

وَالسُّجُوْدَ وَالْقِيَامَ وَالْجِلْسَةَ الْاَخِيْرَةَ فِي الصَّلٰوةِ فَرْضٌ كُلُّهٗ	سجود، قیام اور قعدہ اخیرہ نماز میں سب فرض ہیں۔

(تمہید صفحہ ۱۸۹/۱۰)

اس قسم کی بحث پہلے بھی "ارکان صلوٰۃ" قعدہ اخیرہ کے باب میں صفحہ ۳۰۲ گذر چکی ہے

سجدہ تلاوت

قرآن کریم میں کئی مقامات میں ایسی آیات مبارکہ ہیں جن میں سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے یہ نماز کے سجدہ کے علاوہ ہیں، کسی جگہ سجدہ کرنے کا حکم اور امر ہے کسی جگہ سجدہ کرنے کا اجر و ثواب بیان کیا گیا ہے اور کسی جگہ سجدہ سے اعراض کرنے والوں پر عتاب و عتاب اور سزا کا بیان ہے۔ اس لیے شارع علیہ السلام نے ان مقامات پر قرآن کریم کی آیات تلاوت کرنے پر سجدہ تلاوت ضروری قرار دیا ہے تاکہ انسان اللہ تعالیٰ کے کلام کی تعظیم کرتے ہوئے نیکی و خیر کی طرف مبادرت کرنے والا ہو۔

امام ابو حنیفہؒ کا مسلک یہی ہے کہ سجدات تلاوت واجب ہیں، امام ابو حنیفہؒ کے علاوہ دیگر ائمہ کرام سجدات تلاوت کو سنت مانتے ہیں واجب نہیں تسلیم کرتے۔

(ہدایہ صفحہ ۱۱۰/۱ شرح نقایہ صفحہ ۱۱۴،۱۱۳/۱)

۱۔ فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَاِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ لَا يَسْجُدُوْنَ ﴿۲۱﴾ (انشقاق پ ۳۰)	تو ان منکروں کو کیا ہو گیا ہے کہ یہ ایمان نہیں لاتے اور جب ان کے روبرو قرآن پڑھا جائے تو سجدہ نہیں کرتے
۲۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اِذَا قَرَاَ ابْنُ اٰدَمَ السَّجْدَةَ فَسَجَدَ اعْتَزَلَ الشَّيْطَانُ يَبْكِيْ يَقُوْلُ يَاوَيْلَهٗ اُمِرَ ابْنُ اٰدَمَ بِالسُّجُوْدِ فَسَجَدَ	حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جب ابن آدم سجدہ کی آیت پڑھتا ہے اور سجدہ کرتا ہے تو شیطان الگ ہو کر روتا ہے اور کہتا ہے کہ افسوس میری حالت پر ابن آدم کو سجدہ کا حکم

فَلَهُ الْجَنَّةُ وَأُمِرْتُ بِالسُّجُوْدِ وَأَبَيْتُ فَلِيَ النَّارُ (مسلم صہ ۱ج۱)

دیا گیا تو اس نے سجدہ کیا اور اس کو جنت ملی اور مجھے سجدہ کا حکم دیا گیا میں نے انکار کیا تو میرے لیے دوزخ ہے۔

(ابلیس کا یہ کہنا افسوس کی بنا پر نہیں۔ بلکہ ابن آدم پر حسد کی بنا پر ہے۔ اگر افسوس و حسرت کی بنا پر ہوتا تو وہ توبہ کر لیتا لیکن وہ ایسا نہیں کرتا، بلکہ محض حسد کی وجہ سے ایسا کہتا ہے)

مسئلہ:- حضرت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ایسے مقامات قرآن پاک میں چودہ ہیں جن کی تلاوت کرنے پر سجدہ کرنے کا حکم ہے اور وہ مقامات ان سورتوں میں ہیں۔

سورۃ اعراف، الرعد، النحل، الاسراء، مریم، حج کا پہلا سجدہ، الفرقان، النمل، السجدۃ ص، حم السجدۃ، النجم، إذا السماء انشقت، اقرأ (ہدایہ ص۱۱۰ج۱، شرح نقایہ ص۱۲۳ج۱، کبیری ص۴۹۸)

۱- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ وَابْنِ عُمَرَؓ يَعُدَّانِ كَمْ فِي الْقُرْآنِ مِنْ سَجْدَةٍ فَقَالَا: الْأَعْرَافُ وَالرَّعْدُ، وَالنَّحْلُ وَبَنِي إِسْرَائِيلَ وَمَرْيَمُ وَالْحَجُّ أَوَّلُهَا وَالْفُرْقَانُ، وَطٰسٓ وَالٓمٓ تَنْزِيلُ وَصٓ وَحٰمٓ السَّجْدَةُ (مصنف عبدالرزاق ص۲۲۵ج۲)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت ابن عمرؓ دونوں قرآن کریم کے سجدات کو ان سورتوں میں شمار کرتے تھے، سورۃ اعراف، رعد، نحل، بنی اسرائیل، مریم، حج میں پہلا سجدہ، فرقان طٰس، الٓمٓ تنزیل، ص، حم السجدۃ۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍؓ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ سُوْرَةَ النَّجْمِ فَسَجَدَ بِهَا فَمَا بَقِيَ أَحَدٌ مِّنَ الْقَوْمِ إِلَّا سَجَدَ الخ (بخاری ص۱۴۶ج۱، مسلم ص۲۱۵ج۱، طحاوی ص۲۰۷ج۱)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ نجم تلاوت کی اور سجدہ ادا کیا اور آپ کے ساتھ تمام لوگوں نے بھی سجدہ کیا۔

۲- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَؓ قَالَ سَجَدَ

حضرت ابوہریرہؓ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ

رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فِیْ اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ وَاقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ۔ (مسلم ص۲۱۵ ج۱)

وسلم نے سورۃ اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ اور سورۃ اقرأ میں سجدہ تلاوت ادا کیا۔

امام شافعیؒ کے نزدیک بھی۔ قرآن پاک میں سجدہ کے چودہ مقامات ہیں، وہ سورۃ حج میں دو سجدے مانتے ہیں اور سورۃ "صٓ" میں سجدہ نہیں مانتے۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ سورۃ حج میں ایک سجدہ مانتے ہیں۔ اور سورہ حج کے دوسرے مقام پر سجدہ صلاۃ مانتے ہیں اور سورۃ صٓ" میں سجدہ تلاوت تسلیم کرتے ہیں۔

۱۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَدْ رَأَیْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم یَسْجُدُ فِیْهَا (صٓ)۔ (بخاری ص۱۴۶ ج۱)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا سورۃ "صٓ" میں سجدہ ادا کرتے تھے۔

۲۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّؓ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَوْمًا فَقَرَأَ صٓ، فَلَمَّا مَرَّ بِالسُّجُوْدِ نَزَلَ فَسَجَدَ وَسَجَدْنَا مَعَهٗ۔ (ابوداؤد ص۲ ج۱، مستدرک حاکم ص۴۳۱ ج۲)

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن خطبہ ارشاد فرمایا اور اس میں سورۃ "صٓ" پڑھی، جب سجدہ کے مقام میں پہنچے تو منبر سے نیچے اتر کر سجدہ ادا کیا، اور ہم لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ سجدہ کیا۔

۳۔ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیِّبِؒ وَالْحَسَنِؒ قَالَا فِی الْحَجِّ سَجْدَةٌ وَاحِدَةٌ اَلْاُوْلٰی مِنْهَا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۲ ج۲)

حضرت سعید بن المسیبؒ اور حسن بصریؒ کہتے ہیں کہ سورۃ حج میں ایک ہی سجدہ ہے وہ پہلا ہے۔

۴۔ اسی طرح مصنف ابن ابی شیبہ میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ، سعید بن جبیرؒ، ابراہیم نخعیؒ جابر بن یزیدؒ سے منقول ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۲ ج۲)

حضرت امام مالکؒ کے نزدیک سجدات تلاوت صرف گیارہ ہیں، باقی ان کے

نزدیک غیر مؤکد ہیں۔

ا) حضرت امام مالکؒ کے نزدیک سورۃ النجم، اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ اور اقرا میں سجدہ نہیں ہے۔ امام مالکؒ کا استدلال مندرجہ ذیل احادیث سے ہے۔

ا۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ شریف (ہجرت کے بعد) تشریف لے گئے ہیں اس وقت سے آپ نے مفصل (قرآن کی آخری منزل جو سورۃ حجرات سے آخر تک ہے) میں کسی آیت میں سجدہ نہیں کیا۔

(ابوداؤد ص۱۹۹ ج۱)

محدث ابن عبدالبرؒ نے اس حدیث کو منکر کہا ہے اور محدث عبدالحقؒ نے کہا ہے کہ یہ حدیث قوی نہیں ہے۔ (شرح نقایہ ص۱۱۵ ج۱)

اور اس کے برعکس صحیحین وغیرہ کی روایات قوی اور صحیح ہیں۔

ا۔ حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ اور اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ میں سجدہ کیا۔ (مسلم ص۲۱۵ ج۱)

۲۔ حضرت ابوہریرۃؓ نے اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ پڑھی اور سجدہ کیا اور جب ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا اگر میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سورۃ کے پڑھنے پر سجدہ کرتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں بھی سجدہ نہ کرتا اب ہمیشہ اس میں سجدہ کرتا رہوں گا۔ یہاں تک کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملوں (بخاری ص۱۴۷ ج۱ مسلم ص۲۱۵ ج۱)

۳۔ حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ "ص" تلاوت فرمائی اور آپ ممبر پر تشریف فرما تھے۔ سجدہ کی آیت پر جب آپ پہنچے تو نیچے اتر کر آپ نے سجدہ ادا کیا اور آپ کے ساتھ لوگوں نے بھی سجدہ ادا کیا (ابوداؤد ص۲۰۰ ج۱)

۴۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ النجم تلاوت فرمائی، اور اس وقت آپ کی مجلس میں جو بھی مسلمان، مشرک، جن اور انسان موجود تھے سب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سجدہ کیا، صرف ایک کافر (امیہ بن خلف) ایسا تھا کہ جس نے سجدہ نہیں کیا، بلکہ تھوڑی سی مٹی لے کر اپنی پیشانی سے لگائی اور کہنے لگا۔ میرے

لیے یہی کافی ہے۔ وہ کافر بعد میں بدر کی لڑائی میں کفر کی حالت میں ہی مارا گیا تھا۔
(بخاری ص ۱۴۶ ج ۱ مسلم ص ۲۱۵ ج ۱)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ حجۃ اللہ البالغہ میں لکھتے ہیں

"سب کا سجدہ کرنا یہ ایک اضطراری حالت تھی اس وقت اللہ تعالیٰ کی قہری تجلی نازل ہو رہی تھی، مسلمانوں نے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں سجدہ ادا کیا، اور کافر مشرک لوگ اس تجلی کی وجہ سے مجبور ہو گئے اور انہوں نے بھی سجدہ کیا واللہ اعلم (حجۃ اللہ البالغہ ص ۱۴ ج ۲)

۲) امام مالکؒ کا دوسرا استدلال حضرت ابوالدرداءؓ کی روایت سے ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گیارہ سجدات ادا کیے ہیں جن میں مفصل میں سے ایک سورۃ بھی نہیں ہے (ابن ماجہ ص ۷۲)

ابن ماجہ کی یہ روایت ضعیف ہے اگر اس روایت کو کسی درجہ تک مان بھی لیا جائے تو اس کا وہ مطلب نہیں بنتا جو انہوں نے بیان کیا ہے۔ کیونکہ اس حدیث میں گیارہ سجدات کا اثبات ہے اور یہ گیارہ وہ سجدات ہیں جو مفصل میں نہیں ہیں اس سے مطلقاً مفصل میں سجدات کی نفی کس طرح ثابت ہو سکتی ہے۔ کیونکہ گیارہ سجدات مفصل میں نہیں ہیں - بلکہ دوسرے حصوں میں ہیں۔

حالانکہ ابن ماجہ اور ابوداؤد میں پندرہ ۱۵ سجدات والی روایت بھی موجود ہے۔

حضرت عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پندرہ آیات سجدہ تلاوت فرمائیں اور سجدات تلاوت ادا فرمائے، جن میں تین سجدات مفصل میں ہیں اور حج میں دو سجدے ہیں، (ابوداؤد ص ۱۹۹ ج ۱، ابن ماجہ ص ۷۳)

احناف کرام فرماتے ہیں کہ حج کا دوسرا سجدہ نماز کا سجدہ ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ فِي سُوْرَةِ الْحَجِّ الْاُوْلٰى عَزِيْمَةٌ وَالْاٰخِرَةُ تَعْلِيْمٌ (طحاوی ص ۲۱۳ ج ۱ مصنف عبدالرزاق ص ۲۴۲ ج ۳)	حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ سورۃ حج میں پہلا سجدہ تلاوت مؤکدہ ہے اور دوسرا سجدہ تعلیم ہے یعنی اس میں نماز کے سجدہ کی تعلیم دی گئی ہے۔

بہرحال اس سلسلہ میں امام ابوحنیفہ کا مسلک زیادہ راجح ہے سجدات چودہ ۱۴ ہیں۔ اور سجدہ واجب ہے، جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے۔

<u>مسئلہ</u>:- سجدہ کی آیت تلاوت کرتے وقت بہتر تو یہ ہے کہ فوری طور پر سجدہ کر لیا جائے

لیکن فی الفور وجوب نہیں ہوتا۔ اگر اس وقت نہ کر سکے تو بعد میں بھی ادا کر سکتا ہے، اور یہ اس کے ذمہ واجب ہوگا۔ (

قَالَ الثَّوْرِیُّ تَقْضِی السَّجْدَۃَ اِذَا سَمِعْتَہَا وَلَمْ تَسْجُدْہَا۔ (مصنف عبدالرزاق ص۳۵۰ ج۳)

امام سفیان ثوریؒ کہتے ہیں کہ تو سجدہ کی قضاء کر اگر تو نے سننے کے بعد سجدہ نہ کیا ہو۔

ممکن ہے وہ شخص اس کے لیے اس وقت تیار نہ ہو، بعد میں جب باطہارت ہوگا تو ادا کریگا۔

مسئلہ: بغیر قصد سماع کے بھی اگر آیت سجدہ سنے گا تو سجدہ واجب ہو جاتا ہے۔

(ہدایہ ص۱۱۱ ج۱، شرح نقایہ ص۱۱۵ ج۱، کبیری ص۵۰۰)

۱۔ قَالَ عُثْمَانُ اِنَّمَا السَّجْدَۃُ عَلٰی مَنِ اسْتَمَعَہَا (بخاری ص۱۴۶ ج۱، مصنف عبدالرزاق ص۳۴۴ ج۳)

حضرت عثمانؓ بن عفان کہتے ہیں کہ سجدہ تلاوت اس شخص پر واجب ہے۔ جس نے اس کو سنا۔

۲۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اِنَّمَا السَّجْدَۃُ عَلٰی مَنْ سَمِعَہَا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۵ ج۲)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ سجدہ اس پر (ضروری) ہے جس نے آیت سجدہ کو سنا۔

۳۔ عَنْ اِبْرَاہِیْمَ وَنَافِعٍ وَسَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ قَالُوْا مَنْ سَمِعَ السَّجْدَۃَ فَعَلَیْہِ اَنْ یَّسْجُدَ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۵ ج۲)

حضرت ابراہیم نخعیؒ، حضرت نافعؒ، حضرت سعید بن جبیرؒ یہ سب حضرات کہتے ہیں کہ جس نے سجدہ والی آیت سنی تو اس پر سجدہ ضروری ہے۔

۴۔ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ قَالَ اِنَّمَا السَّجْدَۃُ عَلٰی مَنْ سَمِعَہَا

حضرت سعید بن المسیبؒ نے کہا کہ سجدہ تلاوت اس پر ہے جس نے اس سجدہ کی آیت کو سنا ہے

(سنن الکبریٰ للبیہقی ص۳۲۴ ج۲)

مسئلہ: آیت سجدہ کو سننے والے پر اس وقت سجدہ تلاوت واجب ہوگا جب کہ وہ وجوب صلوٰۃ کا اہل ہو، اسی وجہ سے جنبی پر واجب ہوتا ہے اور حیض و نفاس والی عورتوں پر واجب نہیں ہوتا۔ (شرح نقایہ ص۱۱۴ ج۱)

۱۔ عَنْ اِبْرَاہِیْمَ وَسَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ اَنَّہُمَا قَالَا اِذَا سَمِعَ

حضرت ابراہیم نخعیؒ اور سعید بن المسیبؒ کہتے ہیں کہ جب جنبی آدمی سجدہ کی آیت سنے تو غسل کرنے

اَلْجُنُبُ اِغْتَسَلَ ثُمَّ سَجَدَ کے بعد سجدہ ادا کرے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ صـ ۱۳/۲ج)

۲۔ عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ قَالَ قُلْتُ لِعَطَاءٍ اَرَأَیْتَ اِنْ مَرَّتْ حَائِضٌ بِقَوْمٍ یَقْرَءُوْنَ فَیَسْجُدُوْنَ اَتَسْجُدُ مَعَهُمْ؟ قَالَ لَا، قَدْ مُنِعَتْ خَیْرًا مِّنْ ذٰلِکَ ۔ (مصنف عبدالرزاق صـ ۲۲/۱ج، مصنف ابن ابی شیبہ صـ ۱۴/۲ج)

ابن جریجؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عطاءؒ سے کہا جب حیض والی عورت ایسے لوگوں کے پاس سے گذرے جو تلاوتِ قرآن کر رہے ہوں، اور وہ سجدہ تلاوت کریں، تو حیض والی کیا ان کے ساتھ سجدہ کرے ؟ تو عطاءؒ نے کہا کہ نہیں، وہ اس حالت میں سجدہ تلاوت سے زیادہ بہتر بات (نماز) سے بھی منع کی گئی ہے۔

۳۔ اسی طرح امام ابراہیم نخعیؒ سعید بن المسیبؒ، حسن بصریؒ، ابوالضحیٰؒ سے منقول ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ صـ ۱۳ و ۱۴/۲ج)

مسئلہ:۔ صاحب شرح نقایہؒ نے بحوالہ فتاوی محیط نقل کیا ہے کہ اگر کوئی شخص کافر یا صبی عاقل (سمجھدار بچہ) حیض و نفاس والی عورت سے یا جنبی یا بے وضو شخص سے آیت سجدہ سنے تو سجدہ واجب ہوگا، اور اگر مجنون یا نائم سے سنے گا تو سجدہ واجب نہ ہوگا۔ کیونکہ تلاوت بغیر معرفت و تمیز کے صادر ہوئی ہے لیکن اگر بدمست نشے والے سے سنی ہے تو سجدہ واجب ہوگا۔ کیونکہ اس کی عقل تو ہے مگر نشے کی وجہ سے مستور ہوگئی ہے۔ (شرح نقایہ صـ ۱۱۵/۱ج)

امام مالکؒ کے نزدیک تلاوت کرنے والا مرد ہو اور سامع سجدہ کرنے کا مکلف ہو تو تب سجدہ تلاوت واجب ہوگا ورنہ نہیں (شرح نقایہ صـ ۱۱۵/۱ج)

مسئلہ:۔ گرامو فون، ٹیلویژن، ٹیپ ریکارڈ، لاؤڈ سپیکر وغیرہ آلات سے پڑھی جانے والی آیاتِ سجدہ سننے والے پر اگرچہ سجدہ واجب نہ ہوگا لیکن سجدہ ادا کرلینا بہتر ہے۔

مسئلہ:۔ سجدہ تلاوت، پڑھنے والے، سننے والے سب پر واجب ہوتا ہے خواہ سننے کا قصد و ارادہ نہ بھی کرے، پھر بھی اس پر سجدہ تلاوت واجب ہوتا ہے۔

(ہدایہ صـ ۱۱/۱ج، کبیری صـ ۵۰۰، شرح نقایہ صـ ۱۱۵/۱ج)

مسئلہ:۔ سجدہ تلاوت نماز میں اور نماز سے خارج بھی واجب ہوتا ہے۔

مسئلہ:۔ سجدہ تلاوت ادا کرنے کے لیے وہ تمام شرائط ضروری ہیں جو نماز کے لیے ضروری ہیں، وضوء و طہارت کا ہونا، قبلہ رخ ہونا۔ لباس کا پاک ہونا، جگہ کا پاک ہونا وغیرہ۔ (شرح نقایہ ص ۱۱۴/۱)

۱۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ۔ اَنَّهٗ قَالَ لَا يَسْجُدُ الرَّجُلُ اِلَّا وَهُوَ طَاهِرٌ (بیہقی ص ۳۲۵/۲)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کوئی شخص سجدہ نہ کرے جب تک کہ وہ پاک (طہارت کی حالت میں) نہ ہو۔

۲۔ قَالَ الزُّهْرِيُّ لَا تَسْجُدْ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ طَاهِرًا فَاِذَا سَجَدْتَ وَاَنْتَ فِيْ حَضَرٍ فَاسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ

(بخاری ص ۱۴۶/۱، بیہقی ص ۳۲۶/۲)

امام زہریؒ کہتے ہیں کہ بغیر طہارت کے سجدہ نہ کرو، اور جب تم سجدہ کرو قبلہ کی طرف رخ کرو۔

۳۔ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ حُسَيْنٍ قَالَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ وَقَرَءَ السَّجْدَةَ الَّتِيْ فِيْ صٓ فَسَجَدَ عَلٰى حَرْفِ اُسْطُوَانَةٍ ثُمَّ قَالَ لِلْقَوْمِ تَوَجَّهُوْا (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۵/۲)

حضرت سفیان بن حسینؒ کہتے ہیں میں نے حضرت حسن بصریؒ کو سنا ہے کہ انہوں نے سورۃ "صٓ" کی سجدہ والی آیت پڑھی اور ستون کے ایک طرف سجدہ کیا، پھر انہوں نے لوگوں سے کہا تم بھی قبلہ رُخ ہو جاؤ

۴۔ حضرت ابو عبدالرحمٰنؓ سے منقول ہے کہ جب وہ آیت سجدہ تلاوت کرتے تو قبلہ رُخ ہوتے پھر سجدہ کرتے تھے (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۵/۲)

جن لوگوں نے یہ کہا ہے کہ سجدہ تلاوت بغیر طہارت کے بھی ادا ہو سکتا ہے۔ بالکل غلط ہے۔

مسئلہ:۔ حیض و نفاس والی عورت، جنابت والا اور چھوٹا بچہ جو شعور رکھتا ہے، اور کافر سے اگر آیت سجدہ سُنے گا تو سجدہ واجب ہوگا۔ (نور الایضاح ص ۱۲۴)

مسئلہ:۔ شریک نماز مقتدی کے پڑھنے سے امام اور مقتدی پر سجدہ واجب نہیں ہوگا۔

(جامع صغیر ص ۱۶، ہدایہ ص ۱۱/۱، شرح نقایہ ص ۱۱۶/۱، کبیری ص ۵۰۰)

مسئلہ:۔ اگر نماز سے باہر والے کسی شخص سے نماز کے اندر سُنے گا تو نماز کے بعد سجدہ ادا کرنا

ضروری ہوگا (جامع صغیر ص۱۶ ، ہدایہ ص ۱۱۱/۱ ، کبیری ص۵۰۰ ، نور الایضاح ص۱۲۴)

۱۔ عَنِ ابْنِ سِیْرِیْنَ قَالَ یَسْجُدُ اِذَا انْصَرَفَ ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۲/۱۲)

امام محمد ابن سیرینؒ کہتے ہیں کہ سجدہ تلاوت کرے جب نماز سے فارغ ہو (یعنی جب نماز میں کسی باہر والے شخص سے سنا ہو)

۲۔ عَنِ ابْنِ سِیْرِیْنَ وَ تَدْخُلُ فِیْ صَلَاتِكَ مَا لَیْسَ فِیْهَا قَالَ سُفْیَانُ نَقُوْلُ اقْضِهَا بَعْدُ (مصنف عبد الرزاق ص۳/۳۵۱)

امام محمد بن سیرینؒ کہتے ہیں کہ جو سجدہ صلاتیہ نہیں وہ نماز میں ادا نہیں ہوگا ، امام سفیان ثوریؒ نے کہا ہم کہتے ہیں کہ اس کو نماز کے بعد قضا کرے۔

مسئلہ: مستحب ہے کہ پڑھنے والا آیت سجدہ کو آہستہ پڑھے تاکہ کسی کو دشواری نہ پیش آئے۔

(ہدایہ ص۱۱۲/۱ ، شرح نقایہ ص۱۱۷/۱ ، کبیری ص۵۰۷)

مسئلہ: مکروہ ہے کہ آیت سجدہ ترک کر دی جائے اور باقی آیات پڑھی جائیں۔ لیکن اگر سجدہ والی آیت پڑھے اور باقی آیات ترک کر دے تو اس میں کراہیت نہیں ہے۔

(جامع صغیر ص۱۶ ، ہدایہ ص۱۱۲/۱ ، شرح نقایہ ص۱۱۷/۱ ، کبیری ص۵۰۷)

۱۔ وَعَنِ الشَّعْبِیِّ قَالَ وَكَانُوْا یَكْرَهُوْنَ اِذَا اَتَوْا عَلَى السَّجْدَةِ اَنْ یُّجَاوِزُوْهَا حَتّٰی یَسْجُدُوْا ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۲/۳)

حضرت امام شعبیؒ بیان کرتے ہیں کہ سلف (صحابہ کرامؓ) جب وہ سجدہ والی آیت پر آتے تو اس سے تجاوز کرنے کو مکروہ خیال کرتے تھے یہاں تک کہ اس کو پڑھ کر سجدہ ادا کرلیں۔

مسئلہ: درخت کی ایک ٹہنی سے دوسری ٹہنی پر اگر چلا جائے گا تو مجلس تبدیل ہو جائے گی۔ اور اگر اسی آیت کو وہاں بھی پڑھے گا تو دوبارہ سجدہ کرنا ہوگا۔

(ہدایہ ص۱۱۲/۱ ، شرح نقایہ ص۱۱۷/۱ ، کبیری ص۵۰۳)

مسئلہ: سجدہ تلاوت ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہہ کر سجدہ کرے اور اس میں تسبیح پڑھے، پھر اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہہ کر اٹھ جائے۔

۱۔ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ وَالْحَسَنِ

حضرت ابراہیم نخعیؒ اور حسن بصریؒ سے روایت ہے

أَنَّهُمَا قَالَا إِذَا قَرَأَ الرَّجُلُ السَّجْدَةَ فَلْيُكَبِّرْ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ وَإِذَا سَجَدَ (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲/۱)

وہ کہتے ہیں جب کوئی شخص سجدہ ادا کرتا ہے تو وہ تکبیر کہے، اور جب سجدہ سے سر اٹھائے تو پھر بھی تکبیر کہے۔

۲۔ اسی طرح ابوقلابہؒ و ابن سیرینؒ اور مسلم بن یسارؒ سے منقول ہے کہ سجدہ کرتے وقت تکبیر کہہ کر سجدہ کرے (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲/۲)

مسئلہ:۔ سجدہ تلاوت میں سلام نہیں ہوتا۔ بلکہ صرف تکبیر کہہ کر سر اٹھائے۔

۱۔ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ كَانَ إِبْرَاهِيمُ وَأَبُو صَالِحٍ وَيَحْيَى بْنُ وَثَّابٍ لَا يُسَلِّمُونَ فِي السَّجْدَةِ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲/۱)

حضرت اعمشؒ نے کہا کہ حضرت ابراہیم نخعیؒ، ابوصالحؒ اور یحییٰ بن وثابؒ سجدہ تلاوت میں سلام نہیں پھیرتے تھے۔

۲۔ اسی طرح حضرت حسن بصریؒ، عطاء بن ابی رباحؒ، سعید بن جبیرؒ سے منقول ہے کہ وہ سجود قرآن میں سجدہ سے سر اٹھاتے اور سلام نہیں پھیرتے تھے (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲/۱)

مسئلہ:۔ اگر نماز پڑھ رہا ہے اور آیت سجدہ تلاوت کی تو آیت کے اختتام پر سجدہ تلاوت ہو، اور یہ قرأت ختم کرکے رکوع کرنا چاہتا ہو تو رکوع ہی میں سجدہ کی نیت کرلے تو سجدۂ تلاوت ادا ہوجائے گا۔ (شرح نقایہ ص ۱/۱۱۶، کبیری ص ۵۰۰)

۱۔ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ إِذَا كَانَ فِي آخِرِ السُّورَةِ سَجْدَةٌ أَجْزَأَكَ أَنْ تَرْكَعَ بِهَا (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲/۱۹)

حضرت ابراہیم نخعیؒ کہتے ہیں کہ جب سورۃ کے آخر میں سجدہ ہو تو تم رکوع کرو تو سجدہ ادا ہوجائیگا (بشرطیکہ نیت کرلی ہو)

۲۔ اسی طرح حضرت علقمہؒ، اسودؒ، مسروقؒ، عمرو بن شرحبیل، امام شعبیؒ، طاؤسؒ، عبدالرحمٰن بن یزیدؒ سے منقول ہے (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲/۱۸، ۱۹)

مسئلہ:۔ جنابت کی حالت میں آیت سجدہ سنی تو غسل کرنے کے بعد سجدہ ادا کرنا ضروری ہوگا۔

مسئلہ:۔ جو مرد عورتیں قرآن پڑھتے ہوئے قرآن پر ہی سجدہ کرلیتے ہیں وہ سجدہ ادا نہ ہوگا۔

مسئلہ:۔ حیض و نفاس والی آیت سجدہ سن لیں تو ان پر سجدہ واجب نہیں ہوتا۔

مسئلہ:۔ نماز کے اندر جو سجدہ واجب ہوا ہو وہ نماز کے اندر ہی ادا کرنا چاہیے۔ نماز سے باہر وہ ادا نہ ہوگا اور آدمی گنہگار ہوگا (جامع صغیر ص۱۹، ہدایہ ص۱۱۱ج۱، شرح نقایہ ص۱۱۹ج۱، کبیری ص۵۰۱)

مسئلہ:۔ ایک مجلس میں بار بار سجدہ کی آیت کا تکرار کیا تو ایک ہی سجدہ واجب ہوگا، اگر ایک مجلس میں متعدد آیات سجدہ پڑھیں تو ہر ایک کے لیے الگ الگ سجدہ کرنا ہوگا۔

(جامع صغیر ص۱۱، ہدایہ ص۱۱۱ج۱، شرح نقایہ ص۱۱۷ج۱، کبیری ص۵۰۲)

۱۔ عَنِ الْحَسَنِ وَ اِبْرَاهِیْمَ فِی الرَّجُلِ یَقْرَأُ السَّجْدَۃَ ثُمَّ یُعِیْدُ قِرَاءَتَهَا قَالَا تُجْزِیْهِ السَّجْدَۃُ الْاُوْلٰی۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۲ج۲)

حضرت حسن بصریؒ اور امام ابراہیم نخعیؒ سے منقول ہے۔ اس شخص کے بارہ میں جو سجدہ والی آیت پڑھتا ہے اور پھر اس آیت کو دوہراتا ہے۔ (ایک ہی مجلس میں) ان دونوں نے کہا کہ اس کے لیے پہلا سجدہ ہی کافی ہے۔

۲۔ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهٗ کَانَ یَقْرَأُ السَّجْدَۃَ فَیَسْجُدُ ثُمَّ یُعِیْدُهَا فِیْ مَجْلِسِهٖ ذٰلِكَ مِرَارًا لَا یَسْجُدُ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۲ج۲)

حضرت ابوعبدالرحمٰنؒ سے روایت ہے کہ وہ سجدہ والی آیت پڑھتے تھے اور سجدہ کرتے اور پھر اسی مجلس میں اس آیت کو بار بار دہراتے تھے لیکن دوبارہ سجدہ نہیں کرتے تھے۔

۳۔ اسی طرح حضرت مجاہدؒ سے منقول ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۲ج۲)

مسئلہ:۔ عیدین، جمعہ اور ظہر و عصر کی نمازوں میں امام کو سجدہ کی آیات نہیں پڑھنی چاہئیں، اس سے مقتدیوں میں پریشانی اور گڑبڑ ہوجاتی ہے۔

ادراکِ فریضہ

(امام کے ساتھ فرض نماز پانا)

۱۔ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِیْنَ

اور رکوع کرو رکوع کرنے والوں کے ساتھ

تکبیر اولیٰ میں شامل ہونے کی فضیلت

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى لِلّٰهِ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا فِيْ جَمَاعَةٍ يُدْرِكُ التَّكْبِيْرَةَ الْاُوْلٰى كُتِبَ لَهٗ بَرَاءَتَانِ بَرَاءَةٌ مِّنَ النَّارِ وَبَرَاءَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ۔ (ترمذی ص۳۲)

حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے چالیس دن جماعت کے ساتھ نماز پڑھی اس طرح کہ تکبیر تحریمہ اس سے فوت نہیں ہوئی تو اس کے لیے دو قسم کی برائتیں لکھی جاتی ہیں، ایک دوزخ کی آگ سے براءۃ اور دوسری نفاق سے براءۃ لکھی جاتی ہے۔

مسئلہ: اگر کسی شخص نے ظہر کی نماز کی ایک رکعت پڑھ لی، اور پھر اقامت ہو گئی اور جماعت کھڑی ہو گئی، تو یہ شخص ایک دوسری رکعت پہلی کے ساتھ ملا لے تاکہ وہ ایک رکعت باطل نہ ہونے پائے، اور جماعت کے ساتھ شریک ہو کر نماز باجماعت کی فضیلت حاصل کر لے۔

اور اگر پہلی رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو، تو اسی وقت اس کو قطع کر دے اور امام کے ساتھ جماعت میں شریک ہو جائے۔

اور اگر تین رکعات ظہر کی نماز اس نے پڑھ لی ہوں، تو پھر اس کو پورا کرے، جب نماز کا اکثر حصہ ادا ہو جائے، اور پھر اس کو توڑنے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا، بخلاف اس کے کہ اگر تیسری رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تو پھر بھی اس کو قطع کر دے، جماعت کا ثواب اس کو مل جائے گا اور یہ دو رکعت نفل ہو جائیں گے (جامع صغیر ص۱۲، ہدایہ ص۱۲۲/۱، شرح نقایہ ص۱۰۰)

مسئلہ: اگر کسی شخص نے صبح کی نماز کی ایک رکعت پڑھ لی اور پھر جماعت شروع ہو گئی تو اس کو قطع کر کے جماعت میں شریک ہو جانا چاہیے۔ (جامع صغیر ص۱۲، ہدایہ ص۱۲۱/۱)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلٰوةَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَّعِشْرِيْنَ دَرَجَةً (بخاری ص۸۹/۱، مسلم ص۲۳۱/۱)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنی علیحدہ نماز پڑھنے سے ستائیس درجہ زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔

مسئلہ: جو شخص مسجد میں داخل ہوا جب کہ اس میں نماز کے لیے اذان ہو چکی ہے تو پھر اس شخص کو نماز ادا کیے بغیر نکلنا مکروہ ہے (جامع صغیر صہ ۱۲، ہدایہ صہ ۱۰۱/۱، شرح نقایہ صہ ۱۰۷/۱)

۱۔ عَنْ اَبِی الشَّعْثَاءِ قَالَ خَرَجَ رَجُلٌ مِّنَ الْمَسْجِدِ بَعْدَ مَا اُذِّنَ فِیْهِ فَقَالَ اَبُوْ هُرَیْرَةَ ؓ اَمَّا هٰذَا فَقَدْ عَصٰی اَبَا الْقَاسِمِ صلی اللہ علیہ وسلم

(مسلم صہ ۲۳۲/۱، ابن ماجہ صہ ۵۳)

حضرت ابو الشعثاءؒ کہتے ہیں کہ اذان ہو چکنے کے بعد ایک شخص مسجد سے باہر نکل گیا تو حضرت ابوہریرہؓ نے کہا کہ اس شخص نے حضرت ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی ہے۔

۲۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا كُنْتُمْ فِی الْمَسْجِدِ فَنُوْدِیَ بِالصَّلٰوةِ فَلَا یَخْرُجْ اَحَدُكُمْ حَتّٰی یُصَلِّیَ (مسند احمد صہ ۲/...)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ جب تم مسجد میں ہو اور اذان ہو جائے تو پھر تم سے کوئی بھی مسجد سے باہر نہ جائے جب تک کہ نماز نہ ادا کر لے۔

اِلّا یہ کہ دوسری جگہ اس نے اذان پکارنی ہو یا جماعت کرانی ہو یا جماعت کا اہتمام کرنا ہو۔ یا کوئی ایسا شدید ضروری کام لاحق ہو جائے۔ تو پھر اس کے لیے ایسی حالت میں مسجد سے باہر جانا مکروہ نہ ہوگا۔ (جامع صغیر صہ ۱۲، ہدایہ صہ ۱۰۱/۱، شرح نقایہ صہ ۱۰۸/۱)

عَنْ عُثْمَانَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ اَدْرَكَهُ الْاَذَانُ فِی الْمَسْجِدِ ثُمَّ خَرَجَ لَمْ یَخْرُجْ لِحَاجَةٍ وَّهُوَ لَا یُرِیْدُ الرَّجْعَةَ فَهُوَ مُنَافِقٌ

(ابن ماجہ صہ ۵۳)

حضرت عثمانؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو اذان مسجد میں پائے یعنی اذان کے وقت وہ مسجد میں ہو، اور پھر وہ مسجد سے باہر نکل جائے اور اس کا باہر نکلنا کسی ضروری کام کے لیے بھی نہ ہو اور وہ واپس آنے کا ارادہ بھی نہ رکھتا ہو تو وہ شخص منافق ہے۔

مسئلہ: اذان کے بعد بغیر نماز پڑھنے کے مسجد سے باہر جانا مکروہ اس صورت میں ہوگا کہ

اس نے پہلے نماز نہ پڑھی ہو، اگر نماز پہلے پڑھ چکا ہے۔ تو مؤذن کے اقامت شروع کرنے سے پہلے جا سکتا ہے، لیکن اگر اقامت شروع ہو چکی ہے۔ تو پھر ظہر اور عشاء کے وقت نہ نکلے اور جماعت کے ساتھ شریک ہو کر نفل پڑھ لے اور لوگوں کی بدگمانی سے بچ جائے، اور نفل کا ثواب بھی حاصل کر لے (جامع صغیر ص۱۲، ہدایہ ص۱۰۰ ج۱، شرح نقایہ ص۱۰۸ ج۱)

اس سلسلہ میں باحوالہ تفصیلی بحث ص۵۳۴ پر گذر چکی ہے۔

مسئلہ:۔ اور اگر عصر، مغرب اور فجر کا وقت ہو تو پھر اس کا مسجد سے خارج ہونا مکروہ نہ ہوگا کیونکہ یہ فریضہ ادا کر چکا ہے، اور ان تین نمازوں میں فجر اور عصر کے بعد تو نوافل ہی نہیں، اور مغرب کی تین رکعات ہیں، تین رکعات نفل بھی غیر مشروع ہیں۔

(جامع صغیر ص۱۲، ہدایہ ص۱۰۱ ج۱، شرح نقایہ ص۱۰۸ ج۱)

باحوالہ بحث ص۲۰۶ تا ۲۰۹ پر ملاحظہ کریں۔

مسئلہ:۔ اگر صبح کی نماز شروع ہو چکی ہو، اور یہ شخص مسجد میں آئے اس نے صبح کی دو سنتیں ادا نہیں کیں، اگر اس کو ایک رکعت کے پا لینے کا یقین ہو، تو پھر مسجد کے دروازہ کے پاس صبح کی سنتیں ادا کر کے جماعت میں شریک ہو جائے۔ (عند البعض قعدہ میں شریک ہو جانے کا یقین ہو تو بھی سنتیں پڑھ لے) (جامع صغیر ص۱۲، ہدایہ ص۱۰۱ ج۱، شرح نقایہ ص۱۰۸ ج۱)

اس بارہ میں صحابہ کرامؓ کا عمل مبارک موجود ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات مبارکہ سے بھی اشارات ملتے ہیں۔

۱- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ جَاءَنَا ابْنُ مَسْعُوْدٍ وَالْاِمَامُ يُصَلِّي الصُّبْحَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ اِلٰى سَارِيَةٍ وَلَمْ يَكُنْ صَلّٰى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ وَفِيْ رِوَايَةٍ عَنْهُ ثُمَّ دَخَلَ يَعْنِيْ فِي الصَّلٰوةِ۔ (طحاوی ص۲۲۰ ج۱، مجمع الزوائد ص۷۵ ج۲ بحوالہ طبرانی فی الکبیر و قال رجالہ ثقات)

حضرت عبداللہ بن ابی موسیٰؒ نے کہا کہ ہمارے پاس حضرت عبداللہ بن مسعودؓ آئے اور اس وقت امام صبح کی نماز پڑھا رہا تھا، تو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے ستون کے پاس دو رکعت (صبح کی سنت) ادا کی اور پھر جماعت میں شریک ہوئے۔

۲۔ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِؓ اَنَّہٗ کَانَ يَدْخُلُ الْمَسْجِدَ وَالنَّاسُ صُفُوْفٌ فِیْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ فَيُصَلِّی الرَّكْعَتَيْنِ فِیْ نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ يَدْخُلُ مَعَ الْقَوْمِ فِی الصَّلٰوةِ۔

حضرت ابوالدرداءؓ سے روایت ہے کہ وہ مسجد میں داخل ہوتے تھے اور لوگ صبح کی نماز میں صفیں بنکر کھڑے ہوتے تھے (یعنی نماز پڑھتے تھے) پھر یہ مسجد کے کنارہ میں دو رکعت سنت پڑھ کر لوگوں کے ساتھ نماز میں شریک ہوتے تھے۔

(طحاوی صـ۲۲۱ ج۱)

۳۔ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ اَنَّہٗ جَاءَ اِلَى الْمَسْجِدِ وَالْاِمَامُ فِیْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ فَصَلَّى الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ اَنْ يَّلِجَ الْمَسْجِدَ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ (مصنف ابن ابی شیبہ صـ۲۵۱ ج۲)

حضرت سعید بن جبیرؒ مسجد میں تشریف لائے امام نماز پڑھا رہا تھا تو انہوں نے دو رکعتیں (فجر کی سنتیں) مسجد کے دروازے کے پاس پڑھیں مسجد میں داخل ہونے سے پہلے۔

<u>مسئلہ</u>:۔ صبح کی سنتیں عین امام کے پیچھے ادا کرنی شدید مکروہ ہیں۔

<u>مسئلہ</u>:۔ اگر صبح کی سنتیں رہ جائیں تو امام محمدؒ کے نزدیک ان کو سورج نکلنے کے بعد زوال سے پہلے پہلے ادا کرے، یہی صحیح ہے اور اسی پر فتویٰ ہے

(جامع صغیر صـ۱۳، ہدایہ صـ۱۰۱ ج۱، شرح نقایہ صـ۱۰۸ ج۱)

۱۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ اَنَّہٗ جَاءَ اِلَى الْقَوْمِ وَهُمْ فِی الصَّلٰوةِ وَلَمْ يَكُنْ صَلَّى الرَّكْعَتَيْنِ فَدَخَلَ مَعَهُمْ ثُمَّ جَلَسَ فِیْ مُصَلَّاهُ فَلَمَّا اَضْحٰى قَامَ فَقَضَاهُمَا (مصنف ابن ابی شیبہ صـ۲۵۵ ج۲)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ آئے اور لوگ نماز پڑھ رہے تھے، انہوں نے صبح کی سنتیں نہیں پڑھی تھیں، یہ آکر لوگوں کے ساتھ نماز میں شریک ہو گئے، پھر نماز کے بعد اسی جگہ بیٹھے رہے جب چاشت کا وقت ہوا تو انہوں نے سنتوں کو پڑھا۔

۲۔ يَحْيٰى بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ يَقُوْلُ لَوْ لَمْ اُصَلِّهِمَا

حضرت یحییٰ بن سعیدؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت قاسمؒ سے سنا ہے وہ کہتے تھے اگر میں نے صبح کی سنتیں

حَتّٰی اُصَلِّیَ الْفَجْرَ صَلَّیْتُہُمَا بَعْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ۔ — نہ پڑھی ہوں یہاں تک کہ صبح کی نماز پڑھ لوں، تو میں ان کو طلوعِ شمس کے بعد پڑھ لیتا ہوں۔

(مصنف ابن ابی شیبہ صہ ۲۵۵ ج ۲)

لیکن صبح کے علاوہ باقی سنتوں کی قضاء بعد الوقت نہیں، کیونکہ صبح کی سنتیں سب سے زیادہ مؤکد ہیں، احادیث میں اس سلسلہ میں بہت تاکید ہے (شرح نقایہ صہ ۱۰۸ ج ۱)

مسئلہ:۔ اگر کسی شخص نے ظہر کی نماز میں سے ایک رکعت کو جماعت سے پایا تو اس نے ظہر کو جماعت سے نہیں پڑھا لیکن اس کو جماعت کی فضیلت کا اجر حاصل ہو جائے گا۔

(جامع صغیر صہ ۱۳، ہدایہ صہ ۱۰۱ ج ۱) (مسبوق و لاحق کے مسائل ضمیمہ صہ ۸۲ پر ملاحظہ فرمائیں)

مسئلہ:۔ جو شخص ایسی حالت میں آیا کہ امام رکوع میں تھا وہ شخص تکبیر کہہ کہ کھڑا ہو گیا یہاں تک کہ امام نے اپنا سر رکوع سے اٹھایا تو ایسا شخص اس رکعت کو پانے والا نہیں ہوگا۔ لیکن اگر کوئی شخص امام سے پہلے رکوع کر لے اور امام اس کو رکوع میں پالے تو اس کا رکوع ہو جائے گا۔ اگرچہ ایسا فعل شدید مکروہ ہے، کہ امام سے پہلے کوئی شخص رکوع یا سجدہ کرے یا پہلے اٹھے اس پر احادیث میں شدید وعید آئی ہے۔

قضائے فوائت

(فوت شدہ نمازوں کا قضا کرنا)

اگر فرائض فوت ہو جائیں تو تندرست آدمی کے لیے ان کی قضاء کرنی ضروری ہے، اور اگر بیمار یا فوت ہونے کا خطرہ ہے، تو وصیت کرنی ضروری ہوگی، تاکہ اس کی وراثت میں ورثاء فدیہ ادا کریں، یا اپنی طرف سے تبرع کریں، بہرحال فوت شدہ نمازوں کی قضاء ضروری ہے، جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ نَامَ عَنْ صَلٰوۃٍ اَوْ نَسِیَہَا فَلْیُصَلِّ اِذَا ذَکَرَہَا۔ (مسلم صہ ۲۳۸ ج ۱، ترمذی صہ ۵۲) — جو شخص نماز سے سو گیا یا بھول گیا تو اس کو اس وقت پڑھنی چاہیے جب اسے یاد آجائے۔

فرض نمازوں کے ساتھ امام ابوحنیفہؒ وتر کو بھی اسی حکم میں شمار کرتے ہیں، کیونکہ وتر امام صاحبؒ

یکے نزدیک واجب ہیں، اور وتر عملاً فرض کے درجہ میں ہی ہوتا ہے، اگر رہ جائے تو اسکی قضا لازم ہوگی، اور دیگر ائمہ فرماتے ہیں کہ وتر سنن اور نوافل کے درجے میں ہے اگر رہ جائے تو اس کی قضاء نہیں۔ اس کی مفصل بحث وتر میں آئے گی۔ انشاء اللہ

مسئلہ:۔ اگر فوت شدہ نمازیں پانچ سے کم ہوں تو پھر ان میں اور وقتی نمازوں میں ترتیب کو ملحوظ رکھنا بھی فرض ہے، یعنی پہلے فوت شدہ نمازیں پڑھیں اور پھر وقتی نمازیں۔

(ہدایہ ص۱۰۲ ج۱، شرح نقایہ ص۱۰۹ ج۱)

۱۔ عَنْ جَابِرٍؓ (فِي حَدِيْثٍ) فَتَوَضَّأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَتَوَضَّأْنَا فَصَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم الْعَصْرَ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَصَلَّيْنَا بَعْدَهَا الْمَغْرِبَ (بخاری ص۵۱ ج۱، مسلم ص۱۲۷ ج۱، ترمذی ص۴۳)

حضرت جابرؓ کی روایت میں ہے کہ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضوء کیا اور عصر کی نماز سورج غروب ہونے کے بعد پڑھی اور ہم نے بھی، اس کے بعد آپ نے مغرب کی نماز پڑھی، اور ہم نے بھی،

۲۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍؓ اَنَّ الْمُشْرِكِيْنَ شَغَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عَنْ اَرْبَعِ صَلَوَاتٍ يَوْمَ الْخَنْدَقِ حَتّٰى ذَهَبَ مِنَ اللَّيْلِ مَا شَاءَ اللّٰهُ فَاَمَرَ بِلَالًا فَاَذَّنَ ثُمَّ اَقَامَ فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ اَقَامَ فَصَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ اَقَامَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثُمَّ اَقَامَ فَصَلَّى الْعِشَاءَ۔ (ترمذی ص۵۳)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خندق کی لڑائی کے دن چار نمازوں سے مشغول کر دیا یہاں تک کہ رات کا حصہ گذر گیا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال کو حکم دیا انہوں نے اذان پڑھی پھر ظہر کی نماز پڑھی پھر اقامت کہی تو عصر کی نماز پڑھی پھر اقامت کہی تو مغرب کی نماز پڑھی اور اس کے بعد پھر عشاء کی نماز پڑھی۔

۳۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ اِذَا نَسِيَ اَحَدُكُمْ صَلَاتَهٗ فَلَمْ يَذْكُرْهَا اِلَّا وَهُوَ مَعَ الْاِمَامِ، فَلْيُصَلِّ مَعَ

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی شخص اپنی نماز بھول جائے اور اس کو یاد نہ آئے مگر ایسی حالت میں کہ وہ امام کے ساتھ نماز

الْاِمَامِ فَاِذَا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِہٖ فَلْیُصَلِّ الصَّلٰوۃَ الَّتِیْ نَسِیَ ثُمَّ لِیُعِدْ صَلٰوتَہُ الَّتِیْ صَلّٰی مَعَ الْاِمَامِ۔ (دارقطنی ج۱ ص۴۲۱، طحاوی ج۱ ص۲۷)

پڑھ رہا ہے، وہ امام کے ساتھ نماز پڑھ لے اور فارغ ہونے کے بعد پہلے بھولی ہوئی نماز پڑھے، اور پھر اس نماز کو دوبارہ لوٹائے۔ جو امام کے ساتھ پڑھی ہے۔

۳۔ اسی طرح امام زہریؒ اور ابراہیم نخعیؒ سے منقول ہے کہ اگر عصر کی نماز پڑھتے ہوئے یاد آیا کہ ظہر نہیں پڑھی تو پہلے ظہر پڑھے پھر عصر دوبارہ پڑھے۔ بشرطیکہ وقت میں وسعت اور گنجائش ہو۔

(طحاوی ج۱ ص۲۷، مصنف ابن ابی شیبہ ج۲ ص۶۷)

مسئلہ: اگر فوت شدہ نمازیں پانچ سے زیادہ ہوں تو پھر ترتیب کو ملحوظ رکھنا ضروری نہیں ہے۔ اگر زیادہ نمازیں فوت ہوگئی تھیں اور پھر قضاء کرتے کرتے پانچ یا اس سے کم رہ گئیں تو پھر بھی ترتیب کو ملحوظ رکھنا لازم ہوگا، ترتیب پھر لوٹ آتی ہے۔ اگر وقتی نماز کا وقت تنگ ہو جائے اور فوت شدہ نماز کو پہلے پڑھنا ممکن نہ ہو تو پھر وقتی نماز کو پہلے پڑھے پھر اس کے بعد فوت شدہ کو قضاء کرے۔ بکثرت نمازیں فوت ہونے سے ترتیب ساقط ہوجاتی ہے۔

(جامع صغیر ص۱۷، ہدایہ ج۱ ص۱۰۳، شرح نقایہ ج۱ ص۱۱۰، کبیری ص۵۲۰)

صاحب شرح نقایہؒ لکھتے ہیں۔

لِاَنَّ الْاِشْتِغَالَ بِالْفَوَائِتِ الْکَثِیْرَۃِ یُؤَدِّیْ اِلٰی تَفْوِیْتِ الْوَقْتِیَّۃِ۔

بہت سی فوت شدہ نمازوں کی قضا میں مشغول ہونے سے وقتی نماز فوت ہوجائے گی۔

(شرح نقایہ ج۱ ص۱۱۰)

علامہ حلبیؒ لکھتے ہیں۔

وَاَمَّا الْکَثْرَۃُ فَلِاَنَّ الْحَرَجَ مَدْفُوْعٌ بِالْکِتَابِ وَعَلَیْہِ الْاِجْمَاعُ اَیْضًا (اِلٰی اَنْ قَالَ) وَرُبَّمَا اَفْضَی الْاِشْتِغَالُ بِالتَّرْتِیْبِ حِیْنَئِذٍ اِلٰی تَفْوِیْتِ الْوَقْتِیَّۃِ وَھُوَ حَرَامٌ

مگر فوت شدہ نمازوں کی کثرت اس لیے ترتیب کو ساقط کر دیتی ہے کہ اگر ان کو وقتی نماز سے پہلے پڑھیں تو اس میں حرج ہے اور حرج کتاب اللہ سے مدفوع ہے علاوہ ازیں اس کے سقوط ترتیب ہونے پر اجماع بھی ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بہت سی

(کبیری صہ ۵۳۰) فوت شدہ نمازوں کو اگر ترتیب کے ساتھ ادا کریں تو وقتی نماز فوت ہو جائے اور یہ حرام ہے۔

مسئلہ :- حضرت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اگر کسی شخص نے فجر کی نماز پڑھی اور اس کو یاد تھا کہ وتر اس نے نہیں پڑھے تو اس کی نماز فاسد ہوگی، پہلے وتر پڑھے اور پھر فجر کی نماز پڑھے۔

(جامع صغیر صہ ۱۸، ہدایہ صہ ۱۰۴ ج ۱، درمختار صہ ۱۰۱ ج ۱)

مسئلہ :- فوت شدہ نمازوں کے پانچ سے زیادہ ہونے یا وقت کی تنگی یا نسیان کی صورت میں ترتیب ساقط ہو جاتی ہے۔ (ہدایہ صہ ۱۰۳ ج ۱، شرح نقایہ صہ ۱۰۹، ۱۱۰ ج ۱، کبیری صہ ۵۳۰، درمختار صہ ۱۰۰ ج ۱)

عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ فِي رَجُلٍ نَسِيَ صَلَاةً حَتّٰى دَخَلَ وَقْتُ الْاُخْرٰى فَخَشِيَ اِنْ صَلَّى الصَّلَاةَ الْاُوْلٰى تَفُوْتُهُ هٰذِهٖ قَالَ يُصَلِّيْ هٰذِهِ الصَّلَاةَ الَّتِيْ يَخْشٰى فَوْتَهَا وَلَمْ يُضَيِّعْ مَرَّتَيْنِ

(مصنف عبدالرزاق صہ ۳ ج ۲)

حضرت سعید بن المسیبؒ اس شخص کے بارہ میں کہتے ہیں جو نماز بھول گیا یہاں تک کہ دوسری نماز کا وقت داخل ہو گیا اگر وہ پہلی نماز کو پڑھے تو یہ نماز اس کی فوت ہو جائے گی، وہ اس وقتی نماز کو پڑھے جس کے فوت ہونے کا خدشہ ہے، دومرتبہ نماز ضائع نہ کرے، یعنی ایک تو پہلے ہی قضاء ہو گئی اب دوسری کو قضاء نہ کرے۔

مسئلہ :- اگر نسیان یا تنگی وقت کی وجہ سے ترتیب ساقط ہو گئی تھی، وقتی نماز پڑھنے کے بعد یاد آگیا اور وقت میں وسعت تھی تو ترتیب عود کر آئے گی، پہلے قضاء شدہ نماز پڑھے پھر وقتی نماز پڑھے علامہ حصکفیؒ لکھتے ہیں۔

فِي النَّهْرِ وَالسِّرَاجِ عَنِ الدِّرَايَةِ لَوْ سَقَطَ لِلنِّسْيَانِ وَالضِّيْقِ ثُمَّ تَذَكَّرَ اَوِ اتَّسَعَ الْوَقْتُ يَعُوْدُ اِتِّفَاقًا

(درمختار صہ ۱۰۱ ج ۱)

نہر اور سراج نے بحوالہ درایہ نقل کیا ہے، کہ اگر ترتیب نسیان یا تنگی وقت کے سبب ساقط ہوئی تھی۔ پھر یاد آیا اور وقت میں وسعت تھی کہ بھولی ہوئی نماز اور وقتی کو پڑھ سکے تو بالاتفاق ترتیب عود کر آئیگی۔

مسئلہ :- اگر فوت شدہ نمازیں زیادہ ہوں، تو فوت شدہ نمازوں کی نیت اس طرح کریگا کہ سب سے پہلی ظہر یا عصر وغیرہ جو میرے ذمہ ہے اس کو پڑھتا ہوں، یا آخری فجر یا ظہر وغیرہ جو

میرے ذمہ ہے اس کو پڑھتا ہوں۔

مسئلہ :- کسی بے نماز نے توبہ کی، تو جتنی نمازیں عمر بھر میں بلوغت کے بعد سے قضاء ہوئی ہیں، سب کی قضاء پڑھنی واجب ہے، توبہ سے معاف نہیں ہوئیں، البتہ نہ پڑھنے سے جو گناہ ہوا تھا، وہ توبہ سے معاف ہوگیا۔ اب ان کی قضاء پڑھنی پڑے گی۔

حدث فی الصلوۃ

(نماز میں بے وضو ہونا)

مسئلہ :- اگر کسی نماز پڑھنے والے کو نماز کی حالت میں حدث لاحق ہو جائے یعنی اگر نماز کے اندر ہی بے وضو ہو جائے (اکثر یہ غیر اختیاری بات ہوتی ہے) تو ایسے شخص کو بلا توقف فوراً ہی وضو کر کے پہلی نماز پر ہی اپنی نماز کی بنا کرنی چاہیئے خواہ یہ بات تشہد کے بعد ہی واقع ہوئی ہو۔

(ہدایہ صفہ ۸۲ ج۱، شرح نقایہ صفہ ۹۱ ج۱، کبیری صفہ ۴۵۲)

۱۔ عَنْ عَائِشَۃَ ؓ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَصَابَہٗ قَیْءٌ اَوْ رُعَافٌ اَوْ قَلَسٌ اَوْ مَذْیٌ فَلْیَنْصَرِفْ فَلْیَتَوَضَّأْ ثُمَّ لِیَبْنِ عَلٰی صَلٰوتِہٖ وَھُوَ فِیْ ذٰلِکَ لَا یَتَکَلَّمُ۔ (ابن ماجہ صفہ ۸۵ وبمعناہ مصنف عبد الرزاق صفہ ۳۴۱ ج۲ عن ابن جریج عن ابیہ مرسلاً)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ ؓ کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو قے، لاحق ہو جائے یا نکسیر پھوٹ جائے یا مذی خارج ہو جائے تو اس شخص کو پلٹ کر دوبارہ وضو کرنا چاہیئے اور پھر پہلی نماز پر بنا کرے اگر اس نے کوئی کلام نہیں کیا۔

۲۔ عَنْ عَلِیٍّ ؓ قَالَ اِذَا وَجَدَ اَحَدُکُمْ فِیْ بَطْنِہٖ رِزًّا اَوْ قَیْئًا اَوْ رُعَافًا فَلْیَنْصَرِفْ فَلْیَتَوَضَّأْ ثُمَّ لِیَبْنِ عَلٰی صَلٰوتِہٖ مَا لَمْ

حضرت علی ؓ نے کہا جب تم میں سے کوئی شخص اپنے پیٹ میں گڑبڑ پائے (یعنی ہوا خارج ہو) یا اس کو قے ہو جائے یا نکسیر پھوٹ جائے تو اس کو پلٹ کر وضو کرنا چاہیئے اور پہلی نماز پر بنا کرلے اگر اس

يتكلم (مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۹۵ ج۲)
ورجال هذا السند على شرط الصحيح
(جوهر النقي مع البيهقي ص۲۵۶ ج۱)

نے کوئی کلام نہیں کیا۔

۳۔ عن عبد الله بن عمر رض انه كان يفتي الرجل اذا رعف في الصلاة او ذرعه قئ او وجد مذيا ان ينصرف فيتوضأ ثم يتم ما بقي من صلاته ما لم يتكلم (مصنف عبد الرزاق ص۳۴۰ ج۲ وابن ابی شیبہ ص۱۹۴ ج۲)

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ فتویٰ دیا کرتے تھے کہ جب کسی کو نماز میں نکسیر پھوٹ جائے، یا قے لاحق ہو جائے یا مذی خارج ہو تو وہ پلٹ کر وضو کر کے باقی نماز پوری کر لے جب تک کہ اس نے کلام نہ کیا ہو۔

۴۔ علامہ ماردینیؒ لکھتے ہیں۔

وفي الاستذكار لابن عبد البر بناء الراعف على ما صلى ما لم يتكلم ثبت عن عمر رض وعلي رض وابن عمر رض وروي عن ابي بكر رض ولا مخالف لهم من الصحابة الا المسور رض وحده وروي البناء ايضا عن جماعة الناس بالحجاز والعراق والشام ولا اعلم في ذلك بينهم اختلافا الا الحسن (الجوهر النقي على البيهقي ص۲۵۷ ج۲)

امام ابن عبد البرؒ نے کتاب الاستذکار میں لکھا ہے نکسیر والے شخص کا پہلی نماز پر بنا کرنا جب تک کہ وہ کلام نہ کرے، یہ حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے ثابت ہے اور اسی طرح حضرت ابوبکرؓ سے بھی مروی ہے۔ اور اس سلسلہ میں صحابہؓ میں سے کوئی بھی اس کا مخالف نہیں، ماسوا اکیلے حضرت مسورؓ کے، اور اسی طرح اس نماز پر بنا ایک جماعت سے منقول ہے۔ حجاز، عراق اور شام والوں میں سے اور ان کا سوائے حضرت حسن بصریؒ کے کوئی بھی مخالف نہیں۔

۵۔ اسی طرح حضرت سلمان فارسیؓ، امام طاؤسؒ، سالم بن عبد اللہؒ، ابراہیم نخعیؒ، مکحولؒ، سعید بن المسیبؒ، خلاسؒ سے منقول ہے کہ ایسا شخص بنا کر سکتا ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۹۵، ۱۹۶ ج۲، مصنف عبد الرزاق ص۳۴۰، ۳۴۱ ج۲)

مسئلہ: فقہائے کرام کہتے ہیں کہ نئے سرے سے نماز پڑھنا ہی افضل ہے، لیکن بنا کرنا جائز ہے۔

(ہدایہ ص۱۲۳ ج۱، شرح نقایہ ص۹۱ ج۱، کبیری ص۴۵۲)

قَالَ اَبُوْحَنِیْفَۃَ وَاَحَبُّ اَنْ یَّتَکَلَّمَ وَیُعِیْدَ الصَّلٰوۃَ وَلَا یَبْنِیْ وَاِنْ بَنٰی اَجْزَاہُ۔ (کتاب الحجہ ص۲۷ ج۱)

حضرت امام ابوحنیفہؒ نے کہا میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ یہ ہے کہ وہ کلام کرلے، اور نماز کو دوبارہ پڑھے بنا نہ کرے، لیکن اگر اس نے بنا کی تو نماز جائز ہوگی۔

۱۔ عَنْ عَلِیِّ بْنِ طَلْقٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا فَسَا اَحَدُکُمْ فِی الصَّلٰوۃِ فَلْیَنْصَرِفْ فَلْیَتَوَضَّأْ وَلْیُعِدِ الصَّلٰوۃَ۔ (ابوداؤد ص۲۷ ج۱)

حضرت علی بن طلقؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کی نماز کی حالت میں ہوا خارج ہو جائے تو اس کو چاہیے کہ واپس پلٹ کر وضو کرے اور نماز کو دوبارہ پڑھے۔

۲۔ عَنْ اِبْرَاہِیْمَ قَالَ: یُجْزِیْہِ وَالْاِسْتِیْنَافُ اَحَبُّ اِلَیَّ (کتاب الحجہ ص۲۷ ج۱)

حضرت ابراہیمؒ بھی یہی کہتے ہیں کہ بنا کرلے تو جائز ہے، البتہ بہتر یہ ہے کہ نماز دوبارہ پڑھے۔

مسئلہ: اگر نماز کے دوران وضو ٹوٹ جائے تو ناک پر ہاتھ رکھ کر نکل جائے۔

عَنْ عَائِشَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ فَاَحْدَثَ فَلْیُمْسِکْ عَلٰی اَنْفِہٖ ثُمَّ لِیَنْصَرِفْ۔ (ابن ماجہ ص۸۵)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص نماز میں بے وضو ہو جائے، تو اپنی ناک کو پکڑ کر (تاکہ لوگوں کی وجہ سے اس کو شرم محسوس نہ ہو) نماز سے پھر جائے۔

مسئلہ: امام کو اگر ایسی حالت میں حدث لاحق ہو تو وہ اپنا نائب (خلیفہ) مقرر کردے۔

(ہدایہ ص۱۲۴ ج۱، شرح نقایہ ص۹۱ ج۱، کبیری ص۴۵۳)

۱۔ حضرت عمرؓ کو ابولؤلؤ مجوسی نے نماز میں زخمی کردیا تو انہوں نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ

کو خلیفہ (نائب) مقرر کر دیا اور انہوں نے نماز پوری کی (بیہقی ص ۱۱۳/۲)

۲۔ عَنْ اَبِیْ رَزِیْنٍ قَالَ صَلَّیْتُ خَلْفَ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ فَرَعُفَ فَالْتَفَتَ فَاَخَذَ بِیَدِ رَجُلٍ فَقَدَّمَهٗ فَصَلّٰی وَخَرَجَ عَلِیٌّ رضی اللہ عنہ

حضرت ابو رزینؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ کے پیچھے نماز پڑھی، ان کو نکسیر پھوٹ پڑی تو انہوں نے ایک آدمی کا ہاتھ پکڑ کر آگے کیا اس نے نماز پڑھائی اور حضرت علیؓ صفوں سے نکل گئے۔

(سنن الکبریٰ للبیہقی ص ۱۱۴/۲)

نماز میں خلیفہ بنانے کا طریقہ

خلیفہ یا نائب بنانے کا طریقہ یہی ہے۔ کہ امام کسی شخص کو کھینچ کر اپنی جگہ کھڑا کر دے، فقہی روایات میں یہ موجود ہے کہ خلیفہ امام نہیں بنے گا، جب تک کہ وہ نیّت نہ کرے (شرح نقایہ ص ۹۰/۱ بحوالہ معراج الدرایہ)

مسئلہ:۔ اگر نمازی پر نماز کی حالت میں جنون طاری ہو گیا، یا بے ہوشی لاحق ہو گئی یا نماز میں ہی بدخوابی (احتلام) ہو گئی، یا عمداً وہ نماز کے درمیان ہی بے وضو ہو گیا، یا پیشاب کی شدید حاجت ہو گئی، یا سر زخمی ہو گیا اور اس سے خون بہہ نکلا، یا اس نے گمان کیا کہ میں بے وضو ہو گیا ہوں اور مسجد سے باہر نکل گیا یا صفوں سے تجاوز کر گیا، اور پھر ظاہر ہوا کہ وہ طہارت سے تھا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

اگر صفوں سے تجاوز نہ کرے یا مسجد سے باہر نہ نکلے تو پھر نماز فاسد نہیں ہو گی وہ بنا کر سکتا ہے۔

اگر قعدہ میں بیٹھ کر تشہد کے بعد امام نے عمداً کوئی فعل نماز کے منافی کیا تو اس کی نماز تام ہو جائے گی (لیکن اس صورت میں نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہو گی) اور مسبوق کی نماز فاسد ہو جائیگی۔

(ہدایہ ص ۸۲،۸۲/۱، شرح نقایہ ص ۹۱،۹۰/۱، کبیری ص ۴۵۳،۴۵۲)

مسئلہ:۔ اگر ایک شخص کے پیچھے نابالغ بچہ یا عورت ہے اور اس شخص کو نماز میں حدث لاحق ہو جائے تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی کیونکہ بچہ اور عورت خلیفہ یا نائب بنانے کے اہل نہیں ہیں۔ (شرح وقایہ ص ۱۶۲/۱)

مسئلہ:۔ ایک مقتدی اور ایک امام ہے۔ تو امام کے وضو ٹوٹ جانے سے مقتدی ہی امام بن جائے گا، چاہے وہ نیّت کرے یا نہ کرے، کیونکہ وہ متعین ہے، اور اس میں نماز کی

حفاظت بھی ہے (ہدایہ ص۸۵ ج۱، درمختار ص۸۸ ج۱)

مسئلہ:- جو شخص رکوع کی حالت میں بے وضو ہو گیا وضو کر کے بنا کرے لیکن اس رکوع کو شمار نہ کرے اس رکوع کا اعادہ ضروری ہو گا۔ (ہدایہ ص۸۵ ج۱، شرح وقایہ ص۱۶۲ ج۱)

مسئلہ:- اگر امام قراۃ کرنے سے رُک جائے اور قراۃ نہ کر سکے اور اتنی قرائت نہیں ہوئی جس کے ساتھ نماز جائز ہو سکتی ہے، تو اس کو اپنا نائب مقرر کر لینا جائز ہے۔

(ہدایہ ص۸۳ ج۱، درمختار ص۸۷ ج۱، شرح وقایہ ص۱۶۱ ج۱)

سُنن و نوافل

احادیث میں پنج وقتی نمازوں سے پہلے یا بعد سُنن و نوافل کا ذکر آتا ہے، یہ بہت اہم ہیں بعض لوگ اس میں سستی، تکاہل اور لا پرواہی کرتے ہیں یہ درست نہیں ہے۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرائض کی کمی کو نوافل سے پورا کریں گے۔

سنن و نوافل کی اہمیت

عَنْ حُرَيْثِ ابْنِ قَبِيصَةَ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ فَقُلْتُ اَللّٰهُمَّ يَسِّرْ لِيْ جَلِيْسًا صَالِحًا قَالَ فَجَلَسْتُ اِلٰى اَبِيْ هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ اِنِّيْ سَئَلْتُ اللّٰهَ اَنْ يَّرْزُقَنِيْ جَلِيْسًا صَالِحًا فَحَدِّثْنِيْ بِحَدِيْثٍ سَمِعْتَهٗ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يَّنْفَعَنِيْ بِهٖ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت ابن قبیصہؒ بیان کرتے ہیں کہ میں مدینہ طیبہ آیا اور میں نے دعا کی اے اللہ میرے لیے کوئی اچھا ہمنشین بنا دے تاکہ میں اسکی مجلس میں بیٹھ کر فائدہ اٹھا سکوں، تو اللہ تعالیٰ نے میرے لیے حضرت ابوہریرہؓ کی مجلس اور ہمنشینی پیدا کر دی میں نے ان سے اپنی دُعا کا ذکر کیا۔ اور پھر کہا کہ آپ میرے سامنے کوئی حضور علیہ السلام کی حدیث بیان کریں جس کو آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہو۔ شاید اللہ تعالیٰ مجھے اس سے فائدہ پہنچائے تو انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے یہ بات سُنی ہے کہ آپ نے

يَقُولُ إِنَّ أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنْ عَمَلِهِ صَلَاتُهُ فَإِنْ صَلُحَتْ فَقَدْ أَفْلَحَ وَأَنْجَحَ وَإِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ فَإِنِ انْتَقَصَ مِنْ فَرِيْضَتِهِ شَيْئًا قَالَ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى أُنْظُرُوا هَلْ لِعَبْدِي مِنْ تَطَوُّعٍ؟ فَيُكَمَّلُ بِهِ مَا انْتَقَصَ مِنَ الْفَرِيْضَةِ ثُمَّ يَكُوْنُ سَائِرُ أَعْمَالِهِ عَلٰى ذٰلِكَ۔ (ترمذی ص۸۴، نسائی ص۸۱ ج۱)

فرمایا سب سے پہلے قیامت والے دن بندہ کا محاسبہ اس کے اعمال (عبادات) میں سے جس چیز کے بارہ میں ہوگا وہ نماز ہے۔ اگر نماز درست ہوگی تو بے شک وہ فلاح پا جائے گا اور کامیاب ہو جائے گا۔ اگر نماز خراب ہوگی تو وہ ناکام و نامراد ہوگا۔ پھر اگر اس کے فرائض میں کچھ نقص ہوگا۔ تو رب تعالیٰ فرمائے گا دیکھو کیا میرے بندے کے لیے کچھ نوافل وغیرہ ہیں۔ پس اس کے ساتھ اس کے فرائض کی تکمیل کی جائے گی۔ پھر اس کے باقی اعمال بھی اسی طرح ہوں گے۔

؎ روزِ محشر کہ جان گداز بود　　اولین پرسش نماز بود

سنن رواتب یعنی سنن مؤکدہ

سنن مؤکدہ کی تعداد بارہ ہے۔ اجو دوسرے نوافل سے زیادہ اہتمام کے ساتھ ادا کرنی چاہییں، ان کی فضیلت اور تعداد کا ذکر صحیح احادیث میں آیا ہے۔

۱۔ عَنْ أُمِّ حَبِيْبَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يُصَلِّي لِلّٰهِ كُلَّ يَوْمٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً تَطَوُّعًا غَيْرَ فَرِيْضَةٍ إِلَّا بَنَى اللّٰهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ۔

(مسلم ص۲۵۱ ج۱، نسائی ص۲۵۶ ج۱، ترمذی ص۹۴)

ام المؤمنین حضرت ام حبیبہؓ سے روایت ہے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا آپ نے فرمایا، جو مسلمان بندہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے ہر دن بارہ رکعات فرض سے زائد (سنن رواتب) پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا۔

۲- وَفِيْ رِوَايَةٍ عَائِشَةَ رض مَنْ ثَابَرَ عَلٰى ثِنْتَيْ عَشَرَةَ رَكْعَةً۔ (ترمذی صـ۸۶، نسائی صـ۲۵۶ ج۱، ابوداؤد صـ۱۷۸ ابن ماجہ صـ۸۰)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رض کی روایت میں یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "جس شخص نے ہر دن بارہ رکعات پر ہمیشگی کی تو اس کے لیے اللہ تعالیٰ جنت میں گھر بنائے گا۔

وَفِيْ رِوَايَةِ اُمِّ حَبِيْبَةَ رض (مَرْفُوْعًا) اَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ۔ (ترمذی صـ۸۶ وقال حدیث حسن صحیح)

ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ رض کی روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا وہ بارہ رکعات یہ ہیں۔ چار رکعات ظہر کی نماز سے پہلے، اور دو رکعات ظہر کی نماز کے بعد، دو رکعات مغرب کے بعد، اور دو رکعت عشاء کے بعد اور دو رکعت صبح کی نماز سے پہلے

سنّت فجر

فجر کی نماز سے پہلے دو رکعت نماز سنّت ہے اور تمام سنن سے زیادہ اوکد ہے۔ احادیث میں اس کی بہت زیادہ تاکید ہے۔

۱- عَنْ عَائِشَةَ رض عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ رَكْعَتَا الْفَجْرِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا۔ (مسلم صـ۲۵۱ ج۱)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رض سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صبح کی دو رکعات (سنتیں) دنیا وما فیہا سے بہتر ہیں۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ عَنْهَا لَهُمَا اَحَبُّ اِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا جَمِيْعًا۔ (مسلم صـ۲۵۱ ج۱)

اور ایک روایت میں ہے کہ یہ دو رکعت مجھے تمام دنیا سے زیادہ محبوب ہیں۔

۲- عَنْ عَائِشَةَ رض اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم لَمْ يَكُنْ عَلٰى شَيْءٍ مِّنَ النَّوَافِلِ اَشَدَّ مُعَاهَدَةً مِّنْهُ عَلٰى رَكْعَتَيْنِ

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رض سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نوافل میں اتنی نگہداشت کسی پر نہیں کرتے تھے جتنی صبح کی دو رکعتوں پر جو فرض سے پہلے ہیں۔

قَبْلَ الصُّبْحِ۔ (بخاری صـ۱۵۶ ج۱، مسلم صـ۲۵۱ ج۱)

۳۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَدَعُوْهُمَا وَاِنْ طَرَدَتْکُمُ الْخَیْلُ (ابوداؤد صـ۱۷۹ ج۱)	حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کو نہ چھوڑو اگرچہ تم کو گھوڑے کیوں نہ روند ڈالیں۔

مسئلہ: اگر صبح کی سنتیں رہ جائیں تو ان کو طلوع آفتاب کے بعد قضاء کرے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ مَنْ لَّمْ یُصَلِّ رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ فَلْیُصَلِّهِمَا بَعْدَ مَا تَطْلُعُ الشَّمْسُ۔ (ترمذی صـ۹۸	حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے صبح کی دو سنتیں نہ پڑھی ہوں تو وہ سورج نکلنے کے بعد ان کو پڑھے

قال النیمویؒ اسنادہ صحیح آثار السنن صـ۳۹ ج۲)

سنّتِ ظہر

ظہر کی نماز سے پہلے چار رکعات سنّت مؤکدہ ہیں اور دو رکعت ظہر کی نماز کے بعد (ہدایہ صـ۹۵ ج۱، شرح نقایہ صـ۱۰۰ ج۱، کبیری صـ۳۸۳)

۱۔ عَنْ عَائِشَةَ رضؓ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ لَا یَدَعُ اَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَکْعَتَیْنِ قَبْلَ الْغَدَاةِ (بخاری صـ۱۵۷ ج۱)	ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز سے قبل چار رکعت اور صبح کی نماز سے قبل دو رکعت کبھی ترک نہیں کرتے تھے۔
۲۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الشَّقِیْقِ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ رضؓ عَنْ صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ تَطَوُّعِهٖ فَقَالَتْ کَانَ یُصَلِّیْ فِیْ بَیْتِیْ قَبْلَ الظُّهْرِ اَرْبَعًا ثُمَّ یَخْرُجُ فَیُصَلِّیْ بِالنَّاسِ	حضرت عبد اللہ بن شقیقؒ کہتے ہیں کہ میں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نفل نماز کے بارہ میں دریافت کیا تو ام المؤمنینؓ نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں ظہر سے قبل چار رکعات پڑھتے تھے، پھر گھر سے تشریف لے جاتے اور لوگوں کو

ثُمَّ یَدْخُلُ فَیُصَلِّیْ رَکْعَتَیْنِ (مسلم صفحہ ۲۵۲ ج ۱)

نماز پڑھاتے تھے پھر گھر تشریف لاتے اور دو رکعت نماز پڑھتے۔

مسئلہ: سنت ظہر میں چار رکعات کے آخر میں ایک ہی دفعہ سلام پھیرے۔

۱۔ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ مَا کَانُوْا یُسَلِّمُوْنَ فِیْ اَرْبَعٍ قَبْلَ الظُّهْرِ۔ (طحاوی صفحہ ۱۹۸ ج ۱)

حضرت ابراہیم نخعیؒ کہتے ہیں کہ سلف (صحابہ کرامؓ وتابعینؒ) ظہر کی نماز سے پہلے چار سنتوں کو ایک سلام کے ساتھ ادا کرتے تھے۔ درمیان میں سلام نہ پھیرتے تھے۔

۲۔ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ النَّخَعِیِّ قَالَ کَانُوْا لَا یَفْصِلُوْنَ بَیْنَ اَرْبَعٍ قَبْلَ الظُّهْرِ بِتَسْلِیْمٍ اِلَّا بِالتَّشَهُّدِ وَاَرْبَعٍ قَبْلَ الْجُمُعَةِ وَلَا بَعْدَهَا (کتاب الحجۃ صفحہ ۲۷۶ ج ۱ اسنادہ جید)

حضرت ابراہیم نخعیؒ کہتے ہیں کہ سلف ظہر سے پہلی چار رکعتوں میں سلام سے فصل نہیں کرتے تھے، صرف تشہد بیٹھتے تھے اور اسی طرح جمعہ سے پہلی چار رکعتوں میں اور جمعہ سے بعد والی چار رکعتوں میں بھی سلام سے فصل نہیں کرتے تھے۔

مسئلہ: ظہر کی سنتیں اگر رہ جائیں تو فرائض کے بعد ان کی قضاء کرے۔

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا لَمْ یُصَلِّ اَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ صَلَّاهُنَّ بَعْدَهَا۔ (ترمذی صفحہ ۸۹ واسنادہ صحیح)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے پہلے اگر چار رکعات نہ پڑھتے تو ان کو ظہر کی نماز کے بعد پڑھتے تھے (یعنی کسی وجہ سے اگر ظہر سے پہلے ادا نہ کر سکتے تھے تو بعد میں ادا کرتے تھے)

مسئلہ: ظہر کے بعد دو رکعت سنت مؤکدہ اور پھر دو رکعت سنت غیر مؤکدہ ہیں۔

۱۔ اُمِّ حَبِیْبَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ حَافَظَ عَلٰی اَرْبَعِ رَکَعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ وَاَرْبَعًا بَعْدَهَا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَی النَّارِ۔

ام المومنین حضرت حبیبہؓ کہتی ہیں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے سنا ہے کہ جس شخص نے ظہر سے پہلے چار رکعات کی حفاظت کی (یعنی ہمیشہ پڑھتا رہا) اور چار رکعات ظہر کے بعد تو اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ کی آگ پر حرام کر دیتا ہے۔

(ابوداؤد ص۱۸۰/۱، ترمذی ص۸۹، نسائی ص۲۵۶/۱)

(اس میں ظہر کے بعد دو رکعت مؤکدہ ہیں اور دو غیر مؤکدہ)

۲- عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ اَنَّهٗ كَانَ يُصَلِّيْ بَعْدَهَا اَرْبَعًا۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ ظہر کی نماز کے بعد چار رکعات پڑھتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۰۱/۲)

۳- اسی طرح حضرت حسن بصریؒ، سعید بن المسیبؒ، سعید بن جبیرؒ سے منقول ہے کہ وہ ظہر کے بعد چار رکعات (دو رکعات سنن مؤکدہ اور دو غیر مؤکدہ) پڑھتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۰۱/۲)

سنّت عصر:- عصر کی نماز سے پہلے چار رکعات سنّت غیر مؤکدہ ہیں۔

عَنْ عَلِیٍّؓ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم يُصَلِّيْ قَبْلَ الْعَصْرِ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ بِالتَّسْلِيْمِ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ وَمَنْ تَبِعَهُمْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُؤْمِنِيْنَ۔

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز سے پہلے چار رکعات پڑھتے تھے اور ان کے درمیان سلام کرتے تھے ملائکہ مقربین اور ان کے تابع مسلمین اور مؤمنین پر (یعنی سلام نہیں پھیرتے تھے صرف تشہد میں سلام کرتے تھے)

(ترمذی ص۹۸، اسنادہ حسن)

امام ترمذیؒ لکھتے ہیں۔

وَاخْتَارَ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَنْ لَّا يُفْصَلَ فِي الْاَرْبَعِ قَبْلَ الْعَصْرِ وَاحْتَجَّ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ۔

اسحاق بن ابراہیمؒ نے اس کو اختیار کیا ہے کہ عصر سے قبل چار رکعات کے درمیان سلام سے فصل نہ کیا جائے اور دلیل اسی حدیث سے پکڑی ہے

(ترمذی ص۸۹)

۲- عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قَالَ رَحِمَ

حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس

اللہُ امرأً صلّٰی قبلَ العصرِ اربعاً (ترمذی ص۵۹، ابوداؤد ص۱۸۰ ج۱) — شخص پر رحم فرمائے جس نے عصر کی نماز سے پہلے چار رکعات پڑھیں۔

مسئلہ:۔ عصر کی نماز کے بعد غروبِ آفتاب تک ہر قسم کے نوافل وسنن پڑھنے ممنوع ہیں۔ اسی طرح فجر کی نماز کے بعد طلوعِ آفتاب تک۔

۱۔ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یُصَلِّیْ عَلٰی اَثَرِ کُلِّ صَلٰوۃٍ رَکْعَتَیْنِ اِلَّا الْفَجْرَ وَالْعَصْرَ (آثار السنن ص۲۲ ج۲ بحوالہ مسند اسحٰق بن راہویہ وقال اسنادہ حسن)۔

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد دو رکعت پڑھتے تھے، سوائے فجر اور عصر کے۔

۲۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ شَھِدَ عِنْدِیْ رِجَالٌ مَرْضِیُّوْنَ وَاَرْضَاھُمْ عِنْدِیْ عُمَرُ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم نَھٰی عَنِ الصَّلٰوۃِ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰی تَشْرُقَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰی تَغْرُبَ الشَّمْسُ۔ (بخاری ص۸۲ ج۱، مسلم ص۲۷۵ ج۱)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ میرے پاس اچھے لوگوں نے شہادت دی ہے، اور ان سب میں سے میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ حضرت عمرؓ ہیں، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے، صبح کی نماز کے بعد کوئی نفل وغیرہ پڑھنے سے یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے، اور عصر کی نماز کے بعد کوئی نفل وغیرہ پڑھنے سے یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے۔

۳۔ اسی طرح حضرت ابوسعید خدریؓ، حضرت ابوہریرۃؓ، حضرت معاویہؓ سے روایت ہے کہ آپ نے فجر کے بعد طلوعِ آفتاب تک اور عصر کے بعد غروبِ آفتاب تک نماز سے منع فرمایا ہے۔ (بخاری ص۸۲، ۸۴ ج۱، مسلم ص۲۷۵ ج۱)

سنتِ مغرب:۔ مغرب کے بعد دو رکعت سنتِ مؤکدہ ہیں۔

۱۔ عَنْ عَائِشَۃَ (مَرْفُوْعًا) وَکَانَ — ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت

يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ الْمَغْرِبَ ثُمَّ يَدْخُلُ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ۔ (مسلم ص ۲۵۲ ج ۱)

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو مغرب کی نماز پڑھاتے تھے پھر گھر میں تشریف لاکر دو رکعتین پڑھتے تھے۔

۲۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رض قَالَ مَا اُحْصِیْ مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَفِي الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ بِقُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔ (ترمذی ص ۸۹)

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ میں نے بہت دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مغرب کے بعد سنتوں میں اور صبح کی سنتوں میں قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھتے ہوئے سنا ہے۔

مسئلہ: مغرب کی نماز کے بعد دو رکعات سنت مؤکدہ اور پھر دو رکعت سنت غیر مؤکدہ ہیں۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض قَالَ مَنْ صَلّٰی اَرْبَعًا بَعْدَ الْمَغْرِبِ۔ كَانَ كَالْمُعَقِّبِ غَزْوَةً بَعْدَ غَزْوَةٍ (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۹۸ ج ۲)

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے کہا جس شخص نے مغرب کی نماز کے بعد چار رکعت پڑھیں وہ ایسا ہے جیسا کہ ایک مضبوط کڑے کے بعد دوسرے مضبوط کڑے کو لانے والا ہو۔ (یعنی ایک اچھا کام کرنے کے بعد دوسرا اچھا کام کرنے والا)

وَفِيْ رِوَايَةٍ كَالْمُعَقِّبِ غَزْوَةً بَعْدَ غَزْوَةٍ۔ (شرح السنۃ ص ۴۷۴ ج ۲، کنز العمال ص ۳۴ ج ۸)

اور ایک روایت میں ہے کہ ایک غزوے کے بعد دوسرا غزوہ کرنے والا۔

مغرب سے پہلے دو رکعت نفل

مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعت نفل کے بارہ میں امام نوویؒ شارح مسلم لکھتے ہیں۔

وَفِي الْمَسْئَلَةِ مَذْهَبَانِ لِلسَّلَفِ فَاسْتَحَبَّهُمَا جَمَاعَةٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ وَمِنَ الْمُتَاَخِّرِيْنَ اَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ

اس مسئلہ میں سلف کے دو مذہب ہیں ایک گروہ اس کو مستحب کہتا ہے اس میں صحابہؓ، تابعینؒ اور فقہاء متاخرین میں امام احمدؒ اور اسحٰقؒ ہیں۔ دوسرا گروہ ان کے پڑھنے کو مستحب نہیں قرار دیتا۔ اس گروہ

وَلَمْ يَسْتَحِبَّهُمَا اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَاٰخَرُوْنَ مِنَ الصَّحَابَةِ (رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ) وَمَالِكٌ وَاَكْثَرُ الْفُقَهَاءِ۔

میں حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ (خلفاء راشدین) اور دوسرے صحابہؓ، امام مالکؒ اور اکثر فقہاء کرام ہیں (اور احناف کرام بھی اسی کے قائل ہیں۔)

(نووی مع مسلم ص۲۷۸ ج۱)

جو لوگ اُن کے پڑھنے کو مستحب کہتے ہیں۔ وہ مندرجہ ذیل روایات سے استدلال کرتے ہیں۔

۱) سَاَلْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ التَّطَوُّعِ بَعْدَ الْعَصْرِ فَقَالَ كَانَ عُمَرُ يَضْرِبُ الْاَيْدِيْ عَلٰى صَلٰوةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ وَكُنَّا نُصَلِّيْ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ قَبْلَ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ فَقُلْتُ لَهٗ اَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم صَلَّاهُمَا۔ قَالَ كَانَ يَرَانَا نُصَلِّيْهِمَا فَلَمْ يَاْمُرْنَا وَيَنْهَنَا۔

(راوی کہتا ہے) میں نے حضرت انسؓ سے دریافت کیا عصر کے بعد نفل پڑھنے کے بارہ میں تو انہوں نے کہا کہ حضرت عمرؓ جو عصر کے بعد نفل پڑھتا تھا اس کے ہاتھوں پر مارتے تھے، انسؓ کہتے ہیں کہ ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سورج غروب ہونے کے بعد مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعت پڑھتے تھے (راوی کہتا ہے) کہ میں نے حضرت انسؓ سے کہا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کو پڑھتے تھے تو انہوں نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں کو دیکھتے تھے۔ کہ ہم پڑھتے ہیں پس نہ تو آپ نے ہم کو ان کے پڑھنے کا حکم دیا اور نہ اس سے منع کیا۔

(مسلم ص۲۷۸ ج۱)

۲) اَنَسٌ قَالَ كُنَّا بِالْمَدِيْنَةِ فَاِذَا اَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ لِصَلٰوةِ الْمَغْرِبِ اِبْتَدَرُوا السَّوَارِيَ فَرَكَعُوْا الرَّكْعَتَيْنِ حَتّٰى اَنَّ الرَّجُلَ الْغَرِيْبَ لَيَدْخُلُ الْمَسْجِدَ فَيَحْسَبُ اَنَّ الصَّلٰوةَ

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ ہم لوگ مدینہ میں ہوتے تھے جب مؤذن مغرب کی نماز کے لیے اذان کہتا تھا تو لوگ جلدی مسجد کے ستونوں کی طرف سبقت کرتے تھے۔ اور دو رکعت پڑھ لیتے تھے۔ یہاں تک کہ اگر اس حالت میں کوئی اجنبی آدمی

قَدْ صُلِّيَتْ مِنْ كَثْرَةِ مَنْ يُصَلِّيهَا

(مسلم ص۲۷۸ ج۱، بخاری ص۸۷ ج۱)

مسجد میں داخل ہوتا تو یہ خیال کرتا تھا کہ شاید مغرب کی نماز پڑھ لی گئی ہے۔ کیونکہ کثرت سے لوگ ان دو رکعتوں کو پڑھتے تھے۔

۳) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بَيْنَ كُلِّ اَذَانَيْنِ صَلٰوةٌ قَالَهَا ثَلَاثًا قَالَ فِي الثَّالِثَةِ لِمَنْ شَاءَ وَفِي رِوَايَةٍ وَفِي الرَّابِعَةِ لِمَنْ شَاءَ (مسلم ص۲۷۸ ج۱، بخاری ص۸۷ ج۱)

حضرت عبداللہ بن مغفلؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر دو اذانوں یعنی ہر اذان اور اقامت کے درمیان نماز ہے تین دفعہ آپ نے یہ فرمایا، اور تیسری مرتبہ فرمایا کہ جو چاہے تو پڑھ لے (یعنی ضروری نہیں) اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے ایسا چوتھی دفعہ فرمایا۔

۴) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُزَنِيِّؓ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ صَلُّوْا قَبْلَ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ لِمَنْ شَاءَ كَرَاهِيَةَ اَنْ يَتَّخِذَهَا النَّاسُ سُنَّةً۔ (بخاری ص۱۵۷ ج۱)

حضرت عبداللہ (بن مغفل) مزنیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعت پڑھ لیا کرو۔ پھر تیسری دفعہ فرمایا کہ جو چاہے پڑھے، یہ آپ نے اس بات کو مکروہ سمجھتے ہوئے فرمایا کہ لوگ کہیں اس کو سنت ہی نہ خیال کرنے لگ جائیں۔

۵) وَقَدْ صَحَّ فِي ابْنِ حِبَّانَ حَدِيْثٌ اٰخَرُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عليه وسلم صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ۔

(فتح الملہم ص۲۷۷ ج۲)

اور ابن حبان میں ایک اور حدیث جو پایۂ صحت تک پہنچی ہے، اس میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعت نماز پڑھی۔ (مقبادر یہ ہے کہ کہیں ایک آدھ دفعہ آپ نے یہ دو رکعات پڑھیں)

جو لوگ ان کے پڑھنے کو صرف مباح قرار دیتے ہیں، سنّت یا مستحب نہیں سمجھتے وہ ان روایات سے استدلال کرتے ہیں۔

۱۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَؓ عَنْ

حضرت عبداللہ بن بریدہؓ اپنے والد سے روایت

اَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ عِنْدَ كُلِّ اَذَانَيْنِ رَكْعَتَيْنِ مَا خَلَا الْمَغْرِبِ۔

کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک ہر دو اذانوں کے وقت دو رکعت ہوتی ہیں، ماسوا مغرب کے۔

(دار قطنی ص۲۶۴ ج۱)

۲۔ حضرت عبداللہ بن مغفلؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سنت سمجھنے کو مکروہ سمجھتے تھے (بخاری ص۱۵۷ ج۱)

۳۔ عَنْ حَمَّادٍ قَالَ سَأَلْتُ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الصَّلٰوةِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ فَنَهَانِيْ عَنْهَا وَقَالَ اِنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم وَاَبَابَكْرٍؓ وَعُمَرَؓ لَمْ يُصَلُّوْهَا۔

حضرت حمادؒ کہتے ہیں کہ میں نے امام ابراہیم نخعیؒ سے نماز مغرب سے پہلے نوافل کے بارہ میں پوچھا انہوں نے مجھے منع کر دیا اور کہا بیشک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکرؓ اور عمرؓ نہیں پڑھتے تھے۔

(کتاب الآثار للامام محمد ص۶۲ مترجم)

۴۔ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ لَمْ يُصَلِّ اَبُوْبَكْرٍ وَلَا عُمَرُ وَلَا عُثْمَانُ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ

امام ابراہیم نخعیؒ کہتے ہیں کہ مغرب سے پہلے دو رکعت نفل حضرت ابوبکر صدیقؓ، عمر فاروقؓ، عثمان غنیؓ ——— نے نہیں پڑھے۔

(مصنف عبدالرزاق ص۴۳۵ ج۲)

۵۔ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِؒ قَالَ كَانَ الْمُهَاجِرُوْنَ لَا يَرْكَعُوْنَ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ وَكَانَتِ الْاَنْصَارُ تَرْكَعُ بِهِمَا

حضرت سعید بن المسیبؒ کہتے ہیں کہ حضرات مہاجرینؓ مغرب سے پہلے دو رکعت نفل نہیں پڑھتے تھے، اور حضرات انصارؓ پڑھتے تھے۔

(مصنف عبدالرزاق ص۴۳۵ ج۲)

ان تمام روایتوں پر نظر ڈالنے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے چونکہ مغرب کا وقت مختصر ہوتا ہے اس کے لیے تاخیر مناسب نہیں ہے۔

سورج غروب ہونے کے بعد مغرب کی اذان جب ہوتی ہے تو اس وقت دو رکعت نماز نفل پڑھنا جائز اور مباح ہے البتہ سنّت یا مستحب نہیں، اس لیے جمہور کا عمل اس پر نہیں رہا، البتہ پڑھنے والے پر نکیر نہ کیا جائے، کیونکہ امام ابوحنیفہؒ اور احناف کے نزدیک صرف غیر اولیٰ ہے۔

البتہ اتنا خیال رہے کہ سورج غروب ہو جائے اور اذان بھی ہو جائے، بعض حضرات جب سورج اندر باہر ہوتا ہے تو یہ نماز شروع کر دیتے ہیں، ایسا یقیناً مکروہ ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

سنّت عشاء

عشاء کی نماز سے پہلے چار رکعات نوافل ہیں۔

(ہدایہ ص۹۵ ج۱، شرح نقایہ ص۱۰۲ ج۱، کبیری ص۳۸۴)

۱۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الْمُغَفَّلِؓ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم بَیْنَ کُلِّ اَذَانَیْنِ صَلٰوۃٌ بَیْنَ کُلِّ اَذَانَیْنِ صَلٰوۃٌ ثُمَّ قَالَ فِی الثَّالِثَۃِ لِمَنْ شَآءَ (بخاری ص۸۷ ج۱، مسلم ص۲۷۸ ج۱)

حضرت عبداللہ بن مغفلؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر دو اذان (ہر اذان اور اقامت) کے درمیان نماز ہے، ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے، تیسری مرتبہ فرمایا کہ جو چاہے پڑھ لے (ضروری نہیں)

۲۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الزُّبَیْرِؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَا مِنْ صَلٰوۃٍ مَفْرُوْضَۃٍ اِلَّا وَبَیْنَ یَدَیْھَا رَکْعَتَانِ۔ (نصب الرایہ ص۱۴۲ ج۲ بحوالہ صحیح ابن حبان)

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بھی فرض نماز ہے اس سے پہلے دو رکعت نفل نماز ہے۔

عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ کَانُوْا یَسْتَحِبُّوْنَ اَرْبَعَ رَکْعَاتٍ قَبْلَ الْعِشَآءِ الْاٰخِرَۃِ (مختصر قیام اللیل ص۵۸ لمحمد بن نصر المروزیؒ)

حضرت سعید بن جبیرؒ سے روایت ہے کہ پہلے بزرگ یعنی صحابہؓ و تابعینؒ عشاء کی نماز سے پہلے چار رکعات پڑھنے کو مستحب خیال کرتے تھے۔

نماز عشاء کے بعد دو رکعات سنّت موکدہ اور دو رکعات سنّت غیر موکدہ ہیں۔

۱۔ عَنْ عَائِشَةَ (مَرْفُوعًا) وَيُصَلِّي بِالنَّاسِ الْعِشَاءَ وَيَدْخُلُ بَيْتِي فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ (مسلم ص۲۵۲ ج۱ ومعناہ بخاری ص۱۵۷ ج۱ عن عبداللہ بن عمرؓ)	ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو عشاء کی نماز پڑھاتے تھے۔ اور میرے گھر میں تشریف لاتے اور دو رکعت نماز ادا فرماتے تھے۔
۲۔ عَنْ عَائِشَةَؓ مَا صَلَّى النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم الْعِشَاءَ قَطُّ فَدَخَلَ عَلَيَّ إِلَّا صَلَّى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ أَوْ سِتَّ رَكَعَاتٍ۔ (ابوداؤد ص۱۸۵ ج۱ مسند احمد ص۔ ج۔ اسناد صحیح)	ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ روایت کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بھی عشاء کی نماز پڑھی۔ اور میرے پاس تشریف لائے، تو ضرور چار رکعات یا چھ رکعات نماز ادا فرمائی۔

وتر کے بعد نفل

وتر کے بعد بھی دو رکعت نفل صحیح احادیث سے ثابت ہیں۔ تفصیلی بحث صلوٰۃ وتر ص۶۵۳ پر ملاحظہ فرمائیں۔

تحیۃ الوضوء

وضوء کے بعد دو رکعت نفل پڑھنے کی احادیث میں بڑی فضیلت آئی ہے، اور اس سلسلہ میں بکثرت احادیث موجود ہیں۔

۱۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَؓ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لِبِلَالٍ عِنْدَ صَلَاةِ الْفَجْرِ يَا بِلَالُ حَدِّثْنِي بِأَرْجَى عَمَلٍ عَمِلْتَهُ فِي الْإِسْلَامِ فَإِنِّي سَمِعْتُ دُفَّ نَعْلَيْكَ بَيْنَ يَدَيَّ فِي الْجَنَّةِ قَالَ مَا عَمِلْتُ عَمَلًا أَرْجَى عِنْدِي أَنِّي	حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلالؓ سے فرمایا صبح کی نماز کے وقت اے بلال وہ تمہارا کون سا ایسا عمل ہے اسلام میں جس کی مقبولیت کی زیادہ امید ہو، کہ میں نے تیرے جوتوں کی کھٹکھٹاہٹ جنت میں اپنے سامنے سُنی ہے (آپ نے خواب میں جنت دیکھی یا معراج کے واقعہ میں بیداری کی حالت میں) بلالؓ نے عرض کیا حضور! اور تو

اَمْ اَتَطَهَّرْ طُهُوْرًا فِیْ سَاعَۃِ لَیْلٍ اَوْ نَہَارٍ اِلَّا صَلَّیْتُ بِذٰلِكَ الطُّهُوْرِ مَا کُتِبَ لِیْ اَنْ اُصَلِّیَ (بخاری صـ۱۵۴ ج۱، مسلم صـ۲۹۲ ج۲)	کوئی عمل ایسا ہے نہیں، ہاں البتہ یہ بات ہے کہ میں نے جب بھی طہارت کی ہے، دن میں یا رات میں کسی وقت بھی اس طہارت کے ساتھ میں نے نفل نماز پڑھی ہے جتنی میرے لیے مقدر تھی۔
۲۔ عَنْ عُقْبَۃَ بْنِ عَامِرٍ (مرفوعاً) مَا مِنْ مُسْلِمٍ یَتَوَضَّأُ فَیُحْسِنُ الْوُضُوْءَ ثُمَّ یَقُوْمُ فَیُصَلِّیْ رَکْعَتَیْنِ مُقْبِلٌ عَلَیْهِمَا بِقَلْبِهٖ وَوَجْهِهٖ اِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّۃُ۔ (مسلم صـ۱۲۲ ج۱، ابوداؤد صـ۲۳ ج۱)	حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان اچھی طرح وضو کرتا ہے، پھر کھڑے ہو کر دو رکعت نماز پڑھتا ہے اس طرح کہ اس کے قلب و ظاہر کی پوری توجہ ان دو رکعتوں پر ہوتی ہے، جو شخص ایسا کرے گا اس کے لیے جنت واجب ہوگی۔

تحیۃ المسجد

مستحب ہے، کہ جب کوئی مسلمان مسجد میں داخل ہو، اور وقت بھی مکروہ نہ ہو تو دو رکعت نماز بیٹھنے سے پہلے ادا کرے۔ یہ نماز مسجد کی تعظیم کے لیے جو حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی تعظیم ہے (درمختار صـ۹۵ ج۱، کبیری صـ۳۰۲، شرح نقایہ صـ۱۰۰ ج۱)

عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ السَّلَمِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا دَخَلَ اَحَدُکُمُ الْمَسْجِدَ فَلْیَرْکَعْ رَکْعَتَیْنِ۔ (بخاری صـ۶۳ ج۱، مسلم صـ۲۴۸ ج۱)	حضرت ابوقتادہؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو وہ دو رکعت (تحیۃ المسجد) پڑھ لے بیٹھنے سے پہلے۔

مسئلہ:۔ اگر پہلے بیٹھ جائے تو پھر اس کا وہ اجر نہیں ہوگا۔ جو بیٹھنے سے پہلے تھا۔

مسئلہ:۔ اگر وقت میں تنگی ہو، اور کوئی سنت یا فرض ———— نماز ادا کرنی ہو تو اس سنت یا فرض کے ضمن میں تحیۃ المسجد ادا ہو جائے گی۔ فرض یا سنت کے ساتھ اس کو تحیۃ المسجد کا ثواب بھی مل جائے گا۔ گر اس نے تحیۃ المسجد کی نیت نہ کی ہو۔

(درمختار صـ۹۵ ج۱، کبیری صـ۳۰۴)

مسئلہ بیٹھ جانے کے بعد بھی فقہاء کرام کہتے ہیں کہ تحیۃ المسجد ساقط نہیں ہوتا. لیکن ہو سکتا ہے کہ ثواب میں کمی ہو (درمختار ص ۹۵ ج ۱)

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ وَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم جَالِسٌ وَحْدَہٗ فَجَلَسْتُ اِلَیْہِ، فَقَالَ "یَا اَبَا ذَرٍّ اِنَّ لِلْمَسْجِدِ تَحِیَّۃً، وَاِنَّ تَحِیَّتَہٗ رَکْعَتَانِ فَقُمْ فَارْکَعْہُمَا" قَالَ فَقُمْتُ فَرَکَعْتُہُمَا۔

(حلیۃ الاولیاء ص ۱۶۶ ج ۱)

حضرت ابوغفاریؓ سے روایت ہے، انہوں نے کہا میں مسجد میں آیا تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے بیٹھے ہوئے ہیں، میں آپ کے پاس بیٹھ گیا، آپؐ نے فرمایا اے ابوذر! بیشک مسجد کے لیے بھی تحیۃ یعنی نفل ہوتے ہیں، اور وہ دو رکعات ہیں، اٹھو انکو پڑھ لو، میں کھڑا ہوا اور دو رکعات ادا کیں۔

مسئلہ اگر بار بار مسجد میں جانے کا اتفاق ہو تو ایک دفعہ تحیۃ المسجد پڑھ لینا کافی ہے (شامی ص ۶۳۶ ج ۱ کبیری ص ۴۳۰)

صلوٰۃ الاشراق

(اشراق کی نماز)

صلوٰۃ الاشراق سورج کے طلوع ہونے کے بعد جو نفل نماز پڑھی جاتی ہے۔ فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد اگر اسی جگہ بیٹھا رہے، ذکر، درود شریف یا استغفار، تلاوت، تسبیح وغیرہ کرتا رہے اور کوئی دنیاوی بات نہ کرے، جب سورج نکل کر اچھی طرح بلند ہو جائے (تقریباً ۱۰، ۱۲ منٹ گذر جائیں) تو دو رکعت یا چار رکعات نماز پڑھے، ایک حج اور عمرے کے برابر ثواب ملے گا۔

۱۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ صَلَّی الصُّبْحَ فِیْ جَمَاعَۃٍ ثُمَّ قَعَدَ یَذْکُرُ اللّٰہَ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ کَانَتْ لَہٗ کَاَجْرِ حَجَّۃٍ وَعُمْرَۃٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم تَامَّۃٍ تَامَّۃٍ تَامَّۃٍ (ترمذی ص ۱۰۹ الترغیب والترہیب ص ۱۶۴ ج ۱)

حضرت انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے صبح کی نماز باجماعت پڑھی، پھر وہ بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہا، یہاں تک کہ سورج طلوع ہوا، پھر اس نے دو رکعت نماز (اشراق) ادا کی تو اس کو حج و عمرۃ کا پورا پورا ثواب ملے گا۔

۲۔ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ رضی اللہ عنہما قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ مَنْ صَلَّی الْغَدَاۃَ ثُمَّ ذَکَرَ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ اَوْ اَرْبَعَ رَکَعَاتٍ لَمْ تَمَسَّ جِلْدَہُ النَّارُ

حضرت حسن بن علی رض کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، آپ فرماتے تھے جس شخص نے صبح کی نماز پڑھی پھر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہا سورج طلوع ہونے تک، پھر اس نے دو رکعت یا چار رکعات پڑھیں، تو اس کی کھال (جسم) کو جہنم کی آگ نہ چھوئے گی۔

(بیہقی ص۔ الترغیب والترہیب ص۱۶۵ ج۱)

مسئلہ:۔ اگر فجر کی نماز کے بعد کسی دنیاوی کام میں مشغول ہو جائے، اور پھر طلوع شمس کے بعد نماز پڑھے تو یہ بھی درست ہے، البتہ اتنا ثواب نہیں ملے گا، جتنا پہلی صورت میں بیان ہوا ہے

مسئلہ:۔ طلوع شمس کے بعد نماز کو سورج کے ایک نیزے کی مقدار بلند ہونے تک مؤخر کرے۔

۱۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلم کَانَ اِذَا صَلَّی الْفَجْرَ جَلَسَ فِیْ مُصَلَّاہُ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ حَسَنًا۔ (مسلم ص۲۳۴ ج۱)

حضرت جابر بن سمرۃ رض سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کی نماز پڑھتے تھے، تو نماز کی جگہ پر ہی بیٹھ جاتے تھے، یہاں تک کہ سورج اچھی طرح طلوع ہو جائے (پھر نماز پڑھتے تھے)

۲۔ فَاِنَّ الصَّلٰوۃَ مَحْضُوْرَۃٌ مَّشْہُوْدَۃٌ اِلٰی طُلُوْعِ الشَّمْسِ فَاِنَّہَا تَطْلُعُ بَیْنَ قَرْنَیِ الشَّیْطٰنِ وَھِیَ سَاعَۃُ صَلٰوۃِ الْکُفَّارِ فَدَعِ الصَّلٰوۃَ حَتّٰی تَرْتَفِعَ قِیْدَ رُمْحٍ وَیَذْھَبُ شُعَاعُہَا ثُمَّ الصَّلٰوۃُ مَحْضُوْرَۃٌ مَّشْہُوْدَۃٌ (نسائی ص۹۷ ج۱)

(حضرت عمرو بن عبسہ رض کی روایت میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے اوقات بیان کرتے ہوئے فرمایا) کہ پھر نماز فرشتوں کی حاضری کا وقت ہوتا ہے طلوع شمس تک جب سورج طلوع ہوتا ہے تو وہ شیطان کے سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے اور اس وقت کافر لوگ نماز و سجدہ ادا کرتے ہیں، تم اس وقت نماز پڑھنی چھوڑ دو یہاں تک کہ سورج ایک نیزے کے برابر بلند ہو جائے اور اس کی شعاعیں (یعنی سرخ شعاعیں) چلی جائیں، پھر نماز پڑھو، یہ وقت فرشتوں کی حاضری کا وقت ہوتا ہے

صلوٰۃ الضحیٰ

(چاشت کی نماز جو صلوٰۃ الاوابین بھی ہے)

یہ تقریباً ۹ - ۱۰ بجے پڑھی جاتی ہے اس کی کم سے کم دو۲ رکعت زیادہ سے زیادہ بارہ۱۲ رکعات ہیں۔

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ صَلَّی الضُّحٰی رَکْعَتَیْنِ لَمْ یُکْتَبْ مِنَ الْغَافِلِیْنَ وَمَنْ صَلّٰی اَرْبَعًا کُتِبَ مِنَ الْعَابِدِیْنَ وَمَنْ صَلّٰی سِتًّا کُفِیَ ذٰلِکَ الْیَوْمَ وَمَنْ صَلّٰی ثَمَانِیًا کَتَبَہُ اللّٰہُ مِنَ الْقَانِتِیْنَ وَمَنْ صَلّٰی ثِنْتَیْ عَشْرَۃَ بَنَی اللّٰہُ لَہٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ۔ (مجمع الزوائد ص ۲۳۷ ج ۲ بحوالہ طبرانی)

حضرت ابوالدرداءؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے چاشت کی دو۲ رکعت نماز پڑھی وہ غافلین میں نہیں لکھا جائیگا۔ اور جس نے چار رکعات پڑھیں وہ عابدین میں لکھا جائے گا، اور جس نے چھ رکعات پڑھیں وہ اس کے لیے اس دن (نفلی عبادت میں) کفایت کرے گی، اور جس نے آٹھ رکعات پڑھیں، اس کو اللہ تعالیٰ اطاعت گذاروں میں لکھے گا۔ اور جس نے بارہ رکعات پڑھیں۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنّت میں گھر بنائے گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بالعموم چار رکعات ادا فرماتے تھے، کبھی زیادہ بھی پڑھتے۔ جیسا کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایت سے ظاہر ہے (مسلم ص ۲۴۹ ج ۱) فتح مکہ کے دن آٹھ رکعات آپ نے ادا فرمائی تھیں۔ (مسلم ص ۲۴۹ ج ۱) نوافل کے سلسلہ میں اس نماز کی بڑی فضیلت ہے۔

۱۔ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم اَنَّہٗ قَالَ یُصْبِحُ عَلٰی کُلِّ سُلَامٰی مِنْ اَحَدِکُمْ صَدَقَۃٌ فَکُلُّ تَسْبِیْحَۃٍ

حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے ہر ایک آدمی کے ہر ہر جوڑ پر صدقہ ہے، جب کہ وہ صبح کرتا ہے (رات کے بعد سلامتی سے جب صبح کرتا

صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَحْمِيدَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَهْلِيلَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَكْبِيرَةٍ صَدَقَةٌ وَاَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ صَدَقَةٌ وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ وَيُجْزِئُ مِنْ ذٰلِكَ رَكْعَتَانِ يَرْكَعُهُمَا مِنَ الضُّحٰى (مسلم صفحہ ۲۵۰ ج ۱)

ہے تو ہر جوڑ پر صدقہ دینا لازم ہو جاتا ہے، پس ہر تسبیح صدقہ ہے اور ہر تحمید صدقہ ہے اور ہر تہلیل صدقہ ہے (سُبْحَانَ اللّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنا) اور ہر تکبیر (اللہ اکبر کہنا) صدقہ ہے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر (نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا) صدقہ ہے۔ اور ان سب کی بجائے دو رکعت نماز چاشت کے وقت کفایت کرتی ہے۔

۲۔ عَنْ اَبِیْ بُرَیْدَةَ رضی اللہ عنہ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ فِي الْاِنْسَانِ سِتُّونَ وَثَلَاثُمِائَةِ مَفْصِلٍ فَعَلَيْهِ اَنْ يَتَصَدَّقَ عَنْ كُلِّ مَفْصِلٍ مِنْهَا صَدَقَةً قَالُوا فَمَنِ الَّذِيْ يُطِيقُ ذٰلِكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ اَلنُّخَاعَةُ فِي الْمَسْجِدِ تَدْفِنُهَا اَوِ الشَّيْءُ تُنَحِّيهِ عَنِ الطَّرِيقِ فَاِنْ لَمْ تَقْدِرْ فَرَكْعَتَا الضُّحٰى تُجْزِئُ عَنْكَ۔ (مسند احمد صفحہ ۳۵۴ ج ۵)

حضرت ابو بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا انسان میں تین سو ساٹھ ۳۶۰ جوڑ ہیں، اور ہر جوڑ کے بدلہ اس پر صدقہ کرنا ضروری ہے۔ لوگوں نے عرض کیا یا نبی اللہ اس کی کون طاقت رکھتا ہے آپ نے فرمایا اگر مسجد میں تھوک پڑی ہوئی ہو تو اس کو دفن کر دو، اور راستہ میں پڑا ہوا کوئی کانٹا روڑا ہٹا دو۔ یہ سب صدقہ ہے، اور اگر اور کچھ نہ پاؤ تو پھر چاشت کی دو رکعت ادا کرو یہ تمہارے لیے کفایت کریں گی

۳۔ عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رضی اللہ عنہ وَعُتْبَةَ بْنِ عَبْدٍ رضی اللہ عنہ (مَرْفُوْعًا) مَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فِيْ مَسْجِدِ جَمَاعَةٍ ثُمَّ مَكَثَ حَتّٰى يُسَبِّحَ سُبْحَةَ الضُّحٰى كَانَ

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ اور عتبہ بن عبد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے صبح کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی پھر وہ بیٹھا رہا یہاں تک کہ چاشت کی نماز اس نے

لَهٗ كَاَجْرِ حَاجٍّ وَّمُعْتَمِرٍ تَامٌّ لَهٗ حَجَّتُهٗ وَعُمْرَتُهٗ

ادا کی، تو اس کو ایک حج اور عمرہ کا پورا ثواب ملے گا۔

(کنز العمال ص ۹۵ ج ۴، جمع الفوائد ص ۲۰۸ ج ۱ مطبوعہ مدینہ منورہ بحوالہ طبرانی کبیر بلبین)

۴۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّهَا كَانَتْ تُصَلِّى الضُّحٰى ثَمَانَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ تَقُوْلُ لَوْ نُشِرَ لِىْ اَبَوَاىَ مَا تَرَكْتُهَا

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آٹھ رکعات چاشت کی نماز پڑھتی تھیں اور پھر فرماتی تھیں۔ اگر میرے ماں باپ بھی میرے لیے زندہ کردیے جائیں تو میں اس کو نہ چھوڑوں گی۔

(موطا امام مالک ص ۱۲۶)

صلوٰۃ الاوابین

صحیح احادیث میں صلوٰۃ الضحیٰ کو ہی صلوٰۃ الاوابین کہا گیا ہے۔

۱۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تِلْكَ صَلٰوةُ الْاَوَّابِيْنَ حِيْنَ تَرْمَضُ الْفِصَالُ

(مسلم ص ۲۵۷ ج ۱)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع رکھنے والوں کی نماز ہے (اس کا وقت وہ ہے جب اونٹوں کے بچوں کے پاؤں ریت میں گرم ہونے لگتے ہیں (یہ وقت بالعموم ۹-۱۰ بجے دن کے ہوتا ہے)

۲۔ حضرت امام ولی اللہ لکھتے ہیں۔

فَاَوَّلُ النَّهَارِ وَقْتُ ابْتِغَاءِ الرِّزْقِ وَالسَّعْىِ فِى الْمَعِيْشَةِ فَسَنَّ فِىْ ذٰلِكَ الْوَقْتِ صَلٰوةً لِيَكُوْنَ تِرْيَاقًا لِسَمِّ الْغَفْلَةِ الطَّارِئَةِ فِيْهِ بِمَنْزِلَةِ مَا سَنَّ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِدَاخِلِ السُّوْقِ

اول نہار یہ وقت رزق کے تلاش کا وقت ہوتا ہے تو اس وقت میں چاشت کی نماز مقرر کر دی۔ غفلت کے زہر کا تریاق ہے اور یہ بالکل اسی طرح ہے جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بازار میں داخل ہونے والے کے لیے یہ ذکر مقرر کیا ہے، تاکہ وہ غفلت کا شکار نہ ہو۔

مِنْ ذِکْرِ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (حجۃ اللہ البالغہ ص۲/۸)

"اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ وحدہ لاشریک ہے اسی کی بادشاہی ہے، اور اسی کے لیے تعریف ہے وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔ وہ ہمیشہ کے لیے زندہ ہے، کبھی فنا اس پر طاری نہیں ہو سکتی، اسی کے ہاتھ میں بھلائی ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

زوال کے بعد چار رکعات نفل

زوال کے بعد چار رکعات نفل پڑھنے کی بھی عادت میں بڑی فضیلت ہے۔

عَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُدْمِنُ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ عِنْدَ زَوَالِ الشَّمْسِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّكَ تُدْمِنُ هٰذِهِ الْاَرْبَعَ الرَّكَعَاتِ عِنْدَ زَوَالِ الشَّمْسِ فَقَالَ اِنَّ اَبْوَابَ السَّمَاءِ تُفْتَحُ عِنْدَ زَوَالِ الشَّمْسِ فَلَا تُرْتَجُ حَتّٰى تُصَلَّى الظُّهْرُ فَاُحِبُّ اَنْ يَّصْعَدَ لِيْ فِيْ تِلْكَ السَّاعَةِ خَيْرٌ قُلْتُ اَفِيْ كُلِّهِنَّ قِرَاءَةٌ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ فِيْهِنَّ تَسْلِيْمٌ فَاصِلٌ قَالَ لَا (ترمذی ص۹۵ و شمائل مع ترمذی ص۵۹)

حضرت ابوایوب انصاریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زوال کے وقت جب سورج ڈھلتا تھا۔ تو آپ ہمیشہ چار رکعات نوافل ادا فرماتے تھے۔ حضرت ابوایوبؓ نے عرض کیا کہ حضور! سورج ڈھلنے کے بعد آپ ہمیشہ چار رکعات پابندی سے ادا فرماتے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ زوال شمس کے وقت آسمان (رحمت) کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ وہ بند نہیں کیے جاتے جب تک کہ ظہر کی نماز پڑھ نہ لی جائے تو میں پسند کرتا ہوں کہ اس وقت میرا نیک عمل اوپر جائے۔ حضرت ابوایوبؓ نے عرض کیا حضور یہ فرمائیں کہ کیا ان سب رکعتوں میں قراءۃ ہے آپ نے فرمایا سب رکعتوں میں قراءۃ ہے۔

ابو ایوبؓ نے عرض کیا۔ کیا ان میں دو رکعت پر سلام ہے آپ نے فرمایا کہ نہیں۔

تسلیم فاصل نہیں، ویسے تو تشہد کا سلام ہے۔ لیکن ایسا سلام نہیں جس سے نماز سے نکل جائے یہ چار رکعات ایک ہی سلام سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ادا فرماتے تھے۔ یہ بعد الزوال نفل ہیں ظہر کی نماز سے پہلے چار رکعت سنت مؤکدہ وہ الگ ہیں جن کا ذکر دوسری روایات میں آتا ہے۔

نماز مغرب کے بعد چھ رکعت نوافل

نماز مغرب کے بعد چھ رکعات نوافل کی بھی احادیث میں بہت فضیلت آئی ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ صَلّٰی بَعْدَ الْمَغْرِبِ سِتَّ رَکْعَاتٍ لَمْ یَتَکَلَّمْ فِیْمَا بَیْنَهُنَّ بِسُوْءٍ عُدِلْنَ لَهٗ بِعِبَادَۃِ ثِنْتَیْ عَشَرَۃَ سَنَۃً۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مغرب کے بعد چھ رکعات نماز پڑھی۔ اور ان کے درمیان اس نے کوئی بُری بات زبان سے نہیں نکالی تو اس کو بارہ سال کی عبادت کے برابر ثواب ملے گا۔

(ترمذی ص۸۹، ابن ماجہ ص۹۸)

بعض لوگ اس نماز کو بھی صَلٰوۃُ الْاَوَّابِیْن کہتے ہیں، اس سلسلہ میں بھی صحابہ کرامؓ سے آثار ملتے ہیں۔

۱۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ صَلٰوۃُ الْاَوَّابِیْنَ مَا بَیْنَ اَنْ یَّلْتَفِتَ اَهْلُ الْمَغْرِبِ اِلٰی اَنْ یَّثُوْبَ اِلَی الْعِشَاءِ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۹۷ ج۲)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا "صلاۃ الاوّابین" جب مغرب کی نماز پڑھ کر نمازی فارغ ہوں تو اس سے لے کر اس وقت تک ہوتی ہے جب عشاء کا وقت آجائے

۲۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ اِنَّ الْمَلٰٓئِکَۃَ لَتَحُفُّ بِالَّذِیْنَ یُصَلُّوْنَ بَیْنَ الْمَغْرِبِ اِلَی

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ بیشک فرشتے ان لوگوں کو گھیر لیتے ہیں۔ جو مغرب اور عشاء کے درمیان نماز پڑھتے ہیں اور

الْعِشَاءِ وَهِيَ صَلٰوةُ الْاَوَّابِيْنَ۔ یہ بھی صلاۃ الاوابین ہے۔

(شرح السنۃ ص۴۷۴/۴، کنز العمال ص۳۵/۸ بحوالہ ابن زنجویہ)

لغوی اعتبار سے اس کو بھی صلاۃ الاوابین یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والوں کی نماز کہہ سکتے ہیں، لیکن حقیقی صلاۃ الاوابین وہ چاشت ہی کی نماز ہے۔

صلوٰۃ السفر والقدوم من السفر، سفر پر جانے یا سفر سے واپسی کی نماز

سفر پر جاتے وقت اور سفر سے واپسی کے وقت نماز پڑھنی مستحب ہے۔

۱۔ عَنِ الْمُطْعِمِ بْنِ مِقْدَامٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا خَلَّفَ عَبْدٌ عَلٰی اَهْلِهٖ اَفْضَلَ مِنْ رَكْعَتَيْنِ يَرْكَعُهُمَا عِنْدَهُمْ حِيْنَ يُرِيْدُ السَّفَرَ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۸۱/۲)

حضرت مطعم بن مقدام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص اپنے گھر والوں کے پاس دو رکعت سے زیادہ افضل کسی چیز کو نہیں چھوڑتا۔ جب وہ سفر کا ارادہ کرتا ہے۔

۲۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اَنَّهٗ كَانَ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّخْرُجَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَصَلّٰی۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۸۱/۲)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب وہ سفر پر جاتے تھے، تو مسجد میں داخل ہو کر نماز پڑھتے تھے۔ (دو رکعت، مسجد میں جانا ضروری نہیں گھر پر بھی پڑھ سکتے ہیں)

۳۔ عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا نَزَلَ مَنْزِلًا لَمْ يَرْتَحِلْ حَتّٰی يُوَدِّعَهٗ بِرَكْعَتَيْنِ۔

(مجمع الزوائد ص۲۸۳/۲، جمع الفوائد ص۳۱۱/۱ بحوالہ موصلی، بزار، طبرانی فی الاوسط۔ وللکبیر نحوہ عن فضالۃ بن عبید رضی اللہ عنہ وزاد اور دخل بیتہ

(جمع الفوائد ص۳۱۱/۱)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی منزل میں اترتے تھے تو وہاں سے کوچ نہیں کرتے تھے، جب تک اس مقام کو دو رکعت نماز کے ساتھ وداع نہ کر دیں طبرانی کی روایت میں منزل کے ساتھ گھر کا بھی ذکر ہے یعنی جب آپ سفر سے گھر میں داخل ہوتے تو پھر بھی دو رکعت نماز پڑھتے تھے

۴ - عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اُرِيْدُ اَنْ اَخْرُجَ اِلَى الْبَحْرَيْنِ فِيْ تِجَارَةٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم صَلِّ رَكْعَتَيْنِ ۔

(مجمع الزوائد ص۲۸۲ ج۲ بحوالہ طبرانی فی الکبیر ورجالہ موثقون)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا حضور! میں ارادہ کرتا ہوں کہ تجارت کے لیے بحرین کا سفر کروں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سفر سے پہلے دو رکعت پڑھ لو۔

۵ - عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم كَانَ لَا يَقْدَمُ مِنْ سَفَرٍ اِلَّا نَهَارًا فِي الضُّحٰى فَاِذَا قَدِمَ بَدَاَ بِالْمَسْجِدِ فَصَلّٰى فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ فِيْهِ ۔ (مسلم ص۲۴۸ ج۱)

حضرت کعب بن مالکؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے واپس نہیں آتے تھے مگر دن کے وقت چاشت کے قریب جب سفر سے واپس آتے تو پہلے مسجد میں تشریف لے جاتے اور دو رکعت نماز پڑھتے پھر وہاں مسجد میں بیٹھ جاتے۔

۶ - عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ (مَرْفُوْعًا) اِذَا دَخَلْتَ مَنْزِلَكَ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ تَمْنَعَانِكَ مَدْخَلَ السُّوْءِ وَاِذَا خَرَجْتَ مِنْ مَنْزِلِكَ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ تَمْنَعَانِكَ مَخْرَجَ السُّوْءِ ۔

(مجمع الزوائد ص۲۸۳ ج۲، جمع الفوائد ص۲۱۱ ج۱ بحوالہ مسند بزار)

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم سفر سے واپس آؤ اور اپنے گھر میں داخل ہو تو پہلے دو رکعت نماز پڑھ لیا کرو یہ تم کو برے داخلہ سے روک دیں گی، اور جب تم سفر پر جانے کا ارادہ کرو تو دو رکعت پڑھ لیا کرو۔ یہ تم کو باہر جانے کی برائی سے روک دیں گی۔

صلوٰۃ الحاجۃ

(کسی حاجت کے وقت نماز)

کسی ضرورت کے پیش آنے پر نماز پڑھنی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ترغیب دی ہے۔

۱۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰیؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ کَانَ لَہٗ اِلَی اللّٰہِ حَاجَۃٌ اَوْ اِلٰی اَحَدٍ مِّنْ بَنِیْ اٰدَمَ فَلْیَتَوَضَّأْ وَلْیُحْسِنِ الْوُضُوْءَ ثُمَّ لْیُصَلِّ رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ لْیُثْنِ عَلَی اللّٰہِ وَلْیُصَلِّ عَلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم ثُمَّ لْیَقُلْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ، سُبْحَانَ اللّٰہِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اَسْأَلُکَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِکَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِکَ وَالْغَنِیْمَۃَ مِنْ کُلِّ بِرٍّ وَالسَّلَامَۃَ مِنْ کُلِّ اِثْمٍ لَا تَدَعْ لِیْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَہٗ وَلَا ھَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَہٗ وَلَا حَاجَۃً ھِیَ لَکَ رِضًا اِلَّا قَضَیْتَھَا یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ

(ترمذی صـ۹۵، ابن ماجہ صـ۹۸)

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کی کوئی ضرورت ہو، ضرورت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو یا مخلوق میں کسی کی طرف تو وہ وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے پھر دو رکعت نماز پڑھے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی ثنا (تعریف) کرے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے اور پھر ان کلمات کے ساتھ دعا کرے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اللہ حلیم بردبار اور کریم ہے، پاک ہے اللہ تعالیٰ کی ذات وہ عرش عظیم کا رب ہے، اور سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اے اللہ! میں تجھ سے تیری رحمت کو واجب کرنے والی باتیں مانگتا ہوں، اور تیری بخشش کی پختہ باتیں طلب کرتا ہوں، اور غنیمت ہر نیکی سے اور سلامتی ہر گناہ سے، نہ چھوڑ میرے کسی گناہ کو مگر بخش دے اس کو اور نہ کسی اندیشہ کو مگر اس کو کھول دے اور نہ کسی حاجت کو جس میں تیری رضا ہو مگر اس کو پوری کر دے، یا ارحم الراحمین

۲۔ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نابینا شخص کے واقعہ میں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِئْتِ الْمِيْضَاةَ فَتَوَضَّأْ ثُمَّ صَلِّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ ادْعُ بِهٰذِهِ الدَّعَوَاتِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وسلم نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ اِنِّيْٓ اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلٰى رَبِّيْ فَيَقْضِيْ لِيْ حَاجَتِيْ۔ (جمع الفوائد ص ۶۹۴ ج ۲ بحوالہ طبرانی کبیر و مجمع الزوائد ص ۲۷۹ ج ۲، ابن ماجہ ص ۹۹، ترمذی ص ۵۱۵ ج ۲)

پھر تم وضوء کی جگہ پر جاکر وضوء کرو اور پھر دو رکعت نماز پڑھو، پھر ان الفاظ کے ساتھ دعا کرو۔ اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف وسیلہ پکڑتا ہوں اپنے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا جو نبی رحمت ہیں، اے محمد میں آپ کو اپنے رب کی طرف متوجہ کرتا ہوں یعنی سفارشی بناتا ہوں۔ تاکہ وہ (اللہ تعالیٰ) میری حاجت کو پورا کردے۔

۳۔ عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا عَلِيُّ اَلَا اُعَلِّمُكَ دُعَآءً اِذَا اَصَابَكَ غَمٌّ اَوْ هَمٌّ تَدْعُوْ بِهٖ رَبَّكَ فَيُسْتَجَابُ لَكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ وَيُفَرَّجُ عَنْكَ تَوَضَّأْ وَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ، وَاحْمَدِ اللّٰهَ وَاَثْنِ عَلَيْهِ وَصَلِّ عَلٰى نَبِيِّكَ، وَاسْتَغْفِرْ لِنَفْسِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ، ثُمَّ قُلْ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَكِيْمُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے علی! کیا میں تمہیں وہ دعا نہ سکھلاؤں جب تمہیں کوئی غم اور اندوہ لاحق ہو تو تم اپنے پروردگار کے سامنے یہ دعا کرو، اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ دعا تمہارے لیے مستجاب ہوگی اور تجھ سے اللہ تعالیٰ اس پریشانی کو دور کردے گا، تم وضوء کرو، اور پھر دو رکعت نماز پڑھو، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرو اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھو، اور اپنے لیے اور تمام مومنین اور مومنات کے لیے استغفار کرو۔ اور پھر تم یہ کہو۔ "اے اللہ تو فیصلہ کرتا ہے اپنے بندوں کے درمیان جن باتوں میں وہ اختلاف کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہی بلند اور عظمت والا

اَلْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ. اَللّٰهُمَّ كَاشِفَ الْغَمِّ مُفَرِّجَ الْهَمِّ مُجِيْبَ دَعْوَةِ الْمُضْطَرِّيْنَ اِذَا دَعَوْكَ، رَحْمٰنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَرَحِيْمَهُمَا، فَارْحَمْنِيْ فِيْ حَاجَتِيْ هٰذِهٖ بِقَضَائِهَا وَنَجَاحِهَا رَحْمَةً تُغْنِيْنِيْ بِهَا عَنْ رَّحْمَةِ مَنْ سِوَاكَ۔

ہے، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہی بردبار اور کریم ﷺ، پاک ہے اللہ تعالیٰ جو ساتوں آسمانوں کا رب ہے، اور عرش عظیم کا مالک ہے، سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے، اے اللہ! تو غم اور اندیشوں کو دور کرنے والا ہے، مجبور اور پریشان حال لوگوں کی دعاؤں کو قبول کرنیوالا ہے، جب وہ تجھے پکارتے ہیں، تو دنیا اور آخرت کا رحمٰن اور رحیم ہے، مجھ پر رحم فرما میری اس حاجت کو پورا فرمادے، اور مجھ پر ایسی رحمت فرما جو مجھے تیرے سوا سب سے بے نیاز کر دے۔

(الترغیب والترہیب ص ۲۴۳ ج ۱، بحوالہ اصبہانیؒ)

ہر مشکل کے لیے نماز

کوئی خوفناک حادثہ مصیبت، زلزلہ، شدید آندھی آجائے بجلی گرے ستارے (شہاب) ٹوٹیں، طوفان آجائے، بارش کی کثرت، ہیضہ کی وبا، طاعون وغیرہ کوئی کسی قسم کی وبا عام پھیل جائے، تو ایسے مواقع پہ نماز پڑھنی چاہیے، اور اللہ تعالیٰ کے سامنے مناجات کرنی چاہیے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ط　　مدد چاہو نماز اور صبر کے ساتھ

(البقرہ ۴۵ پ ۱)

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل مبارک بھی یہی بتلاتا ہے۔

۱۔ عَنْ حُذَيْفَةَ رض قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا حَزَبَهٗ

حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی غم وہ واقعہ پیش آتا تو

اَمْرٌ صَلّٰی (ابوداؤد ص۱۸۷ ج۱ مسند احمد ص۳۸۸ ج۵)

آپ نماز کی طرف رجوع فرماتے تھے۔

۲۔ عَنْ جَابِرٍؓ (مرفوعاً) اِذَا وَقَعَتْ کَبِیْرَۃٌ اَوْ ھَاجَتْ رِیْحٌ مُظْلِمَۃٌ فَعَلَیْکُمْ بِالتَّکْبِیْرِ فَاِنَّہٗ یُجَلِّی الْعَجَاجَ الْاَسْوَدَ۔

(کنز العمال ص۹۳ ج۵ بحوالہ ابن سنی)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی بڑا حادثہ واقع ہوجائے یا سخت شدید تاریک آندھی آئے تو تم اپنے اوپر تکبیر (نماز) کو لازم کرو۔ بیشک وہ اللہ تعالےٰ اس تاریک سیاہ گرد وغبار کو دُور کردے گا۔

قَالَ مُحَمَّدٌ فَیَنْبَغِیْ اِذَا جَاءَ فَزَعٌ مِنْ ھٰذِہِ الْاَفْزَاعِ مِنْ زَلْزَلَۃٍ اَوْ غَیْرِھَا اَنْ یَفْزَعَ (النَّاسُ) اِلَی الصَّلٰوۃِ وَالدُّعَاءِ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَجْمَعُوْا بِاِمَامٍ (کتاب الحجۃ ص۳۲۴ ج۱)

حضرت امام محمدؒ نے کہا ہے کہ جب کوئی اس قسم کی خوفناک چیز آجائے جیسے زلزلہ وغیرہ تو تمہیں چاہیئے کہ تم فوراً نماز کی طرف رجوع کرو اور دعا کی طرف، بغیر اس کے کہ امام کے ساتھ اکٹھے ہو۔ (یعنی لوگ انفرادی طور پر نماز اور دُعا میں مشغول ہوں)

نمازِ شکر یا سجدہ شکر

سجدۂ نماز، سجدۂ تلاوت، سجدہ سہو کے علاوہ ایک سجدہ شکر بھی ہے۔

اس بارہ میں فقہائے کرام کا اختلاف ہے، امام احمدؒ، امام شافعیؒ، امام محمدؒ کے نزدیک یہ مسنون ہے، امام مالکؒ اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک یہ سنت نہیں ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ سجدہ سے مراد نماز ہے، شکرانہ کے لیے دو رکعت نماز ادا کرے، مجازاً اس کو سجدہ شکر کہتے ہیں، جیساکہ خمر کا اطلاق انگور پر کیا جاتا ہے، اسی طرح یہاں بھی سجدہ سے مراد نماز ہی ہے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ سے روایت ہے کہ:

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلّٰی یَوْمَ بُشِّرَ بِرَاْسِ اَبِیْ جَھْلٍ رَکْعَتَیْنِ۔ (ابن ماجہ ص۹۹، دارمی ص۲۸۱ ج۱)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جس دن ابوجہل لعین کے سر کے کاٹے جانے کی خوشخبری دی گئی تو آپ نے نمازِ شکرانہ دو رکعت ادا فرمائی۔

اور جو لوگ سجدہ شکر کو سنت قرار دیتے ہیں وہ ان روایات سے استدلال کرتے ہیں۔

۱- عَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اَنَّہٗ کَانَ اِذَا جَآءَہٗ اَمْرُ السُّرُوْرِ اَوْ بُشِّرَ بِہٖ خَرَّ سَاجِدًا شَاکِرًا لِلّٰہِ۔

حضرت ابوبکرہؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی خوشی والی بات پیش آتی تھی، تو آپ اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ میں گر پڑتے تھے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لیے۔

(ابوداؤد صـ۲۷/۲، ابن ماجہ صـ۱۰۱، دارقطنی صـ۴۱/۱، مستدرک حاکم صـ۲۷۶/۱)

۲- عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ اَنَّہٗ علیہ السلام رَاٰی رَجُلًا مِّنَ النُّغَاشِیِّیْنَ فَخَرَّ سَاجِدًا۔ (دارقطنی صـ۴۱/۱، مستدرک صـ۲۷۶/۱)

حضرت ابوجعفرؒ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ٹھگنے شخص کو دیکھا تو سجدہ میں گر پڑے۔

۳- حضرت ابوبکرؓ کو جب مسیلمہ کذاب کے قتل کی خبر پہنچی تو انہوں نے سجدہ شکر ادا کیا۔ (   )

۴- حضرت کعب بن مالکؓ کو جب ان کی توبہ قبول ہونے کی خبر ملی تو سجدہ شکر ادا کیا۔ (مسلم صـ۳۶۲/۲)

۵- عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم مِنْ مَّکَّۃَ نُرِیْدُ الْمَدِیْنَۃَ فَلَمَّا کُنَّا قَرِیْبًا مِّنْ عَزْوَرَاءَ نَزَلَ ثُمَّ رَفَعَ یَدَیْہِ فَدَعَا اللّٰہَ سَاعَۃً ثُمَّ خَرَّ سَاجِدًا فَمَکَثَ طَوِیْلًا ثُمَّ قَامَ فَرَفَعَ یَدَیْہِ فَدَعَا اللّٰہَ تَعَالٰی سَاعَۃً ثُمَّ خَرَّ سَاجِدًا فَمَکَثَ طَوِیْلًا ثُمَّ قَامَ فَرَفَعَ یَدَیْہِ سَاعَۃً ثُمَّ خَرَّ سَاجِدًا ذَکَرَہٗ اَحْمَدُ

حضرت سعدؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ سے نکلے اور مدینہ جانیکا ارادہ تھا، جب ہم مقام عزورا کے قریب پہنچے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سواری سے نیچے اترے اور ہاتھ مبارک اٹھائے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی ایک گھڑی بھر، پھر آپ سجدہ میں گر پڑے کافی دیر تک سجدہ میں ٹھہرے رہے، پھر کھڑے ہوئے اور ہاتھ اٹھا کر دعا کی ایک گھڑی بھر، پھر سجدہ میں گر پڑے پس کافی دیر سجدہ میں ٹھہرے رہے، پھر آپ نے فرمایا میں نے اپنے رب سے سوال

ثَلَاثًا قَالَ اِنِّي سَأَلْتُ رَبِّي وَشَفَعْتُ لِاُمَّتِي فَاَعْطَانِي ثُلُثَ اُمَّتِي فَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِرَبِّي شُكْرًا ثُمَّ رَفَعْتُ رَأْسِي فَسَأَلْتُ رَبِّي لِاُمَّتِي فَاَعْطَانِي ثُلُثَ اُمَّتِي فَخَرَرْتُ سَاجِدًا ثُمَّ رَفَعْتُ رَأْسِي فَسَأَلْتُ رَبِّي لِاُمَّتِي فَاَعْطَانِي الثُّلُثَ الْاٰخَرَ فَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِرَبِّي۔

(ابوداؤد ص ۲۷ ج ۱)

کیا اور اپنی امت کے لیے سفارش کی تو اللہ تعالےٰ نے مجھے ایک تہائی امت دے دی (مغفرت فرما دی) تو میں سجدہ میں گر گیا اپنے رب کا شکریہ ادا کرنے کے لیے، پھر میں نے سر اٹھا کر اپنے رب سے سوال کیا۔ تو ایک تہائی امت کی اور دیدی (تو میں نے سجدہ شکر ادا کیا، پھر میں نے تیسری دفعہ دعا کی تو اللہ تعالےٰ نے آخری تہائی بھی عطا فرما دی (تو میں سجدہ میں گر پڑا اپنے رب کا شکریہ ادا کرنے کے لیے۔

صلوٰۃِ توبہ

۱۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے، وہ وضو کرے اور دو رکعت نماز ادا کرے اور خدا تعالیٰ سے مغفرت طلب کرے، تو اللہ تعالیٰ اس کو معاف فرما دے گا، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی۔

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۠ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۠ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰي مَا فَعَلُوْا وَھُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۵﴾ (آل عمران پ ۴)

(ترمذی ص ۴۷، ابوداؤد ص ۲۱۳ ج ۱)

"اور وہ لوگ جب کوئی فحش کام (کبیرہ گناہ) کرتے ہیں یا اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں (یعنی صغیرہ گناہ کرتے ہیں) اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں اور اپنے گناہوں پر اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتے ہیں، اور کون ہے سوائے اللہ تعالےٰ کے جو گناہوں کو بخش دے، اور وہ لوگ اپنے کیے پر اصرار نہیں کرتے اور وہ جانتے ہیں

۲۔ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَذْنَبَ

حضرت حسن بصریؒ روایت کرتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس بندے سے کوئی

عَبْدٌ ذَنْبًا ثُمَّ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ خَرَجَ اِلٰی بَرَازٍ مِّنَ الْاَرْضِ فَصَلّٰی فِیْهِ رَکْعَتَیْنِ وَاسْتَغْفَرَ اللّٰهَ مِنْ ذٰلِکَ الذَّنْبِ اِلَّا غَفَرَهُ اللّٰهُ۔ (الترغیب الترہیب ص۲۴۱ ج۱ بحوالہ بیہقی مرسلاً)

گناہ سرزد ہو جائے اور پھر وہ اچھی طرح وضو کرے اور باہر کسی کھلی جگہ (جنگل صحرا وغیرہ) میں دو رکعت نماز پڑھے، اور اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرے اس گناہ سے تو اللہ تعالیٰ اس کو معاف فرمائے گا۔

حضرت امام ولی اللہؒ لکھتے ہیں۔

وَالْاَصْلُ فِیْهِمَا اَنَّ الرُّجُوْعَ اِلَی اللّٰهِ لَاسِیَّمَا عَقِیْبَ الذَّنْبِ قَبْلَ اَنْ یَّتَرَسَّخَ فِیْ قَلْبِهٖ رَیْنُ الذَّنْبِ مُکَفِّرٌ مُزِیْلٌ عَنْهُ السُّوْءَ۔ (حجۃ اللہ البالغہ ص۱۹ ج۲)

اور اصل توبہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہے۔ گناہ کے سرزد ہونے کے بعد، قبل اس کے کہ راسخ اور پختہ ہو جائے اس گناہ کا زنگ اس کے قلب میں، تو یہ گناہ کے لیے مکفر ہے، اور اس سے برائی کو زائل کرنے والی ہے۔

الصلوٰۃ عند القتل

(قتل ہونے کے وقت کی نماز)

جب کسی مسلمان کو قتل کیا جا رہا ہو تو اس کے لیے مستحب ہے، دو رکعت نماز پڑھنا، چنانچہ فقہاء کرام لکھتے ہیں۔

فَاِذَا ابْتُلِیَ بِهٖ مُسْلِمٌ یُسْتَحَبُّ اَنْ یُّصَلِّیَ رَکْعَتَیْنِ یَسْتَغْفِرُ بَعْدَهُمَا مِنْ ذُنُوْبِهٖ لِتَکُوْنَ الصَّلٰوۃُ وَالْاِسْتِغْفَارُ اٰخِرَ اَعْمَالِهٖ۔ (طحطاوی ص۲۱۹)

پس جب کوئی مسلمان اس کے ساتھ مبتلا کیا گیا تو اس کے لیے مستحب ہے کہ دو رکعت نماز پڑھے اور اس کے بعد استغفار کرے تاکہ یہ اس کے آخری اعمال ہوں۔

۱۔ حضرت خبیبؓ کا واقعہ بخاری میں موجود ہے۔

فَلَمَّا خَرَجُوا مِنَ الْحَرَمِ لِيَقْتُلُوهُ فِي الْحِلِّ قَالَ لَهُمْ خُبَيْبٌ ذَرُونِي أَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ فَتَرَكُوهُ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ لَوْلَا أَنْ تَظُنُّوا أَنَّ مَا بِي جَزَعٌ لَطَوَّلْتُهَا (إِلَى أَنْ قَالَ) فَكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ سَنَّ الرَّكْعَتَيْنِ لِكُلِّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ قُتِلَ صَبْرًا

(بخاری ص ۴۲۸ ج ۱)

حضرت خبیبؓ کو مشرکین حرم سے نکال کر باہر لے گئے تاکہ ان کو حل میں قتل کریں، تو حضرت خبیبؓ نے ان سے کہا مجھے ذرا چھوڑ دو تاکہ میں دو رکعت نماز پڑھ لوں، تو انہوں نے چھوڑ دیا حضرت خبیبؓ نے دو رکعت نماز ادا کی، تو مشرکین سے کہنے لگے۔ اگر تم یہ خیال نہ کرتے کہ میرے اندر موت سے جزع یعنی خوف ہے میں اس نماز کو لمبا کرتا تو سب سے پہلے حضرت خبیبؓ نے ہی قتل کے وقت دو رکعت نماز کا طریقہ جاری کیا۔

۲۔ حضرت حجر بن عدیؓ کا واقعہ بھی اسماء الرجال کی کتب میں موجود ہے۔

فَلَمَّا قُدِّمَ لِلْقَتْلِ قَالَ دَعُونِي أُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ فَصَلَّاهُمَا خَفِيفَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ لَوْلَا أَنْ تَظُنُّوا بِي غَيْرَ الَّذِي بِي لَأَطَلْتُهُمَا وَاللّٰهِ لَئِنْ كَانَتْ صَلَاتِي لَمْ تَنْفَعْنِي فِيمَا مَضَى مَا هُمَا بِنَافِعَتِي۔

(الاستیعاب مع الاصابہ ص ۲۵۶ ج ۱)

جب ان کو قتل کے لیے آگے لایا گیا تو انہوں نے کہا مجھے چھوڑ دو تاکہ دو رکعت نماز پڑھ لوں، پھر انہوں نے ہلکی سی دو رکعتیں پڑھیں، پھر کہنے لگے اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تم میرے بارہ میں وہ بات گمان کرو گے جو مجھ میں نہیں ہے (یعنی تم یہ خیال کرتے ہو کہ یہ موت سے گھبرا کر انہیں مؤخر کرنا چاہتا ہے حالانکہ یہ بات نہیں) تو میں ان کو لمبا کرتا، بخدا اگر مجھے پہلی نمازوں نے فائدہ نہیں دیا تو یہ بھی مجھے کچھ فائدہ نہیں دے سکتی۔

اور اصابہ میں یہ بھی ہے

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا سُئِلَ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ عِنْدَ الْقَتْلِ قَالَ صَلَّاهُمَا خُبَيْبٌ

امام محمد بن سیرینؒ سے سوال کیا گیا کہ قتل کے وقت جو دو رکعت پڑھی جاتی ہیں، ان کے بارے میں کیا خیال ہے، تو امام ابن سیرینؒ نے کہا یہ دو رکعتیں

وَحُجْرٌ وَهُمَا فَاضِلَانِ۔ (الاصابہ ص ۲۵۶ ج ۱)

حضرت خبیبؓ اور حجر بن عدیؓ نے پڑھی ہیں۔ اور یہ دونوں بڑی فضیلت والے شخص ہیں۔

صلوٰۃ الاستخارہ
(استخارہ کی نماز)

امام ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ اہل جاہلیت کو جب کوئی حاجت پیش آتی تھی۔ سفر یا خرید و فروخت یا نکاح وغیرہ کی۔ تو تیروں سے قسمت معلوم کرتے تھے۔ اور یہ محض اللہ تعالیٰ پر افترا تھا۔ کوئی تیر نکلتا جس پر یہ لکھا ہوتا تھا اَمَرَنِیْ رَبِّیْ میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے اور کسی تیر پر ہوتا تھا نَهَانِیْ رَبِّیْ میرے رب نے مجھے منع کیا ہے۔

تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کی مشرکانہ باتوں سے منع فرمادیا۔ اور اس کے عوض آپ نے نماز استخارہ کا طریقہ بتلایا۔ کیونکہ جب کسی انسان کو کوئی حاجت اور ضرورت پیش آتی ہے۔ اور وہ چاہتا ہے کہ رب تعالیٰ کی طرف سے مجھے اس کا علم حاصل ہو۔ اور وہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی مرضی بھی بتلا دے اور مجھ پر اس کو کھول دے۔ پھر اللہ تعالیٰ کے دروازہ کو لازم پکڑتا ہے تو اس میں کچھ دیر نہیں لگتی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس راز کے فیضان کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور بڑا عظیم فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ انسان اپنے نفس کی مراد سے خالی ہوتا ہے۔ اور اس کی بہیمیت اس کی ملکیت کے سامنے فنا ہوتی ہے اور ہمہ تن اپنا رخ اور توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف پھیر دیتا ہے اور اس طرح ہو جاتا ہے جس طرح ملائکہ اپنے رب کے الہام کے منتظر ہوتے ہیں۔ شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک استخارہ امور میں تریاق مجرب ہے مطلوب کی تحصیل کے لیے۔ اور ملائکہ کے مشابہ ہے۔ اس لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی دو رکعت مقرر فرمائی ہیں۔ اور دعا سکھلائی ہے۔ (حجۃ اللہ البالغہ ص ۱۹ ج ۲)

دعائے استخارہ پہلے دو رکعت نفل پڑھے۔ پھر خوب یکسوئی کے ساتھ یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ

اے اللہ میں تیرے علم و قدرت کے ساتھ استخارہ کرتا ہوں۔ اور تجھ سے تیرا فضل عظیم مانگتا ہوں۔

وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ...... خَيْرٌ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ "اَوْ قَالَ" عَاجِلِ اَمْرِيْ وَاٰجِلِهٖ فَاقْدُرْهُ لِيْ وَيَسِّرْهُ لِيْ ثُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ ... شَرٌّ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ اَوْ قَالَ فِيْ عَاجِلِ اَمْرِيْ وَاٰجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ وَاقْدُرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِيْ بِهٖ قَالَ وَيُسَمِّيْ حَاجَتَهٗ (بخاری ج۱ ص۱۵۵، ترمذی ص۹۵)

بیشک تو قدرت رکھتا ہے اور میں قدرت نہیں رکھتا۔ تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا بیشک تو ہی علام الغیوب ہے۔ اے اللہ! اگر تیرے علم میں یہ بات میرے لیے میرے دین اور معاش اور انجام کے لحاظ سے بہتر ہے۔ تو اسکو میرے لیے مقدر کر دے اور اس کو میرے لیے آسان کر دے۔ پھر اس میں میرے لیے برکت ڈال دے۔ اور اگر تیرے علم میں یہ بات میرے لیے شر ہے۔ میرے دین معاش اور انجام کے لحاظ سے تو اس کو مجھ سے پھیر دے اور مجھے بھی اس سے پھیر دے اور میرے لیے خیر کو مقدر فرما۔ جہاں بھی ہو۔ پھر مجھے اس کے ساتھ راضی کر دے۔ اور اس لفظ "هٰذا الامر" پر اپنی حاجت کا ذکر کرے۔

مسئلہ: شادی، منگنی، سفر، کاروبار وغیرہ میں استخارہ کرنا چاہیئے۔ لیکن اگر حج کے لیے جانا ہو تو استخارہ نہ کرے کہ میں جاؤں یا نہ جاؤں، بلکہ یوں استخارہ کرے۔ کہ فلاں دن جاؤں یا نہ جاؤں۔

مسئلہ: اگر ایک دن میں کچھ معلوم نہ ہو اور دل کا تردد دور نہ ہو تو دوسرے دن تیسرے دن، اسی طرح سات دن تک کرے ان شاء اللہ اس کام کی اچھائی یا برائی ضرور معلوم ہو گی۔

صلوٰۃ التسبیح

نفل نمازوں میں صلوٰۃ التسبیح کی بڑی فضیلت ہے اور حدیث شریف میں اس کا بڑا ثواب ہے۔

۱۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْعَبَّاسِؓ

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباسؓ سے کہا۔ اے عباس!

بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَا عَبَّاسُ يَا عَمَّاهُ
اَلَا اُعْطِيْكَ اَلَا اَمْنَحُكَ اَلَا اُخْبِرُكَ
اَلَا اَفْعَلُ بِكَ عَشْرَ خِصَالٍ۔ اِذَا
اَنْتَ فَعَلْتَ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ ذَنْبَكَ
اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ۔ قَدِيْمَهٗ وَحَدِيْثَهٗ
خَطَاءَهٗ وَعَمَدَهٗ صَغِيْرَهٗ وَكَبِيْرَهٗ
سِرَّهٗ وَعَلَانِيَتَهٗ اَنْ تُصَلِّيَ اَرْبَعَ
رَكْعَاتٍ تَقْرَءُ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ فَاتِحَةَ
الْكِتَابِ وَسُوْرَةً فَاِذَا فَرَغْتَ مِنَ
الْقُرْاٰنِ فِيْ اَوَّلِ رَكْعَةٍ وَاَنْتَ
قَائِمٌ قُلْتَ۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا
اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ۔

خَمْسَ عَشَرَ مَرَّةً ثُمَّ
تَرْكَعُ فَتَقُوْلُهَا وَاَنْتَ رَاكِعٌ عَشْرًا ثُمَّ
تَرْفَعُ رَأْسَكَ مِنَ الرُّكُوْعِ فَتَقُوْلُهَا
عَشْرًا ثُمَّ تَهْوِيْ سَاجِدًا فَتَقُوْلُهَا
وَاَنْتَ سَاجِدٌ عَشْرًا ثُمَّ تَرْفَعُ
رَأْسَكَ مِنَ السُّجُوْدِ فَتَقُوْلُهَا عَشْرًا
ثُمَّ تَسْجُدُ فَتَقُوْلُهَا عَشْرًا ثُمَّ تَرْفَعُ
رَأْسَكَ فَتَقُوْلُهَا عَشْرًا فَذٰلِكَ خَمْسٌ
وَّسَبْعُوْنَ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ تَفْعَلُ
ذٰلِكَ فِيْ اَرْبَعِ رَكْعَاتٍ اِنِ اسْتَطَعْتَ

اے چچا! کیا میں تجھ کو نہ عطا کروں ——
—— کیا میں تجھ کو نہ عطیہ دوں۔ کیا نہ خبر دوں۔ کیا
دس باتیں تمہارے ساتھ نہ کروں جب تم ان کو کرو
گے۔ تو اللہ تعالیٰ تمہارے اوّل، آخر قدیم وجدید خطاءً
اور عمداً صغیرہ وکبیرہ۔ پوشیدہ اور ظاہر سب گناہ بخش
دے گا۔ وہ یہ کہ چار رکعات پڑھو اور ہر رکعت میں
فاتحہ اور کوئی سورۃ پڑھو جب پہلی رکعت کی قرأت
سے فارغ ہو تو کھڑے کھڑے ہی پندرہ ۱۵ دفعہ

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ
اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ کہو پھر رکوع کرو اور رکوع کے اندر
اسے دس دفعہ کہو، پھر رکوع سے سر اٹھا کر دس دفعہ کہو۔ پھر
سجدہ کرو۔ اور دس دفعہ سجدہ میں کہو پھر سجدہ سے
اٹھ کر دس دفعہ کہو۔ پھر دوسرے سجدہ میں دس دفعہ
کہو پھر سجدے سے سر اٹھا کر دس دفعہ کہو تو پچھتر ۷۵ دفعہ
ہو گیا ہر رکعت میں۔ یہ نماز اگر ہر دن پڑھ سکو تو پڑھو
اور اگر ایسا نہ کر سکو تو پھر ہر جمعہ میں پڑھو۔ اگر ایسا
بھی نہ کر سکو تو پھر سال میں ایک دفعہ پڑھو، اور اگر
یہ بھی نہ ہو سکے تو عمر میں ایک مرتبہ ضرور پڑھو۔

اَنْ تُصَلِّيَهَا فِيْ كُلِّ يَوْمٍ مَرَّةً فَافْعَلْ

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَفِيْ كُلِّ جُمُعَةٍ

مَرَّةً فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَفِيْ كُلِّ

سَنَةٍ مَرَّةً فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ

فَفِيْ عُمُرِكَ مَرَّةً (ابوداؤد ص۸۳ ج۱

ابن ماجہ ص۹۹ سنن الکبریٰ بیہقی ص۵۲ ج۳ الترمذی ص۹۵

وَعَنْ اَبِیْ رَافِعٍؓ نحوہ)

۲۔ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ (شاگرد امام ابو حنیفہؒ اور استاذ الاستاذ امام بخاریؒ) کہتے ہیں کہ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ کے بعد اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سے پہلے پندرہ مرتبہ، سورۃ کے بعد دس مرتبہ پڑھے (ترمذی ص۹۶)

۳۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ ہر جمعہ کے دن یہ نماز پڑھتے تھے، اور ابو الجوزاءؒ (تابعی) ہر روز بعد اذان ظہر قبل نماز پڑھتے تھے، اور ابو عثمان الحیریؒ نے کہا ہے کہ کوئی چیز بھی غموم اور مصائب کو دفع کرنے کے لیے صلوٰۃ التسبیح سے افضل نہیں۔ (

مسئلہ:۔ اکثر عورتیں جمع ہو کر جمعہ کے دن صلوٰۃ التسبیح جماعت کے ساتھ پڑھتی رہتی ہیں، یہ بدعت ہے، جماعت کے ساتھ اس نماز کو پڑھنا درست نہیں ہے۔ الگ الگ انفرادی صورت میں پڑھیں، عورتوں کی طرح مردوں کے لیے بھی یہ نماز باجماعت پڑھنا درست نہیں۔

مسئلہ:۔ اگر کسی رُکن میں تسبیحات بھول کر کم پڑھی گئیں یا بالکل ہی چھوٹ گئیں تو اگلے رُکن میں ان بھولی ہوئی تسبیحات کو بھی پڑھ لے مثلاً رکوع میں دس مرتبہ تسبیح پڑھنا بھول گیا اور سجدہ میں یاد آیا تو سجدہ میں یہ بھولی ہوئی دس بھی پڑھے، ایسی صورت میں سجدہ میں بیس تسبیحیں پڑھے، گویا ایک رکعت میں پچھتر مرتبہ تسبیح پڑھی جاتی ہے، تو چار رکعتوں میں تین سو مرتبہ،

اگر چاروں رکعتوں میں تین سو مرتبہ پڑھ لی تو ان شاء اللہ صلوٰۃ التسبیح کا ثواب مل جائے گا ورنہ یہ نماز نفل ہوگی، صلوٰۃ التسبیح نہیں رہے گی۔ (بہشتی زیور)

مسئلہ:۔ اگر صلوٰۃ التسبیح میں کسی وجہ سے سجدہ سہو واجب ہو گیا تو سہو کے دونوں سجدوں میں اور

ان کے بعد کے قعدہ میں تسبیحات نہ پڑھی جاویں گی۔

عَنْ ابْنِ اَبِیْ رِزْمَۃَ قَالَ قُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الْمُبَارَکِ اِنْ سَھَا فِیْھَا اَیُسَبِّحُ فِیْ سَجْدَتَیِ السَّھْوِ عَشْرًا عَشْرًا قَالَ لَا اِنَّمَا ھِیَ ثَلٰثُمِائَۃِ تَسْبِیْحَۃٍ۔ (ترمذی صہ ۹۶)

عبدالعزیز بن ابی رزمہؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مبارکؒ سے پوچھا اگر صلوٰۃ التسبیح میں سہو ہو جائے تو کیا سہو کے دونوں سجدوں میں دس دس مرتبہ تسبیح کہے؟ انہوں نے کہا کہ سجدہ سہو میں یہ تسبیحات نہیں ہیں۔ اس نماز میں جملہ تین سو تسبیحات ہیں۔

مسئلہ :- تسبیحات کے بھول کر چھوڑ جانے یا کم ہو جانے سے سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا۔

صلوٰۃ الاستسقاء

(بارش طلب کرنے کے لیے نماز پڑھنا)

بالعموم بارشوں کی کمی انسانوں کے معاصی اور گناہوں کی کثرت کی وجہ سے ہوتی ہے۔

عَنْ ابْنِ عُمَرَ (مَرْفُوْعًا) لَمْ یَمْنَعُوْا زَکٰوۃَ اَمْوَالِھِمْ اِلَّا مُنِعُوا الْقَطْرَ مِنَ السَّمَآءِ وَلَوْلَا الْبَھَآئِمُ لَمْ یُمْطَرُوْا۔

(ابن ماجہ صہ ۲۹۰ باب العقوبات)

حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب لوگ اپنے مالوں کی زکوٰۃ روک دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ آسمان سے بارش کے قطرے روک دیتا ہے اور اگر جانور نہ ہوتے تو ان سے بالکل ہی بارش روک دی جاتی۔

قحط و خشک سالی میں بارش کے لیے اپنے گناہوں سے استغفار اور دعا کرنا ضروری ہے، جیسا کہ حضرت نوح علیہ السلام کے واقعہ میں ذکر ہے کہ نوح علیہ السلام نے کہا۔

اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّکُمْ اِنَّهٗ کَانَ غَفَّارًا ﴿۱۰﴾ یُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَیْکُمْ مِّدْرَارًا ﴿۱۱﴾ (نوح پ ۲۹)

اے لوگو اپنے رب سے اپنے گناہوں کی بخشش مانگو، وہ تم پر آسمان سے بارش برسائے گا۔

استسقاء کی کئی صورتیں ہیں، مثلاً فرض نماز کے بعد دعا اور استغفار کیا جائے، یا خطبہ جمعہ اور اجتماعات میں دعا اور استغفار کی جائے، یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل مبارک

سے ثابت ہے یا دو رکعت نماز نفل ادا کر کے پھر دُعا کی جائے، یہ بھی ثابت ہے، امام ابُوحنیفہؒ ان دو رکعتوں کو سنت نہیں قرار دیتے ہے، البتہ اس کو جائز سمجھتے ہیں۔

امام نوویؒ شارح مسلم لکھتے ہیں۔ ہمارے اصحاب (شوافع) یہ کہتے ہیں کہ استسقاء تین طریقوں پر ہوتی ہے۔

۱۔ صرف دعا کے ساتھ ہو بغیر نماز کے۔

۲۔ جمعہ کے خطبہ میں یا فرض نماز کے ادا کرنے کے بعد طلب باراں کے لیے دعا کی جائے۔ یہ پہلی قسم سے زیادہ افضل ہے، جس میں صرف دُعا ہی ہوتی ہے۔

۳۔ یہ قسم زیادہ کامل ہے جسمیں دو رکعت نماز پہلے ادا کی جاتی ہے۔ اور نماز ادا کرنے سے پہلے پوری طرح تیاری کی جاتی ہے، صدقہ خیرات سے اور روزہ رکھنے اور توبہ کرنے سے اور پوری طرح نیکی کی طرف توجہ کرنے سے اور دلجمعی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی طرف رغبت کرنے سے اور برائی سے کنارہ کشی اختیار کرنے کا عزم مصمم کیا جاتا ہے (نووی مع مسلم ص ۲۹۲/۱)

صحیح مسلم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں موجود ہے۔

۱۔ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمُصَلَّى فَاسْتَسْقَى وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَقَلَبَ رِدَآءَهُ وَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ۔ (مسلم ص ۲۹۲/۱)	کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ کی طرف نکلے اور سیرابی کے لیے دُعا کی، اور رُخ مبارک قبلہ کی طرف کیا اور آپ نے چادر مبارک پلٹ دی اور دو رکعت نماز (صلوٰۃ الاستسقاء) ادا فرمائی۔

۲۔ دوسری روایت میں اس طرح ہے کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رُخ مبارک قبلہ کی طرف کیا اور پشت مبارک لوگوں کی طرف اللہ دُعا کرتے رہے پھر چادر پلٹی اور پھر دو رکعت نماز ادا کی۔ (مسلم ص ۲۹۳/۱)

۳۔ تیسری روایت میں یہ ہے کہ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا میں ہاتھ مبارک بہت زیادہ بلند کیے یعنی معمول کے خلاف یہاں تک کہ بغل مبارک کی سفیدی نظر آتی تھی (مسلم ص ۲۹۳/۱)

۴۔ چوتھی روایت میں یہ آتا ہے کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا میں ہاتھ مبارک اُلٹے کئے یعنی ہاتھوں کی پشت آسمان کی طرف کی۔ (مسلم صہ ۲۹۳ ج۱)

ہاتھوں کا اُٹھانا، چادر کا پلٹنا اور ہاتھوں کو بہت زیادہ اونچا کرنا یہ سب تفاول کے لیے ہے، کہ اللہ تعالٰے اسی طرح حالات کو پلٹ دے۔

حضرت امام ابوحنیفہؒ کہتے ہیں کہ یہ سب باتیں ضروری نہیں بلکہ انقلاب حالات اور تبدیلی حالات کی طرف اشارہ ہے، استسقاء میں اصل دعا اور استغفار ہی ہے، اگر الگ نماز پڑھیں تو مستحب ہوگی، سنّت کا درجہ نہیں ہے۔ (ہدایہ صہ ۱۴۱ ج۱، شرح نقایہ صہ ۱۶ ج۱، کبیری صہ ۴۲۷)

۱۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ۔

ایک شخص جمعہ کے دن باب دار قضاء کی طرف سے مسجد میں داخل ہوا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت کھڑے خطبہ دے رہے تھے، وہ شخص آپ کے سامنے آکر کھڑا ہوگیا، اور عرض کرنے لگا۔ حضور! قحط کی وجہ سے مویشی ہلاک ہوگئے، زمینیں تباہ ہوگئیں، راستے بند ہوگئے، آپ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ بارش برسا دے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت ہاتھ مبارک اٹھائے ”اَللّٰھُمَّ اَغِثْنَا“ اے اللہ ہم کو بارش سے سیراب کر دے“ دعا کی، حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ اس وقت آسمان میں کوئی بادل نظر نہیں آتا تھا، ہم نے دیکھا کہ ایک ڈھال جتنا بادل کا ٹکڑا طلوع ہوا، جب آسمان کے درمیان پہنچا تو منتشر ہوگیا یعنی پھیل گیا اور بارش برسنی شروع ہوگئی، ایسی کہ سات دن تک ہم نے آسمان نہیں دیکھا، اگلے جمعہ میں اسی دروازے سے وہ شخص آیا (بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی دوسرا شخص آیا تھا) اور کہنے لگا، حضور! بارش کی وجہ سے زمینیں تباہ ہوگئیں اور راستے بند ہو گئے، آپ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ بارش کو بند کر دے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ مبارک اٹھائے اور دعا کی۔

”اے اللہ! ارد گرد اور اطراف میں بارش برسا، بڑے ٹیلوں پہ، چھوٹے چھوٹے ٹیلوں پر وادیوں میں اور درختوں کے اگنے کی جگہوں میں“

تو ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے بادل چھٹ گئے اور آسمان صاف ہوگیا، سورج نظر آنے لگا۔ (بخاری صہ ۱۳۸ ج۱، مسلم صہ ۲۹۳ ج۱)

اس حدیث سے امام ابو حنیفہؒ نے استدلال کیا ہے کہ دو رکعت نماز استسقار کے لیے کوئی ضروری نہیں ہے۔

۲- حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت میں ہے کہ ایک دیہاتی آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضور! میں ایسے لوگوں کے پاس سے آیا ہوں جن کے جانوروں کا دودھ قحط سالی کی وجہ سے خشک ہو گیا ہے، اور جانور لاغر ہو گئے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم ممبر پر تشریف فرما ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی اور اس طرح دعا کی۔

اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُغِيْثًا مَرِيْئًا طَبَقًا مَرِيْعًا غَدَقًا عَاجِلًا غَيْرَ رَائِثٍ وَفِيْ رِوَايَةٍ نَافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ۔ (ابن ماجہ ص۹۰ طحاوی ص۱۹۱ ج۱، بیہقی ص۳۵۵ ج۳، مستدرک حاکم ص۳۲۸ ج۱، وقال علی شرطهما واقره الذهبی)

اے اللہ! ہم کو ایسی بارش سے سیراب فرما جو ہماری ضرورتوں کو پورا کرے، مبارک، خوشگوار ہو، سیراب کرنے والی، تمام فضار کو گھیرنے والی، زیادہ پانی والی جلدی برسنے والی ہو۔ تاخیر (دیر) سے برسنے والی نہ ہو، مفید ہو مضر نہ ہو۔

۴- صحابہ کرامؓ کے عمل سے بھی یہ ثابت ہے کہ انہوں نے استسقار کے لیے صرف دعا اور استغفار پہ اکتفار کیا، جیسا کہ

عَنْ عَطَاءِ ابْنِ اَبِیْ مَرْوَانَ الْاَسْلَمِیِّ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ نَسْتَسْقِیْ فَمَا زَادَ عَلَى الْاِسْتِغْفَارِ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۷۴ ج۲)

حضرت عطار بن ابی مروانؒ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ہم حضرت عمرؓ کے ساتھ استسقار کے لیے نکلے تو انہوں نے سوائے استغفار کے کچھ نہیں کیا (نہ نماز پڑھی اور نہ خطبہ دیا)

۵- حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباسؓ کو آگے کھڑا کر کے ان کے توسل کیا تھا بارش طلب کرتے تھے اور دعا میں اس طرح کہتے تھے۔

"اے اللہ ہم لوگ پہلے تیرے سامنے اپنے نبی کا وسیلہ پیش کرتے تھے اور تو ہم کو سیراب کرتا تھا اب ہم تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کا توسل پیش کرتے ہیں تو ہم کو سیراب کر دے تو اللہ تعالیٰ ان کو بارش سے سیراب کر دیتا تھا۔ (بخاری ص۱۳۷ ج۱)

نوٹ: اس حدیث سے توسل کا مسئلہ بھی واضح ہو جاتا ہے، بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ توسل

اگر وفات کے بعد جائز ہوتا تو حضرت عمرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ توسل کرتے، حالانکہ آپ نے حضرت عباسؓ کے ساتھ توسل کیا، تو معلوم ہوا کہ بعد از وفات توسل جائز نہیں لیکن یہ شبہ بے بنیاد ہے، کیونکہ توسل بالذات و بالاشخاص کے لیے تو یہ حدیث نص ہے اور توسل بعد از وفات کے لیے حضرت عثمان بن حُنیفؓ کی صحیح حدیث جو کہ ترمذی ص۵۱۵ ابن ماجہ ص۹۹ جمع الفوائد ج۱ ص۲۰۹ ومجمع الزوائد ج۲ ص۲۷۹ بحوالہ طبرانی کبیر میں موجود ہے، اس کو رد کرنا محض ہٹ دھرمی ہے، حق پرستی نہیں۔

اس مقام میں حضرت عمرؓ نے جو حضرت عباسؓ کے ساتھ توسل کیا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ استسقاء میں محض توسل ہی مراد نہیں ہوتا بلکہ کسی برگزیدہ شخصیت کو آگے کھڑا کرکے اس سے دعا کرانا بھی ہوتا ہے، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباسؓ جو اس وقت سب سے زیادہ عمر رسیدہ اور سب کے نزدیک محترم تھے، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کا احترام کرتے تھے، حضرت عمرؓ نے ان کو کھڑا کرکے دعا کرائی۔

۶۔ حضرت امام شعبیؒ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ باہر نکلے اور ممبر پر تشریف فرما ہوئے اور انہوں نے کہا۔

"اے لوگو! اپنے رب سے گناہوں کی بخشش طلب کرو، بیشک وہ بہت بخشش کرنے والا ہے، وہ آسمان سے تمہارے لیے موسلادھار بارش برسائے گا، اور تمہیں مال اور بیٹوں سے مدد بھی پہنچائے گا، اور تمہارے لیے باغات بھی بنائے گا، اور تمہارے لیے نہریں جاری کردے گا، تو ایک شخص نے عرض کیا کہ حضرت! اگر آپ ہمارے لیے پانی طلب کرتے تو کیا اچھا ہوتا، تو حضرت عمرؓ نے کہا۔

لَقَدْ طَلَبْتُهُ بِمَجَادِيحِ السَّمَاءِ الَّتِي يُسْتَنْزَلُ بِهَا الْمَطَرُ

میں نے تمہارے لیے آسمان کے نچھتروں سے پانی طلب کیا ہے، جہاں سے بارش اتاری جاتی ہے (یعنی میں نے ایسی دعا کی جس کے نتیجے میں سیرابی ہوگی)

(مصنف ابن ابی شیبہ ج۲ ص۴۷۴، بیہقی ج۳ ص۳۵۲)

اگر صلوٰۃ الاستسقاء ایسی ہی ضروری ہوتی اور سنت لازمہ ہوتی تو حضرت عمرؓ اسے کیوں ترک کرتے، باوجود اس کے کہ وہ سنت کا اتباع کرنے میں بہت شدت رکھتے تھے۔

۷۔ حضرت علیؓ نے کہا ہے کہ استسقاء کی حقیقت استغفار ہی ہے۔ (مصنف عبدالرزاق صـ۸۸ ج۳)

۸۔ امام ابراہیم نخعیؒ سے منقول ہے کہ انہوں نے استسقاء میں دعا پر ہی اکتفا کیا نماز نہیں پڑھی۔ (ابن ابی شیبہ صـ۴۷۴ ج۲، کتاب الحجۃ صـ۳۲۳ ج۱)

تو یہی بات امام ابوحنیفہؒ نے کہی ہے کہ استسقاء میں نماز سنت لازمہ نہیں ہے۔ چنانچہ مشہور فقیہہ محدث امام ابراہیم حلبیؒ شارح منیۃ المصلی لکھتے ہیں۔

فَالْحَاصِلُ اَنَّ الْاَحَادِیْثَ لَمَّا اخْتَلَفَتْ فِی الصَّلٰوۃِ بِالْجَمَاعَۃِ وَعَدَمِھَا عَلٰی وَجْہٍ لَا یَصْلُحُ بِہٖ اِثْبَاتُ السُّنِّیَّۃِ لَمْ یَقُلْ اَبُوْحَنِیْفَۃَ بِسُنِّیَّتِھَا وَلَا یَلْزَمُ مِنْ عَدَمِ قَوْلِہٖ بِسُنِّیَّتِھَا قَوْلُہٗ بِاَنَّھَا بِدْعَۃٌ کَمَا نَقَلَہٗ عَنْہُ بَعْضُ الْمُشَنِّعِیْنَ بِالتَّعَصُّبِ بَلْ ھُوَ قَائِلٌ بِالْجَوَازِ۔ (کبیری صـ۴۲۹)

پس حاصل یہ ہے کہ جب استسقاء کے سلسلہ میں نماز باجماعت پڑھنے اور نہ پڑھنے کے متعلق احادیث میں اختلاف ہے، ایسا کہ اس کا سنت ہونا ثابت کرنا درست نہیں، تو امام ابوحنیفہ اس کے سنت ہونے کے قائل نہیں ہوئے، لیکن اس کے سنت نہ ہونے سے اس کا بدعت ہونا لازم نہیں ہوتا، جیسا کہ بعض شناعت کرنے والے تعصب کی وجہ سے امام ابوحنیفہؒ کو متہم کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں، بلکہ امام ابوحنیفہؒ نماز استسقاء کے جواز کے قائل ہیں، کہ یہ مستحب ہے البتہ سنت کا درجہ نہیں ہو سکتا۔

لیکن صاحبین (قاضی ابویوسفؒ اور امام محمدؒ) اور دیگر آئمہ کرام فرماتے ہیں کہ دو رکعت نماز بھی مسنون ہے، یہ بحث صرف مسنون غیر مسنون کی ہے، نفس جواز میں کوئی کلام نہیں، حضرت امام ابوحنیفہؒ کے دونوں شاگرد (امام ابویوسفؒ امام محمدؒ اور دیگر ائمہ کرام اس کے مسنون ہونے کے قائل ہیں، اور یہ بھی کہتے ہیں کہ تین دن مسلسل ایسا کیا جائے، اگر ممکن ہو تو پیدل جائیں، معمولی کپڑوں میں انتہائی انکساری و عاجزی کے ساتھ نکلیں سر جھکائے ہوئے۔ (در مختار صـ۸۱۱ ج۱)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم خَرَجَ مُتَبَذِّلًا

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے نہایت ہی معمولی لباس میں عاجزی

مُتَوَاضِعًا مُتَضَرِّعًا۔ (ترمذی صفحہ ۱۰۶، ابوداؤد صفحہ ۱۶۵ جلد ۱، نسائی جلد ۱ صفحہ ۲۲۶، ابن ماجہ صفحہ ۹۰) اور خشوع کے ساتھ اور گڑگڑاتے ہوئے۔

مسئلہ: فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ کوئی کافر ساتھ نہ جائے۔ اس لیے کہ صلوٰۃ استسقاء جلبِ رحمت کے لیے ہوتی ہے، اور کافر کفر کی وجہ مورد لعنت ہوتا ہے، ایسے موقع پر کافر کا موجود ہونا جلبِ رحمت میں رکاوٹ بن سکتا ہے، البتہ جانوروں کا ہونا باعث جلب رحمت ہے (ہدایہ صفحہ ۱۲۲ جلد ۱، شرح نقایہ صفحہ ۱۰۷ جلد ۱، درمختار صفحہ ۱۱۸ جلد ۱)

استسقاء کی دعائیں

قحط و خشک سالی کے زمانہ میں جو دعائیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں۔

۱۔ اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا۔ (بخاری صفحہ ۱۳۷ جلد ۱)

اے اللہ! ہمیں سیراب کر دے۔ اے اللہ! ہمیں سیراب کر دے، اے اللہ! ہمیں سیراب کر دے۔

۲۔ اَللّٰھُمَّ اَغِثْنَا اَللّٰھُمَّ اَغِثْنَا اَللّٰھُمَّ اَغِثْنَا۔ (بخاری صفحہ ۱۳۵ جلد ۱، مسلم صفحہ ۲۹۳ جلد ۱)

اے اللہ! ہم پر بارش برسا دے، اے اللہ! ہم پر بارش برسا دے اے اللہ! ہم پر بارش برسا دے۔

۳۔ اَللّٰھُمَّ اسْقِ عِبَادَكَ وَبَهَائِمَكَ وَانْشُرْ رَحْمَتَكَ وَاَحْيِ بَلَدَكَ الْمَيِّتَ۔ (ابوداؤد صفحہ ۱۶۶ جلد ۱، موطا امام مالک صفحہ ۱۷۹)

اے اللہ! آپ اپنے بندوں کو اور جانوروں کو سیراب کر دے اور اپنی رحمت پھیلا دے اور مردہ اور خشک زمین کو سرسبز بنا دے۔

۴۔ اَللّٰھُمَّ اَنْزِلْ عَلٰى اَرْضِنَا زِيْنَتَهَا وَسَكَنَهَا۔ (حصن حصین صفحہ ۲۴۳، بحوالہ ابوعوانہ)

اے اللہ! ہماری زمین پر اس کی زینت آسائش و تسکین نازل فرما۔

۵۔ اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُغِيْثًا الخ

صفحہ ۵۸۳ پر گذر چکی ہے

۶۔ قَالَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دعا کی

اَللّٰھُمَّ اِنَّا تَوَجَّهْنَا اِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّكَ وَصِنْوِ اَبِيْهِ فَاسْقِنَا الْغَيْثَ وَلَا تَجْعَلْنَا مِنَ الْقَانِطِيْنَ۔

اے اللہ! ہم نے متوجہ کیا ہے تیری طرف تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا اور اس کے باپ کی شاخ کو (یعنی تیرے سامنے ان کا توسل پیش کرتے ہیں) ان کے وسیلے ہم کو بارش سے سیراب کر۔ اور ہم کو مایوس ہونے والوں میں نہ کر۔

( )

۷۔ قَالَ الْعَبَّاسُ رضی اللہ عنہ

اَللّٰھُمَّ لَمْ یَنْزِلْ بَلَاءٌ اِلَّا بِذَنْبٍ وَلَمْ یُکْشَفْ اِلَّا بِتَوْبَۃٍ وَقَدْ تَوَجَّہَ الْقَوْمُ بِیْ اِلَیْکَ لِمَکَانِیْ مِنْ نَبِیِّکَ وَھٰذِہٖ اَیْدِیْنَا بِالذُّنُوْبِ وَنَوَاصِیْنَا بِالتَّوْبَۃِ فَاسْقِنَا الْغَیْثَ

(فتح الباری ص ۱۵۱ ج ۲)

حضرت عباسؓ نے دُعا کی

اے اللہ! ہمیشہ مصیبت گناہ کی وجہ سے آتی ہے اور وہ مصیبت دُور نہیں ہوتی مگر توبہ کے ساتھ اور بے شک مجھے تیرے سامنے قوم نے پیش کیا ہے، میرے اس قرب کی وجہ سے جو مجھے تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے، اور اے اللہ یہ ہمارے ہاتھ آلودہ معصیت ہیں اور یہ ہماری پیشانیاں توبہ کے ساتھ پیوست ہیں۔ اے اللہ ہم کو بارش سے سیراب کر دے۔

مسئلہ:۔ بعض مقامات میں استسقاء کے وقت لوگ ایک دوسرے پر رنگ پھینکتے ہیں، اور پچکاریوں میں بھر کر ایک دوسرے کے کپڑوں پر ڈالتے ہیں۔ اس سے ایک قسم کا تفاؤل یا نیک شگون لیتے ہیں کہ بارش برسے گی، یہ تمام غیر مسلم اقوام کی نقالی ہے، اور مکروہ کام ہے۔

صلوٰۃ الکسوف والخسوف

سورج گرہن اور چاند گرہن کے وقت کی نماز

سورج گرہن اور چاند گرہن کے وقت نماز پڑھنی مستحب ہے، سورج گرہن اگر ایسے وقت ہو جب نماز مکروہ نہیں ہوتی تو باجماعت نماز ادا کی جائے لمبی قرأت اور لمبے رکوع اور سجدے کے ساتھ۔ اور لمبی دُعا کے ساتھ یہاں تک کہ سورج گرہن دُور ہو جائے۔

۱۔ اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اٰیَتَانِ مِنْ اٰیَاتِ اللّٰہِ لَا یَنْخَسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَیَاتِہٖ فَاِذَا رَاَیْتُمْ ذٰلِکَ فَادْعُوا اللّٰہَ وَکَبِّرُوْا وَصَلُّوْا وَتَصَدَّقُوْا (بخاری ص ۱۴۲ ج ۱ مسلم ص ۲۹۵ ج ۱)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہیں یہ کسی کی موت یا پیدائش سے گرہن زدہ نہیں ہوتے بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو یہ نشانی دکھلاتا ہے تاکہ ان کو تنبیہ ہو۔ اور گناہوں سے رکیں۔ جب

تم اس قسم کی نشانی دیکھو تو اللہ تعالیٰ کے سامنے دعا کرو، تکبیر کہو، نماز پڑھو اور صدقہ کرو۔

۲۔ فَإِذَا رَأَيْتُمْ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ فَافْزَعُوا إِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَدُعَائِهٖ وَاسْتِغْفَارِهٖ
(بخاری صفحہ ۱۴۵ ج ۱، مسلم صفحہ ۲۹۹ ج ۱)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب یہ نشانی دیکھو تو جلدی اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف اور دعا و استغفار کی طرف رجوع کرو۔

۳۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو لمبی رکعتیں پڑھیں۔ اور یہ دو رکعتیں مسنون ہیں۔ امام شافعیؒ کے نزدیک ساتھ دو رکوع کے ہر رکعت میں، اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ایک ہی رکوع ہر رکعت میں

صلوٰۃ کسوف و خسوف کی تحقیق

۱۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا (مرفوعاً) إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ لَا يَنْخَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهٖ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا فَكَبِّرُوا وَادْعُوا اللّٰهَ وَصَلُّوا وَتَصَدَّقُوا
(بخاری صفحہ ۱۴۲ ج ۱، مسلم صفحہ ۲۹۶ ج ۱)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی آیات سے ہیں یہ کسی کی موت اور حیات پر گرہن زدہ نہیں ہوتے۔ پس جب تم ان کو اس حالت میں دیکھو تو تکبیر کہو۔ دعا کرو، نماز پڑھو اور صدقہ خیرات کرو۔

۲۔ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَهَرَ فِي صَلَاةِ الْخُسُوفِ بِقِرَاءَتِهٖ فَصَلّٰى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ۔
(مسلم صفحہ ۲۹۶ ج ۱)

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز خسوف میں جہر کیا اپنی قراءت کرنے میں۔ اور آپ نے چار رکوع اور چار سجدے ادا کیے۔

۳) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسوف کے موقع پر نماز پڑھی اور لوگ بھی آپ کے ساتھ تھے۔ آپ نے لمبا قیام کیا

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ مَعَهُ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا قَدْرَ نَحْوِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ۔ (مسلم ص۲۹۸ ج۱)

جس طرح تقریباً سورۃ بقرہ کی قراءۃ کی مقدار بنتا۔

صلوٰۃ کسوف میں قراءۃ بالجہر افضل ہے یا بالسر

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک سرّ زیادہ افضل ہے امام شافعیؒ وغیرہ حضرات جہر کو افضل کہتے ہیں۔

حضرت عائشہؓ صدیقہؓ کی روایت سے استدلال تام نہیں۔ اس لیے کہ حضرت عائشہؓ سے دونوں قسم کی روایات منقول ہیں۔ ایک قسم کی روایات وہ ہیں جن میں جہر قرآن کا ذکر ہے۔ اور دوسری روایات وہ ہیں جن میں اندازہ لگانے کا ذکر ہے۔ ظاہر ہے کہ اندازہ لگانے کی صورت میں قراءۃ بالجہر نہ ہوگی۔ البتہ اس توجیہ کو اگر آپ پیش نظر رکھیں جیسا کہ ہم آگے ذکر کریں گے کہ کچھ حصہ قراءۃ کا بالجہر بھی ہوگیا ہو تو کوئی بعید نہیں۔ اور باقی حصہ بالاخفار ہو۔

اور پھر حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت سمرۃ بن جندبؓ کی روایت میں بھی اخفار کا ذکر ہے۔ تو اس بنار پر اگر امام اعظم ابوحنیفہؒ نے قراءۃ بالاخفار کو ترجیح دی ہے۔ تو عین ثواب ہے اور احادیث کے مطابق ہے۔

۱۔ حضرت سمرۃ بن جندبؓ کی روایت یوں ہے۔

۱۔ فَقَامَ بِنَا كَاَطْوَلِ مَا قَامَ بِنَا فِيْ صَلٰوةٍ قَطُّ لَا نَسْمَعُ لَهٗ صَوْتًا۔ (ابوداؤد ص۱۶۸ ج۱، نسائی ص۱۶۷ ج۱، ترمذی ص۱۰۶)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا لمبا قیام کیا کہ ایسا لمبا قیام کبھی بھی کسی نماز میں نہیں کیا تھا جو آپ نے ہمیں پڑھائی، اور ہم آپ کی آواز نہیں سنتے تھے۔ (یعنی آپ قراءۃ آہستہ کرتے تھے)

۲۔ اور حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں

فَصَلّٰى بِالنَّاسِ فَقَامَ فَحَزَرْتُ قِرَاءَتَهٗ فَرَأَيْتُ اَنَّهٗ قَرَأَ سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ وَفِيْ رِوَايَةٍ فَحَزَرْتُ قِرَاءَتَهٗ فَرَأَيْتُهٗ اَنَّهٗ قَرَأَ بِسُوْرَةِ اٰلِ عِمْرَانَ۔ (ابوداؤد ص۱۶۸ ج۱)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو نماز پڑھائی تو میں نے اندازہ لگایا آپ کی قراءۃ کا۔ وہ اتنی لمبی تھی جتنی سورۃ بقرہ ہوتی ہے۔

اور ایک دوسری روایت میں اس طرح آتا ہے

کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ فرماتی ہیں کہ میں نے آپ
کی قراءۃ کا اندازہ لگایا۔ تو سورۃ آل عمران جتنی معلوم ہوئی

۳۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت میں ہے۔

قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللّٰہ وسلم الْکُسُوْفَ فَلَمْ اَسْمَعْ مِنْہُ حَرْفًا مِّنَ الْقُرْاٰنِ۔

(مسند احمد صفحہ ۲۹۳/۱ ، طحاوی صفحہ ۱۹۷/۱)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسوف (سورج گرہن) کے وقت نماز پڑھی اور میں نے آپ سے اس نماز میں ایک حرف بھی قرآن پاک کا نہیں سُنا (یعنی آپ آہستہ قراءۃ کرتے تھے)

۴۔ قَالَ صَلَّیْتُ خَلْفَ النَّبِیِّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم صَلٰوۃَ الْخُسُوْفِ فَلَمْ اَسْمَعْ مِنْہُ فِیْھَا حَرْفًا وَّاحِدًا۔

کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی تو حرف واحد بھی آپ سے اس نماز میں نہیں سُنا۔

(مسند احمد صفحہ ۲۹۳/۱)

بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ بچے تھے۔ اور وہ بچوں کی صف میں تھے اور وہ پیچھے ہوتی ہے۔ اس لیے وہ دور ہونے کی وجہ سے نہ سن سکے ہوں گے۔ لیکن یہ توجیہ صحیح نہیں کیونکہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایت میں جو ہے کہ آپ نے جہراً قرارت کی۔ تو انہوں نے آپ سے سُن لیا کیونکہ بہر حال عورتوں کی صف بچوں سے بھی پیچھے اور دور تھی۔

صحیح بات یہ ہے۔ کہ زیادہ تر حصہ آپ نے آہستہ پڑھا تھا اور کچھ حصہ جہر کے ساتھ بھی پڑھ لیا ہوگا۔ کیونکہ عبداللہ بن عباسؓ کی دوسری روایت جو مسلم میں ہے وہ اس کا قرینہ ہے۔ کہ آپ نے لمبا قیام کیا جیسا کہ تقریباً سورۃ بقرۃ کی قراءۃ جتنا طویل قیام کیا اگر قراءۃ کلیتہً بالجہر ہوتی تو اندازہ لگانے کی کیا ضرورت تھی۔ صاف صاف کہہ دیتے کہ فلاں فلاں سورت آپ نے پڑھی تھی۔

اور یہ قراءۃ بالجہر یا بالاخفاء دونوں طرح روا ہے۔ صرف افضلیت میں اختلاف ہے کہ زیادہ افضل طریق جہر ہے، جیسا کہ امام شافعیؒ اور دیگر حضرات کہتے ہیں یا اخفاء قرارت زیادہ افضل ہے جیسا کہ امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں۔

رکوع ایک یا دو حضرت امام شافعیؒ دو رکوع کے قائل ہیں اور حضرت امام ابوحنیفہؒ ہر رکعت میں صرف ایک رکوع کے قائل ہیں۔ تعجب کی بات ہے۔ کہ صحیح روایات میں ایک رکعت میں تین، چار رکوع کا بھی ذکر ہے اور بعض روایات میں پانچ رکوع کا بھی۔ اور شاذ روایات میں چھ رکوع کا بھی ذکر ہے۔ شاذ روایت کو تو چھوڑ دیں۔ باقی صحیح روایات میں امام شافعیؒ نے صرف دو رکوع والی روایت پر کس طرح اکتفا کر لیا ہے۔ جب روایات ایک جیسی ہیں۔ تو اگر امام ابوحنیفہؒ اور ان کے رفقا صرف ایک رکوع پر انحصار کریں اور وہ دلائل کے ساتھ۔ تو ان کو زمرہ اہلحدیث سے خارج کر دیا جائے۔ عجیب انصاف ہے۔

حقیقت یہ ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر متعدد رکوع کیے ہیں وہ ایک خاص کیفیت کے پیش نظر۔ ایک خاص کیفیت اور حالت آپ پر طاری تھی۔ آپ بار بار رکوع کرتے تھے۔ لیکن امت کے لیے بطور قانون یہ فرمایا جیسا کہ حضرت قبیصۃ الہلالیؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

فَاِذَا رَاَیْتُمُوْهَا فَصَلُّوْا كَاَحْدَثِ صَلٰوةٍ صَلَّیْتُمُوْهَا مِنَ الْمَكْتُوْبَةِ۔

کہ جب تم دیکھو سورج گرہن کو تو تم نماز پڑھو اس طرح جس طرح کہ قریب تر نماز تم نے پڑھی ہے۔ فرض نمازوں میں سے (وہ صبح یا ظہر کی نماز ہو سکتی ہے)

(ابوداؤد ص۱۶۹ ج۱۔ نسائی ص۱۶۲ ج۱)

مسئلہ:۔ عورتیں گرہن کے وقت کھانا پینا گناہ خیال کرتی ہیں ———— اور کام ترک کر دیتی ہے۔ یہ غلط بات ہے۔

مسئلہ:۔ چاند گرہن کے وقت بھی دو رکعتیں مسنون ہیں لیکن جماعت مسنون نہیں۔ انفرادی طور پر گھروں میں ہی پڑھیں۔

مسئلہ:۔ صدقہ دینا گناہوں کی معافی کے لیے ہوتا ہے۔ یہ صدقہ اس لیے نہیں ہوتا جس طرح مشرک اور ہندو لوگ کہتے ہیں کہ "چاند پر اور سورج پر بھنگیوں کا قرض چڑھ جاتا ہے (اس کو ادا کرنے کے لیے ان کی جان چھڑاؤ)

مسئلہ:۔ سورج گرہن کے وقت بالعموم دیکھا جاتا ہے کہ بعض لوگ کیمروں سے تصویریں اتارنے میں مشغول ہوتے ہیں یہ غفلت اور سنگدلی کی علامت ہے اللہ تعالیٰ کی گرفت سے بچنے کے لیے اس وقت توبہ استغفار ہی کرنی چاہیے۔

صلوٰۃ اللیل

(تہجد کی نماز)

تہجد کی نماز تمام نوافل میں زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ (مَرْفُوْعًا) وَاَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ بَعْدَ الْفَرِیْضَۃِ صَلٰوۃُ اللَّیْلِ۔ (ترمذی ص۹۰)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرائض کے بعد سب سے افضل نماز تہجد کی نماز ہے۔

نماز تہجد صفائی خاطر، دلجمی اور سکون کا باعث ہے، نیز یہ سمعہ اور ریا سے بھی بعید ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

۱۔ اِنَّ نَاشِئَۃَ اللَّیْلِ ھِیَ اَشَدُّ وَطْاً وَّ اَقْوَمُ قِیْلًا ﴿۶﴾ (مزمل پ۲۹)

بیشک رات کو اٹھنا روندنے کے اعتبار سے زیادہ سخت ہے، اور زیادہ درست ہے بات کرنے کے اعتبار سے۔

۲۔ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اِنَّ فِی الْجَنَّۃِ غُرَفًا تُرٰی ظُھُوْرُھَا مِنْ بُطُوْنِھَا وَ بُطُوْنُھَا مِنْ ظُھُوْرِھَا فَقَامَ اَعْرَابِیٌّ فَقَالَ لِمَنْ ھِیَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَقَالَ لِمَنْ اَطَابَ الْکَلَامَ وَاَطْعَمَ الطَّعَامَ وَاَدَامَ الصِّیَامَ وَصَلّٰی بِاللَّیْلِ وَالنَّاسُ نِیَامٌ (ترمذی ص۲۹۲)

حضرت علیؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک جنت میں ایسے عمدہ بالاخانے ہیں جن کا بیرونی حصہ اندر سے اور اندرونی حصہ باہر سے نظر آتا ہے (یعنی ان کی دیواریں شفاف ہیں) ایک اعرابی (دیہاتی آدمی) کھڑا ہوا اور اس نے عرض کیا حضور! وہ بالاخانے کن لوگوں کے لیے ہوں گے آپ نے فرمایا جو شخص اچھا کلام کرے گا اور محتاجوں کو کھانا کھلائے گا، اور ہمیشہ (نفلی) روزے رکھے گا اور رات

کو نماز (تہجد) پڑھے گا۔ جبکہ دوسرے لوگ سو رہے ہوں

۳- نیز یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے نزول کا وقت ہوتا ہے۔

يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَىٰ كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا حِينَ يَبْقَىٰ ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرُ يَقُولُ مَنْ يَدْعُونِي فَأَسْتَجِيبَ لَهُ مَنْ يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيَهُ مَنْ يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَ لَهُ

(بخاری صـ۱۵۳/۱)

ہمارا پروردگار ہر رات آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے (یعنی اس کی خاص تجلی آسمان دنیا کی طرف متوجہ ہوتی ہے) جب رات ایک ثلث باقی رہ جاتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کون ہے مجھ سے دعا کرنے والا کہ اس کی دعا قبول کروں، کون ہے مجھ سے مانگنے والا کہ میں اسے عطا کروں، کون ہے مجھ سے بخشش طلب کرنے والا کہ میں اسے بخش دوں۔

۴- رات کا اٹھنا بہیمیت کو کمزور کرنے کے لیے تریاق کا حکم رکھتا ہے۔

عَنْ ثَوْبَانَؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ هٰذَا السَّهَرَ جُهْدٌ وَثِقَلٌ فَإِذَا أَوْتَرَ أَحَدُكُمْ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ فَإِنْ قَامَ مِنَ اللَّيْلِ وَإِلَّا كَانَتَا لَهُ۔

(دارمی صـ۳۱۲/۱، طحاوی صـ۲۰۲/۱، دارقطنی صـ۳۶/۲)

حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بیداری مشقت اور بوجھ ہے۔ جب تم میں سے کوئی شخص وتر پڑھتا ہے، تو اس کو اس کے بعد دو رکعت پڑھ لینی چاہئیں، اگر رات کو بیدار ہو گیا (تو تہجد پڑھ لے گا) ورنہ یہ اس کے قائم مقام ہوں گی۔

۵- عَنْ بِلَالٍؓ وَأَبِي أُمَامَةَؓ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَلَيْكُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ فَإِنَّهُ دَأْبُ الصَّالِحِينَ قَبْلَكُمْ وَإِنَّ قِيَامَ اللَّيْلِ قُرْبَةٌ إِلَى اللهِ وَمَنْهَاةٌ عَنِ الْإِثْمِ وَتَكْفِيرٌ لِلسَّيِّئَاتِ وَمَطْرَدَةٌ لِلدَّاءِ عَنِ الْجَسَدِ (ترمذی صـ [illegible])

حضرت بلالؓ اور ابو امامہؓ روایت کرتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے لوگو! رات کے قیام کو لازم پکڑو، کیونکہ یہ عادت اور طریقہ ہے تم سے پہلے نیک لوگوں کا، اور بیشک رات کا قیام اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے والا ہے۔ گناہوں سے روکنے والا اور خطاؤں کا کفارہ اور بیماری کو بدن سے بھگانے اور دور کرنے والا ہے۔

۶۔ عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَؓ (مَرْفُوْعاً) مَنْ یُّوْقِظُ صَوَاحِبَ الْحُجُرَاتِ یَارُبَّ کَاسِیَۃٍ فِی الدُّنْیَا عَارِیَۃٌ فِی الْاٰخِرَۃِ۔

(بخاری ص ۱۵۲/ج ۱ و ص ۲۲۳، ترمذی ص ۲/۳۲)

ام المومنین حضرت ام سلمہؓ روایت کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون ہے جو بیدار کرے ان حجروں میں سونے والیوں کو (ازواج مطہرات مراد ہیں) بہت سی دنیا میں رنگا رنگ فیشنی لباس پہننے والیں آخرت میں برہنہ ہونگی (کیونکہ ان کے نفس فضائل سے عاری ہوں گے)

۷۔ عَنْ جَابِرٍؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قَالَ اِنَّ مِنَ اللَّیْلِ سَاعَۃً لَا یُوَافِقُھَا عَبْدٌ مُّسْلِمٌ یَسْاَلُ اللّٰہَ فِیْھَا خَیْرًا اِلَّا اَعْطَاہُ (مسلم ص ۲۵۸/ج ۱)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک رات میں ایک گھڑی ہے جو عبد مسلم اس میں اللہ تعالیٰ سے بہتری مانگے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو دیں گے۔

۸۔ حضرت جنید بغدادیؒ کے بارہ میں منقول ہے کہ ان کو کسی نے ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا اور ان سے ان کا حال دریافت کیا، تو انہوں نے کہا۔

"طَاحَتِ الْعِبَارَاتُ وَفَنِیَتِ الْاِشَارَاتُ وَمَا نَفَعَنَا اِلَّا رُکَیْعَاتٌ رَکَعْنَاھَا فِیْ جَوْفِ اللَّیْلِ۔"

(تفسیر عزیزی فارسی ص ۱۸۵ پارہ ۲۹)

عبارات اڑ گئیں، اشارات سب فنا ہو گئے اور ہم کو نفع نہیں دیا مگر ان چند رکعات نے جو ہم نے رات کے وسط میں ادا کی تھیں۔

صلوٰۃ التراویح

(تراویح کی نماز)

فضائل تراویح نماز تراویح کی حدیث شریف میں بہت فضیلت آئی ہے۔ یہ نماز صرف رمضان شریف میں نماز عشاء کے بعد پڑھی جاتی ہے۔

۱۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم یُرَغِّبُ فِیْ قِیَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّاْمُرَهُمْ فِیْهِ بِعَزِیْمَةٍ فَیَقُوْلُ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ فَتُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ علیه وسلم وَالْاَمْرُ عَلٰی ذٰلِكَ فِیْ خِلَافَةِ اَبِیْ بَکْرٍ رض وَصَدْرٍ مِّنْ خِلَافَةِ عُمَرَ رض عَلٰی ذٰلِكَ۔

(مسلم ص ۲۵۹ ج ۱)

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ترغیب دلاتے تھے، قیام رمضان کے بارہ میں بغیر اس کے کہ پختہ طریقہ پر حکم دیں، پس آپ فرماتے تھے جس شخص نے رمضان میں قیام کیا اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہوئے اور اس سے ثواب طلب کرتے ہوئے تو اس کے اگلے گناہ بخش دیے جائیں گے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے رخصت ہو گئے۔ اور معاملہ اسی طرح تھا، پھر حضرت صدیق اکبرؓ کی خلافت میں بھی معاملہ اسی طرح تھا، اور پھر حضرت عمرؓ کی خلافت کے ابتدائی دور میں اسی طرح تھا (یعنی متفرق طور پر پڑھتے تھے پھر حضرت عمرؓ نے بیس پر اکٹھا کیا)

۲۔ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم ذَکَرَ شَهْرَ رَمَضَانَ فَقَالَ شَهْرٌ کَتَبَ اللّٰهُ عَلَیْکُمْ صِیَامَهٗ وَسَنَنْتُ

حضرت ابو سلمہؓ اپنے والد عبدالرحمٰنؓ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے مہینے کا ذکر کیا اور فرمایا۔

یہ مہینہ ہے اللہ تعالیٰ نے تم پر اس کے روزے فرض کیے ہیں، اور میں نے اس میں قیام کو تمہارے

لَكُمْ قِيَامَهُ فَمَنْ صَامَهُ وَقَامَهُ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا خَرَجَ مِنْ ذُنُوبِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ۔
(ابن ماجہ صـ۹۴، نسائی صـ۳۰۸ ج۱، مسند احمد صـ۱۹۱ ج۱)

لیے سنت قرار دیا ہے پس جس نے اس کے روزے رکھے اور قیام کیا ایمان سے نیکی اور ثواب طلب کرتے ہوئے تو وہ اپنے گناہوں سے اسی طرح نکل جائے گا جس طرح کہ اس دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔

نماز تراویح سنت مؤکدہ ہے

نماز تراویح سنت مؤکدہ ہے۔ (ہدایہ صـ۹۹ ج۱، شرح نقایہ صـ۱۰۴ ج۱، کبیری صـ۴۰۴) تراویح کے سنت ہونے کا انکار سوائے رافضیوں کے کسی اسلامی فرقہ نے نہیں کیا۔ اس کے سنت مؤکدہ ہونے کے بارے میں بہت سے اہل علم کے اقوال موجود ہیں۔

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

وَسَنَنْتُ لَكُمْ قِيَامَهُ (نسائی صـ۳۰۹ ج۱، ابن ماجہ صـ۹۴، مسند احمد صـ۱۹۱ ج۱)

اور میں نے اس میں قیام (تراویح) کو سنت قرار دیا ہے۔

۲۔ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ أَنَّ التَّرَاوِيحَ سُنَّةٌ لَا يَجُوزُ تَرْكُهَا (أَيْ لَا يَنْبَغِيْ)
(کبیری صـ۴۰۴، شرح نقایہ صـ۱۰۴ ج۱)

امام ابوحنیفہؒ سے روایت ہے کہ تراویح سنت ہیں، ان کا ترک کرنا جائز نہیں۔

۳۔ امام نوویؒ شرح مسلم لکھتے ہیں۔

اِعْلَمْ أَنَّ صَلٰوةَ التَّرَاوِيحِ سُنَّةٌ بِاتِّفَاقِ الْعُلَمَاءِ وَهِيَ عِشْرُونَ رَكْعَةً۔ (کتاب الاذکار صـ۸۳)

خوب جان لو کہ صلوٰۃ تراویح کے سنت ہونے پر علماء کا اتفاق ہے اور وہ بیس رکعت ہیں۔

۴۔ امام غزالیؒ اپنی شہرۂ آفاق اور بے نظیر کتاب احیاء العلوم میں لکھتے ہیں۔

اَلتَّرَاوِيحُ هِيَ عِشْرُونَ رَكْعَةً وَكَيْفِيَّتُهَا مَشْهُورَةٌ وَهِيَ سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ وَإِنْ كَانَتْ دُوْنَ الْعِيْدَيْنِ۔
(احیاء العلوم صـ۱۸۴ ج۱)

تراویح سنت مؤکدہ ہے، اور وہ بیس رکعت ہیں، انکی کیفیت (طریقہ) مشہور ہے اگرچہ ان کا مؤکد ہونا عیدین سے کم درجہ کا ہے۔

۵۔ امام ابن قدامہؒ جو کہ مغنی کے مصنف ہیں لکھتے ہیں۔

وَهِيَ سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ وَاَوَّلُ مَنْ سَنَّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم

تراویح سنت مؤکدہ ہیں سب سے پہلے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت مقرر کیا ہے۔

(مغنی ابن قدامہ صفحہ ۱۶۶ ج ۲)

۶۔ امام حاکمؒ نے مستدرک میں ایک حدیث بیان کرنے کے بعد لکھا ہے۔

وَفِيْهِ الدَّلِيْلُ الْوَاضِحُ اَنَّ صَلٰوةَ التَّرَاوِيْحِ فِيْ مَسَاجِدِ الْمُسْلِمِيْنَ سُنَّةٌ مَسْنُوْنَةٌ وَقَدْ كَانَ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ يَحُثُّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَلٰى اِقَامَةِ هٰذِهِ السُّنَّةِ اِلٰى اَنْ اَقَامَهَا (مستدرک حاکم صفحہ ۴۴ ج ۱)

اور اس میں واضح دلیل ہے کہ یہ صلوٰۃ تراویح مسلمانوں کی مساجد میں ادا کرنا سنت مسنونہ (مؤکدہ) ہے اور حضرت علیؓ نے حضرت عمرؓ کو برانگیختہ کیا (مساجد میں) اس سنت کو قائم کرنے پر یہاں تک کہ حضرت عمرؓ نے اس کو قائم کر دیا۔

رکعات تراویح

بیس ۲۰ رکعات تراویح سنت ہیں (درمختار صفحہ ۹۸ ج ۱، ہدایہ صفحہ ۹۹ ج ۱، شرح نقایہ صفحہ ۱۰۴ ج ۱) تراویح جمع ہے ترویحۃ کی ترویحہ کا معنی آرام کرنا ہے یعنی ہر چار رکعات کے بعد آرام کرنا ہوتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تراویح کیسے پڑھیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تراویح جس طرح ادا فرمائی تھیں اس کی کیفیت صحیح احادیث میں اس طرح منقول ہے۔

۱۔ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ صُمْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَلَمْ يُصَلِّ بِنَا حَتّٰى بَقِيَ سَبْعٌ مِّنَ الشَّهْرِ فَقَامَ بِنَا حَتّٰى ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ ثُمَّ لَمْ يَقُمْ بِنَا فِي السَّادِسَةِ وَقَامَ بِنَا فِي الْخَامِسَةِ

حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ ہم نے روزے رکھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (رمضان میں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز نہیں پڑھائی یعنی رمضان میں سارا مہینہ یہاں تک کہ جب مہینے میں سات دن باقی رہ گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کو ایک تہائی رات تک نماز پڑھائی

حَتّٰى ذَهَبَ شَطْرُ اللَّيْلِ فَقُلْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ نَفَّلْتَنَا بَقِيَّةَ لَيْلَتِنَا هٰذِهٖ فَقَالَ اِنَّهٗ مَنْ قَامَ مَعَ الْاِمَامِ حَتّٰى يَنْصَرِفَ كُتِبَ لَهٗ قِيَامُ لَيْلَةٍ ثُمَّ لَمْ يُصَلِّ بِنَا حَتّٰى بَقِيَ ثَلٰثٌ مِّنَ الشَّهْرِ وَصَلّٰى بِنَا فِي الثَّالِثَةِ وَدَعٰى اَهْلَهٗ وَنِسَاءَهٗ فَقَامَ بِنَا حَتّٰى تَخَوَّفْنَا الْفَلَاحَ قُلْتُ لَهٗ وَمَا الْفَلَاحُ قَالَ السَّحُوْرُ قَالَ اَبُوْعِيْسٰى هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَاخْتَلَفَ اَهْلُ الْعِلْمِ فِيْ قِيَامِ رَمَضَانَ فَرَاٰى بَعْضُهُمْ اَنْ يُّصَلِّيَ اِحْدٰى وَّاَرْبَعِيْنَ رَكْعَةً مَعَ الْوِتْرِ وَهُوَ قَوْلُ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَهُمْ بِالْمَدِيْنَةِ وَاَكْثَرُ اَهْلِ الْعِلْمِ عَلٰى مَارُوِيَ عَنْ عَلِيٍّ وَعُمَرَ وَغَيْرِهِمَا مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ وَقَالَ الشَّافِعِيُّ وَهٰكَذَا اَدْرَكْتُ بِبَلَدِنَا بِمَكَّةَ يُصَلُّوْنَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَقَالَ اَحْمَدُ رُوِيَ فِيْ

پھر اس کے بعد ایک رات نہ پڑھائی، پھر ایک رات نصف رات تک نماز پڑھائی۔ ہم نے حضور علیہ السلام کے سامنے عرض کیا کہ حضرت اگر آپ باقی اس رات بھی ہم کو پڑھاتے تو اچھا ہوتا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص امام کے ساتھ (عشاء اور پھر صبح کی نماز) پڑھتا ہے یہاں تک کہ امام فارغ ہو جائے تو گویا اس نے رات بھر نماز پڑھی (یعنی نیت کے مطابق اس کو ثواب ملے گا) پھر جب تین دن مہینے میں باقی رہ گئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری دفعہ ہم کو نماز پڑھائی اور اپنے گھر والوں اور بیویوں کو بھی اس میں شرکت کے لیے بلایا۔ آپ نے اتنی دیر تک نماز پڑھائی کہ ہم کو فلاح کے فوت ہونے کا خطرہ ہو گیا۔ (راوی کہتے ہیں) میں نے ابوذرؓ سے پوچھا فلاح سے کیا مراد ہے تو ابوذرؓ نے کہا فلاح سے مراد سحری ہے۔ امام ترمذیؒ کہتے ہیں یہ حدیث حسن اور صحیح ہے اور پھر فرماتے ہیں کہ اہل علم کا قیام رمضان کے بارہ میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اکتالیس رکعات بمع وتر کے پڑھنی چاہییں اور یہ قول اہل مدینہ کا ہے اور ان کا عمل اسی پر ہے اور اکثر اہل علم جیسا کہ حضرت علیؓ اور حضرت عمرؓ اور دوسرے صحابہؓ سے مروی ہے کہ بیس ۲۰ رکعات پڑھنی چاہییں اور یہی قول امام سفیان ثوریؒ، ابن مبارکؒ اور شافعیؒ کا ہے۔ امام

هٰذَا الْوَانُ لَمْ يُقْصَ فِيْهِ بِشَيْءٍ وَقَالَ اِسْحٰقُ بَلْ نَخْتَارُ اِحْدٰى وَّاَرْبَعِيْنَ رَكْعَةً عَلٰى مَا رُوِيَ عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَّاخْتَارَ ابْنُ الْمُبَارَكِ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ الصَّلٰوةَ مَعَ الْاِمَامِ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ وَاخْتَارَ الشَّافِعِيُّ اَنْ يُّصَلِّيَ الرَّجُلُ وَحْدَهٗ اِذَا كَانَ قَارِئًا۔

(ترمذی صہ ۱۳۹ ج ۱)

شافعیؒ فرماتے ہیں میں نے اپنے شہر مکہ میں اسی طرح پایا ہے لوگوں کو، وہ بیس ۲۰ رکعات پڑھتے ہیں۔ امام احمدؒ فرماتے ہیں اس بارہ میں کئی رنگ ہیں یعنی مختلف اقوال ہیں قطعی فیصلہ نہیں کیا گیا، امام اسحٰقؒ کہتے ہیں ہم تو اکتالیس ۴۱ رکعت کو اختیار کرتے ہیں جیسا کہ حضرت ابی بن کعبؓ سے مروی ہے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ ابن مبارکؒ، امام احمدؒ اور اسحٰقؒ رمضان میں امام کے ساتھ جماعت میں تراویح پڑھنا زیادہ پسند کرتے ہیں اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص قاری ہے تو وہ اکیلا پڑھے۔ یہ زیادہ بہتر ہے۔

تراویح عہد فاروقی و عثمانی میں

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ نِ الْقَارِيِّ اَنَّهٗ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ لَيْلَةً فِيْ رَمَضَانَ اِلَى الْمَسْجِدِ فَاِذَا النَّاسُ اَوْزَاعٌ مُتَفَرِّقُوْنَ يُصَلِّي الرَّجُلُ لِنَفْسِهٖ وَيُصَلِّي الرَّجُلُ فَيُصَلِّيْ بِصَلٰوتِهِ الرَّهْطُ فَقَالَ عُمَرُ اِنِّيْ اَرٰى لَوْ جَمَعْتُ هٰٓؤُلَاۤءِ عَلٰى قَارِئٍ وَّاحِدٍ لَكَانَ اَمْثَلَ ثُمَّ عَزَمَهُمْ فَجَمَعَهُمْ عَلٰى اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ۔

(بخاری صہ ۲۶۹ ج ۱، مسلم صہ ۲۵۹ ج ۱)

حضرت عبد الرحمٰن بن عبد القاریؒ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رمضان کی ایک رات میں حضرت عمرؓ کے ساتھ مسجد کی طرف نکلا تو دیکھا کہ لوگ مختلف گروہوں میں متفرق ہیں، کوئی اکیلا نماز پڑھتا ہے اور کوئی ایسا تھا کہ ایک گروہ اس کے ساتھ نماز پڑھتا تھا، حضرت عمرؓ نے کہا میرا خیال ہے کہ اگر میں ان کو ایک قاری کے پیچھے اکٹھا کر دوں تو زیادہ بہتر ہوگا، پھر آپ نے ان کو حضرت ابی بن کعبؓ کی امامت پر اکٹھا کر دیا۔

۱۔ امام بیہقیؒ نے روایت نقل کی ہے۔

وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ عَنْ سَائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ كَانُوا يَقُومُونَ عَلَى عَهْدِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ بِعِشْرِينَ رَكْعَةً۔

امام بیہقیؒ نے صحیح سند کے ساتھ نقل کیا ہے (سائب بن یزیدؓ) سے انہوں نے کہا کہ لوگ حضرت عمرؓ کے عہد میں بیس ۲۰ رکعات تراویح پڑھتے تھے،

(بیہقی ص۴۹۶ ج۲)

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ لکھتے ہیں۔

وَرَوَى مَالِكٌ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ عِشْرِينَ رَكْعَةً۔

اور امام مالکؒ نے حضرت سائب بن یزیدؓ سے بیس ۲۰ رکعات نقل کی ہیں۔

(فتح الباری ص۱۵۷ ج۴، وکذا فی مختصر قیام اللیل وقیام رمضان ص۱۵۷، مطبوعہ مکتبہ اثریہ سانگلہ ہل۔

۳۔ عَنْ حَسَنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ قَالَ كَانَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ فِي رَمَضَانَ بِالْمَدِينَةِ عِشْرِينَ رَكْعَةً وَيُوتِرُ بِثَلَاثٍ

حسن عبدالعزیز بن رفیعؒ کہتے ہیں کہ حضرت ابی بن کعبؓ مدینہ طیبہ میں لوگوں کو رمضان میں بیس ۲۰ رکعات پڑھاتے تھے، اور تین رکعات وتر ادا کرتے تھے۔

(مصنف ابی شیبہ ص۳۹۳ ج۲)

۴۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَمَرَ رَجُلًا يُصَلِّي بِهِمْ عِشْرِينَ رَكْعَةً

یحیی بن سعیدؒ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے ایک شخص کو حکم دیا وہ لوگوں کو بیس ۲۰ رکعات پڑھائے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۹۳ ج۲)

۵۔ امام ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں۔

فَلَمَّا جَمَعَهُمْ عُمَرُ عَلَى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ كَانَ يُصَلِّي بِهِمْ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً (فتاویٰ ابن تیمیہ ص۲۷۲ ج۲۲)

پس جب حضرت عمرؓ نے لوگوں کو ابی بن کعبؓ پر جمع کیا تو وہ لوگوں کو بیس رکعات پڑھاتے تھے۔

امام ابن تیمیہؒ نے مزید لکھا ہے۔

۶۔ قَامَ بِهِمْ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ فِي زَمَنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً (إلى أن قال) وَيُوْتِرُ بَعْدَهَا بِثَلَاثٍ۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ کبریٰ ص۱۲۰ ج۲۳)

حضرت ابی بن کعبؓ نے حضرت عمرؓ کے زمانہ میں لوگوں کو بیس رکعت تراویح پڑھائیں۔ اور اس کے بعد تین رکعت وتر پڑھنے۔

۷۔ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ رُوْمَانَ قَالَ كَانَ النَّاسُ يَقُوْمُوْنَ فِي زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي رَمَضَانَ بِثَلَاثٍ وَعِشْرِيْنَ رَكْعَةً (سنن الکبریٰ للبیہقی ص۴۹۶ ج۲)

یزید بن رومانؒ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ لوگ حضرت عمرؓ کے عہد میں رمضان میں تئیس رکعات پڑھتے تھے۔

حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ لوگوں کے ساتھ باجماعت تراویح ادا کرتے تھے[1]

وَقَدْ جَاءَ عَنْ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي فِي الْجَمَاعَةِ وَبِهٰذَا قَالَ الْمُزَنِيُّ وَابْنُ عَبْدِ الْحَكَمِ وَجَمَاعَةٌ مِّنْ أَصْحَابِ أَبِي حَنِيْفَةَ قَالَ أَحْمَدُ كَانَ جَابِرٌ وَعَلِيٌّ وَعَبْدُ اللهِ يُصَلُّوْنَ فِي جَمَاعَةٍ (مغنی ابن قدامہ ص۱۶۸ ج۲)

اور حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ وہ (تراویح) جماعت کے ساتھ ادا کرتے تھے اور اسی طرح کہا ہے مزنیؒ، ابن عبدالحکمؒ اور امام ابوحنیفہؒ کے اصحاب کی ایک جماعت نے امام احمدؒ نے کہا ہے کہ حضرت جابرؓ حضرت علیؓ اور عبداللہؓ (تراویح) جماعت کے ساتھ پڑھتے تھے۔

نوٹ:۔ حضرت عمرؓ سے اس کے علاوہ بھی روایت منقول ہے۔

---

[1] مدونہ کبریٰ کی عبارت اشتباہ سے نقل ہوئی ہے، مدونہ کبریٰ اس وقت ہمارے مطالعہ میں نہیں تھی مطالعہ کے بعد معلوم ہوا کہ یہ عبارت درست نہیں جو مدونہ کے حوالے سے نقل کی گئی ہے لہٰذا اسکی جگہ مغنی کی عبارت نقل کی گئی ہے (سواتی)

عَنْ سَائِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ أَمَرَ عُمَرُ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ وَتَمِيْمًا الدَّارِيَّ أَنْ يَقُوْمَا لِلنَّاسِ فِيْ رَمَضَانَ بِإِحْدٰى عَشَرَ رَكْعَةً فَكَانَ الْقَارِئُ يَقْرَأُ بِالْمِئِيْنَ حَتّٰى كُنَّا نَعْتَمِدُ عَلَى الْعَصَا مِنْ طُوْلِ الْقِيَامِ فَمَا كُنَّا نَنْصَرِفُ إِلَّا فِيْ فُرُوْعِ الْفَجْرِ (موطا امام مالک صفحہ ۹۸)

حضرت سائب بن یزیدؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے ابی بن کعبؓ اور تمیم داریؓ کو حکم دیا وہ لوگوں کو گیارہ رکعت رمضان میں پڑھائیں۔ تو قاری وہ سورتیں پڑھتا تھا جن کی آیات سو سے زیادہ ہیں تو ہم لوگ لمبے قیام کی وجہ سے لاٹھیوں پر ٹیک لگاتے تھے۔ یہاں تک کہ ہم لوگ نماز سے نہیں فارغ ہوتے تھے مگر فجر کے قریب۔

یہ حالت ابتداء میں تھی جب کہ رکعات کم ہوتی تھیں اور قراءۃ زیادہ۔

۲۔ الْأَعْرَجِ قَالَ مَا أَدْرَكْنَا النَّاسَ إِلَّا وَهُمْ يَلْعَنُوْنَ الْكَفَرَةَ فِيْ رَمَضَانَ قَالَ وَكَانَ الْقَارِئُ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ فِيْ ثَمَانِ رَكَعَاتٍ، وَإِذَا قَامَ بِهَا فِيْ ثِنْتَيْ عَشَرَةَ رَكْعَةً رَأَى النَّاسُ أَنَّهُ خَفَّفَ۔ (موطا امام مالک صفحہ ۹۹)

اعرجؒ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں ہم نے لوگوں کو اسی طرح پایا ہے کہ وہ رمضان میں کافروں پر لعنت بھیجتے تھے (دعاؤں میں) اور قاری سورۃ بقرہ آٹھ رکعات میں پڑھتا تھا اور جب وہ سورۃ بقرہ بارہ رکعات میں پڑھتا تھا تو لوگ خیال کرتے تھے کہ اس نے تخفیف کی ہے۔

امام بیہقیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ سے دو روایتیں منقول ہیں۔ گیارہ والی اور دوسری بیس ۲۰ والی اور دونوں روایتوں میں تطبیق ممکن ہے، اس لیے کہ

وَيُمْكِنُ الْجَمْعُ بَيْنَ الرِّوَايَتَيْنِ فَإِنَّهُمْ كَانُوْا يَقُوْمُوْنَ بِإِحْدٰى عَشَرَةَ ثُمَّ كَانُوْا يَقُوْمُوْنَ بِعِشْرِيْنَ وَيُوْتِرُوْنَ بِثَلَاثٍ۔

(سنن الکبریٰ صفحہ ۴۹۶ ج ۲)

پہلے وہ گیارہ رکعات پڑھتے تھے پھر آخر میں بیس ۲۰ رکعات تراویح اور تین رکعات وتر پڑھتے تھے۔

آثار السنن کے مصنفؒ علامہ قسطلانی شارح بخاریؒ کے حوالہ سے لکھتے ہیں۔

بِاَنَّهُمْ يَقُوْمُوْنَ بِاِحْدٰى عَشَرَةَ ثُمَّ قَامُوْا بِعِشْرِيْنَ وَاَوْتَرُوْا بِثَلٰثٍ وَقَدْ عَدُّوْا مَا وَقَعَ زَمَنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَالْاِجْمَاعِ (التعليق الحسن مع آثار السنن ص ۵۲ ج ۲)

کہ پہلے وہ گیارہ رکعات پڑھتے تھے، پھر وہ بیس ۲۰ رکعات اور تین وتر پڑھنے لگے، اور جو عمل حضرت عمرؓ کے زمانہ میں واقع ہوا لوگوں نے اس کو اجماع کی طرف سمجھا ہے۔

امام شعرانیؒ اپنی کتاب "کشف الغمہ" میں لکھتے ہیں۔

وَكَانُوْا يُصَلُّوْنَهَا فِيْ اَوَّلِ زَمَانِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِثَلَاثَ عَشَرَ رَكْعَةً وَكَانَ الْقَارِئُ يَقْرَأُ بِالْمِئِيْنَ بَيْنَ الْاٰيَاتِ حَتّٰى كَانَ النَّاسُ يَعْتَمِدُوْنَ عَلَى الْعِصِيِّ مِنْ طُوْلِ الْقِيَامِ وَكَانَ اِمَامُهُمْ اُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ وَتَمِيْمٌ الدَّارِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ثُمَّ اَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَمَرَ بِفِعْلِهَا ثَلٰثًا وَعِشْرِيْنَ رَكْعَةً ثَلٰثٌ مِنْهَا وِتْرٌ وَاسْتَقَرَّ الْاَمْرُ عَلٰى ذٰلِكَ فِي الْاَمْصَارِ

(کشف الغمہ ص ۱۱۶ ج ۱)

کہ حضرت عمرؓ کی خلافت کے ابتدائی دور میں تراویح تیرہ رکعات پڑھتے تھے، اور قاری لمبی سورتیں پڑھتا تھا، یہاں تک کہ لمبے قیام کی وجہ سے لاٹھیوں پر ٹیک لگاتے تھے، اور ان دنوں میں امام حضرت ابی بن کعبؓ اور حضرت تمیم داریؓ تھے۔ پھر حضرت عمرؓ نے تیئس رکعات پڑھنے کا حکم دیا بیس رکعات تراویح اور تین وتر، اور پھر اسی پر معاملہ ٹک گیا مختلف شہروں میں۔

علامہ ابن حجر عسقلانیؒ لکھتے ہیں۔

وَالْجَمْعُ بَيْنَ هٰذِهِ الرِّوَايَاتِ مُمْكِنٌ بِاخْتِلَافِ الْاَحْوَالِ

(فتح الباری ص ۵۷ ج ۵)

اور ان روایات میں تطبیق ممکن ہے، کہ یہ مختلف حالات پر مبنی ہیں۔

مندرجہ بالا حوالجات سے یہ بات عیاں ہے کہ حضرت عمرؓ کے ابتدائی دور میں معاملہ مختلف رہا کبھی تیرہ رکعات، کبھی گیارہ رکعات کبھی اس کے علاوہ پھر آخر میں بیس ۲۰ پہ معاملہ ٹک گیا اور تمام صحابہ کرامؓ مہاجرین و انصار کا اس پر اجماع ہو گیا۔

تراویح عہد مرتضوی میں

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ دَعَا الْقُرَّاءَ فِي رَمَضَانَ فَأَمَرَ مِنْهُمْ رَجُلًا يُصَلِّي بِالنَّاسِ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَكَانَ عَلِيٌّ يُوْتِرُ بِهِمْ۔ (سنن الکبریٰ للبیہقی صـ ۴۹۶/۲)

عبدالرحمٰن سلمیؒ سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے رمضان میں قاریوں کو بلایا پھر ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو بیس ۲۰ رکعات پڑھایا کرے اور حضرت علیؓ خود اُن کو وتر پڑھاتے تھے۔

۲۔ عَنْ أَبِي الْحَسْنَاءِ أَنَّ عَلِيًّا أَمَرَ رَجُلًا يُصَلِّي بِهِمْ فِي رَمَضَانَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً۔

(مصنف ابن ابی شیبہ صـ ۳۹۳/۲)

ابوالحسناءؒ سے روایت ہے حضرت علیؓ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو رمضان میں بیس ۲۰ رکعات پڑھائے۔

۳۔ عَنْ شُتَيْرِ بْنِ شَكَلٍ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ عَلِيٍّ أَنَّهُ كَانَ يَؤُمُّهُمْ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ بِعِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَيُوْتِرُ بِثَلَاثٍ وَفِي ذٰلِكَ قُوَّةٌ

(سنن الکبریٰ صـ ۴۹۶/۲ مصنف ابن ابی شیبہ صـ ۳۹۳/۲)

شتیر بن شکلؒ حضرت علیؓ کے اصحاب میں سے تھے وہ لوگوں کو رمضان میں بیس ۲۰ رکعات تراویح پڑھاتے تھے اور تین رکعات وتر، امام بیہقیؒ کہتے ہیں کہ یہ قوی روایت ہے۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے۔

عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ تَمَسَّكُوْا بِهَا وَعَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ

(ابوداؤد صـ ۲۷۹/۲، ترمذی صـ ۳۸۳)

اے لوگو! لازم پکڑو میری سنت کو اور میرے خلفاء کی سنت کو بھی لازم پکڑو جو ہدایت یافتہ اور ہدایت کرنے والے ہیں۔ اور دانتوں سے اس کو مضبوط پکڑو۔

رکعات تراویح دیگر صحابہ کرامؓ تابعینؒ و آئمہ کرام

مشہور تابعی حضرت عطاء بن ابی رباحؒ (جو امام اعظم ابو حنیفہؒ کے استاذ حدیث تھے اور مکہ مکرمہ میں رہتے تھے) سے روایت ہے۔

۱۔ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ اَدْرَكْتُ النَّاسَ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ ثَلَاثَةً وَّعِشْرِيْنَ رَكْعَةً بِالْوِتْرِ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۹۳/۲، نیل الاوطار ص ۵۷/۳)

حضرت عطاءؒ کہتے ہیں میں نے لوگوں کو اسی طرح پایا ہے کہ وہ تیئس ۲۳ رکعات تراویح مع وتر کے پڑھتے تھے۔

۲۔ عَنْ اَبِی الْخُصَيْبِ قَالَ كَانَ يَؤُمُّنَا سُوَيْدُ بْنُ غَفَلَةَ فِیْ رَمَضَانَ فَيُصَلِّیْ خَمْسَ تَرْوِيْحَاتٍ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً (بیہقی ص ۴۹۶/۲)

ابو الخصیبؒ کہتے ہیں کہ سوید بن غفلہؒ ہمیں رمضان میں امامت کراتے تھے پس وہ پانچ ترویحات پڑھاتے تھے (بیس ۲۰ رکعات)

۳۔ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ عُبَيْدٍ اَنَّ عَلِیَّ بْنَ رَبِيْعَةَ كَانَ يُصَلِّیْ بِهِمْ فِیْ رَمَضَانَ خَمْسَ تَرْوِيْحَاتٍ وَّيُوْتِرُ بِثَلَاثٍ (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۹۳/۲)

سعید بن عبیدؒ بیان کرتے ہیں کہ علی بن ربیعہؒ لوگوں کو رمضان میں پانچ ترویحات پڑھاتے تھے اور تین رکعات وتر ادا کرتے تھے۔

۴۔ عَنْ نَافِعِ بْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ ابْنُ اَبِیْ مُلَيْكَةَ يُصَلِّیْ بِنَا فِیْ رَمَضَانَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۹۳/۲)

حضرت نافع بن عمرؒ کہتے ہیں کہ حضرت ابن ابی ملیکہؒ ہمیں رمضان میں بیس ۲۰ رکعات پڑھاتے تھے۔

امام نوویؒ شارح مسلم لکھتے ہیں۔

۵۔ مَذْهَبُنَا اَنَّهَا عِشْرُوْنَ رَكْعَةً بِعَشْرِ تَسْلِيْمَاتٍ غَيْرَ الْوِتْرِ

ہمارا یہ مسلک ہے کہ یہ تراویح بیس ۲۰ رکعات ہیں۔ دس سلاموں کے ساتھ وتر کے علاوہ، پس

فَذٰلِكَ خَمْسُ تَرْوِيحَاتٍ وَالتَّرْوِيحَةُ أَرْبَعُ رَكَعَاتٍ بِتَسْلِيمَتَيْنِ هٰذَا مَذْهَبُنَا وَبِهٖ قَالَ أَبُوحَنِيفَةَ وَأَصْحَابُهٗ وَأَحْمَدُ وَدَاؤُدُ وَغَيْرُهُمْ وَنَقَلَهُ الْقَاضِي عِيَاضٌ عَنْ جُمْهُورِ الْعُلَمَاءِ (مہذب صفحہ ۳۲ ج ۴)

یہ پانچ ترویحے ہوں گے اور ایک ترویحہ چار رکعات کا ہوتا ہے، دو سلاموں کے ساتھ، یہی ہمارا مذہب ہے اور یہی مذہب امام ابو حنیفہؒ اور ان کے اصحاب کا ہے، اور امام احمدؒ اور داؤد ظاہریؒ کا بھی یہی مذہب ہے اور ان کے علاوہ دوسروں کا بھی یہی مذہب ہے قاضی عیاضؒ نے جمہور علماء سے اس کو نقل کیا ہے۔

ابن قدامہ متوفی ۶۲۰ھ لکھتے ہیں

۶- وَقِيَامُ شَهْرِ رَمَضَانَ عِشْرُونَ رَكْعَةً يَعْنِي صَلَاةَ التَّرَاوِيحِ وَهِيَ سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ وَأَوَّلُ مَنْ سَنَّهَا رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم (الى ان قال) وَنُسِبَتْ التَّرَاوِيحُ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضي الله عنه لِأَنَّهُ جَمَعَ النَّاسَ عَلَى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍؓ (مغنی ابن قدامہ صفحہ ۱۶۶ ج ۲)

قیام رمضان یعنی تراویح بیس رکعات ہیں اور یہ سنت مؤکدہ ہے سب سے پہلے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت مقرر فرمایا ہے (الی ان قال) اُن کی سُنیت حضرت عمرؓ کی طرف جو منسوب کی جاتی ہے، اُس کی وجہ یہ ہے، کہ حضرت عمرؓ نے لوگوں کو حضرت ابی بن کعبؓ پر اکٹھا کیا تھا۔

۷- وَالْمُخْتَارُ عِنْدَ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ (احمد بن حنبل) فِيهَا عِشْرُونَ رَكْعَةً وَبِهٖ قَالَ الثَّوْرِيُّ وَأَبُوحَنِيفَةَ وَالشَّافِعِيُّ وَقَالَ مَالِكٌ سِتَّةٌ وَّثَلَاثُونَ (الى ان قال) أَنَّ عُمَرَ رضي الله عنه لَمَّا جَمَعَ النَّاسَ عَلَى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍؓ فَكَانَ يُصَلِّي بِهِمْ عِشْرِينَ رَكْعَةً (الى ان قال) رَوَاهُ أَبُوْدَاؤُدَ وَرَوَاهُ السَّائِبُ

اور حضرت ابو عبد اللہؒ امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک مختار بیس ۲۰ رکعات ہیں، اور یہی بات حضرت سفیان ثوریؒ امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ نے بھی کہی ہے، اور امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ چھتیس ۳۶ رکعات ہیں۔ حضرت عمرؓ نے لوگوں کو جب ابی بن کعبؓ پر جمع کیا تو وہ ان کو بیس ۲۰ رکعات پڑھاتے تھے ابو داؤد نے بھی اس کو روایت کیا ہے اور سائب بن یزیدؓ نے بھی اور حضرت عمرؓ سے مختلف

بْنُ يَزِيْدَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَرُوِيَ عَنْهُ مِنْ طُرُقٍ وَرَوَى مَالِكٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ رُوْمَانَ قَالَ كَانَ النَّاسُ يَقُوْمُوْنَ فِيْ زَمَنِ عُمَرَ فِيْ رَمَضَانَ بِثَلَاثٍ وَعِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَعَنْ عَلِيٍّ رض اَنَّهُ اَمَرَ رَجُلًا يُصَلِّيْ بِهِمْ فِيْ رَمَضَانَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَهٰذَا كَالْاِجْمَاعِ۔

(مغنی ابن قدامہ صہ ۱۶۷/۲)

سندوں سے مروی ہے اور امام مالک نے یزید بن رومان رض سے روایت کیا کہ لوگ حضرت عمر رض کے عہد میں رمضان المبارک میں تیئیس ۲۳ رکعات پڑھتے تھے اور حضرت علی رض نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو رمضان میں بیس ۲۰ رکعات پڑھائے اور ان بیس ۲۰ رکعات پر گویا اجماع ہے۔

ابو ابراہیم، اسمٰعیل بن یحییٰ المزنی رح امام شافعی رح سے نقل کرتے ہیں۔

قَالَ۔ فَاَمَّا قِيَامُ شَهْرِ رَمَضَانَ (اِلٰى اَنْ قَالَ) اَحَبُّ اِلَيَّ عِشْرُوْنَ لِاَنَّهُ رُوِيَ عَنْ عُمَرَ رض وَكَذٰلِكَ يَقُوْمُوْنَ بِمَكَّةَ وَيُوْتِرُوْنَ بِثَلَاثٍ

(المختصر المزنی صہ ۲۱)

نماز تراویح مجھے بیس ۲۰ رکعات زیادہ محبوب ہیں اس لیے کہ حضرت عمر رض سے یہ مروی ہے اسی طرح مکہ مکرمہ میں بھی لوگ بیس ۲۰ رکعات تراویح اور تین رکعات وتر پڑھتے تھے۔

امام ولی اللہ محدث دہلوی رح کی تحقیق

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح لکھتے ہیں۔

قَوْلُهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ" وَذٰلِكَ لِاَنَّهُ بِالْاَخْذِ بِهٰذِهِ الدَّرَجَةِ اَمْ مِنْ نَفْسِهِ لِنَفَحَاتِ رَبِّهِ الْمُقْتَضِيَةِ لِظُهُوْرِ الْمَلَكِيَّةِ وَتَكْفِيْرِ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ "جس نے ایمان اور نیکی و ثواب کی طلب سے رمضان میں قیام کیا اس کے اگلے گناہ معاف ہوں گے، اور یہ اس لیے کہ اس قیام کرنے والے نے یہ درجہ اختیار کیا ہے تو اپنے نفس کو آمادہ کیا ہے۔ کہ وہ رب تعالیٰ کی مہربانی کی لہروں کو اپنی طرف متوجہ کرے، وہ لہریں ایسی ہیں جو ملکیت کے ظہور کا

السَّيِّئَاتِ، وَزَادَ الصَّحَابَةُ وَمَنْ بَعْدَهُمْ فِيْ قِيَامِ رَمَضَانَ ثَلٰثَةَ اَشْيَاءَ

تقاضا کرتی ہیں اور تکفیر سیئات کا باعث ہیں، اور صحابہ کرامؓ نے اور بعد میں آنے والوں نے تین چیزوں کا اضافہ کیا ہے قیام رمضان کے سلسلہ میں۔

١) اَلْاِجْتِمَاعُ لَهٗ فِيْ مَسَاجِدِهِمْ وَذٰلِكَ لِاَنَّهٗ يُفِيْدُ التَّيْسِيْرَ عَلٰى خَاصَّتِهِمْ وَعَامَّتِهِمْ

۱) ایک یہ کہ تراویح کو اجتماعی شکل میں مساجد میں ادا کرنا اور یہ اس لیے کہ یہ عام و خاص سب کے لیے آسانی کا باعث ہے۔

٢) وَاَدَاؤُهٗ فِيْ اَوَّلِ اللَّيْلِ مَعَ الْقَوْلِ بِاَنَّ صَلٰوةَ اٰخِرِ اللَّيْلِ مَشْهُوْدَةٌ وَهِيَ اَفْضَلُ كَمَا نَبَّهَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ لِهٰذَا التَّيْسِيْرِ الَّذِيْ اَشَرْنَا اِلَيْهِ

۲) اور دوسری بات یہ کہ اس کو رات کے اول حصہ میں ادا کرنا باوجود اس قول کے کہ آخری رات کی نماز اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فرشتوں کی حاضری کا باعث ہے۔ اور یہ افضل ہے، جیسا کہ حضرت عمرؓ نے اس بات کو ظاہر کیا ہے، لیکن یہ محض اس آسانی کی وجہ سے جس کی طرف ہم نے اشارہ کیا ہے کہ اول رات میں اس کو پڑھتے ہیں۔

٣) وَعَدَدُهٗ عِشْرُوْنَ رَكْعَةً، وَذٰلِكَ اَنَّهُمْ رَاَوُا النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم شَرَعَ لِلْمُحْسِنِيْنَ اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً فِيْ جَمِيْعِ السَّنَةِ فَحَكَمُوْا اَنَّهٗ لَا يَنْبَغِيْ اَنْ يَكُوْنَ حَظُّ الْمُسْلِمِ فِيْ رَمَضَانَ عِنْدَ قَصْدِهِ الْاِقْتِحَامَ فِيْ لُجَّةِ التَّشَبُّهِ بِالْمَلَكُوْتِ اَقَلَّ مِنْ ضِعْفِهَا۔ (حجۃ اللہ البالغہ ص ۱۸ ج ۲)

۳) تیسری بات یہ کہ بیس رکعات پر اتفاق کیا ہے اور یہ اس لیے کہ محسنین کے لیے گیارہ رکعات تمام سال بھر میں مقرر فرمائی ہیں (کیونکہ تہجد بالعموم آٹھ رکعات اور تین وتر سال بھر ادا کیے جاتے ہیں) تو انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ مناسب نہیں ایک مسلمان کا حصہ ——— رمضان المبارک میں سال بھر کے حصہ سے دگنا نہ ہو جب کہ وہ ملکوت کے ساتھ تشبہ کی موجوں میں غوطہ زن ہونے کا ارادہ رکھتا ہے۔

علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ کا فرمان بھی اس سلسلہ میں واضح ہے۔

۱۔ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُ
(البقرہ ۱۸۴، پ۲)

جو شخص خوشی خاطر سے زیادہ نیکی کرے گا وہ اس کے لیے بہتر ہوگی۔

۲۔ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۸۵﴾
(البقرہ پ۲)

اور تاکہ تم اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرو کیونکہ اس نے تم کو ہدایت دی ہے اور تاکہ تم اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرو۔

نیز طبرانی نے حضرت ابوہریرہؓ سے مرفوعاً روایت بیان کی ہے۔

اَلصَّلٰوةُ خَيْرُ مَوْضُوْعٍ فَمَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ يَّسْتَكْثِرَ فَلْيَسْتَكْثِرْ۔
(فتح الملہم ص۲۱۹ ج۲، کنز العمال ص۲۰ ج۲ بحوالہ طبرانی)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز ایک بہترین مقرر کیا ہوا عمل ہے، پس جو شخص طاقت رکھتا ہے کہ اس میں سے زیادہ حصہ لے تو اس کو چاہیے کہ وہ زیادہ حصہ لے (زیادہ نماز ادا کرے)

مسئلہ: تراویح میں ایک بار قرآن کریم کا ترتیب کے ساتھ پڑھنا سنت مؤکدہ ہے، لوگوں کی سستی اور کاہلی کی وجہ سے اس کو ترک نہ کیا جائے گا۔ (ہدایہ ص۱۰۱ ج۱، شرح نقایہ ص۱۰۴ ج۱)

ہمارے امام ابوحنیفہؒ کے بارہ میں مذکور ہے۔

۱۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ نَصْرٍ قَالَ كَانَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ رُبَّمَا خَتَمَ الْقُرْاٰنَ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ سِتِّيْنَ خَتْمَةً
(تاریخ بغداد ص۳۵۷ ج۱۳)

یحییٰ بن نصرؒ کہتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ کبھی رمضان المبارک میں ساٹھ قرآن پاک ختم کرتے تھے۔

۲۔ شرح نقایہ اور مراقی الفلاح میں ہے۔

عَنْ اَبِيْ حَنِيْفَةَ اَنَّهُ كَانَ يَخْتِمُ اِحْدٰى وَسِتِّيْنَ خَتْمَةً فِيْ كُلِّ يَوْمٍ خَتْمَةً وَفِيْ كُلِّ لَيْلَةٍ خَتْمَةً وَفِيْ كُلِّ التَّرَاوِيْحِ خَتْمَةً
(شرح نقایہ ص۱۰۴ ج۱، مراقی الفلاح ص۲۲۶)

امام ابوحنیفہؒ سے روایت ہے کہ رمضان المبارک میں اکسٹھ دفعہ قرآن پاک ختم کرتے تھے، ایک قرآن دن کے وقت اور ایک رات کے وقت ایک تراویح میں

مسئلہ:- اگر قرآن کریم ۱۵، ۲۰، ۲۱، ۲۵ وغیرہ تاریخوں میں ختم ہو جائے تو تراویح کو ترک نہ کیا جائے سارے رمضان میں آخری تاریخ تک تراویح پڑھتے رہیں۔

مسئلہ:- وتروں کو تراویح کے بعد پڑھنا افضل ہے لیکن اگر وتروں کو تراویح سے پہلے پڑھے تو یہ بھی جائز ہے۔ (کبیری ص۴۰۳)

مسئلہ:- چار تراویح کے بعد اتنی ہی مقدار بیٹھنا افضل ہے (ہدایہ ص۹۹ ج۱، شرح نقایہ ص۱۰۴ ج۱)

۱- عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ يُرَوِّحُنَا بَيْنَ التَّرْوِيحَتَيْنِ قَدْرَ مَا يَذْهَبُ الرَّجُلُ مِنَ الْمَسْجِدِ اِلٰى سَلْعٍ (بیہقی ص۴۹۷ ج۲)

زید بن وہبؒ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ ہم لوگوں کو چار رکعات کے ترویحہ میں اتنی استراحت پہنچاتے تھے یعنی اتنی دیر تک وقفہ کرتے تھے کہ جتنی دیر تک آدمی مسجد نبوی سے سلع پہاڑ تک جا سکے۔

۲- عَنْ عَائِشَةَؓ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عليه وسلم يُصَلِّيْ اَرْبَعَ رَكْعَاتٍ فِي اللَّيْلِ ثُمَّ يَتَرَوَّحُ فَاَطَالَ - (بیہقی ص۴۹۷ ج۲)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چار رکعات رات کے وقت پڑھتے تھے، پھر آپ کافی دیر تک استراحت اور وقفہ کرتے تھے۔

امام بیہقیؒ لکھتے ہیں کہ یہ روایت ضعیف ہے۔

قَوْلُهٗ، ثُمَّ يَتَرَوَّحُ اِنْ ثَبَتَ. فَهُوَ اَصْلٌ فِيْ تَرَوُّحِ الْاِمَامِ فِيْ صَلٰوةِ التَّرَاوِيْحِ (بیہقی ص۴۹۷ ج۲)

اسی لفظ تروح سے تراویح کے اندر استراحت پر استدلال کیا گیا ہے، بشرطیکہ یہ لفظ حدیث سے ثابت ہو۔

مسئلہ:- اگر اتنی مقدار بیٹھنا مشکل ہو اور لوگ اتنی دیر بیٹھنا برداشت نہ کر سکیں، تو کم بھی بیٹھ سکتا ہے اس درمیانی وقفہ میں نفل پڑھ سکتا ہے

یا پھر تسبیح، درود شریف، استغفار کرتا ہے یا ان میں سے کوئی تسبیح پڑھے لیکن کوئی بھی خاص ذکر حدیث شریف میں اس موقع کے لیے متعین نہیں ہے۔

۱- سُبْحَانَ ذِي الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ — پاک ہے اللہ تعالیٰ جو ملک و بادشاہی کا مالک ہے جو

سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّةِ وَالْجَبَرُوْتِ سُبْحَانَ الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ
(کنز العمال صـ۴۲۴/۱ بحوالہ دیلمی عن معاذؓ)

غلبہ اور تسلط کا مالک ہے، پاک ہے وہ اللہ تعالیٰ جو زندہ ہے جس پر کبھی بھی موت و فنا طاری نہیں ہو سکتا۔

۲۔ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ جُلِّلَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ بِالْعِزَّةِ وَالْجَبَرُوْتِ (کنز العمال صـ۴۱۲/۱ بحوالہ ابن سنی و خرائطی و ابن عساکر عن البراءؓ)

پاک ہے اللہ تعالیٰ جو بادشاہ اور پاکیزگی والا ہے جو رب ہے فرشتوں اور جبرئیل کا۔ ڈھانپ رکھے ہیں آسمان اور زمین عزت، تسلط اور غلبہ کے ساتھ۔

فقہاء نے لکھا ہے کہ بیٹھنے کی حالت میں یہ تسبیح پڑھے۔

سُبْحَانَ ذِی الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّةِ وَالْعَظَمَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْجَبَرُوْتِ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ نَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَنَسْئَلُكَ الْجَنَّةَ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنَ النَّارِ۔
(شامی صـ۵۲۲/۱ مطبوعہ مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ)

پاک ہے بادشاہی کا مالک، پاک ہے عزت و عظمت قدرت، بڑائی اور تسلط کا مالک، پاک ہے بادشاہ زندہ جو کبھی نہیں مرے گا، پاک اور تنزیہ والا ہے ہمارا پروردگار اور فرشتوں اور جبرئیل کا پروردگار، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، ہم اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتے ہیں اے اللہ! ہم تجھ سے جنت کا سوال کرتے ہیں۔ اور دوزخ کی آگ سے پناہ چاہتے ہیں۔

مسئلہ:۔ تراویح کا وقت نمازِ عشاء کے بعد ہے (کبیری صـ۴۰۳)

مسئلہ:۔ اگر تراویح پڑھنے کے بعد معلوم ہوا کہ فرض میں کچھ کوتاہی تھی تو فرض کے ساتھ تراویح کا بھی اعادہ کرنا پڑے گا۔ (کبیری صـ۴۰۴)

نیتِ تراویح

تراویح کا بیس ۲۰ رکعات ہونا صحابہ کرامؓ کے اجماع سے ثابت ہے اسی لیے علماء فرماتے ہیں کہ تراویح کی نیت اس طرح کرنی چاہیئے۔

نَوَیۡتُ اَنۡ اُصَلِّیَ رَکۡعَتَیۡ صَلٰوۃَ التَّرَاوِیۡحِ ۔ سُنَّۃَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَاَصۡحَابِہٖ ۔

میں نے نیت کی دو رکعت نماز تراویح پڑھنے کی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ کی سنت ہے ۔

(علم الفقہ مولانا عبدالشکور لکھنویؒ صفحہ ۲۰۱/۲)

تراویح میں قرآن پاک سُننے یا سنانے پر اُجرت لینا یا اُجرت دینا

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اپنے مکاتیب میں تحریر فرماتے ہیں کہ عبادت اصلاً اللہ تعالےٰ کا حق ہے. اللہ تعالےٰ نے بعض عبادات کو فرض اور ضروری قرار دیا ہے، اور بعض کو سنت اور مستحب قرار دیا ہے ان لوں کی سہولت کی خاطر، لیکن عبادت کا معاوضہ لینا بالکل درست نہیں کیونکہ کسی کے حق کو فروخت کرنا جائز نہیں۔

مسئلہ :- قرآن سُنانے کی اُجرت تراویح میں لینا درست نہیں، کہ قرآن پڑھنا عبادت ہے اور عبادت پر اُجرت لینا حرام ہے ،

قَالَ فِیۡ رَدِّ الۡمُخۡتَارِ اَلۡاٰخِذُ وَالۡمُعۡطِیۡ اٰثِمَانِ ۔

یعنی اجرت لینے اور دینے والا دونوں گنہگار ہیں واللہ اعلم

مسئلہ :- حافظوں کو اجرت پر قرآن سنانا حرام ہے، اور اجرت بھی ناجائز ہے، اذان و امامت اور تعلیم و وعظ اس کو متاخرین نے بوجہ ضرورت (مجبوری) استثنار کیا ہے، قرآن سنانے میں کوئی ضرورت (مجبوری) نہیں جس نے قرآن سُنانے کو اذان پر قیاس کیا ہے وہ غلط ہے واللہ اعلم

مسئلہ :- تراویح میں جو کلام اللہ پڑھے یا سنے اس کی اجرت دینا حرام ہے. جب اجرت دینا حرام ہوا الَمۡ تَرَ کَیۡفَ سے ہی پڑھنا چاہیئے. فقط واللہ اعلم

مسئلہ :- اگر حافظ کے دل میں لینے کا خیال نہ تھا اور پھر کسی نے دیا تو درست ہے، اور جو حسب رواج و عرف دیتے ہیں، حافظ جی بھی لینے کے خیال سے پڑھتا ہے اگرچہ زبان سے کچھ نہیں کہتا درست نہیں. فقط واللہ علم. (یہ چاروں مسائل فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۱۰۱، ۱۰۲ سے ماخوذ ہیں)

کیا تہجد اور تراویح ایک ہی نماز ہے ؟

جمہور علمار اور فقہار کرام محدثین عظام کے نزدیک قیام اللیل اور نماز تہجد ایک ہے اور قیام رمضان

اور نماز تراویح ایک ہے، اسی لیے محدثین ان کے جدا جدا باب قائم کرتے ہیں

چنانچہ امام نوویؒ شارح مسلم لکھتے ہیں۔

اَلْمُرَادُ بِقِيَامِ رَمَضَانَ صَلٰوةُ التَّرَاوِيْحِ وَاتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى اِسْتِحْبَابِهَا وَاخْتَلَفُوْا فِيْ اَنَّ الْاَفْضَلَ صَلٰوتُهَا مُنْفَرِدًا فِيْ بَيْتِهٖ اَمْ فِيْ جَمَاعَةٍ فِي الْمَسْجِدِ۔ فَقَالَ الشَّافِعِيُّ وَجُمْهُوْرُ اَصْحَابِهٖ وَاَبُوْحَنِيْفَةَ وَاَحْمَدُ وَبَعْضُ الْمَالِكِيَّةِ وَغَيْرُهُمْ اَلْاَفْضَلُ صَلٰوتُهَا جَمَاعَةً كَمَا فَعَلَهٗ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَالصَّحَابَةُ رضي الله عنهم وَاسْتَمَرَّ عَمَلُ الْمُسْلِمِيْنَ عَلَيْهِ۔ لِاَنَّهٗ مِنَ الشَّعَائِرِ الظَّاهِرَةِ فَاَشْبَهَ صَلٰوةَ الْعِيْدِ وَقَالَ مَالِكٌ وَاَبُوْيُوْسُفَ وَبَعْضُ الشَّافِعِيَّةِ وَغَيْرُهُمْ اَلْاَفْضَلُ فُرَادٰى فِي الْبَيْتِ لِقَوْلِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَفْضَلُ الصَّلٰوةِ صَلٰوةُ الْمَرْءِ فِيْ بَيْتِهٖ اِلَّا الْمَكْتُوْبَةَ (شرح نووی مع مسلم ص ۲۵۹ ج ۱)

قیام رمضان سے مراد نماز تراویح ہے اور تمام علماء کا اس کے استحباب پر اتفاق ہے اور اس بارہ میں اختلاف ہے کہ افضل ان کا جماعت کے ساتھ پڑھنا ہے مسجد میں، یا اکیلے گھر میں، امام شافعیؒ اور ان کے جمہور اصحاب اور امام ابوحنیفہؒ اور امام احمدؒ اور بعض مالکیہ وغیرہ یہ کہتے ہیں کہ جماعت کے ساتھ ان کا پڑھنا افضل ہے جیسا کہ حضرت عمرؓ نے اور صحابہؓ نے کیا تھا اور اسی پر مسلمانوں کا عمل مسلسل جاری ہے۔ کیونکہ یہ شعائر ظاہرہ میں سے ہے تو یہ عید کے ساتھ مشابہ ہیں امام مالکؒ امام ابویوسفؒ اور بعض شافعیہ وغیرہ یہ کہتے ہیں کہ ان کا گھر میں اکیلے طور پر پڑھنا زیادہ افضل ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے کہ آدمی کی افضل نماز وہ ہے جو گھر میں پڑھے سوائے فرائض کے۔

علامہ کرمانیؒ شارح بخاری لکھتے ہیں۔

"بَابُ فَضْلِ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ" اِتَّفَقُوْا عَلٰى اَنَّ الْمُرَادَ بِقِيَامِهٖ

باب تراویح کی فضیلت کے بیان میں علماء محدثین کا اس پر اتفاق ہے کہ قیام رمضان سے مراد نماز

صَلٰوۃُ التَّرَاوِیْحِ

تراویح ہے۔

(کرمانی علی البخاری ص۱۵۲ ج۹)

بعض لوگ اس بات پہ زور لگاتے ہیں کہ تراویح صرف آٹھ رکعات ہیں۔ اور اس سے زیادہ نہیں ہیں۔ تہجد اور تراویح کو ایک ہی نماز قرار دیتے ہیں۔ کہ رمضان کے علاوہ باقی دنوں میں جو نماز تہجد ہے وہی رمضان میں نماز تراویح ہے۔ اس پہ زیادہ تر ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی اس روایت سے وہ لوگ استدلال کرتے ہیں جو بخاری شریف اور مسلم شریف وغیرہ میں ہے۔

مَا کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَزِیْدُ فِیْ رَمَضَانَ وَلَا فِیْ غَیْرِہٖ عَلٰی اِحْدٰی عَشَرَۃَ رَکْعَۃً

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں زیادہ کرتے تھے، رمضان میں اور غیر رمضان میں گیارہ رکعات پر۔

(بخاری ص۱۵۴ ج۱، مسلم ص۲۵۴ ج۱)

جوابات

۱) اس روایت سے تراویح پر استدلال غلط ہے، اس لیے کہ امام بخاریؒ اور دیگر محدثین عظامؒ اس کو تہجد کے باب میں بھی ذکر کرتے ہیں، اس سے حقیقت میں تہجد کی نماز ہی مراد ہو سکتی ہے، کیونکہ غیر رمضان میں تراویح نہیں بلکہ تہجد کی نماز ہوتی ہے غیر رمضان کا لفظ تہجد پہ قرینہ ہے۔

۲) محدثین عظام اور فقہاء کرام قیام لیل کا باب علیحدہ اور قیام رمضان کا باب علیحدہ قائم کرتے ہیں۔

۳) نماز تہجد کے بارہ میں آپ سے مختلف رکعات ثابت ہیں۔

عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَۃَ رضی اللہ عنہا عَنْ صَلٰوۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم بِاللَّیْلِ فَقَالَتْ سَبْعٌ وَّتِسْعٌ وَاِحْدٰی عَشَرَۃَ سِوٰی رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ۔

(بخاری ص۱۵۳ ج۱)

حضرت مسروقؒ کہتے ہیں کہ میں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز (تہجد) کے بارہ میں پوچھا، تو ام المؤمنینؓ نے کہا کبھی سات رکعات، اور کبھی نو رکعات اور کبھی گیارہ رکعت ہوتی تھیں صبح کی دو رکعت سنت کے علاوہ تھیں۔

۴) حافظ ابن حجرؒ شارح بخاری مَا کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَزِیْدُ فِیْ رَمَضَانَ الخ والی روایت کے متعلق لکھتے ہیں۔

فَاَمَّا مَا اَجَابَتْ بِهٖ مَسْرُوْقًا فَمُرَادُهَا اَنَّ ذٰلِكَ وَقَعَ مِنْهُ فِيْ اَوْقَاتٍ مُخْتَلِفَةٍ فَتَارَةً كَانَ يُصَلِّيْ سَبْعًا وَتَارَةً تِسْعًا وَتَارَةً اِحْدٰى عَشْرَةَ وَسَيَاْتِيْ بَعْدَ خَمْسَةِ اَبْوَابٍ مِنْ رِوَايَةِ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْهَا اَنَّ ذٰلِكَ كَانَ اَكْثَرَ مَا يُصَلِّيْهِ فِي اللَّيْلِ وَلَفْظُهٗ مَا كَانَ يَزِيْدُ فِيْ رَمَضَانَ الخ (فتح الباری ص۲۶۳ ج۳)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے جو جواب حضرت مسروقؒ کو دیا تھا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مختلف اوقات میں یہ ثابت ہیں کبھی آپ سات رکعات پڑھتے تھے کبھی نو رکعات، اور کبھی گیارہ رکعات پڑھتے تھے، اس کے پانچ الواب کے بعد حضرت ابوسلمہؓ کی روایت سے ہے، ام المومنینؓ سے کہ یہ گیارہ رکعات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اوقات پڑھا کرتے تھے، اور یہ بات رمضان اور غیر رمضان دونوں میں ہوتی تھی۔

۵) تہجد کے بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا واضح ارشاد گرامی موجود ہے۔

۱۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍؓ (مرفوعاً) فَصَلُّوْا اَيُّهَا النَّاسُ فِيْ بُيُوْتِكُمْ فَاِنَّ اَفْضَلَ الصَّلٰوةِ صَلٰوةُ الْمَرْءِ فِيْ بَيْتِهٖ اِلَّا الْمَكْتُوْبَةَ (بخاری ص۱۰۱ ج۱، ص۱۰۸۲ ج۲)

اے لوگو! اپنے گھروں میں نماز پڑھو، کیونکہ آدمی کی افضل نماز وہی ہے جو گھر میں پڑھے سوائے فرض نماز کے۔

۲۔ فَعَلَيْكُمْ بِالصَّلٰوةِ فِيْ بُيُوْتِكُمْ فَاِنَّ خَيْرَ صَلٰوةِ الْمَرْءِ فِيْ بَيْتِهٖ اِلَّا الصَّلٰوةَ الْمَكْتُوْبَةَ (بخاری ص۹۰۲ ج۲، مسلم ص۲۶۶ ج۱)

تم اے لوگو اپنے گھروں میں نماز پڑھا کرو۔ کیونکہ آدمی کی بہتر اور افضل نماز وہی ہے جس کو وہ گھر میں پڑھے سوائے فرض نماز کے کہ اس کو مسجد میں پڑھنا چاہیے۔

۳۔ عَنْ عَائِشَةَؓ قَالَتْ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے کہا کہ

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وسلم يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ فِيْ حُجْرَتِهٖ ۔ (بخاری صـ۱۰۱/۱)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت اپنے حجرہ مبارکہ میں نماز پڑھا کرتے تھے ۔

۴ ۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ صَلٰوةُ الْمَرْءِ فِيْ بَيْتِهٖ اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوتِهٖ فِيْ مَسْجِدِيْ هٰذَا اِلَّا الْمَكْتُوْبَةُ (ابوداؤد صـ۱۴۹/۱، ترمذی صـ۹۱، نسائی صـ۲۴۷/۱)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کی نماز اپنے گھر میں پڑھنی زیادہ افضل ہے بنسبت میری اس مسجد (مسجد نبوی) میں پڑھنے سے ۔ سوائے فرض نماز کے ۔

اس کے خلاف یہ لوگ مساجد میں کیوں پڑھتے ہیں، جب کہ گھر میں پڑھنے کا حکم ہے ۔

۶) ام المؤمنین کی اسی روایت میں ہے ۔

يُصَلِّيْ اَرْبَعًا فَلَا تَسْئَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ (بخاری صـ۱۵۴/۱، مسلم صـ۲۵۴/۱)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چار چار رکعات پڑھتے تھے، پھر نہ پوچھ ان کے حسن اور ان کی لمبائی کے بارہ میں (یعنی بہت ہی عمدہ طریق پر اور لمبی رکعات پڑھتے تھے)

تو یہ حضرات دو دو رکعت کیوں پڑھتے ہیں ؟ اور پھر مختصر کیوں پڑھتے ہیں ۔ طویل (لمبی) کیوں نہیں پڑھتے ؟

۷) مَا كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وسلم يَزِيْدُ فِيْ رَمَضَانَ الخ میں ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا نفی کرنا ایسا ہی ہے جیسا انھوں نے اس روایت میں صلاۃ الضحیٰ کی نفی کی ہے ۔

مَا سَبَّحَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وسلم سُبْحَةَ الضُّحٰى قَطُّ (بخاری صـ۱۵۲/۱)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صلوٰۃ الضحیٰ کبھی نہیں پڑھی ۔

۸) ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی اسی روایت میں ہے ۔

ثُمَّ يُصَلِّيْ ثَلَاثًا (بخاری صـ۱۵۴/۱، مسلم صـ۲۵۴/۱)

پھر آپ تین رکعات وتر پڑھتے تھے

۹) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وتر نماز سحر کے وقت پڑھتے تھے، یہ حضرات عشاء کے متصل کیوں پڑھتے ہیں۔ ؟

۱۰) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جماعت کے ساتھ تراویح صرف تین دن ۲۳۔۲۵۔۲۷ تک پڑھی تھیں، اور یہ لوگ تمام ماہ کیوں جماعت سے پڑھتے ہیں ؟

اس سلسلہ میں حضرت عمرؓ کی جماعت والی سنّت تو لے لی رکعات والی کو ترک کر دیا۔

۱۱) پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی رات ثلثِ شب تک، دوسری رات نصفِ شب تک، تیسری رات سحری کے وقت تک حتّٰی کہ سحری کے فوت ہونے کا خطرہ لاحق ہو گیا تھا، پڑھی تھیں، اس کی بھی مخالفت کیوں ؟

۱۲) بعض روایات میں آتا ہے، کہ آپ چار رکعات کے بعد سو جاتے تھے، پھر اُٹھ کر چار رکعت پڑھتے تھے۔

۱۳) نصف پارہ فرضوں میں اور نصف تراویح میں پڑھنا کس صحیح حدیث میں وارد ہوا ہے۔ پیش کریں۔

مؤطا امام مالک اور دیگر صحاح میں یہ روایات موجود ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے آٹھ گیارہ یا تیرہ یہ سب تہجد کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں۔ اور مختلف اوقات میں کمی وبیشی بھی ہوتی رہی ہے۔ چنانچہ

۱۔ عُرْوَۃَ بْنِ الزُّبَیْرِ عَنْ عَائِشَۃَ

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم کَانَ یُصَلِّیْ مِنَ اللَّیْلِ اِحْدٰی عَشْرَۃَ رَکْعَۃً یُوْتِرُ مِنْھَا بِوَاحِدَۃٍ فَاِذَا فَرَغَ اِضْطَجَعَ عَلٰی شِقِّہِ الْاَیْمَنِ ۔ (بخاری صـ۱۳۵/۱ مسلم صـ۲۵۴/۱ واللفظ لہ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو گیارہ رکعت ادا فرماتے تھے اور ایک رکعت کو دو کے ساتھ ملا کر وتر بناتے تھے۔ جب آپ فارغ ہوتے تھے تو دائیں کروٹ پہ لیٹ جاتے تھے۔

۲۔ ھِشَامِ بْنِ عُرْوَۃَ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ عَائِشَۃَ

اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی کہتی ہیں کہ

صلی اللہ علیہ وسلم یُصَلِّیْ بِاللَّیْلِ ثَلٰثَ عَشْرَۃَ رَکْعَۃً ثُمَّ یُصَلِّیْ اِذَا سَمِعَ النِّدَاءَ بِالصُّبْحِ رَکْعَتَیْنِ خَفِیْفَتَیْنِ (بخاری ص۱۵۶/۱)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو تیرہ رکعات پڑھتے تھے۔ پھر جب صبح کی اذان سنتے تھے تو دو رکعت ہلکی سی صبح کی سنتیں ادا فرماتے تھے۔

۳- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّہٗ بَاتَ لَیْلَۃً عِنْدَ مَیْمُوْنَۃَ اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ وَہِیَ خَالَتُہٗ قَالَ فَاضْطَجَعْتُ فِیْ عَرْضِ الْوِسَادَۃِ وَاضْطَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم وَاَہْلُہٗ فِیْ طُوْلِہَا فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم حَتّٰی اِنْتَصَفَ اللَّیْلُ اَوْ قَبْلَہٗ بِقَلِیْلٍ اَوْ بَعْدَہٗ بِقَلِیْلٍ اِسْتَیْقَظَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فَجَعَلَ یَمْسَحُ النَّوْمَ عَنْ وَجْہِہٖ بِیَدِہٖ ثُمَّ قَرَأَ الْعَشْرَ الْاٰیَاتِ الْخَوَاتِمَ مِنْ سُوْرَۃِ اٰلِ عِمْرَانَ ثُمَّ قَامَ اِلٰی شَنٍّ مُعَلَّقَۃٍ فَتَوَضَّأَ مِنْہَا فَاَحْسَنَ وُضُوْءَہٗ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰی قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقُمْتُ فَصَنَعْتُ مِثْلَ مَا صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم ثُمَّ ذَہَبْتُ فَقُمْتُ اِلٰی جَنْبِہٖ فَوَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ

حضرت ابن عباسؓ نے اپنی خالہ ام المومنین میمونہؓ کے گھر رات گذاری۔ کہتے ہیں کہ میں گدے کے عرض میں لیٹ گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی اہلیہ طول میں لیٹ گئے، پس حضور علیہ السلام سو گئے، جب نصف شب ہوئی، نصف شب سے کچھ قبل یا نصف سے کچھ بعد، حضور علیہ السلام بیدار ہوئے بیٹھے اور اپنی آنکھوں سے نیند کے اثر کو ملا اپنے ہاتھ مبارک سے۔ سورۃ آل عمران کی آخری دس آیات تلاوت فرمائیں۔ پرانا مشکیزہ لٹک رہا تھا اٹھے اور اس سے پانی لے کر وضو کیا بہت اچھی طرح وضو کیا۔ پھر آپ نماز کے لیے کھڑے ہو گئے ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ میں نے بھی اسی طرح اٹھ کر کیا جس طرح حضور علیہ السلام نے کیا تھا۔ پھر میں آپ کے پاس بائیں پہلو پر کھڑا ہو گیا نماز کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دائیں ہاتھ مبارک سے میرے کان کو مروڑا اور مجھے دائیں طرف کھڑا کر دیا پھر آپ نے دو دو رکعت کر کے بارہ رکعات ادا فرمائیں۔ پھر وتر ادا کیے۔ پھر آپ لیٹ گئے۔ پھر جب مؤذن آپ کے

وسلم يده اليمنى على رأسي واخذ بأذني اليمنى يفتلها فصلى ركعتين ثم ركعتين ثم ركعتين ثم ركعتين ثم ركعتين ثم ركعتين ثم أوتر ثم اضطجع حتى جاءه المؤذن فقام فصلى ركعتين خفيفتين ثم خرج فصلى الصبح (مسلم ص ۲۶۰ ج ۱، شمائل مع ترمذی ص ۵۸۸)

پاس آیا تو آپ نے دو رکعت ہلکی سی ادا فرمائیں اور پھر صبح کی نماز کے لیے نکلے۔

۴۔ عن زيد بن خالد الجهني انه قال لأرمقن الليلة صلوة رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فتوسدت عتبته او فسطاطه فقام رسول الله صلى الله عليه وسلم فصلى ركعتين طويلتين طويلتين ثم صلى ركعتين وهما دون اللتين قبلهما، ثم صلى ركعتين وهما دون اللتين قبلهما ثم صلى ركعتين وهما دون اللتين قبلهما ثم صلى ركعتين وهما دون اللتين قبلهما ثم صلى ركعتين وهما دون اللتين قبلهما ثم اوتر فذلك ثلث عشرة ركعة (موطا امام مالک ص ۱۰۴، شمائل مع ترمذی ص ۵۸۹)

حضرت زید بن خالد جہنیؓ نے کہا کہ میں ضرور رات کے وقت دیکھوں گا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو، پس میں نے اپنا سر آپ کی دہلیز پر یا آپ کے خیمہ کے دروازے پہ رکھ دیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو کھڑے ہوئے اور آپ نے دو رکعت نماز پڑھی جو بہت طویل تھی پھر آپ نے دو رکعت پڑھی جو پہلی رکعتوں سے کم تھی، پھر آپ نے دو رکعت پڑھی جو پہلی سے کم تھی۔ پھر آپ نے دو رکعت پڑھی جو پہلی سے کم تھی، اسی طرح آپ نے مع وتر کے تیرہ رکعات پڑھیں۔

۵۔ عن انس قال كان رسول الله

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت

صَلَّى اللهُ عليه وسلم يُصَلِّيْ فِيْ
رَمَضَانَ فَجِئْتُ فَقُمْتُ اِلٰى جَنْبِهٖ
وَجَآءَ رَجُلٌ فَقَامَ اَيْضًا حَتّٰى كُنَّا
رَهْطًا، فَلَمَّا حَسَّ النَّبِيُّ صلى
الله عليه وسلم اَنَّا خَلْفَهٗ جَعَلَ
يَتَجَوَّزُ فِي الصَّلٰوةِ ثُمَّ دَخَلَ
رَحْلَهٗ فَصَلّٰى صَلٰوةً لَّا يُصَلِّيْهَا
عِنْدَنَا. قَالَ قُلْنَا لَهٗ حِيْنَ اَصْبَحْنَا
اَفَطِنْتَ لَنَا اللَّيْلَةَ قَالَ فَقَالَ نَعَمْ
ذٰلِكَ الَّذِيْ صَنَعْتُ حَمَلَنِيْ عَلَى
الَّذِيْ صَنَعْتُ"

(مسلم مع نووی ص ۳۵۲ ج ۱ کتاب الصوم)

صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک میں نماز پڑھتے تھے
(رات کے وقت) پس میں آیا اور آپ کے پہلو میں
کھڑا ہوگیا۔ اسی طرح ایک اور شخص آیا تو وہ بھی ساتھ
کھڑا ہوگیا۔ یہاں تک کہ ہم ایک گروہ بن گئے۔
(یعنی کافی آدمی آکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
نماز میں شریک ہوگئے) جب آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے یہ محسوس کیا کہ ہم لوگ آپ کے پیچھے
کھڑے ہیں۔ تو آپ نے نماز میں تیزی کی اور جلدی
اس کو ختم کر کے اپنے حجرہ مبارکہ میں داخل ہوگئے
(اعتکاف کا کمرہ مراد ہے) پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم
اپنے اس کمرہ اعتکاف میں ایسی نماز پڑھتے تھے جو
ہمارے پاس نہیں پڑھتے تھے (یعنی خوب لمبی نماز
تنہائی میں پڑھتے تھے) حضرت انسؓ کہتے ہیں،
جب صبح ہوئی تو ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے
سامنے عرض کیا کہ حضور! کیا آپ نے ہماری کیفیت اور
حالت کو سمجھ لیا تھا، (رات کے وقت) آپ نے فرمایا
کہ ہاں اسی چیز نے مجھے اس بات پر آمادہ کیا جو میں
نے کی تھی۔" (یعنی لوگوں کے ساتھ پڑھنا مناسب
نہ خیال کیا۔ پھر الگ جاکر پڑھی تھی)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو نماز صحابہ کرامؓ کے ساتھ پڑھی تھی وہ الگ تھی اور وہ نماز جو
آپ نے تنہائی میں پڑھی تھی وہ الگ نماز تھی۔ جو (صحابہ کرامؓ کے ہمراہ) جماعت کے ساتھ ادا کی تھی۔
وہ نماز تراویح تھی۔ اور جو الگ ادا کی وہ نماز تہجد تھی۔ بعض لوگ اصرار کرتے ہیں کہ رمضان میں حضور صلی
اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی نماز پڑھی ہے اسی کو تہجد بھی کہہ سکتے ہیں اور وہی تراویح بھی ہے الگ

نماز آپ سے ثابت نہیں۔

لیکن یہ خیال ان کا غلط ہے۔ یہ صحیح حدیث صاف بتا رہی ہے کہ یہ رمضان کا واقعہ ہے۔ اور اعتکاف کی حالت بھی ہے۔ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جماعت کے ساتھ مختصر اور علیحدگی میں لمبی نماز ادا فرمائی۔

اس سلسلہ میں ایک روایت یہ بھی ہے۔

۶۔ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم کَانَ یُصَلِّیْ ذَاتَ لَیْلَۃٍ فِیْ حُجْرَتِہٖ فَجَاءَ نَاسٌ فَصَلَّوْا بِصَلٰوتِہٖ فَخَفَّفَ فَدَخَلَ الْبَیْتَ ثُمَّ خَرَجَ فَعَادَ مِرَارًا کُلَّ ذٰلِکَ یُصَلِّیْ فَلَمَّا اَصْبَحَ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّیْتَ وَنَحْنُ نُحِبُّ اَنْ تَمُدَّ فِیْ صَلٰوتِکَ قَالَ قَدْ عَلِمْتُ بِمَکَانِکُمْ وَعَمَدًا فَعَلْتُ ذٰلِکَ۔

(مسند احمد صفحہ ۱۰۳/۲)

حضرت انسؓ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات اپنے حجرہ مبارکہ میں نماز پڑھ رہے تھے۔ کچھ لوگ آئے اور آپ کے ساتھ نماز میں شریک ہو گئے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں تخفیف کر دی۔ اور مختصر کر کے گھر میں داخل ہو گئے (حجرہ سے مسجد کا کمرہ مراد ہے اور بیت سے اعتکاف کا وہ کمرہ مراد ہے جو اعتکاف کے لیے چٹائی سے بنایا ہوا تھا) مسجد کے کمرہ سے فارغ ہو کر اعتکاف والے کمرے میں داخل ہو گئے۔ اور پھر دوبارہ آپ تشریف لائے۔ اور باہر نماز پڑھنی شروع کی۔ پھر کچھ لوگ ساتھ شریک ہو گئے آپ پھر اسی طرح اس کو مختصر کر کے کمرہ اعتکاف میں داخل ہو گئے۔ (اس اثنا میں آپ وہاں کمرہ اعتکاف میں بھی نماز پڑھتے رہے خوب لمبا کرتے جیسا کہ مسلم کی روایت میں ہے) آپ بار بار ایسا کرتے تھے۔ صبح ہوئی تو صحابہ کرامؓ نے عرض کیا حضور! ہم لوگ تو پسند کرتے تھے کہ آپ نماز لمبی کریں آپ نے فرمایا مجھے تمہاری موجودگی کا اور کیفیت کا

پتہ چل گیا تھا، رات کے وقت، اور میں نے عمداً
ایسا کیا ہے۔

ان روایات سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے۔ کہ رمضان میں تراویح کے علاوہ بھی آپ نے نماز پڑھی ہے۔ جن حضرات نے یہ بات کہی ہے۔ غالباً ان کی توجہ ان روایات کی طرف مبذول نہیں ہو سکی۔ اس کے بعد بھی ان دونوں نمازوں کے ایک ہونے پر اصرار کرنا بے جا ہوگا۔ جب کہ بخاریؒ، مسلمؒ اور دیگر محدثین کرامؒ بھی الگ الگ باب باندھ کر صلوٰۃ تراویح یا قیام رمضان کو الگ بیان کرتے ہیں۔ اور صلوٰۃ تہجد اور قیام لیل کو الگ بیان کرتے ہیں۔

شارح بیجوریؒ لکھتے ہیں۔

وَكَيْفَ كَانَتْ صَلٰوةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِيْ رَمَضَانَ اَیْ فِیْ لَیَالِیْهِ وَقْتَ التَّهَجُّدِ زِيَادَةً عَلٰی مَا صَلَّاهُ بَعْدَ الْعِشَاءِ مِنَ التَّرَاوِيْحِ (بیجوری شرح شمائل ترمذی صـ۱۴۲)

شارح بیجوریؒ لکھتے ہیں، اس حدیث کی شرح میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز رمضان کی راتوں میں تہجد کے وقت کیسی تھی۔
اس نماز کے علاوہ جو آپ عشاء کے بعد تراویح پڑھتے تھے۔

صلوٰۃ الوتر

(نماز وتر)

صلوٰۃ الوتر، صلوٰۃ اللیل (نماز تہجد) صلوٰۃ التراویح یہ سب الگ الگ نمازیں ہیں، محدثین ان نمازوں کے جدا جدا ابواب قائم کرتے ہیں۔ صلوٰۃ اللیل کا الگ اور صلوٰۃ الوتر کا الگ باب،

صلوٰۃ الوتر کے سلسلہ میں کئی باتیں زیر بحث آتی ہیں۔ مثلاً صلوٰۃ الوتر کی حیثیت کیا ہے؟ یہ فرض ہے، واجب ہے یا سنت مؤکدہ، اور دوسری بحث یہ کہ وتر کی کتنی رکعات ہیں، اور یہ کہ اگر وتر تین رکعات ہیں تو پھر دو رکعت پر سلام پھیر کر تیسری رکعت پڑھنی چاہیئے یا ایک ہی سلام کے ساتھ تینوں رکعات ادا کرنی چاہئیں۔

نماز وتر واجب ہے

وتر کی نماز واجب ہے (ہدایہ ص ۹۲ ج ۱، شرح نقایہ ص ۹۶ ج ۱، کبیری ص ۴۱۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر کے بارہ میں حق اور واجب کے مؤکد الفاظ استعمال کیے ہیں، بخلاف صلوٰۃ اللیل، قیام اللیل اور تہجد وغیرہ کے بارہ میں صرف ترغیب ہی دلائی گئی ہے، اور فضیلت بیان کی گئی ہے۔

صلوٰۃ الوتر کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے راحلہ (سواری) سے نیچے اتر کر پڑھا ہے بخلاف نوافل کے کہ وہ سواری پر بھی ادا فرماتے رہے، لیکن وتر کو فرائض کی طرح زمین پر اتر کر ادا کرنے کا ثبوت ملتا ہے۔ اگرچہ وتر کا راحلہ (سواری) پر ادا کرنے کا ثبوت بھی صحیح احادیث میں ملتا ہے۔ لیکن یہ مؤکد ہونے سے پہلے پر محمول ہے یا عذر کی حالت پر۔

وتر کی نماز کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قضاء کرنے کا حکم دیا ہے۔ بخلاف صلوٰۃ اللیل (تہجد) وغیرہ کے متعلق قضا کرنے کا حکم نہیں دیا۔

ائمہ ثلاثہ امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ اور حضرت امام ابوحنیفہؒ کے دونوں شاگرد امام ابو یوسفؒ امام محمدؒ کے نزدیک وتر کی نماز واجب نہیں ہے۔

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک واجب ہے[1]، جیسا کہ اوپر بیان ہوا، محدث نیمویؒ نے لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حذیفہ بن الیمانؓ، امام ابراہیم نخعیؒ اور امام شافعیؒ کے استاذ یوسف بن خالد سمتیؒ، سعید بن المسیبؒ، وابی عبیدہؒ بن عبداللہ بن مسعودؓ، ضحاکؒ، مجاہدؒ، سحنونؒ، اصبغ بن الفرجؒ وغیرہ کا یہی مسلک ہے۔

حضرت امام اعظمؒ نے وجوب پر حسب ذیل احادیث سے دلائل قائم کیے ہیں۔

۱۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم مَنْ نَامَ عَنْ وِتْرِہٖ اَوْ نَسِیَہٗ فَلْیُصَلِّہٖ اِذَا اَصْبَحَ اَوْ ذَکَرَہٗ۔

(مستدرک حاکم ص ۳۰۲/۱ وقال علی شرط الشیخین واقرہ الذہبیؒ، دار قطنی ص ۲۲/۲)

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص وتر سے سو گیا یا بھول گیا، تو جب صبح ہو جائے یا جب اسے یاد آئے اس کو پڑھے۔

۲۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ بُرَیْدَۃَ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یَقُوْلُ اَلْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَّمْ یُوْتِرْ فَلَیْسَ مِنَّا اَلْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَّمْ یُوْتِرْ فَلَیْسَ مِنَّا اَلْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَّمْ یُوْتِرْ فَلَیْسَ مِنَّا

(ابوداؤد ص ۲۰۱/۱، مستدرک حاکم ص ۳۰۵/۱)

حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، وتر حق (واجب) ہے جس نے وتر نہ پڑھے تو وہ ہم میں سے نہیں یہ بات آپ نے تین دفعہ ارشاد فرمائی۔

۳۔ عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قَالَ اَلْوِتْرُ حَقٌّ وَاجِبٌ[1] دار قطنی ص ۲۲/۲

حضرت ابوایوبؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وتر حق (ثابت) واجب ہے۔

---

[1] امام دار قطنیؒ نے کہا ہے کہ اس روایت میں واجب کا لفظ غیر محفوظ ہے۔ کیونکہ یہ لفظ نقل کرنے میں

باقی حاشیہ ص ۔۔۔ پر

ورجاله ثقات تلخیص الحبیر ص۱۳۲ ج۲

(ابوداؤد طیالسی ص۸۱)

۴۔ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ حُذَافَةَ الْعَدَوِيِّ رض قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَمَدَّكُمْ بِصَلٰوةٍ هِيَ خَيْرٌ لَّكُمْ مِنْ حُمُرِ النَّعَمِ وَهِيَ الْوِتْرُ

(ابوداؤد ص۲۰۱ ج۱، مستدرک حاکم ص۳۰۶ ج۱، وقال صحیح الاسناد ترمذی ص۶۱)

حضرت خارجہ رض سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا "بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہیں امداد پہنچائی ہے یا تمہارے لیے ایک نماز زائد کی ہے جو تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے زیادہ بہتر ہے، اور وہ نماز وتر ہے۔

۵۔ عَنْ اَبِيْ تَمِيْمٍ الْجَيْشَانِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ رض يَقُوْلُ اَخْبَرَنِيْ رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ زَادَكُمْ صَلٰوةً فَصَلُّوْهَا

ابوتمیم جیشانی رح حضرت عمرو بن العاص رض سے نقل کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ایک شخص نے بتایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے ایک نماز زائد کی (یعنی فرائض کے ساتھ اس کو زیادہ کیا ہے) پس تم اس نماز کو عشاء اور صبح کے درمیان پڑھو، اور وہ نماز وتر ہے

بقیہ حاشیہ

محمد بن حسان الازرق منفرد ہے، اس کا کوئی متابع نہیں، دارقطنی کی سند یوں ہے۔ محمد بن حسان الازرق عن سفیان بن عیینۃ عن الزھری۔

دارقطنی کا یہ کہنا صحیح نہیں کیونکہ ابوداؤد طیالسی کی روایت میں یزید بن ہارون عن سفیان بن حسین عن الزہری اس کا متابع ہے، لیکن یہ حَقٌّ اَوْ وَاجِبٌ سے نقل کرتا ہے۔

علاوہ ازیں دیگر سندوں کے ساتھ طبرانی اور مسند بزار میں حضرت عبداللہ بن مسعود رض و ابن عباس رض و ابوایوب انصاری رض سے بھی یہ لفظ منقول ہے۔ اگرچہ یہ سندیں قوی نہیں، لیکن متابعت اور تائید کے لیے کافی ہیں۔ سراقی

فِيمَا بَيْنَ الْعِشَاءِ إِلَى الصُّبْحِ الْوِتْرَ
الْوِتْرَ أَلَا وَإِنَّهُ أَبُو بَصْرَةَ الْغِفَارِيُّ
قَالَ أَبُو تَمِيمٍ فَكُنْتُ أَنَا وَأَبُو ذَرٍّ
قَاعِدَيْنِ قَالَ فَأَخَذَ بِيَدِي أَبُو ذَرٍّ
فَانْطَلَقْنَا إِلَى أَبِي بَصْرَةَ فَوَجَدْنَاهُ
عَلَى الْبَابِ الَّذِي يَلِي بَابَ عَمْرٍو
فَقَالَ أَبُو ذَرٍّ يَا أَبَا بَصْرَةَ أَنْتَ
سَمِعْتَ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه
وسلم يَقُولُ إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ
زَادَكُمْ صَلَاةً فَصَلُّوهَا فِيمَا
بَيْنَ الْعِشَاءِ إِلَى صَلَاةِ الصُّبْحِ
الْوِتْرَ الْوِتْرَ قَالَ نَعَمْ قَالَ أَنْتَ
سَمِعْتَهُ، قَالَ نَعَمْ۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ
وَالطَّبَرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ وَلَهُ إِسْنَادَانِ
عِنْدَ أَحْمَدَ أَحَدُهُمَا رِجَالُهُ
رِجَالُ الصَّحِيحِ (مجمع الزوائد ص۲۳۹ ج۲،
مستدرک حاکم ص۵۹۳ ج۳، مسند احمد ص۷ ج۶)

راوی کہتا ہے کہ وہ صحابی حضرت ابوبصرہ غفاریؓ
ہے ابوتمیمؒ کہتے ہیں کہ میں اور حضرت ابوذر غفاریؓ
بیٹھے ہوئے تھے حضرت ابوذرؓ نے میرا ہاتھ پکڑا
اور ہم ابوبصرہؓ کے پاس گئے، حضرت ابوذرؓ نے
ابوبصرہؓ سے پوچھا کہ تم نے یہ بات آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے کہ آپ نے فرمایا
بے شک اللہ تعالےٰ نے تمہارے لیے ایک
نماز زیادہ کی ہے تم اس کو عشاء اور صبح کے درمیان
پڑھو، اور وہ نماز وتر ہے، تو ابوبصرہؓ نے کہا کہ
ہاں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات
سنی ہے۔ (مسند احمد میں صحیح سند کے ساتھ
یہ بات مذکور ہے کہ حضرت عمرو بن العاصؓ
نے جمعہ کے خطبہ میں یہ بات ذکر کی تھی)

۶- عَنْ طَاوُسٍ الْوِتْرُ وَاجِبٌ
يُعَادُ إِلَيْهِ إِذَا نَسِيَ۔
(مصنف عبدالرزاق ص۸ ج۳)

حضرت طاؤسؒ کہتے ہیں کہ وتر واجب ہے۔
جب کوئی شخص بھول جائے، تو قضا کرے۔

۷- عَنْ حَمَّادٍ قَالَ أَوْتِرْ وَإِنْ
طَلَعَتِ الشَّمْسُ (مصنف عبدالرزاق ص۱ ج۳)

حضرت حمادؒ کہتے کہ وتر پڑھو اگرچہ سورج طلوع
ہو جائے (یعنی قضاء پڑھنا بھی واجب ہے)

۸- عَنْ وَبَرَةَ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ

حضرت وبرہؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمرؓ

عُمَرَ عَنْ رَجُلٍ اَصْبَحَ وَلَمْ يُوْتِرْ قَالَ اَرَأَيْتَ لَوْ نِمْتَ عَنِ الْفَجْرِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ اَلَيْسَ كُنْتَ تُصَلِّيْ كَاَنَّهٗ يَقُوْلُ يُوْتِرُ

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۹۰/۲)

سے پوچھا اگر کوئی شخص سوتے سوتے صبح کرے اور اس نے وتر نہ پڑھے ہوں تو وہ کیا کرے۔ حضرت ابن عمرؓ نے کہا اگر تم صبح کی نماز سے سو جاؤ، یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے تو کیا تم صبح کی نماز نہیں پڑھو گے؟ گویا کہ انہوں نے کہا جیسے صبح کی نماز پڑھتے ہو اسی طرح وتر بھی قضا پڑھو۔

۹۔ عَنِ الشَّعْبِيِّ وَعَطَاءٍ وَالْحَسَنِ وَطَاؤُسٍ وَمُجَاهِدٍ قَالُوْا لَا تَدَعِ الْوِتْرَ وَاِنْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۹۰/۲)

حضرت امام شعبیؒ، عطاء بن ابی رباحؒ، حسن بصریؒ، طاؤسؒ، مجاہدؒ کہتے ہیں کہ وتر کو نہ چھوڑ اگرچہ سورج طلوع ہو جائے (یعنی اگر قضاء پڑھنی پڑے تو قضا پڑھو)

۱۰۔ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ لَا تَدَعِ الْوِتْرَ وَلَوْ تَنَصَّفَ النَّهَارُ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۹۰/۲)

حضرت امام شعبیؒ کہتے ہیں کہ وتر کو نہ چھوڑ اگرچہ دوپہر کو ہی کیوں نہ پڑھے۔

۱۱۔ حضرت سعید بن جبیرؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اپنی سواری پر نفل ادا کرتے تھے اور جب وتر پڑھتے تو سواری سے نیچے اتر کر زمین پر ادا کرتے (مسند احمد ص ۴/۲)

۱۲۔ ہشامؒ اپنے والد حضرت عروہؒ کے بارہ میں بیان کرتے ہیں کہ وہ سواری پر نفل پڑھتے تھے، جدھر بھی سواری کا رخ ہوتا ـــــ پیشانی نیچے نہیں رکھتے تھے، بلکہ سر کے اشارہ سے رکوع و سجدہ کر لیتے تھے، اور جب سواری سے نیچے اترتے تھے تو وتر ادا کرتے تھے۔

(موطا امام محمد ص ۱۲۴، مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۰۳/۲ کتاب الحجہ ص ۱۸۹/۱)

۱۳۔ حضرت امام ابراہیم نخعیؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سواری پر ہی نفل نماز پڑھتے جدھر سواری کا رخ ہوتا تھا، اشارہ سے ہی رکوع اور سجدہ کرتے تھے، اور آیت سجدہ اگر تلاوت کرتے ـــــ تو بھی اشارہ سے سجدہ ادا کرتے تھے، فرض نماز اور وتر کے لیے نیچے اترتے تھے۔

(موطا امام محمد ص ۱۲۴ کتاب الحجہ ص ۱۸۹/۱)

۱۴۔ نافعؒ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے بارہ میں بیان کرتے ہیں وہ نوافل سواری پر ہی پڑھتے تھے جدھر بھی سواری کا رُخ ہوتا تھا، اور جب آپ وتر پڑھنے کا ارادہ کرتے تھے تو نیچے اتر کر پڑھتے تھے (موطا امام محمد صـ۱۲۳، کتاب الحجہ صـ ۱۹۰/۱)

۱۵۔ حصینؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نفل نماز سواری پر پڑھتے تھے جدھر سواری کا رُخ ہوتا، اور جب فرض نماز یا وتر کا موقع ہوتا تو سواری سے اتر کر زمین پر پڑھتے تھے،
(موطا امام محمد صـ۱۲۳، کتاب الحجہ صـ ۱۸۸/۱)

۱۶۔ مجاہدؒ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نفل نماز سواری پر پڑھتے تھے اور صبح کے طلوع سے کچھ پہلے سواری سے اتر کر وتر پڑھتے تھے (موطا امام محمد صـ۱۲۴)

۱۷۔ مجاہدؒ کہتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی رفاقت میں مکہ سے مدینہ کے سفر میں تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سب نوافل سواری پر پڑھتے تھے، مگر فرض نماز اور وتر کے لیے زمین پر اترتے تھے، میں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے پوچھا تو انہوں نے کہا رسول اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کرتے تھے، نوافل تو سواری پر جدھر رُخ ہوتا اشارہ سے پڑھتے تھے، اور سجدہ کو ذرا رکوع سے زیادہ پست کرتے تھے۔ (موطا امام محمد صـ۱۲۴ کتاب الحجہ صـ ۱۸۸/۱)

۱۸۔ ابن عونؒ کہتے ہیں میں نے حضرت امام قاسمؒ سے پوچھا کہ کوئی شخص وتر سواری پر پڑھتا ہے۔ اس کے بارہ کیا حکم ہے تو امام قاسمؒ نے کہا کہ لوگوں نے کہا ہے حضرت عمرؓ وتر زمین پر اُتر کر پڑھتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ صـ ۳۰۲/۲، کتاب الحجہ صـ ۱۸۸/۱)

۱۹۔ حضرت ابراہیم نخعیؒ نے کہا ہے کہ اسلاف کرام اپنی سواریوں اور جانوروں پر نوافل پڑھتے رہتے تھے لیکن فرض نماز اور وتر زمین پر اتر کر پڑھتے تھے (مصنف ابن ابی شیبہ صـ ۳۰۲/۲)

۲۰۔ ہارون بن ابراہیمؒ کہتے ہیں، میں نے حضرت حسن بصریؒ سے دریافت کیا کہ میں سواری کے جانور پر نماز پڑھ سکتا ہوں، تو انہوں نے کہا ہاں پڑھ سکتے ہو، میں نے کہا کہ وتر بھی سواری پر پڑھ سکتا ہوں؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔

اور اسی طرح امام محمد ابن سیرینؒ نے بھی کہا ہے کہ وتر زمین پر اتر کر پڑھو۔
(مصنف ابن ابی شیبہ صـ ۳۰۲/۲)

حضرت امام محمدؒ کہتے ہیں کوئی حرج نہیں کہ مسافر نفل نماز سواری پر اشارہ سے پڑھے جدھر بھی اس کا رُخ ہو، اور سجدہ رکوع سے ذرا پست کرے، لیکن وتر اور فرض یہ دونوں زمین پر ادا کیے جائیں عام آثار اسی طرح آئے ہیں (موطا امام محمد ص۱۲۴)

اور اسی طرح امام ابُوحنیفہؒ سے مروی ہے (کتاب الحجہ ص ۱۸۲/۱)

یہ تمام روایات اور اس طرح کی دیگر روایات وتر کے مؤکد اور واجب ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔

دوسرے ائمہ کرام وتر کے سنّت ہونے پر مندرجہ ذیل روایات سے استدلال کرتے ہیں۔

۱۔ ایک تو اعرابی والی حدیث سے جسمیں ہے، کہ اعرابی نے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم سے دریافت کیا مجھ پر ان پانچ نمازوں کے علاوہ بھی کوئی نماز فرض ہے: تو آپ نے فرمایا: نہیں ان کے علاوہ کوئی نماز فرض نہیں الّا یہ کہ تم نفل کے طور پر پڑھو۔

امام ابُوحنیفہؒ اور احناف کرام یہ جواب دیتے ہیں کہ یہ بات وتر کے مؤکد ہونے سے پہلی کی ہے۔

۲۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرض نماز راحلہ (سواری) سے نیچے اتر کر پڑھتے تھے اور وتر سواری پر ہی پڑھ لیتے تھے، اس سے معلوم ہوا کہ وتر واجب نہیں۔

امام طحاویؒ نے اس کا یہ جواب دیا ہے۔ حضرت ابن عمرؓ سے جو منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم وتر کی نماز سواری پر ادا فرما لیتے تھے، یہ بات وتر کے مؤکد ہونے سے پہلے کی ہے، اس کے بعد وتر کا مؤکد اور واجب ہونا واقع ہوا ہے (طحاوی ص ۲۴۹/۱)

اِنَّ اللّٰهَ اَمَدَّكُمْ بِصَلٰوةٍ هِيَ خَيْرٌ لَّكُمْ مِّنْ حُمُرِ النَّعَمِ کے الفاظ سے اس بات کو سمجھا جا سکتا ہے۔

دوسرا جواب امام طحاویؒ نے اس طرح دیا ہے، کہ حضرت ابن عمرؓ سواری پر نوافل پڑھتے تھے اور وتر زمین پر اتر کر پڑھتے تھے، اور وہ یہ کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

حضرت ابن عمرؓ کا یہ واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کا ہے، جس سے

معلوم ہوتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری عمر میں وتر سواری سے نیچے اتر کر پڑھتے تھے۔

(طحاوی صـ ۲۴۹/۱)

۳ - سعید بن یسارؒ کہتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے ساتھ مکہ کے راستہ پر چل رہا تھا، مجھے جب صبح ہونے کا خطرہ ہوا تو میں نے سواری سے اتر کر وتر ادا کیے پھر میں عبداللہ بن عمرؓ سے جا ملا، انہوں نے مجھ سے کہا کہ تم کہاں چلے گئے تھے، میں نے کہا کہ مجھے صبح کا خطرہ ہوا تو میں نے اتر کر وتر ادا کیے عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کیا تمہارے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل میں نمونہ نہیں آپ اونٹ پر بھی وتر ادا کرتے تھے۔ (موطا امام مالک صـ ۱۰۹/۱)

اگرچہ صحیح روایات میں وتر کا سواری پر پڑھنا بھی آپ سے ثابت ہے، احناف کرام یہ کہتے ہیں اگر یہ وتر کے مؤکد ہونے کے بعد ہے تو پھر بھی عذر کی وجہ سے تھا، مثلاً بارش گارہ وغیرہ، سفر ہو اور زمین پہ اتر کر پڑھنے کا موقع نہ ہو تو پھر اونٹ پر بھی آپ نے بعض اوقات وتر ادا فرمائے ہیں۔

رکعات وتر

وتر حضرت اعظم ابوحنیفہؒ اور احناف کرام کے نزدیک تین رکعات ہی ہیں۔

(ہدایہ صـ ۹۴/۱، شرح نقایہ صـ ۹۷/۱، کبیری صـ ۴۱۱)

جس طرح مغرب کی نماز جس کو وتر النہار کہا جاتا ہے، اور ان کے درمیان دو رکعت پر سلام پھیرنا جائز نہیں اسی طرح وتر اللیل میں بھی ایک ہی سلام کے ساتھ تین رکعات ہیں۔ امام شافعیؒ اور احمدؒ کہتے ہیں کہ صرف ایک رکعت کے ساتھ بھی وتر کرنا جائز ہے۔ (میزان الکبریٰ صـ ۱۸۲/۱)

امام مالکؒ کے نزدیک بھی وتر تین ہی رکعات ہیں، اس سے کم نہیں، البتہ دو رکعات کے بعد سلام پھیرنا جائز ہے اور پھر تیسری رکعت الگ پڑھنی جائز ہے۔

حضرت امام مالکؒ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی روایت پہ بحث کرتے ہوئے جس میں ذکر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کے بعد ایک رکعت کے ساتھ وتر کرتے تھے۔"

لکھتے ہیں۔

وَلَيْسَ عَلٰى هٰذَا الْعَمَلُ عِنْدَنَا وَلٰكِنَّ أَدْنَى الْوِتْرِ ثَلَاثٌ (موطا امام مالک صـ ۱۱۰)

ہمارے نزدیک اس پر عمل نہیں ہے، یعنی ایک رکعت وتر پر اکتفا کرنا درست نہیں، بلکہ ادنیٰ وتر ہمارے

نزدیک تین رکعات ہیں۔

امام ابو حنیفہؒ و احناف مندرجہ ذیل روایات سے استدلال کرتے ہیں۔

۱۔ حضرت زید بن خالد الجہنیؓ کہتے ہیں میں نے تہیہ کیا کہ میں ضرور رات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز دیکھوں گا، چنانچہ آپ نے پہلے دو رکعتیں (تحیۃ الوضوء) ہلکی اور مختصری ادا فرمائی پھر اس کے بعد دو رکعت بہت لمبی ادا فرمائی، پھر اس کے بعد دو رکعات جو پہلی دو رکعتوں سے کم تھیں ادا فرمائیں، پھر اس کے بعد دو رکعت جو پہلی دو رکعتوں سے کم تھیں ادا فرمائیں۔ پھر دو رکعت جو ان سے کم تھیں ادا فرمائیں، پھر دو رکعت جو ان سے کم تھیں ادا فرمائیں۔ پھر آپ نے وتر ادا فرمائے، پس یہ تیرہ رکعات نماز ہوئی (مسلم ص ۲۶۲ ج ۱)

اس روایت سے واضح طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دس رکعات نفل (تہجد) ادا فرمائے، اور تین رکعات وتر یہ مع وتر کے تیرہ رکعات ہوئیں۔

اور وتر کے بعد جو آپ بیٹھ کر دو رکعات پڑھتے تھے، ان کا ذکر اس روایت میں نہیں ہے وہ آپ عام دستور کے مطابق ادا فرماتے تھے، تو جملہ رکعات پندرہ ہوئیں۔

۲۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے بھی منقول ہے کہ انہوں نے رات گذاری حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں۔ یعنی اپنی خالہ ام المؤمنین حضرت میمونہؓ کے گھر میں، حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو بیدار ہوئے، مسواک کی، وضو کیا اور سورۃ آل عمران کے آخری رکوع کی آیات تلاوت فرمائیں، پھر آپ کھڑے ہوئے اور دو رکعت نماز ادا فرمائی، بہت لمبا قیام کیا، اسی طرح رکوع اور سجود بھی، پھر پلٹ کر آپ سو گئے، یہاں تک کہ خراٹے بھرنے لگے، پھر آپ نے یہ عمل تین مرتبہ کیا، سو کر اٹھتے اور پھر مسواک اور وضو کر کے دو رکعت ادا فرماتے، اور ہر مرتبہ سورۃ آل عمران کی آخری آیات تلاوت فرماتے، یہ چھ رکعات ہوئیں (پہلی دو بہت لمبی رکعت بھی اس کے ساتھ ملالی جائیں تو یہ جملہ آٹھ رکعات ہوئیں)

ثُمَّ اَوْتَرَ بِثَلَاثٍ   پھر آپ نے تین رکعات وتر ادا فرمائے۔

(مسلم ص ۲۶۱ ج ۱)

وتر کے بعد والی دو رکعات کا ذکر اس روایت میں بھی نہیں، لیکن وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم کے عام دستور کے مطابق ان کے ساتھ شامل ہیں۔ تو جملہ تیرہ رکعات ہوئیں، دوسری روایت میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ اس طرح بیان کر گئے ہیں۔ کہ

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشَرَةَ رَكْعَةً۔ (مسلم ص۲۶۱ ج۱، بخاری ص۱۵۳ ج۱)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو تیرہ رکعات ادا فرماتے تھے۔

۳۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی ایک اور روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں (یہ دوسرے موقع کی بات ہے) کہ میں نے اپنی خالہ ام المؤمنین حضرت میمونہؓ کے گھر رات گزاری حضور صلی اللہ علیہ وسلم رات کو بیدار ہوئے، آپ نے مشکیزہ سے پانی لیا، اور پھر اچھی طرح وضو کیا، پھر آپ نماز پر کھڑے ہو گئے اور میں نے بھی اسی طرح وضو کیا، اور آپ کے بائیں جانب کھڑا ہو گیا، آپ نے مجھے پکڑ کر دائیں جانب کھڑا کر دیا۔

فَتَكَامَلَتْ صَلٰوةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ عَشَرَةَ رَكْعَةً (مسلم ص۲۶۱ ج۱)

پس مکمل ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تیرہ رکعات۔

۴۔ اور ایک روایت میں اس طرح آتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں۔

فَصَلّٰى فِيْ تِلْكَ اللَّيْلَةِ ثَلَاثَ عَشَرَةَ رَكْعَةً (مسلم ص۲۶۰ ج۱)

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رات میں تیرہ رکعات نماز پڑھی۔

۵۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایت میں بھی تیرہ رکعات کا ذکر ہے۔ ابو سلمہؓ کہتے ہیں کہ میں نے ام المؤمنینؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے متعلق دریافت کیا۔ تو ام المؤمنینؓ نے کہا

كَانَ يُصَلِّيْ ثَلَاثَ عَشَرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّيْ ثَمَانَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ يُوْتِرُ ثُمَّ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ (مسلم ص۲۵۴ ج۱)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تیرہ رکعات پڑھتے تھے، پہلے آپ آٹھ رکعات پڑھتے تھے، پھر وتر (تین رکعات) پڑھتے تھے، پھر دو رکعتیں بیٹھ کر پڑھتے تھے۔

یہی وہ آٹھ رکعات ہیں جن کا ذکر دوسری روایت میں آتا ہے، جس کو امام بخاری نے کتاب التہجد باب قیام النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی رمضان وغیرہ" میں اور باب "فضل من قام رمضان" دونوں بابوں میں ذکر کر دیا ہے، جس سے بعض حضرات کو اشتباہ ہو گیا ہے کہ قیام لیل اور صلوٰۃ تراویح ایک ہی نماز ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے، قیام لیل تو سال بھر ہوتا ہے اور تراویح صرف رمضان کے ساتھ خاص ہیں، عام طور پر آٹھ رکعات نفل اور تین رکعات وتر سال بھر آپ ادا کرتے رہتے تھے لیکن بعض اوقات اس میں کمی بیشی بھی واقع ہوئی ہے، ام المؤمنین ہی کی روایت میں بیان ہے۔

۵۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تیرہ رکعات بمع وتر اور فجر کی سنتوں کے پڑھتے تھے (بخاری ص $\frac{۱۵۲}{۱ج}$)

ایک اور روایت میں ہے کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد فجر کی نماز تک درمیان میں عام طور پر گیارہ رکعات نماز پڑھتے تھے، ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرتے تھے اور ایک رکعت کے ساتھ سب نمازوں کو وتر بناتے تھے (مسلم ص $\frac{۲۵۴}{۱ج}$)

۶۔ ام المؤمنین سے ایک اور روایت ہے، ام المؤمنین کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت تیرہ رکعات پڑھتے ان میں سے پانچ کے ساتھ وتر کرتے تھے، ان پانچ میں نہیں بیٹھتے تھے مگر آخر میں (مسلم ص $\frac{۲۵۴}{۱ج}$)

۷۔ ام المؤمنین کے بھتیجے نے جب ان سے سوال کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز رمضان میں کیسی ہوتی تھی تو ام المؤمنین نے جواب دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں زیادہ کرتے تھے۔ رمضان میں اور نہ غیر رمضان میں گیارہ رکعت پر، آپ چار رکعت پڑھتے تھے، نہ پوچھو ان کے حسن اور درازی سے، پھر آپ چار رکعت پڑھتے تھے، نہ پوچھو ان کے حسن اور درازی سے یعنی بہت لمبی لمبی رکعات اور بہت ہی اچھی طرح پڑھتے تھے، پھر تین رکعات (وتر) پڑھتے تھے۔

(مسلم ص $\frac{۲۵۴}{۱ج}$)

یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت عام حالات میں رہی ہے، لیکن اس کے خلاف بھی ثابت ہے، مثلاً

۸۔ ام المؤمنین کی دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ

تِسْعَ رَكَعَاتٍ فَإِنَّمَا يُوتِرُ مِنْهُنَّ — (بعض حالات میں) آپ نو رکعات پڑھتے تھے، کھڑے ہو کر اور وتر بھی انہیں نو رکعات کے اندر تھے۔ (مسلم ص ۲۵۵ ج ۱)

اس روایت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعض اوقات چھ رکعات نفل پڑھتے تھے، اور تین رکعات وتر جملہ نو رکعات پڑھتے، بعض روایات میں آٹھ رکعات نفل تین وتر اور دو رکعات فجر کی سنتوں کو بھی شمار کر لیا گیا ہے۔ جملہ تیرہ رکعات بنتی ہیں (مسلم ص ۲۵۵ ج ۱)

۹۔ مسروقؒ کہتے ہیں کہ میں نے ام المؤمنینؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تہجد کے بارہ پوچھا تو انہوں نے کہا۔

فَقَالَتْ سَبْعٌ وَتِسْعٌ وَّ إِحْدٰى عَشَرَةَ سِوٰى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ — فجر کی سنتوں کے علاوہ سات کبھی نو یا گیارہ رکعات پڑھتے تھے۔

۱۰۔ نیز ام المؤمنینؓ کی وہ روایت کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو گیارہ رکعات پڑھتے تھے، اور ایک رکعت کے ساتھ وتر بناتے تھے۔ پھر دائیں پہلو پر لیٹ جاتے تھے، یہاں تک کہ مؤذن آتا تھا پھر آپ دو رکعت ہلکی سی (صبح کی سنتیں) پڑھتے تھے۔ (مسلم ص ۲۵۳ ج ۱)

۱۱۔ اور جس روایت میں وتروں کا ذکر نہیں اس کے مطابق وتروں کے علاوہ جملہ بارہ رکعات بنتی ہیں۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ وَّرَكْعَتَيْنِ جَالِسًا وَّرَكْعَتَيْنِ بَيْنَ النِّدَائَيْنِ۔ — ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آٹھ رکعات (تہجد) پڑھتے اور دو رکعت بیٹھ کر اور دو رکعت (فجر کی) اذان اور اقامت کے درمیان پڑھتے

(بخاری ص ۱۵۵ ج ۱)

۱۲۔ جس روایت میں تحیۃ الوضوء، وتر اور وتر کے بعد کی دو رکعت او[ر] [فجر کی سنتو]ں کو بھی شامل کیا گیا ہے، اس میں جملہ ۱۷ رکعات کا ذکر ہے۔ جیسا کہ طاؤ[س] [کی] [سند] [صحیح] کے ساتھ ایک روایت ہے۔

عَنْ طَاؤُوسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يُصَلِّيْ سَبْعَةَ عَشَرَ رَكْعَةً مِنَ اللَّيْلِ

حضرت طاؤوسؒ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو سترہ رکعات پڑھتے تھے۔

(مصنف عبدالرزاق ص ۲۸ ج ۳)

۱۴- سعد بن ہشامؒ نے جب ام المومنینؓ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز اور وتر کے بارہ میں دریافت کیا تو ام المومنینؓ نے کہا کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے وضوء کا پانی اور مسواک رکھ دیتے تھے اللہ تعالیٰ آپ کو جب جس حصہ میں بیدار کرتا آپ مسواک کرتے وضوء بناتے اور نو رکعات نماز پڑھتے۔ آپ ان میں بیٹھتے نہیں تھے مگر آٹھویں رکعت پر، پس اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے، اس کی حمد کرتے اور دعا کرتے پھر آپ اٹھتے[1] اور آپ سلام نہیں پھیرتے تھے، پھر نویں رکعت پڑھ کر بیٹھتے، اللہ تعالیٰ کا

---

[1] حضرت سعد بن ہشامؒ کی یہ روایت جو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی سے ہے، اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ آپ آٹھویں رکعت پر بیٹھتے تھے، اور ذکر و دعا کرنے کے بعد اٹھ کھڑے ہوتے تھے، سلام نہیں پھیرتے تھے، نویں رکعت مکمل کرنے کے بعد سلام پھیرتے تھے الخ

اس حدیث میں یقیناً نو رکعات ایک ہی سلام سے پڑھنی مراد نہیں، اس لیے کہ ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرنے کا ذکر صحیح درجہ اولیٰ کی روایات سے ثابت ہے۔ تمام روایات کو سامنے رکھ کر اس حدیث کا معنی متعین کرنا چاہیئے۔ کیونکہ دو رکعت کے بعد، یا ام المومنینؓ کی دوسری روایت کے مطابق چار رکعات کے بعد سلام پھیرنے کا ذکر ہے اور حدیث صلوٰۃ اللیل مثنیٰ مثنیٰ سے بھی قطعی ثبوت ملتا ہے۔

لامحالہ اس روایت کا معنی متعین کرنا ہوگا۔ بعض نے اس کا معنی اس طرح کیا ہے۔

کہ آٹھویں رکعت پر صرف تشہد کے لیے بیٹھتے تھے، اور سلام نہیں پھیرتے تھے، جب تک ساتھ نویں رکعت پوری نہ کر لیتے، برخلاف پہلی رکعتوں کے کہ ان میں ہر دو رکعت پہ (یا بعض روایات کے مطابق چار رکعت پہ) سلام پھیر دیتے تھے۔

اس میں وتر کا تین رکعات ہونا ایک سلام کے ساتھ واضح طور پہ ثابت ہوتا ہے کیونکہ یہ آخری تین رکعات وتر کی ہیں، اس کے بعد دو رکعت نفل بیٹھ کر پڑھنا بطور نفل کے ہے۔ (عبدالحمید سواتی)

ذکر اور حمد کرتے دعا کرتے، اور پھر سلام پھیرتے ایسی آواز سے کہ ہم کو سنا دیتے تھے، پھر اس کے بعد دو رکعت بیٹھے ہوئے پڑھتے تھے۔ پس یہ گیارہ رکعات ہو گئیں، اے بیٹے! پھر جب آپ کی عمر مبارک زیادہ ہو گئی اور جسم مبارک بھاری ہو گیا تو آپ نے سات رکعات کے ساتھ وتر کیا (یعنی مع وتر کے سات رکعات پڑھیں) اور پھر دو رکعت پڑھیں اور یہ نو رکعات ہو گئیں، اے بیٹے! اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھتے تھے تو اس پر مداومت کو پسند فرماتے تھے، اور جب کبھی آپ پر نیند کا غلبہ ہوتا تھا یا کوئی تکلیف ہوتی تھی، اور رات کو آپ قیام نہیں کر سکتے تھے، تو دن کے وقت بارہ رکعات ادا فرماتے تھے، اور میں نہیں جانتی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سارا قرآن پاک ایک رات میں پڑھا ہو، اور نہ ساری رات صبح تک نماز پڑھی ہو، اور نہ آپ نے کسی مہینے میں کامل روزے رکھے ہوں، سوائے رمضان کے (مسلم ص۲۵۶ ج۱)

۱۴۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے رات کی نماز کے بارہ میں سوال کیا، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

"رات کی نماز دو دو رکعت ہوتی ہے جب تم میں سے کسی شخص کو خطرہ ہو کہ صبح ہو جائیگی تو ایک رکعت پڑھے، یہ تمام پڑھی ہوئی نماز کو وتر (طاق) بنا دے گی (مسلم ص۲۵۷ ج۱)

۱۵۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے ہی ایک دوسری روایت میں یہ آتا ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے رات کی نماز کے بارہ میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا "رات کی نماز دو دو رکعت ہوتی ہے، جب تم کو صبح کا خطرہ ہو تو ایک رکعت کے ساتھ وتر کر و (مسلم ص۲۵۷ ج۱، موطا امام مالک ص۴۳)

۱۶۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے ہی ایک اور روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا حضور! رات کی نماز کیسے ہوتی ہے؟ آپ نے فرمایا۔

"دو دو رکعت ہوتی ہے، جب تمہیں صبح کے ظاہر ہو جانے کا خطرہ ہو تو ایک رکعت پڑھ کر وتر بنا دو اور اپنی آخری نماز رات کے وقت وتر بناؤ (مسلم ص۲۵۷ ج۱)

۱۷۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ جو شخص رات کو نماز پڑھتا ہے، اس کو چاہیے وہ اپنی آخری نماز وتر بنائے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی بات کا حکم دیتے تھے۔ (مسلم ص۲۵۷ ج۱)

۱۸۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کیا ہے۔

اِجْعَلُوْا اٰخِرَ صَلٰوتِکُمْ بِاللَّیْلِ وِتْرًا (مسلم ص۲۵۷ ج۱) اپنی آخری نماز رات کے وقت وتر بناؤ۔

۱۹۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بھی نقل کیا ہے

مَنْ صَلّٰی فَلْیُصَلِّ مَثْنٰی مَثْنٰی فَاِنْ اَحَسَّ اَنْ یُّصْبِحَ سَجَدَ سَجْدَةً فَاَوْتَرَتْ لَهٗ مَا صَلّٰی (مسلم ص۲۵۷ ج۱)

جو شخص رات کو نماز پڑھتا ہے، تو ۲، ۲ دو رکعت پڑھے پس اگر وہ محسوس کرے کہ صبح ہو جائیگی تو ایک رکعت پڑھ لے تمام پڑھی ہوئی نماز کو وتر بنا دیگی

۲۰۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ سے مثنیٰ مثنیٰ کے بارہ میں پوچھا گیا،

قِیْلَ لِابْنِ عُمَرَ مَا مَثْنٰی مَثْنٰی قَالَ اَنْ تُسَلِّمَ فِیْ کُلِّ رَکْعَتَیْنِ۔ (مسلم ص۲۵۷ ج۱)

حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ سے کہا گیا کہ مثنیٰ مثنیٰ سے کیا مراد ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ اس سے مراد یہ ہے تم ہر دو رکعت پر سلام پھیر دو۔

امام ابن دقیق العیدؒ کہتے ہیں کہ

"یہ وتر والی حدیث چاہتی ہے اس ایک رکعت سے پہلے شفع یعنی دو رکعت ہوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان "صلوٰة اللیل مثنیٰ مثنیٰ" اور "توتر ما صلّٰی" کے الفاظ میں پس اگر کوئی شخص نماز عشاء کے بعد بغیر شفع کے ہی وتر پڑھ لے تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو ادا کرنے والا نہیں ہوگا۔[1] (احکام الاحکام ص۲۴۰ ج۱)

جو حضرات ایک رکعت وتر کے قائل ہیں۔ ان کی خدمت میں عرض ہے کہ

۱۔ حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں حافظ ابن صلاحؒ نے کہا ہے۔

ہم نہیں جانتے وتر کی روایات میں باوجود کثیر ہونے کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ایک ہی رکعت پڑھی ہو" (تلخیص الحبیر ص۱۵ ج۲)

۲۔ امام احمدؒ نے کہا ہے

ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ وتر ایک رکعت ہے لیکن تنہا نہیں بلکہ اس سے پہلے دس رکعات ہیں پھر ان کے بعد وتر پڑھ کر پھر سلام پھیرے۔ (مغنی ابن قدامہ ص۱۵۰ ج۲)

۳۔ حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں

"جن لوگوں نے یہ استدلال کیا ہے کہ وتر کی ایک رکعت الگ تھی، ان پر گرفت کی گئی ہے کہ یہ روایت صریح نہیں ایک رکعت کو الگ کرنے میں، کیونکہ احتمال ہے صَلّٰی رَکْعَةً

---

[1] لَا تُوتِرُوْا بِثَلَاثٍ والی روایت سے بھی یہ بات سمجھ میں آرہی ہے کہ صرف تین رکعت وتر پر ہی اکتفاء نہ کیا جائے، بلکہ اس سے پہلے دو رکعت، یا چار رکعات، آٹھ رکعات ہیں، دس رکعات نوافل پڑھے جائیں، اور اس کے ساتھ تین رکعات وتر ملائے جائیں۔ سو آتی ـ

واحدۃ" کا مطلب یہ ہو کہ ایک رکعت دو رکعت کے ساتھ ملا کر پڑھی ہو۔

(فتح الباری ج ۲ ص ۳۲۴)

ایک رکعت وتر کے بارہ میں مجوزین میں سے صحابہ کرام میں صرف دو حضرات کا ذکر ملتا ہے، ایک حضرت معاویہؓ اور دوسرے حضرت سعدؓ کا۔

جہاں تک حضرت سعدؓ کا تعلق ہے، امام طحاویؒ نے اس کے خلاف بھی حضرت سعدؓ سے نقل کیا ہے، اور امام طحاویؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے حضرت معاویہؓ پر سخت تنقید بھی نقل کی ہے کہ انہوں نے اس بات کو کہاں سے لیا ہے۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی کسی صحیح روایت میں صرف ایک رکعت وتر پڑھنے کا ثبوت نہیں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل مبارک سے تین رکعات کا ہی ذکر ملتا ہے، البتہ بعض روایات سے اشتباہ ضرور ہوتا ہے، جن میں آپ نے فرمایا، تیرہ رکعات کے ساتھ وتر، گیارہ رکعات کے ساتھ وتر، نو رکعات کے ساتھ وتر، سات رکعات کے ساتھ وتر، پانچ رکعات کے ساتھ، ایک رکعت کے ساتھ وتر کیا کرو۔

ایک رکعت کے ساتھ وتر کرنا مؤول ہے یعنی ایک رکعت کو جب دو کے ساتھ منضم کیا جائے، کہیں اطلاق میں صرف ایک رکعت کا ہی ذکر کیا گیا ہے، تیرہ رکعت سے مراد یقیناً وتر نہیں، البتہ رات کی سب نماز پر وتر کا اطلاق کیا گیا ہے، شرعی وتر حقیقۃً تین رکعات ہی ہے، اور وہ صحیح اور صریح روایات کے اندر موجود ہیں۔ ایک رکعت والی روایات یقیناً ظاہر پر محمول نہیں، اگرچہ بعض ائمہ کرام نے اس کا قول بھی کیا ہے، جیسا کہ امام شافعیؒ اور امام احمدؒ سے ایک روایت ہے وہ بھی ایک رکعت کے قائل ہیں۔ لیکن ان سے ہم اوپر باحوالہ لکھ چکے ہیں کہ وہ کہتے ہیں اس سے پہلے دس رکعات پڑھے تنہا ایک رکعت نہ پڑھے اور امام احمدؒ سے ایک روایت امام ابوحنیفہؒ کی طرح ہے، امام مالکؒ بھی تین رکعت کے قائل ہیں۔

ایک رکعت کے ساتھ وتر کرنے کا وہ مطلب بھی ہو سکتا ہے، جیسا کہ بعض حضرات نے لیا ہے۔ صرف ایک ہی رکعت پڑھی جائے، لیکن زیادہ صحیح بات یہ ہے، ایک رکعت

جب کہ دو سابقہ رکعت کے ساتھ ملالی جائے، اور ایک ہی سلام کے ساتھ تین رکعات کو پڑھا جائے۔

حضرت الاستاذ شیخ المعقول والمنقول محمد ابراہیم بلیاوی، سابق صدر المدرسین دار العلوم دیوبند فرماتے تھے کہ وتر تین قسم ہے۔

۱۔ وتر حقیقی یعنی واقع اور نفس الامر میں وتر صرف ایک رکعت ہے۔

۲۔ دوسرا وتر حقیقی شرعی یعنی شریعت میں وتر تین رکعات ہیں۔

۳۔ تیسرا وتر مجازی شرعی یعنی شریعت میں مجازی وتر اور وہ تمام تہجد یا صلوٰۃ اللیل ہے بمع وتر کے سب پر وتر کا اطلاق کیا جاتا ہے مجازی طور پر۔

۲۱۔ امام ابوحنیفہؒ کی مسند میں بروایت اسود عن عائشہؓ موجود ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعات وتر پڑھتے تھے۔ پہلی رکعت میں سورۃ "سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَىٰ" اور دوسری رکعت میں "قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ" اور تیسری رکعت میں "قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ" پڑھتے تھے (مسند امام اعظم ص۱۹۱)

۲۲۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوتِرُ بِثَلَاثٍ يَقْرَأُ فِي أَوَّلِ رَكْعَةٍ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَىٰ وَفِي الثَّانِيَةِ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ وَفِي الثَّالِثَةِ قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ وَالْمُعَوِّذَتَيْنِ

(طحاوی ص۱۶۸/۱، ترمذی ص۹۳، مستدرک حاکم ص۳۰۵/۱، وقال صحیح علی شرط الشیخین واقرہ الذہبیؒ۔ ابن ماجہ ص۸۲)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعات وتر پڑھتے تھے پہلی رکعت میں "سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَىٰ" اور دوسری رکعت میں قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ تیسری رکعت قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ اور معوذتین پڑھتے تھے۔

۲۳۔ حضرت ابی بن کعبؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی پہلی رکعت میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَىٰ پڑھتے تھے، اور دوسری رکعت میں قُلْ يَا أَيُّهَا

اَلْکٰفِرُوْنَ " اور تیسری رکعت میں قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ اور آپ وتر کے درمیان میں سلام نہیں پھیرتے تھے، سلام آخر میں پھیرتے تھے، اور سلام کے بعد تین دفعہ سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْقُدُّوْسِ پڑھتے تھے (عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی ص۲۵۹، نسائی ص۲۴۹ ج۱)

۲۴۔ اسی طرح حضرت عبدالرحمان بن ابزیٰؓ سے بھی روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلی رکعت میں " سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی " دوسری میں قُلْ یٰاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ " اور تیسری میں قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ " پڑھتے تھے (مسند امام اعظم ص۹۱، مسند احمد ص۴۰۶ ج۳، نسائی ص۲۵۱ ج۱ وقال النیموی اسنادہ صحیح)

یہ روایت عبدالرحمان بن ابزیٰ عن ابیہ اور عبدالرحمان بن ابزیٰ عن ابی بن کعبؓ، اور عبدالرحمان بن ابزیٰ سے مرفوعاً بھی ہے۔

۲۵۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍؓ قَالَ مَا اَجْزَاَتْ رَکْعَۃٌ وَاحِدَۃٌ قَطُّ

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ ایک رکعت کبھی بھی کفایت نہیں کرتی۔

(موطا امام محمد ص۱۵۰، کتاب الحجۃ ص۱۹۶ ج۱)

۲۶۔ عَنْ عَلِیٍّؓ اَنَّہٗ کَانَ یُوْتِرُ بِ" اِنَّا اَنْزَلْنٰہُ فِیْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ " وَ" اِذَا زُلْزِلَتْ " وَ" قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ وہ وتروں کی پہلی رکعت میں سورۃ اِنَّا اَنْزَلْنٰہُ فِیْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ اور دوسری میں اِذَا زُلْزِلَتْ اور تیسری میں قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ پڑھتے تھے۔

(مصنف عبدالرزاق ص۳۴ ج۳)

۲۷۔ مصنف ابن ابی شیبہ میں حضرت عمرؓ، علیؓ، انسؓ، ابوامامہؓ، جابر بن زیدؓ، سعید بن جبیرؒ، مکحولؒ، علقمہؒ سے منقول ہے، کہ وہ تین رکعات وتر پڑھتے تھے

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۹۳، ۲۹۴ ج۲)

وتر میں ایک سلام یا دو

وتر کی تینوں رکعات میں صرف ایک ہی آخر میں سلام ہے (ہدایہ ص۹۴ ج۱، شرح نقایہ ص۹۷ ج۱، کبیری ص۴۱۱ و ص۴۱۳)

حضرت امام مالکؒ کے نزدیک وتر تین رکعات ہی ہیں۔ لیکن دو رکعت کے بعد سلام پھیرنا جائز ہے اور پھر تیسری رکعت الگ پڑھنی جائز ہے۔

امام مالکؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ وتر کی دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیتے تھے، اور درمیان میں بعض ضروری باتوں کے بارہ میں حکم دیتے تھے، اور پھر تیسری رکعت پڑھتے۔

(موطا امام مالک صت۱۱۰)

شارحین کرام یہ فرماتے ہیں، اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اکثر تو تین رکعت اکٹھی ہی پڑھتے تھے، لیکن اگر کوئی ضروری بات پیش آجائے تو درمیان میں سلام پھیر کر اس بات کو پورا کرنے کے بعد پھر اسی سابقہ وتر پر بنا کرتے تھے،

بہر حال یہ مسئلہ بناء کے ساتھ تعلق رکھتا ہے، اس سے مطلقاً وتر کا ایک رکعت ہونا ثابت کرنا دشوار ہے۔

احناف کرام کا استدلال مندرجہ ذیل روایات سے ہے۔

۱- عَنْ عَائِشَةَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم کَانَ لَا یُسَلِّمُ فِیْ رَکْعَتَیِ الْوِتْرِ۔

(نسائی صت ۲۴۸/۱ مصنف ابن ابی شیبہ صت ۲۹۵/۲)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی دو رکعتوں کے بعد سلام نہیں پھیرتے تھے۔

۲- عَنْ عَائِشَةَؓ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا یُسَلِّمُ فِی الرَّکْعَتَیْنِ الْاُوْلَیَیْنِ مِنَ الْوِتْرِ (مستدرک حاکم صت ۳۰۴/۱)

وقال علی شرط الشیخین واقرہ الذہبی"

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی پہلی دو رکعتوں میں سلام نہیں پھیرتے تھے۔

۳- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یُوْتِرُ بِثَلَاثٍ لَا یُسَلِّمُ اِلَّا فِیْ اٰخِرِهِنَّ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعات وتر پڑھتے تھے، اور سلام اخیر میں پھیرتے تھے۔

وَهٰذَا وِتْرُ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ

اور یہی وتر کا طریقہ تھا امیر المؤمنین حضرت

عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ تعالیٰ عنہ — عمرؓ بن الخطاب کا

(مستدرک حاکم صفحہ ۳۰۴ ج ۱)

۴۔ مستدرک میں امام حاکمؒ نے لکھا ہے حضرت حسن بصریؒ سے کہا گیا کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ وتر کی دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیرتے تھے، تو حسنؒ نے کہا حضرت عمرؓ ان سے زیادہ فقیہہ تھے اور وہ دوسری تکبیر کہہ کر (بغیر سلام پھیرے) کھڑے ہو جاتے تھے (مستدرک حاکم صفحہ ۳۰۴ ج ۱)

۵۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّهٗ اَوْتَرَ بِثَلَاثٍ لَمْ يَفْصِلْ بَيْنَهُنَّ بِسَلَامٍ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۲۹۴ ج ۲)

امیر المومنین حضرت عمرؓ بن الخطاب نے تین رکعات وتر ادا کیے، اور درمیان میں سلام نہیں پھیرتے تھے۔

۶۔ عَنْ اَنَسٍ اَنَّهٗ اَوْتَرَ بِثَلَاثٍ لَمْ يُسَلِّمْ اِلَّا فِيْ اٰخِرِهِنَّ (مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۲۹۴ ج ۲)

حضرت انسؓ تین رکعات وتر ادا کرتے تھے، اور سلام آخر میں پھیرتے تھے۔

۷۔ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ اَجْمَعَ الْمُسْلِمُوْنَ عَلٰى اَنَّ الْوِتْرَ ثَلَاثٌ لَا يُسَلِّمُ اِلَّا فِيْ اٰخِرِهِنَّ (مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۲۹۴ ج ۲)

حضرت حسن بصریؒ کہتے ہیں مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے کہ وتر تین رکعات ہیں اور سلام آخر میں پھیرا جاتا ہے۔

۸۔ عَنْ حَمَّادٍ قَالَ نَهَانِيْ اِبْرَاهِيْمُ اَنْ اُسَلِّمَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ مِنَ الْوِتْرِ (مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۲۹۴ ج ۲)

حضرت حمادؒ کہتے ہیں مجھے حضرت ابراہیم نخعیؒ نے منع کیا ہے کہ میں وتر کی دو رکعتوں پہ سلام پھیروں

۹۔ ثُمَّ يُصَلِّيْ ثَلَاثًا اَلْخ ظَاهِرُ اللَّفْظِ يَقْتَضِيْ اَنَّهٗ صَلَّى الثَّلَاثَ بِسَلَامٍ وَاحِدٍ، وَهُوَ جَائِزٌ بَلْ وَاجِبٌ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَلٰكِنَّ صَلٰوتَهَا بِسَلَامَيْنِ اَفْضَلُ عِنْدَنَا مَعْشَرَ الشَّافِعِيَّةِ

(نماز تہجد کے بعد) پھر آپ تین رکعات (وتر) پڑھتے تھے اس حدیث کے ظاہری الفاظ یہ چاہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعات ایک ہی سلام کے ساتھ ادا فرماتے تھے، اور یہ جائز ہے بلکہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ایسا کرنا واجب ہے اور شوافع کے نزدیک دو سلام کے ساتھ پڑھنا

وَمُتَعَيَّنٌ عِنْدَ الْمَالِكِيَّةِ۔
(بیجوری شرح الشمائل صہ ۱۴۴)

افضل ہے، اور مالکیہ (امام مالکؒ کے پیروکاروں) کے نزدیک یہ متعین ہے ۔

قنوت وتر رکوع سے پہلے یا بعد

وتروں میں قنوت تمام سال رکوع سے پہلے پڑھے۔
(ہدایہ صہ ۹۴ شرح نقایہ صہ ۹۸ ج ۱ کبیری صہ ۴۱۵)

۱۔ عَنْ عَاصِمٍ قَالَ سَأَلْتُ اَنَسًا عَنِ الْقُنُوْتِ قَالَ قَبْلَ الرُّكُوْعِ فَقُلْتُ إِنَّ فُلَانًا يَزْعَمُ أَنَّكَ قُلْتَ بَعْدَ الرُّكُوْعِ فَقَالَ كَذَبَ ثُمَّ حَدَّثَ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم أَنَّهُ قَنَتَ شَهْرًا بَعْدَ الرُّكُوْعِ ۔
(بخاری صہ ۴۴۹ ج ۱ و صہ ۱۳۶ ج ۱ مسلم صہ ۲۳۷ ج ۱)

عاصمؒ کہتے ہیں میں نے حضرت انسؓ سے دریافت کیا کہ قنوت رکوع سے پہلے پڑھنی چاہیئے یا رکوع کے بعد، تو حضرت انسؓ نے کہا کہ رکوع سے پہلے پڑھنی چاہیئے، تو میں نے کہا کچھ لوگ کہتے ہیں آپ نے کہا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رکوع کے بعد پڑھتے تھے، تو حضرت انسؓ نے کہا اس نے غلط کہا ہے پھر حضرت انسؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کی کہ آپ نے صرف ایک مہینہ رکوع کے بعد قنوت پڑھی ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینہ تک اس طرح بعد رکوع قنوت پڑھی آپ ان لوگوں کے خلاف دعا کرتے رہے تھے جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان صحابہ کرامؓ کو قتل کیا تھا جو قراء کہلاتے تھے، یعنی بعد الرکوع قنوت پڑھنا نوازل میں ہوتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی طرح پڑھا تھا، اور اس کا حکم اب بھی یہی ہے، جب کوئی حادثہ یا مصیبت مسلمانوں پر آجائے تو بعد الرکوع تمام نمازوں میں اور بالخصوص جہری نمازوں میں قنوت نازلہ پڑھتے ہیں، لیکن یہ قنوت وتروں والی قنوت نہیں ہے، وتر میں قنوت قبل الرکوع ہے۔ جو تمام سال معمول رہتا ہے۔

۲۔ قَالَ عَبْدُ الْعَزِيْزِ وَسَأَلَ رَجُلٌ أَنَسًا عَنِ الْقُنُوْتِ أَبَعْدَ الرُّكُوْعِ أَوْ عِنْدَ فَرَاغٍ مِنَ الْقِرَاءَةِ قَالَ لَا بَلْ عِنْدَ فَرَاغٍ

حضرت عبدالعزیزؒ نے کہا ایک شخص نے حضرت انسؓ سے پوچھا کہ قنوت رکوع کے بعد ہے یا قراءۃ سے فارغ ہونے کے وقت، تو انہوں نے کہا کہ قراءۃ سے فارغ ہونے کے بعد

مِنَ الْقِرَآءَةِ (بخاری ص۵۸۶ ج۲)

۳۔ عَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم کَانَ یُوْتِرُ فَیَقْنُتُ قَبْلَ الرُّکُوْعِ

حضرت ابی بن کعبؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وتر پڑھتے تھے اور رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے تھے۔

(ابن ماجہ ص۸۳، نسائی ص۲۴۸ ج۱، بیہقی ص۳۹ ج۳)

۴۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم کَانَ یُوْتِرُ بِثَلٰثِ رَکَعَاتٍ وَیَجْعَلُ الْقُنُوْتَ قَبْلَ الرُّکُوْعِ۔ (کبیری ص۴۱۵ بحوالہ طبرانی فی الاوسط)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعات وتر پڑھتے تھے اور قنوت رکوع سے پہلے کرتے تھے۔

۵۔ عَنْ عَلْقَمَۃَ اَنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍؓ وَاَصْحَابَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم کَانُوْا یَقْنُتُوْنَ فِی الْوِتْرِ قَبْلَ الرُّکُوْعِ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۰۲ ج۲)

وقال الماردینیؒ وھٰذا سند صحیح علی شرط مسلم الجوھر النقی مع البیھقی ص۴۱ ج۳)

حضرت علقمہؒ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے صحابہ کرامؓ وتر میں قنوت رکوع سے پہلے پڑھتے تھے۔

۶۔ علامہ ماردینیؒ اشراف لابن منذرؒ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ، علیؓ، عبداللہ بن مسعودؓ، ابوموسیٰ اشعریؓ، انسؓ، براء بن عازبؓ، ابن عباسؓ، عمر بن عبدالعزیزؒ، عبیدہؒ، حمید الطویلؒ، ابن ابی لیلیٰؒ، وغیرہ قنوت قبل الرکوع کے قائل تھے۔ (الجوہر النقی مع البیہقی ص۴۱ ج۳، وعمدۃ القاری ص۲۰ ج۷)

یہی مسلک ہے اہل کوفہ (امام ابوحنیفہؒ، سفیان ثوریؒ، عبداللہ بن مبارکؒ اور اسحٰق بن راہویہؒ (ترمذی ص۹۲)

۷۔ عَنْ اِبْرَاھِیْمَ النَّخَعِیِّؒ اَنَّ

حضرت ابراہیم نخعیؒ سے روایت ہے کہ وتر میں

اَلْقُنُوْتُ وَاجِبٌ فِي الْوِتْرِ فِي رَمَضَانَ وَغَيْرِهِ قَبْلَ الرُّكُوْعِ وَاِذَا اَرَدْتَّ اَنْ تَقْنُتَ فَكَبِّرْ وَاِذَا اَرَدْتَّ اَنْ تَرْكَعَ فَكَبِّرْ اَيْضًا۔

رکوع سے پہلے قنوت کا پڑھنا واجب ہے خواہ رمضان ہو یا غیر رمضان، وہ کہتے ہیں کہ جب تم قنوت پڑھنے لگو تو تکبیر کہو، اور جب رکوع کرو تو پھر بھی تکبیر کہو۔

(کتاب الحجہ صہ ۲۰۰/۱)

۸۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین رکعات وتر ادا فرمائے، اور ان میں قبل الرکوع آپ نے قنوت پڑھی۔

(حلیۃ الاولیاء صہ ۶۲/۵ طبع بیروت)

قنوت وتر میں رفع یدین

قنوت وتر میں قنوت سے پہلے رفع یدین ثابت ہے۔

قَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ اَلْقُنُوْتُ فِي الْوِتْرِ قَبْلَ الرَّكْعَةِ الثَّالِثَةِ اِذَا فَرَغَ مِنَ السُّوْرَةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ ثُمَّ خَفَضَهُمَا ثُمَّ دَعَا ثُمَّ كَبَّرَ فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ ثُمَّ رَكَعَ۔ (کتاب الحجہ صہ ۱۹۹/۱)

حضرت امام ابو حنیفہؒ نے کہا ہے کہ وتر میں قنوت تیسری رکعت کے رکوع سے پہلے ہے، جب سورت کی قراءۃ سے فارغ ہو کر تکبیر کہے اور ہاتھ بھی اٹھائے، پھر ان کو جھکائے اور پھر دعا کرے اور پھر تکبیر کہے اور ہاتھ نہ اٹھائے پھر رکوع کرے۔

ہاتھ باندھنے کے سلسلہ میں درمختار میں ہے

وَهُوَ سُنَّةُ قِيَامٍ لَهُ قَرَارٌ فِيْهِ ذِكْرٌ مَسْنُوْنٌ فَيَضَعُ حَالَةَ الثَّنَاءِ وَفِي الْقُنُوْتِ وَتَكْبِيْرَاتِ الْجَنَازَةِ لَا يُسَنُّ فِي قِيَامٍ مُتَخَلِّلٍ بَيْنَ رُكُوْعٍ وَسُجُوْدٍ لِعَدَمِ الْقَرَارِ وَلَا بَيْنَ تَكْبِيْرَاتِ الْعِيْدَيْنِ لِعَدَمِ الذِّكْرِ

اور یہ بات سنت ہے اس قیام کی جس میں قرار ہو۔ (یعنی کچھ دیر ٹھہرنا ہو اور اس میں (طویل) ذکر مسنون ہو تو اس میں اسطرح ہاتھ باندھ کر قیام کرے جسطرح ثنا اور قنوت میں اور تکبیرات جنازہ لیکن ایسے قیام میں مسنون نہیں جو رکوع اور سجود کے درمیان ہو کیونکہ اس میں قرار نہیں ہوتا عیدین کی تکبیرات میں بھی مسنون نہیں کیونکہ ان کے درمیان

(در مختار ص۴۴۲/۱) بھی کوئی ذکر مسنون نہیں۔

۱۔ قنوت وتر میں رفع یدین کے سلسلہ میں امام بخاریؒ اپنے رسالہ "جزء رفع یدین" میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے سند صحیح کے ساتھ نقل کرتے ہیں۔

اَنَّهٗ کَانَ یَقْرَأُ فِی اٰخِرِ رَکْعَةٍ مِّنَ الْوِتْرِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ثُمَّ یَرْفَعُ یَدَیْهِ فَیَقْنُتُ قَبْلَ الرُّکُوْعِ۔ (جزء رفع یدین ص۲۸ و اسنادہ صحیح بدائع الفوائد لابن قیمؒ ص۱۱۴/۴ مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۰۷/۲)

کہ وہ وتر کی آخری رکعت میں قل ھو اللہ احد پڑھتے تھے، پھر ہاتھ اٹھاتے تھے، رکوع سے پہلے اور قنوت پڑھتے تھے۔

۲۔ نیز حضرت عمرؓ سے بھی منقول ہے۔

رَفَعَ یَدَیْهِ فِی الْقُنُوْتِ۔ (ازالۃ الخفاء ص۹۴/۲)

کہ وہ قنوت کرتے وقت رفع یدین کرتے تھے۔

۳۔ اور حضرت انسؓ سے بھی اسی طرح منقول ہے

۴۔ حضرت ابوہریرہؓ سے بھی منقول ہے کہ وہ بھی ایسا ہی کرتے تھے

۵۔ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ اِرْفَعْ یَدَیْكَ لِلْقُنُوْتِ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۰۷/۲)

حضرت ابراہیم نخعیؒ نے کہا ہے کہ قنوت پڑھتے وقت رفع یدین کرو۔

۶۔ امام طحاویؒ لکھتے ہیں۔

عَنْ اِبْرَاهِیْمَ النَّخَعِیِّ قَالَ تُرْفَعُ الْاَیْدِیْ فِیْ سَبْعَةِ مَوَاطِنَ فِی افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ وَفِیْ تَکْبِیْرَةِ الْقُنُوْتِ (طحاوی ص۳۹۰/۱، قال النیموی اسنادہ صحیح آثار السنن ص۱۸/۲)

حضرت ابراہیم نخعیؒ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ سات مواقع میں ہاتھ اٹھانے کا حکم ہے، ان میں ایک تکبیر افتتاح کے وقت اور ایک تکبیر قنوت کے وقت بھی ہے۔

۷۔ علامہ زیلعیؒ لکھتے ہیں کہ

قنوت وتر کے وقت رفع یدین کے سلسلہ میں احادیث تواتر کے ساتھ ثابت ہیں (نصب الرایہ ص۲۹۱/۱)

دعائے قنوت

وتروں میں جو قنوت پڑھا جاتا ہے، اس کے مختلف الفاظ احادیث سے ثابت ہیں۔

۱۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُكَ وَنَسْتَھْدِیْكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنَتُوْبُ اِلَیْكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَتَوَكَّلُ عَلَیْكَ وَنُثْنِیْ عَلَیْكَ الْخَیْرَ وَنَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ یَّفْجُرُكَ اَللّٰھُمَّ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّیْ وَنَسْجُدُ وَاِلَیْكَ نَسْعٰی وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْا رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰی عَذَابَكَ اِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ (کبری ص ۲۱۱/۲) یہ دعا مراسیل ابوداؤد ص ۸ اور بیہقی میں مرسلاً مرفوعاً و دیگر کتب میں متعدد صحابہ کرامؓ و تابعین سے الفاظ کی تھوڑی بہت تبدیلی کے ساتھ منقول ہے، دیکھو طحاوی ص ۱۴۲/۱، مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۰۱/۲، مصنف عبدالرزاق ص ۱۱۰، ۱۲۱/۳، سنن الکبریٰ بیہقی ص ۲۱۰، ۲۱۱/۲، تفسیر اتقان ص ۱۶۹/۱، تلخیص الحبیر ص ۱۲۰، کنز العمال ص ۴۸، ۵۱/۸، (درمنثور کبری ص ۱۰۰/۱)

اے اللہ! ہم تجھ سے مدد مانگتے، اور تجھ سے ہدایت طلب کرتے ہیں، اور تجھ سے بخشش چاہتے ہیں اور تیرے سامنے توبہ کرتے ہیں، اور تجھ پر ایمان لاتے ہیں۔ اور تجھ پر بھروسہ کرتے ہیں، اور تیری بہتر ثنا بیان کرتے ہیں، اور تیرا شکر ادا کرتے ہیں اور ہم تیری ناشکری نہیں کرتے اور ہم الگ ہوتے ہیں اور چھوڑتے ہیں اس کو جو تیری نافرمانی کرتا ہے۔

اے اللہ! ہم خاص تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تیرے لیے ہی نماز پڑھتے ہیں اور سجدہ کرتے اور تیری طرف ہی دوڑتے ہیں۔ ہم تیری بندگی کے لیے حاضر ہوتے ہیں، ہم تیری رحمت کے امیدوار ہیں اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں، بیشک تیرا عذاب کافروں کو پہنچنے والا ہے۔

۲۔ اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ فِیْمَنْ ھَدَیْتَ وَعَافِنِیْ فِیْمَنْ عَافَیْتَ وَتَوَلَّنِیْ فِیْمَنْ تَوَلَّیْتَ وَبَارِكْ لِیْ فِیْمَا اَعْطَیْتَ وَقِنِیْ شَرَّ مَا قَضَیْتَ فَاِنَّكَ تَقْضِیْ وَلَا یُقْضٰی عَلَیْكَ وَاِنَّهٗ لَا یَذِ

اے اللہ! مجھ کو ہدایت دے ان لوگوں میں جن کو تو نے ہدایت دی اور مجھ کو عافیت میں رکھ ان لوگوں میں جن کو تو نے عافیت دی، اور میری کارسازی فرما ان لوگوں میں جن کی تو نے کارسازی فرمائی اور مجھے برکت عطا فرما اس چیز میں جو تو نے مجھے دی، اور مجھ

مَنْ وَّالَيْتَ وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ۔

(نسائی صہ ۲۵۲/۱، ترمذی صہ ۹۳، ابن ماجہ صہ ۸۲، ابوداؤد صہ ۲۰۱/۱، بیہقی صہ ۲۰۹/۲)

کو اس چیز کے شر سے بچا جس کا تو نے فیصلہ کیا ہے، بیشک تو فیصلہ کرتا ہے اور تجھ پر کوئی فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔ بے شک اس کو کوئی ذلیل نہیں کر سکتا جس سے تو دوستی کرتا ہے، اور اس کو کوئی عزت نہیں دے سکتا جس سے تو دشمنی کرتا ہے، اے ہمارے رب! تو برکت والا ہے، اور بلند ہے، اور رحمت ہو اللہ تعالےٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر۔

۲۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَاَعُوْذُ بِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْكَ لَا اُحْصِيْ ثَنَآءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ۔ (ابن ماجہ صہ ۸۲)

اے اللہ! میں تیری رضا کے ساتھ تیری ناراضگی سے، اور تیری معافی کے ساتھ تیری سزا سے پناہ چاہتا ہوں، اور میں تیری ذات کے ساتھ تیری گرفت سے پناہ چاہتا ہوں، میں تیری ثنا نہیں شمار کر سکتا، تو ویسا ہی ہے جس طرح تو نے خود اپنی تعریف کی ہے۔

مسائل وتر

مسئلہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر کی نماز ابتدائی شب میں اور درمیانی شب اور آخری شب میں تینوں حصوں میں ادا فرمائی ہے۔

(بخاری صہ ۱۳۶/۱، مسلم صہ ۲۵۵/۱، مسند احمد صہ ۷۳/۶)

مسئلہ: اگر وتر ابتدائے شب میں ادا کر لیے جائیں تو پھر دوبارہ پڑھنے کی اجازت نہیں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

لَا وِتْرَانِ فِيْ لَيْلَةٍ۔ (ترمذی صہ ۹۴)

دو (مرتبہ) وتر ایک رات میں ادا کرنے درست نہیں۔

مسئلہ: حضرت امام سفیان ثوریؒ، امام اوزاعیؒ، اور حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اگر وتر رہ جائے تو اس کی قضا کرنی پڑے گی۔ مطلقاً۔

حضرت امام مالکؒ کے نزدیک طلوع فجر کے بعد صبح کی نماز ادا کرنے سے پہلے پہلے وتر کی قضاء کا وقت ہے، لیکن صبح کی نماز جب پڑھ لی جائے تو پھر اس کی قضاء کا وقت نہیں، امام مالکؒ کہتے ہیں کہ فجر کے بعد وتر وہی شخص پڑھ سکتا ہے۔ جو سو گیا ہو۔

قَالَ مَالِكٌ وَإِنَّمَا يُوتِرُ بَعْدَ الْفَجْرِ مَنْ نَامَ عَنِ الْوِتْرِ وَلَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَتَعَمَّدَ ذٰلِكَ حَتّٰى يَضَعَ وِتْرَهُ بَعْدَ الْفَجْرِ (موطا امام مالک ص۱۱۱)

امام مالکؒ کہتے ہیں، اور کسی شخص کے لیے مناسب نہیں کہ عمداً وہ ایسا کرے، یہاں تک کہ وہ وتر کو صبح کے بعد تک اتار دے،

اور امام احمدؒ و شافعیؒ کے نزدیک بالکل ہی قضاء نہیں، کیونکہ یہ واجب نہیں ہے، نفل کے درجہ میں ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کے مسلک میں وتر ابتداء میں سنت تھا اور بعد میں اس کے بارہ میں تاکید آئی تو واجب یعنی فرض عملی بن گیا۔ اِنَّ اللّٰهَ اَمَدَّكُمْ والی روایت اس کی تائید کرتی ہے اس لیے اس وتر کو واجب کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے، اور اس طرح تمام روایات کی آپس میں تطبیق ہو جاتی ہے اور تضاد و تعارض رفع ہو جاتا ہے۔

مسئلہ:۔ وتر میں قنوت کا پڑھنا چونکہ مؤکد اور واجب ہے، اس لیے اگر قنوت پڑھنا بھول گیا، تو بعد میں سجدہ سہو کرے۔

مسئلہ:۔ جس کو قنوت یاد نہ ہو تو جب تک اس کو یاد نہیں ہوتی، اس وقت تک "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ" تین بار پڑھے (کبیری ص۴۱۸)

یا "رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ" پڑھے۔

یا پھر "یَا رَبِّ یَا رَبِّ یَا رَبِّ" پڑھے۔ (کبیری ص۴۱۸)

مسئلہ:۔ مقتدی بھی قنوت اسی طرح پڑھے جس طرح امام پڑھتا ہے (نور الایضاح ص۹۵)

مسئلہ:۔ وتر کی جماعت صرف رمضان میں ہی مستحب ہے، صاحب ہدایہؒ کہتے ہیں کہ یہ مسلمانوں کے تعامل اور اجماع سے اسی طرح ثابت ہے (ہدایہ ص۱ ج۱ شرح نقایہ ص۱۰۵ ج۱)

مسئلہ:۔ وتر رمضان میں جماعت کے ساتھ ادا کرنے زیادہ افضل ہیں، بنسبت رات کے آخری

حصہ میں علیحدہ پڑھتے کے۔

کیونکہ رمضان میں تراویح کی جماعت بھی ہوتی ہے، تو وتر اسی طرح باجماعت ادا کرنے بہتر ہیں۔

لیکن عام راتوں میں رات کے آخری حصہ میں وتر کا بغیر جماعت پڑھنا افضل ہے، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح ادا فرماتے تھے۔ نیز آپ کا فرمان بھی ہے۔

اِجْعَلُوْا اٰخِرَ صَلٰوتِكُمْ بِاللَّيْلِ وِتْرًا — کہ رات کے وقت اپنی آخری نماز وتر بناؤ۔ (مسلم ص ۲۵۷ ج ۱)

مسئلہ:- رمضان میں اگر کسی شخص نے فرض باجماعت نہیں پڑھے، بلکہ علیحدہ پڑھے اور تراویح بھی جماعت سے ادا نہیں کی، تو اس کے لیے اجازت ہے کہ وہ وتر جماعت کے ساتھ ادا کرلے۔

صحیح بات یہی ہے جیسا کہ علامہ طحطاوی نے لکھا ہے (حاشیہ مراقی الفلاح ص ۲۲۷)

قنوت نازلہ فجر کی نماز میں صحیح روایات سے قنوت پر مداومت ثابت نہیں ہے، سوائے نوازل کے۔

حضرت انسؓ کی روایت (جس کے مطابق حضرت امام مالکؒ اور شافعیؒ صبح کی نماز میں قنوت کرتے ہیں)

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَزَلْ يَقْنُتُ فِى الصُّبْحِ حَتّٰى فَارَقَ الدُّنْيَا (دارقطنی ص ۳۹ ج ۲، طحاوی ص ۱۴۳ ج ۱)

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ صبح کی نماز میں قنوت پڑھتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ دنیا سے رخصت ہو گئے۔

اس سے اگر قنوت نازلہ مراد لی جائے تو پھر اس کا تعارض اگلی روایت سے نہیں ہو گا۔

عَنْ اَبِىْ مَالِكٍ قَالَ قُلْتُ لِاَبِىْ يَا اَبَتِ اِنَّكَ صَلَّيْتَ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِىْ بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِىٍّ بِالْكُوْفَةِ نَحْوَ خَمْسِ سِنِيْنَ كَانُوْا يَقْنُتُوْنَ فِى الْفَجْرِ قَالَ اَىْ بُنَىَّ مُحْدَثٌ

ابو مالکؒ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے کہا آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز پڑھی ہے، اور اسی طرح حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ کے پیچھے بھی نماز پڑھی اور حضرت علیؓ کے پیچھے کوفہ میں تقریباً پانچ سال تک نماز پڑھی ہے، کیا یہ سب حضرات صبح کی نماز میں

(ابن ماجہ ص۸۷، نسائی ص۱۶۴ج۱ ترمذی ص۸۵)

قنوت پڑھتے تھے، تو میرے والد نے کہا اے بیٹے! یہ نئی بات ہے (صبح کی نماز میں قنوت پڑھنا قدیم سنت نہیں ہے، یہ نئی بات ہے)

جمہور فقہاء احناف کہتے ہیں کہ صبح کی نماز میں قنوت نازلہ کا پڑھنا درست ہے، چاہے التزام کے ساتھ ہی کیوں نہ ہو، اور جتنی احادیث اس بارہ میں وارد ہوئی ہیں، ان کا صحیح محل یہی ہے۔

۱۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم لَا یَقْنُتُ فِیْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ اِلَّا اَنْ یَّدْعُوَ لِقَوْمٍ اَوْعَلٰی قَوْمٍ۔
(آثار السنن ص۱۲ج۲ بحوالہ ابن حبان وقال اسنادہ صحیح)

حضرت ابوہریرۃؓ کہتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قنوت نہیں پڑھتے تھے، صبح کی نماز میں مگر یہ کہ اگر کسی قوم کے حق میں دعا کرتے یا کسی قوم کے خلاف دعا کرتے تو پھر صبح کی نماز میں قنوت پڑھتے تھے۔

۲۔ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللّٰه علیه وسلم لَمْ یَقْنُتْ اِلَّا اِذَا دَعَا لِقَوْمٍ اَوْعَلٰی قَوْمٍ وَقَالَ صَاحِبُ التَّنْقِیْحِ وَسَنَدُ هٰذَیْنِ الْحَدِیْثَیْنِ صَحِیْحٌ (شرح نقایہ ص۹۹ج۱ بحوالہ خطیب فی کتاب القنوت)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم قنوت نہیں پڑھتے تھے مگر جب کسی قوم کے لیے دعا کرتے، یا کسی قوم کے برخلاف دعا کرتے، تو پھر قنوت پڑھتے تھے۔

۳۔ عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَةَ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللّٰه علیه وسلم لَمْ یَقْنُتْ فِی الْفَجْرِ قَطُّ اِلَّا شَهْرًا وَاحِدًا لَمْ یُرَ قَبْلَ ذٰلِكَ وَلَا بَعْدَهٗ وَاِنَّمَا قَنَتَ فِیْ ذٰلِكَ الشَّهْرِ یَدْعُوْ عَلٰی نَاسٍ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ وَلِهٰذَا لَمْ یَقْنُتْ اَنَسٌ فِی الصُّبْحِ کَمَا رَوَاهُ

حضرت امام ابوحنیفہؒ نے اپنی سند کے ساتھ نقل کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی فجر کی نماز میں قنوت نہیں پڑھی مگر ایک ماہ تک نہ اس سے پہلے کبھی آپ کو قنوت پڑھتے دیکھا اور نہ بعد میں، اس ایک ماہ میں آپ ان مشرکوں کے خلاف دعا کرتے جنہوں نے دھوکے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ستر صحابہ کو جو حفاظ قرآن تھے، شہید کیا تھا) اسی وجہ سے حضرت

الطبرانی بسندہ الخ (شرح نقایہ ص ۹۹ ج ۱) انس صبح کی نماز میں قنوت نہیں پڑھتے تھے۔

مسئلہ:۔ صبح کی نماز میں جب امام قنوت بالجہر پڑھ رہا ہو تو مقتدی کو اختیار ہے اگر وہ بھی قنوت پڑھے، یا آمین کہے، یا خاموش رہے (کبیری ص ۴۲۲)۔ (قنوتِ نازلہ پڑھتے وقت ہاتھ کھلے چھوڑنا اولیٰ ہے)

مسئلہ:۔ امام ابو یوسفؒ نے کہا ہے، کہ امام کے پیچھے صبح کی نماز میں اگر امام قنوت پڑھتا ہے، تو مقتدی بھی پڑھے کیونکہ اس نے امام کی اقتداء کا التزام کیا ہے، اور قنوت کا معاملہ اجتہادی ہے۔ جیسا کہ تکبیراتِ عیدین کا معاملہ صحابہ کرامؓ سے مختلف طرق پر ثابت ہے۔

قنوت نازلہ کے الفاظ:۔ قنوت نازلہ کے مختلف الفاظ ہیں۔

۱۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلِلْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَاَلِّفْ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَاَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِهِمْ وَانْصُرْهُمْ عَلٰى عَدُوِّكَ وَعَدُوِّهِمْ، اَللّٰهُمَّ الْعَنِ الْكَفَرَةَ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِكَ وَيُكَذِّبُوْنَ رُسُلَكَ وَيُقَاتِلُوْنَ اَوْلِيَاءَكَ اَللّٰهُمَّ خَالِفْ بَيْنَ كَلِمَتِهِمْ وَزَلْزِلْ اَقْدَامَهُمْ وَاَنْزِلْ بِهِمْ بَاْسَكَ الَّذِيْ لَا تَرُدُّهٗ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ

(حزب اعظم ص ۱۰۲)

۲۔ جس کو اکثر صبح کی نماز میں ہمارے استاذ شیخ و مرشد حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ پڑھتے تھے۔

" اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا فِيْمَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنَا فِيْمَنْ عَافَيْتَ وَتَوَلَّنَا فِيْمَنْ تَوَلَّيْتَ، وَبَارِكْ لَنَا فِيْمَنْ اَعْطَيْتَ وَقِنَا شَرَّ مَا قَضَيْتَ فَاِنَّكَ تَقْضِيْ وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ وَاِنَّهٗ لَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ وَلَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ فَلَكَ الْحَمْدُ عَلٰى مَا قَضَيْتَ نَسْتَغْفِرُكَ وَنَتُوْبُ اِلَيْكَ۔

اَللّٰهُمَّ انْصُرِ الْاِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَاَنْجِزْ وَعْدَكَ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ، اَللّٰهُمَّ انْصُرْ مُسْلِمِيْ وَزِيْرِسْتَانَ وَفَلَسْطِيْنَ، وَاخْذُلْ اَعْدَاءَهُمُ الْاَنْكِلِيْزَ وَمَنْ وَّالَاهُمْ اَعْدَاءَنَا اَعْدَاءَكَ اَعْدَاءَ الدِّيْنِ۔

اَللّٰھُمَّ زَلْزِلْ اَقْدَامَھُمْ، اَللّٰھُمَّ شَتِّتْ شَمْلَھُمْ اَللّٰھُمَّ فَرِّقْ جَمْعَھُمْ، اَللّٰھُمَّ دَمِّرْ دِیَارَھُمْ، اَللّٰھُمَّ اَھْلِكْ اَمْوَالَھُمْ اَللّٰھُمَّ فُلَّ حَدَّھُمْ اَللّٰھُمَّ اَھْزِمْ جُنْدَھُمْ، اَللّٰھُمَّ خُذْھُمْ اَخْذَ عَزِیْزٍ مُّقْتَدِرٍ، وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارِكْ وَسَلَّمْ

وتر کے بعد دو رکعت نفل وتر کے بعد دو رکعت نفل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھ کر ادا کیے ہیں، جیسا کہ بخاری ص ۱۵۵/۱، ابن ماجہ ص ۸۳، طحاوی ص ۲۰۲/۱ میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً بسند صحیح مروی ہے، حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً بسند حسن دارمی ص ۳۱۲/۱، طحاوی ص ۲۰۲/۱، دارقطنی ص ۳۶/۲ میں موجود ہے۔ اور حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً طحاوی ص ۲۰۲/۱، مسند احمد ص ۲۶۰/۵ میں بسند حسن مروی ہے۔

لیکن علماء کرام یہ فرماتے ہیں، یہ سب آپ کی خصوصیات میں شامل ہے کہ آپکو بیٹھ کر پڑھنے پر بھی کھڑے ہونے کی طرح پورا ثواب ملتا ہے، دوسرے لوگوں کا یہ حکم نہیں ہے، ان کو بیٹھ کر نصف ثواب ملے گا۔

حضرت مولانا شیخ الہند رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ آپ فرماتے تھے، چاہے ثواب نصف ہی ملے، لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں تو ہم بیٹھ کر ہی پڑھیں گے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ایک اشکال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے، کہ

۱۔ بَادِرُوا الصُّبْحَ بِالْوِتْرِ صبح کی نماز سے پہلے سبقت کرو وتر ادا کرنے میں۔ (مسلم ص ۲۵۷/۱)

۲۔ اِجْعَلُوْا اٰخِرَ صَلٰوتِکُمْ بِاللَّیْلِ وِتْرًا۔ (مسلم ص ۲۵۷/۱) رات کے وقت اپنی آخری نماز وتر کو بناؤ

ان روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ رات کے وقت آخری نماز وتر ہونی چاہیے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وتروں کے بعد دو رکعت بیٹھ کر پڑھنا ان روایات کے خلاف کیوں ہے؟

جواب تو اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ

ا۔ واجبی نماز آخر میں وتر ہونی چاہیے۔

۲- یا جو نماز تم کھڑے ہو کر پڑھتے ہو وہ وتر ہونی چاہیئے۔

ایک اور اشکال ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایت ہے کہ آپ ایک رکعت کے ساتھ وتر بناتے تھے، اور پھر دو رکعت پڑھتے تھے بیٹھے ہوئے جب آپ رکوع کا ارادہ کرتے تھے، تو کھڑے ہو کر رکوع کرتے تھے (ابن ماجہ صد ۸۳)

جواب اس روایت کا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ احیاناً کبھی آپ نے ایسا بھی کیا ہو، نفل اور تہجد کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل اسی طرح منقول ہے، عام حالات میں کھڑے ہو کر اور کبھی بیٹھ کر بھی پڑھتے تھے، اور کبھی قراۃ بیٹھ کر پڑھتے تھے، تقریباً تیس چالیس آیات کی مقدار جب رہ جاتی تو کھڑے ہو کر پڑھتے تھے پھر رکوع کرتے (مسلم صد ۲۵۲/۱)

نوافل میں یہ سب طریقے درست ہیں، ورنہ تمام صحیح احادیث میں یہی مذکور ہے کہ دو رکعت آپ بیٹھ کر ہی ادا کرتے تھے، ان میں کھڑے ہونے کا ذکر نہیں ہے، اور اسی وجہ سے فقہاء کرام نے اس پہ بحث کی ہے کہ آپ کو بیٹھ کر پڑھنے پر بھی پورا ثواب ملتا ہے، یہ آپ کی خصوصیات میں داخل ہے، بخلاف افرادِ امت کے کہ وہ اگر بیٹھ کر پڑھیں گے تو ان کو نصف اجر ملے گا۔

صلوٰۃ الجمعۃ

(نماز جمعہ)

فضائل یوم جمعہ جمعہ کے دن کی احادیث میں بہت فضیلت آئی ہے، جیسا کہ

۱۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ (مرفوعًا) خَیْرُ یَوْمٍ طَلَعَتْ فِیْهِ الشَّمْسُ یَوْمُ الْجُمُعَةِ فِیْهِ خُلِقَ اٰدَمُ وَفِیْهِ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ وَفِیْهِ اُخْرِجَ مِنْهَا وَلَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ اِلَّا فِیْ یَوْمِ الْجُمُعَةِ۔

(مسلم ص ۲۸۲، ترمذی ص ۹۶)

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہتر دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے وہ جمعہ کا دن ہوتا ہے اس میں آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی اور اسی دن ان کو جنت میں داخل کیا گیا اور اسی دن ان کو جنت سے نکالا گیا اور قیامت بھی اسی دن قائم ہوگی۔

۲۔ عَنْ اَبِیْ لُبَابَةَ (مرفوعًا) اِنَّ یَوْمَ الْجُمُعَةِ سَیِّدُ الْاَیَّامِ وَاَعْظَمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَهُوَ اَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ یَوْمِ الْاَضْحٰی وَیَوْمِ الْفِطْرِ فِیْهِ خَمْسُ خِلَالٍ خَلَقَ اللّٰهُ فِیْهِ اٰدَمَ وَاَهْبَطَ اللّٰهُ فِیْهِ اٰدَمَ اِلَی الْاَرْضِ وَفِیْهِ تَوَفَّی اللّٰهُ اٰدَمَ وَفِیْهِ سَاعَةٌ لَا یَسْاَلُ الْعَبْدُ فِیْهَا شَیْئًا اِلَّا اَعْطَاهُ

حضرت ابولبابہؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک جمعہ کا دن سید الایام ہے اور بڑا ہے اللہ کے نزدیک اور یہ عید الاضحیٰ اور عید الفطر سے بھی بڑا ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس میں پانچ باتیں ہیں اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اس دن میں پیدا کیا۔ اور اسی دن ان کو زمین پہ اتارا اور اسی دن میں ان کو وفات دی اور اس دن میں ایک مبارک گھڑی ہے بندہ اس میں جو کچھ اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہے

اللّٰہُ مَا لَمْ یَسْئَلْ حَرَامًا وَفِیْہِ تَقُوْمُ السَّاعَۃُ مَا مِنْ مَلَكٍ مُقَرَّبٍ وَلَا سَمَاءٍ وَلَا اَرْضٍ وَلَا رِیَاحٍ وَلَا جِبَالٍ وَلَا بَحْرٍ اِلَّا ھُوَ مُشْفِقٌ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ (ابن ماجہ ص۷۶، ابن ابی شیبہ ص۱۵/۲)

اللہ اس کو عطا فرماتے ہیں بشرطیکہ وہ حرام بات نہ ہو اور اسی دن قیامت بھی برپا ہوگی۔ مقرب فرشتے آسمان، زمین، ہوا، پہاڑ، بحر (سمندر) سب جمعہ کے دن سے ڈرتے ہیں۔

٣۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ (مَرْفُوْعًا) نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ بَیْدَ اَنَّھُمْ اُوْتُوا الْکِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا وَاُوْتِیْنَاہُ مِنْ بَعْدِھِمْ ثُمَّ ھٰذَا یَوْمُھُمُ الَّذِیْ فُرِضَ عَلَیْھِمْ فَاخْتَلَفُوْا فِیْہِ فَھَدَانَا اللّٰہُ لَہٗ وَالنَّاسُ لَنَا فِیْہِ تَبَعٌ اَلْیَھُوْدُ غَدًا وَالنَّصَارٰی بَعْدَ غَدٍ۔

(بخاری ص۱۲۰/۱)

وَفِیْ رِوَایَۃٍ مُسْلِمٍ قَالَ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَنَحْنُ اَوَّلُ مَنْ یَّدْخُلُ الْجَنَّۃَ۔ (مسلم ص۲۸۲/۱)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم دنیا میں سب سے آخر میں آنے والے ہیں اور قیامت کے دن سب سے اول ہوں گے البتہ اہل کتاب کو ہم سے پہلے کتاب دی گئی ہے اور ہم کو ان کے بعد، پھر یہ وہ دن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر فرض کیا تھا، لیکن انہوں نے اس میں اختلاف کیا پس اللہ نے ہمیں اس دن کے لیے ہدایت دی اور دوسرے لوگ اس میں ہمارے تابع ہیں یہود دوسرے دن (یعنی ہفتہ) اور نصاریٰ تیسرے دن (یعنی اتوار) اور مسلم کی روایت میں یہ آیا ہے کہ ہم آخر ہیں اور قیامت کے دن اول ہوں گے اور ہم سب سے پہلے بہشت میں داخل ہوں گے۔

٤۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ وَعَنْ حُذَیْفَۃَ (مَرْفُوْعًا) نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ مِنْ اَھْلِ الدُّنْیَا وَالْاَوَّلُوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ الْمَقْضِیُّ لَھُمْ قَبْلَ الْخَلَائِقِ۔ (مسلم ص۲۸۲/۱)

حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ ہم اہل دنیا میں سب سے آخر میں آنے والے ہیں، اور سب سے آگے ہوں گے قیامت کے دن، لوگوں سے پہلے ہمارے لیے فیصلہ ہوگا۔

٥۔ عَنْ اَنَسٍ (مَرْفُوْعًا)

حضرت انسؓ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم

لَيْلَةُ الْجُمُعَةِ لَيْلَةٌ اَغَرُّ وَيَوْمُ الْجُمُعَةِ يَوْمٌ اَزْهَرُ (مشکوٰة صـ۱۲۱ بحوالہ بیہقی فی الدعوات الکبیر)

کا فرمان ہے کہ جمعہ کی رات ایک روشن رات ہے اور جمعہ کا دن بہت سفید اور نمایاں دن ہے

۶۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرؓ (مَرْفُوْعًا) مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوْتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اَوْ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ اِلَّا وَقَاهُ اللّٰهُ فِتْنَةَ الْقَبْرِ۔

(مسند احمد صـ۱۷۶/۲، ترمذی صـ۱۷۳)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات میں وفات پائے گا، تو اللہ تعالیٰ اس کو قبر کے فتنے سے بچالے گا۔

۷۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ (مَرْفُوْعًا) اَلْيَوْمُ الْمَوْعُوْدُ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ وَالْيَوْمُ الْمَشْهُوْدُ يَوْمُ عَرَفَةَ وَالشَّاهِدُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ

(ترمذی صـ۱۸۱)

حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (سورۃ البروج پ۳۰ میں) اَلْيَوْمُ الْمَوْعُوْد سے مراد قیامت کا دن ہے اور اَلْيَوْمُ الْمَشْهُوْد سے مراد عرفہ کا دن ہے اور شاہد سے مراد جمعہ کا دن ہے۔ جو ہر شہر میں لوگوں کے پاس آجاتا ہے۔

۸۔ بہترین روزِ ہفتہ جمعہ، و بہتر روز ہائے سال عرفہ است ہفتے میں بہترین دن جمعہ اور سال کا بہترین دن عرفہ ہے۔

۹۔ كَانَ يُسَمَّى الْجُمُعَةُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ بِالْعَرُوْبَةِ وَمَعْنَاهُ الْيَوْمُ الْبَيِّنُ الْمُعَظَّمُ مِنْ اَعْرَبَ اِذَا بَيَّنَ۔

جمعہ کو جاہلیت کے زمانہ میں عروبہ کہتے تھے، اس کا معنی واضح اور معظم دن، اعرب کا معنی، بیان کرنا اور واضح کرنا ہوتا ہے۔

۱۰۔ جمعہ فرضِ عین ہے، اس کا منکر کافر ہے، اور یہ مستقل فرض اور آکد من الظہر یعنی ظہر سے زیادہ مؤکد ہے۔

۱۱۔ جمعہ تنظیم امت کا بہترین ذریعہ ہے اور روحانی و اخروی نعمتوں کے حصول کا سبب ہے۔

جمعہ میں مبارک گھڑی

۱۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم ذَکَرَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ فِیْهِ سَاعَةٌ لَا یُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَهُوَ قَائِمٌ یُصَلِّیْ یَسْأَلُ اللّٰہَ شَیْئًا اِلَّا اَعْطَاهُ اِیَّاهُ (بخاری ص ۱۲۸/۱، مسلم ص ۲۸۱)
وَزَادَ مُسْلِمٌ "وَهِیَ سَاعَةٌ خَفِیْفَةٌ"
(مسلم ص ۲۸۱/۱)

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کا ذکر کیا اور فرمایا! جمعہ میں ایک مبارک گھڑی ہوتی ہے، بندہ مسلمان جو بھی اس میں اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہے اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔

اور مسلم کی روایت میں یہ بھی ہے، کہ وہ گھڑی بہت خفیف (یعنی تھوڑی) سی ہوتی ہے۔

۲۔ وَفِیْ رِوَایَةِ اَبِیْ مُوْسٰی رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ فِیْ شَأْنِ سَاعَةِ الْجُمُعَةِ هِیَ مَا بَیْنَ اَنْ یَّجْلِسَ الْاِمَامُ اِلٰی اَنْ تُقْضَی الصَّلٰوةُ (مسلم ص ۲۸۱/۱)

حضرت ابوموسیٰؓ کی روایت میں ہے میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جمعہ کی گھڑی کے بارے میں، کہ وہ گھڑی امام کے ممبر پر بیٹھنے سے لے کر نماز کے اختتام تک کے وقت میں ہوتی ہے۔

۳۔ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ (مرفوعاً) عُرِضَتْ عَلَیَّ الْاَیَّامُ فَعُرِضَ عَلَیَّ یَوْمُ الْجُمُعَةِ فَاِذَا هِیَ کَمِرْأَةٍ بَیْضَاءَ فَاِذَا فِیْ وَسْطِهَا نُکْتَةٌ سَوْدَاءُ فَقُلْتُ مَا هٰذِهٖ قِیْلَ السَّاعَةُ۔
(مجمع الزوائد ص ۱۶۴/۲ بحوالہ طبرانی فی الاوسط سندہ صحیح)

حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے سامنے دن پیش کیے گئے جمعہ کا دن بھی پیش کیا گیا تو وہ سفید آئینہ کی طرح تھا اور اس کے وسط میں ایک سیاہ نقطہ تھا تو میں نے کہا یہ کیا ہے تو کہا گیا کہ یہ وہ مبارک گھڑی ہے۔

۴۔ عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ (مرفوعاً) اِنَّ اللّٰہَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی لَیْسَ بِتَارِكٍ اَحَدًا

حضرت انسؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک مسلمان کو جمعہ

مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ اِلَّا غُفِرَ لَهٗ — کے دن بخشا ہے۔

(مجمع الزوائد ص۱۶۴ ج۲ بحواله طبرانی فی الاوسط ورجاله رجال الصحیح)

جمعہ کے دن سورۃ کہف کی تلاوت

جمعہ کے دن سورۃ کہف کی تلاوت کی حدیث شریف میں بڑی فضیلت آئی ہے۔

۱۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍؓ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مَنْ قَرَءَ سُوْرَةَ الْكَهْفِ فِیْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ اَضَاءَ لَهٗ مِنَ النُّوْرِ مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجُمُعَتَيْنِ (مستدرک حاکم ص۳۶۸ ج۲ صحیح)

حضرت ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے سورۃ کہف جمعہ کے دن تلاوت کی اس کے لیے اس جمعہ سے دوسرے جمعہ تک نور ہوگا۔

۲۔ عَنْ عَلِیٍّؓ (مرفوعًا) مَنْ قَرَءَ سُوْرَةَ الْكَهْفِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَهُوَ مَعْصُوْمٌ اِلٰى ثَمَانِيَةِ اَيَّامٍ مِنْ كُلِّ فِتْنَةٍ وَاِنْ خَرَجَ الدَّجَّالُ عُصِمَ مِنْهُ۔ (ضیاء مقدسی ص)

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے سورۃ کہف جمعہ کے دن تلاوت کی وہ آٹھ دن تک محفوظ ہوگا ہر فتنہ سے۔ اور اگر دجال نکلے گا تو اس سے بھی اس کو محفوظ رکھا جائے گا۔

۳۔ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِؓ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ قَرَءَ ثَلٰثَ اٰيَاتٍ مِنْ اَوَّلِ الْكَهْفِ عُصِمَ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ۔ (ترمذی ص۱۱۵ حسن صحیح)

حضرت ابو درداءؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے (جمعہ کے دن) سورۃ کہف کی ابتدائی تین آیات پڑھیں، وہ دجال کے فتنہ سے بچایا جائے گا۔

۴۔ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِؓ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ حَفِظَ

حضرت ابو درداءؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے سورۃ کہف کی ابتدائی

عَشَرَ اٰیَاتٍ مِّنْ اَوَّلِ الْکَهْفِ عُصِمَ مِنَ الدَّجَّالِ۔ (مسلم ص۲۷۱ ج۱، مستدرک حاکم ص۳۶۸ ج۲)

دس آیات یاد کیں وہ فتنۂ دجال سے بچایا جائے گا۔

۵۔ وَاَیْضًا عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ علیه وسلم مَنْ قَرَاَ عَشَرَ اٰیَاتٍ مِّنْ اٰخِرِ الْکَهْفِ عُصِمَ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ۔

(مسند احمد ص۴۴۶ ج۶، مسلم ص۲۷۱ ج۱)

حضرت ابو دراؤد سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس نے سورۂ کہف کی آخری دس آیات پڑھیں، اس کو دجال سے بچاؤ ہوگا۔

جمعہ کے دن سورۂ کہف کی تلاوت کے تین درجے

۱۔ پہلا درجہ یہ ہے (ادنیٰ درجہ) کہ صرف تین آیتیں ابتداء اور آخر سے یاد کی جائیں، اور تلاوت کی جائیں، یا صرف ابتداء سے۔

۲۔ درمیانی درجہ یہ ہے کہ دس آیات ابتداء سے اور دس آیات آخر سے۔

۳۔ اور کامل درجہ یہ ہے کہ پوری سورہ کہف جمعہ کے دن تلاوت کی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

جمعہ کے دن درود شریف پڑھنے کی فضیلت

جمعہ کے دن درود شریف پڑھنے کے سلسلہ میں بھی احادیث میں بہت فضیلت آئی ہے۔

۱۔ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِؓ (مَرْفُوْعًا) اَکْثِرُوا الصَّلٰوةَ عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاِنَّهُ مَشْهُوْدٌ یَشْهَدُهُ الْمَلٰئِکَةُ وَاِنَّ اَحَدًا لَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ اِلَّا عُرِضَتْ عَلَیَّ صَلٰوتُهُ حَتّٰی یَفْرُغَ

(ابن ماجہ ص۱۱۸)

حضرت ابو درداءؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ کے دن کثرت سے مجھ پہ درود پڑھو کیونکہ اس دن فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور جو بھی تم میں مجھ پر درود پڑھتا ہے وہ مجھ پر پیش کیا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ فارغ ہو جائے

۲۔ عَنْ اَوْسِ بْنِ اَوْسٍؓ (مَرْفُوْعًا) وَفِیْهِ فَاَکْثِرُوْا عَلَیَّ مِنَ الصَّلٰوةِ فِیْهِ فَاِنَّ صَلٰوتَکُمْ مَعْرُوْضَةٌ

حضرت اوس بن اوسؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ کے دن کثرت سے مجھ پر درود بھیجو کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے

عَلَيَّ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ تُعْرَضُ
صَلٰوتُنَا عَلَيْكَ وَقَدْ اَرِمْتَ وَقَالَ
يَقُوْلُوْنَ بَلِيْتَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ
حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ
(ابوداؤد صفحہ ۱۵۰ ج ۱، نسائی صفحہ ۲۰۳ ج ۱، ابن ماجہ صفحہ ۱۱۸،
دارمی صفحہ ۳۰۷ ج ۱، مستدرک حاکم صفحہ ۲۷۸ ج ۱ وَقَالَ صَحِيْحٌ
عَلٰى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَاَقَرَّهُ الذَّهَبِيُّ
(مسند احمد صفحہ ۸ ج ۴، الترغیب والترہیب صفحہ ۲۸۱ ج ۲، ۱۸۲)

لوگوں نے عرض کیا حضور ہمارا درود اس وقت
کیسے پیش کیا جائے گا آپ پر جب کہ آپ
بوسیدہ ہو چکے ہوں گے تو آپ نے فرمایا بیشک
اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کیا ہے کہ وہ انبیاء کے
جسموں کو کھائے۔

۲۔ عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ (مَرْفُوْعًا)
اَكْثِرُوا الصَّلٰوةَ عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ
فَاِنَّهُ مَشْهُوْدٌ تَشْهَدُهُ الْمَلٰئِكَةُ
وَاِنَّ اَحَدًا لَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ اِلَّا
عُرِضَتْ عَلَيَّ صَلٰوتُهُ حَتّٰى
يَفْرُغَ مِنْهَا قَالَ قُلْتُ وَبَعْدَ
الْمَوْتِ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى
الْاَرْضِ اَنْ تَاْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ
فَنَبِيُّ اللّٰهِ حَيٌّ يُرْزَقُ (ابن ماجہ صفحہ ۱۱۸)
(اَلْعَرْضُ عَلٰى مَجْمُوْعِ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ
الْمُبَارَكِ)

حضرت ابو درداءؓ سے روایت ہے کہ حضور
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جمعہ کے دن کثرت سے
مجھ پر درود بھیجو، کیونکہ اس دن فرشتوں کی حاضری
ہوتی ہے اور جو بھی مجھ پر درود پڑھتا ہے وہ مجھ
پر پیش کیا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ فارغ ہو جائے
حضرت ابو درداءؓ نے عرض کیا حضور موت کے بعد بھی
پیش کیا جائے گا۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین پر
حرام قرار دیا ہے کہ وہ نبیوں کے اجسام کو کھائے
پس اللہ کا نبی زندہ ہے اس کو روزی دی جاتی ہے
(درود کا پیش کیا جانا مجموعہ روح اور جسد پر ہوتا ہے)

۳۔ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِي طَالِبٍؓ قَالَ
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مِائَةَ
مَرَّةٍ جَاءَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَمَعَهُ

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص جمعہ کے دن مجھ پر سو مرتبہ
درود شریف پڑھے گا۔ وہ آئے گا۔ قیامت کے
دن اس طرح کہ اس کے ساتھ اتنا نور ہو گا اگر اس

لَوْ قُسِّمَ ذٰلِكَ النُّوْرُ بَیْنَ الْخَلْقِ کُلِّهِمْ لَوَسِعَهُمْ۔ کہ تمام مخلوق کے درمیان تقسیم کیا جائے تو سب کے لیے کفایت کر جائے گا۔

(حلیۃ الاولیاء ص ۴۲ ج ۸)

جمعہ کی فرضیت کی تاکید

عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَاَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَا سَمِعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی اَعْوَادِ مِنْبَرِهٖ لَیَنْتَهِیَنَّ اَقْوَامٌ عَنْ وَدْعِهِمُ الْجُمُعَاتِ اَوْ لَیَخْتِمَنَّ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ ثُمَّ لَیَکُوْنُنَّ مِنَ الْغَافِلِیْنَ۔

حضرت ابن عمرؓ و ابوہریرہؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ منبر پر تشریف فرما تھے۔ باز آجائیں لوگ جمعہ ترک کرنے سے ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا۔ پھر وہ غافلوں میں ہو جائیں گے۔

(مسلم ص ۲۸۴ ج ۱، نسائی ص ۲۰۲ ج ۱ عن ابن عباسؓ وابن عمرؓ)۔

۲۔ اَبِی الْجَعْدِ الضَّمْرِیِّ ؓ (مَرْفُوْعًا) مَنْ تَرَکَ ثَلَاثَ جُمَعٍ تَهَاوُنًا بِهَا طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰی قَلْبِهٖ۔

ابوالجعد ضمریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص تین جمعے محض سستی کی وجہ سے ترک کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے دل پر ٹھپہ لگا دے گا۔

(ابوداؤد ص ۱۵۱ ج ۱، ترمذی ص ۹۵، نسائی ص ۲۰۲ ج ۱، ابن ماجہ ص ۷۸ تا ۷۹، دارمی ص ۲۰۷ ج ۱، مسند احمد ص ۴۲۴ ج ۳)

۳۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ (مَرْفُوْعًا) لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ رَجُلًا یُّصَلِّیْ بِالنَّاسِ ثُمَّ اُحَرِّقَ عَلٰی رِجَالٍ یَّتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الْجُمُعَةِ بُیُوْتَهُمْ۔ (مسلم ص ۲۳۲ ج ۱)

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ارادہ کرتا ہوں کہ کسی شخص کو نماز پڑھانے کا حکم دوں۔ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے پھر میں ان لوگوں کو ان کے گھروں میں آگ لگا کر جلا ڈالوں جو جمعہ سے پیچھے رہتے ہیں

۴۔ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ (مَرْفُوْعًا) مَنْ تَرَکَ الْجُمُعَةَ مِنْ غَیْرِ ضَرُوْرَةٍ کُتِبَ

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے بغیر ضرورت کے جمعہ ترک کر دیا

مُنَافِقًا فِيْ كِتَابٍ لَا يُمْحٰى وَلَا يُبَدَّلُ (کتاب الام ص ۲۰۱/۱)

وہ منافق لکھا جائیگا۔ ایسی کتاب میں جس میں تغیر و تبدل نہیں ہوتا۔

۵۔ جَابِرٌ (مرفوعاً) مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَعَلَيْهِ الْجُمُعَةُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اِلَّا عَلٰى مَرِيْضٍ اَوْ مُسَافِرٍ اَوِ امْرَاَةٍ اَوْ صَبِيٍّ اَوْ مَمْلُوْكٍ فَمَنِ اسْتَغْنٰى بِلَهْوٍ اَوْ تِجَارَةٍ اِسْتَغْنَى اللّٰهُ عَنْهُ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ

(دارقطنی ص ۲/۳)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اس پر جمعہ ضروری ہے مگر بیمار، مسافر، عورت۔ بچے اور غلام پر جو شخص کھیل کود اور تجارت میں مشغول ہو کر مستغنی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس سے مستغنی ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ غنی اور حمید ہے۔

جمعہ کے لیے مسجد میں جلدی آنے والے کا اجر

جمعہ کے دن مسجد میں جلدی آنے والے کو بہت ثواب ملتا ہے۔ چنانچہ صحیح حدیث میں آتا ہے۔

۱۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ وَقَفَتِ الْمَلٰئِكَةُ عَلٰى بَابِ الْمَسْجِدِ يَكْتُبُوْنَ الْاَوَّلَ فَالْاَوَّلَ مَثَلُ الْمُهَجِّرِ كَمَثَلِ الَّذِيْ يُهْدِيْ بَدَنَةً ثُمَّ كَالَّذِيْ يُهْدِيْ بَقَرَةً ثُمَّ كَبْشًا ثُمَّ دَجَاجَةً ثُمَّ بَيْضَةً فَاِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ طَوَوْا صُحُفَهُمْ وَيَسْتَمِعُوْنَ الذِّكْرَ۔

(بخاری ص ۱۲۱/۱، مسلم ص ۲۸۲/۱)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب جمعہ کا دن ہوتا ہے ملائکہ مسجد کے دروازوں پر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ جو پہلے آتے ہیں، ان کے نام لکھتے ہیں، سب سے پہلے آنے والے کی مثال حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی جیسا کہ اونٹ کی قربانی دینے والا، دوسرا جیسا کہ گائے کی قربانی دینے والا یعنی گائے کو اللہ کی راہ میں صدقہ کرنے والا پھر تیسرا جیسا کہ مینڈھا صدقہ کرنے والا، پھر چوتھا، جیسا کہ مرغ کو صدقہ کرنے والا ہوتا ہے اور پھر جیسا کہ انڈا صدقہ کرنیوالا پس جب امام خطبہ کے لیے نکلتا ہے۔ تو فرشتے بھی اپنے

دفتر لپیٹ لیتے ہیں اور ذکر سنتے ہیں۔

۲۔ امام غزالیؒ نے لکھا ہے کہ

"قرن اول میں نماز فجر کے بعد سڑکیں اور گلیاں بھری ہوئی ہوتی تھیں، اور جمعہ کے روز عید کی طرح غیر معمولی ازدحام ہوتا تھا، اور پھر لکھا ہے کہ مسلمانوں کو اس بات پر شرم کیوں نہیں آتی کہ یہود و نصاریٰ اپنی عبادت کے دن اپنے معبدوں (عبادت گاہوں) میں کیسے سویرے جاتے ہیں، اور طالبانِ دُنیا کتنے سویرے خرید و فروخت کے لیے بازاروں میں پہنچ جاتے ہیں پس طالبانِ حق اگر پیش دستی اور سبقت سے کام نہ لیں تو ان کے لیے شرم کی بات ہے (احیاء العلوم صفحہ ۸۲ ج ۱)

شرائط جمعہ

وجوبِ جمعہ کے لیے شرائط جمعہ کے واجب ہونے کے لیے مندرجہ ذیل شرائط ہیں۔

۱۔ حریت یعنی آزاد ہونا — غلام پر جمعہ فرض نہیں

۲۔ ذکورۃ — عورتوں پر جمعہ فرض نہیں

۳۔ اقامت — مسافر پر جمعہ فرض نہیں

۴۔ صحت — مریض پر جمعہ فرض نہیں

۵۔ پاؤں کا سالم ہونا — لنگڑے اور اپاہج پر جمعہ فرض نہیں۔

۶۔ آنکھوں کی سلامتی بھی شرط ہے — اندھے پر جمعہ فرض نہیں، مگر یہ کہ اس کا کوئی قائد ہو تو فرض ہوگا۔

۷۔ بالغ ہونا، نابالغ پر جمعہ فرض نہیں ہے

(ہدایہ صفحہ ۱۱۶ ج ۱، شرح نقایہ صفحہ ۱۲۲ ج ۱، کبیری صفحہ ۵۴۸)

۱۔ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اَلْجُمُعَۃُ حَقٌّ وَاجِبٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ فِیْ جَمَاعَۃٍ

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ ثابت اور واجب (فرض) ہے، ہر مسلمان پر جماعت

اِلَّا اَنْ بَعَثَتِ عَبْدٍ مَمْلُوْكٍ اَوِ امْرَأَةٍ اَوْصَبِيٍّ اَوْ مَرِيْضٍ (مستدرک حاکم ص۲۸۸ ج۱) وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ واقره الذهبيؒ۔

کے ساتھ مگر چار قسم کے آدمیوں پر واجب نہیں ایک غلام، دوسری عورت، تیسرا بچہ نابالغ چوتھا مریض

یہ روایت ابوداؤد ص۱۵۳ میں عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍؓ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم ہے ابوداؤدؒ کہتے ہیں کہ حضرت طارقؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے، لیکن کچھ سنا نہیں اور مستدرک حاکم میں عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍؓ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ تو اس میں حضرت ابوموسیٰؓ کا واسطہ درمیان میں ہے۔

امام حلبیؒ لکھتے ہیں۔

وَعَلَيْهِ اِجْمَاعُ الْاَئِمَّةِ الْاَرْبَعَةِ وَجُمْهُوْرِ الْعُلَمَاءِ (کبیری ص۵۴۸)

اور اس پر ائمہ اربعہ اور جمہور علماء کا اجماع ہے۔

۲۔ عَنِ الْحَسَنِؒ قَالَ لَيْسَ عَلَى النِّسَاءِ جُمُعَةٌ وَفِيْ رِوَايَةٍ عَنْهُ لَيْسَ عَلَى الْعَبْدِ جُمُعَةٌ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۰۹ ج۲)

حضرت حسن بصریؒ نے کہا ہے کہ عورتوں پر جمعہ فرض نہیں، اور اسی طرح غلام پر بھی۔

۳۔ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ لَيْسَ عَلَى النِّسَاءِ وَالْعَبِيْدِ جُمُعَةٌ (مصنف عبدالرزاق ص۱۷۲ ج۳)

حضرت عطاءؒ نے کہا ہے کہ عورتوں اور غلاموں پر جمعہ فرض نہیں ہے۔

۴۔ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ يَجِبُ الْجُمُعَةُ عَلَى الْاَعْمٰى اِذَا وَجَدَ قَائِدًا (مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۵۴ ج۲)

حضرت حسن بصریؒ نے کہا ہے کہ اندھے کا اگر قائد ہو تو اس پر جمعہ فرض ہے۔

__مسئلہ:__ شیخ فانی بھی بیمار کے حکم میں ہے

__مسئلہ:__ بیمار کی طرح تیماردار بھی جمعہ سے مستثنیٰ ہے، جب کہ وہ چلا جائے تو بیمار کی خبرگیری کرنے والا کوئی نہ ہو۔

مسئلہ :- نابالغ، مجنون، عورت، اور اندھے پر جمعہ فرض نہیں، ایک آنکھ (اعور) پر فرض ہے
مسئلہ :- جمعہ تمام معذوروں کے حق میں ظہر سے افضل ہے، بجز عورت کے کہ اس کے حق میں ظہر افضل ہے، کیونکہ اس کی نماز گھر میں زیادہ افضل ہے مسجد سے (درمختار ص ۱/۱۱۲)
مسئلہ :- لنگڑا اگر چلنے کی طاقت رکھتا ہے، تو اس پر جمعہ فرض ہے، اگر مفلوج یا مقطوع ہے تو ساقط ہے۔
مسئلہ :- اگر پولیس کے پکڑنے کا خوف ہو، یا چوروں کا خوف ہو تو جمعہ ساقط ہو گا۔

عَنِ الْحَسَنِ وَكَانَ يُرَخِّصُ لِلْخَائِفِ فِي الْجُمُعَةِ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲/۱۵۴)

حضرت حسن بصریؒ سے منقول ہے کہ وہ خوف والے شخص کو جمعہ ترک کرنے کی اجازت دیتے تھے۔

مسئلہ :- بارش، کیچڑ، برف باری وغیرہ ہو تو جمعہ ساقط ہے۔
مسئلہ :- مفقود الشرائط اگر ازراہِ عزیمت جمعہ پڑھ لیں تو ظہر کی فرضیت ان سے ساقط ہو جائے گی۔

۱- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍؓ قَالَ إِذَا صَلَّيْتُنَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مَعَ الْإِمَامِ فَصَلِّيْنَ بِصَلَاتِهِ وَإِذَا صَلَّيْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ فَصَلِّيْنَ أَرْبَعًا (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲/۱۰۹)

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے عورتوں کے بارے میں کہا ہے کہ جب تم جمعہ کے دن امام کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھو تو اس کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھو اور جب اپنے گھروں میں پڑھو تو چار رکعت (ظہر کی نماز) پڑھو۔

۲- عَنِ الْحَسَنِ قَالَ إِنْ جَمَّعْنَ مَعَ الْإِمَامِ أَجْزَأَهُنَّ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲/۱۱۰)

حضرت حسن بصریؒ کہتے ہیں اگر عورتیں امام کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھیں تو وہ ہی کافی ہے۔ (یعنی ظہر کی نماز ساقط ہو جائے گی)

مسئلہ :- مزدور پر جمعہ واجب ہے، اگر جامع مسجد دور ہو تو اس کی اجرت میں سے حساب کے ساتھ وضع ہو سکتی ہے، اگر جامع مسجد قریب ہو تو مزدوری وضع نہ ہو گی، دوری کی حد ایک پہر (یعنی تین گھنٹے) ہے، اور ربع اجرت کم ہو گی (شامی ص ۱/۶۰۲)

انعقادِ جمعہ کے لیے شرائط :- جمعہ منعقد کرنے کے لیے مندرجہ ذیل شرائط ہیں۔ ان

بغیر جمعہ درست نہیں ہوگا۔ بلکہ ظہر کی نماز پڑھنی ہوگی۔

۱۔ شہر یا فنا ر شہر یعنی شاملات شہر صحیح ہے، بادیہ (چھوٹے دیہات) میں اور اعراب کے گھاٹوں پر بالاتفاق جمعہ جائز نہیں۔

۲۔ سلطان یا اس کا نائب یا خطیب ہونا۔

۳۔ جماعت کا ہونا امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک امام کے سوا تین آدمی اور صاحبینؒ کے نزدیک امام کے سوا دو آدمی۔

۴۔ ظہر کے وقت کا ہونا۔

۵۔ اظہار۔ اذن عام ہو، چنانچہ قید خانہ، جیل خانہ اور بند قلعوں میں بھی جمعہ جائز نہیں۔

۶۔ خطبہ بھی انعقاد جمعہ کے لیے شرط ہے۔ خطبہ میں حمد وصلوٰۃ، وصیت تقویٰ، قرأۃ قرآن اور دعا للمسلمین والمسلمات والاموات۔ (ہدایہ ص ۱۱۴ ۱۱۶ ج ۱، شرح نقایہ ص ۱۲۳ تا ۱۲۵ ج ۱، کبیری ص ۵۴۹ تا ص ۵۵۱)

اس کے علاوہ جمعہ کے لیے وہی شرائط ہیں، جو سب نمازوں کے لیے ہیں۔

مسئلہ:۔ اگر والی (سلطان یا اس کا نائب) نہ ہو، تو پھر مسلمان خود اپنے اتفاق سے ایک والی بنا لیں۔ پھر وہ قاضی مقرر کر دے۔ اگر کافر حکمران کسی مسلمان کو قاضی مقرر کر دیں۔ اور مسلمان اس پر راضی ہوں۔ تو یہ بھی صحیح ہے۔ (درمختار ص ۱۱۱ ج ۱)

مسئلہ:۔ جمعہ کی امامت ہر وہ شخص کرا سکتا ہے، جو دوسری نمازوں کی امامت کرا سکتا ہے۔ (درمختار ص ۱۱۲ ج ۱)

الجمعۃ فی القریٰ۔ دیہات میں جمعہ

جمعہ اجتماعیت کا ذریعہ ہے، اجتماع یا جہاد کے لیے یا عبادت وصلوٰۃ کے لیے یا کتاب اللہ کی تعلیم و تعلم کے لیے ہوگا، آیات و احادیث میں اس طرف اشارات ہیں۔

۱۔ وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ (۴۳) اور رکوع کرو رکوع کرنے والوں کے ساتھ۔ (البقرۃ پ ۱)

۲۔ يَدُ اللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ (ترمذی ص ۲۱۶) اللہ تعالیٰ کا دست شفقت جماعت پر ہوتا ہے۔

۳۔ مَا مِنْ ثَلَاثَةٍ فِیْ قَرْیَةٍ اَوْ بَدْوٍ لَا تُقَامُ فِیْهِمُ الصَّلٰوةُ اِلَّا قَدِ اسْتَحْوَذَ عَلَیْهِمُ الشَّیْطٰنُ۔

(نسائی ص۱۲۵ ج۱، ابوداؤد ص۸۱ ج۱، مسند احمد ص۴۴۶ ج۶)

جو بھی تین آدمی کسی بستی یا بادیہ (چھوٹے دیہات) میں ہوں اور پھر وہ نماز باجماعت نہ قائم کریں تو شیطان ان پر غلبہ پا جاتا ہے۔

۴۔ قَالَ سَلْمَانُ مَا کَانَ مِنْ رَجُلٍ فِیْ اَرْضٍ قِیٍّ فَاَذَّنَ وَاَقَامَ اِلَّا صَلّٰی خَلْفَهٗ مِنْ خَلْقِ اللّٰهِ مَا لَا یُرٰی طَرَفَاهُ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۱۹ ج۱)

حضرت سلمان فارسیؓ نے کہا ہے کہ جو شخص کسی کشادہ سرزمین میں ہو، اور اذان اقامت کہہ کر نماز پڑھے، تو اس کے پیچھے اللہ تعالیٰ کی اتنی مخلوق نماز پڑھتی ہے، جس کے دونوں کناروں کو دیکھا نہیں جا سکتا۔

۵۔ (وَقَالَ الْعُلَمَاءُ) اَلْجِهَادُ لَا یَقُوْمُ اِلَّا بِالْعِلْمِ لِاَنَّ الضَّالَّ لَا یَهْدِی الضَّالَّ فَوَجَبَ اَنْ یَّکُوْنَ الْمُجَاهِدُ عَالِمًا عَامِلًا۔

(علماء محققین نے کہا ہے کہ) جہاد بغیر علم کے قائم نہیں ہوتا، اس لیے کہ خود گمراہ انسان دوسرے گمراہ شخص کی راہنمائی نہیں کر سکتا۔ پس ضروری ہے کہ مجاہد عالم باعمل ہو۔

احناف کرام و حضرت سفیان ثوریؒ کے نزدیک دیہات میں جمعہ کا حکم

احناف کرام اور حضرت امام سفیان ثوریؒ کے نزدیک جمعہ لواری (چھوٹے دیہات) اور مناہل (پانی کے گھاٹ) میں درست نہیں، قریٰ کبیرہ (بڑے دیہات) اور قصبات یا شہر و امصار میں جائز ہے (ہدایہ ص۱۱۴ ج۱، شرح نقایہ ص۱۲۳ ج۱، کبیری ص۵۴۹) علامہ حلبیؒ لکھتے ہیں۔

کہ یہی مذہب ہے حضرت علی بن ابی طالبؓ و حذیفہؓ، عطاء بن ابی رباحؒ، حسن بن ابی الحسنؒ ابراہیم نخعیؒ، مجاہدؒ، محمد ابن سیرینؒ، سفیان ثوریؒ، اور سحنونؒ کا۔ (کبیری ص۵۴۹)

امام مالکؒ کے نزدیک

امام مالکؒ کے نزدیک ہر ایسی بستی جس میں مکانات متصل (یعنی ساتھ ساتھ) ہوں اور بازار ہو، اس میں جمعہ جائز ہے۔

امام شافعیؒ کے نزدیک

امام شافعیؒ کے نزدیک ایسی بستی میں جمعہ جائز ہے، جہاں عمارتیں اکٹھی ہوں، مختلف گھر آباد ہوں، اور وہاں کے باشندے سوائے ضرورت کے وہاں سے کوچ نہ کرتے ہوں، اور چالیس مرد آزاد، بالغ، عاقل ہوں تو وہاں جمعہ واجب ہوگا۔

احناف کرام مندرجہ ذیل آیات واحادیث سے استدلال کرتے ہیں۔

۱۔ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِن يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٩﴾
(الجمعۃ پ ۲۸)

اے ایمان والو! جب وقت جمعہ کے دن نماز کے لیے بلایا جائے (اذان دی جائے) تو دوڑو اللہ تعالیٰ کے ذکر (نماز وخطبہ) کے لیے، اور خرید وفروخت (اور دیگر کاروبار) چھوڑ دو، یہ بات تمہارے لیے بہتر ہے، اگر تم جانتے ہو۔

۲۔ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ لَا جُمُعَةَ وَلَا تَشْرِيقَ إِلَّا فِي مِصْرٍ جَامِعٍ وَكَانَ يَعُدُّ الْأَمْصَارَ الْبَصْرَةَ وَالْكُوفَةَ وَالْمَدِينَةَ وَالْبَحْرَيْنِ وَمِصْرَ وَالشَّامَ وَالْجَزِيرَةَ وَرُبَّمَا قَالَ الْيَمَنَ وَالْيَمَامَةَ

(مصنف عبدالرزاق ص۱۶۸ ج۳، مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۰۱ ج۲، السنن الکبرٰی للبیہقی ص ـــــ
وقال النیموی وھو اثر صحیح
آثار السنن ص۸۷ ج۲)

حضرت عبدالرحمٰن السلمیؒ سے روایت ہے، حضرت علیؓ نے کہا ہے، کہ جمعہ اور تشریق (عید) نہیں ہے، مگر مصر جامع (بڑے شہر) میں اور وہ بصرہ، کوفہ، مدینہ، بحرین، مصر، شام، جزیرہ، یمن اور یمامہ وغیرہ کو شہر شمار کرتے تھے۔
امام نیمویؒ کہتے ہیں کہ اس اثر کی سند صحیح ہے۔

حضرت مولانا ـــــ محمد انور شاہ کشمیریؒ کہتے ہیں

وَقَدْ ثَبَتَ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ تعالیٰ بِإِسْنَادٍ عَلَىٰ شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ عِنْدَ

حضرت علیؓ سے ایک صحیح روایت میں ہے کہ انہوں نے کہا ہے، جمعہ اور عید نہیں ہے سوائے

عَبدُالرَّزَّاقِ اَنَّهٗ لَاجُمُعَةَ وَلَا تَشْرِیْقَ اِلَّا فِیْ مِصْرٍ جَامِعٍ ،

مصر جامع کے۔

وَالنَّوَوِیُّ اَخْرَجَهٗ بِاِسْنَادٍ ضَعِیْفٍ وَحَکَمَ عَلَیْهِ الضُّعْفَ مَعَ اَنَّ لَهٗ اِسْنَادًا یَشْرِقُ کَشُرُوْقِ شَمْسِ الضُّحٰی (فیض الباری ص۲۳۲ ج۲)

اور امام نوویؒ نے اس روایت کو ضعیف سند کے ساتھ ذکر کرکے اس پر ضعف کا حکم لگایا ہے حالانکہ اس کی دوسری سند نصف النہار کی طرح واضح اور صحیح ہے۔

۲۔ عَنِ الْحَسَنِ وَ مُحَمَّدٍ اَنَّهُمَا قَالَا اَلْجُمُعَةُ فِی الْاَمْصَارِ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۰۱ ج۲)

حضرت حسن بصریؒ اور امام محمد بن سیرینؒ کہتے ہیں کہ جمعہ شہروں میں ہوتا ہے۔

۳۔ عَنْ حُذَیْفَةَ قَالَ لَیْسَ عَلٰی اَهْلِ الْقُرٰی جُمُعَةٌ اِنَّمَا الْجُمُعُ عَلٰی اَهْلِ الْاَمْصَارِ مِثْلُ الْمَدَآئِنِ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۰۱ ج۲)

حضرت حذیفہؓ نے کہا ہے کہ چھوٹی بستیوں میں رہنے والوں پر جمعہ نہیں ہے۔ جمعہ شہروں میں رہنے والوں پر فرض ہے۔ جیسے مدائن

۴۔ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ لَاجُمُعَةَ وَلَا تَشْرِیْقَ اِلَّا فِیْ مِصْرٍ جَامِعٍ۔ (مصنف ابن شیبہ ص۱۰۱ ج۲)

حضرت ابراہیم نخعیؒ نے کہا ہے کہ جمعہ اور عید مصر جامع میں ہی ہو سکتے ہیں۔

۵۔ امام شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ لکھتے ہیں۔

وَقَدْ تَلَقَّتِ الْاُمَّةُ تَلَقِّیًا مَعْنَوِیًّا مِنْ غَیْرِ تَلَقِّیْ لَفْظٍ اَنَّهٗ شُرِطَ فِی الْجُمُعَةِ الْجَمَاعَةُ وَنَوْعٌ مِّنَ التَّمَدُّنِ وَکَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَخُلَفَاءُهٗ وَالْاَئِمَّةُ الْمُجْتَهِدُوْنَ یُجَمِّعُوْنَ فِی الْبُلْدَانِ

کہ امت نے معنوی طور پر اس بات کی تلقی کی ہے یعنی یہ بات سیکھی ہے الفاظ سے نہیں کہ جمعہ میں جماعت شرط ہے اور ایک نوع کا تمدن بھی جمعہ کے لیے ضروری ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خلفاء اور ائمہ مجتہدین شہروں میں جمعہ قائم کرتے تھے اور اہل بادیہ سے اس پر مؤاخذہ نہ کرتے

وَلَا يُؤَاخِذُوْنَ اَهْلَ الْبَدْوِ بَلْ وَلَا يُقَامُ فِيْ عَهْدِهِمْ فِي الْبَدْوِ فَفَهِمُوْا مِنْ ذٰلِكَ قَرْنًا بَعْدَ قَرْنٍ وَعَصْرًا بَعْدَ عَصْرٍ اَنَّهٗ يُشْتَرَطُ لَهَا الْجَمَاعَةُ وَالتَّمَدُّنُ۔

تھے، بلکہ ان کے عہد میں بادیہ میں کبھی جمعہ قائم ہی نہیں کیا گیا، تو اس سے انہوں نے یہ بات سمجھی ہے، قرناً بعد قرن اور عصراً بعد عصر کہ شرط ہے جمعہ کے لیے جماعت اور تمدن کا ہونا۔

(حجۃ اللہ البالغہ ص۲۲۵ طبع قدیم و ص۳۰ ج۲ مطبع رشیدیہ دہلی)

مسئلہ:۔ مصر واحد میں متعدد مقامات میں جمعہ ضرورتاً جائز ہے، لیکن ہر ہر مسجد میں جمعہ پڑھنا جیسا کہ ہمارے زمانہ میں رواج ہو چکا ہے۔ یہ ضرار یت ہے اور اجتماعیت اسلام کے لیے مضر ہے۔

آداب جمعہ

۱) غسل:۔ جمعہ کی نماز کے لیے غسل کرنا سنت ہے۔

۱۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ اِذَا اَرَادَ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْتِيَ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ.

حضرت عبداللہؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی جمعہ کے لیے جانا چاہتا ہے تو اس کو غسل کر لینا چاہیئے۔

(مسلم ص۲۷۹ ج۱، بخاری ص۱۲۲ ج۱)

۲۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ (مرفوعاً) حَقٌّ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ اَنْ يَّغْتَسِلَ فِيْ كُلِّ سَبْعَةِ اَيَّامٍ يَغْسِلُ رَأْسَهٗ وَجَسَدَهٗ (مسلم ص۲۸۰ ج۱)

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، حق ہے اللہ تعالیٰ کا ہر مسلمان پر سات دن میں اپنے سر اور جسم کو دھولے۔

۳۔ عَنْ جَابِرٍ (مرفوعاً) عَلٰى كُلِّ رَجُلٍ مُسْلِمٍ فِيْ كُلِّ

حضرت جابرؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ ہر مسلمان پر ہفتہ میں ایک دن غسل کرنا ضروری ہے

سَبْعَةِ اَيَّامٍ غُسْلُ يَوْمٍ وَهُوَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ (نسائی ص۲۰۲ ج۱)

اور وہ جمعہ کا دن ہے۔

۲) **لباس**:- (احسن ثیاب) نیا یا دھلا ہوا صاف لباس پہننا۔

عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ مَنِ اغْتَسَلَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ وَمَسَّ مِنْ طِیْبٍ اِنْ کَانَ عِنْدَہٗ وَلَبِسَ مِنْ اَحْسَنِ ثِیَابِہٖ ثُمَّ خَرَجَ حَتّٰی یَاْتِیَ الْمَسْجِدَ فَیَرْکَعَ اِنْ بَدَا لَہٗ وَلَمْ یُؤْذِ اَحَدًا ثُمَّ اَنْصَتَ اِذَا خَرَجَ اِمَامُہٗ حَتّٰی یُصَلِّیَ کَانَتْ کَفَّارَۃً لِّمَا بَیْنَھَا وَبَیْنَ الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰی وَزَادَ فِیْ رِوَایَةٍ وَعَلَیْہِ السَّکِیْنَةُ حَتّٰی یَاْتِیَ الْمَسْجِدَ

(مسند احمد ص۴۲۱ ج۵، مجمع الزوائد ص۱۷۱ ج۲ بحوالہ الطبرانی فی الکبیر ورجالہ ثقات)

حضرت ابو ایوب انصاریؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، آپ فرماتے تھے، جس شخص نے جمعہ کے دن غسل کیا اور خوشبو استعمال کی اگر اس کو میسر ہو اور اس نے اچھا لباس پہنا پھر وہ مسجد میں پہنچا اور (ایک روایت میں ہے کہ اطمینان سے) نماز پڑھی، اور کسی کو ایذا نہ پہنچائی پھر جب امام خطبہ دینے کے لیے نکلا، تو یہ خاموش رہا، یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہو گیا، تو اس جمعہ سے دوسرے جمعہ تک درمیان کے گناہوں کے بدلے کفارہ ہو گا۔

۳) **خوشبو**:- طیب یعنی خوشبو استعمال کرنا۔

۴) **مسواک**:- مسواک زیادہ اہتمام سے کرنا۔

۱۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ غُسْلُ یَوْمِ الْجُمُعَةِ عَلٰی کُلِّ مُحْتَلِمٍ وَسِوَاکٌ وَیَمَسُّ طِیْبًا (مسلم ص۲۸۰ ج۱)

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جمعہ کے دن غسل کرنا، مسواک کرنا اور خوشبو استعمال کرنا ہر بالغ مسلمان کیلئے مؤکد ہے۔

۲۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم فِیْ جُمُعَةٍ مِّنَ الْجُمَعِ مَعَاشِرَ الْمُسْلِمِیْنَ اِنَّ هٰذَا یَوْمٌ جَعَلَهُ اللّٰهُ لَكُمْ عِیْدًا فَاغْتَسِلُوْا وَعَلَیْكُمْ بِالسِّوَاكِ

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جمعہ میں فرمایا: اے مسلمانوں کے گروہ یہ دن اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے عید کا دن بنایا ہے اس میں غسل کیا کرو اور مسواک کو ضرور استعمال کیا کرو۔

(رواہ الطبرانی فی الاوسط والصغیر واسنادہ صحیح آثار السنن ص۸۹ ج۲)

۵) **قص الاظفار**: یعنی ناخن تراشنا اور بال وغیرہ صاف کرنا۔ افضل ہے کہ جمعہ کی نماز سے قبل بال وغیرہ صاف کرے اور ناخن تراش لے۔

۱۔ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ یُنَقِّی الرَّجُلُ اَظْفَارَهُ فِیْ كُلِّ جُمُعَةٍ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۵۹ ج۲)

حضرت ابراہیم نخعیؒ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ہر جمعہ میں ناخن تراش کر صاف کرو۔

۲۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِیْمَ تَیْمِیٍّ قَالَ مَنْ قَلَّمَ اَظْفَارَهُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ وَقَصَّ شَارِبَهُ وَاسْتَنَّ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْجُمُعَةَ۔ (مصنف عبدالرزاق ص۱۹۷ ج۳)

حضرت محمد بن ابراہیم تیمیؒ نے کہا ہے جس نے جمعہ کے دن اپنے ناخن تراشے اور مونچھوں کو کاٹا اور مسواک کیا، تو اس نے جمعہ کی تکمیل کی۔

مسئلہ: جمعہ کے دن سفر کرنا جائز ہے۔

عَنْ اَسْوَدَ بْنِ قَیْسٍ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ اَبْصَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَجُلًا عَلَیْهِ اُهْبَةُ السَّفَرِ فَقَالَ الرَّجُلُ اِنَّ الْیَوْمَ یَوْمُ جُمُعَةٍ

اسود بن قیسؒ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا حضرت عمرؓ نے ایک شخص کو دیکھا اس پر سفر کی ہیئت تھی، تو اس آدمی نے کہا کہ آج جمعہ کا دن ہے اگر یہ نہ ہوتا تو میں سفر پر

وَلَوْلَا ذٰلِكَ لَخَرَجْتُ، فَقَالَ عُمَرُ: إِنَّ الْجُمُعَةَ لَا تَحْبِسُ مُسَافِرًا۔ (مصنف عبدالرزاق ص ۲۵/۲۶

کتاب الام ص ۱۸۹/۱)

نکتا۔ تو حضرت عمرؓ نے فرمایا جا، جمعہ سفر سے نہیں روکتا۔

مسئلہ:۔ زوال سے پہلے پہلے سفر کرے زوال کے بعد اچھا نہیں۔

مسئلہ:۔ اذان سنی اور کوئی شخص کھانا کھا رہا تھا، تو اگر جمعہ کے فوت ہونے کا خطرہ ہو تو کھانا بھی ترک کر دے۔

مسئلہ:۔ ایک دیہاتی آدمی جمعہ کے ارادہ سے چلا تو اس کو جمعہ کا ثواب ہوگا، اگرچہ دوسری ضروریات بھی اس نے حاصل کر لیں لیکن اگر قصد غالب اشیاء ضروریہ کا حصول ہے، تو پھر جمعہ کا ثواب نہ ہوگا۔ کَذَا الْحَجُّ وَالتِّجَارَةُ (شامی ص)

قضائے عمری جمعۃ الوداع (رمضان المبارک کا آخری جمعہ) میں چار رکعت نفل بنیت قضائے عمری پڑھنا اختراع اور احداث (بدعت) ہے، یہ خیال کرنا کہ یہ تمام عمر کی قضا رشدہ نمازوں کے قائم مقام ہوگا قواعد شریعت کے خلاف ہے۔

مسئلہ:۔ جمعۃ الوداع میں کوئی ایسی صوصیات سمجھنا، جو دوسرے جمعوں میں نہ ہوں۔ یہ بھی بدعت ہے۔

مسئلہ:۔ جمعہ کے دن جمعہ کی نماز سے پہلے مسجد میں حلقے بنا کر بیٹھنا منع ہے۔

أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَهٰى عَنِ التَّحَلُّقِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ الصَّلٰوةِ

(ابوداؤد ص ۱۵۴/۱)

بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن نماز جمعہ سے پہلے حلقہ بنا کر بیٹھنے سے منع فرمایا۔

مسئلہ:۔ جمعہ کا وقت وہی ہے جو نماز ظہر کا وقت ہے۔ سردیوں میں جلدی اور گرمیوں میں ٹھنڈا کر کے ادا کرنا چاہیے۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم إِذَا اشْتَدَّ الْبَرْدُ بَكَّرَ بِالصَّلٰوةِ وَإِذَا

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب سردی زیادہ ہوتی تھی تو نماز جلدی ادا فرماتے تھے اور گرمی میں ٹھنڈا کر کے تھے (یعنی جمعہ کی

اشْتَدَّ الْحَرُّ اَبْرَدَ بِالصَّلٰوةِ يَعْنِي الْجُمُعَةَ ۔ (بخاری ص۱۲۴ ج۱)

نماز کا وقت بھی اسی طرح ہے جس طرح ظہر کی نماز کا وقت ہے)

اذانِ جمعہ

اِذَا نُوْدِیَ (الخ) فَاسْعَوْا اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ

حضرت شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ دہلویؒ لکھتے ہیں

"یہ اذان کا حکم نہیں کیونکہ جماعت پھر بھی ملے گی اور جمعہ ایک ہی جگہ ہوتا تھا پھر کہاں ملے گا۔ (موضح القرآن) اور نیز جمعہ کی قضا بھی نہیں۔ اسی لیے صحابہ کرامؓ شدید اہتمام کرتے تھے۔

۱۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ مَا كُنَّا نَقِيْلُ وَلَا نَتَغَدّٰى اِلَّا بَعْدَ الْجُمُعَةِ ۔ (بخاری ص۱۲۸ ج۱، مسلم ص۲۸۲ ج۱)

حضرت سہل بن سعدؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ دوپہر کا سونا اور کھانا جمعہ کے بعد کیا کرتے تھے۔

۲۔ عَنْ سَائِبِ بْنِ يَزِيْدَ رض اَنَّ الْاَذَانَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ كَانَ اَوَّلُهٗ حِيْنَ يَجْلِسُ الْاِمَامُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلَى الْمِنْبَرِ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ رض فَلَمَّا كَانَ فِيْ خِلَافَةِ عُثْمَانَ رض وَكَثُرُوْا اَمَرَ عُثْمَانُ رض يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِالْاَذَانِ الثَّالِثِ فَاُذِّنَ بِهٖ عَلَى الزَّوْرَاءِ فَثَبَتَ الْاَمْرُ عَلٰى ذٰلِكَ ۔ (بخاری ص۱۲۷ ج۱، نسائی ص۲۰۰ ج۱، ابوداؤد ص۱۵۵ ج۱)

حضرت سائب بن یزیدؓ کہتے ہیں کہ اذان جمعہ کے دن پہلے وہی ہوتی تھی جب امام منبر پر بیٹھتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اور ابوبکرؓ اور عمرؓ کے زمانہ میں، جب حضرت عثمانؓ کی خلافت کا دور آیا اور لوگ زیادہ ہو گئے تو عثمانؓ نے حکم دیا جمعہ کے دن تیسری اذان کا پس وہ اذان کہی گئی زوراء کے مقام پر اور پھر اس کے بعد یہ معاملہ (تیسری اذان کا) اسی پر برقرار رہا۔

مشروعیت اذانِ ثالث حضرت عثمانؓ کے اجتہاد سے ہوئی ہے اور تمام صحابہؓ نے اس پر سکوت اختیار کرنے سے اس کی موافقت کی ہے اور کسی نے انکار نہیں کیا۔ اگر یہ امر منکر ہوتا تو صحابہ کرامؓ انکار کرتے لیکن ایسا نہیں ہوا۔ اس لیے یہ مسنون قرار پائی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ۔ — اپنے اوپر لازم پکڑو میری سنت اور میرے خلفاء کی سنت کو جو ہدایت یافتہ اور ہدایت کرنے والے ہیں۔

(ابوداؤد ص ۲۷۹ ج ۲، ترمذی ص ۳۸۳)

مسئلہ:۔ حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ نے فرمایا ہے کہ میرے نزدیک زیادہ راجح بات یہ ہے اگر کسی نے پہلی اذان کے وقت اجابت نہیں کی اس خطبہ والی اذان کے وقت اجابت کرے۔

(فیض الباری ص ۳۲۷ ج ۲)

مسئلہ:۔ جب امام خطبہ دینے کے لیے منبر پر بیٹھ جائے، تو دوسری اذان اس کے سامنے دی جائے۔ (ہدایہ ص ۱۱۵ ج ۱، شرح نقایہ ص ۱۲۶ ج ۱)

عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ كَانَ يُؤَذَّنُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلٰى بَابِ الْمَسْجِدِ وَاَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ۔ — حضرت سائب بن یزیدؓ نے کہا ہے کہ مؤذن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اذان پکارتا تھا جب کہ آپ منبر پر تشریف فرما ہوتے تھے دروازے کے سامنے اور حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ بھی ایسا کرتے تھے۔

(ابوداؤد ص ۱۵۵ ج ۱)

مسجد نبوی کا ایک دروازہ منبر کے سامنے تھا اور یہ اذان منبر کے قریب ہوتی تھی نہ کہ مسجد کے باہر۔

چنانچہ صاحب عنایہؒ صاحب کفایہؒ لکھتے ہیں۔

وَكَانَ الطَّحَاوِيُّ يَقُوْلُ هُوَ الْاَذَانُ عِنْدَ الْمِنْبَرِ بَعْدَ خُرُوْجِ الْاِمَامِ — اور حضرت امام طحاویؒ کہتے تھے کہ اس سے مراد وہی اذان ہے جو منبر کے پاس ہوتی تھی جب امام باہر نکل

فَاِنَّهٗ هُوَ الْاَصْلُ الَّذِیْ کَانَ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم وَکَذٰلِکَ فِیْ عَهْدِ اَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ رضی اللّٰه عنهما (کفایه صـ ۱/۴۲۴ ۔ عنایه برحاشیه فتح القدیر صـ ۱/۴۲۴)

کرنا، کیونکہ یہی اصل ہے، جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وحضرات شیخین کے عہد میں عمل ہوتا تھا۔

مسئلہ:۔ عِنْدَ الْمَسْرُوْقِ وَالضَّحَّاکِ وَمُسْلِمِ بْنِ یَسَارٍ یَحْرُمُ الْبَیْعُ بِالزَّوَالِ وَعِنْدَ مُجَاهِدٍ وَالزُّهْرِیِّ بِالنِّدَاءِ وَعِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَةَ وَاَبِیْ یُوْسُفَ وَمُحَمَّدٍ وَزُفَرَ وَالشَّافِعِیِّ یَقَعُ الْبَیْعُ مَعَ النَّهْیِ وَعِنْدَ مَالِکٍ اَلْبَیْعُ بَاطِلٌ (احکام القرآن للجصاص صـ ۳/۴۴۸)

امام مسروق، ضحاک اور مسلم بن یسار کے نزدیک خرید فروخت زوال کے وقت حرام ہو جاتی ہے اور مجاہد اور زہری کے نزدیک اذان کے وقت سے اور امام ابوحنیفہ، ابویوسف اور امام محمد وامام زفر اور امام شافعی کے نزدیک بیع منعقد تو ہو جاتی ہے نہی کے باوجود، یعنی حرام تو نہیں ہوتی البتہ مکروہ ہوتی ہے، اور امام مالک کے نزدیک بیع باطل ہوتی ہے۔

السنن قبل الجمعة وبعدها

(جمعہ سے پہلے سنتیں اور بعد میں)

نماز جمعہ سے پہلے چار رکعت سنت ہے، اور نماز جمعہ کے بعد پہلے دو رکعت سنت اور پھر چار رکعت سنت ہے۔

۱۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ کَانَ یُصَلِّیْ قَبْلَ الْجُمُعَةِ اَرْبَعًا لَا یَفْصِلُ بَیْنَهُنَّ بِسَلَامٍ ثُمَّ بَعْدَ الْجُمُعَةِ رَکْعَتَیْنِ

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ جمعہ کی نماز سے پہلے چار رکعات سنت پڑھتے تھے درمیان میں سلام سے فصل نہیں کرتے تھے (یعنی درمیان میں سلام نہیں پھیرتے تھے) پھر جمعہ کے بعد پہلے دو رکعت

ثُمَّ اَرْبَعًا ۔ (طحاوی ص۱۹۸ ج۱ اسنادہ صحیح)

اور پھر چار رکعت پڑھتے تھے۔

۲۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مُصَلِّیًا بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَلْیُصَلِّ اَرْبَعًا۔

(عبد الرزاق ص۲۴۸ ج۳ مسلم ص۲۸۸ ج۱)

حضرت ابوہریرۃؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو جمعہ کے بعد سنتیں پڑھتا ہے تو اس کو چار رکعات پڑھنی چاہیں۔

قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّهٗ كَانَ یُصَلِّیْ قَبْلَ الْجُمُعَةِ اَرْبَعًا وَبَعْدَهَا اَرْبَعًا وَرُوِیَ عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ اَنَّهٗ اَمَرَ اَنْ یُّصَلِّیَ بَعْدَ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَیْنِ ثُمَّ اَرْبَعًا۔ (ترمذی ص۱۱ مصنف عبد الرزاق ص۲۴۷ ج۳)

ابو عیسیٰ (امام ترمذیؒ) کہتے ہیں کہ عبداللہ ابن مسعودؓ جمعہ سے پہلے چار اور بعد میں بھی چار رکعتیں پڑھتے تھے اور حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے جمعہ کے بعد پہلے دو رکعت اور پھر چار رکعت پڑھنے کا حکم دیا۔

۳۔ عَنْ خَرَشَةَ بْنِ الْحُرِّ اَنَّ عُمَرَ رضی كَانَ یَكْرَهُ اَنْ یُّصَلِّیَ بَعْدَ صَلٰوةِ الْجُمُعَةِ مِثْلَهَا

(طحاوی ص۱۹۹ ج۱ اسنادہ صحیح)

خرشہ بن الحرؒ کہتے ہیں حضرت عمرؓ مکروہ خیال کرتے تھے کہ جمعہ کے دن جمعہ جیسی رکعات پڑھی جائیں یعنی صرف دو رکعت پر اکتفا کرنا مکروہ خیال کرتے تھے

۴۔ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِیِّ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ رضی یَاْمُرُنَا اَنْ نُّصَلِّیَ قَبْلَ الْجُمُعَةِ اَرْبَعًا وَبَعْدَهَا اَرْبَعًا، حَتّٰی جَاءَنَا عَلِیٌّ فَاَمَرَنَا اَنْ نُّصَلِّیَ بَعْدَهَا رَكْعَتَیْنِ ثُمَّ اَرْبَعًا

(عبد الرزاق ص۲۴۷ ج۳ اسنادہ صحیح)

ابو عبدالرحمٰن السلمیؒ کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ہمیں حکم دیتے تھے کہ ہم جمعہ سے پہلے چار رکعات پڑھا کریں۔ اور جمعہ کے بعد بھی چار رکعت۔ یہاں تک کہ حضرت علیؓ تشریف لائے تو انہوں نے ہمیں حکم دیا کہ جمعہ کے بعد دو رکعتیں پڑھیں پھر چار رکعت۔

۵۔ وَعَنْهُ قَالَ عَلَّمَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ النَّاسَ اَنْ يُّصَلُّوْا بَعْدَ الْجُمُعَةِ اَرْبَعًا فَلَمَّا جَاءَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلَّمَهُمْ اَنْ يُّصَلُّوْا سِتًّا (طحاوی ص ۱۹۹ ج ۱ اسنادہ صحیح)

ابوعبدالرحمٰن السلمیؒ سے روایت ہے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ لوگوں کو تعلیم دیتے تھے کہ جمعہ کے بعد چار رکعات پڑھی جائیں۔ جب حضرت علیؓ کوفہ آگئے تو آپ نے حکم دیا کہ جمعہ کے بعد چھ رکعات پڑھا کرو۔

۶۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ (مرفوعاً) مَنْ كَانَ مُصَلِّيًا (يَوْمَ الْجُمُعَةِ) فَلْيُصَلِّ قَبْلَهَا اَرْبَعًا وَبَعْدَهَا اَرْبَعًا۔ (کنز العمال ص ۵۳۲ ج ۷ بحوالہ ابن النجار)

حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن جمعہ سے پہلے بھی چار رکعت پڑھے، اور بعد میں بھی چار رکعت پڑھے جو بھی پڑھتا ہے۔

۷۔ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُطِيْلُ الصَّلٰوةَ قَبْلَ الْجُمُعَةِ وَيُصَلِّيْ بَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ فِيْ بَيْتِهٖ وَيُحَدِّثُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ (موارد الظمآن ص ۱۵۱)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ وہ جمعہ سے پہلے نماز کو دراز کرتے تھے اور جمعہ کے بعد دو رکعتیں اپنے گھر میں ادا کرتے، اور کہتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کرتے تھے۔

۸۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْكَعُ قَبْلَ الْجُمُعَةِ اَرْبَعًا وَبَعْدَهَا اَرْبَعًا (جمع الفوائد ص ۲۶۹ ج ۱ بحوالہ طبرانی کبیر بلین)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ سے پہلے چار رکعات پڑھتے تھے اور اس کے بعد بھی چار رکعات پڑھتے تھے۔

خطبہ اور اس کے احکام

فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ۔ (الجمعہ پ ۲۸)

کوشش کرو اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف

حضرت امام شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں۔

"مراد از ذکر خطبہ است وعمل مستمر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واصحابؓ وعلم بعدہٗ حجراً دلالت می کند بر ضروری بودن آن" (مصفّٰی شرح موطا صد ۱۵۴)

کہ مراد ذکر سے خطبہ ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم وصحابہؓ کا عمل مستمر یعنی اس وقت سے لے کر آج تک مسلسل عمل خطبہ کے ضروری ہونے پر دلالت کرتا ہے

خطبہ میں ضروری چیزیں

حضرت امام شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ مزید لکھتے ہیں کہ خطبہ میں چند چیزیں ہونی ضروری ہیں۔

۱) اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا، جیسا کہ روایت میں آیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی۔

۲) شہادتین، یعنی توحید ورسالت کی شہادت کا ہونا، جیسا کہ حدیث میں آتا ہے ثُمَّ تَشَهَّدَ اور ترمذی کی روایت میں آتا ہے، آپ نے فرمایا۔

كُلُّ خُطْبَةٍ لَيْسَ فِيهَا تَشَهُّدٌ فَهِيَ كَالْيَدِ الْجَذْمَاءِ۔

(ہر خطبہ جسمیں تشہد نہیں ہوتا وہ جذامی ہاتھ کی طرح ہوتا ہے)

۳) صلوٰۃ۔ یعنی درود شریف جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے لے کر آج تک مسلمانوں کے عمل مستمر سے ثابت ہے۔

۴) اَمْرٌ بِتَقْوَى اللهِ، یعنی اللہ تعالیٰ کے تقوے کا حکم، کیونکہ قرآن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خطبہ پند ونصیحت کے لیے ہے۔

۵) کم از کم ایک آیت کا تلاوت کرنا، جیسا کہ خطبۃ الحاجۃ میں آیا ہے کہ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین آیات تلاوت فرمائیں، اور اسی طرح آپ کے خطبہ مبارک میں "يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ" کی تلاوت کا بیان موجود ہے۔

۶) مؤمنین ومؤمنات کے لیے دُعا۔

۷) خطبہ کا عربی زبان میں ہونا ضروری ہے۔

"عربی بودن بجہت عمل مستمر در مشارق ومغارب باوجود آنکہ در بسیارے از اقالیم مخاطبان عجمی بودند" (مصفّٰی شرح موطا صد ۱۵۴)

(اور خطبہ کا عربی میں ہونا عمل مستمر سے ثابت ہے مشرق ومغرب سب جگہوں میں باوجود اس کے کہ بہت سے علاقوں کے مخاطب لوگ عجمی تھے، لیکن خطبہ تمام جگہوں میں عربی میں ہوتا رہا ہے

امام ولی اللہؒ حجۃ اللہ البالغہ میں لکھتے ہیں۔

"وَسُنَّةُ الْخُطْبَةِ اَنْ يَّحْمَدَ اللّٰهَ وَيُصَلِّيْ عَلٰى نَبِيِّهٖ وَيَتَشَهَّدَ وَيَاْتِيْ بِكَلِمَةِ الْفَصْلِ وَهِيَ اَمَّا بَعْدُ وَيُذَكِّرَ وَيَاْمُرَ بِالتَّقْوٰى وَيُحَذِّرَ عَذَابَ اللّٰهِ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَيَقْرَءَ شَيْئًا مِّنَ الْقُرْاٰنِ وَيَدْعُوْ لِلْمُسْلِمِيْنَ وَسَبَبُ ذٰلِكَ اَنَّهٗ ضَمَّ مَعَ التَّذْكِيْرِ التَّنْوِيْهَ بِذِكْرِ اللّٰهِ وَنَبِيِّهٖ وَبِكِتَابِ اللّٰهِ لِاَنَّ الْخُطْبَةَ مِنْ شَعَائِرِ الدِّيْنِ فَلَا يَنْبَغِيْ اَنْ تَخْلُوَ مِنْهَا كَالْاَذَانِ وَفِي الْحَدِيْثِ كُلُّ خُطْبَةٍ لَيْسَ فِيْهَا تَشَهُّدٌ فَهِيَ كَالْيَدِ الْجَذْمَاءِ

(حجۃ اللہ البالغہ صفحہ ۲۲۵ جلد ۲ طبع قدیم و صفحہ ۳۲ طبع رشیدیہ دہلی)

خطبہ میں سنت بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے اور تشہد کرے اور فاصلہ کا لفظ اَمَّا بَعْدُ ذکر کرے اور نصیحت کرے۔ اور تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دے اور دنیا و آخرت میں اللہ کے عذاب سے ڈرائے اور کچھ حصہ قرآن کا تلاوت کرے اور پھر تمام مسلمانوں کے لیے دعا کرے اور یہ اس لیے کہ نصیحت کے ساتھ اللہ کے ذکر کی تعظیم اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اور کتاب اللہ کی عظمت کا ذکر ملایا ہے۔ کیونکہ خطبہ شعائر دین میں سے ہے تو ان باتوں سے خالی نہیں ہونا چاہیے جیسا کہ اذان ہے اور حدیث میں ہے کہ ہر ایسا خطبہ جو تشہد سے خالی ہو، وہ جذامی ہاتھ کی طرح ہوتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ کیسے ارشاد فرماتے تھے

۱۔ عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا خَطَبَ احْمَرَّتْ عَيْنَاهُ وَعَلَا صَوْتُهٗ وَاشْتَدَّ غَضَبُهٗ حَتّٰى كَاَنَّهٗ مُنْذِرُ جَيْشٍ

حضرت جابرؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خطبہ دیتے تھے آپ کی آنکھیں سرخ ہو جاتی تھیں اور آواز اونچی ہو جاتی اور غصہ زیادہ ہو جاتا تھا گویا کہ آپ لشکر سے ڈرانے والے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ صبح کے وقت اور شام کے وقت دشمن حملہ آور ہو چکا ہے اور فرماتے تھے میں اور قیامت اس طرح ہیں اسبابہ اور درمیانی انگلی

يَقُوْلُ صَبَّحَكُمْ وَمَسَّاكُمْ
وَيَقُوْلُ بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ
وَيَقْرِنُ بَيْنَ إِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةِ
وَالْوُسْطَىٰ (مسلم ج ١ ص ٢٨٥)

کو جوڑ کر فرماتے تھے کہ اس طرح۔

٢- عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ بَلَغَنَا
أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم
كَانَ يَبْدَأُ فَيَجْلِسُ عَلَى الْمِنْبَرِ
فَإِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ قَامَ فَخَطَبَ
الْخُطْبَةَ الْأُوْلَىٰ ثُمَّ جَلَسَ شَيْئًا
يَسِيْرًا ثُمَّ قَامَ فَخَطَبَ الْخُطْبَةَ
الثَّانِيَةَ حَتَّىٰ إِذَا قَضَاهَا اسْتَغْفَرَ اللّٰهَ
ثُمَّ نَزَلَ فَصَلَّىٰ قَالَ ابْنُ
شِهَابٍ وَكَانَ إِذَا قَامَ أَخَذَ
عَصًا فَتَوَكَّأَ عَلَيْهِ وَهُوَ
قَائِمٌ عَلَى الْمِنْبَرِ ثُمَّ
كَانَ أَبُوْ بَكْرِ الصِّدِّيْقُ وَعُمَرُ
وَعُثْمَانُ يَفْعَلُوْنَ ذٰلِكَ۔

(رواہ ابوداؤد فی مراسیلہ ص ٦
وفیہ سند ...)

ابن شہاب (امام زہری) کہتے ہیں کہ ہم تک یہ بات پہنچی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہلے ممبر پر بیٹھتے تھے جب مؤذن خاموش ہوتا تو کھڑے ہو کر پہلا خطبہ دیتے پھر درمیان میں تھوڑا سا بیٹھ کر پھر کھڑے ہو کر دوسرا خطبہ دیتے تھے۔ جب خطبہ پورا ہوتا تو استغفار کرتے پھر ممبر سے نیچے اترتے اور نماز پڑھاتے۔ ابن شہاب کہتے ہیں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوتے تھے تو عصا کر لیکر اس پر ٹیک لگاتے تھے اس حال میں ممبر پر کھڑے ہوتے تھے پھر حضرت ابوبکرؓ آپ کے بعد کھڑے ہوتے پھر حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ اسی طرح کرتے تھے۔

آداب خطبہ

خطبہ خاموشی سے سننا ضروری ہے اور اس کی حدیث شریف میں بہت فضیلت آئی ہے اور دوران خطبہ کلام کرنے کی بڑی وعید آئی ہے۔

١- عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ قَالَ
قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جمعہ کے دن

لَا يَغْتَسِلُ رَجُلٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَ يَتَطَهَّرُ مَا اسْتَطَاعَ مِنَ الطُّهْرِ وَيَدَّهِنُ مِنْ دُهْنِهٖ اَوْ يَمَسُّ مِنْ طِيْبِ بَيْتِهٖ ثُمَّ يَخْرُجُ فَلَا يُفَرِّقُ بَيْنَ اثْنَيْنِ ثُمَّ يُصَلِّيْ مَا كُتِبَ لَهٗ ثُمَّ يُنْصِتُ اِذَا تَكَلَّمَ الْاِمَامُ اِلَّا غُفِرَ لَهٗ مَا بَيْنَهٗ وَ بَيْنَ الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰى (بخاری ص۱۲۱ ج۱، النسائی ص۲۴۴ ج۱)

غسل کرتا ہے اور اپنی طاقت کے مطابق طہارت کرتا ہے اور پھر تیل لگاتا ہے یا اپنے گھر کی کوئی خوشبو استعمال کرتا ہے پھر گھر سے نکلتا ہے اور دو آدمیوں کے درمیان تفریق نہیں ڈالتا۔ پھر نماز پڑھتا ہے جو مقدر ہوتی ہے۔ پھر خاموش رہتا ہے جب امام کلام کرتا ہے۔ تو اس کو بخشش ملتی ہے دوسرے جمعہ تک۔

۲۔ عَنْ اَوْسِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ غَسَّلَ وَاغْتَسَلَ وَبَكَّرَ (اَدْرَكَ اَوَّلَ خُطْبَتِهٖ) وَابْتَكَرَ وَمَشٰى وَلَمْ يَرْكَبْ وَدَنَا مِنَ الْاِمَامِ وَاسْتَمَعَ وَلَمْ يَلْغُ كَانَ لَهٗ بِكُلِّ خُطْوَةٍ عَمَلُ سَنَةٍ اَجْرُ صِيَامِهَا وَقِيَامِهَا (ترمذی ص۹۷ ج۱، نسائی ص۲۰۵ ج۱، ابن ماجہ ص۷۶)

حضرت اوس بن اوسؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اپنے کپڑے دھوئے (یا اپنی بیوی کو بھی غسل کرایا) اور خود بھی غسل کیا اور جلدی سویرے سویرے جمعہ کے لیے گیا (امام کے خطبہ کا ابتدائی حصہ پالیا) اور پیدل چلا، سوار نہ ہوا۔ اور امام کے قریب ہوا اور غور سے خطبہ سنا اور کوئی لغو بات نہیں کی تو اس کو ہر ایک قدم کے بدلے ایک سال کے روزے اور قیام کا اجر ملیگا۔

۳۔ عَنْ جَابِرٍ دَخَلَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ الْمَسْجِدَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَجَلَسَ اِلٰى جَنْبِهٖ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ فَسَاَلَهٗ عَنْ شَيْءٍ اَوْ كَلَّمَهٗ بِشَيْءٍ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ اُبَيٌّ فَظَنَّ ابْنُ مَسْعُوْدٍ اَنَّهَا مَوْجِدَةٌ فَلَمَّا انْفَتَلَ النَّبِيُّ صَلَّى

حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ مسجد میں آئے اس حال میں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے اور ابن مسعودؓ۔ ابی بن کعب کے پاس بیٹھے ان سے کوئی چیز دریافت کی انہوں نے جواب نہ دیا جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہو کر پیچھے پلٹے تو ابن مسعودؓ نے ابیؓ سے کہا، تم نے میری بات کا جواب کیوں نہ دیا۔ ابیؓ نے کہا تم

اللہ علیہ وسلم من صلوتہ قَالَ بْنُ مَسْعُوْدٍ یَا اُبَیُّ مَامَنَعَکَ اَنْ تَرُدَّ عَلَیَّ قَالَ اِنَّکَ لَمْ تَحْضُرْ مَعَنَا الْجُمُعَۃَ قَالَ وَلِمَ؟ قَالَ تَکَلَّمْتَ وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلم یَخْطُبُ فَقَامَ بْنُ مَسْعُوْدٍ فَدَخَلَ عَلَی النَّبِیِّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فَذَکَرَ ذٰلِکَ لَہٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم صَدَقَ اُبَیٌّ اَطِعْ اُبَیًّا۔

(مجمع الزوائد ص۱۸۵ ج۲ بحوالہ ابو یعلی اسنادہٗ صحیح)

ہمارے ساتھ نماز میں حاضر ہی نہیں ہوئے (یعنی تم نے کلام کرکے جمعہ کا ثواب باطل کر دیا ہے گویا کہ تم ہمارے ساتھ جمعہ میں حاضر ہی نہیں ہوئے) حضرت ابن مسعودؓ نے کہا وہ کیوں؟ تو حضرت ابیؓ نے کہا تم نے کلام کیا اس حال میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے، تو حضرت ابن مسعودؓ وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، اور اس بات کا ذکر کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابیؓ نے سچ کہا ہے، ابیؓ کی بات مانو۔

۴۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ (مَرْفُوْعًا) مَنْ تَکَلَّمَ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ وَالْاِمَامُ یَخْطُبُ فَھُوَ کَمَثَلِ الْحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَارًا وَالَّذِیْ یَقُوْلُ لَہٗ اَنْصِتْ لَیْسَ لَہٗ جُمُعَۃٌ

(مسند احمد ص۲۳۰ ج۱)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے جمعہ کے دن امام کے خطبہ کے وقت کلام کیا تو اس کی مثال گدھے جیسی ہے جس پہ کتابوں کا دفتر لادا ہوا ہو، اور وہ شخص جو دوسرے کو کہتا ہے چپ رہو تو اس کا جمعہ بھی نہ ہوگا یعنی اس کو جمعہ کا خاص اجر نہ ملے گا۔

۵۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ (مَرْفُوْعًا) اِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِکَ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ اَنْصِتْ وَالْاِمَامُ یَخْطُبُ فَقَدْ لَغَوْتَ

(بخاری ص۱۲۸ ج۱، مسلم ص۲۸۱ ج۱)

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم دوسرے ساتھی کو یوں کہو کہ چپ رہو، جب کہ امام خطبہ دے رہا ہو۔ تو تم نے لغو بات کی ہے جس سے جمعہ کا اجر باطل ہوگا۔

مسئلہ:۔ ہر وہ چیز جو نماز میں حرام ہے، خطبہ میں بھی حرام ہے، کھانا پینا، کلام و تسبیح سلام کا جواب دینا، امر بالمعروف بلکہ اس پر واجب ہے کہ خطبہ سُنے اور خاموش رہے۔ قریب

اور بعید کا کوئی فرق نہیں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک سنے تو دل میں درود شریف پڑھے، زبان سے نہیں، اور کسی چھینک والے کو دعا بھی نہ دے۔

مسئلہ:- خطبہ عربی زبان میں دینا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل مستمر ہے۔ تو اس کے خلاف کرنا بدعت ہوگا۔

حضرت مولانا عبدالحی لکھنوی لکھتے ہیں۔

"خطبہ عربی میں پڑھنا سنت مؤکدہ ہے اسکو غیر عربی میں پڑھنا، فارسی، اردو وغیرہ کے ساتھ خلط کرنا نظم یا نثر میں مکروہ ہے۔ عوام کی تفہیم کے لیے وعظ مقرر ہے (عماد الدین ص۴۶۳)

حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن سابق صدر مفتی دارالعلوم دیوبند نے کہا ہے کہ خطبہ جمعہ اردو و فارسی، نظم و نثر میں پڑھنا مکروہ و بدعت ہے، (عماد الدین ص۴۶۴)

خطبہ جمعہ کے وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی لغزش اور قرآن پاک میں تنبیہ

۱- وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوًا انْفَضُّوْا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا ۚ قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ ۚ وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۱۱﴾ (الجمعہ پ۲۸)

اور جب وہ تجارت یا کھیل کو دیکھتے ہیں تو آپ کے ارد گرد سے بکھر جاتے ہیں اور آپ کو کھڑا چھوڑ دیتے ہیں، آپ کہہ دیجئے جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ بہتر ہے کھیل اور تجارت سے اور اللہ تعالیٰ بہتر روزی دینے والا ہے۔

۲- حدیث شریف میں آتا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے، تو لوگ نکل گئے صرف بارہ آدمی باقی رہے، (بخاری ص۱۲۷/۲)

تفسیر مظہری میں بحوالہ عقیلی منقول ہے کہ باقی رہنے والوں میں خلفاء راشدین، عشرہ مبشرہ، بلال رضی اللہ عنہ، ابن مسعود رضی اللہ عنہ، جابر رضی اللہ عنہ تھے۔ (تفسیر مظہری ص۲۹۸/۹)

۳- عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰه عليه وسلم وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَوْ تَتَابَعْتُمْ حَتّٰى لَمْ يَبْقَ مِنْكُمْ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات پاک کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، اگر تم سب کے

اَحَدٌ سَالَ بِكُمُ الْوَادِيُّ نَارًا ۔

(تفسیر ابن کثیر صفحہ ۳۶۶ ج ۴ بحوالہ ابو یعلیٰ)

سب ہی اس وقت خرید و فروخت میں لگ جاتے اور کوئی آدمی بھی تم میں سے میرے ساتھ نہ رہتا تو ساری وادی تمہارے ساتھ آگ سے بھڑک اٹھتی ۔

صلوٰۃ الجمعۃ

(نماز جمعہ)

ارشادِ خداوندی ہے ۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۹ فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝۱۰

(سورہ جمعہ پ ۲۸)

اے ایمان والو جس وقت جمعہ کے دن نماز کے لیے بلایا جائے (اذان دی جائے) تو دوڑو اللہ تعالیٰ کے ذکر (نماز و خطبہ) کے لیے اور خرید و فروخت (اور دیگر کاروبار) چھوڑ دو یہ بات تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو پس جب نماز ادا کر لی جائے پھر زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کے فضل سے (رزق حلال) تلاش کرو۔ اور اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرو تاکہ تم فلاح پا جاؤ ۔

قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍؓ وَاُبَيٌّؓ وَابْنُ الزُّبَيْرِؓ فَامْضُوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَقَالَ الْحَسَنُ لَيْسَ يُرِيْدُ بِهِ الْعَدْوَ اِنَّمَا السَّعْيُ بِقَلْبِكَ وَنِيَّتِكَ قَالَ عَطَاءٌ السَّعْيُ الذَّهَابُ وَقَالَ اَبُوْ عُبَيْدَةَ فَاسْعَوْا اَجِيْبُوْا وَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ الْجَصَّاصُ السَّعْيُ هٰهُنَا اِخْلَاصُ النِّيَّةِ وَالْعَمَلُ وَقَدْ ذَكَرَ اللّٰهُ

حضرت ابن مسعودؓ ۔ ابیؓ ۔ ابن زبیرؓ کہتے ہیں کہ فَاسْعَوْا کا معنی ہے جاؤ اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف (دوڑنا مراد نہیں) اور حسن بصریؒ کہتے ہیں دوڑنا اس سے مراد نہیں اور سعی سے مراد قلب اور نیت سے سعی کرنا ہے حضرت عطاءؒ کہتے ہیں کہ السعی کا مطلب جانا ہے ابو عبیدہؒ کہتے ہیں فَاسْعَوْا کا معنی اللہ تعالیٰ کی بات کو قبول کرو ۔ ابو بکر جصاصؒ کہتے ہیں کہ سعی سے یہاں اخلاصِ نیت اور عمل مراد ہے

فَلْيُصَلِّ اِلَيْهَا اُخْرٰى وَمَنْ فَاتَتْهُ رَكْعَتَانِ يُصَلِّيْ اَرْبَعًا
(احکام القرآن ص ۴۴۶ ج ۳)

امام کے ساتھ پالی وہ دوسری رکعت پڑھے جمعہ کی اور جس کی ــــــ دونوں رکعات فوت ہو گئیں تو وہ چار رکعات ظہر پڑھے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے منقول ہے۔

مَنْ اَدْرَكَ التَّشَهُّدَ فَقَدْ اَدْرَكَ الصَّلٰوةَ (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۳۱ ج ۲ احکام القرآن ص ۴۴۶ ج ۳)

جس نے تشہد پالیا اس نے نماز پالی

اور حضرت معاذ بن جبلؓ سے منقول ہے۔

اِذَا دَخَلَ فِيْ صَلٰوةِ الْجُمُعَةِ قَبْلَ التَّسْلِيْمِ وَهُوَ جَالِسٌ فَقَدْ اَدْرَكَ الْجُمُعَةَ (احکام القرآن ص ۴۴۶ ج ۳)

کہ جب نماز جمعہ میں داخل ہو گیا سلام سے پہلے اس حال میں کہ وہ بیٹھا ہوا ہو تو اس نے جمعہ پالیا۔

حضرت امام ابوحنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ سے منقول ہے کہ اگر تشہد پالے تو دو رکعت پڑھے اور امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ چار رکعات پڑھے۔

صلوٰۃ العیدین
(عیدین کی نماز)

عید الفطر کی نماز ہجرت کے پہلے سال شروع ہوئی تھی، حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے ہجرت سے پہلے تو یہاں کے لوگوں کے سال میں دو دن تھے جن میں وہ لہو ولعب میں مشغول ہوتے تھے، آپ نے فرمایا یہ کیسے دن ہیں، تو لوگوں نے جواب دیا کہ ان دنوں میں ہم جاہلیت کے زمانہ میں کھیل کود کرتے تھے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے ان دو دنوں کے بجائے دو بہتر دن مقرر کیے ہیں، یوم اضحیٰ اور یوم فطر (ابوداؤد ص ۱۶۱ ج ۱)

وجہ تسمیہ عید کا معنی لوٹ کر آنے والی چیز، خوشی فرحت اور سرور کا دن بار بار پلٹ کر آتا ہے یا خوشی کے بار بار آنے کی خواہش ہوتی ہے یا اللہ تعالیٰ کے احسانات بندوں پر کبھی

دن عود کرتے ہیں،

یا اس کی وجہ یہ ہے کہ جمعہ کی طرف ہر ہفتے میں عود کیا جاتا ہے، اور عید کی طرف سال میں ایک مرتبہ عود کیا جاتا ہے۔ ؏

عِيدٌ بِأَيَّةِ حَالٍ عُدْتَ يَا عِيدُ ۔۔۔ بِمَا مَضَى أَمْ بِأَمْرٍ فِيكَ تَجْدِيدُ

اے عید کس حال پر لوٹ کر آئی ہے۔ گذری ہوئی دلبندی کی حالت کے ساتھ یا تیرے اندر کوئی خوشی کی جدت بھی ہے (متنبی)

يَا عِيدُ مَالَكَ مِنْ شَوْقٍ وَإِيرَاقٍ ۔۔۔ وَمَرِّ طَيْفٍ عَلَى الْأَهْوَالِ طَرَّاقٍ

اے عید تیرے آنے کی وجہ سے کس قدر شوق اور بیداری ہے ۔۔۔ اور (محبوب کا) خیال بھی ہولناک خطروں کی پشت پر سوار ہو کر آتا ہے۔ (مفضلیات)

بہرحال اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر مغفرت اور مہربانیوں کے ساتھ عود (توجہ) کرتا ہے۔

نمازِ عید کا حکم

عید کی نماز واجب ہے یا سنت، اس بارہ میں ائمہ کرام کا اختلاف ہے، حضرت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نماز واجب ہے۔

(ہدایہ ص ۱۱۸ ج ۱، شرح نقایہ ص ۱۲۷ ج ۱، کبیری ص ۵۶۵، درمختار ص ۱۱۴ ج ۱)

حضرت امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک سنت مؤکدہ ہے۔

امام احمدؒ کے نزدیک فرض کفایہ ہے۔ (شرح نقایہ ص ۱۲۷ ج ۱)

حضرت امام محمدؒ کی جامع صغیر کی عبارت سے اشتباہ ہوتا ہے۔ کہ عید کی نماز سنت ہے۔

عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ عِيدَانِ اجْتَمَعَا فِي يَوْمٍ وَاحِدٍ فَالْأَوَّلُ سُنَّةٌ وَالْآخَرُ فَرِيضَةٌ وَلَا يُتْرَكُ وَاحِدٌ مِنْهُمَا (الجامع صغیر ص ۱۰۲)

دو عیدیں (جمعہ اور عید) اگر ایک دن میں اکٹھے ہو جائیں تو ان میں سے اول سنت ہے، اور دوسری فرض اور ایک کو بھی ان میں سے ترک نہ کیا جائے۔

لیکن یہ استدلال درست نہیں، اس لیے کہ فقہائے کرام کہتے ہیں۔ امام صاحبؒ کی مراد یہ ہے کہ نماز عید کا وجوب سنت سے ثابت ہوا ہے، اس لیے اس پر سنت کا اطلاق کر دیا گیا ہے۔

دیگر ائمہ کرام اس روایت سے استدلال کرتے ہیں، جس میں پانچ نمازوں کی فرضیت کے ساتھ جس شخص نے سوال کیا تھا کہ

هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا قَالَ لَا إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ (بخاری ص۱۲ ج۱، مسلم ص۳۰ ج۱) — کیا مجھ پر ان پانچ نمازوں کے علاوہ بھی کوئی نماز فرض ہے، آپ نے فرمایا نہیں، الّا یہ کہ تم نفل پڑھو

فقہائے کرام کہتے ہیں کہ عید کی نماز ہر اس شخص پر واجب ہوتی ہے جس پر جمعہ واجب ہوتا ہے (ہدایہ ص۱۱۸ ج۱، شرح نقایہ ص۱۲۸ ج۱، کبیری ص۵۶۵)

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: لَا جُمُعَةَ وَلَا تَشْرِيقَ إِلَّا فِي مِصْرٍ جَامِعٍ۔ (مصنف عبدالرزاق ص۱۶۸ ج۳) — حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا جمعہ بھی نہیں اور عید کی فرضیت بھی نہیں مگر مصر جامع میں۔

آدابِ عید الفطر

عید الفطر کی نماز سے پہلے کچھ کھا پی لینا مستحب ہے۔ (ہدایہ ص۱۱۸ ج۱، شرح نقایہ ص۱۲۷ ج۱، کبیری ص۵۶۶)

۱۔ عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ حَتّٰى يَطْعَمَ وَلَا يَطْعَمُ يَوْمَ الْأَضْحٰى حَتّٰى يُصَلِّيَ (ترمذی ص۱۲۰ ج۱، ابن ماجہ ص۱۲۵، مسند احمد ص۳۵۲ ج۵، دارقطنی ص۴۵ ج۲، مستدرک حاکم ص۲۹۴ ج۱) — حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کی نماز کے لیے نہیں نکلتے تھے جب تک کچھ کھا پی نہ لیں اور عید الاضحیٰ کے دن کچھ کھاتے پیتے نہیں تھے، جب تک کہ نماز عید ادا نہ فرمائیں۔

۲۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَغْدُوْ يَوْمَ الْفِطْرِ حَتّٰى يَأْكُلَ تَمَرَاتٍ وَفِي رِوَايَةٍ وَيَأْكُلُهُنَّ وِتْرًا (بخاری ص۱۳۰ ج۱، ترمذی ص۱۰۴، مستدرک حاکم ص۲۹۴ ج۱) — حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح عید الفطر کی نماز کے لیے نہیں جاتے تھے، جب تک چند کھجوریں تناول نہ فرمائیں، اور طاق عدد تناول فرماتے تھے۔

مسئلہ: مستحب ہے کہ عید کے لیے غسل کرے، اور اچھی طرح مسواک استعمال کرے۔ (ہدایہ ص۱۱۸ ج۱، شرح نقایہ ص۱۲۷ ج۱، کبیری ص۵۶۶)

۱۔ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَغْتَسِلُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر، عید الاضحیٰ، اور عرفہ کے دن غسل کیا کرتے تھے،

النَّحْرِ وَيَوْمَ عَرَفَةَ (ابن ماجہ ص ۹۳)

مسئلہ: نیا یا اچھا دھلا ہوا ستھرا لباس پہنے (ہدایہ ص ۱۱۸ ج۱، شرح نقایہ ص ۱۲۷ ج۱، کبیری ص ۵۶۶)

۱۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَلْبَسُ بُرْدَہُ الْاَحْمَرَ فِی الْعِیْدَیْنِ وَالْجُمُعَۃِ۔	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سرخ چادر اوڑھتے تھے، عیدین اور جمعہ میں

(آثار السنن ص ۹۹ ج۲ بحوالہ ابن خزیمہ باسناد صحیح السنن الکبریٰ للبیہقی ص ۲۸۰ ج۳)

۲۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَلْبَسُ یَوْمَ الْعِیْدِ بُرْدَۃً حَمْرَاءَ۔	حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن سرخ چادر پہنتے تھے۔

(آثار السنن ص ۹۹ ج۲، بحوالہ الطبرانی فی الاوسط واسنادہ صحیح ومجمع الزوائد ص ۱۹۸ ج۲، بحوالہ ابویعلیٰ وھشیمؒ)

۳۔ اَنَّ ابْنَ عُمَرَؓ کَانَ یَلْبَسُ اَحْسَنَ ثِیَابِہٖ (السنن الکبریٰ ص ۲۸۱ ج۳، فتح الباری ص ۹۲ ج۲، بحوالہ ابن ابی الدنیاؒ وبیہقیؒ وقال باسناد صحیح)	حضرت عبداللہ بن عمرؓ عیدین میں عمدہ لباس پہنتے تھے،

مسئلہ: جو خوشبو میسر ہو استعمال کرے (ہدایہ ص ۱۱۸ ج۱، شرح نقایہ ص ۱۲۷ ج۱، کبیری ص ۵۶۶)

صدقۃ الفطر

عید الفطر کی نماز سے پہلے صدقۃ الفطر ادا کرے۔ (ہدایہ ص ۱۱۸ ج۱، شرح نقایہ ص ۱۲۷ ج۱، کبیری ص ۵۶۶)

عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِزَکٰوۃِ الْفِطْرِ قَبْلَ خُرُوْجِ النَّاسِ اِلَی الْعِیْدِ۔ (بخاری ص ۲۰۴ ج۱، مسلم ص ۳۱۸ ج۱)	حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا صدقۃ الفطر کے ادا کرنے کا، عید کی نماز پڑھنے کے لیے نکلنے سے پہلے،

مسئلہ:- صدقہ فطر میں اگر گیہوں یا گیہوں کا ستو دیوے تو اسی تولہ کے سیر یعنی انگریزی تول سے آدھی چھٹانک اوپر پونے دو سیر بلکہ احتیاط کے لیے پورے دو سیر یا کچھ اور زیادہ دے دینا چاہیے کیونکہ زیادہ ہونے میں کچھ حرج نہیں ہے۔ بلکہ بہتر ہے، اور اگر جو یا جو کا آٹا دیوے تو اس کا دونا دینا چاہیے۔ (بہشتی زیور باب صدقۃ الفطر صفحہ ۲۸ ج ۳)

۱۔ عَنْ اَبِی سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ قَالَ کُنَّا نُخْرِجُ فِیْ عَھْدِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم یَوْمَ الْفِطْرِ صَاعاً مِّنْ طَعَامٍ قَالَ اَبُوْسَعِیْدٍ وَکَانَ طَعَامَنَا الشَّعِیْرُ وَالزَّبِیْبُ وَالْاَقِطُ وَالتَّمْرُ (بخاری صفحہ ۲۰۵ ج ۱)

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ یعنی صحابہ کرامؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں صدقۃ الفطر، عید الفطر کے دن نکالا کرتے تھے عام اناج میں سے ایک ایک صاع، اور حضرت ابوسعیدؓ کہتے ہیں کہ اس دور میں ہمارا اناج، جو، کشمش، پنیر اور کھجوریں ہوتی تھیں۔

۲۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ فَرَضَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم صَدَقَۃَ الْفِطْرِ اَوْ قَالَ رَمَضَانَ عَلَی الذَّکَرِ وَالْاُنْثٰی وَالْحُرِّ وَالْمَمْلُوْکِ صَاعاً مِّنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعاً مِّنْ شَعِیْرٍ فَعَدَلَ النَّاسُ بِہٖ نِصْفَ صَاعٍ مِّنْ بُرٍّ (بخاری صفحہ ۲۰۵ ج ۱)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمایا ہے صدقۃ الفطر مرد عورت، آزاد، غلام، سب پر ایک صاع کھجور کا یا ایک صاع جو سے، تو لوگوں نے اس کو نصف صاع گندم کے برابر ٹھہرایا (یعنی گندم کے علاوہ تمام اناج ایک صاع اور گندم نصف صاع کے برابر ہیں)

۳۔ قَالَ عَبْدُ اللہِ فَجَعَلَ النَّاسُ عِدْلَہٗ مُدَّیْنِ مِنْ حِنْطَۃٍ (بخاری صفحہ ۲۰۴ ج ۱)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا ہے کہ لوگوں (صحابہ کرامؓ) نے عام اناج کے برابر دو مد (نصف صاع گندم کو ٹھہرایا۔

صحابہ کرامؓ کا کھجور اور جو وغیرہ کے ایک صاع کو گندم کے نصف صاع (دو مد) کے برابر قرار دینا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق تھا، نہ کہ اپنے اجتہاد سے، چنانچہ ابن سعدؒ طبقات الکبریٰ میں لکھتے ہیں۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ وَامَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِیْ هٰذِهِ السَّنَةِ بِزَكٰوةِ الْفِطْرِ (اِلٰی ان قال) صَاعٌ مِّنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعٌ مِّنْ شَعِيْرٍ، اَوْ صَاعٌ مِّنْ زَبِيْبٍ اَوْ مُدَّانِ مِنْ بُرٍّ

(طبقات الکبریٰ لابن سعدؒ صـ۲۴۸/ج۱)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اسی سال (۲ ہجری) میں صدقۃ الفطر نکالنے کا ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو، یا ایک صاع کشمش یا دو مد (نصف صاع) گندم۔

عید کی نماز سے پہلے نفل

اور پھر عید گاہ کی طرف روانہ ہو راستہ میں تکبیرات کہے تو آہستہ آواز سے کہے، جیسا کہ حضرت امام ابو حنیفہؒ کہتے ہیں، نماز عید سے پہلے کوئی نفل نہ پڑھے اور عید گاہ میں نماز کے بعد بھی نفل پڑھنے مکروہ ہیں۔

(ہدایہ صـ۱۱۸/ج۱، شرح نقایہ صـ۱۲۸/ج۱، کبیری صـ۵۶۶)

کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہیں۔

۱۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ علیہ وسلم خَرَجَ يَوْمَ الْفِطْرِ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا۔

(بخاری صـ۱۳۵/ج۱، مسلم صـ۲۹۱/ج۱)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کے دن باہر (عید گاہ) کی طرف نکلے، اور دو رکعتیں آپ نے پڑھائیں اور آپ نے ان سے پہلے اور ان کے بعد کوئی نماز نفل یا اشراق وغیرہ نہیں پڑھی۔

۲۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ كَرِهَ الصَّلٰوةَ قَبْلَ الْعِيْدِ۔ (بخاری صـ۱۳۵/ج۱)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ عید کی نماز سے پہلے کوئی نفل وغیرہ پڑھنا مکروہ خیال کرتے تھے۔

مسئلہ:۔ عید کی نماز کے بعد میں اگر عید گاہ کے علاوہ کسی دوسری جگہ نفل پڑھے تو اس کی ممانعت نہیں، بلکہ پڑھنے کی اجازت ہے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِیِّؓ كَانَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عید کی نماز سے پہلے نماز نہیں پڑھتے

لَا يُصَلِّيْ قَبْلَ الْعِيْدِ شَيْئًا فَإِذَا رَجَعَ إِلٰى مَنْزِلِهٖ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ — تھے، جب گھر کی طرف لوٹتے تو دو رکعت پڑھتے تھے۔

(ابن ماجہ ص۹۲)

نمازِ عید کا وقت جب سورج اتنا بلند ہو جائے جس طرح اشراق کے وقت ایک نیزہ یا سوا نیزہ بلند ہو جاتا ہے اگر اس وقت سے لے کر زوال سے پہلے ادا کر سکتا ہے۔ (ہدایہ ص۱۱۹ ج۱، شرح نقایہ ص۱۲۸ ج۱، کبیری ص۵۶۷)

ابن ماجہ میں ایک یا دو نیزہ کی مقدار کے برابر سورج بلند ہونے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز ادا کرنے کا ذکر ہے (ابن ماجہ ص۹۲، ابوداؤد ص۱۶۱ ج۱)

مسئلہ:۔ اگر شوال کا چاند دیکھنے کی شہادت زوال کے بعد ملی تو دوسرے دن عید کی نماز پڑھی جائے۔

(ہدایہ ص۱۱۹ ج۱، شرح نقایہ ص۱۲۸ ج۱، کبیری ص۵۷)

حدیث میں ہے کہ جب چاند دیکھنے کی شہادت زوال کے بعد ملی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے دن نماز پڑھنے کا حکم دیا، زوال کے بعد نماز پڑھنے کا حکم نہیں دیا۔

(ابوداؤد ص۱۶۴ ج۱، نسائی ص۲۳۱ ج۱، ابن ماجہ ص۱۱۹، دارقطنی ص۱۷۰ ج۲)

نمازِ عید کی ترکیب امام لوگوں کو دو رکعت نماز عید پڑھائے (درمختار ص۱۱۵، کبیری ص۵۶۷) جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

عَنْ عُمَرَ قَالَ صَلٰوةُ الْاَضْحٰى رَكْعَتَانِ وَالْفِطْرِ رَكْعَتَانِ (اِلٰى اَنْ قَالَ) عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ — حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا عید الاضحیٰ اور عید الفطر کی نماز دو رکعت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر۔

(طحاوی ص۲۳۵ ج۱، ابن ماجہ ص۷۲، نسائی ص۲۳۲ ج۱)

تکبیر تحریمہ کے بعد ثنا پڑھے، اور پھر تین زائد تکبیرات کہے کیونکہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت حذیفہؓ، حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ وغیرہم کی روایت میں زائد تکبیرات اتنی ہیں۔

اور ہر تکبیر کے ساتھ ہاتھ بھی اٹھائے۔ (ہدایہ ص ۱۱۹ ج ۱، شرح نقایہ ص ۱۲۸ ج ۱، کبیری ص ۵۶۷)

۱۔ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ قُلْتُ لِعَطَاءٍ يَرْفَعُ الْإِمَامُ يَدَيْهِ كُلَّمَا كَبَّرَ هٰذِهِ التَّكْبِيرَةَ الزِّيَادَةَ فِي صَلَاةِ الْفِطْرِ؟ قَالَ نَعَمْ يَرْفَعُ النَّاسُ أَيْضًا۔ (مصنف عبدالرزاق ص ۲۹۷ ج ۳)

حضرت ابن جریجؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عطاءؒ سے کہا کیا امام عیدالفطر کی نماز میں زائد تکبیرات کہنے کے وقت ہاتھ اٹھائے؟ انہوں نے کہا امام بھی اور لوگ بھی ہاتھ اٹھائیں۔

۲۔ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ اَنَّهُ قَالَ تُرْفَعُ الْاَيْدِيْ فِيْ سَبْعِ مَوَاطِنَ فَذَكَرَ فِيْ ذٰلِكَ الْعِيْدَيْنِ۔ (کتاب الحجہ ص ۳۰۳ ج ۱)

حضرت ابراہیم نخعیؒ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ سات مقامات میں ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں۔ پھر انہوں نے اس ضمن میں عیدین کا ذکر کیا۔ ان میں ایک مقام عیدین کی نماز میں تکبیرات کے وقت ہاتھ اٹھانا ہے۔

پھر تعوذ و تسمیہ کے بعد سورۃ فاتحہ اور اس کے ساتھ کوئی اور سورت پڑھے اور بہتر ہے کہ پہلی رکعت میں سورۃ ق اور دوسری میں اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ پڑھے، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان سورتوں کو پڑھتے تھے۔ (مسلم ص ۲۹۱ ج ۱، ترمذی ص ۱۰۲، مؤطا امام محمد ص ۱۴۱)

اور دوسری روایت میں یہ آتا ہے کہ پہلی رکعت میں "سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى" اور دوسری میں "هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ" پڑھتے تھے (ترمذی ص ۱۰۲)

اور پھر رکوع کرے اور سجدہ کرے۔

اور دوسری رکعت کو تسمیہ اور فاتحہ سے شروع کرے، اور قراءۃ ختم کرنے کے بعد رکوع سے پہلے تین زائد تکبیرات کہے، اور چوتھی تکبیر رکوع کے لیے کہے۔

پھر نماز کے بعد امام دو خطبے دے ان میں صدقۃ الفطر اور دیگر ضروری احکام بیان کرے۔

مسئلہ:۔ جس شخص سے امام کے ساتھ عید کی نماز فوت ہو جائے تو اس کی قضاء نہیں ہے (ہدایہ ص ۱۱۹ ج ۱، درمختار ص ۱۱۶ ج ۲، کبیری ص ۵۶۷)

مسئلہ:۔ عیدالفطر کی نماز اگر کسی عذر کی وجہ سے پہلے دن رہ جائے تو دوسرے دن زوال سے

پہلے پڑھ سکتا ہے۔ (ہدایہ صـ ۱۱۹/۱، شرح نقایہ صـ ۱۳۰/۱، کبیری صـ ۵۷۱)

عید الاضحیٰ اور مستحب ہے کہ عید الاضحیٰ کے دن غسل کرے اور اہتمام کے ساتھ مسواک خوب استعمال کرے، نیا یا صاف ستھرا لباس پہنے اور اگر میسر ہو تو خوشبو استعمال کرے، اور کھانے پینے کو نماز سے مؤخر کرے، اور عیدگاہ کی طرف جاتے ہوئے راستہ میں بالجہر تکبیر تشریق پڑھے اور عید الفطر کی طرح دو رکعت نماز "واجب عید الاضحیٰ" کے ادا کرے۔

اور پھر اس کے بعد امام دو خطبے دے، اور ان میں قربانی اور تکبیراتِ تشریق وغیرہ ضروری احکام لوگوں کو سکھائے۔

مسئلہ:- عید الاضحیٰ عذر کی وجہ سے اگر پہلے اور دوسرے دن بھی ادا نہ ہو سکے تو تیسرے دن بھی ادا کر سکتا ہے، اس کے بعد نہیں۔ (ہدایہ صـ ۱۲۰/۱، شرح نقایہ صـ ۱۳۰/۱، کبیری صـ ۵۷۱)

مسئلہ:- عیدین کی نماز بغیر اذان اور اقامت کے ہی ادا کرنی چاہیے۔ (کبیری صـ ۵۶۷)

کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح ادا فرمائی تھی۔

۱- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ شَهِدْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم الصَّلٰوةَ يَوْمَ الْعِيْدِ فَبَدَأَ بِالصَّلٰوةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ بِغَيْرِ اَذَانٍ وَّلَا اِقَامَةٍ۔ (مسلم صـ ۲۸۹/۱)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضؓ کہتے ہیں کہ میں عید کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا آپ نے پہلے نماز پڑھائی اور پھر خطبہ ارشاد فرمایا، اور عید کی نماز آپ نے بغیر اذان اور اقامت کے ادا فرمائی۔

۲- عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضؓ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم الْعِيْدَيْنِ غَيْرَ مَرَّةٍ، بِغَيْرِ اَذَانٍ وَّلَا اِقَامَةٍ (ترمذی صـ ۱۰۲)

حضرت جابر بن سمرۃ رضؓ کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے عیدین کی نماز بہت دفعہ پڑھی ہے، بغیر اذان اور اقامت کے۔

مسئلہ:- مستحب ہے کہ عید کی نماز ادا کرنے کے لیے جس راستہ سے جائے، واپسی میں

اگر ممکن ہو تو دوسرا راستہ اختیار کرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا خَرَجَ یَوْمَ الْعِیْدِ فِیْ طَرِیْقٍ رَجَعَ فِیْ غَیْرِهٖ (ترمذی ص۱۰۳)

حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن جب گھر سے نماز کے لیے نکلتے تھے، تو جس راستہ سے جاتے تھے واپسی دوسرے راستہ سے کرتے تھے۔

تکبیرات عیدین

عیدین کی نماز میں حضرت امام ابو حنیفہؒ، امام سفیان ثوریؒ، امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک چھ زائد تکبیرات ہیں۔

تین تکبیرات پہلی رکعت میں قراۃ سے پہلے اور تین دوسری رکعت میں قراۃ کے بعد رکوع سے قبل۔ (ہدایہ ص۱۱۹ ج۱، شرح نقایہ ص۱۲۸ ج۱، کبیری ص۵۶۷)

حضرت امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک بارہ تکبیرات ہیں سات پہلی رکعت میں پہلی رکعت میں تحریمہ کے بعد اور دوسری رکعت میں بھی قراۃ سے پہلے پانچ تکبیرات کے (ترمذی ص۱۰۳)

لیکن اس مسئلہ میں کوئی صحیح مرفوع روایت موجود نہیں ہے۔

چنانچہ علامہ ابن رشدؒ لکھتے ہیں۔

وَصَارَ الْجَمِیْعُ اِلَی الْاَخْذِ بِاَقَاوِیْلِ الصَّحَابَةِ فِیْ هٰذِهِ الْمَسْئَلَةِ لِاَنَّهٗ لَمْ یَثْبُتْ فِیْهَا عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم شَیْءٌ (بدایۃ المجتہد ص۲۱۸ ج۱)

کہ سب (صحابہؓ و تابعینؒ وغیرہ) نے اس مسئلہ میں صحابہ کرامؓ کے اقوال کی طرف ہی رجوع کیا ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارہ میں صحیح حدیث سے کوئی چیز ثابت نہیں۔

امیر یمانیؒ لکھتے ہیں

قُلْتُ رَوَی الْعُقَیْلِیُّ عَنْ اَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ اَنَّهٗ قَالَ لَیْسَ یُرْوٰی فِی التَّکْبِیْرِ فِی الْعِیْدَیْنِ حَدِیْثٌ

عقیلیؒ نے حضرت احمد بن حنبلؒ سے نقل کیا ہے انہوں نے کہا کہ تکبیرات عیدین کے بارہ میں کوئی صحیح حدیث نہیں روایت کی گئی۔

صَحِیْحٌ (سبل السلام ص۶۵ ج۲ طبع مصر)

صاحب شرح نقایہؒ نے لکھا ہے۔

وَقَالَ الْاِمَامُ اَحْمَدُ لَيْسَ فِي تَكْبِيْرَةِ الْعِيْدَيْنِ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ وَاِنَّمَا اُخِذَ فِيْهَا اِلْفِعْلُ اِلَى اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ

امام احمدؒ نے کہا ہے کہ تکبیرات عیدین کے بارہ میں کوئی صحیح حدیث منقول نہیں، اس سلسلہ میں حضرت ابوہریرۃؓ کے قول سے استناد کیا گیا ہے

(شرح نقایہ ص۱۲۹ ج۱)

حضرت ابُوہریرۃؓ بارہ تکبیرات ہی کہتے تھے،

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ تکبیر تحریمہ کے بعد پہلی رکعت میں پانچ زائد تکبیرات کہے پھر قراءۃ کرے،

اور دوسری رکعت میں قراءۃ سے پہلے پانچ زائد تکبیرات کہے، حضرت امام ابویوسفؒ سے بھی منقول ہے کہ انہوں نے نماز عید پڑھائی، ان کے پیچھے خلیفہ ہارون الرشید تھا، امام ابویوسفؒ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ والی تکبیرات پڑھیں۔

اگر پہلی رکعت میں سات زائد تکبیرات ہوں، اور دوسری میں چھ زائد ہوں، تو تکبیر تحریمہ اور رکوع والی تکبیرات کو بھی ساتھ ملا کر جملہ سولہ تکبیرات ہوں گی، جیسا کہ امام شافعیؒ سے بھی منقول ہے۔ (ہدایہ ص۱۱۹ ج۱)

حضرت نافعؒ کہتے ہیں کہ میں عید الاضحیٰ اور عید الفطر کی نماز میں حضرت ابوہریرۃؓ کے ساتھ حاضر ہوا، انہوں نے پہلی رکعت میں سات تکبیرات قراءۃ سے پہلے پڑھیں، اور پانچ تکبیرات دوسری رکعت میں قراءۃ سے پہلے پڑھیں۔ (موطا امام محمد ص۱۴۱)

حضرت امام محمدؒ کہتے ہیں۔ کہ عیدین کی تکبیرات کے متعلق لوگوں میں اختلاف پایا جاتا ہے

فَمَا اَخَذْتَ بِهٖ فَهُوَ حَسَنٌ

اس میں سے تم جس پر بھی عمل پیرا ہوگے وہی بہتر ہے۔

(موطا امام محمد ص۱۴۱)

اور ہمارے نزدیک زیادہ افضل وہ ہے، جو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کیا گیا ہے، کہ وہ ہر عید میں نو تکبیرات کہتے تھے، پانچ پہلی رکعت میں اور چار دوسری

رکعت میں، اور ان میں تکبیر تحریمہ اور رکوع والی تکبیرات بھی شامل ہیں، اور قراءۃ مسلسل کرتے تھے، پہلی رکعت میں تکبیرات کے بعد اور دوسری رکعت میں تکبیرات سے پہلے اور یہی حضرت امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے (موطا امام محمد ص۱۳۸ کتاب الحجۃ ص۲۹۴)

امام ترمذیؒ کہتے ہیں کہ بعض اہلِ علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ میں سے اور انکے علاوہ دوسروں میں سے بھی اسی پر عمل کرتے ہیں، سات تکبیرات پہلی رکعت میں قراۃ سے پہلے اور پانچ تکبیرات دوسری رکعت میں قراءۃ سے پہلے پڑھتے ہیں، اور اسی طرح ابوہریرۃؓ سے منقول ہے کہ انہوں نے مدینہ میں اسی طرح نماز پڑھائی۔ اہل مدینہ کا قول یہی ہے، اور امام مالکؒ امام شافعیؒ، امام احمد، امام اسحاقؒ بھی یہی کہتے ہیں۔

لیکن حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے منقول ہے کہ انہوں نے عیدین میں نو تکبیرات کہیں پہلی رکعت میں پانچ تکبیرات کہیں، ایک تکبیر تحریمہ، تین زائد تکبیرات قراۃ سے پہلے، اور پانچویں رکوع والی۔

اور دوسری رکعت میں تین زائد تکبیرات قراءۃ کے بعد رکوع سے پہلے اور چوتھی رکوع والی، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعدد صحابہ کرامؓ سے اسی طرح منقول ہے، اہلِ کوفہ کا یہی قول ہے۔ اور امام سفیان ثوریؒ کا بھی یہی قول ہے۔ (ترمذی ص۱۰۳)

۱۔ اَنَّ سَعِیْدَ بْنَ الْعَاصِؓ سَأَلَ اَبَامُوْسَی الْاَشْعَرِیؓ وَحُذَیْفَۃَ بْنِ الْیَمَانِؓ، کَیْفَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُکَبِّرُ فِی الْاَضْحٰی وَالْفِطْرِ، فَقَالَ اَبُوْمُوْسٰی کَانَ یُکَبِّرُ اَرْبَعًا تَکْبِیْرَہٗ عَلَی الْجَنَائِزِ، فَقَالَ حُذَیْفَۃُ صَدَقَ فَقَالَ اَبُوْمُوْسٰی کَذٰلِکَ کُنْتُ اُکَبِّرُ فِی الْبَصْرَۃِ حِیْنَ کُنْتُ

حضرت سعید بن العاصؓ نے حضرت ابوموسیٰ اشعریؒ اور حضرت حذیفہ بن الیمانؓ سے پوچھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح تکبیر کہتے تھے، عید الاضحیٰ اور عید الفطر میں، حضرت ابوموسیٰؓ نے جواب دیا کہ آپ چار تکبیرات کہتے، جس طرح جنازہ میں چار تکبیرات ہوتی ہیں، حضرت حذیفہؓ نے اس بات کی تصدیق کی اور حضرت ابوموسیٰؓ نے کہا میں بھی اسی طرح چار تکبیرات کرتا تھا، جب کہ میں بصرہ میں ان پر حاکم تھا۔

عليهما واليا (شرح نقايه ص ١٢٩ ج ١، ابوداؤد ص ١٦٣ ج ١، مسند احمد ص ٤١٦ ج ٤، سنن الكبرى للبيهقي ص ٢٨٩ ج ٣)

٣- عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْاَسْوَدِ ابْنِ يَزِيْدَ: كَانَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ جَالِسًا وَعِنْدَهُ حُذَيْفَةُ وَاَبُوْ مُوْسٰى الْاَشْعَرِيُّ فَسَاَلَهُمَا سَعِيْدُ بْنُ الْعَاصِ عَنِ التَّكْبِيْرِ فِي الصَّلٰوةِ يَوْمَ الْفِطْرِ وَالْاَضْحٰى، فَجَعَلَ هٰذَا يَقُوْلُ: سَلْ هٰذَا، وَهٰذَا يَقُوْلُ: سَلْ هٰذَا فَقَالَ حُذَيْفَةُ: سَلْ هٰذَا لِعَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ فَسَاَلَهُ فَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ: يُكَبِّرُ اَرْبَعًا ثُمَّ يَقْرَاُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ فَيَرْكَعُ ثُمَّ يَقُوْمُ فِي الثَّانِيَةِ فَيَقْرَاُ ثُمَّ يُكَبِّرُ اَرْبَعًا بَعْدَ الْقِرَاءَةِ [1]

(مصنف عبدالرزاق ص ٢٩٣ ج ٣ ومحلى ص ٨٥ ج ٥ بتغيير يسير، آثار السنن ص ١٦٠ ج ٢، نصب الراية ص ٢١٣ ج ٢)

حضرت علقمہؒ اور حضرت اسود بن یزیدؒ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیٹھے ہوئے تھے، اور ان کے پاس حضرت حذیفہؓ اور حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ بھی بیٹھے تھے، حضرت سعید بن العاصؓ نے ان دونوں سے دریافت کیا عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں تکبیرات کتنی ہیں، تو وہ دونوں ایک دوسرے پر ڈالتے تھے، تو حضرت حذیفہؓ نے کہا حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے پوچھو، انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے پوچھا، تو انہوں نے کہا کہ امام چار تکبیرات کہے، پھر قراءۃ کرے، پھر تکبیر کہے اور رکوع کرے، پھر دوسری رکعت میں کھڑا ہو، اور قراءۃ کرے، پھر چار تکبیرات کہے قراءۃ کے بعد۔

---

[1] آثار السنن اور نصب الرایہ میں یہ روایت بحوالہ عبدالرزاق ہے۔ اور یہ الفاظ بھی ہیں۔

فَقَالَ الْاَشْعَرِيُّ سَلْ عَبْدَ اللهِ فَاِنَّهُ اَعْلَمُنَا وَاَقْدَمُنَا

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے پوچھو کہ وہ ہم سے زیادہ مقدم اور زیادہ علم والے ہیں۔

لیکن ہمارے پیش نظر جو مصنف عبدالرزاق کا نسخہ ہے، اس میں یہ الفاظ نہیں ہیں، اس کی عبارت

بقیہ حاشیہ ص ۷۰۱ پر

صاحب آثار السنن نے اور حافظ ابن حجرؒ نے درایہ میں اس حدیث کی سند کو صحیح قرار دیا ہے

ابن حزمؒ لکھتے ہیں۔

وَهٰذَا اِسْنَادٌ فِي غَايَةِ الصِّحَّةِ

۴۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ التَّكْبِيْرُ فِي الْعِيْدِ اَرْبَعًا كَالصَّلٰوةِ عَلَى الْمَيِّتِ (مجمع الزوائد ص۲۰۵ ج۲ بحوالہ الطبرانی فی الکبیر ورجالہ ثقات)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا ہے کہ عید کی نماز میں (ایک رکعت میں) چار تکبیرات ہیں جیسا کہ نماز جنازہ میں چار تکبیرات ہیں۔

اگر عید اور جمعہ ایک دن ہوں

ائمہ ثلاثہ حضرت امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ وغیرہ کہتے ہیں کہ اگر عید اور جمعہ دونوں ایک دن اکٹھے ہو جائیں تو دونوں ادا کیے جائیں گے، عید کی نماز اپنے وقت پر اور جمعہ کی نماز اپنے وقت پر، البتہ امام احمدؒ کہتے ہیں کہ اگر عید اور جمعہ ایک دن اکٹھے ہو جائیں تو عید کی نماز اپنے وقت پر ادا کریں اور جمعہ ترک کر دیں۔

امام احمدؒ کا قول مرجوح اور شاذ ہے۔ اس لیے کہ

بقیہ حاشیہ

ہم نے اوپر لکھ دی ہے ممکن ہے کسی دوسرے نسخہ میں یہ الفاظ بھی موجود ہوں۔

علاوہ ازیں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے بھی صحیح روایات میں اتنی ہی تکبیرات مروی ہیں۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ كَبَّرَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ يَوْمَ الْعِيْدِ فِي الرَّكْعَةِ الْاُوْلٰى اَرْبَعَ تَكْبِيْرَاتٍ ثُمَّ قَرَاَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ قَامَ فَقَرَاَ ثُمَّ كَبَّرَ ثَلٰثَ تَكْبِيْرَاتٍ سِوٰى تَكْبِيْرَةِ الرُّكُوْعِ۔

عبداللہ بن الحارثؒ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے عید کے دن پہلی رکعت میں چار تکبیرات کہیں۔ پھر قراءۃ کی پھر رکوع کیا پھر کھڑے ہوئے اور قراءۃ کی پھر تین تکبیرات کہیں، رکوع کی تکبیر کے سوا۔

(محلی ابن حزم ص۸۳ ج۵ وقال ابن حزم وهٰذا اِسْنَادٌ فِي غَايَةِ الصِّحَّةِ) ۲۔ سوائی

۱۔ جمعہ کی نماز نص قرآنی سے قطعی طریق پر ثابت ہے، اور ترک جمعہ کے لیے کوئی قطعی دلیل موجود نہیں ہے۔

۲۔ احادیث صحیحہ سے اور امت کے متواتر اور متوارث عمل سے جمعہ کی نماز کی فرضیت ثابت ہے۔ اور اس کے ساقط کرنے کے لیے قطعی دلیل کی ضرورت ہے اور وہ یہاں موجود نہیں ہے۔

۳۔ امام ترمذیؒ اور امام نسائیؒ نے حدیث بیان کی ہے۔

رُبَمَا اجْتَمَعَا فِي يَوْمٍ وَاحِدٍ فَيَقْرَأُ بِهِمَا (ترمذی ص ۱۰۲، نسائی ص ۲۳۵ ج ۱)

کہ بسا اوقات عید اور جمعہ ایک دن میں اکٹھے ہو جاتے تھے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان ہی دو سورتوں (سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى اور هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ) کو عید اور جمعہ دونوں کی نماز میں پڑھتے تھے۔

۴۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ اجْتَمَعَ عِيدَانِ فِي يَوْمٍ وَاحِدٍ يَوْمُ فِطْرٍ وَجُمُعَةٌ فِي زَمَنِ [illegible] فَصَلَّى بِهِمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِيدَ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْهِمْ بِوَجْهِهِ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّكُمْ قَدْ أَصَبْتُمْ خَيْرًا وَأَجْرًا وَإِنَّا مُجَمِّعُونَ فَمَنْ أَرَادَ أَنْ يُجَمِّعَ مَعَنَا فَلْيُجَمِّعْ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى أَهْلِهِ فَلْيَرْجِعْ۔

(مجمع الزوائد ص ۱۹۵ ج ۲، مشکل الآثار للطحاوی ص ۵۶ ج ۲، سنن الکبریٰ بیہقی ص ۳۱۸ ج ۳)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں ایک دن دو عیدیں اکٹھی ہو گئیں، یعنی عید الفطر اور جمعہ، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو پہلے عید کی نماز پڑھائی، اور پھر اپنا رخ مبارک ان کی طرف متوجہ کیا، اور فرمایا اے لوگو! بیشک تم نے بہتری اور اجر پایا ہے (عید کی نماز پڑھ کر) اور ہم تو جمعہ بھی ادا کرنے والے ہیں، پس جو شخص جمعہ پڑھنے کا ارادہ رکھتا ہو، وہ ہمارے ساتھ جمعہ پڑھے، اور جو شخص (عوالی اور اطراف سے آیا ہوا ہو) اپنے گھر کی طرف جانا پسند کرتا ہو، تو وہ واپس چلا جائے۔

۵۔ ابی عبیدؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ کے پیچھے نماز عید ادا کی ہے، آپ نے پہلے نماز پڑھائی، پھر خطبہ دیا، اور یہ کہا، یہ دو دن ایسے ہیں کہ ان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے، ایک عید الفطر کا دن اور دوسرا وہ دن جس دن تم اپنی قربانی کے جانوروں کا گوشت کھاتے ہو (عید الاضحیٰ کا دن) پھر میں نے حضرت عثمانؓ کے پیچھے بھی نماز عید ادا کی۔ حضرت عثمانؓ نے نماز کے بعد خطبہ دیا۔ اور یہ کہا کہ تمہارے لیے آج کے دن میں دو عیدیں اکٹھی ہو گئی ہیں، یعنی آج عید بھی ہے اور جمعہ بھی، تو عالیہ والے (اطراف مدینہ سے آنے والے) اگر چاہیں تو جمعہ کا انتظار کر سکتے ہیں، اور جو جانا چاہتے ہوں تو وہ جا سکتے ہیں میں نے انہیں اجازت دے دی ہے۔

امام محمدؒ کہتے ہیں، حضرت عثمانؓ نے عالیہ والوں کو رخصت اس لیے دی تھی کہ عالیہ والے چونکہ شہر کے رہنے والے نہ تھے لہٰذا ان پر جمعہ کی نماز فرض نہیں تھی۔

(موطا امام محمدؒ صـ ۱۳۹ تا ۱۴۰)

امام احمدؒ کا استدلال جن روایات میں اجمالاً یہ ذکر آتا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

۱۔ فَمَنْ شَاءَ اَجْزَاهُ مِنَ الْجُمُعَةِ ۔ (سنن الکبریٰ للبیہقی صـ ۳۱۸/۳) — جو چاہے تو اس کے لیے جمعہ کی طرف سے کفایت ہو جائے گی۔

۲۔ فَمَنْ اَحَبَّ اَنْ یَّرْجِعَ اِلٰی اَهْلِهٖ فَلْیَرْجِعْ (مشکل الآثار صـ ۶۶/۲) — اور جو شخص پسند کرتا ہے، تو وہ اپنے گھر کی طرف لوٹ کر چلا جائے۔

ان الفاظ سے امام احمدؒ نے یہ سمجھا ہے کہ اس میں مطلق عام لوگ مراد ہیں۔ حالانکہ ایسا نہیں بلکہ اس سے مراد خاص لوگ ہیں، یعنی عوالی (اطراف مدینہ) سے آنے والے لوگ جو شوق اور محبت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کی اقتدار میں نماز عید پڑھنے کے لیے آئے تھے، اور نہ ان پر نہ جمعہ فرض تھا۔ اور نہ عید کی نماز واجب تھی، کیونکہ وہ شہر کے رہنے والے نہ تھے۔

چنانچہ علامہ عینیؒ لکھتے ہیں۔

۱ - وَقَالَ ابْنُ حَبِيْبٍ اَرْخَصَ صلی اللہ علیہ وسلم فِی التَّخَلُّفِ عَنْهَا لِمَنْ شَهِدَ الْفِطْرَ وَالْاَضْحٰی صَبِيْحَةَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰی الْخَارِجَةِ عَنِ الْمَدِيْنَةِ لِمَا فِیْ رُجُوْعِهٖ مِنَ الْمَشَقَّةِ لِمَا اَصَابَهُمْ مِنْ شُغُلِ الْعِيْدِ وَ فَعَلَهٗ عُثْمَانُ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ لِاَهْلِ الْعَوَالِیْ (عمدۃ القاری ص ۱۹۶ ج ۶)

ابن حبیبؒ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو جمعہ کی رخصت عطا فرمائی۔ جو عید الفطر یا عید الاضحیٰ کی صبح مدینہ سے باہر کی بستیوں سے آئے تھے، اس لیے کہ ان کا جمعہ کے لیے دوبارہ واپس آنا مشقت کا باعث تھا، کیونکہ عید کی وجہ سے بھی ان کو مشغولیت ہوتی تھی، اور حضرت عثمانؓ نے جمعہ کے لیے رخصت بھی اہل عوالی کو ہی دی تھی۔

۲ - امام طحاویؒ لکھتے ہیں۔

اَنَّ الْمُرَادَ بِالرُّخْصَةِ فِیْ تَرْكِ الْجُمُعَةِ فِیْ هٰذَيْنِ الْحَدِيْثَيْنِ هُمْ اَهْلُ الْعَوَالِی الَّذِيْنَ مَنَازِلُهُمْ خَارِجَةٌ عَنِ الْمَدِيْنَةِ مِمَّنْ لَيْسَتِ الْجُمُعَةُ عَلَيْهِمْ وَاجِبَةً لِاَنَّهُمْ فِیْ غَيْرِ الْاَمْصَارِ دُوْنَ مَا سِوٰی ذٰلِكَ (مشکل الآثار ص ۵۴ ج ۲)

جمعہ ترک کرنے کی رخصت سے مراد ان دونوں حدیثوں میں وہ لوگ ہیں، جو اہل عوالی اطراف مدینہ سے آئے تھے، اور جن کے گھر مدینہ سے باہر تھے۔ اور جن پر جمعہ واجب نہیں تھا، کیونکہ وہ شہروں کے باشندے نہیں تھے جن پر جمعہ فرض ہوتا ہے۔

۳ - اَنَّهٗ (عُثْمَانُ) خَطَبَ يَوْمَ عِيْدٍ فَقَالَ يَاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ هٰذَا يَوْمٌ قَدِ اجْتَمَعَ لَكُمْ فِيْهِ عِيْدَانِ فَمَنْ اَحَبَّ اَنْ يَّنْتَظِرَ الْجُمُعَةَ مِنْ اَهْلِ الْعَوَالِیْ فَلْيَنْتَظِرْ وَمَنْ

حضرت عثمانؓ نے خطبہ دیا اور یہ کہا اے لوگو! بے شک آج کا دن ایسا ہے کہ اس میں تمہارے لیے دو عیدیں جمع ہوگئی ہیں، پس جو شخص پسند کرتا ہے، اہل عوالی (اطراف مدینہ والوں) میں سے کہ جمعہ کی نماز کا انتظار کرے اس کو چاہیے کہ وہ انتظار کرے اور جو شخص واپس جانا چاہتا ہو

اَحَبَّ اَنْ يَّرْجِعَ فَقَدْ اَذِنْتُ لَهٗ. (موطا امام مالک ص۱۶۵، کتاب الام ص۲۱۲/۱، مشکل الآثار ص۵۶/۲، سنن الکبریٰ ص۳۱۸/۲ بسند صحیح کنز العمال ص۲۲۹/۸)

وہ واپس جاسکتا ہے، میں نے اس کو اجازت دے دی ہے۔

حضرت امام شافعیؒ لکھتے ہیں۔

۴۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ قَالَ اجْتَمَعَ عِيْدَانِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ مَنْ اَحَبَّ اَنْ يَّجْلِسَ مِنْ اَهْلِ الْعَالِيَةِ فَلْيَجْلِسْ فِيْ غَيْرِ حَرَجٍ (کتاب الام ص۲۳۹/۱، سنن الکبریٰ للبیہقیؒ ص۳۱۸/۳)

حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ کے زمانہ میں دو عیدیں اکٹھی ہوگئیں، تو آپ نے فرمایا کہ عالیہ (اطراف) والوں میں جو شخص پسند کرتا ہے۔ تو وہ بیٹھ جائے (اور جمعہ بھی ادا کرے) لیکن اس پر تنگی نہیں، یعنی اگر جانا چاہے تو جاسکتا ہے

ان تمام روایات سے ثابت ہوتا ہے، کہ ترک جمعہ کی اجازت جن لوگوں کو ملی تھی، وہ اہل عوالی اور دیہات والے لوگ تھے، نہ تو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ ترک کیا اور نہ ہی مدینہ اور شہر میں رہنے والوں کو اس کی اجازت دی۔

<u>مسئلہ:۔</u> عیدین کا خطبہ بعد از نماز سُننا سُنت ہے۔

<u>مسئلہ:۔</u> عیدین کی نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قراءۃ بالجہر فرمائی۔

<u>مسئلہ:۔</u> عیدین کی نماز کے لیے اذان اور اقامت مسنون نہیں ہیں۔

تکبیرات تشریق:۔ عرفہ کی فجر (نویں ذوالحجہ) سے لیکر تیرویں تاریخ کی عصر تک فرض نماز کے بعد ایک مرتبہ تکبیر تشریق جہراً کہنی واجب ہے۔

مسئلہ:۔ امام صاحبؒ کے نزدیک باجماعت مسنون طریق پر جو لوگ بھی نماز پڑھیں بشرطیکہ مقیم ہوں۔ اور شہروں، قصبات اور بڑی بستیوں میں ہوں، عورتوں کی جماعت نہ ہو، کیونکہ وہ مستحب نہیں بلکہ غیر اولیٰ ہے، البتہ جو عورتیں مردوں کے ساتھ نماز باجماعت ادا کرتی ہیں تو وہ بھی آہستہ آواز سے تکبیرات تشریق کہہ لیں، اور نہ عورتوں پر تلبیہ اور تکبیرات تشریق بالجہر نہیں، جیسا کہ اذان اور اقامت بھی عورتوں کی مکروہ ہے۔

تو ایسی جماعت مستحبہ کے ساتھ جو لوگ نماز ادا کریں، ان پر واجب ہے کہ ایک مرتبہ بلند آواز کے ساتھ تکبیراتِ تشریق کہیں۔ البتہ صاحبینؒ کے نزدیک مسافر مقیم مرد عورت منفرد سب پر واجب ہے۔

عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ حَنِیْفَةَ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ عَلِیٍّ اَنَّهٗ کَانَ یُکَبِّرُ مِنْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ مِنْ یَّوْمِ عَرَفَةَ اِلٰی صَلٰوةِ الْعَصْرِ مِنْ اٰخِرِ اَیَّامِ التَّشْرِیْقِ

حضرت امام محمدؒ نے اپنے شیخ امام ابوحنیفہؒ کے شائخ کے واسطے سے حضرت علیؓ سے یہ روایت بیان کی ہے، کہ حضرت علیؓ عرفہ کی فجر سے ایام تشریق کے آخری دن عصر کی نماز تک اور عصر کی نماز پڑھ کر بھی تکبیر تشریق پڑھتے تھے۔

(کتاب الآثار مترجم صـ۸۳)

تکبیر تشریق تکبیر تشریق یہ ہے۔

اَللّٰهُ اَکْبَرُ، اَللّٰهُ اَکْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

مسئلہ:۔ اگر امام تکبیرات کہنا بھول جائے، تو مقتدی یاد دلادیں، حضرت امام ابویوسفؒ بھول گئے تھے، تو امام ابوحنیفہؒ جو ان کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے، انہوں نے یاد دلادیا۔

صلوٰۃ المسافر

(مسافر کی نماز)

سفر مسافت کے ایک حصہ (ٹکڑے) کو کہا جاتا ہے، اور شریعت میں سفر کی وجہ سے مسافر کے لیے کئی احکام میں تبدیلی و تغیر واقع ہوتا ہے۔

نماز کی قصر اس کے حصہ لازم ہوجاتی ہے، اور روزہ میں افطار جائز ہوجاتا ہے، جمعہ کی فرضیت بھی اس سے ساقط ہوجاتی ہے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نماز، اور قربانی کا وجوب بھی اس سے ساقط ہوجاتا ہے، اگر ویسے ہی جمعہ اور عیدین کی نماز پڑھ لے تو بہتر ہے، لیکن اس کے ذمہ وجوب نہیں ہوتا، جس طرح مقیم شخص پر وجوب ہوتا ہے اسی طرح سفر کی وجہ سے موزوں پر مسح بھی تین دن تک اس کے لیے مباح ہوجاتا ہے۔

عَنْ عَلِيٍّؓ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَأْمُرُنَا اَنْ يَّمْسَحَ الْمُقِيْمُ يَوْمًا وَّلَيْلَةً وَّالْمُسَافِرُ ثَلٰثًا (نسائی ص۲۲ ج۱)

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مقیم شخص ایک دن رات مسح کر سکتا ہے اور مسافر تین دن رات تک۔

مسئلہ:- مسافر شخص ظہر، عصر، عشاء کی دو رکعتیں اور مغرب، فجر، وتر کی پوری نماز ادا کرے،

(ہدایہ ص۱۱۲ ج۱، شرح نقایہ ص۱۱۹ ج۱، کبیری ص۵۳۷)

حضرت امام شافعیؒ اور بعض دیگر ائمہ کرام کہتے ہیں کہ سفر کی حالت میں اگرچہ قصر کرنی سنت اور مباح ہے لیکن اتمام زیادہ افضل ہے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ بھی سفر میں اتمام کرتی تھیں، جب ان سے پوچھا گیا، کہ وہ قصر کے بجائے اتمام کیوں کرتی ہیں؟ تو انہوں نے بتلایا کہ بیٹا! مجھے کچھ تکلیف نہیں ہوتی۔ نہ مشقت لاحق ہوتی ہے، اس لیے میں پوری نماز پڑھ لیتی ہوں، ام المؤمنینؓ کی تاویل کا مطلب یہی ہے کہ وہ اتمام کو جائز قرار دیتی تھیں۔

۱- قَالَ عُمَرُؓ صَلٰوةُ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَانِ وَصَلٰوةُ الْفِطْرِ رَكْعَتَانِ وَصَلٰوةُ الْاَضْحٰى رَكْعَتَانِ وَصَلٰوةُ السَّفَرِ رَكْعَتَانِ تَمَامٌ غَيْرُ قَصْرٍ عَلٰى لِسَانِ مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وسلم

(نسائی ص۲۰۹ ج۱، ابن ماجہ ص۷۷، طحاوی ص۲۴۵ ج۱)

حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ جمعہ کی نماز دو رکعت ہے، اور عید الفطر کی نماز دو رکعت ہے اور عید الاضحیٰ کی نماز دو رکعت ہے اور سفر کی نماز دو رکعت ہے، یہ پوری نماز ہے کمی کے بغیر (یعنی اس میں پوری نماز کا اجر و ثواب ملتا ہے) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے یہ بات ظاہر ہے۔

۲- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ فَرَضَ اللّٰهُ الصَّلٰوةَ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّكُمْ فِي الْحَضَرِ اَرْبَعًا وَّفِي السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ وَفِي الْخَوْفِ رَكْعَةً

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کہتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے نماز فرض قرار دی ہے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے اقامت کی حالت میں چار رکعات اور سفر میں دو رکعت

(اَیْ مَعَ کُلِّ طَآئِفَۃٍ (مسلم ص ۲۴۱/۱ج)

اور خوف کی حالت میں (جب کہ سفر میں ہوں) ایک رکعت (یعنی امام کے ساتھ ہر ایک گروہ کی ایک ایک رکعت ہوگی، اور دوسری رکعت ہر ایک گروہ الگ پڑھے گا)

۳- اِفْتَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم رَکْعَتَیْنِ فِی السَّفَرِ کَمَا افْتَرَضَ فِی الْحَضَرِ اَرْبَعًا

کہ مقرر فرمایا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں دو رکعات، جس طرح اقامت کی حالت میں چار رکعات مقرر فرمائی ہیں۔

(شرح نقایہ ص ۱۱۹/۱ج، بحوالہ طبرانی)

۴- مسلم شریف میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضہ سے منقول ہے

فُرِضَتِ الصَّلٰوۃُ رَکْعَتَیْنِ رَکْعَتَیْنِ فِی الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ فَاُقِرَّتْ صَلٰوۃُ السَّفَرِ وَزِیْدَ فِیْ صَلٰوۃِ الْحَضَرِ۔ (مسلم ص ۲۴۱/۱ج)

کہ نماز دو دو رکعت ہی فرض کی گئی ہے اقامت اور سفر میں، اور پھر سفر کی نماز اسی طرح اپنی اصلی حالت پر رکھی گئی، اور اقامت کی حالت میں (دو رکعت) زیادہ کر دی گئی ہیں۔

۵- عَنْ عَآئِشَۃَ زَوْجِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَتْ فَرَضَ اللّٰہُ الصَّلٰوۃَ حِیْنَ فَرَضَھَا رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ اَتَمَّھَا فِی الْحَضَرِ فَاُقِرَّتْ صَلٰوۃُ السَّفَرِ عَلَی الْفَرِیْضَۃِ الْاُوْلٰی۔

(مسلم ص ۲۴۱/۱ج)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضہ سے روایت ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے جب نماز فرض قرار دی تو دو رکعت ہی مقرر فرمائی، پھر اقامت کی حالت میں اس کو چار رکعات پورا کیا۔ اور سفر کی حالت میں اسی پہلے فریضہ کو یعنی دو رکعات کو ہی برقرار رکھا گیا۔

۶- حضرت عمر رضہ سے جب پوچھا گیا قرآن سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ خوف کی حالت میں قصر کرنی چاہیئے، جیسا کہ مندرجہ ذیل آیت سے ظاہر ہوتا ہے

لَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوۃِ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ

(اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے) تم پر کوئی گناہ نہیں اگر تم نماز میں قصر کر دو، اگر تمہیں خوف ہو کہ کافر لوگ

يَّفۡتِنَكُمُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا	تمہیں فتنے میں ڈالیں گے ،
فَقَدۡ اٰمَنَ النَّاسُ فَقَالَ عَجِبۡتُ مِمَّا عَجِبۡتَ مِنۡهُ فَسَاَلۡتُ رَسُوۡلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عَنۡ ذٰلِكَ فَقَالَ صَدَقَةٌ تَصَدَّقَ اللّٰهُ بِهَا عَلَيۡكُمۡ فَاقۡبَلُوۡا صَدَقَتَهٗ	لیکن اب لوگ امن کی حالت میں ہیں، پھر کیسے قصر کرتے ہیں حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ جس بات پر تمہیں تعجب ہوا ہے مجھے بھی اس پر تعجب ہوا تھا تو میں نے اس بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تھا، آپ نے فرمایا، یہ صدقہ ہے اللہ تعالیٰ نے تم پر صدقہ کیا ہے، لہٰذا اس کے صدقہ کو قبول کرو۔
(مسلم ص ۲۴۱ ج ۱)	(یعنی اللہ تعالیٰ نے سفر کی حالت میں دو رکعت معاف کر دی ہیں)

اس سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ رخصت اسقاط ہے ، اللہ تعالیٰ نے چار رکعت والی نمازیں سے سفر میں دو رکعت بالکل ہی ساقط کر دی ہیں۔ یہ روزہ کی طرح محض سہولت و تخفیف نہیں کہ صرف اس حالت میں رخصت ہو، بلکہ یہ صدقہ ہے اللہ تعالیٰ کی جانب سے معافی ہے ، اس کو قبول کرو۔

باقی آیت میں خوف کی قید اتفاقی ہے ، ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے بعد امن کی حالت میں بھی سفر میں دو رکعت ہی پڑھی ہیں کسی صحیح روایت سے یہ ثابت نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں چار رکعات پڑھی ہوں ،

شرعی سفر کی مسافت | سفر کی مسافت کے بارہ میں ائمہ کرام کا اختلاف ہے ، صحیح احادیث میں تین دن تین رات کی مسافت کو خاص مؤثر قرار دیا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے احکام تبدیل ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

• عورت سفر نہ کرے تین دن کی مسافت بغیر محرم یا خاوند کے ، (بخاری ص ۱۴۷ ج ۱، مسلم ص ۴۳۲ ج ۱)

اس مسافت کے تعین میں ائمہ کرام کے مختلف اقوال ہیں ، یہ چھتیس ۳۶ میل ہے یا چھیالیس ۴۶ میل یا اڑتالیس ۴۸ میل یا ساٹھ ۶۰ میل۔

علماء احناف عام طور پر اڑتالیس ۴۸ میل پر عمل کرتے ہیں ، اور اسی کو سفر شرعی قرار دیتے ہیں

جس کے ساتھ احکام بدل جاتے ہیں۔

مسائل: مسئلہ سفر کی رخصت کے سلسلہ میں عاصی اور مطیع برابر ہیں، اس لیے کہ قرآن و سنت میں مطلق مسافر کے لیے رخصت کا ذکر ہے، خواہ وہ گنہگار ہو یا فرمانبردار ہو

(ہدایہ ص ۱۱۴/۱ج، شرح نقایہ ص ۱۲۲/۱ج)

حضرت امام شافعیؒ اور بعض دیگر ائمہ کرام کا یہ مسئلہ کہ معصیت کے سفر سے رخصت نہیں حاصل ہوگی، یہ مرجوح معلوم ہوتا ہے، عاصی بھی مکلف ہے، اس کو کیوں حق رخصت حاصل نہیں؟

مسئلہ:- سفر کی حالت میں جو نمازیں قضا ہوگئی ہوں، وہ اقامت کی حالت میں دو رکعت ہی قضا کرے گا۔

اور اقامت کی حالت میں جو نمازیں فوت ہوگئی ہوں، اگر سفر میں قضا کرے گا، تو وہ چار رکعات ہی قضا کرنی ہونگی۔ (ہدایہ ص ۱۱۴/۱ج، شرح نقایہ ص ۱۲۲/۱ج)

مسئلہ:- جس شخص نے اپنے اصلی وطن کو ترک کرکے دوسری جگہ کو وطن اصلی بنا لیا ہو، وہ جب وطن اصلی میں آئے گا، تو نماز قصر ہی پڑھے گا۔

جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام مہاجرین جب مکہ تشریف لاتے تھے، تو مسافر کی نماز ہی پڑھتے تھے۔

۱- عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي إِسْحٰقَ سَمِعْتُ أَنَسًاؓ يَقُولُ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى مَكَّةَ فَكَانَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ قُلْتُ أَقَمْتُمْ بِمَكَّةَ شَيْئًا قَالَ أَقَمْنَا بِهَا عَشْرًا۔

(بخاری ص ۱۴۷/۱ج، مسلم ص ۲۴۲/۱ج)

حضرت یحییٰ بن ابی اسحٰقؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انسؓ سے سنا وہ کہتے تھے ہم لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ سے نکلے، مکہ مکرمہ کی طرف جاتے تھے، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو دو رکعت نماز ہی پڑھتے تھے۔ مدینہ واپسی تک (ظہر، عصر، عشار کی نمازوں میں)۔ یحییٰؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انسؓ سے پوچھا کہ آپ لوگ مکہ میں کچھ عرصہ ٹھہرے تھے، تو انہوں نے کہا ہاں دس دن تک ہم ٹھہرے تھے۔

مسئلہ :- اپنے شہر کی حدود (میونسپل کمیٹی یا کارپوریشن کی حدود) سے جب باہر ہو جائے، تو پھر وہ قصر کر سکتا ہے، اسی طرح سفر سے واپس آنے پر حدود شہر میں جب داخل ہو گیا تو وہ مقیم ہو جائے گا۔ (ہدایہ ص ۱۱۲ ج ۱)

مسئلہ :- مسافر شخص اگر منفرد ہو یا امام ہو، تو پھر وہ دو رکعت پڑھے، زیادہ نہ پڑھے، اگر اس نے چار رکعت پڑھی اور دو رکعت پر قعدہ اولیٰ کیا، تو نماز ہو جائے گی، لیکن ایسا کرنا غلط ہے، اگر قعدہ اولیٰ نہ کیا تو پھر اس کے فرض باطل ہو جائیں گے اور یہ نفل بن جائیں گے، اور اس کو فرض دوبارہ پڑھنا پڑیں گے۔ (ہدایہ ص ۱۱۳ ج ۱، شرح نقایہ ص ۱۲۱ ج ۱)

مسئلہ :- اگر مسافر آدمی مقیم امام کی اقتداء میں نماز پڑھے گا۔ تو اس کو چار رکعات ہی پڑھنی ہوں گی، کیونکہ اس حالت میں یہ امام کے تابع ہے (ہدایہ ص ۱۱۳ ج ۱، شرح نقایہ ص ۱۲۱ ج ۱، کبیری ص ۵۴۳)

لیکن اگر امام کی اقتداء کے بعد اس کی نماز میں فساد آ جائے، تو پھر اس کو دو رکعت ہی پڑھنی ہوں گی، کیونکہ اب وہ تبعیت (تابع ہونے والی بات) نہیں رہی، اور یہ علیٰ حالہ مسافر ہے۔

مسئلہ :- اگر مسافر شخص مقیم حضرات کو نماز پڑھائے تو دو رکعت پر سلام پھیر دے، اور اس کے لیے مستحب ہے کہ وہ لوگوں سے کہہ دے اپنی نمازیں پوری کر لو، کیونکہ ہم مسافر ہیں۔ (ہدایہ ص ۱۱۴ ج ۱، شرح نقایہ ص ۱۲۱ ج ۱)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ والوں کو نماز پڑھا کر اسی طرح فرمایا تھا۔
(ابوداؤد ص ۱۷۳ ج ۱، مسند احمد ص ۴۳۰ ج ۴، ص ۴۳۱، طحاوی ص ۲۴۲ ج ۱، بیہقی ص ۱۵۷ ج ۳)

مسئلہ :- مسافر جب اپنے وطن پہنچ آئے، تو وہ مقیم ہو جائے گا۔ کسی نیت وغیرہ کی ضرورت نہیں ہے (ہدایہ ص ۱۱۴ ج ۱)

مسئلہ :- اگر مسافر کسی شہر میں گیا ہے اور یہ ارادہ کرتا ہے، کہ کل یا پرسوں یہاں سے چلا جاؤں گا تو وہ شخص مسافر ہی ہوگا قصر کرے گا، خواہ اس میں بہت وقت لگ جائے، چنانچہ صحابہ کرامؓ سے اسی طرح منقول ہے (سنن الکبریٰ ص ۱۵۲ ج ۳ عن ابن عمرؓ وغیرہما)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے منقول ہے کہ آذربیجان میں اسی طرح چھ ماہ تک ٹھہرے

رہے ہے، اور قصر ہی کرتے رہے (عبدالرزاق ص ۵۲۳ ج ۲)

مسئلہ: اگر مسلمانوں کا لشکر دار حرب (جہاں شعائر اسلام پر پابندی ہو اور احکام کفر غالب ہوں) میں داخل ہو۔ اور وہاں اقامت کی نیت کرے، تو وہ درست نہ ہوگی، بلکہ وہ قصر ہی کرتے رہیں گے، (ہدایہ ص ۱۱۳ ج ۱، شرح نقایہ ص ۱۲۰ ج ۱)

اکثر ائمہ کرام حضرت امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام احمدؒ کا یہی فتویٰ ہے۔

مسئلہ: اگر مسافر کسی بستی یا شہر میں پندرہ دن تک ٹھہرنے کی نیت کرے گا، تو پھر وہ مقیم ہو جائے گا۔ (ہدایہ ص ۱۱۳ ج ۱، شرح نقایہ ص ۱۲۰ ج ۱، کبیری ص ۵۴۴)

۱۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: إِذَا كُنْتَ مُسَافِرًا فَوَطَّنْتَ نَفْسَكَ عَلَى إِقَامَةِ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا فَأَتْمِمِ الصَّلٰوةَ وَإِنْ كُنْتَ لَا تَدْرِي فَاقْصُرْ۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ جب تم سفر میں ہو اور تم اپنے جی میں پختہ ارادہ کرو کہ پندرہ دن (یا اس سے زیادہ) ایک جگہ اقامت کرنی ہے، تو پھر پوری نماز پڑھو، اگر تم نہیں جانتے کہ کتنی مدت تک ٹھہرنا ہے تو پھر قصر کرتے رہو۔

(کتاب الحجہ ص ۱۶۷ ج ۱، کتاب الآثار مترجم ص ۷۶،

ترمذی ص ۱۰۴، مصنف ابن ابی شیبہ ص ۴۵۵ ج ۲)

مسئلہ: اگر کوئی شخص سسرال میں جائے تو وہ مقیم سمجھا جائے گا، اس کو پوری نماز پڑھنی چاہیئے۔

حضرت عثمان غنیؓ مکہ میں اسی وجہ سے مقیم کی نماز پڑھتے تھے، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ صَلَّى بِمِنًى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فَأَنْكَرَهُ النَّاسُ عَلَيْهِ

حضرت عثمانؓ نے منیٰ میں چار رکعات نماز پڑھی تو لوگوں نے اعتراض کیا، حضرت عثمانؓ نے کہا

۱؎ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے علاوہ نصب الرایہ ص ۱۸۴ ج ۲، شرح نقایہ ص ۱۲۰ ج ۱، کبیری ص ۵۲۹، فتح الملہم ص ۲۵۵ ج ۲ اور حافظ ابن حجرؒ نے درایہ میں اور علامہ عینیؒ نے بنایہ میں اور ابن ہمامؒ نے فتح القدیر میں بحوالہ طحاوی ابن عباسؓ سے بھی یہ قول نقل کیا ہے ہمارے پیش نظر جو طحاوی کا نسخہ ہے اس میں یہیں نہیں ملا ممکن ہے کسی دوسرے نسخہ میں موجود ہو۔ ۲۰ سراج

فَقَالَ يَاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ تَاَهَّلْتُ بِمَكَّةَ مُنْذُ قَدِمْتُ وَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ تَاَهَّلَ بِبَلَدٍ فَلْيُصَلِّ صَلٰوةَ الْمُقِيْمِ (مسند احمد ص ۶۲ ج ۱)

لے لوگو! میں نے مکہ مکرمہ میں نکاح کر لیا ہے، جب سے میں آیا ہوں، اور میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، آپ فرماتے تھے، جو شخص کسی شہر میں نکاح کرے تو اس کو مقیم شخص کی نماز پڑھنی چاہیئے۔

مسئلہ:۔ بیوی یا غلام اور خادم سفر میں خاوند اور آقا و مالک کے تابع ہوتے ہیں، مالک کی یا خاوند کی جو نیت ہوگی، اسی کے مطابق عمل کرنا ہوگا، اگر خاوند کی نیت اقامت کی ہوئی تو بیوی بھی مقیم ہوگی۔ (شرح نقایہ ص ۱۲۱ ج ۱، کبیری ص ۵۴۱)

(بقایا ضمیمہ ص ۸۳۲ پر ملاحظہ فرمائیں)

سفر کی حالت میں سنن و نوافل پڑھنے کا حکم

سنن میں تو قصر نہیں ہوتی، کیونکہ قصر فرائض کے لوازم میں سے ہے، اللہ تعالیٰ نے آسانی اور تخفیف کے لیے مقرر فرمائی ہے۔

مصفّٰی شرح مؤطا فارسی از شاہ ولی اللہؒ اور فتاوٰی عالمگیری میں یہ مسئلہ لکھا ہے کہ اگر سفر جاری ہو تو سنن وغیرہ ترک کر دے اور اگر وقت مل جائے۔ اور سفر جاری نہ ہو تو پھر افضل یہ ہے کہ سنن پڑھے، اگر نہ پڑھے گا تو کچھ مضائقہ نہیں۔

البتہ آنحضرت صلی علیہ وسلم سے یہ ثابت ہے کہ آپ نے صبح کی سنتیں سفر میں بھی ترک نہیں کی ہیں، سفر و حضر میں آپ ان کو ادا فرماتے تھے۔ (مصفّٰی ص ۱۴۶)

صلوٰۃ الخوف

(خوف کے وقت نماز)

صلوٰۃ خوف سفر اور حضر دونوں حالتوں میں پڑھی جاتی ہے، عام طور پر دشمن کے خطرہ کے وقت یہ صورت پیش آتی رہتی ہے۔

جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں متعدد بار دشمن سے مقابلہ کرتے وقت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو صلوٰۃ خوف پڑھائی۔

اور یہ دشمن کے علاوہ اگر کسی درندہ جانور یا اژدھا یا سیلاب وغیرہ کا خوف ہو تو ایسی صورت میں بھی صلاۃ خوف ادا کی جا سکتی ہے۔

صلاۃ خوف کا مسئلہ اس وقت پیدا ہوتا ہے، جب تمام جماعت (فوج وغیرہ) ایک ہی امام کے پیچھے نماز پڑھنا چاہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں جو لوگ آپ کے ساتھ شریک سفر یا شریک جہاد ہوتے تھے، ہر ایک مسلمان کی تمنا یہی ہوتی تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی نماز ادا کرے۔

بعد کے ادوار میں بھی اگر کوئی ایسا امام بزرگ یا نیک صالح عالم ہو، اور ساری فوج اس کے پیچھے نماز پڑھنے کی خواہش رکھتی ہو، تو صلاۃ خوف پڑھی جا سکتی ہے۔

اور اگر ایسی صورت نہ ہو تو فوج کے الگ الگ سیکشن (گروہ) بنا کر ہر ایک گروہ کا امام الگ الگ نماز پڑھائے، تو صلاۃ الخوف کی ضرورت نہیں پڑے گی، ایک گروہ نماز ادا کرے، اور دوسرا حصہ دشمن کا سامنا کرتا ہے، اسی طرح باری باری ـــ الگ الگ نماز ادا کی جا سکتی ہے۔

صلاۃ خوف کی متعدد صورتیں

صلاۃ خوف کی متعدد صورتیں ہیں جس صورت میں بھی نماز ادا کی جائے گی، درست ہوگی، چنانچہ صحیح احادیث میں ان سب صورتوں کا ذکر ہے۔

صلاۃ خوف میں چونکہ نماز کی حالت میں غیر معمولی نقل و حرکت کرنی پڑتی ہے اور یہ روا ہے، کیونکہ یہ نارمل حالت نہیں ہوتی، غیر معمولی (ابنارمل) حالت ہوتی ہے ایمرجنسی کے طور پر اس کو شریعت نے برداشت کیا ہے اور اس کی اجازت دی ہے، اگر سفر کی حالت ہوگی، تو امام ہر ایک گروہ (سیکشن) کے ساتھ ایک ایک رکعت ادا کرے گا۔ امام کی دو رکعتیں ہوں گی اور مقتدیوں کی ایک ایک رکعت جماعت کے ساتھ ہوگی، دوسری رکعت حسب دستور الگ الگ پڑھ کر وہ سلام پھیریں گے۔

اگر اقامت کی حالت ہوگی، تو ہر ایک گروہ کے ساتھ امام دو دو رکعتیں ادا کرے گا۔

اور باقی دو رکعتیں وہ الگ الگ پڑھیں گے، سلام کبھی امام کے ساتھ پھیرتے ہیں کبھی الگ۔

۱۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صلاۃ خوف اس طرح پڑھائی کہ ایک گروہ کو ایک رکعت پڑھائی، اور دوسرا گروہ دشمن کے مقابل کھڑا رہا، پھر یہ پہلا گروہ دشمن کے سامنے چلا گیا، اور وہ دوسرا گروہ آکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہو گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایک رکعت پڑھائی، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیر دیا، اور ان دونوں گروہوں نے اپنی اپنی دوسری رکعت پوری کرلی۔ (مسلم ص ۲۷۸ ج ۱)

۲۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ قبیلہ جہینہ کے کافروں کے ساتھ جہاد تھا۔ ہم لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد میں شریک تھے، جب ہم نے ظہر کی نماز پڑھی تو مشرکین نے آپس میں مشورہ کیا کہ اگر ہم لوگ ان مسلمانوں پر یکبارگی حملہ کردیں تو اچھا ہوگا، پھر مشرکین نے کہا:

سَتَأْتِيهِمْ صَلٰوةٌ هِيَ أَحَبُّ   آگے ان کی ایسی نماز آرہی ہے (نماز عصر مراد ہے)
إِلَيْهِمْ مِنَ الْأَوْلَادِ   جو ان مسلمانوں کے نزدیک اپنی اولاد سے زیادہ عزیز ہے۔

اسی نماز کے وقت ایک دم حملہ کرکے ان کو ختم کردینا چاہیے۔

جب نماز کا وقت آیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری دو صفیں بنائیں، اور مشرک لوگ قبلہ کی سمت میں تھے، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دونوں گروہوں نے رکوع کیا، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سجدہ اگلی صف والوں نے کیا، اور پچھلی صف والے کھڑے رہے، اور جب پہلی صف والوں نے سجدہ کرلیا، اور کھڑے ہو گئے تو پچھلی صف والوں نے اپنا سجدہ الگ کرلیا، پھر اگلی صف والے پچھلی صف والوں کے مقام میں آ گئے، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کرلیا۔ اور جب سجدہ کیا تو پہلی صف والوں نے سجدہ کیا، پچھلی صف والے کھڑے رہے۔ پھر جب دوسری صف والوں نے بھی سجدہ کرلیا، تو سب بیٹھ گئے، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کے ساتھ سلام پھیرا۔ (مسلم ص ۲۷۹ ج ۱)

۳۔ فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ

جب خوف کی حالت ہو تو امام لوگوں کے دو گروہ بنا دے ایک دشمن کے مقابل اور دوسرا گروہ امام کے پیچھے ہو، امام اس گروہ کو اگر اقامت کی حالت ہو تو دو رکعت اور اگر سفر ہو تو ایک رکعت پڑھائے، جب ایک رکعت کے دونوں سجدے ادا کرلیں، تو یہ گروہ دشمن کے مقابلہ میں چلا جائے، اور دوسرا گروہ آجائے، امام ان کو ایک رکعت پڑھائے، امام تشہد بیٹھ کر سلام پھیر دے گا، یہ سلام نہ پھیریں، اور دشمن کے مقابلہ میں چلے جائیں، وہ پہلا گروہ یہاں آجائے، اور اپنی ایک رکعت بغیر قرأۃ کے پوری کرے (کیونکہ یہ لاحق ہیں) اور تشہد کے بعد یہ سلام پھیر کر چلے جائیں، اور دوسرا گروہ آکر ایک رکعت قراۃ کے ساتھ ادا کرے گا (کیونکہ یہ مسبوق ہیں) اور تشہد کے بعد یہ سلام پھیریں گے۔

(ہدایہ ص ۱۲۲/ج۱، شرح نقایہ ص ۱۴۲/ج۱)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت جو ابو داؤد ص ۱۷۷/ج۱ میں ہے۔ اس سے یہی طریقہ مستفاد ہوتا ہے، جس کو احناف نے اختیار کیا ہے۔

خوف کی حالت میں نمازِ مغرب

مغرب کی نماز میں امام پہلے گروہ کو دو رکعت پڑھائے گا۔ اور دوسرے گروہ کو ایک رکعت

(ہدایہ ص ۱۲۲/ج۱، شرح نقایہ ص ۱۴۲/ج۱)

مسئلہ:- عین لڑائی کی حالت میں نماز نہ پڑھے، بلکہ مؤخر کردے اور اگر وقت نکل جائے، تو قضاء کرے۔ (ہدایہ ص ۱۲۲/ج۱، شرح نقایہ ص ۱۴۴/ج۱)

جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ خندق میں کیا تھا، جب کہ آپ چار نمازوں سے مشغول کر دیئے گئے تھے، تو بعد میں قضاء کرکے پڑھی تھیں، بعض فرماتے ہیں کہ غزوہ احزاب کے وقت صلاۃ الخوف مشروع نہیں ہوئی تھی، اس کے بعد یہ مشروع ہوئی ہے

مسئلہ:- اگر خوف کی حالت زیادہ شدید ہو تو پھر سواری پر سوار یا پاؤں پر کھڑے کھڑے ہی پڑھ لیں، اگر رکوع و سجود نہ ہو سکتا ہو اشارے سے ہی پڑھ لیں، اور قبلہ کی طرف رخ کا ہونا بھی ضروری نہیں ہے جدھر رخ ہو ادھر ہی پڑھ لیں۔ (ہدایہ ص ۱۲۳/ج۱، شرح نقایہ ص ۱۴۳/ج۱)

مسئلہ:- حضرت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک پاؤں پر چلتے چلتے نماز پڑھنی جائز نہیں ہے۔

فرجالاً اور رکباناً کا مطلب ان کے نزدیک یہ ہے، پاؤں پر کھڑے ہو کر ایک ہی مقام میں نماز پڑھیں۔ (شرح نقایہ ص۱۴۳/۱)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے منقول ہے کہ

فَاِذَا کَانَ خَوْفٌ اَکْثَرُ مِنْ ذٰلِکَ فَصَلِّ رَاکِباً اَوْ قَائِماً تُوْمِیْ اِیْمَاءً
اگر خوف اس سے زیادہ ہو تو پھر سواری پر ہی پڑھو، یا کھڑے ہو کر اشارہ سے پڑھ لو۔

(مسلم ص۲۷۸/۱)

صلوٰۃ الطالب والمطلوب

اگر کوئی مسلمان دشمن کی طلب میں عجلت اور تیزی سے جا رہا ہو، اور نماز کا وقت ہو جائے۔ اور اسی طرح اگر ایک مسلمان مطلوب ہو اور وہ تیزی سے بھاگ رہا ہو، دشمن اس کے تعاقب میں ہو تو اس کی نماز کا کیا حکم ہے؟

محدثین اور فقہاء کرام کے نزدیک اس مسئلہ میں تفصیل ہے اکثر یہ کہتے ہیں، کہ مطلوب اگر سواری پر سوار ہو تو وہ چلتے ہوئے اشارہ کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے۔ اگر طالب ہو تو وہ سواری سے نیچے اتر کر زمین پر نماز پڑھے گا، سواری پر چلتے اس کی نماز درست نہ ہو گی۔

البتہ امام شافعیؒ کہتے ہیں اگر خوف بہت زیادہ شدید ہو اور اس کو یہ خیال ہو کر وہ اپنے ساتھیوں سے بچھڑ جائے گا، یا کوئی شدید حادثہ ہو جائے گا۔ تو ایسی صورت میں طالب کے لیے بھی جائز ہے کہ وہ سواری پر نماز پڑھ لے۔

احناف کرام کا مسلک بھی صاحب بدائع نے لکھا ہے کہ

" اگر مطلوب نے سواری پر سوار ہونے کی حالت میں نماز ادا کی تو جائز ہے کیونکہ چلنا اس صورت میں حقیقتاً سواری کا فعل ہے اور اس کی طرف معنوی طور پر منسوب ہوتا ہے، اور عذر کی حالت میں یہ معاف ہے، برخلاف اس کے کہ اگر پیدل چلتا ہو یا پانی پر تیرتا ہو۔ تو پھر یہ حقیقتاً اس کا فعل ہے۔ تو اس صورت میں نماز جائز نہ ہو گی، اور اگر سوار طالب ہو تو اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ سواری کی حالت میں ہی نماز پڑھے، کیونکہ خوف کا تصور اس کے

حق میں نہیں ہے اس کے لیے ممکن ہے کہ وہ اُتر کر نماز ادا کرے۔ (بذل المجہود صفحہ ۲۵۶ ج ۲)

علامہ عینی رح لکھتے ہیں کہ

وَمَذَاهِبُ الْفُقَهَاءِ فِي هٰذَا الْبَابِ فَعِنْدَ اَبِي حَنِيْفَةَ اِذَا كَانَ الرَّجُلُ مَطْلُوْبًا فَلَا بَأْسَ بِصَلٰوتِهِ سَائِرًا وَاِنْ كَانَ طَالِبًا فَلَا، وَقَالَ مَالِكٌ وَجَمَاعَةٌ مِنْ اَصْحَابِهِ هُمَا سَوَاءٌ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا يُصَلِّي عَلٰى دَابَّتِهِ وَقَالَ الْاَوْزَاعِيُّ وَالشَّافِعِيُّ فِي اٰخَرِيْنَ كَقَوْلِ اَبِي حَنِيْفَةَ وَهُوَ قَوْلُ عَطَاءٍ وَالْحَسَنِ وَالثَّوْرِيِّ وَاَحْمَدَ وَاَبِي ثَوْرٍ (عمدۃ القاری صفحہ ۲۶۳ ج ۶)

اور فقہاء کرام کے مذاہب اس باب میں (یعنی صلاۃ الطالب والمطلوب) میں اس طرح ہیں حضرت امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک اگر کوئی شخص مطلوب ہو، تو اس کے لیے کوئی حرج نہیں کہ وہ اپنی سواری پر چلتے چلتے ہی نماز ادا کرلے، اور اگر طالب ہے تو اس کے لیے ایسا کرنا روا نہیں۔ امام مالک رح اور ان کے اصحاب کی ایک جماعت کے نزدیک طالب اور مطلوب دونوں اس سلسلہ میں برابر ہیں۔ ہر ایک اپنی سواری پر چلتے چلتے نماز پڑھ سکتا ہے حضرت امام اوزاعی رح، اور امام شافعی رح معہ دیگر حضرات اسی طرح کہتے ہیں

جس طرح امام ابوحنیفہ رح کہتے ہیں۔ اور یہی قول حضرت عطاء رح، حسن بصری رح، سفیان ثوری، امام احمد، اور ابوثور کا ہے، اور امام شافعی رح سے ایک دوسرا قول بھی منقول ہے، کہ اگر طالب کو مطلوب کے ہاتھ سے نکل جانے کا خطرہ ہو تو وہ بھی اشارہ سے نماز پڑھ سکتا ہے۔ ورنہ نہیں۔

کتاب الام میں امام شافعی رح کا قول اس طرح موجود ہے۔

وَاِنْ كَانَ الْمُسْلِمُوْنَ هُمُ الطَّالِبِيْنَ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ اَنْ يُصَلُّوْا رُكْبَانًا وَلَا مُشَاةً يُوْمُوْنَ اِيْمَاءً (کتاب الام صفحہ ۲۲۶ ج ۱)

اور اگر مسلمان طالب ہوں (یعنی دشمن کے تعاقب میں جا رہے ہوں) تو ان کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ سواری پر یا پیدل چلتے ہوئے اشارے سے نماز پڑھیں۔

صلوٰۃ المریض

(بیمار کی نماز)

اگر بیمار آدمی قیام کرنے سے عاجز ہو یعنی کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھ سکتا ہو، تو اس کو بیٹھ کر نماز پڑھنی چاہیئے، رکوع اور سجدہ کرنا چاہیئے۔

(ہدایہ ص۱۰۹ ج۱، شرح نقایہ ص۱۱۷ ج۱، کبیری ص۲۶۱)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے ایسا ہی فرمایا تھا۔

صَلِّ قَائِمًا فَاِنْ لَّمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا فَاِنْ لَّمْ تَسْتَطِعْ فَعَلَی الْجَنْبِ تُوْمِیْ اِیْمَاءً (بخاری ص۱۵۰ ج۱، ترمذی ص۸۵، ابوداؤد ص۱۳۷ ج۱)

کھڑے ہو کر نماز پڑھو، اگر کھڑے ہو کر نہ پڑھ سکو، تو بیٹھ کر پڑھو، اگر بیٹھ کر پڑھنے سے بھی عاجز ہو، تو پھر پہلو پر لیٹ کر اشارہ سے پڑھو۔ (ہر انسان اپنی طاقت کے مطابق مکلف ہے)

مسئلہ:- اگر رکوع و سجود کرنے کی بھی طاقت نہ ہو تو پھر اشارہ سے نماز پڑھے، رکوع کی نسبت سے سجدہ کا اشارہ ذرا پست کرے، لیکن کوئی چیز اٹھا کر پیشانی کے سامنے کر کے اس پر سجدہ نہ کرے۔ (ہدایہ ص۱۰۹ ج۱، شرح نقایہ ص۱۱۷ ج۱، کبیری ص۲۶۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

اِنْ قَدَرْتَ اَنْ تَسْجُدَ عَلَی الْاَرْضِ فَاسْجُدْ وَاِلَّا فَاَوْمِ اِیْمَاءً وَاجْعَلِ السُّجُوْدَ اَخْفَضَ مِنَ الرُّکُوْعِ۔ (مجمع الزوائد ص۱۴۸ ج۲، بحوالہ بزار و قال رجالہ رجال الصحیح)

اگر تمہاری طاقت ہو کہ تم زمین پر سجدہ کرو تو تمہیں زمین پر سجدہ کرنا چاہیئے، اور اگر اس کی طاقت نہ ہو، تو پھر سر کے اشارہ سے سجدہ کرو، اور سجدہ کو رکوع سے پست کرو۔

۲- عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ اِذَا کَانَ الْمَرِیْضُ لَا یَسْتَطِیْعُ رُکُوْعًا

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، کہ جب مریض رکوع اور سجود کی طاقت نہ رکھے، تو سر کے اشارہ

وَلَا سُجُوْدًا اَوْ مَا اَسْبَدُ فِي الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ وَهُوَ يُكَبِّرُ — کے ساتھ رکوع اور سجود کرے اور تکبیر بھی کہے۔

(مصنف عبدالرزاق ص ۴۷۷ ج ۲)

مسئلہ:۔ اگر ایسی کمزوری ہو کر بیٹھ کر بھی نماز نہیں پڑھ سکتا تو پھر پشت پر (چت) لیٹ کر پڑھے اور پاؤں کا رُخ قبلہ کی طرف کر دے تو ایسا بھی جائز ہے اور رکوع وسجدہ اشارہ سے کرے۔ (ہدایہ ص ۱۰۹ ج ۱ ــــــ کبیری ص ۲۶۲)

اَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ: يُصَلِّي الْمَرِيْضُ مُسْتَلْقِيًا عَلٰى قَفَاهُ تَلِيْ قَدَمَاهُ الْقِبْلَةَ۔ — حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ مریض چت لیٹ کر نماز پڑھے، پاؤں کا رُخ قبلہ کی طرف کرے۔

(مصنف عبدالرزاق ص ۴۷۷ ج ۲، دارقطنی ص ۴۳ ج ۲)

مسئلہ:۔ اگر پہلو پر لیٹ کر منہ قبلہ کی طرف کر دے تو ایسا بھی جائز ہے (شرح نقایہ ص ۱۱۸ ج ۱)

مسئلہ:۔ اگر بیمار کے پاس کوئی دوسرا شخص نہ ہو اور خود وہ کعبہ کی طرف رُخ نہ کر سکتا ہو تو جس طرف مریض کا رُخ ہو اسی طرف وہ نماز پڑھ سکتا ہے۔

مسئلہ:۔ اگر سر کے ساتھ اشارہ کرنے کی طاقت بھی نہ ہے تو پھر ایسی حالت میں نماز اس سے مؤخر ہوگی۔ آنکھ دل اور ابرو کا اشارہ معتبر نہیں ہوگا۔ ایسی حالت میں نماز کو مؤخر کر دے۔ اگر تندرست ہوگیا تو قضا کرے گا۔ ورنہ موت واقع ہونے کی صورت میں اللہ تعالیٰ غفور ورحیم ہے۔

(ہدایہ ص ۱۰۹ ج ۱، شرح نقایہ ص ۱۱۸ ج ۱، کبیری ص ۲۶۳)

مسئلہ: اگر کوئی شخص قیام پر قادر ہو۔ لیکن رکوع اور سجود پر قادر نہ ہو تو اس پر قیام لازم نہ ہوگا بلکہ وہ بیٹھ کر اشارہ سے نماز پڑھ لے (ہدایہ ص ۱۰۹ ج ۱، کبیری ص ۲۶۶)

مسئلہ: اگر تندرست آدمی کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہا ہو لیکن اس دوران اس پر بیماری کا حملہ ہو جائے اور وہ کھڑا رہنے پر قادر نہ ہو تو اس کو باقی ماندہ نماز بیٹھ کر رکوع وسجود کے ساتھ یا اشارہ کے ساتھ پوری کر لینی چاہیئے۔ اگر اس پر بھی قادر نہ ہو پھر لیٹ کر ہی پوری کر لے۔

(ہدایہ ص ۱۰۹ ج ۱، شرح نقایہ ص ۱۱۸ ج ۱، کبیری ص ۲۶۹)

مسئلہ :- جو شخص بیماری کی وجہ سے بیٹھ کر رکوع و سجود کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہو۔ اگر درمیان میں تندرست ہو جائے۔ تو باقی ماندہ نماز کو پہلی نماز پر بنا کرے اور کھڑے ہو کر ادا کرے۔

(ہدایہ ص۱۰۹ ج۱، شرح نقایہ ص۱۱۸ ج۱، کبیری ص۲۶۹)

مسئلہ :- لیکن اگر بعض حصہ نماز کا اشارہ سے پڑھا پھر رکوع و سجود پہ قادر ہو گیا تو نئے سرے سے پوری نماز پڑھنی ہو گی۔ پہلی نماز پہ بنا کرنا درست نہ ہو گا۔

(ہدایہ ص۱۰۹ ج۱، شرح نقایہ ص۱۱۸ ج۱، کبیری ص۲۶۹)

مسئلہ :- جو شخص کھڑے ہو کر نفل نماز پڑھ رہا ہو۔ اگر درمیان میں تھک جائے اور درماندہ ہو جائے تو لاٹھی پہ یا دیوار پہ ٹیک لگا کر نماز پڑھ سکتا ہے۔ یا بیٹھ جائے اور نماز پوری کرے۔ یہ عذر ہے ان کے حق میں۔ اگر بغیر عذر کے بیٹھے گا تو یہ مکروہ ہو گا۔ (ہدایہ ص۱۰۹ ج۱، کبیری ص۲۷۱)

مسئلہ :- کشتی پہ سوار آدمی کے لیے بغیر عذر کے بیٹھ کر نماز پڑھنی حضرت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک جائز ہے اگرچہ افضل کھڑے ہو کر نماز پڑھنا ہے اور صاحبینؒ کہتے ہیں کہ بغیر عذر کے جائز نہیں (ہدایہ ص۱۱۰ ج۱، شرح نقایہ ص۱۱۸ ج۱)

مسئلہ :- ریل گاڑی میں بھی اگر کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھ سکتا ہو تو بیٹھ کر پڑھے۔ بعض علماء کرام دونوں صورتوں میں اجازت دیتے ہیں۔

مسئلہ :- اگر کوئی شخص بیہوش رہا پانچ نمازوں تک یا اس سے کم مدت تک تو وہ نمازیں اس کو ہوش آنے کے بعد قضا کرنی پڑیں گی۔ اگر پانچ سے زیادہ ہوں تو اسکے ذمہ ان کی قضا نہیں ہو گی۔ کیونکہ اسمیں حرج ہے۔ (ہدایہ ص۱۱۰ ج۱، شرح نقایہ ص۱۱۸ ج۱، کبیری ص۲۶۳)

صلوٰۃ الجنازۃ

(نماز جنازہ)

جَنَازَۃ (میت) کو کہتے ہیں، اور جِنازہ (سریر) چارپائی جس پہ میت کو اٹھا کر لے جایا جاتا ہے، کو کہتے ہیں اور نعش بھی اسی کو کہتے ہیں۔

جو شخص قریب الموت ہو تو مسنون ہے کہ اس کا رُخ قبلہ کی طرف پھیر دیا جائے۔
جیسا کہ حضرت ابو قتادہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لے گئے، تو آپ نے اپنے ایک صحابی حضرت براء بن معرورؓ کے بارہ میں سوال کیا تو لوگوں نے بتایا کہ وہ فوت ہو گیا ہے۔ اور اس نے دو باتوں کی وصیت کی تھی، ایک یہ کہ اس کا تیسرا حصہ مال خیرات میں دے دیا جائے، اور دوسری یہ وصیت کی تھی، کہ مرتے وقت میرا رُخ قبلہ کی طرف پھیر دینا۔
تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس نے فطرت کو پا لیا ہے۔ یعنی سنّت کا صحیح طریقہ (شرح نقایہ ص۱۳۱ ج۱، مستدرک حاکم ص۳۵۳ ج۱)
دائیں طرف رُخ پھیر دینا چاہیے، اور بعض فقہائے کرام فرماتے ہیں، کہ سر کو اونچا کر کے قبلہ رُخ بالکل سیدھا لگا دینا، یہ روح کے نکلنے کے لئے زیادہ سہل ہوتا ہے۔
اور اس حالت میں اس کو کلمہ شہادت کی تلقین کی جائے (ہدایہ ص۱۲۳ ج۱، شرح نقایہ ص۱۳۱ ج۱، کبیری ص۵۷۶)
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔
لَقِّنُوْا مَوْتَاكُمْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۔ اپنے مرنے والوں کو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی تلقین کرو۔
(مسلم ص۳۰۰ ج۱، ترمذی ص۱۶۰، ابو داؤد ص۸۸ ج۲)
تلقین کا مطلب یہ ہے کہ اس کے سامنے کسی قدر بلند آواز سے یہ کلمہ دو تین بار پڑھا جائے، تاکہ اس کی توجہ اس کی طرف مبذول ہو جائے۔ اور اس کو اپنی زبان سے پڑھ لے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔
مَنْ كَانَ اٰخِرُ كَلَامِهٖ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ ۔ جس کی آخری بات لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہو گی وہ جنت میں داخل ہو گا
(ابو داؤد ص۸۸ ج۲، ترمذی ص۱۶۱، مستدرک حاکم ص۳۵۱ ج۱)
تلقین کا یہ معنیٰ نہیں اس شخص کو حکم دیا جائے کہ وہ کلمہ شہادت پڑھے۔ اس لیے کہ اس وقت اس پر تنگی ہوتی ہے اس کے حسب حال یہ بات نہیں ہے۔

جب اس کی روح قبض کر لی جائے، تو کپڑے وغیرہ سے اس کے جبڑے باندھ دیے جائیں اور آنکھیں بند کر دی جائیں، جب روح اُوپر جاتی ہے، تو نگاہ اس کے پیچھے لگ جاتی ہے۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اپنے مردوں کی آنکھیں بند کر دیا کرو، اور اس وقت اچھی دعا کیا کرو، کیونکہ فرشتے آمین کہتے ہیں۔ (مسلم صـ۳۰۱ج۱، ابن ماجہ صـ۱۰۵، مستدرک حاکم صـ۳۵۲ج۱)
اور اس کے اعضاء (ہاتھ پاؤں) سیدھے کر دیے جائیں۔

میت کو غسل دینے کا مسنون طریقہ

غسل دینے سے پہلے کفن اور قبر کا انتظام کر لیا جائے۔ اور جب مرے کو نہلانا ہو تو اس کو تختے پر لٹا دو اور کپڑے اُتار دو اور کوئی کپڑا ناف سے لے کر زانو تک ڈال دو کہ اتنا بدن چھپا رہے، نہلاتے وقت مُردے کو پہلے استنجا کراؤ۔
لیکن اس کی رانوں اور استنجے کی جگہ اپنا ہاتھ مت لگاؤ، اور اس پر نگاہ بھی نہ ڈالو، بلکہ اپنے ہاتھ پر کوئی کپڑا لپیٹ لو، اور جو کپڑا ناف سے لیکر زانو تک پڑا ہے، اس کے اندر اندر دھلاؤ، پھر اس کو وضوء کرا دو، لیکن نہ کلی کراؤ، نہ ناک میں پانی ڈالو، نہ گٹے تک ہاتھ دھلاؤ۔ بلکہ پہلے منہ دھلاؤ، پھر ہاتھ کہنی سمیت، پھر سر کا مسح، پھر دونوں پیر اور اگر تین دفعہ روئی تر کرکے دانتوں اور مسوڑوں پر پھیر دی جائے اور ناک کے دونوں سوراخوں میں پھیر دی جائے تو بھی جائز ہے، اور اگر مردہ نہانے کی حاجت میں یا حیض و نفاس میں مر جائے تو اس طرح سے منہ اور ناک میں پانی پہنچانا ضروری ہے اور ناک اور منہ اور کانوں میں روئی بھر دو، تاکہ وضوء کراتے اور نہلاتے وقت پانی نہ جانے پائے
جب وضوء کرا چکو تو سر کو گل خیرو سے یا کسی اور چیز سے جس سے صاف ہو جاوے، جیسے بیسن یا کھلی یا صابون سے مل کر دھو دو اور صاف کرکے پھر مُردے کو بائیں کروٹ پر لٹا کر بیری کے پتے ڈال کر پکایا ہوا پانی نیم گرم تین دفعہ سر سے پیر تک ڈالے یہاں تک کہ بائیں کروٹ تک پانی پہنچ جاوے۔
پھر داہنی کروٹ پر لٹائے اور اسی طرح سر سے پیر تک تین مرتبہ اتنا پانی ڈالو کہ داہنی کروٹ تک پہنچ جاوے، اس کے بعد مُردے کے پیٹ کو آہستہ آہستہ ملو اور دباؤ، اگر کچھ پاخانہ نکلے تو اس کو پونچھ کے دھو ڈالو۔ اور وضوء اور غسل میں اس کے نکلنے سے کچھ نقصان نہیں، اب نہ دھراؤ، اس کے

بعد پھر اس کو بائیں کروٹ پر لٹاؤ اور کافور پڑا ہوا پانی سر سے پیر تک تین دفعہ ڈالو، پھر سارا
بدن کسی کپڑے سے پونچھ کے کفنا دو۔

مسئلہ :۔ اگر بیری کے پتے ڈال کر پکایا ہوا پانی نہ ہو تو سادہ پانی کافی ہے، اسی سے اسی
طرح تین دفعہ نہلا دے اگر ایک دفعہ سارے بدن کو دھو ڈالے تب بھی فرض ادا ہو گیا۔

مسئلہ :۔ بالوں میں کنگھی نہ کرو، نہ ناخن کاٹو نہ کہیں کے بال کاٹو۔

مسئلہ :۔ اگر کوئی مرد مر گیا اور مردوں میں سے کوئی نہلانے والا نہیں ہے تو بیوی کے علاوہ
اور کسی عورت کو اس کو غسل دینا جائز نہیں، اگرچہ محرم ہی ہو، اگر بیوی بھی نہ ہو تو اس کو تیمم کرا دو،
کسی کا خاوند مر گیا تو اس کی بیوی کو اس کا نہلانا اور کفنانا درست ہے، اور اگر بیوی مر
جائے، تو خاوند کو بدن چھونا ہاتھ لگانا درست نہیں، البتہ دیکھنا درست ہے، اور کپڑے کے اوپر
سے ہاتھ لگانا بھی درست ہے۔

مسئلہ :۔ بہتر یہ ہے کہ جس کا رشتہ زیادہ قریب ہو وہ نہلائے اگر وہ نہ نہلا سکے تو کوئی
دیندار نہلا دے۔

مسئلہ :۔ اگر کوئی شخص دریا میں ڈوب کر مر گیا تو وہ جس وقت نکالا جائے اس کو غسل دینا
ضروری ہے۔ پانی میں ڈوبنا غسل کے لیے کافی نہ ہوگا۔ (غسل میت کے مندرجہ بالا مسائل بہشتی زیور
ص۴۰ و ۴۱ ج۲، ہدایہ ص۱۲۳ ج۱، شرح نقایہ ص۱۳۱ تا ص۱۳۲ ج۱، کبیری ص۵۷۶ تا ۵۸۰ سے ماخوذ ہیں)

مسئلہ :۔ اگر کوئی شخص عادل حاکم کے خلاف بغاوت کرتے ہوئے مارا جائے، یا ڈاکہ
ڈالتے ہوئے مارا جائے، تو ایسے شخص کو غسل دیا جائے، اور نماز جنازہ نہ پڑھی جائے،
بعض فقہاء یہ کہتے ہیں کہ نہ ان کو غسل دیا جائے اور نہ جنازہ پڑھا، جیسا کہ حضرت علیؓ
نے نہروان کے خوارج کے ساتھ کیا تھا، جب پوچھنے والوں نے پوچھا کہ حضرت! کیا
یہ لوگ کافر ہیں، تو فرمایا نہیں یہ ہمارے بھائی ہیں، لیکن انہوں نے سرکشی کی ہے۔
لیکن ان کے ساتھ یہ معاملہ اس وقت ہوگا جب کہ وہ لوگ بغاوت کے دوران
اور ڈاکہ کے دوران مارے جائیں، اگر حاکم ان پر قابو پالے اور پھر یہ مارے جائیں، تو پھر ان
کو غسل بھی دیا جائیگا، اور نماز جنازہ بھی پڑھی جائے گی۔ (شرح نقایہ ص۱۴۲ ج۱)

مسئلہ:۔ خودکشی کرنے والے کو غسل بھی دیا جائے گا، اور نمازِ جنازہ بھی اس پر پڑھی جائے گی البتہ حاکم یا خطیب اور کوئی بڑا آدمی ایسے شخص کا جنازہ نہ پڑھائے بلکہ کوئی اور مسلمان پڑھا دے۔

مسئلہ:۔ جس کو رجم کیا جائے، اس کو بھی غسل دیا جائے گا، اور جنازہ بھی پڑھا جائے گا۔

چنانچہ جب حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کو رجم کیا گیا تھا، تو لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تھا، کہ اس کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے، آپ نے فرمایا، وہی کچھ کرو جو تم دوسرے اموات کے ساتھ کیا کرتے ہو یعنی غسل کفن خوشبو نماز وغیرہ (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۵۴/۳)

مسئلہ:۔ میت کو غسل دینے کے بعد داڑھی اور سر پر خوشبو لگا دی جائے، اور سجدہ کے مقامات پر کافور لگایا جائے۔ (ہدایہ ص ۱۲۴/ج۱، شرح نقایہ ص ۱۳۲/ج۱، کبیری ص ۵۷۹)

مسائل کفن

غسل کے بعد میت کو مسنون کپڑوں میں کفنا دیا جائے۔

مرد کے لیے کفن مسنون تین کپڑے ہیں، ازار، قمیص، اور بڑی چادر (لفافہ) اور عورت کے لیے کفن مسنون میں دو کپڑوں کا اضافہ کیا جائے ایک سر بند دوسرا سینہ بند۔ (ہدایہ ص ۱۲۴/ج۱، شرح نقایہ ص ۱۳۲، ۱۳۳/ج۱، کبیری ص ۵۸۰)

مسئلہ:۔ مرد کو اگر صرف دو کپڑوں ازار اور لفافہ میں کفنا دیا جائے تو جائز ہے اور یہ کفن کفایت ہے اسی طرح عورت کا کفن کفایت، تین کپڑے ہیں ایک ازار دوسرا چادر تیسرا سر بند۔

(ہدایہ ص ۱۲۴/ج۱، شرح نقایہ ص ۱۳۲)

مسئلہ:۔ مرد کو بلا مجبوری دو کپڑوں سے کم اور عورت کو تین کپڑوں سے کم کفن دینا مکروہ ہے ہاں بوجہ مجبوری ایسا جائز ہے (ہدایہ ص ۲۱۴/ج۱، درمختار ص ۱۲۱/ج۱)

کفنانے کا طریقہ

مرد کو کفنانے کا طریقہ یہ ہے کہ

پہلے لفافہ بچھایا جائے پھر اس کے اوپر ازار پھر قمیص، تو پہلے قمیص پہنائی جائے پھر ازار اور سب سے اوپر لفافہ۔

اور عورت کو کفنانے کا طریقہ یہ ہے

پہلے چادر بچھا دو، پھر ازار اس کے اوپر بچھا، پھر مُردے کو اس پر سے جا کر پہلے کُرتا پہناؤ

اور سر کے بالوں کو دو حصے کر کے کُرتے کے اُوپر سینے پر ڈال دو، ایک حصہ داہنی طرف اور ایک بائیں طرف، اس کے بعد سر بند سر پر اور بالوں پر ڈال دو، اس کو نہ باندھو نہ لپیٹو، پھر ازار لپیٹ دو پہلے بائیں طرف لپیٹو پھر داہنی طرف اس کے بعد سینہ بند باندھ دو، پھر چادر لپیٹو، پہلے بائیں طرف پھر داہنی طرف (بہشتی زیور)

مسئلہ:۔ اگر راستہ میں کفن کھلنے کا خطرہ ہو تو پاؤں، سر اور کمر کے پاس کسی دھجی سے کفن باندھ دیا جائے اور قبر میں اتار کر ان کو کھول دیا جائے۔ (ہدایہ صفحہ ۱۲۴ جلد ۱، شرح نقایہ صفحہ ۱۳۲ جلد ۱)

مسئلہ:۔ ازار سر سے لے کر پاؤں تک ہونا چاہیئے اور چادر (لفافہ) اس سے ایک ہاتھ بڑی ہو، اور کرتا گلے سے لے کر پاؤں تک ہو، لیکن نہ اس میں کلی ہو۔ نہ آستین اور عورت کے لیے ان کے علاوہ سر بند تین ہاتھ لمبا اور سینہ بند چھاتیوں سے لے کر رانوں تک چوڑا اور اتنا لمبا ہو کہ بندھ جائے۔ (بہشتی زیور)

پھر میت کو چارپائی پر ڈال کر جنازہ پڑھنے کے لیے لے جایا جائے۔

جنازے کو کندھا دینا اور جنازے کے پیچھے چلنا

مستحب ہے کہ جنازہ کی چارپائی کے چاروں پائے اس طرح اٹھائے کہ میّت کا داہنا کندھا اٹھانے والے کے داہنے کندھے پر ہو اور کم از کم دس قدم چلے اور اسی طرح اس کا پچھلا پایا اپنے دائیں کندھے پر رکھ کر کم از کم دس قدم چلے، اور پھر اس کا بایاں کندھا اپنے بائیں کندھے پر رکھے اور کم از کم دس قدم چلے، پھر اسی طرح اس کا پچھلا بایاں پایا اپنے بائیں کندھے پر رکھ کر کم از کم دس قدم چلے۔ (شرح نقایہ صفحہ ۱۳۷ جلد ۱، کبیری صفحہ ۵۹۲، درمختار صفحہ ۱۲۴ جلد ۱)

قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ مَنِ اتَّبَعَ جَنَازَةً فَلْيَحْمِلْ بِجَوَانِبِ السَّرِيْرِ كُلِّهَا فَاِنَّهٗ مِنَ السُّنَّةِ ثُمَّ اِنْ شَاءَ فَلْيَتَطَوَّعْ وَاِنْ شَاءَ فَلْيَدَعْ۔

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے کہا ہے کہ جب تم میں سے کوئی شخص جنازہ کے ساتھ جاتا ہے، تو اس کو چارپائی کے چاروں پائے پکڑنے چاہئیں۔ اس کے بعد اپنی مرضی سے اٹھائے یا چھوڑ دے۔

(ابن ماجہ صفحہ ۱۰۶)

مسئلہ:۔ صحیح بات یہ ہے کہ جنازے کے آگے جانا بھی جائز ہے، دائیں بائیں بھی اور

پیچھے بھی، البتہ امام ابوحنیفہؒ اور امام اوزاعیؒ کا مسلک یہ ہے، کہ پیچھے جانا زیادہ افضل ہے احضرت امام سفیان ثوریؒ کہتے ہیں کہ دونوں باتیں برابر ہیں۔ اور امام مالکؒ، شافعیؒ، احمدؒ کہتے کہ آگے جانا زیادہ فضل ہے (شرح نقایہ ص۱۳۶ ج۱)

مسئلہ:- جنازہ کو سرعت سے لے جانا افضل ہے۔

(ہدایہ ص۱۲۶ ج۱، شرح نقایہ ص۱۴۷ ج۱، کبیری ص۵۹۲)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اَسْرِعُوْا بِالْجَنَازَةِ فَاِنْ تَكُ صَالِحَةً فَخَیْرٌ تُقَدِّمُوْنَهَا وَاِنْ تَكُ سِوٰی ذٰلِكَ فَشَرٌّ تَضَعُوْنَهٗ عَنْ رِقَابِكُمْ

(بخاری ص۱۷۶ ج۱، مسلم ص۳۰۶ ج۱، موطا امام مالک ص۲۲۴)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ جنازہ کو تیزی سے لے جاؤ (لیکن اچھلتے ہوئے اور دب دب کرتے ہوئے نہ لے جانا چاہیئے) اگر وہ نیک ہے تو تم اس کو بہتری کی طرف لے جا رہے ہو، اور اگر برا ہے، تو تم جلدی سے شر کو اپنے کندھوں سے اتار دو

مسئلہ:- جنازہ کے ساتھ چلتے وقت بلند آواز سے ذکر کرنا بدعت اور مکروہ ہے۔

(السیر الکبیر مع شرح ص۸۹ ج۱، شرح نقایہ ص۱۳۸ ج۱، درمختار ص۱۲۴ ج۱، الجوہرۃ النیرۃ ص ج۱، فتح القدیر ص۴۶۹ ج۱، فتاوی شامی ص۶۵۸ ج۱ مطبوعہ کوئٹہ، فتاوی عالمگیری مترجم اردو ص۲۵۷ ج۱، تفسیر ابن کثیر ص۲۱۹ ج۲)

مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے کا حکم

امام شافعیؒ کا مسلک یہ ہے، کہ مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا بلا کراہت جائز ہے، ان کا استدلال اس حدیث سے ہے، جو مسلم میں ہے، کہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کا جنازہ مسجد میں پڑھا گیا تھا، اور اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیضاء کے دونوں بیٹوں حضرت سہیلؓ اور ان کے بھائی کا جنازہ مسجد میں پڑھا تھا، نیز شیخینؓ کا نماز جنازہ بھی مسجد میں ہی پڑھا گیا تھا۔

لیکن حضرت امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ کہتے ہیں کہ مسجد میں نماز جنازہ نہیں پڑھنا چاہیئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ مبارک میں عام طور پر مسجد میں نماز جنازہ ادا نہیں کیا جاتا تھا، اس کے لیے مسجد سے باہر جگہ مقرر تھی، اس میں ہی ادا کیا جاتا تھا۔

اس لیے متبادر یہی ہے کہ حضرت سہیلؓ اور انکے بھائی یا حضرت سعدؓ اور شیخینؓ کا جنازہ مسجد میں

کسی عذر کی وجہ (مثلاً بارش وغیرہ یا کوئی اور وجہ ہو) مثلاً ان کو دفن بھی وہاں کرنا تھا) سے ادا کیا گیا تھا۔
درحقیقت اس مسئلہ میں کافی تفصیلات ہیں، مثلاً یہ کہ مسجد میں نماز جنازہ فقہاء کرام اس صورت میں مکروہ قرار دیتے ہیں۔ جب کہ میت مسجد کے اندر ہو، اس صورت میں مسجد کے ملوث ہونے کا اندیشہ رہتا ہے، لیکن اگر میت مسجد سے باہر ہو تو پھر یہ اختلاف ہلکا ہو جاتا ہے۔
بعض کہتے ہیں کہ مکروہ تنزیہی ہے یا غیر اولیٰ ہے اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اکثر نماز جنازہ مسجد سے باہر ہی پڑھتے تھے، لہٰذا افضل یہی ہوگا کہ مسجد سے باہر ہی پڑھا جائے لیکن اگر میت مسجد سے باہر ہو اور امام بھی باہر ہو اور ایک صف بھی باہر ہو باقی لوگ مسجد میں ہوں۔ تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ ایسی صورت میں نماز جنازہ مکروہ ہو۔
اس لیے کہ مسجد میں جب تراویح، صلوٰۃ کسوف، خسوف، عیدین اور نوافل وغیرہ پڑھے جاتے ہیں، جمعہ اور فرض عین نماز جب پڑھی جاتی ہے، تو فرض کفایہ کے پڑھنے سے کیا چیز مانع ہو سکتی ہے، جب کہ میت بھی مسجد سے خارج ہو۔
جن فقہاء کرام نے مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے کی کراہیت پر یہ دلیل پیش کی ہے، کہ مسجد تو صرف فرض نماز کے ادا کرنے کے لیے ہوتی ہے، یہ دلیل کمزور ہے، اس لیے کہ مسجد میں نوافل، دعا اور مختلف قسم کے انواع طاعات، درس قرآن وسنت، تعلیم دین، وعظ، قضاء (فیصلے) وغیرہ سب روا ہیں، تو جنازہ کیوں روا نہ ہوگا۔
مسئلہ:۔ اگر کسی مسجد کی تاسیس کے وقت ہی اس قسم کی نیت کر لی جائے، اور مسجد کے مرکب سے باہر جگہ رکھ دی جائے کہ اس مقام میں جنازے وغیرہ رکھ کر ادا کیے جائیں، تو پھر مسئلہ کی نوعیت اور بھی زیادہ متقاضی ہو جاتی ہے۔ کہ خلاف اولیٰ بات بھی نہ ہو۔
البتہ اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر کوئی عذر بھی نہ ہو، اور مسجد سے باہر جگہ بھی ہو تو پھر افضل یہی بات ہے کہ جنازہ اسی مقام میں پڑھا جائے، بعض فقہاء نے مسجد میں ہر صورت میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ قرار دیا ہے، یہ درست نہیں، بلکہ ایک قسم کا تشدد یا تعمق ہے، جو شریعت کے مزاج کے منافی ہے۔
جو حدیث اس بارہ میں پیش کی جاتی ہے، کہ جو مسجد میں نماز جنازہ پڑھے گا، اس کی

نماز نہیں ہوگی، یا اس کو ثواب نہیں ملے گا، اس روایت کو محقق ابن ہمامؒ اور دیگر حضرات نے بھی ضعیف قرار دیا ہے، اس سے استدلال درست نہیں۔ چنانچہ ملا علی قاریؒ نقایہ کے اس متن کی شرح میں لکھتے ہیں کہ اگر میت مسجد سے باہر رکھی جائے، اور امام بھی باہر ہی کھڑا ہو۔ اور اس کے ساتھ ایک صف بھی مسجد سے باہر ہو تو اس میں مشائخ کا اختلاف ہے۔

بعض کہتے ہیں مکروہ نہیں، کیونکہ اس میں مسجد کی تلویث کا خطرہ نہیں ہے اور بعض نے کہا ہے پھر بھی مکروہ ہے، کیونکہ مسجد تو فرائض کے ادا کرنے کے لیے بنائی گئی ہے۔ فرائض کے علاوہ دیگر کئی باتیں عذر کی حالت میں ادا ہو سکتی ہیں ورنہ نہیں، لیکن پہلی وجہ (عدم کراہیت) زیادہ اولیٰ ہے، کیونکہ مسجد میں نوافل اور دوسری انواع طاعات اور اصناف دعوات مکروہ نہیں۔

مسجد حرام اس حکم سے مستثنیٰ ہے، کیونکہ وہ مکتوبات جمعہ، عیدین، صلوٰۃ کسوف، صلوٰۃ خسوف اور جنازہ، استسقاء سب کے لیے ہے، اور یہ بات اس کی عظمت کی وجہ سے ہے ______ کیونکہ وہ قبلہ ہے، اور مورد انوار و تجلیات ہے، وہاں جو مقبولیت ہے وہ کسی دوسرے مقام میں نہیں ہو سکتی۔ (شرح نقایہ صـ۱۲۷ ج۱)

نماز جنازہ کی امامت کا حقدار کون ہے

احق بالامامت سب سے پہلے خلیفہ سلطان اور مسلمان حاکم اعلیٰ ہے۔ (ہدایہ صـ۱۲۵ ج۱، شرح نقایہ صـ۱۲۶ ج۱، کبیری صـ۵۸۴)

حضرت حسینؓ نے سعید بن العاصؓ کو جنازہ پڑھانے کے لیے آگے کھڑا کیا تھا، جب حضرت حسنؓ کی وفات ہوئی تھی، کیونکہ حضرت سعیدؓ اس وقت مدینہ کے گورنر تھے۔

(شرح نقایہ صـ۱۲۶ ج۱، کبیری صـ۵۸۴)

مسئلہ:۔ سلطان کے بعد قاضی شہر زیادہ حقدار ہے، کیونکہ اس کی ولایت عامہ ہوتی ہے پھر محلہ کی مسجد کا امام، کیونکہ زندگی میں اسی کے پیچھے نمازیں پڑھتا تھا۔

اس کے بعد ولی کا نمبر ہے، جو مرنے والے کا قریبی ہو۔ بیٹا، پھر باپ، پھر حقیقی بھائی، پھر علاتی بھائی وغیرہ۔ (ہدایہ صـ۱۲۵ ج۱، شرح نقایہ صـ۱۲۶ ج۱، کبیری صـ۵۸۴)

مسئلہ:۔ اگر ولی نے نماز جنازہ پڑھ لیا ہو تو پھر دوسروں کو اختیار نہیں کہ وہ دوبارہ پڑھیں،

اور ولی نے نہ پڑھا ہو تو وہ پڑھ سکتا۔ (ہدایہ ص ۱/۱۲۵، شرح نقایہ ص ۱/۱۲۶، کبیری ص ۵۸۵)

نماز جنازہ ادا کرنیکا طریقہ

نماز جنازہ ہر ایک مسلمان مرد، عورت اور بچہ کا پڑھنا فرض کفایہ ہے (شرح نقایہ ص ۱/۱۲۳، کبیری ص ۵۸۳)

اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ

اس کی چار تکبیرات ہوتی ہیں، پہلی تکبیر تحریمہ کے بعد ثناء و تحمید، دوسری کے بعد درود شریف تیسری کے بعد دعا اور چوتھی کے بعد سلام ہوتا ہے۔

۱۔ امام محمدؒ نے کتاب الآثار میں حضرت امام ابراہیم نخعیؒ کا قول نقل کیا ہے، کہ پہلی تکبیر کہنے پر اللہ تعالیٰ کی ثنا ہے، اور دوسری تکبیر کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اور تیسری تکبیر کہنے پر میت کے لیے دعا ہے۔ اور چوتھی تکبیر پر سلام ہے۔ (کتاب الآثار مترجم اردو ص ۹۲)

۲۔ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ التَّكْبِيرَةُ الْأُولَى عَلَى الْمَيِّتِ ثَنَاءٌ عَلَى اللهِ وَالثَّانِيَةُ صَلَاةٌ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَالثَّالِثَةُ دُعَاءٌ لِلْمَيِّتِ وَالرَّابِعَةُ تَسْلِيمٌ (مصنف عبد الرزاق ص ۳/۴۹۱، مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳/۲۹۵)

حضرت امام شعبیؒ کا قول ہے، کہ پہلی تکبیر کے بعد اللہ تعالیٰ کی ثناء ہے، دوسری تکبیر کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجنا، اور تیسری تکبیر کے بعد میت کے لیے دعا ہے، اور چوتھی تکبیر کے بعد سلام ہے۔

تکبیرات جنازہ

جنازہ میں چار تکبیرات ہیں، ہدایہ ص ۱/۱۲۵ شرح نقایہ ص ۱/۱۳۴، کبیری ص ۵۸۵

۱۔ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ اور حضرت ابراہیم نخعیؒ سے منقول ہے کہ صحابہ کرامؓ کی اکثریت کا چار تکبیرات جنازہ پر اتفاق ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳/۳۰۱، ص ۳/۳۰۲)

۲۔ حضرت عمرؓ، علیؓ، عبد اللہ بن مسعودؓ، براء بن عازبؓ، ابو ہریرہؓ، عبد اللہ بن عباسؓ، زید بن ثابتؓ سے منقول ہے کہ وہ بھی جنازہ پر چار تکبیرات کہتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳/۳۰۰ تا ۳۰۲)

۳۔ امام ترمذیؒ لکھتے ہیں۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هٰذَا عِنْدَ أَكْثَرِ

اور عمل اسی پر ہے اکثر اہل علم کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

اَھْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَغَیْرِھِمْ یَرَوْنَ التَّکْبِیْرَ عَلَی الْجَنَازَۃِ اَرْبَعَ تَکْبِیْرَاتٍ وَھُوَ قَوْلُ سُفْیَانَ الثَّوْرِیِّ وَمَالِکِ بْنِ اَنَسٍ وَابْنِ الْمُبَارَکِ وَالشَّافِعِیِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ (ترمذی ص۱۶۶)

کے صحابہ کرامؓ اور ان کے علاوہ دوسرے حضرات (تابعینؒ وغیرہ) کا کہ جنازہ پہ چار ہی تکبیرات ہیں، اور یہی قول ہے حضرت امام سفیان ثوریؒ اور امام مالکؒ اور حضرت عبداللہ بن مبارکؒ، امام شافعیؒ امام احمدؒ اور اسحٰقؒ کا۔

تکبیرات کے چار ہونے کے بارے میں یہ بات ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چار سے زائد (چار سے آٹھ تک) تکبیرات کا بھی ثبوت ملتا ہے، یا تو خاص حضرات کی خصوصیت کی وجہ سے ایسا کیا گیا تھا، اور یا اس وجہ سے کہ ابھی تک تشریع (تقرر قانون) نہیں ہوا تھا لیکن جو جنازہ آپؐ نے اپنی حیات مبارکہ میں آخری مرتبہ پڑھایا تھا اس پہ چار ہی تکبیرات پڑھی تھیں۔

تکبیرات جنازہ میں رفع یدین

ہاتھ صرف پہلی تکبیر کے ساتھ اٹھائے، اور باقی کے ساتھ نہ اٹھائے (شرح نقایہ ص۱۲۵/۱، کبیری ص۵۸۸، فتاویٰ قاضیخاں ص۱۱۲/۱)

جیسا کہ امام ابوحنیفہؒ، امام سفیان ثوریؒ اور امام مالکؒ وغیرہ کہتے ہیں، اور بعض کے نزدیک ہر ایک تکبیر کے ساتھ رفع یدین ہے، جیسا کہ امام احمدؒ، امام شافعیؒ کہتے ہیں۔

احناف مندرجہ ذیل روایات سے استدلال کرتے ہیں۔

۱۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رض اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَبَّرَ عَلٰی جَنَازَۃٍ فَرَفَعَ یَدَیْہِ فِیْ اَوَّلِ تَکْبِیْرَۃٍ ثُمَّ وَضَعَ الْیُمْنٰی عَلَی الْیُسْرٰی (ترمذی ص۱۲۷، دارقطنی ص۷۵/۲، بیہقی ص۳۸/۴)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز جنازہ پڑھتے تھے، تو پہلی تکبیر کے ساتھ ہاتھ اٹھاتے تھے پھر دائیں ہاتھ کو بائیں پہ رکھ دیتے تھے۔

۲۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ عَلَی الْجَنَازَۃِ فِیْ اَوَّلِ تَکْبِیْرَۃٍ

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنازہ کی نماز کے وقت پہلی تکبیر کے ساتھ ہاتھ اٹھاتے تھے، اور دوبارہ پلٹ

ثُمَّ لَا يَعُودُ۔ (دارقطنی ص ۷۵ ج ۲)
کر ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔

۳۔ علامہ ابن حزمؒ لکھتے ہیں

وَلَا تُرْفَعُ الْيَدَانِ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ إِلَّا فِي أَوَّلِ تَكْبِيرَةٍ فَقَطْ لِأَنَّهُ لَمْ يَأْتِ بِرَفْعِ الْأَيْدِي فِيمَا عَدَا ذٰلِكَ نَصٌّ وَرُوِيَ مِثْلُ قَوْلِنَا هٰذَا عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍؓ وَابْنِ عَبَّاسٍؓ وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ وَسُفْيَانَؒ

کہ رفع یدین نہ کیا جائے نماز جنازہ میں سوائے پہلی تکبیر کے، کیونکہ پہلی تکبیر کے علاوہ رفع یدین کے لیے کوئی نص (صریح حدیث) نہیں اور اسی طرح حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے منقول ہے، اور یہی مسلک ہے امام ابوحنیفہؒ اور حضرت امام سفیان ثوریؒ کا۔

(محلی ص ۱۸۱ ج ۴)

۴۔ امام ابراہیم نخعیؒ اور حسن بن عبیداللہؒ سے منقول ہے کہ وہ بھی صرف پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین کرتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۹۶ ج ۳، ۲۹۷)

<u>مسئلہ:</u> پہلی تکبیر کہہ کر یہ ثنا پڑھے۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ۔ (کبیری ص ۲۹۵)

اے اللہ! تیری ذات پاک ہے اور ہم تیری تعریف کرتے ہیں، تیرا نام بڑی برکت والا ہے، اور تیری ثناو تعریف بڑی ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

دوسری تکبیر کے بعد نماز والا درود شریف پڑھے جو ص ۴۰ پر گزر چکا ہے، تیسری تکبیر کے بعد مندرجہ ذیل ادعیہ میں سے کوئی ایک دعا یا ایک سے زیادہ پڑھے۔

دعوات جنازہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مختلف ادعیہ منقول ہیں،

۱۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ میں یہ دعا پڑھی۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا وَذَكَرِنَا وَأُنْثَانَا۔

اے اللہ! ——————— ہمارے زندوں اور مردوں کو، ہمارے حاضر و غائب کو چھوٹوں اور بڑوں کو، اور ہمارے مردوں اور عورتوں کو بخش دے

اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ۔

اے اللہ! تو جس کو ہم میں سے زندہ رکھے، تو اسلام پر زندہ رکھ، اور جس کو ہم میں سے وفات دے، تو ایمان پر وفات دے

اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهٗ۔

اے اللہ! تو ہمیں بھی اس کے اجر سے محروم نہ کرنا اور اس کے بعد ہمیں گمراہ نہ کرنا۔

اَللّٰهُمَّ عَفْوَكَ اَللّٰهُمَّ عَفْوَكَ

اے اللہ! ہم تجھ سے معافی کے خواستگار ہیں۔

(ترمذی ص۱۶۶، ابوداؤد ص۱۰۱ ج۲، نسائی ص۲۸۱ ج۱، ابن ماجہ ص۱۰۸، مجمع الزوائد ص۳۳ ج۳، بحوالہ طبرانی کبیر واوسط واسنادہ حسن)

۲۔ حضرت عوف بن مالکؓ سے جو روایت منقول ہے اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ الفاظ منقول ہیں۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ وَارْحَمْهُ وَعَافِهٖ وَاعْفُ عَنْهُ وَاَكْرِمْ نُزُلَهٗ وَوَسِّعْ مُدْخَلَهٗ وَاغْسِلْهُ بِالْمَاۤءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّهٖ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْاَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَاَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِّنْ دَارِهٖ وَاَهْلًا خَيْرًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَزَوْجًا خَيْرًا مِّنْ زَوْجِهٖ وَاَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَاَعِذْهُ مِنْ

اے اللہ! تو اس کو بخش دے، اور اس پر رحم فرما اور اس کو آرام سے رکھ اور اس سے درگذر فرما اور اس کو عزت سے مہمان بنا اور اس کی جگہ کو وسیع بنا دے، اور اس کو پانی، برف اور اولوں سے دھو دے اور اس کو گناہوں سے پاک کر دے، جس طرح تو سفید کپڑے کو میل کچیل سے صاف کر دیتا ہے اور اس کو اس گھر سے بہتر گھر عطا فرما، اور اہل سے بہتر اہل عطا فرما اور بیوی سے بہتر بیوی عطا فرما، اور اس کو جنت میں داخل کر دے، اور اس کو قبر

---

[۱] یہ لفظ ابوداؤد اور ابن ماجہ میں زائد ہیں۔ [۲] یہ آخری جملہ علامہ ہیثمیؒ نے بحوالہ طبرانی وَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ کے بعد زائد نقل کیا ہے۔ ۱۲ سراج

عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ (مسلم صـ۳۱۱ جـ۱، نسائی صـ۲۸۱ جـ۱، ابن ماجہ صـ۱۰۸)

کے عذاب سے بچا اور اس کو دوزخ کے عذاب سے بچا۔

۳۔ اَللّٰهُمَّ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ اَمَتِكَ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ وَيَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ اَصْبَحَ فَقِيْرًا اِلٰى رَحْمَتِكَ وَاَصْبَحْتَ غَنِيًّا عَنْ عَذَابِهٖ تَخَلّٰى مِنَ الدُّنْيَا وَاَهْلِهَا اِنْ كَانَ زَاكِيًا فَزَكِّهٖ وَاِنْ كَانَ مُخْطِئًا فَاغْفِرْ لَهٗ اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهٗ۔ (مستدرک حاکم صـ۳۵۹ جـ۱)

اے اللہ! یہ تیرا بندہ ہے، تیرے بندے اور تیری بندی کا فرزند ہے، یہ گواہی دیتا تھا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں، (اے اللہ) یہ بندہ اب تیری رحمت کا محتاج ہے اور تو اس کو عذاب دینے سے بے نیاز ہے یہ دنیا اور دنیا والوں سے الگ ہو گیا ہے اگر یہ گناہوں سے پاک ہے تو اس کو اور زیادہ پاک بنا دے اگر یہ گنہگار ہے تو اس کی مغفرت فرما۔ اے اللہ تو ہمیں اس کے اجر سے محروم نہ کرنا۔ اور اس کے بعد ہمیں گمراہی میں نہ ڈالنا۔

۴۔ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبُّهَا وَاَنْتَ خَلَقْتَهَا وَاَنْتَ هَدَيْتَهَا لِلْاِسْلَامِ وَاَنْتَ قَبَضْتَ رُوْحَهَا وَاَنْتَ اَعْلَمُ بِسِرِّهَا وَعَلَانِيَتِهَا جِئْنَا شُفَعَآءَ فَاغْفِرْ لَهَا۔ (ابوداؤد صـ۱۰۰ جـ۲)

اے اللہ! تو ہی اس میت کا رب ہے، اور تو نے ہی اس کو پیدا کیا ہے۔ اور تو نے ہی اس کو اسلام کی طرف ہدایت دی ہے اور تو نے ہی اس کی جان کو قبض کیا ہے، اور تو ہی اس کے ظاہر اور باطن کو اچھی طرح جانتا ہے، ہم اس کے لیے سفارشی بن کر حاضر ہوئے ہیں اے اللہ تو اس کو بخش دے۔

۵۔ حضرت ابو ہریرۃ رضؓ سے پوچھا گیا کہ آپ نماز جنازہ کس طرح پڑھتے ہیں تو انہوں نے کہا میں پہلے تکبیر کہتا ہوں، پھر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتا ہوں، اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتا ہوں اور پھر میں یہ دعا کرتا ہوں۔

اَللّٰهُمَّ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ اَمَتِكَ كَانَ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ

اے اللہ! یہ تیرا بندہ ہے، اور تیرے بندے کا اور بندی کا فرزند ہے، یہ گواہی دیتا تھا کہ تیرے

إِلَّا أَنْتَ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ وَأَنْتَ أَعْلَمُ بِهٖ اَللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ مُحْسِنًا فَزِدْ فِيْ إِحْسَانِهٖ وَإِنْ كَانَ مُسِيْئًا فَتَجَاوَزْ عَنْهُ سَيِّئَاتِهٖ اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهٗ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهٗ (موطا امام مالک ۲۱۹، مصنف عبدالرزاق ۴۸۸/۳، مجمع الزوائد ۳۳/۳ بحوالہ ابویعلی وقال رجالہ رجال الصحیح)

سوا کوئی معبود نہیں، اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں، اے اللہ! تو اس کو بہتر جانتا ہے، اگر یہ نیکی کرتا تھا تو تو اس کو بدلہ دینے میں زیادہ احسان فرما، اور اگر یہ گناہ کرتا تھا، تو تو اس کی برائیوں سے درگذر فرما، اے اللہ! ہم کو اس کے اجر سے محروم نہ رکھنا، اور اس کے بعد ہم کو فتنے میں مبتلا نہ کرنا۔

نابالغ بچے اور مجنون کے لیے دعا

اگر میت نابالغ بچہ یا مجنون شخص ہے تو اس کے لیے یہ دعا پڑھے۔ (شرح نقایہ ۱۲۴/۱)

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا سَلَفًا وَّفَرَطًا وَّأَجْرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا (بخاری ۱۷۸/۱، تعلیقًا عن الحسنؒ، ومصنف عبدالرزاق ۵۲۹/۳ عن الحسنؒ، کبیری ۵۸۷)

اے اللہ! اس بچے کو ہمارے واسطے آگے جانے والا اور پیشرو بنادے، اور اجر اور ذخیرہ آخرت بنادے، اور اس کو ہمارے واسطے سفارش کرنے والا بنا اور ایسا بنا جس کی سفارش مقبول ہو۔

نابالغ بچی کے لیے دعا

اگر میت نابالغ بچی ہے۔ تو یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا سَلَفًا وَّفَرَطًا وَّأَجْرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْهَا لَنَا شَافِعَةً وَّمُشَفَّعَةً۔

اے اللہ! اس بچی کو ہمارے واسطے آگے جانے والی اور پیشرو بنادے، اور اجر اور ذخیرہ آخرت بنادے، اور اس کو ہمارے واسطے سفارش کرنے والی بنادے اور ایسی بنا جس کی سفارش مقبول ہو۔

مسئلہ: فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ نماز جنازہ کے لیے کوئی خاص دعا مقرر نہیں کہ صرف اسی دعا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا ہو، بلکہ مختلف اوقات میں مختلف ادعیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں، صحابہ کرامؓ نے کسی ایک دعا پر التزام نہیں کیا، ان ادعیہ

ماثورہ میں سے جونسی دعا بھی پڑھے، سنت ادا ہو جائے گی۔

نماز جنازہ میں قراءۃ

نماز جنازہ میں اگر سورۃ فاتحہ بطور قراءۃ کے پڑھے گا، تو مسیٔ اور گنہگار ہو گا، کیونکہ قرآن کا پڑھنا نمازِ جنازہ میں غیر مشروع ہے، البتہ ثنار کے مقام پر اگر بطور ثنا، و تحمید کے پڑھ لے تو مضائقہ نہیں۔ (قاضیخاں صہ ۹۳ ج ۱، در مختار صہ ۱۲۲ ج ۱)

۱۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت امام ابراہیم نخعیؒ، محمد ابن سیرینؒ، ابوالعالیہؒ، فضالہ بن عبیدہؒ، ابو بردہؒ، عطاءؒ، طاؤسؒ، میمونؒ، بکر بن عبداللہؒ سے منقول ہے کہ وہ نماز جنازہ میں قراءۃ نہیں کرتے تھے، یا منع کرتے تھے (مصنف عبدالرزاق صہ ۴۹۱ ج ۳، مصنف ابن ابی شیبہ صہ ۲۹۸، ۲۹۹ ج ۳)

۲۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے منقول ہے۔

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمْ یُوَقِّتْ فِیْھَا قَوْلًا وَّلَا قِرَآءَۃً — بیشک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ میں کوئی خاص دعا، اور قراءۃ مقرر نہیں فرمائی۔

(مغنی ابن قدامہ صہ ۴۸۵ ج ۲، شرح نقایہ صہ ۱۳۲ ج ۱)

۳۔ اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ کَانَ لَا یَقْرَأُ فِی الصَّلٰوۃِ عَلَی الْجَنَازَۃِ۔ — بے شک حضرت عبداللہ بن عمرؓ نمازہ جنازہ میں قراءۃ نہیں کرتے تھے۔

(موطا امام مالک صہ ۲۱۰)

کسی صحیح روایت سے یہ ثابت نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نمازہ جنازہ میں سورۃ فاتحہ پڑھتے تھے۔

حضرت ابن عباسؓ کی روایت میں آتا ہے کہ میں نے نمازہ جنازہ میں سورۃ فاتحہ اس لیے پڑھی ہے تاکہ تم جان لو کہ یہ بھی مسنون ہے۔

اس کے متعلق یہ عرض ہے کہ حضرت عمرؓ، عبداللہ بن عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت ابوہریرہؓ جنازہ میں قراءۃ قرآن سے انکار کرتے تھے۔

اور تابعینؒ میں سے حضرت عطاءؒ، طاؤسؒ، سعید بن المسیبؒ، ابن سیرینؒ، سعید بن جبیرؒ، شعبیؒ، مجاہدؒ، اور ان کے علاوہ حمادؒ، امام سفیانؒ بھی انکار کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے قول کی توجیہ یہ ہے کہ وہ فاتحہ کو صرف ثنار کے طور پر

پڑھتے تھے، اور اس میں کوئی حرج نہیں، علماء احناف بھی اس پر عمل کرتے ہیں، قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ نے اپنی وصیت میں بھی یہ لکھا ہے، اور فتاوٰی عالمگیری میں ہے۔

وَلَوْ قَرَأَ الْفَاتِحَةَ بِنِيَّةِ الدُّعَاءِ اور اگر فاتحہ کو دعا کی نیت سے پڑھے تو کوئی حرج

فَلَا بَأْسَ (عالمگیری صـ ۱۶۴، فتاوٰی قاضیخان صـ ۹۲، درمختار صـ ۱۲۲) نہیں۔

مسائل، مسئلہ:۔ امام اگر سر کے برابر کھڑا ہو، یا صدر (سینے) کے برابر، اور عورتوں میں پیٹ یا وسط یا سرین کے برابر کھڑا ہو تو یہ سب روا ہے، البتہ احناف مرد اور عورت دونوں کے سینے کے برابر کھڑے ہونے کو بہتر خیال کرتے ہیں، کہ محل ایمان قلب ہے، جو صدر (سینہ) میں ہے اور ابو غالب رحمہ کی روایت میں ہے کہ میں نے حضرت انس رضہ کے پیچھے نماز جنازہ پڑھی۔

فَقَامَ حِيَالَ صَدْرِهٖ (شرح نقایہ صـ ۱۳۵) تو میت کے سینہ کے برابر کھڑے ہوئے۔

حقیقت یہ ہے کہ سر، صدر اور وسط کے برابر کھڑا ہونا ہر طرح جائز ہے فقہائے کرام اور محدثین کرام کا اختلاف دراصل افضلیت کے بارہ میں ہے، کہ زیادہ اولیٰ اور اور افضل کونسی بات ہے۔

عورت کے وسط یا سرین کے برابر کھڑے ہونے والی بات احناف کرام کے نزدیک تستر پر محمول ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وجہ سے سرین یا وسط کے برابر کھڑے ہوتے تھے، کہ عورت کے جسم پر لوگوں کی نگاہیں نہ پڑسکیں، کیونکہ سریر (چارپائی) یا نعش وغیرہ کا بندوبست نہیں تھا۔

مسئلہ:۔ اگر کئی جنازے اکٹھے ہو جائیں، تو اکٹھے پڑھنا بھی جائز ہے، اگرچہ افضل بات یہ ہے کہ الگ الگ پڑھا جائیں ______ لیکن اگر مجبوری ہو تو اکٹھے بھی ہو سکتے، اس کی صورت یہ ہے کہ اگر جنازے مختلف ہوں تو امام کے سامنے پہلے مرد کا جنازہ ہو، پھر اس کے بعد بچے کا پھر عورت کا، (شرح نقایہ صـ ۱۳۵، کبیری صـ ۶۰۶، درمختار صـ ۱۲۲)

جیسا کہ حضرت علی رضہ سے منقول ہے (مصنف ابن ابی شیبہ صـ ۳۱۵)

مسئلہ:۔ اگر میت کا سارا جسم موجود نہ ہو، بلکہ اس کا کوئی عضو ہو تو اگر نصف حصہ بمع سر کے یا اکثر حصہ موجود ہو خواہ بغیر سر کے ہی ہو، تو اس پر نماز درست ہوگی اور اگر سر کے بغیر کوئی عضو ہو تو ایسا

نماز جنازہ درست نہ ہوگی ۔ (شامی صـــ ۶۳۴/۱ج)

مسئلہ:۔ جس پہ نماز جنازہ نہ پڑھی گئی ہو، اس کے بغیر ہی غسل یا تیمم کے بعد اس کو دفن کر دیا گیا ہو، تو اس کی قبر پر نماز جنازہ پڑھا جا سکتا ہے، جب تک گمان غالب ہو کہ اس کا جسم پھٹا نہ ہوگا۔

مسئلہ:۔ نماز جنازہ سوار ہو کر پڑھنا جائز نہیں ہے، اور اسی طرح اگر جنازہ لوگوں نے ہاتھوں پر اٹھایا ہوا ہو، تو پھر بھی نماز جنازہ درست نہیں۔ (فتاوی سراجیہ برحاشیہ قاضیخاں صـــ ۱۴۳/۱ج)

مسائل دفن نماز جنازہ پڑھنے کے بعد میت کو دفن کر دیا جائے۔

مسئلہ:۔ قبر کو اچھی طرح کشادہ اور نصف قد تک گہری بنانا افضل ہے۔

عَنْ هِشَامِ بْنِ عَامِرٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ علیہ وسلم اَحْفِرُوْا وَاَوْسِعُوْا وَاَحْسِنُوْا۔ (ابن ماجہ صـــ ۱۱۲)

قبر کو خوب کھودو، وسیع و کشادہ اور اچھی بناؤ۔

مسئلہ:۔ قبر سیدھی (شق) یا لحد سامی یا بغلی بنانا دونوں طرح درست ہے البتہ جہاں کی زمین سخت ہو، اور بغلی قبر بن سکتی ہو تو لحد زیادہ بہتر ہے۔ (ہدایہ صـــ ۱۷۷/۱ج، شرح نقایہ صـــ ۱۳۸/۱ج، کبیری صـــ ۵۹۵)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک اسی طرح بنائی گئی تھی (شرح نقایہ صـــ ۱۳۸/۱ج)

مسئلہ:۔ میت کو قبر میں سر کی طرف سے داخل کرنا، یا پاؤں کی طرف سے جائز ہے، البتہ قبلہ کی طرف سے قبر میں اتارنا زیادہ افضل اور بہتر ہے (شرح نقایہ صـــ ۱۳۹/۱ج)

مسئلہ:۔ میت کو قبر میں اتارنے والا۔

بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ (یا پھر) وَعَلٰى سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ

اللہ تعالیٰ کے نام سے اور اس کی برکت و مدد سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت یا آپ کی ملت پہ اس کو ہم قبر میں داخل کر رہے ہیں)

کہے (ترمذی صـــ ۱۲۱، مستدرک حاکم صـــ ۳۶۶/۱ج، ابن ماجہ صـــ ۱۱۱، ابوداؤد صـــ ۱۰۲/۱ج)

مسئلہ:۔ میت کا رخ قبر میں قبلہ کی طرف کیا جائے۔

(ہدایہ صـــ ۱۷۷/۱ج، شرح نقایہ صـــ ۱۳۹/۱ج، کبیری صـــ ۵۹۶)

مسئلہ:۔ قبر میں کفن کی گرہیں کھول دی جائیں۔ (ہدایہ ص ۱۲۷ ج ۱، شرح نقایہ ص ۱۳۹ ج ۱، کبیری ص ۵۹۷)

مسئلہ:۔ قبر پر کچی اینٹیں یا کانے اور گھاس وغیرہ رکھا جائے، یا لکڑی یا پتھر لیکن پختہ اینٹیں رکھنی مکروہ ہیں۔ (ہدایہ ص ۱۲۷ ج ۱، شرح نقایہ ص ۱۳۹ ج ۱، کبیری ص ۵۹۸)

مسئلہ:۔ مرد کی قبر پہ دفن کرتے وقت کپڑا نہ تانا جائے، البتہ عورت کی قبر پہ ایسا کرنا چاہیئے۔
(ہدایہ ص ۱۲۷ ج ۱، شرح نقایہ ص ۱۳۹ ج ۱)

اَنَّ عَلِیًّا مَرَّ بِقَوْمٍ قَدْ دَفَنُوْا مَیِّتًا وَبَسَطُوْا عَلٰی قَبْرِہٖ الثَّوْبَ فَجَذَبَہٗ وَقَالَ اِنَّمَا یُصْنَعُ ھٰذَا بِالنِّسَاءِ (شرح نقایہ ص ۱۳۹ ج ۱)

حضرت علیؓ کچھ لوگوں کے پاس سے گذرے جو میت کو قبر میں اتار رہے تھے، اور انہوں نے چادر اوپر تانی ہوئی تھی، حضرت علیؓ نے چادر کھینچ کر پیچھے ہٹا دیا اور فرمایا کہ یہ بات صرف عورتوں کے ساتھ کیجاتی ہے

مسئلہ:۔ قبر کو بالکل زمین کے ساتھ برابر کر دینا بھی جائز ہے، اور چوکور بنانی بھی جائز ہے، البتہ کوہان دار بنانی زیادہ افضل ہے۔ (شرح نقایہ ص ۱۳۹ ج ۱)
جیسا کہ صحابہ کرامؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک بنائی تھی۔
(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۳۴ ج ۳)

مسئلہ:۔ میت کو قبر میں اتارنے کے بعد نہ نکالا جائے، الّا یہ کہ زمین مغصوب ہو، یا زمین والا دفن کرنے کی اجازت نہ دے، یا کوئی قیمتی چیز میت کے ساتھ دفن ہو گئی، تو پھر اس کا نکالنا درست ہے۔ (شرح نقایہ ص ۱۳۹، ۱۴۰ ج ۱، درمختار ص ۱۲۶ ج ۱، کبیری ص ۶۰۷)

مسئلہ:۔ میت کو دفن کرنے سے پہلے دوسری جگہ لے جا کر دفن کرنا درست ہے، لیکن اولیٰ یہ ہے کہ جہاں فوت ہو، اسی مقام کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا۔

مسئلہ:۔ دو یا دو سے زیادہ اموات کو ضرورت کے وقت ایک قبر میں دفن کرنا جائز ہے
(شرح نقایہ ص ۱۴۰ ج ۱)

مسئلہ:۔ اگر ضرورت ہو تو میت کو تابوت میں ڈال کر دفن کیا جا سکتا ہے۔
(کبیری ص ۵۹۸)

مسئلہ:۔ دریا یا سمندر میں فوت ہونے والے کو اگر خشکی تک لیجانا مشکل ہو تو غسل، کفن کے بعد

کوئی ثقیل چیز ساتھ رکھ کر دریا میں ڈال دیا جائے۔ (شرح نقایہ صفحہ ۱۴۰/۱)

مسئلہ:۔ قبرستان میں دُعا کرنی مسنون ہے

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنت البقیع میں جا کر یوں دُعا کرتے تھے۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ	تم پر سلام ہو اے مومن قوم کے گھر کے باشندو
وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَلَاحِقُوْنَ	اور ہم انشاء اللہ تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ
اَسْاَلُ اللّٰہَ لِیْ وَلَکُمُ الْعَافِیَۃَ۔	سے اپنے لیے اور تمہارے لیے عافیت مانگتا ہوں۔

(مسلم صفحہ ۱۲۶/۱)

۲۔ جَاءَ الْبَقِیْعَ فَقَامَ فَاَطَالَ	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنت البقیع میں تشریف
الْقِیَامَ ثُمَّ رَفَعَ یَدَیْہِ ثَلٰثَ	لے گئے، اور دیر تک کھڑے رہے، پھر تین مرتبہ
مَرَّاتٍ ثُمَّ انْحَرَفَ۔	ہاتھ اٹھا کر دعا کی۔

(مسلم صفحہ ۳۱۳/۱)

مسئلہ:۔ قبر پر بیٹھنا، لیٹنا، پامال کرنا مکروہ ہے، اور بول و براز کرنا شدید درجہ کا مکروہ ہے (کبیری صفحہ ۶۰۷، ۶۰۸)

مسئلہ:۔ میت پر ہاتھ سے مٹی ڈالی جائے، پھر اگر ضرورت ہو تو کسی، بیلچہ وغیرہ بھی استعمال کر سکتے ہیں۔

مسئلہ:۔ قبر کو پختہ بنانا، یا اس پر عمارت، گنبد وغیرہ بنانا ناجائز ہے (کبیری صفحہ ۵۹۹)

عَنْ جَابِرٍ نَهَى رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی	حضرت جابرؓ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ
اللّٰہ وسلم اَنْ یُّجَصَّصَ الْقَبْرُ وَاَنْ	نے منع فرمایا کہ قبر کو پختہ بنایا جائے، اور اس سے
یُّقْعَدَ عَلَیْہِ وَاَنْ یُّبْنٰی عَلَیْہِ	بھی منع فرمایا کہ قبر پر بیٹھا جائے، اور اس سے بھی
(مسلم صفحہ ۳۱۲/۱)	منع فرمایا کہ قبر پر عمارت بنائی جائے۔

مسئلہ:۔ مصیبت کے وقت تین دن تک کاروبار معطل کر دینا درست ہے۔

مسئلہ:۔ میت کے گھر والوں کو، اقارب، رشتے دار یا پڑوسی وغیرہ کی طرف سے ایک دن رات کے طعام کا بندوبست کرنا مستحب ہے۔ (شرح نقایہ صفحہ ۱۴۰/۱)

اِصْنَعُوْا لِاٰلِ جَعْفَرَ طَعَامًا فَقَدْ جَآءَ هُمْ مَا يَشْغَلُهُمْ۔ (مستدرک حاکم ص ۳۷۲/۱، ترمذی ص ۱۶۳)

(آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کہ جعفر کے گھر والوں کے لیے طعام تیار کرو، کیونکہ ان کے پاس ایسی چیز آئی ہے۔ جو ان کو اس سے مشغول کرتی ہے۔

مسئلہ:۔ لیکن یہ کھانا پکانا کسی خاص رشتے دار یا پڑوسی کے ساتھ خاص نہیں ہے، جیسا کہ بعض علاقوں اور برادریوں میں رواج ہے کہ میت کا فلاں قریبی رشتہ دار ہی پکائے گا۔ خواہ وہ قرض اٹھا کر پکائے، اور نہ پکانے والے کو بُرا سمجھتے ہیں، اور نیز پُرتکلف کھانا نہ پکانے والے پر ملامت بھی کرتے ہیں۔ یہ گناہ کی بات ہے۔

بلکہ میت کا کوئی بھی اقارب رشتہ دار، پڑوسی اپنی وسعت کے مطابق اہتمام کرے۔ مستحب ہے۔

نماز جنازہ کے بعد دعا نماز جنازہ میں سلام پھیرنے کے بعد متصل اجتماعی شکل میں دعا کا کوئی ثبوت نہیں، بلکہ فقہاء کرام نے اس کو بدعت اور مکروہ کہا ہے البتہ سنت طریقہ یہ ہے کہ دفن کرنے کے بعد قبر پر دعا کی جائے۔

ملا علی قاری حنفی مرقات میں لکھتے ہیں۔

۱۔ وَلَا يَدْعُوْ لِلْمَيِّتِ بَعْدَ صَلٰوةِ الْجَنَازَةِ لِاَنَّهٗ يُشْبِهُ الزِّيَادَةَ فِیْ صَلٰوةِ الْجَنَازَةِ۔ (مرقات، شرح مشکوٰۃ ص ۶۳/۴)

اور میت کے لیے نماز جنازہ کے بعد دعا نہ کرے کیونکہ یہ نماز جنازہ کے اندر زیادتی کے مشابہ ہے (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وصحابہ کرام اور ائمہ کرام سے ثابت نہیں ہے۔)

فتاویٰ سراجیہ میں ہے۔

اِذَا فَرَغَ مِنَ الصَّلٰوةِ لَا يَقُوْمُ بِالدُّعَاءِ۔ (فتاویٰ سراجیہ مع حاشیہ قاضیخاں ص ۱۴۵/۱)

جب نماز جنازہ سے فارغ ہو، تو دعا کے لیے کھڑا نہ ہو۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کے جنازہ کے بعد دعا نہیں مانگی گئی حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ کی نماز جنازہ کے بعد دعا نہیں مانگی گئی چنانچہ

صاحب زبدۃ المقامات لکھتے ہیں۔

وحضرت مخدوم زادہ بزرگ ــــ خواجہ محمد سعید دامت برکاتہم (فرزندار جمند حضرت مجدد الف ثانیؒ وجانشین ایشان) امامت نماز جنازہ پیر و پدر بزرگوار خود نمودند، وبعد از نماز برائے دعائے توقف نفرمودند کہ مقتضی سنّت چنیں نیست ودر کتب فقہ معتبرہ مرقوم است کہ بعد از نماز جنازہ ایستادہ کہ دن مکروہ است ہر چند کہ عمل بعضے ام دریں ایام چنیں ست

(زبدۃ المقامات صفحہ ۲۹۴ مطبوعہ لکھنؤ)

خواجہ محمد سعید دامت برکاتہ (حضرت امام مجددؒ کے فرزند ارجمند اور ان کے جانشین) نے اپنے پیر و مرشد اور والدگرامی حضرت مولانا شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ کی نماز جنازہ کی امامت کرائی، اور نماز کے بعد دعا کے لیے توقف نہ فرمایا کیونکہ سنّت کا مقتضیٰ اس طرح نہیں ہے (جنازہ کی نماز کے بعد دعا کے لیے کھڑا ہونا) اور فقہ کی معتبر کتب میں لکھا ہوا ہے کہ نماز جنازہ کے بعد اسی طرح دعا کے لیے کھڑا ہونا مکروہ ہے، اگرچہ بعض ام حضرات اس دور میں ایسا کرتے ہیں۔ (لیکن انکا عمل سنّت کے مطابق نہیں بلکہ مکروہ ہے)

جنازہ علی الغائب (غائبانہ نماز جنازہ)

غائب پہ نماز جنازہ امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک جائز ہے، اور امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک غائب پہ جنازہ نہیں ہے۔

نجاشی پہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز جنازہ پڑھنا حق بات یہ ہے کہ

۱۔ یہ آپ کی خصوصیات میں داخل ہے۔

۲۔ یا اس پہ نماز جنازہ اس لیے پڑھا گیا کہ اس کے وطن میں عیسائی لوگ تھے، اس لیے اس پہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ پڑھی۔

۳۔ یا اس لیے کہ اس کی نعش کسی نہ کسی وجہ سے حاضر تھی یا تو اس کی میّت آپ کے سامنے کر دی گئی تھی، آپ اس کو دیکھ رہے تھے، گو صحابہ کرامؓ کو نظر نہیں آتی تھی، یا آپ کے سامنے سے پردہ ہٹا کر آپ کو دکھا دی گئی تھی،

۴۔ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں۔

وَقَالَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ اِنَّمَا صَلّٰی

بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ نجاشیؒ پر آنحضرت صلی

عَلَيْهِ لِاَنَّهُ يَكْتُمُ اِيْمَانَهُ مِنْ قَوْمِهِ فَلَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ يَوْمَ مَاتَ مَنْ يُّصَلِّيْ عَلَيْهِ فَلِهٰذَا صَلّٰى عَلَيْهِ (ص) قَالُوْا فَالْغَائِبُ اِنْ كَانَ قَدْ صُلِّيَ عَلَيْهِ بِبَلْدَةٍ لَا تَشْرَعُ الصَّلٰوةُ عَلَيْهِ بِبَلْدَةٍ اُخْرٰى وَلِهٰذَا لَمْ يُصَلِّ النَّبِيُّ (ص) فِيْ غَيْرِ الْمَدِيْنَةِ لَا اَهْلُ مَكَّةَ وَلَا غَيْرُهُمْ وَهٰكَذَا اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَغَيْرُهُمْ مِنَ الصَّحَابَةِ لَمْ يُنْقَلْ اَنَّهُ صَلّٰى عَلٰى اَحَدٍ مِّنْهُمْ فِيْ غَيْرِ الْبَلْدَةِ الَّتِيْ صُلِّيَ عَلَيْهِ فِيْهَا فَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

(البدایہ والنہایہ صفحہ ۳)

اللہ علیہ وسلم نے جنازہ اس لیے پڑھا تھا، کہ وہ اپنے ملک حبشہ میں اپنا ایمان اپنی قوم سے چھپاتا تھا، اور جس دن وہ فوت ہوا، اس دن اس کے پاس وہاں کوئی ایسا شخص نہیں تھا، جو اس پر نماز جنازہ پڑھتا، اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا جنازہ پڑھا (ایسا ہی اگر کسی پر جنازہ کی نماز نہ پڑھی گئی ہو، تو پھر غائبانہ اس پر نماز پڑھنی درست ہوگی) علماء نے کہا ہے کہ غائب پر اگر اس کے شہر میں نماز جنازہ پڑھی گئی ہو، تو پھر کسی دوسرے شہر میں اس پر نماز جنازہ مشروع نہیں ہے، اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے علاوہ کسی پر نماز جنازہ (غائبانہ) نہیں پڑھی، نہ اہل مکہ پر اور نہ ان کے علاوہ دوسروں پر، اور اسی طرح حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ وغیرہم صحابہؓ نے بھی کسی کا غائبانہ جنازہ نہیں پڑھا۔ اور ان سے یہ منقول نہیں، کہ ان میں سے کسی نے اس شہر کے علاوہ جس میں اس میت پر نماز جنازہ پڑھی گئی ہو، کسی پر نماز جنازہ پڑھی ہو۔

اس کے علاوہ حضرت معاویہ مزنیؓ کے بارہ میں جو منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر غائبانہ نماز جنازہ پڑھی تھی، جیسا کہ

عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم جِبْرَائِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ بِتَبُوْكَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ

حضرت ابوامامہ باہلیؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے۔ اس وقت آپ تبوک کے مقام میں تھے، جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ اے محمد! آپ حاضر ہوں معاویہ

اَشْهَدُ جَنَازَةَ مُعَاوِيَةَ الْمُزَنِيِّ ؓ	مزنی ؓ کے جنازہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
قَالَ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہ	جنازہ میں شرکت کے لیے تشریف لے گئے اور
علیہ وسلم وَنَزَلَ جِبْرَائِیْلُ	جبرائیل علیہ السلام اترے اسی ہزار فرشتوں کے
عَلَیْہِ السَّلَامُ فِیْ سَبْعِیْنَ اَلْفًا	ساتھ، حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اپنا دایاں بازو
مِّنَ الْمَلٰئِکَۃِ فَوَضَعَ جَنَاحَہُ	پہاڑوں پر رکھ دیا، تو پہاڑ پست ہو گئے اور بایاں
الْاَیْمَنَ عَلٰی رُؤُوْسِ الْجِبَالِ فَتَوَاضَعَتْ	بازو زمینوں پر رکھ دیا، تو وہ بھی پست (ہموار) ہو گئیں
وَوَضَعَ جَنَاحَہُ الْاَیْسَرَ عَلَی الْاَرْضِیْنَ	یہاں تک کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ نظر آنے لگے، تو
فَتَوَاضَعَتْ حَتّٰی نَظَرَ مَکَّۃَ	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر نماز جنازہ پڑھی
وَالْمَدِیْنَۃَ فَصَلّٰی عَلَیْہِ رَسُوْلُ	اور جبرئیل علیہ السلام اور فرشتوں نے بھی نماز جنازہ
اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم	پڑھی، جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فارغ ہوئے
وَجِبْرَائِیْلُ وَالْمَلٰئِکَۃُ عَلَیْہِمُ	تو آپ نے فرمایا اے جبرائیل! کس وجہ سے معاویہ ؓ
السَّلَامُ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ یَا جِبْرَئِیْلُ	اس مرتبہ تک پہنچا ہے۔ جبرائیل علیہ السلام نے
بِمَ بَلَغَ مُعَاوِیَۃُ ھٰذِہِ الْمَنْزِلَۃَ؟	کہا کہ یہ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ (سورۃ اخلاص)
قَالَ بِقِرَاءَتِہٖ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ	کھڑے بیٹھے، سوار پیدل چلتے وقت یعنی ہر حال
قَائِمًا وَّقَاعِدًا وَّرَاکِبًا وَّمَاشِیًا	میں اس سورۃ مبارکہ کو پڑھا رہتا تھا، اس لیے
(عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی ص ۶۷۵)	اللہ تعالےٰ نے اس کو یہ مرتبہ دیا ہے۔

اس روایت کے بارہ میں محدثین کرام کہتے ہیں کہ یہ ضعیف ہے، حافظ ابن کثیر ؒ نے البدایہ والنہایہ میں لکھا ہے کہ

منکر روایت ہے، لہذا اس سے استدلال درست نہیں، اگر اس کو کسی درجہ تک استدلال کے قابل بھی سمجھ لیا جائے، تو اس میں دوسری بات یہ ہے، کہ یہ جنازہ غائب پر نہیں تھا۔ بلکہ زمین کے پردوں کو ہٹا کر اس کو سامنے کر دیا گیا تھا۔

اور یہی بات نجاشی کے جنازہ میں بھی پیش آئی تھی۔ چنانچہ محدثین کرام یہ کہتے ہیں۔

"نجاشی" اور معاویہ مزنی ؓ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز جنازہ پڑھنا، یہ آپ کی خصوصیات

سے تھا، کیونکہ ان دونوں کو آپ کے سامنے حاضر کر دیا گیا تھا اور آپ نے ان دونوں کا معائنہ کیا، تو ایسی صورت میں پیچھے نماز پڑھنے والے کی حالت ایسی ہو گی جس میت کو مقتدیوں کے علاوہ امام دیکھ رہا ہو، اور یہ چیز ایسی ہے، جو اقتداء کو درست ٹھہراتی ہے۔

امام ابن عبد البر نے بھی کتاب التمہید میں لکھا ہے، کہ

اکثر اہل علم اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص مانتے ہیں، نجاشی کی میت کو آپ کے سامنے حاضر کر دیا گیا تھا، آپ نے اس کا مشاہدہ کیا، اور اس کی نماز جنازہ پڑھائی، یا اس کا جنازہ آپ کے سامنے اس طرح بلند کر دیا گیا، جس طرح اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو آپ کے سامنے ظاہر کر دیا تھا، جب کہ قریش نے آپ سے سوال کیا تھا، اسی طرح ابن عبد البر نے حضرت عمران بن حصین کی روایت نقل کی ہے۔ کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا بھائی نجاشی وفات پا گیا ہے، اس پر نماز جنازہ پڑھو، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور ہم لوگ بھی آپ کے پیچھے کھڑے ہوئے صفیں بنائیں، آپ نے چار تکبیرات پڑھیں اور ہم بھی گمان کرتے تھے کہ جنازہ آپ کے سامنے ہے۔

اگر غائب پر نماز جنازہ جائز ہوتی، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ان اصحاب پر نماز جنازہ ضرور پڑھتے، جو مدینہ سے باہر فوت ہو چکے تھے اور مسلمان بھی شرقاً غرباً خلفاء راشدین پر نماز جنازہ پڑھتے، حالانکہ کسی سے یہ منقول نہیں، (فتح الملہم صـ ۴۹۶/۲ج)

علامہ شوکانی کہتے ہیں کہ

اعذار میں سے ان محدثین اور فقہاء کا قول ہے کہ اس (نجاشی) کے جنازہ کو آپ کے سامنے منکشف کر دیا گیا تھا، یہاں تک کہ آپ نے اس کو دیکھ لیا، تو اس کا حکم اس شخص کا ہوگا، جس کو امام کے سامنے حاضر کر دیا گیا ہو۔ جس کو امام تو دیکھتا ہے، لیکن مقتدی اس کو نہیں دیکھتے، ایسی صورت میں نماز جنازہ پڑھنا بلا اختلاف جائز ہے۔

اور اس سلسلہ میں استدلال واحدی کی بات سے کیا ہے جس کو بغیر سند کے اس نے عبد اللہ بن عباس کے حوالہ سے نقل کیا ہے، کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے نجاشی کی نعش کو ظاہر کر دیا گیا تھا، آپ نے اس کو

دیکھا، اور نماز جنازہ اس پر پڑھی، اور ابن حبان نے جو حدیث —— حضرت عمران بن حصین سے نقل کی ہے، کہ صحابہ کرام کھڑے ہوئے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے صفیں بنائیں، اور صحابہ کرام یہی خیال کرتے تھے، کہ جنازہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہے۔

اور ابو عوانہ نے بھی ابان وغیرہ عن یحییٰ کے طریق سے جو روایت بیان کی ہے کہ ہم نے نماز جنازہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پڑھی اور ہم یہی خیال کرتے تھے کہ جنازہ ہمارے سامنے ہے۔

اور اعذار میں سے یہ بھی ہے کہ یہ نماز جنازہ نجاشی کے ساتھ مخصوص تھا اس لیے کہ یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی غائب میت پر سوائے نجاشی کے نماز جنازہ پڑھی ہو۔ (نیل الاوطار ص $\frac{54}{4}$)

الشہید والصلوٰۃ علیہ
(شہید اور اس کی نماز جنازہ)

حضرت امام اعظم کہتے ہیں، کہ شہید وہ مسلمان ہوتا ہے جو مکلف اور طاہر ہو، اور اس کے بارے میں یہ معلوم ہو کر وہ ظلماً قتل کیا گیا ہے، اور اس کے مقتول ہونے پر مال و دیت بھی واجب نہ ہوئی ہو، اور اس نے زخمی ہونے کے بعد کوئی دنیاوی زندگی کا نفع بھی حاصل نہ کیا ہو، مثلاً کھانا، پینا، دوا کا استعمال یا آرام وغیرہ (ہدایہ ص $\frac{127}{1}$، شرح نقایہ ص $\frac{140,141}{1}$، کبیری ص ۵۹۹)

اگر جنابت کی حالت میں اس کی شہادت واقع ہوئی ہو۔ تو پھر اس کو غسل دینا ضروری ہوگا۔

(ہدایہ ص $\frac{128}{1}$، شرح نقایہ ص $\frac{142}{1}$، کبیری ص ۶۰۱)

اس لیے کہ جب حضرت حنظلہ بن ابی عامر جنابت کی حالت میں شہید ہو گئے تھے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تمہارے ساتھی کو فرشتے غسل دے رہے ہیں۔

(مستدرک حاکم ص $\frac{204}{3}$)

فقہائے کرام فرماتے ہیں ملائکہ کا غسل دینا ہمارے لیے تعلیم ہے، کہ ہم بھی ایسے شہداء کو غسل دیا کریں۔

وجہ تسمیہ | شہید کو شہید اس لیے کہتے ہیں کہ وہ زندہ ہوتا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ (۱۵۴) (البقرۃ پ۲)

اور نہ کہو ان لوگوں کو مردہ جو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں مارے جاتے ہیں، بلکہ وہ زندہ ہیں، لیکن تمہیں ان کی زندگی کا شعور نہیں۔

ایسے شہدار کو خاص قسم کی حیات عالم برزخ اور قبر میں حاصل ہوتی ہے، اور اس لیے بھی اس کو شہید کہتے ہیں، کہ ملائکہ ان کے لیے جنت کی شہادت دیتے ہیں، یا اس لیے کہ جب ان کی روحیں بدن سے جدا ہوتی ہیں، تو وہ ان چیزوں کا مشاہدہ کرتے ہیں، جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے تیار کی ہیں، یا اس لیے کہ ملائکہ ان کے حق میں دوزخ سے امان اور حسن خاتمہ کی شہادت دیتے ہیں۔

یا اس لیے کہ موت کے وقت ان کے پاس صرف ملائکہ رحمت ہی حاضر ہوتے ہیں، یا اس لیے کہ یہ لوگ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تبلیغ پر گواہی دیں گے۔

شہید کا کفن وغسل

شہید کے جسم سے زائد کپڑے جیسا پوستین، کوٹ، ٹوپی، زرہ، ہتھیار موزے وغیرہ اتار دیے جائیں گے، اور باقی اس کے بدن والے کپڑے قمیص شلوار یا تہبند، اس کے جسم پر ہی پہنے دیے جائیں گے، اور ان کے ساتھ ہی اس کو دفن کیا جائے گا۔ اس کو غسل بھی نہیں دیا جائے گا۔ اسی خون کے ساتھ اسے دفن کیا جائے گا۔

(ہدایہ ص ۱۲۸ ج۱، شرح نقایہ ص ۱۴۱ ج۱، کبیری ص ۶۰۲،۶۰۱)

شہید کی مختلف قسمیں اور ان کے احکام

فقہاء کرام اور محدثین عظام کہتے ہیں، کہ شہید تین قسم پر ہوتے ہیں۔

۱۔ وہ مقتول جو کافروں کے ساتھ لڑائی میں کسی سبب سے مارا جائے، سو ایسے شہید کو آخرت میں کامل ثواب ملے گا، اور دنیاوی احکام میں بھی اس کو غسل نہیں دیا جائے گا، اور عند البعض اس پہ نماز جنازہ بھی نہیں پڑھا جائے گا۔

۲۔ دوسرا وہ شہید ہے، جس کو شہداء جیسا اجر و ثواب تو ملتا ہے، لیکن دنیاوی احکام میں وہ شہید جیسا نہیں ہوتا، اس زمرہ میں بہت سے لوگ آتے ہیں۔

چنانچہ ایک حدیث میں اس طرح آتا ہے۔ کہ

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

وَمَا تَعُدُّوْنَ الشَّهَادَةَ قَالُوا الْقَتْلَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم الشُّهَدَاءُ سَبْعَةٌ سِوَى الْقَتْلِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ الْمَطْعُوْنُ شَهِيْدٌ وَالْغَرِقُ شَهِيْدٌ وَصَاحِبُ ذَاتِ الْجَنْبِ شَهِيْدٌ وَالْمَبْطُوْنُ شَهِيْدٌ وَالْحَرِقُ شَهِيْدٌ وَالَّذِيْ يَمُوْتُ تَحْتَ الْهَدَمِ شَهِيْدٌ وَالْمَرْأَةُ تَمُوْتُ بِجُمْعٍ شَهِيْدٌ

(موطا امام مالک ص ۲۱۶)

تم شہادت کس کو شمار کرتے ہو، لوگوں نے عرض کیا! کہ ہم اللہ تعالیٰ کے راستہ میں قتل کیے جانے والے کو شہید کہتے ہیں، آپ نے فرمایا، بلکہ شہداء قتل فی سبیل اللہ کے علاوہ سات قسم پر ہیں، طاعون میں مرنے والا شہید ہے، اور پانی میں ڈوبنے والا شہید ہے، پسلی کے درد اور ہیضہ یا نگرصنی یا اسہال میں مرنے والا، اور آگ میں جلنے والا، اور کسی دیوار وغیرہ کے نیچے دب کر مرنے والا شہید ہے، اور عورت جو زچگی میں مرجاتی ہے، وہ بھی شہید ہے۔

۲۔ اسی طرح ایک حدیث میں اس طرح آتا ہے۔

اَلطَّاعُوْنُ شَهَادَةٌ لِكُلِّ مُسْلِمٍ۔

(مسلم ص ۱۴۳/۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ طاعون میں مرنا ہر ایک مسلمان کے لیے شہادۃ ہے۔

۳۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَا تَعُدُّوْنَ الشَّهِيْدَ فِيْكُمْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ قُتِلَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ قَالَ إِنَّ شُهَدَاءَ أُمَّتِيْ إِذًا لَقَلِيْلٌ قَالُوْا فَمَنْ هُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَنْ قُتِلَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ وَمَنْ مَاتَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ وَمَنْ مَاتَ فِي الطَّاعُوْنِ فَهُوَ شَهِيْدٌ وَمَنْ مَاتَ فِي الْبَطْنِ فَهُوَ شَهِيْدٌ وَ

تم اپنے درمیان شہید کس کو شمار کرتے ہو، لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت! جو شخص اللہ تعالےٰ کے راستہ میں مارا جائے، اس کو شہید سمجھتے ہیں، تو آپ نے فرمایا پھر تو میری امت کے شہید بہت کم ہوں گے لوگوں نے عرض کیا حضرت پھر شہید کون لوگ ہیں، تو آپ نے فرمایا جو اللہ کی راہ میں مارا گیا وہ شہید ہے اور جو اللہ کی راہ میں مر گیا وہ بھی شہید ہے اور طاعون میں اور پیٹ کی بیماری میں مرنے والا اور غرق ہونے والا شہید ہے۔

اَلْغَرِیْقُ شَہِیْدٌ (مسلم ۱۴۲/۲۸)

۴- مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِہٖ فَھُوَ شَہِیْدٌ وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ دَمِہٖ فَھُوَ شَہِیْدٌ وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ دِیْنِہٖ فَھُوَ شَہِیْدٌ وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ اَھْلِہٖ فَھُوَ شَہِیْدٌ (ترمذی ۲۲۳)

جو اپنے مال کی حفاظت کرتا ہوا مارا گیا وہ شہید ہے اور جو اپنی جان اور خون کی حفاظت کرتا ہوا مارا گیا وہ بھی شہید ہے، اور جو اپنے دین کی حفاظت کرتا ہوا مارا گیا وہ بھی شہید ہے، اور جو اپنے اہل یا اپنی عزت و آبرو کی حفاظت کرتا ہوا مارا گیا وہ بھی شہید ہے

دیگر آثار سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے علاوہ اور بھی لوگ ہیں، جن کو شہادت کا درجہ ملتا ہے، دین حاصل کرنے والا طالب علم قید خانہ میں مظلوم آدمی اور درندہ جس کو پھاڑ کھائے، سانپ بچھو یا موذی جانور جس کو کاٹ کھائے، یا مسافر سفر کی حالت میں مر جائے، سل کا مریض اور نمونیہ کا مریض اگر مر جائے، یہ سب لوگ شہید ہوں گے، اور اسی قسم دوم کے تحت شامل ہوں گے ایسے شہداء کو غسل دیا جائے گا، اور نماز جنازہ بھی پڑھی جائے گی،

ایسے شہداء کو صرف آخرت میں شہید کی طرح ثواب ملے گا، اگرچہ یہ ضروری نہیں، یہ ثواب میں شہدائے سبیل اللہ کے ساتھ برابر ہوں، لیکن منجملہ ان کو شہداء کے سلسلہ میں شمار کیا جائیگا۔

۳- تیسری قسم شہید کی وہ ہے، جس نے مال غنیمت میں سے خیانت کی ہو، اور ایسا شخص کفار کے ساتھ لڑائی میں مارا جائے، اس کا حکم دنیا میں تو شہدا جیسا ہوگا، کہ اس کو غسل نہیں دیا جائے گا (اور بعض کے نزدیک جنازہ بھی نہیں پڑھا جائے گا) لیکن آخرت میں اس کو شہداء فی سبیل اللہ جیسا کامل ثواب نہیں ملے گا۔ (فتح الملہم ۲۸۴/۱)

شہید کی نماز جنازہ شہید پر نماز جنازہ کے بارہ میں فقہائے کرام میں اختلاف ہے۔ حضرت امام شافعیؒ، اور حضرت امام مالکؒ کہتے ہیں، کہ نماز جنازہ بھی نہیں پڑھی جائے گی۔

اور حضرت امام ابو حنیفہؒ اور دیگر فقہاء یہ کہتے ہیں، کہ ان پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔

(ہدایہ ۱۲۷/۱، شرح نقایہ ۱۴۱/۱)

اس سلسلہ میں روایات میں اختلاف ہے، لیکن صحیح روایات سے آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم کا شہید پر نماز جنازہ پڑھنا ثابت ہے۔

مسئلہ :- جو شخص شہر میں مقتول پایا گیا، اور یہ معلوم نہ ہو سکے کہ کس نے قتل کیا ہے، تو ایسے شخص کو غسل دیا جائے گا۔

مسئلہ :- اگر کوئی شخص میدان جنگ میں زخمی ہو جائے، اور پھر وہ کوئی فائدہ اٹھالے، مثلاً سو جائے، کھاپی لے، یا علاج معالجہ کرلے، یا اس کو اٹھا کر ہسپتال پہنچا دیا جائے، یا خیمہ وغیرہ میں، یا اس کو اتنا وقت مل جائے جس میں ایک نماز ادا کی جا سکتی ہے، اور وہ ہوش میں ہو، یا وہ کوئی وصیت کر جائے، تو ایسے شہید کو غسل دیا جائے گا، اور اس پر نماز جنازہ بھی پڑھی جائے گی۔

(ہدایہ ص ۱۲۸/۱، شرح نقایہ ص ۱۴۲/۱، کبیری ص ۶۰۱)

الصلوٰۃ فی الکعبۃ

(کعبہ شریف میں نماز)

بیت اللہ شریف کے اندر نماز پڑھنی جائز ہے۔ جیسا کہ بخاری مسلم وغیرہ کتب احادیث سے ثابت ہے۔ کہ فتح مکہ کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو شیبہ کے خاندان کے ایک فرد عثمان بن طلحہ الحجبیؓ (یہی خاندان ہمیشہ کعبہ کا کلید بردار رہا ہے) سے چابی منگوا کر بیت اللہ کو کھول کر اندر داخل ہوئے دروازہ بند کر دیا۔ اور اندر دو رکعات نماز ادا فرمائی، آپ کے ساتھ اس وقت حضرت اسامہؓ، حضرت بلالؓ، اور حضرت عثمانؓ بن طلحہ تھے۔ جہاں آپ کھڑے تھے۔ وہاں دو ستون آپ کے بائیں طرف اور ایک دائیں طرف اور تین ستون پیچھے تھے۔ ان دنوں میں کعبہ کی چھت چھ ستونوں پر قائم تھی۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت میں آیا ہے کہ ایک موقع پہ (غالباً یہ حجۃ الوداع کا موقع تھا) آپؐ کعبہ کے اندر داخل ہوئے اس میں چھ ستون تھے ایک ستون کے پاس آپ ٹھہرے رہے اور دعا کی اور نماز نہیں پڑھی (بخاری ص ۵۷/۱، مسلم ص ۴۲۸/۱)

اور حضرت اسامہؓ کی روایت میں اس طرح ہے۔

اَخْبَرَنِیْ اُسَامَۃُ بْنُ زَیْدٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمَّا دَخَلَ الْبَیْتَ دَعَا فِیْ نَوَاحِیْہِ کُلِّھَا وَلَمْ یُصَلِّ فِیْہِ حَتّٰی خَرَجَ فَلَمَّا خَرَجَ رَکَعَ فِیْ قُبُلِ الْبَیْتِ رَکْعَتَیْنِ وَقَالَ ھٰذِہِ الْقِبْلَۃُ۔ (مسلم ص ۴۲۹ ج ۱)

حضرت اسامہؓ نے بتایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت اللہ شریف کے اندر داخل ہوئے تو اس کے تمام کونوں میں دعا کی اور آپ نے اندر نماز نہیں پڑھی جب باہر تشریف لائے تو بیت اللہ کے سامنے دو رکعات نماز ادا کی اور فرمایا کہ یہ قبلہ ہے

اس میں غالباً یہی مصلحت تھی کہ کہیں لوگ اندر داخل ہو کر نماز پڑھنے کو سنت اور ضروری نہ خیال کرنے لگ جائیں۔ اور پھر بہت سے لوگ حرج میں مبتلا ہو سکتے ہیں۔

بہر حال کعبہ کے اندر فرض و نفل ہر قسم کی نماز پڑھنی جائز ہے۔ البتہ امام مالکؒ کے نزدیک فرض نماز اندر نہیں ادا ہو سکتی، کیونکہ امام مالکؒ کے خیال میں بعض کعبہ کی طرف پشت بھی ہوتی ہے لیکن امام مالکؒ کا یہ استدلال کمزور ہے، کعبہ کے تمام اجزاء کی طرف رخ کرنا ضروری نہیں۔

(ہدایہ ص ۱۲۹ ج ۱، در مختار ص ۱۲۸ ج ۱)

حضرت اسامہؓ کی روایت میں یہ بھی آتا ہے۔

جب حضرت اسامہؓ سے پوچھا گیا کہ نواحی کیا ہے، تو انہوں نے کہا زوایا (جمع زاویہ کی ہے جس کا معنی ہوتا ہے "کونا") حضرت اسامہؓ نے کہا کہ

بَلْ فِیْ کُلِّ قِبْلَۃٍ مِّنَ الْبَیْتِ (مسلم ص ۴۲۹ ج ۱) بلکہ بیت اللہ شریف کے ہر کونے اور زاویہ میں قبلہ ہے

فقہاء کرام لکھتے ہیں کہ اگر خانہ کعبہ کے اندر باجماعت نماز ادا کریں اور بعض مقتدیوں کی پشت امام کی طرف ہو تو پھر بھی نماز جائز ہے۔ کیونکہ کعبہ کی طرف رُخ بدستور قائم ہے۔ لیکن اگر امام کا رُخ مقتدی کی پشت کی طرف ہو جائے تو یہ جائز نہیں۔ کیونکہ پھر مقتدی امام سے مقدم سمجھا جائیگا۔ مقتدی کا تقدم امام پر جائز نہیں۔ اس طرح کعبہ شریفہ کے گرداگرد مسجد حرام میں ہر طرف حلقہ کی شکل میں نماز درست ہے۔ (جیسا کہ موجودہ زمانہ میں پڑھی جاتی ہے) حتیٰ کہ اگر بعض طرف سے مقتدی کعبہ کی طرف امام سے بھی زیادہ قریب ہوں تو بھی نماز جائز ہو گی۔ البتہ جس طرف امام کھڑا ہوا ہو اس طرف سے مقتدی اگر امام سے آگے ہو گا۔ تو اس کی نماز درست

نہ ہوگی کہ تقدم علی الامام روا نہیں ہے۔ (ہدایہ ص ۱۲۹/ج۱، در مختار ص ۱۲۸/ج۱)

مسئلہ:- بیت اللہ شریف کی چھت پر چڑھ کر جو شخص نماز پڑھتا ہے۔ اس کی نماز جائز ہے۔ اگرچہ اس کے سامنے سترہ بھی نہ ہو۔ لیکن چھت پر نماز مکروہ ہوگی کیونکہ اس میں بے ادبی ہے۔ اور یہ تعظیم کے خلاف ہے۔ اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جن سات مواضع میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے ان میں ایک

فَوْقَ ظَهْرِ بَيْتِ اللّٰهِ (ترمذی ص ۴۷ خانہ کعبہ کی چھت پر چڑھ کر نماز پڑھنا ہے۔ ابن ماجہ ص ۵۴ مصابیح ص ۵)

خطبات

خطبہ جمعہ

از: حضرت مولانا شاہ محمد اسمٰعیل شہید دہلویؒ (۱۱۹۳ھ-۱۲۴۶ھ)

الخطبة الاولیٰ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلِيِّ الذَّاتِ عَظِيْمِ الصِّفَاتِ سَمِيِّ السِّمَاتِ كَبِيْرِ الشَّانِ، جَلِيْلِ الْقَدْرِ رَفِيْعِ الذِّكْرِ مُطَاعِ الْاَمْرِ جَلِيِّ الْبُرْهَانِ فَخِيْمِ الْاِسْمِ عَزِيْزِ الْعِلْمِ وَسِيْعِ الْحِلْمِ كَثِيْرِ الْغُفْرَانِ، جَمِيْلِ الثَّنَاءِ جَزِيْلِ الْعَطَاءِ مُجِيْبِ الدُّعَاءِ عَمِيْمِ الْاِحْسَانِ، سَرِيْعِ الْحِسَابِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ اَلِيْمِ الْعَذَابِ عَزِيْزِ السُّلْطَانِ وَ نَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ فِي الْخَلْقِ وَالْاَمْرِ وَ نَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهُ الْمَبْعُوْثُ اِلَى الْاَسْوَدِ وَالْاَحْمَرِ، الْمَنْعُوْتُ بِشَرْحِ الصَّدْرِ وَرَفْعِ الذِّكْرِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الَّذِيْنَ هُمْ خُلَاصَةُ الْعَرَبِ الْعَرْبَاءِ وَخَيْرُ الْخَلَائِقِ بَعْدَ الْاَنْبِيَاءِ

اَمَّا بَعْدُ :- فَيَا اَيُّهَا النَّاسُ وَحِّدُوا اللّٰهَ فَاِنَّ التَّوْحِيْدَ رَأْسُ الطَّاعَاتِ، وَاتَّقُوا اللّٰهَ فَاِنَّ التَّقْوٰى مِلَاكُ الْحَسَنَاتِ وَعَلَيْكُمْ بِالسُّنَّةِ فَاِنَّ السُّنَّةَ تَهْدِيْ اِلَى الطَّاعَةِ، وَمَنْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ وَاهْتَدٰى وَاِيَّاكُمْ وَالْبِدْعَةَ فَاِنَّ الْبِدْعَةَ تَهْدِيْ اِلَى الْمَعْصِيَةِ، وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ وَغَوٰى وَعَلَيْكُمْ

بِالصِّدْقِ فَإِنَّ الصِّدْقَ يُنْجِي وَالْكِذْبَ يُهْلِكُ، وَعَلَيْكُمْ بِالْإِحْسَانِ فَإِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ، وَلَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ فَإِنَّهُ، أَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ، وَلَا تُحِبُّوا الدُّنْيَا فَتَكُوْنُوْا مِنَ الْخَاسِرِيْنَ، أَلَا وَإِنَّ نَفْسًا لَّنْ تَمُوْتَ حَتّٰى تَسْتَكْمِلَ رِزْقَهَا فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَأَجْمِلُوْا فِي الطَّلَبِ وَتَوَكَّلُوْا عَلَيْهِ فَإِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ، وَادْعُوْهُ فَإِنَّ رَبَّكُمْ يُجِيْبُ الدَّاعِيْنَ، وَاسْتَغْفِرُوْهُ يُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ، أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْ أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ؁ بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ وَنَفَعَنَا وَإِيَّاكُمْ بِالْاٰيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ، أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِيْ وَلَكُمْ وَلِسَائِرِ الْمُسْلِمِيْنَ فَاسْتَغْفِرُوْهُ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ۔

الخطبة الثانية

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِيْنُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَنَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَنَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ، صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا

أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ أَصْدَقَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَأَحْسَنَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ وَخَيْرَ الْأُمُوْرِ عَوَازِمُهَا وَشَرَّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَرَأْسُ الْأَمْرِ الْإِسْلَامُ وَعَمُوْدُهُ الصَّلٰوةُ

وَذِرْوَةُ سَنَامِهِ الْجِهَادُ وَأَفْضَلُ الْجِهَادِ مَنْ قَالَ كَلِمَةَ حَقٍّ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ وَإِنَّ الْإِسْلَامَ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ وَإِنَّ الْحَجَّ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ وَإِنَّ الْهِجْرَةَ تَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهَا وَالْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُورُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةَ وَإِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَإِنَّمَا لِامْرِئٍ مَا نَوَى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِ فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا أَوِ امْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ. وَالطُّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَأُ الْمِيزَانَ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَآنِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَالصَّلٰوةُ نُورٌ وَالصَّدَقَةُ بُرْهَانٌ وَالصَّبْرُ ضِيَاءٌ وَالْقُرْاٰنُ حُجَّةٌ لَكَ أَوْ عَلَيْكَ كُلُّ النَّاسِ يَغْدُو فَبَائِعٌ نَفْسَهُ فَمُعْتِقُهَا أَوْ مُوبِقُهَا، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْحَمُ أُمَّتِي بِأُمَّتِي أَبُوبَكْرٍ وَأَشَدُّهُمْ فِي أَمْرِ اللّٰهِ عُمَرُ وَأَصْدَقُهُمْ حَيَاءً عُثْمَانُ وَأَقْضَاهُمْ عَلِيٌّ وَأَقْرَأُهُمْ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَأَفْرَضُهُمْ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَأَعْلَمُهُمْ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَلِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِينٌ وَأَمِينُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ أَبُوعُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ وَإِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا وَحَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ وَخَالِدٌ سَيْفٌ مِنْ سُيُوفِ اللّٰهِ وَمَا أَظَلَّتِ الْخَضْرَاءُ وَلَا أَقَلَّتِ الْغَبْرَاءُ أَصْدَقَ لَهْجَةً مِنْ أَبِي ذَرٍّ وَسَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ وَسَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَاطِمَةُ وَسَيِّدُ الشُّهَدَاءِ حَمْزَةُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ وَعَنْ كُلِّ الصَّحَابَةِ أَجْمَعِينَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْعَبَّاسِ وَوَلَدِهِ مَغْفِرَةً ظَاهِرَةً وَبَاطِنَةً لَا تُغَادِرُ ذَنْبًا اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِي أَصْحَابِي لَا تَتَّخِذُوهُمْ مِنْ بَعْدِي غَرَضًا مَنْ أَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّي أَحَبَّهُمْ وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِي أَبْغَضَهُمْ، وَخَيْرُ الْقُرُونِ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ

يلونهم ثم الذين يلونهم والسلطان (المسلم العادل) ظل الله في الارض من اكرمه اكرمه الله ومن اهانه اهانه الله اللهم اغفر لنا ولاخواننا الذين سبقونا بالايمان ولا تجعل في قلوبنا غلا للذين امنوا ربنا انك رءوف رحيم ، اللهم ايد الاسلام والمسلمين بالامام العادل والخير والطاعات واتباع سنن سيد الموجودات اللهم اجعل كلمة الذين كفروا السفلى وكلمة الله هي العليا اللهم انصر من نصر دين محمد واخذل من خذل دين محمد صلى الله عليه وسلم عباد الله رحمكم الله ان الله يامر بالعدل والاحسان وايتاء ذي القربى وينهى عن الفحشاء والمنكر والبغي يعظكم لعلكم تذكرون اذكروا الله يذكركم وادعوه يستجب لكم ولذكر الله تعالى اعلى واولى واعز واجل واهم واتم واكبر

خطبہ جمعہ

از شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ ۱۲۹۶ھ ۱۸۷۹ء — ۱۳۷۷ھ ۱۹۵۷ء

الخطبة الاولیٰ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَانَا لِخَیْرِ الْاَدْیَانِ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَآ اَنْ هَدَانَا اللّٰهُ وَاَكْمَلَ لَنَا دِیْنَنَا وَاَتَمَّ عَلَیْنَا نِعْمَتَهٗ وَرَضِیَ لَنَا الْاِسْلَامَ دِیْنًا فَلَا نَعْبُدُ وَلَا نَسْتَعِیْنُ اِلَّا اِیَّاهُ، اَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِ اَهْلِ الْاِیْمَانِ فَاَصْبَحُوْا بِنِعْمَتِهٖ اِخْوَانًا وَّحَثَّهُمْ عَلٰی اَنْ یَّكُوْنُوْا كَاَعْضَاءِ جَسَدٍ وَّاحِدٍ اَنْصَارًا وَّاَخْدَانًا وَّنَهَاهُمْ عَنْ مُّوَالَاةِ اَعْدَآئِهٖ اَعْدَآءِ الْاِسْلَامِ وَالْمُسْلِمِیْنَ، وَاَوْعَدَهُمْ بِمَسِّ النَّارِ وَالْخِذْلَانِ عَلَی الرُّكُوْنِ اِلَی الظّٰلِمِیْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی شَمْسِ الْهِدَایَةِ وَالْیَقِیْنِ، اَلْمُمَیِّزِ بَیْنَ الطَّیِّبِ وَالْخَبِیْثِ الْمَهِیْنِ، اَلْمَامُوْرِ بِالْغِلْظَةِ وَالْجِهَادِ عَلَی الْكُفَّارِ وَالْمُنَافِقِیْنَ وَاِعْدَادِ الْمُسْتَطَاعِ مِنَ الْقُوَّةِ الْمُرْهِبَةِ قُلُوْبَ اَعْدَآءِ اللّٰهِ الْمَخْذُوْلِیْنَ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدِنِ الْمَبْعُوْثِ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ مُنْقِذًا لِّلْخَلَآئِقِ مِنْ غَضَبِ اللّٰهِ ذِی الْقُوَّةِ الْمَتِیْنِ، وَعَلٰٓی اٰلِهٖ وَصَحْبِهِ الْاَشِدَّآءِ عَلَی الْكُفَّارِ الرُّحَمَآءِ بَیْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ، وَاَتْبَاعِهٖ وَتَابِعِیْهِمْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ الْحُمَاةِ بَیْضَةَ الْاِسْلَامِ وَالدِّیْنِ الْمُبِیْنِ۔

أَمَّا بَعْدُ فَيَا أَيُّهَا النَّاسُ أَلَا أَمْ هٰذَا التَّنَاعُسُ الْفَظِيعُ وَلَمْ يَزَلِ
الْقُرْآنُ الْعَظِيمُ يُنَبِّهُكُمْ، وَأَلَا أَمْ هٰذَا التَّنَاوُمُ الشَّنِيعُ وَلَمْ يَبْرَحِ الدَّهْرُ
الْيَقْظَانُ يُوقِظُكُمْ، أَمَا بَانَ لَكُمْ أَنَّ الْأُمَمَ قَدْ تَدَاعَتْ عَلَيْكُمْ تَدَاعِيَ
الْأَكَلَةِ عَلَى الْقَصْعَةِ وَاجْتَمَعَتْ عَلَى أَنْ تَبْلَعَ الْمُسْلِمِينَ وَبِلَادَ هُمْ
فَتَمْضَغَهَا مُضْغَةً، حَتَّامَ تَخْشَوْنَ النَّاسَ وَاللّٰهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَوْهُ، وَ
حَتَّامَ تَتَوَلَّوْنَ الْأَعْدَاءَ وَاللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَحَقُّ أَنْ تَوَلَّوْهُ، أَفَطَالَ عَلَيْكُمُ
الْأَمَدُ كَالَّذِينَ مِنْ قَبْلُ فَقَسَتْ قُلُوبُكُمْ، أَمْ زَالَ عَنْكُمُ الْخُشُوعُ
لِذِكْرِ اللّٰهِ فَتَحَجَّرَتْ أَفْكَارُكُمْ وَعُقُولُكُمْ أَلَا تَرَوْنَ أَنَّ مِنَ
الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْأَنْهَارُ عَنْ مَخَافَةِ اللّٰهِ وَأَنَّ مِنْهَا
لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَاءُ أَوْ يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ أَحَسِبْتُمْ
أَنْ تُتْرَكُوا أَنْ تَقُولُوا آمَنَّا وَأَنْتُمْ لَا تُفْتَنُونَ أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا
الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُمْ مَثَلُ الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ، وَتُبْتَلُوا بِمِثْلِ
مَا كَانُوا يُبْتَلُونَ، فَوَاللّٰهِ لَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِينَ صَدَقُوا وَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِينَ
جَاهَدُوا مِنْكُمْ وَلَيَعْلَمَنَّ الصَّابِرِينَ، فَقَدْ وَرَدَ فِي الْخَبَرِ عَنِ
النَّبِيِّ الصَّادِقِ الْأَبَرِّ صَاحِبِ الْقَبْرِ الْأَعْظَمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَنَّهُ قَالَ سَيَكُونُ بَعْدِي أُمَرَاءُ فَمَنْ دَخَلَ عَلَيْهِمْ فَصَدَّقَهُمْ
بِكِذْبِهِمْ وَأَعَانَهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ فَلَيْسَ مِنِّي وَلَسْتُ مِنْهُ وَلَيْسَ
بِوَارِدٍ عَلَيَّ الْحَوْضَ وَمَنْ لَمْ يَدْخُلْ عَلَيْهِمْ وَلَمْ يُصَدِّقْهُمْ بِكِذْبِهِمْ
وَلَمْ يُعِنْهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ فَهُوَ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ وَهُوَ وَارِدٌ عَلَيَّ
الْحَوْضَ، وَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ لَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَبَاغَضُوا
وَلَا تَدَابَرُوا وَكُونُوا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالَى فِي كِتَابِهِ
الْعَظِيمِ بَشِّرِ الْمُنَافِقِينَ بِأَنَّ لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا الَّذِينَ يَتَّخِذُونَ
الْكٰفِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ أَيَبْتَغُونَ عِنْدَهُمُ

الْعِزَّةَ فَإِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيعًا ، بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ وَنَفَعَنَا وَإِيَّاكُمْ بِالْاٰيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ؕ

الخطبة الثانية

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ، وَ نَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ ۔

اَمَّا بَعْدُ فَيَاۤ اَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا اللّٰهَ تَعَالٰى فِي السِّرِّ وَالْعَلَنِ، وَذَرُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَحَافِظُوْا عَلَى الْجُمَعِ وَالْجَمَاعَةِ وَوَطِّنُوْا اَنْفُسَكُمْ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ اَمَرَكُمْ بِاَمْرٍ بَدَاَ فِيْهِ بِنَفْسِهٖ ثُمَّ ثَنّٰى بِمَلٰٓئِكَةِ قُدْسِهٖ ثُمَّ ثَلَّثَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ بَرِيَّتِهٖ جِنِّهٖ وَاِنْسِهٖ فَقَالَ وَلَمْ يَزَلْ قَآئِلًا كَرِيْمًا تَمْجِيْدًا لِّقَدْرِ حَبِيْبِهٖ وَتَشْرِيْفًا وَتَعْظِيْمًا، اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا، وَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَهُوَ فِيْ قَبْرِهٖ حَيٌّ اَلْبَخِيْلُ مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ وَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَكَفٰى بِهٖ اِبْتِهَاجًا وَّفَخْرًا، مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ وَاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرًا اَللّٰهُمَّ فَصَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى اَحَبِّ خَلْقِكَ اِلَيْكَ، وَاَكْرَمِهِمْ لَدَيْكَ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَتَابِعِيْهِ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى، عَدَدَ مَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى يَا كَرِيْمُ

وَارْضَ اللّٰهُمَّ عَنْ صِدِّيْقِ نَبِيِّكَ وَصِدِّيْقِهٖ وَاَنِيْسِهٖ فِي الْغَارِ وَرَفِيْقِهٖ
مَنْ قَالَ فِيْ حَقِّهٖ سَيِّدُ مَنْ جَآءَ مِنْكَ بِالنَّهْيِ وَالْاَمْرِ لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا
خَلِيْلًا غَيْرَ رَبِّيْ لَا تَّخَذْتُ اَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَارْضَ اللّٰهُمَّ
عَنِ النَّاطِقِ بِالصِّدْقِ وَالصَّوَابِ الْفَارِقِ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ الْاَوَّاهِ
الْاَوَّابِ مَنْ قَالَ فِيْ حَقِّهٖ سَيِّدُ الْجِنِّ وَالْبَشَرِ لَوْ كَانَ بَعْدِيْ نَبِيٌّ
لَكَانَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَارْضَ اللّٰهُمَّ عَنْ كَامِلِ الْحَيَآءِ وَالْاِيْمَانِ
مُحْيِي اللَّيَالِيْ قِيَامًا وَّ دِرَاسَةً وَّجَمْعًا لِّلْقُرْاٰنِ مَنْ قَالَ فِيْ حَقِّهٖ اَكْمَلُ
الْخَلَآئِقِ وَسَيِّدُ وُلْدِ عَدْنَانَ لِكُلِّ نَبِيٍّ رَفِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَرَفِيْقِيْ فِيْهَا
عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَارْضَ اللّٰهُمَّ عَنْ مَرْكَزِ الْوَلَايَةِ
وَالْقَضَآءِ وَبَابِ مَدِيْنَةِ الْعِلْمِ وَالْبَهَآءِ لَيْثِ بَنِيْ غَالِبٍ اِمَامِ الْمَشَارِقِ
وَالْمَغَارِبِ مَنْ قَالَ فِيْ حَقِّهِ النَّبِيُّ الْاَوَّاهُ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ
رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَارْضَ اللّٰهُمَّ عَنِ السَّيِّدَيْنِ الْقَمَرَيْنِ الْمُنِيْرَيْنِ
رَيْحَانَتَيْ سَيِّدِ الْكَوْنَيْنِ مَنْ قَالَ فِيْ حَقِّهِمَا مُنِيْرُ فَضَآءِ الدَّارَيْنِ
سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا،
وَارْضَ اللّٰهُمَّ عَنْ اُمِّهِمَا الْبَتُوْلِ الذَّهْرَآءِ بِضْعَةِ جَسَدِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ
الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ الْعَزِيْزَةِ الْغَرَّآءِ مَنْ قَالَ فِيْ حَقِّهَا مُنْقِذُ الْخَلَآئِقِ
عَنِ النَّارِ الْحَاطِمَةِ سَيِّدَةُ نِسَآءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللّٰهُ
تَعَالٰى عَنْهَا، وَارْضَ اللّٰهُمَّ عَنْ عَمَّيْ نَبِيِّكَ الْمَخْصُوْصَيْنِ بِالْكَمَالَاتِ
بَيْنَ النَّاسِ اَبِيْ عُمَارَةَ الْحَمْزَةِ وَاَبِي الْفَضْلِ الْعَبَّاسِ رَضِيَ اللّٰهُ
تَعَالٰى عَنْهُمَا، وَارْضَ اللّٰهُمَّ عَنِ السِّتَّةِ الْبَاقِيَةِ مِنَ الْعَشَرَةِ الْمُبَشَّرَةِ
بِالْجَنَّةِ الْكِرَامِ وَعَنْ سَآئِرِ الْبَدْرِيِّيْنَ وَاَصْحَابِ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ
اللُّيُوْثِ الْعِظَامِ، وَعَنْ سَآئِرِ الْاَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرِيْنَ مِنَ الصَّحَابَةِ
وَالتَّابِعِيْنَ، وَاَتْبَاعِهِمْ وَتَابِعِيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ، اَللّٰهُمَّ

لَا تَجْعَلْ لِاَحَدٍ مِّنْهُمْ فِیْ عُنُقِنَا ظَلَامَةً، وَنَجِّنَا بِحُبِّهِمْ عَنْ اَهْوَالِ یَوْمِ الْقِیٰمَةِ وَاجْعَلْهُمْ شُفَعَاءَ لَنَا وَمُشَفَّعِیْنَ بَیْنَ یَدَیْكَ یَوْمَ الْمَحْشَرِ اَللّٰهُمَّ یَا مَنْ اَمْرُهٗ بَیْنَ الْكَافِ وَالنُّوْنِ، وَمَنْ اِذَا اَرَادَ شَیْئًا قَالَ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ نَتَوَسَّلُ اِلَیْكَ بِجَاهِ نَبِیِّكَ الْاَمِیْنِ الْمَامُوْنِ اَنْ تَنْصُرَ الْاِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَتُنْجِزَ وَعْدَكَ وَكَانَ حَقًّا عَلَیْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ، وَوَفِّقْ وُلَاةَ الْاِسْلَامِ وَسَلَاطِیْنَهُمْ لِمَا تُحِبُّهٗ وَتَرْضَاهُ وَاعْصِمْهُمْ عَنِ الضَّلَالِ وَالْغَیِّ وَالْمَیْلِ اِلَی الشَّیْطَانِ وَمَا یَهْوَاهُ اَللّٰهُمَّ انْصُرْ مَنْ نَّصَرَ الدِّیْنَ الْقَوِیْمَ وَاجْعَلْنَا مِنْهُمْ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَ الْمُسْلِمِیْنَ وَلَا تَجْعَلْنَا مَعَهُمْ، وَاغْفِرِ اللّٰهُمَّ جَمِیْعَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ، اَلْاَحْیَاءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ، اِنَّكَ سَمِیْعٌ قَرِیْبٌ مُّجِیْبُ الدَّعَوَاتِ یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ، رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِیْنَ، رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَیْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ، وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْكٰفِرِیْنَ عِبَادَ اللّٰهِ رَحِمَكُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَاءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ، اُذْكُرُوا اللّٰهَ تَعَالٰی یَذْكُرْكُمْ وَادْعُوْهُ یَسْتَجِبْ لَكُمْ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰی اَعْلٰی وَاَوْلٰی وَاَعَزُّ وَاَجَلُّ وَاَهَمُّ وَاَكْبَرُ۔

خطبہ جمعہ

از :۔ عبدالحمید سواتی خطیب جامع مسجد نور و خادم مدرسہ نصرۃ العلوم

الخطبۃ الاولیٰ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا مُوَافِیًا لِنِعَمِہٖ مُکَافِیًا لِمَزِیْدِہٖ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَحْمَدُکَ بِاٰلَائِکَ وَنَشْکُرُکَ بِنَعْمَائِکَ لَکَ الْمِنَّۃُ وَالْاِحْسَانُ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ مَالِکُ الْمُلْکِ وَالْمَلَکُوْتِ، وَمِنْکَ السَّبِیْلُ اِلَی الْجَبَرُوْتِ وَاللَّاھُوْتِ، وَمِنْکَ الْبِدَایَۃُ وَاِلَیْکَ النِّھَایَۃُ، اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَبِالْاِجَابَۃِ جَدِیْرٌ، اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ اَنْ تَخُصَّ اَکْرَمَ الْمَوْجُوْدَاتِ بِاَکْمَلِ التَّحِیَّاتِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ،

اَمَّا بَعْدُ اَیُّھَا النَّاسُ وَحِّدُوا اللّٰہَ فَاِنَّ التَّوْحِیْدَ رَاْسُ الطَّاعَاتِ وَاتَّقُوا اللّٰہَ فَاِنَّ التَّقْوٰی مِلَاکُ الْحَسَنَاتِ،

اَیُّھَا النَّاسُ اَکْثِرُوْا ذِکْرَ ھَازِمِ اللَّذَّاتِ الْمَوْتِ وَالْبِلٰی،

اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّ الدُّنْیَا حُلْوَۃٌ خَضِرَۃٌ وَاِنَّ اللّٰہَ مُسْتَخْلِفُکُمْ فِیْھَا فَنَاظِرٌ کَیْفَ تَعْمَلُوْنَ،

اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّ الدُّنْیَا دَارُ مَنْ لَّا دَارَ لَہٗ وَمَالُ مَنْ لَّا مَالَ لَہٗ وَلَھَا یَجْمَعُ مَنْ لَّا عَقْلَ لَہٗ

اَیُّھَا النَّاسُ بَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ فِتَنًا کَقِطَعِ اللَّیْلِ الْمُظْلِمِ

يُصْبِحُ الرَّجُلُ فِيهَا مُؤْمِنًا وَيُمْسِي كَافِرًا وَيُمْسِي مُؤْمِنًا وَيُصْبِحُ كَافِرًا يَبِيعُ دِينَهُ بِعَرَضٍ مِنَ الدُّنْيَا،

أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ الدُّنْيَا قَدْ آذَنَتْ بِفِرَاقٍ وَإِنَّ الْيَوْمَ مِضْمَارٌ وَغَدًا السِّبَاقُ،

أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ لِرَبِّكُمْ فِي أَيَّامِ دَهْرِكُمْ نَفَحَاتٍ أَلَا فَتَعَرَّضُوا لَهَا،

أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ الدُّنْيَا عَرَضٌ حَاضِرٌ يَأْكُلُ مِنْهُ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ، وَإِنَّ الْآخِرَةَ وَعْدٌ صَادِقٌ، يَحْكُمُ فِيهَا مَلِكٌ عَادِلٌ قَادِرٌ، يُحِقُّ فِيهَا الْحَقَّ وَيُبْطِلُ الْبَاطِلَ،

أَيُّهَا النَّاسُ كُونُوا مِنْ أَبْنَاءِ الْآخِرَةِ وَلَا تَكُونُوا مِنْ أَبْنَاءِ الدُّنْيَا،

أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا الْحَرَامَ فِي الْبُنْيَانِ فَإِنَّهُ أَسَاسُ الْخَرَابِ،

أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا الظُّلْمَ فَإِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَاتَّقُوا الشُّحَّ فَإِنَّ الشُّحَّ أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ،

أَيُّهَا النَّاسُ هَلُمُّوا إِلَى رَبِّكُمْ مَا قَلَّ وَكَفَى خَيْرٌ مِمَّا كَثُرَ وَأَلْهَى

أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّكُمْ تُرْزَقُونَ بِالرِّزْقِ فَإِنَّ الرِّزْقَ مَقْسُومٌ، وَالْاِسْتِقْصَاءُ شُؤْمٌ، وَقَدْ فَازَ مَنْ لَمْ يَحْمِلْ مِنَ الظُّلْمِ نَقِيرًا۔

أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ وَإِنَّ أَبَاكُمْ وَاحِدٌ أَلَا لَا فَضْلَ لِلْعَرَبِيِّ عَلَى الْعَجَمِيِّ وَلَا لِلْعَجَمِيِّ عَلَى الْعَرَبِيِّ وَلَا لِأَحْمَرَ عَلَى أَسْوَدَ وَلَا لِأَسْوَدَ عَلَى أَحْمَرَ إِلَّا بِالدِّينِ وَالتَّقْوَى

أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَا يَجْزِي وَالِدٌ عَنْ وَلَدِهِ وَلَا مَوْلُودٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَالِدِهِ شَيْئًا إِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُورُ،

أَيُّهَا النَّاسُ أَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ،

أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا خُلِقَتِ الدُّنْيَا لَكُمْ وَإِنَّمَا خُلِقْتُمْ لِلْآخِرَةِ،

اَیُّهَا النَّاسُ لَا تَحَسَّسُوْا وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا تَنَاجَشُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَلَا تَنَابَزُوْا وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا،

اَیُّهَا النَّاسُ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ وَلَا اُمَّةَ بَعْدَكُمْ اَلَا فَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَصَلُّوْا خَمْسَكُمْ وَصُوْمُوْا شَهْرَكُمْ وَاَدُّوْا زَكٰوةَ اَمْوَالِكُمْ طَیِّبَةً بِهَا اَنْفُسُكُمْ وَاَنْ تَحُجُّوْا بَیْتَ رَبِّكُمْ وَاَطِیْعُوْا وُلَاةَ اَمْرِكُمْ تَدْخُلُوْا جَنَّةَ رَبِّكُمْ

اَیُّهَا النَّاسُ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ فَیَسْئَلُكُمْ عَنْ اَعْمَالِكُمْ اَلَا لَا تَرْجِعُوْا ضُلَّالًا یَّضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ،

اَیُّهَا النَّاسُ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ دِمَآءَكُمْ وَاَعْرَاضَكُمْ وَاَمْوَالَكُمْ حَرَامٌ عَلَیْكُمْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ،

اَیُّهَا النَّاسُ اُذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِیْرًا قَدْ جَآءَتِ الرَّاجِفَةُ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ، جَآءَ الْمَوْتُ بِمَا فِیْهِ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا وَاعْفُ عَنَّا اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلَی الْمَلٰٓئِكَةِ الْمُقَرَّبِیْنَ وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِیْنَ مِنْ اَهْلِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرَضِیْنَ وَعَلَیْنَا مَعَهُمْ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ،

اَلْاٰیَاتِ — — — — — — — — — — — — — —

— — — — — — — — — — — — — — —

— — — — — — — — — — — — — — —

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِیْ وَلَكُمْ وَلِسَآئِرِ الْمُسْلِمِیْنَ

الخطبة الثانية

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ، وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ، وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَرْسَلَہٗ اِلٰی کَآفَّۃِ النَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا۔

اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ وَخَیْرَ الْھُدٰی ھُدٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا وَکُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ

اَیُّھَا النَّاسُ وَحِّدُوا اللّٰہَ فَاِنَّ التَّوْحِیْدَ رَأْسُ الطَّاعَاتِ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَکُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْہُ عَدُوًّا اِنَّمَا یَدْعُوْا حِزْبَہٗ لِیَکُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ، یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اذْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ ھَلْ مِنْ خَالِقٍ غَیْرُ اللّٰہِ یَرْزُقُکُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ فَاَنّٰی تُؤْفَکُوْنَ، اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِیْٓ اَمْرِنَا وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ، وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَرْحَمُ اُمَّتِیْ بِاُمَّتِیْ اَبُوْبَکْرٍ وَاَشَدُّھُمْ فِیْ اَمْرِ اللّٰہِ عُمَرُ وَاَحْیَاھُمْ عُثْمَانُ وَاَقْضَاھُمْ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ وَعَنِ السِّتَّۃِ الْبَاقِیَۃِ مِنَ الْعَشَرَۃِ الْمُبَشَّرَۃِ وَعَنْ جَمِیْعِ اَزْوَاجِہٖ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَعَنْ جَمِیْعِ بَنَاتِہِ الطَّاھِرَاتِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُنَّ وَعَنْھُمْ اَجْمَعِیْنَ، وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْعَبَّاسِ وَوَلَدِہٖ مَغْفِرَۃً ظَاھِرَۃً وَّبَاطِنَۃً لَّا تُغَادِرُ ذَنْبًا وَسَیِّدُ الشُّھَدَآءِ حَمْزَۃُ وَسَیِّدَیْ شَبَابِ

اَھْلِ الْجَنَّۃِ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ وَسَیِّدَۃِ نِسَآءِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ فَاطِمَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا وَعَنْھُمْ اَجْمَعِیْنَ۔

اَللّٰھُمَّ ارْضَ عَنْ جَمِیْعِ اَصْحٰبِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمُھَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْھُمْ بِاِحْسَانٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ اَجْمَعِیْنَ

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْاَحْیَآءِ مِنْھُمْ وَالْاَمْوَاتِ۔ اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ اَللّٰھُمَّ اشْفِ مَرْضَانَا وَمَرْضَی الْمُسْلِمِیْنَ۔ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ

وَلَذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی اَعْلٰی وَاَعْظَمُ وَاَکْبَرُ۔

خطبہ عید الفطر

از :- عبد الحمید سواتی خطیب جامع مسجد نور و خادم مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

الخطبۃ الاولیٰ

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْکَبِیْرِ الْمُتَعَالِ، ذِی الْفَضْلِ وَالْاِحْسَانِ وَالْاِفْضَالِ، اَلَّذِیْ مَنَّ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ بِشَهْرِ رَمَضَانَ وَالْقُرْاٰنِ، وَرَفَعَ عَنْهُمُ الْاِصْرَ وَالْاَغْلَالَ، وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ نَشْهَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَلَّذِیْ اَرْسَلَہٗ لِقَطْعِ سَلَاسِلِ الطُّغْیَانِ وَالْاِضْلَالِ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ

اَیُّهَا الْمُسْلِمُوْنَ اِنَّ هٰذَا یَوْمُکُمْ یَوْمٌ عَظِیْمٌ وَیَوْمٌ سَعِیْدٌ یَوْمُ الْعِیْدِ وَیَوْمُ الْوَعِیْدِ عِیْدٌ لِلْاَبْرَارِ وَوَعِیْدٌ لِلْفُجَّارِ، یَوْمُ الْمُحَاسَبَۃِ وَیَوْمُ الْجَوَائِزِ، یَوْمُ الْفَرْسَۃِ وَیَوْمُ الْقَرْحَۃِ فَرْحَۃٌ لِمَنْ مَضٰی عَنْہُ رَمَضَانُ بِالْفَرْحَۃِ وَقَرْحَۃٌ لِمَنْ مَضٰی عَنْہُ رَمَضَانُ بِالْفَرْحَۃِ، فَطُوْبٰی لِمَنْ تَابَ فِیْہِ مِنَ السَّیِّئَاتِ وَطَابَ لَہُ الْخَیْرَاتُ، قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا،
اَیُّهَا النَّاسُ مَضٰی شَهْرُ الصِّیَامِ وَالْقِیَامِ شَهْرُ الْمُوَاسَاتِ

وَشَهْرُ الْمَغْفِرَةِ مِنَ الْاٰثَامِ، شَهْرُ نُزُوْلِ الْقُرْاٰنِ وَتِلَاوَةِ الْفُرْقَانِ،
اَيُّهَا النَّاسُ لَيْسَ الْعِيْدُ لِمَنْ لَبِسَ الثِّيَابَ الْفَاخِرَةَ اِنَّمَا الْعِيْدُ لِمَنْ اَرَادَ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ، لَيْسَ الْعِيْدُ لِمَنْ اَكَلَ النَّعِيْمَ اِنَّمَا الْعِيْدُ لِمَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ، لَيْسَ الْعِيْدُ لِمَنْ شَرِبَ وَاَكَلَ اِنَّمَا الْعِيْدُ لِمَنْ اَخْلَصَ لِلّٰهِ الْعَمَلَ، لَيْسَ الْعِيْدُ لِمَنْ لَبِسَ الْجَدِيْدَ اِنَّمَا الْعِيْدُ لِمَنْ خَافَ الْوَعِيْدَ، لَيْسَ الْعِيْدُ لِمَنْ تَبَخَّرَ بِالْعُوْدِ اِنَّمَا الْعِيْدُ لِمَنْ تَابَ وَلَا يَعُوْدُ، لَيْسَ الْعِيْدُ لِمَنْ تَزَيَّنَ بِزِيْنَةِ الدُّنْيَا اِنَّمَا الْعِيْدُ لِمَنْ تَزَوَّدَ بِزَادِ التَّقْوٰى، لَيْسَ الْعِيْدُ لِمَنْ رَكِبَ الْمَطَايَا اِنَّمَا الْعِيْدُ لِمَنْ تَرَكَ الْخَطَايَا، لَيْسَ الْعِيْدُ لِمَنْ نَصَبَ الْقُدُوْرَ اِنَّمَا الْعِيْدُ لِمَنْ سَعِدَ بِالْمَقْدُوْرِ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ لَيْسَ الْعِيْدُ لِمَنْ يُّنْفِقُ لِغَيْرِ اللّٰهِ اِنَّمَا الْعِيْدُ لِمَنْ يُّنْفِقُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، لَيْسَ الْعِيْدُ لِمَنْ اَكَلَ الثَّرِيْدَ وَلَبِسَ الْجَدِيْدَ اِنَّمَا الْعِيْدُ لِمَنْ خَافَ يَوْمَ الْوَعِيْدِ، وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ، فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَكٰوةَ الْفِطْرِ طُهْرَةً لِّلصِّيَامِ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ وَطُعْمَةً لِّلْمَسَاكِيْنِ فَمَنْ اَدَّاهَا قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَهِىَ زَكٰوةٌ مَّقْبُوْلَةٌ وَمَنْ اَدَّاهَا بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَهِىَ صَدَقَةٌ مِّنَ الصَّدَقَاتِ، وَعَنْ عَلِيٍّ مِنَ السُّنَّةِ اَنْ يَّخْرُجَ اِلَى الْعِيْدِ مَاشِيًا وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ يَوْمُ الْعِيْدِ خَالَفَ الطَّرِيْقَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔

الخطبة الثانية

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ وَغَوٰى، اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

اَمَّا بَعْدُ فَيَا اَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الْمَعَاصِيَ وَالْاٰثَامَ اِنَّ لَكُمْ مَعَالِمَ فَانْتَهُوْا اِلٰى مَعَالِمِكُمْ، وَاِنَّ لَكُمْ نِهَايَةً فَانْتَهُوْا اِلٰى نِهَايَتِكُمْ فَاِنَّ الْعَبْدَ بَيْنَ مَخَافَتَيْنِ بَيْنَ اَجَلٍ قَدْ مَضٰى لَا يَدْرِيْ مَا اللّٰهُ صَانِعٌ بِهٖ وَبَيْنَ اَجَلٍ قَدْ بَقِيَ لَا يَدْرِيْ مَا اللّٰهُ قَاضٍ فِيْهِ فَلْيَتَزَوَّدِ الْعَبْدُ مِنْ نَفْسِهٖ لِنَفْسِهٖ وَمِنْ حَيَاتِهٖ لِمَوْتِهٖ وَمِنْ شَبَابِهٖ لِكِبَرِهٖ وَمِنْ دُنْيَاهُ لِاٰخِرَتِهٖ، فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا بَعْدَ الْمَوْتِ مِنْ مُّسْتَعْتَبٍ. وَلَا بَعْدَ الدُّنْيَا دَارٌ اِلَّا الْجَنَّةُ اَوِ النَّارُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَقَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ قَالُوْا نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُنَا وَنَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَنَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ الشّٰهِدِيْنَ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا

وَاٰيَةً مِّنْكَ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ قَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَاِنِّيْٓ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّآ اُعَذِّبُهٗٓ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَعَلٰى جَمِيْعِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْاَحْيَآءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ

خطبہ عید الاضحیٰ

از: عبدالحمید سواتی خطیب جامع مسجد نور و خادم مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

الخطبة الاولیٰ

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ وَنَشْكُرُهٗ شُكْرًا جَزِيْلًا، وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ اِلٰى كَافَّةِ النَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

فَيَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ عِيْدًا وَهٰذَا عِيْدُنَا، اَيُّهَا النَّاسُ اُوْصِيْكُمْ وَنَفْسِيْ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَاَحُثُّكُمْ عَلٰى طَاعَةِ اللّٰهِ اِنَّ دِمَاءَكُمْ وَاَمْوَالَكُمْ وَاَعْرَاضَكُمْ حَرَامٌ عَلَيْكُمْ اِلٰى اَنْ تَلْقَوْا رَبَّكُمْ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ وَلَا يَحِلُّ لِامْرِءٍ مَّالُ اَخِيْهِ اِلَّا عَنْ طِيْبِ نَفْسٍ مِّنْهُ، قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ، وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى

مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ فَإِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهُ أَسْلِمُوا وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ، اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ.

فَلَمَّا أَسْلَمَا وَتَلَّهُ لِلْجَبِيْنِ وَنَادَيْنٰهُ أَنْ يّٰاِبْرٰهِيْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا إِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ،

قُلْ إِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ، أَيُّهَا النَّاسُ مَا عَمِلَ ابْنُ اٰدَمَ مِنْ عَمَلٍ يَّوْمَ النَّحْرِ أَحَبَّ إِلَى اللّٰهِ مِنْ إِهْرَاقِ الدَّمِ وَإِنَّهُ لَيَأْتِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِقُرُوْنِهَا وَأَشْعَارِهَا وَأَظْلَافِهَا وَأَنَّ الدَّمَ لَيَقَعُ مِنَ اللّٰهِ بِمَكَانٍ قَبْلَ أَنْ يَّقَعَ بِالْأَرْضِ فَطِيْبُوْا بِهَا نَفْسًا اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَقَالَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا هٰذِهِ الْأَضَاحِيُّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ سُنَّةُ أَبِيْكُمْ إِبْرَاهِيْمَ قَالُوْا فَمَا لَنَا فِيْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بِكُلِّ شَعْرَةٍ حَسَنَةٌ قَالُوْا فَالصُّوْفُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بِكُلِّ شَعْرَةٍ مِّنَ الصُّوْفِ حَسَنَةٌ، اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ، يٰأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ وَّإِنَّ أَبَاكُمْ وَاحِدٌ كُلُّكُمْ أَبْنَاءُ اٰدَمَ وَاٰدَمُ مِنْ تُرَابٍ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقَاكُمْ لَا فَضْلَ لِلْعَرَبِيِّ عَلَى الْعَجَمِيِّ وَلَا لِلْعَجَمِيِّ عَلَى الْعَرَبِيِّ إِلَّا بِالدِّيْنِ وَالتَّقْوٰى، أَلَا كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ. يٰأَيُّهَا النَّاسُ لَا نَبِيَّ بَعْدَ نَبِيِّنَا وَلَا أُمَّةَ بَعْدَ أُمَّتِنَا أَلَا فَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَصَلُّوْا خَمْسَكُمْ وَصُوْمُوْا شَهْرَكُمْ وَأَدُّوْا زَكٰوةَ أَمْوَالِكُمْ طَيِّبَةً بِهَا أَنْفُسُكُمْ وَحُجُّوْا بَيْتَ رَبِّكُمْ وَأَطِيْعُوْا وُلَاةَ أَمْرِكُمْ، تَدْخُلُوْا جَنَّةَ رَبِّكُمْ، اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا

وَتَجَاوَزْ عَنْ سَيِّئَاتِنَا وَاٰمِنْ رَوْعَاتِنَا وَتَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَاَصْلِحْ لَنَا شَأْنَنَا كُلَّهٗ وَاشْفِ مَرْضَانَا وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔

الخطبة الثانية
(عید الاضحیٰ)

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدَانَا لِدِيْنِ الْاِسْلَامِ وَفَضَّلَنَا بِالضَّحَايَا وَالْمَنَاسِكِ عَلٰى سَائِرِ الْاَجْيَالِ وَالْاَدْيَانِ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔

وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، اَفْضَلُ الْخَلَائِقِ الَّذِيْ سَنَّ لَنَا الْاَعْيَادَ۔ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔

اَمَّا بَعْدُ فَيَآ اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ۔ وَاِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالْخَوَاتِيْمِ فَاَخْلِصُوا النِّيَّاتِ وَالْاَعْمَالَ لِلّٰهِ تَعَالٰى، وَسَمِّنُوْا ضَحَايَاكُمْ فَاِنَّهَا عَلَى الصِّرَاطِ مَطَايَاكُمْ۔ فَطِيْبُوْا بِهَا نَفْسًا۔ وَقَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ۔ وَاعْلَمُوْا اَنَّ لِكُلِّ دِيْنٍ خُلُقًا وَّخُلُقُ الْاِسْلَامِ الْحَيَاءُ،

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ فِتْنَةٌ وَفِتْنَةُ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَالُ، فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَأَجْمِلُوا فِي الطَّلَبِ لَا يُدْرَكُ مَا عِنْدَ اللّٰهِ إِلَّا بِالطَّاعَةِ، وَإِيَّاكُمْ وَالتَّنَعُّمَ فَإِنَّ عِبَادَ اللّٰهِ لَيْسُوا بِالْمُتَنَعِّمِيْنَ

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ الرِّزْقَ لَيَطْلُبُ الْعَبْدَ كَمَا يَطْلُبُهُ أَجَلُهُ، وَلَا تَكُونُوا إِمَّعَةً تَقُولُونَ إِنْ أَحْسَنَ النَّاسُ أَحْسَنَّا وَإِنْ ظَلَمُوا ظَلَمْنَا ـ وَلٰكِنْ وَطِّنُوا أَنْفُسَكُمْ إِنْ أَحْسَنَ النَّاسُ أَنْ تُحْسِنُوا وَإِنْ أَسَاءُوا فَلَا تَظْلِمُوا

اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنَ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ ـ وَوَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى وَاجْعَلْ اٰخِرَتَنَا خَيْرًا مِّنَ الْأُوْلٰى اَللّٰهُمَّ أَصْلِحْ لَنَا شَأْنَنَا كُلَّهُ وَلَا تَكِلْنَا إِلٰى أَنْفُسِنَا طَرْفَةَ عَيْنٍ

اَللّٰهُمَّ أَصْلِحْ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اَللّٰهُمَّ اهْدِ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عليه وسلم

اَللّٰهُمَّ اجْمَعْ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عليه وسلم

اَللّٰهُمَّ فَرِّجْ عَنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عليه وسلم

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَإِسْرَافَنَا فِي أَمْرِنَا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ـ

اَللّٰهُمَّ لَا تَدَعْ لَنَا ذَنْبًا إِلَّا غَفَرْتَهُ وَلَا هَمًّا إِلَّا فَرَّجْتَهُ وَلَا دَيْنًا إِلَّا قَضَيْتَهُ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا إِلَّا قَضَيْتَهَا يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ـ

اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ـ

خطبہ نکاح

از: عبدالحمید سواتی خطیب جامع مسجد نور و خادم مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّهْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا هَادِیَ لَہٗ. وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ. وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ، یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِہٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا ، یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا یُّصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا ، یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ، وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَہٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا وَکَانَ رَبُّکَ قَدِیْرًا ، وَمِنْ اٰیٰتِہٖٓ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْکُنُوْٓا اِلَیْهَا وَجَعَلَ بَیْنَکُمْ مَّوَدَّۃً وَّرَحْمَۃً ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ

وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلنِّکَاحُ مِنْ سُنَّتِیْ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ وَقَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ تُنْکَحُ الْمَرْاَۃُ لِاَرْبَعٍ لِمَالِهَا وَلِجَمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَلِدِیْنِهَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّیْنِ تَرِبَتْ یَدَاکَ یَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْکُمُ

۷۹۲

الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ اَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَاَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ اَلدُّنْيَا مَتَاعٌ وَخَيْرُ مَتَاعِهَا الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ،

اَللّٰهُمَّ اَلِّفْ بَيْنَهُمَا وَاَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِهِمَا وَبَارِكْ لَهُمَا وَاجْمَعْ بَيْنَهُمَا بِخَيْرٍ۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (جمعہ)

اور اللہ تعالیٰ کا بکثرت ذکر کرو تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔

اَشْرَفُ الْعِبَادَةِ الدُّعَآءُ (الحدیث)

سب سے اشرف عبادت دعا ہے

(ادب المفرد مع شرح فضل اللہ الصمد ص ۱۶۷/۲)

کتاب الاذکار و الدعوات

آدابِ دُعا

قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں دُعا کے آداب کا بھی ذکر ہے۔ اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے، کہ دُعا گڑگڑا کر اور نہایت ہی عاجزی، انکساری و نیازمندی کے ساتھ مانگنی چاہیئے، دُعا چونکہ عبادت ہے بلکہ عبادت کا لبِ لباب خلاصہ اور نچوڑ ہے، اور اس کے لیے کوئی بھی وقت مقرر نہیں ہر وقت دُعا کر سکتا ہے، جس طرح ایمان کا ہونا اور خوراک کا حلال اور طیب ہونا شرائط مقبولیت دعا میں سے ہے، اسی طرح دُعا کے بعض آداب بھی ہیں، جن کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔

دُعا سے لاپرواہی اور استنکاف اختیار کرنا مذموم ہے، کسی حرام اور ناجائز بات کی دُعا کرنا، یا قطع رحمی اور گناہ کی دُعا کرنا بھی ناجائز اور مذموم ہے اسی طرح دُعا میں غلو اور مبالغہ نہ کرے اور محال و ناممکن باتوں کا سوال بھی ناجائز ہے۔ دُعا دلجمعی اور حضورِ قلب کے ساتھ ہونی چاہیئے۔ انتہائی، ابتہال، تضرع، رغبت و شوق سے دُعا کرے، اخلاصِ نیت ہو، جسم و لباس پاک و صاف ہو، نجاست و گندگی کی حالت میں نہ ہو، باوضو اور باطہارت ہو، اگر قبلہ رخ ہو، بہت بہتر ہے دُعا کرتے وقت آسمان کی طرح نگاہ نہ اٹھائے، نغمہ اور تکلف بھی نہ کرے، اگر امام ہو تو تنہا اپنے لیے دُعا نہ کرے، بلکہ تمام مقتدیوں کو بھی دُعا میں شریک کرے اپنی خطاؤں اور گناہوں کا اقرار کرے اپنے لیے اپنے والدین اساتذہ مشائخ تمام مؤمنین و مومنات اور تمام امت کے لیے بھی دُعا کرے اپنی تمام شخصی ضروریات و حوائج اللہ تعالےٰ سے طلب کرے، طلبِ دُعا کے وقت اگر ہاتھ اٹھائے تو بہتر ہے آخر میں ہاتھ منہ پر مل لے، دُعا سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجے، اور آخر میں بھی حمد و ثنا اور درود و سلام پر ختم کرے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس باب میں عام اور خاص دونوں قسم کے اذکار وادعیہ کا ذکر ہو گا، عام اذکار سے مراد وہ اذکار ہیں جو صبح شام یا دن، رات پڑھے جاتے ہیں، یا مختلف اوقات اور مقاصد کے لیے پڑھے جاتے ہیں، اور خاص سے مُراد وہ اذکار ہیں، جو خاص سلسلہ کے بزرگانِ دین کے معمولات میں شامل ہیں۔

ادعیہ اور اذکار میں جن کی فضیلت یا تاثیر بہت زیادہ معلوم ہوتی ہے انکا ذکر کیا ہے یا جو ضروری ہیں، اور جن کو اختیار کرنا اور معمول بنانا ہر مرد مومن کے لیے بہتر ہے۔ پہلے ہم عام اذکار کا ذکر کرینگے۔

افضل الذکر

۱۔عَنْ جَابِرٍ (مَرْفُوْعًا) اَفْضَلُ الذِّکْرِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَفْضَلُ الدُّعَاءِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

(ترمذی صفحہ ۴۸۷)

حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے افضل ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہے اور سب سے افضل دعا الحمد للہ ہے۔

۲۔ گھر سے نکلتے وقت کی دُعا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب گھر سے نکلتے تھے تو اپنی نگاہ مبارک آسمان کی طرف اٹھاتے اور یہ دُعا پڑھتے تھے۔

۱۔ بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ

(ترمذی صفحہ ۴۹۴)

اللہ تعالیٰ کے نام سے (میں گھر سے نکل رہا ہوں) میں نے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیا ہے۔

۲۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ اَنْ

اے اللہ! میں تیری ذات کے ساتھ پناہ لیتا ہوں،

أَضِلَّ أَوْ أُضَلَّ أَوْ أَزِلَّ أَوْ أُزَلَّ أَوْ أَظْلِمَ أَوْ أُظْلَمَ أَوْ أَجْهَلَ أَوْ يُجْهَلَ عَلَيَّ

(ابوداؤد ۲۲۹/۲، ابن ماجہ ۲۷۷، مستدرک حاکم ۵۱۹/۱)

اس بات سے کہ میں کسی کو گمراہ کروں یا گمراہ کیا جاؤں یا میں پھسل جاؤں سیدھے راستے سے یا پھسلا دیا جاؤں یا میں کسی پر ظلم کروں یا کوئی مجھ پر ظلم کرے یا میں نادانی کی بات کروں یا میرے ساتھ جہالت و نادانی کی بات کی جائے۔

۳۔ جو شخص گھر سے نکلے اور یہ دعا کرے، اس کے لیے کفایت و وقایت (حفاظت) ہوگی۔

بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ

(ترمذی ۴۹۴)

اللہ تعالیٰ کے نام سے (میں گھر سے نکل رہا ہوں) میں نے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیا ہے، برائی سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت نہیں مگر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے۔

گھر سے نکلتے اور داخل ہوتے وقت

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْئَلُكَ خَيْرَ الْمَوْلِجِ وَخَيْرَ الْمَخْرَجِ، بِسْمِ اللّٰهِ وَلَجْنَا وَبِسْمِ اللّٰهِ خَرَجْنَا وَعَلَى اللّٰهِ رَبِّنَا تَوَكَّلْنَا

(ابوداؤد ۲۲۹/۲)

اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں گھر میں اچھی طرح داخل ہونے کا، اور گھر سے اچھی طرح باہر نکلنے کا، اللہ تعالیٰ کے نام سے ہم گھر میں داخل ہوتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے نام سے ہم گھر سے باہر نکلتے ہیں اور ہم اپنے اللہ پر جو ہمارا پروردگار ہے بھروسہ کرتے ہیں۔

شیطانی وسوسوں کی زیادتی کے وقت

شیطانی وسوسوں کی زیادتی کے وقت یہ دعا پڑھے۔

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ (مسلم ۷۹/۱)

ایمان لایا میں اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسولوں پر

کسی ناگوار چیز کو دیکھ کر

جب کسی ناگوار چیز کو دیکھے تو یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ لَا يَأْتِيْ بِالْحَسَنَاتِ إِلَّا أَنْتَ وَلَا يَدْفَعُ السَّيِّئَاتِ إِلَّا أَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ (حصن حصین ۲۶۳)

اے اللہ! نہیں لاتا بھلائیوں کو مگر تو ہی اور نہیں ہٹاتا برائیوں کو مگر تو ہی۔ اور نہیں برائی سے پھرنے اور نیکی کرنے کی طاقت مگر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے۔

جب کوئی دشوار معاملہ لاحق ہو۔ لَا إِلٰهَ إِلَّا

نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ تعالیٰ کے جو بُردبار

اللہ الحلیم الکریم سبحان اللہ رب العرش العظیم الحمد للہ رب العلمین۔ (مسند احمد ص۲۰۶ ج۱)

اور کریم ہے، پاک ہے اللہ تعالیٰ کی ذات جو عرش عظیم کا مالک ہے، سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

برائی سے بچنے کیلیے

اللھم احسن عاقبتنا فی الامور کلھا وأجرنا من خزی الدنیا وعذاب الآخرۃ (مسند احمد ص۱۸۱ ج۴ تفسیر ابن کثیر ص۱۵۷ ج۱ حسن)

اے اللہ! ہمارے تمام امور کے انجام کو اچھا بنا دے، اور ہمیں دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے پناہ دے،

مؤذن کی اذان سننے کے بعد

وانا اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمدا عبدہ ورسولہ رضینا باللہ ربا وبمحمد رسولا وبالاسلام دینا (مسند احمد ص۱۸۱ ج۱)

اور میں گواہی دیتا ہوں، کہ اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ وحدہٗ لاشریک ہے، اور بیشک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالےٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ راضی ہوئے ہم اللہ تعالیٰ کو اپنا رب، اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول اور اسلام کو دین مان کر۔

بازار میں داخل ہونے کے وقت کی دعا

لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد بیدہ الخیر یحیی ویمیت وھو علی کل شیء قدیر (مسند احمد ص۴۷ ج۱)

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ وحدہٗ لاشریک ہے، اسی کی بادشاہی ہے، اور اسی کے لیے تعریف ہے، اس کے ہاتھ میں سب بھلائی ہے۔ وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

۲۔ ابن سنیؒ نے عمل الیوم واللیلہ میں نقل کیا ہے۔

لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وھو حی لا یموت

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ وحدہٗ لاشریک ہے اور اسی کے لیے بادشاہی ہے، اور اسی کے لیے تعریف ہے وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے

(کُتِبَ لَہٗ اَلْفُ اَلْفِ حَسَنَۃٍ وَمُحِیَ عَنْہُ اَلْفُ اَلْفِ سَیِّئَۃٍ وَبَنَی اللّٰہُ لَہٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ (عمل الیوم واللیلۃ ص۵۵)

اور وہ زندہ ہوتا ہے جس پر کبھی موت طاری نہیں ہوگی۔ (اسکے لیے دس لاکھ نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور دس لاکھ برائیاں مٹائی جاتی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اسکا گھر جنت میں بناتا ہے)

پانی پینے کے بعد

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ سَقَانَا عَذْبًا فُرَاتًا بِرَحْمَتِہٖ وَلَمْ یَجْعَلْہُ مِلْحًا اُجَاجًا بِذُنُوْبِنَا (تفسیر ابن کثیر ص۴۹۶ ج۴)

سب تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے ہمیں میٹھا اور خوشگوار پانی پلایا، اپنی رحمت سے، اور اس پانی کو ہمارے گناہوں کی وجہ سے کڑوا بدذائقہ نہیں بنایا۔

کفارہ غیبت کے لیے

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلَہٗ

اے اللہ! ہمارے گناہ بھی اور اس کے گناہ بھی معاف فرما دے۔

(مظہری ص۵۶ ج۹)

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کو کوئیں میں یہ دعا سکھلائی تھی

اَللّٰھُمَّ یَا کَاشِفَ کُلِّ کُرْبَۃٍ وَمُجِیْبَ کُلِّ دَعْوَۃٍ وَیَا جَابِرَ کُلِّ کَسِیْرٍ وَیَا مُیَسِّرَ کُلِّ عَسِیْرٍ وَیَا صَاحِبَ کُلِّ غَرِیْبٍ وَیَا مُؤْنِسَ کُلِّ وَحِیْدٍ یَا لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ، سُبْحَانَکَ اَنْ تَجْعَلَ لِیْ فَرَجًا وَمَخْرَجًا وَاَنْ تَقْذِفَ حُبَّکَ فِیْ قَلْبِیْ حَتّٰی لَا یَکُوْنَ لِیْ ھَمٌّ وَلَا ذِکْرٌ غَیْرَکَ وَاَنْ تَحْفَظَنِیْ وَتَرْحَمَنِیْ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

(کشف الرحمان ص۳۲۷)

اے اللہ! جو دور کرنے والا ہے، ہر تکلیف کا اور قبول کرنے والا ہر دعا کا اور اے جوڑنے والے ہر ٹوٹی ہوئی چیز کے، اور اے آسان کرنے والے ہر دشواری کے اور اے صاحب ہر بیکس اور غریب کے، اور انس دلانے والے ہر تنہا کے، یا اللہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تیری ذات پاک ہے، بنا دے میرے لیے کشادگی اور تنگی سے باہر نکلنے کی راہ اور ڈال دے، اپنی محبت میرے دل میں، یہاں تک کہ میرے لیے کوئی فکر اور ذکر نہ ہو تیرے سوا۔ اور میری حفاظت فرما اور مجھ پر رحم فرما اے سب سے بڑھ کر رحم کرنے والے۔

طلبِ فضل و رحمت کے لیے دُعا

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ وَرَحْمَتِکَ فَاِنَّھُمَا بِیَدِکَ لَا یَمْلِکُھُمَا اَحَدٌ غَیْرُکَ (حاشیہ نسائی ص۱۵۲ بحوالہ دارقطنی فی العلل)

اے اللہ! ہم تجھ سے تیرا فضل اور رحمت طلب کرتے ہیں، یہ دونوں تیرے ہاتھ میں ہیں، تیرے سوا ان کا کوئی مالک نہیں۔

فطرت پر خاتمہ کی دُعا

حضرت براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم بستر پر سونے کے لیے جاؤ تو پہلے وضو کر لو، پھر دائیں کروٹ پر لیٹ جاؤ اور یوں دعا کرو:۔

اَللّٰھُمَّ اَسْلَمْتُ وَجْھِیَ اِلَیْکَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَیْکَ وَاَلْجَاْتُ ظَھْرِیْ اِلَیْکَ رَغْبَۃً وَّرَھْبَۃً اِلَیْکَ لَا مَلْجَاَ وَلَا مَنْجَا مِنْکَ اِلَّا اِلَیْکَ اَللّٰھُمَّ اٰمَنْتُ بِکِتَابِکَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ وَبِنَبِیِّکَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ

(بخاری ص۹۳۴ ج۲)

اے اللہ! میں نے اپنے چہرے یعنی اپنی جان و نفس کو تیرے تابع کر دیا اور میں نے اپنے ہر معاملہ کو تیرے سپرد کر دیا ہے اور میں نے اپنی پشت کو تیرے سہارے پر ٹیک دیا ہے تیری طرف رغبت رکھتے ہوئے، اور تجھ سے ڈرتے ہوئے، تیرے سوائے کوئی جائے پناہ نہیں، اور کوئی بچنے کی جگہ نہیں بجز تیرے۔ اے اللہ! میں تیری اس کتاب (قرآن) پر ایمان لایا ہوں، جس کو تو نے نازل فرمایا اور میں تیرے اس نبی (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لایا ہوں، جس کو تُو نے رسُول بنا کر بھیجا ہے

شگون سے بچنے کے لیے

اَللّٰھُمَّ لَا خَیْرَ اِلَّا خَیْرُکَ وَلَا طَیْرَ اِلَّا طَیْرُکَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ

(تفسیر ابن کثیر ص۲۹۵ ج۲ بحوالہ مسند احمد ص۲۲۰ ج۲)

اے اللہ! نہیں خیر مگر وہ جو تیری دی ہوئی خیر ہے، اور نہیں کوئی فال نیک مگر وہ جو تیرا عطا کیا ہوا ہے، اور تیرے سوا کوئی الٰہ (معبود) نہیں

کڑک سُن کر

اَللّٰھُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِکَ وَلَا

اے اللہ! ہم کو اپنے غضب سے نہ قتل کر اور ہم کو

تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِكَ — اپنے عذاب سے نہ ہلاک کر، اور اس سے پہلے ہی ہم کو عافیت عطا فرما۔

سُبْحَانَ مَنْ يُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ — پاک ہے، وہ ذات کہ رعد اس کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں، اور ملائکہ بھی اس کے خوف سے تسبیح کرتے ہیں۔

(ابن کثیر ص۵۰۵ ج۲ ——— ترمذی ص۴۹۸ ادب المفرد للبخاری ص۱۰۵ عمل الیوم واللیلۃ ص۱۲۱)

(امام مالکؒ کا تکیہ کلام) نیز نظر بد زخم چشم سے بچنے کے لیے

مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ (زرقانی شرح موطا امام مالک ص۲۴ ج۱ عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی ص۸۶) — جو چاہے اللہ تعالیٰ نہیں نیکی کرنے کی طاقت مگر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے۔

قیام مجلس کی دعا:

سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ — پاک ہے تیری ذات اے اللہ! اور ہم تیری تعریف کرتے ہیں، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، میں تجھ سے بخشش مانگتا ہوں، اور تیرے سامنے توبہ کرتا ہوں۔

(ابوداؤد ص۳۱۱ ج۲ ابن کثیر ص۲۴۶ ج۴)

سوکر اٹھنے کے بعد

یہ رات کو پڑھ کر سوئے تو اگر اپنے بستر پر مر گیا۔ شہادت کی موت پائے گا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ رَدَّ اِلَيَّ نَفْسِيْ بَعْدَ مَوْتِهَا وَلَمْ يُمِتْهَا فِيْ مَنَامِهَا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ يُمْسِكُ السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا وَلَئِنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهٖ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا وَيُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ اِنَّ اللّٰهَ

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، جس نے میری طرف میرے نفس کو اس کے مرنے کے بعد (نیند کے بعد) لوٹا دیا ہے، اور اس پر موت نہیں طاری کی خواب میں، سب تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، جو آسمان اور زمین کو روکتا ہے زائل ہونے سے اور اگر وہ زائل ہو جائیں (اپنے مقام سے گر کر تباہ ہو جائیں) تو کون ہے جو ان کو روکے اور تھامے، بیشک وہ

بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۔ (کشف الرحمان صلاۃ، در منثور ۲۵۵/۵، ابن سنی ۱۵)

بردبار اور بہت بخشش کرنے والا ہے۔ وہ روکتا ہے، آسمان کو زمین پر گرنے سے، سوائے اس کے حکم کے، بیشک اللہ تعالیٰ لوگوں کے ساتھ بہت شفقت کرنیوالا مہربان ہے۔

کھانے میں برکت کے لیے دُعا

حضرت ابو طلحہؓ کے گھر کھانے میں برکت کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دُعا کی

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اَعْظِمْ فِیْہِ الْبَرَکَۃَ (مسند احمد، نسائی، بخاری بین السطور ۹۸۹/۲)

اللہ تعالیٰ کے نام سے، اے اللہ! اس میں بڑی برکت رکھ دے۔

سفر سے واپسی پر :۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر سے واپسی پر دعا کی۔

اٰئِبُوْنَ تَآئِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ۔ (بخاری ۹۱۳/۲)

ہم سفر سے لوٹ کر آنیوالے ہیں، اور اپنی لغزشوں سے توبہ کرنیوالے ہیں، ہم اپنے رب کی عبادت کرنے والے ہیں، اور اس کی تعریفیں کرنیوالے ہیں۔

درد کے لیے

اَعُوْذُ بِعِزَّۃِ اللّٰہِ وَقُدْرَتِہٖ وَ سُلْطَانِہٖ مِنْ شَرِّ مَآ اَجِدُ (ترمذی ۲۰۳/۲)

میں اللہ تعالیٰ کی عزت، قدرت اور غلبہ کے ساتھ پناہ چاہتا ہوں، اس چیز کے شر سے جو میں پاتا ہوں۔

حسن خاتمہ کے لیے

اَللّٰھُمَّ اَحْیِنَا مُسْلِمِیْنَ وَاَمِتْنَا مُسْلِمِیْنَ وَاَلْحِقْنَا بِالصَّالِحِیْنَ غَیْرَ خَزَایَا وَلَا مُبَدِّلِیْنَ (تفسیر ابن کثیر ۲۲۹/۲)

اے اللہ! ہم کو فرماں برداری کی حالت میں زندہ رکھ اور فرمانبرداری کی حالت میں موت دے، اور ہم کو نیک لوگوں کے ساتھ ملا دے اس حال میں کہ نہ ہم رسوا ہوں، اور نہ اپنے اعتقاد کو بدلنے والے،

تنزل سے بچنے کے لیے :۔ ابن ابی مُلَیْکَۃَ یَقُوْلُ

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِکَ اَنْ نَّرْجِعَ
عَلٰٓی اَعْقَابِنَا اَوْ اَنْ نُّفْتَنَ عَنْ
دِیْنِنَا (بخاری ص۹۷۵ ج۲، مسلم ص۲۴۹ ج۲)

اے اللہ! ہم تیری ذات کے ساتھ پناہ چاہتے
ہیں، اس بات سے کہ ہم الٹے اپنی ایڑیوں کی طرف
پلٹ جائیں (گمراہ ہو جائیں) اور اس بات سے
کہ ہم اپنے دین سے فتنے میں ڈالے جائیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب بیمار کے پاس جاتے تھے۔

لَا بَاْسَ طَھُوْرٌ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ
(بخاری ص۸۴۴ ج۲)

کوئی حرج نہیں ان شاء اللہ یہ تکلیف گناہوں سے
پاک کرنے والی ہے۔

فوت ہونے پر

اِنَّ لِلّٰہِ مَآ اَخَذَ وَمَآ اَعْطٰی وَکُلُّ
شَیْءٍ عِنْدَہٗ بِاَجَلٍ مُّسَمًّی
(بخاری ص۸۴۲ ج۲)

بیشک اللہ تعالیٰ کے لیے ہی ہے، جو اس نے
دیا اور جو اس نے لے لیا، اور ہر چیز اس کے
نزدیک ایک خاص مقرر مدت تک ہوتی ہے۔

عارف کی دعا مختصر ہوتی ہے :۔ حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کہتے ہیں

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُکَ رِضَاکَ
وَالْجَنَّۃَ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ سَخَطِکَ
وَالنَّارِ (شمائم امدادیہ ص۴۲)

اے اللہ! میں تجھ سے تیری رضا اور جنت
کا طالب ہوں، اور میں تیری ذات کے ساتھ
تیری ناراضگی اور دوزخ سے پناہ چاہتا ہوں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کو یہ دعا سکھلائی۔

(قُلْ) اَللّٰھُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ
رَبَّ کُلِّ شَیْءٍ وَّمَلِیْکَہٗ اَشْھَدُ
اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ
شَرِّ نَفْسِیْ وَمِنْ شَرِّ الشَّیْطٰنِ
وَشِرْکِہٖ وَاَنْ اَقْتَرِفَ عَلٰی
نَفْسِیْ سُوْٓءًا اَوْ اَجُرَّہٗ اِلٰی مُسْلِمٍ

اے اللہ جو موجد ہے، آسمانوں اور زمین کا، اور
جو جاننے والا ہے پوشیدہ اور کھلی باتوں کا اور رب
اور بادشاہ ہے ہر چیز کا، میں گواہی دیتا ہوں کہ
تیرے سوا کوئی معبود نہیں، اور میں پناہ چاہتا ہوں
تیری ذات کے ساتھ اپنے نفس کے شر سے
اور شیطان کے شر سے، اور اس کے شرک سے
اور اس بات سے کہ میں اپنے نفس پر کوئی شر کماؤں۔

(ابوداؤد ص ۲۳۷/۲، نسائی ص، مسند احمد ص ۹/۱۸، تفسیر ابن کثیر ص ۴۹۵/۲) یا اس شر کو کسی مسلمان کی طرف کھینچ کر لے جاؤں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق کو یہ دعا بھی سکھلائی : دن میں تین بار پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ اَنْ اُشْرِکَ بِکَ وَاَنَا اَعْلَمُ وَاَسْتَغْفِرُکَ لِمَا لَا اَعْلَمُ (حاشیہ مظہری ص ۲۲۹/۵)

اے اللہ! میں تیری ذات کے ساتھ پناہ چاہتا ہوں، اس سے کہ میں دانستہ تیرے ساتھ شرک کروں، اور میں تجھ سے بخشش طلب کرتا ہوں۔ نادانستہ غلطیوں سے۔

کسی مصیبت زدہ کو دیکھ کر یہ دعا کرے تو عافیت دیا جائیگا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاکَ بِہٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا (ترمذی ص ۴۹۵)

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، جس نے مجھے عافیت دی ہے، اس چیز سے جس کے ساتھ تجھے مبتلا کیا ہے اور مجھے بہت سی مخلوق پر فضیلت دی ہے۔

اشراق کی نماز کے وقت یہ دعا کرے : یہ دعا حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے منقول ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَقَالَنَا یَوْمَنَا ھٰذَا وَلَمْ یُھْلِکْنَا بِذُنُوْبِنَا۔ (مسلم ص ۲۷۴/۱)

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے ہمیں آج کے دن معافی دی اور ہم کو ہمارے گناہوں کی بدولت ہلاک نہیں کیا۔

برائے شفائے مریضاں : حضرت عبداللہؓ نے اپنی بیوی سے کہا تمہارے لیے کافی تھا کہ تم وہ بات کہتیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی (شفائے مریضاں کے لیے)

اَذْھِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَآءَ اِلَّا شِفَاؤُکَ شِفَآءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا) (بخاری ص ۸۴۷/۲، مسند احمد ص، ابن کثیر ص ۴۹۴/۲)

تکلیف کو دور کر دے اے لوگوں کے پروردگار! اور شفا عطا فرما، اور تو ہی شفاء دینے والا ہے، تیرے سوا کسی کی شفاء نہیں، ایسی شفا دے جو کسی روگ کو نہ چھوڑے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کی روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی

مریض کے پاس جاتے یا کوئی مریض آپ کے پاس لایا جاتا تو آپ یہ دعا کرتے۔

حوادث سے بچنے کے لیے

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَرَمِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَدَمِ وَمِنَ الْغَرَقِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ يَّتَخَبَّطَنِيَ الشَّيْطٰنُ عِنْدَ الْمَوْتِ۔

(ابوداؤد ص ۲۱۶/۱ ابن کثیر ص ۲۵۴/۳)

اے اللہ! میں تیری ذات کے ساتھ پناہ چاہتا ہوں، انتہائی بڑھاپے سے اور میں تیری ذات کے ساتھ پناہ چاہتا ہوں کسی چیز کے نیچے دب کر ہلاک ہونے سے، اور پانی میں ڈوبنے سے اور میں تیری ذات کے ساتھ پناہ چاہتا ہوں کہ شیطان مجھے خبطی بنا دے موت کے وقت۔

ھوام و سانپ بچھو وغیرہ کیڑے مکوڑوں سے بچنے کیلیے

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَنْ يَّمْشِیْ عَلٰى بَطْنِهٖ وَمِنْ شَرِّ مَنْ يَّمْشِیْ عَلٰى رِجْلَيْنِ وَمِنْ شَرِّ مَنْ يَّمْشِیْ عَلٰٓى اَرْبَعٍ (جمع الوسائل ص ۱۳۸/۱ بحوالہ طبرانی فی الاوسط بیہقی فی الدعوات باسناد صحیح عن ابن عباسؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

اے اللہ! میں تیری ذات کے ساتھ پناہ چاہتا ہوں ان کے شر سے جو پیٹ کے بل چلتے ہیں، اور ان کے شر سے جو دو پاؤں پر چلتے ہیں اور ان کے شر سے جو چار پاؤں پر چلتے ہیں۔

عقبیٰ کا خزانہ: حضرت شداد بن اوسؓ کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے "جب لوگ سونے چاندی کا خزانہ جمع کریں، تو تم ان کلمات کو اپنی آخرت کا خزانہ بناؤ۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الثَّبَاتَ فِی الْاَمْرِ وَالْعَزِيْمَةَ عَلَى الرُّشْدِ وَاَسْئَلُكَ شُكْرَ نِعْمَتِكَ وَاَسْئَلُكَ حُسْنَ عِبَادَتِكَ وَاَسْئَلُكَ قَلْبًا

اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں، معاملہ (دین) پر ثابت قدم رہنے کا، اور رشد پر عزیمت کے کاربند رہنے کا، اور تیری نعمت کے شکر ادا کرنے کا، اور میں تجھ سے سوال کرتا ہوں، تیری حسن عبادت کا، اور میں

سَلِیْمًا، وَاَسْئَلُکَ لِسَانًا صَادِقًا، وَاَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا تَعْلَمُ وَ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا تَعْلَمُ وَاَسْتَغْفِرُکَ لِمَا تَعْلَمُ اِنَّکَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ۔

(مسند احمد ۱۲۳/۴ ج ترمذی ص ۴۹۰ ابن کثیر ۲۵۱/۲۴)

تجھ سے سوال کرتا ہوں قلب سلیم کا، اور میں تجھ سے سوال کرتا ہوں سچی زبان کا، اور میں تجھ سے سوال کرتا ہوں، اس بہتری کا جو تو جانتا ہے اور میں تیری ذات کے ساتھ پناہ چاہتا ہوں اس کی برائی سے جس کو تو جانتا ہے، اور میں تجھ سے بخشش طلب کرتا ہوں، ان باتوں سے جن کو تو جانتا ہے بیشک تو تمام غیبوں کا جاننے والا ہے۔

بے چینی (کرب) کے وقت

۱۔ اَللّٰہُ اَللّٰہُ رَبِّیْ لَآ اُشْرِکُ بِہٖ شَیْئًا (ابوداؤد ص ۲۱۳ ج ۱)

اللہ ہی میرا رب ہے، میں اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں بناتا۔

نکاح کرنیوالے (متزوج) کے لیے دعا

بَارَکَ اللّٰہُ لَکَ وَبَارَکَ عَلَیْکَ وَ جَمَعَ بَیْنَکُمَا فِیْ خَیْرٍ (ابوداؤد ص ۲۹۰ ج ۱)

اللہ تعالیٰ تیرے لیے اور تجھ پر برکت نازل فرمائے اور تم دونوں (میاں بیوی) کے درمیان نیکی میں اکھٹا کرے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دعا

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ خَیْرَ عُمُرِیْ اٰخِرَہٗ وَخَیْرَ عَمَلِیْ خَوَاتِمَہٗ وَخَیْرَ اَیَّامِیْ یَوْمَ لِقَآءِکَ

(تاریخ الخلفاء سیوطی ص ۱۰۳)

اے اللہ! میری عمر کا بہتر حصہ آخری عمر کو بنادے اور میرے عمل کا بہتر حصہ خاتمہ کے عمل کو بنادے، اور میرے دنوں میں بہتر دن تیری ملاقات کا دن ہو۔

ایک شخص کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا سکھائی:۔ ایک اعرابی نے عرض کیا حضور! مجھے کچھ دعا سکھلا دیں، آپ نے فرمایا، پانچ مرتبہ یوں کہو،

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا وَسُبْحَانَ اللّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ وحدہٗ لاشریک ہے، اللہ تعالیٰ ہی بڑا ہے اور سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں کثرت سے اور پاک ہے، اللہ تعالیٰ

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ۔

جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے، اور برائی سے ہٹنے اور نیکی کرنے کی توفیق نہیں مگر اللہ تعالیٰ کی مدد سے جو عزیز اور حکمت والا ہے۔

اس اعرابی نے عرض کیا حضور! یہ تو میرے رب کے لیے ہوا، میرے لیے کیا ہے؟ آپ نے فرمایا یوں کہو۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ وَ ارْزُقْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَعَافِنِيْ

اے اللہ! مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما، مجھے روزی عطا فرما، اور مجھے ہدایت دے، اور عافیت عطا فرما۔

(مسند احمد ص $\frac{18}{1}$ ج)

دعائے کفایت:- حضرت عبداللہ بن بریدہؓ سے مرفوعاً مروی ہے

حَسْبِيَ اللّٰهُ لِدِيْنِيْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لِمَا اَهَمَّنِيْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لِمَنْ بَغٰي عَلَيَّ حَسْبِيَ اللّٰهُ لِمَنْ حَسَدَنِيْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لِمَنْ كَادَنِيْ بِسُوْءٍ حَسْبِيَ اللّٰهُ عِنْدَ الْمَوْتِ حَسْبِيَ اللّٰهُ عِنْدَ الْمَسْئَلَةِ فِي الْقَبْرِ حَسْبِيَ اللّٰهُ عِنْدَ الْمِيْزَانِ، حَسْبِيَ اللّٰهُ عِنْدَ الصِّرَاطِ حَسْبِيَ اللّٰهُ عِنْدَ الْحَوْضِ، حَسْبِيَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ۔

(کشف الرحمٰن ص ۷۳۸)

کافی ہے میرے لیے اللہ تعالیٰ میرے دین کے لیے، کافی ہے اللہ تعالیٰ اس چیز سے جو مجھے فکرمند کرتی ہے، کافی ہے اللہ تعالیٰ میرے لیے اس شخص سے جو مجھ پر بغاوت کرتا ہے، کافی ہے اللہ تعالیٰ میرے لیے اس سے جو مجھ سے حسد کرتا ہے کافی ہے اللہ تعالیٰ میرے لیے اس سے جو میرے خلاف برائی کی تدبیر کرتا ہے، کافی ہے اللہ تعالیٰ میرے لیے موت کے وقت، کافی ہے اللہ تعالیٰ میرے لیے قبر میں سوال کے وقت، کافی ہے میرے لیے اللہ تعالیٰ میزان کے پاس، کافی ہے میرے لیے اللہ تعالیٰ پل صراط کے پاس، کافی ہے میرے لیے اللہ تعالیٰ حوض کوثر کے پاس کافی ہے میرے لیے اللہ تعالیٰ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اسی پر میرا بھروسہ ہے، اور وہ عرش عظیم کا مالک ہے۔

دعائے غازی :۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غازی کو یہ دعا سکھلائی۔

۱۔ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ عَضُدِیْ وَنَصِیْرِیْ بِکَ اَحُوْلُ وَبِکَ اَصُوْلُ وَبِکَ اُقَاتِلُ (ابوداؤد ص۳۵۲ج۱ کتاب الجہاد)

اے اللہ! تو ہی میرا بازو (قوت) ہے اور تو ہی میرا مددگار ہے، تیری توفیق سے میں برائی سے پھرتا ہوں، اور تیری مدد سے میں حملہ کرتا ہوں، اور تیری مدد سے میں لڑتا ہوں۔

۲۔ اَللّٰھُمَّ مُنْزِلَ الْکِتٰبِ مُجْرِیَ السَّحَابِ ھَازِمَ الْاَحْزَابِ اھْزِمْھُمْ وَانْصُرْنَا عَلَیْھِمْ (ابوداؤد ص۳۵۲ج۱)

اے اللہ! جو کتاب نازل کرنے والا ہے اور بادلوں کو چلانے والا، اور لشکروں کو شکست دینے والا، ان کو شکست دے، اور ان پر ہمیں غالب بنا۔

باقیات صالحات :۔ سعد بن عبادہؓ کہتے ہیں کہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمات سکھلائے اور فرمایا کہ یہ باقیات صالحات ہیں۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ (تفسیر ابن کثیر ص۸۴ج۳ بحوالہ طبرانی)

پاک ہے اللہ تعالیٰ کی ذات، اور سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور اللہ تعالیٰ ہی سب سے بڑا ہے

قیامت کے خوف کے متعلق :۔ قیامت کے خوف کے متعلق مسلمانوں نے عرض کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یوں کہو،

حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ تَوَکَّلْنَا عَلَی اللّٰہِ (یا) عَلَی اللّٰہِ تَوَکَّلْنَا (ترمذی ص۶۴ج۲)

کافی ہے ہمارے لیے اللہ تعالیٰ، اور وہ بہتر کارساز ہے، اللہ تعالیٰ پر ہی ہمارا بھروسہ ہے۔

جامع دعاء :۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تمہیں نہ بتلاؤں ایسی دعاء جو سب دعاؤں کی جامع ہو،

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا سَئَلَکَ مِنْہُ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم وَنَعُوْذُ بِکَ مِنْ

اے اللہ! ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں، اس بہتری کا جس کا سوال تجھ سے تیرے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے، اور اے اللہ! ہم تیری ذات

شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْكَ الْبَلَاغُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ (ترمذی ص۱۰۵)

کے ساتھ پناہ مانگتے ہیں، اس شر سے جس سے تیرے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگی ہے۔ اور تجھ سے ہی مدد طلب کی جاسکتی ہے، اور تو ہی کفایت کرنے والا ہے، اور برائی سے ہٹنے اور نیکی کرنے کی طاقت نہیں مگر اللہ تعالیٰ کی امداد سے۔

حضرت ابراہیم ادھمؒ کی دعا: فَقَالَ لَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ اَدْهَمَ وَمَا عَلٰى اَحَدِكُمْ اِذَا اَصْبَحَ وَاِذَا اَمْسٰى اَنْ يَقُوْلَ (پس ہمیں حضرت ابراہیم ادھمؒ نے کہا تم میں سے کسی پر کیا حرج اور بوجھ ہے اگر وہ صبح شام یوں کہے۔)

اَللّٰهُمَّ احْرُسْنَا بِعَيْنِكَ الَّتِيْ لَا تَنَامُ، وَاحْفَظْنَا بِرُكْنِكَ الَّذِيْ لَا يُرَامُ، وَارْحَمْنَا بِقُدْرَتِكَ عَلَيْنَا، وَلَا نَهْلِكُ وَاَنْتَ الرَّجَاءُ (حلیۃ الاولیاء، ص ۲۸/۸)

اے اللہ! ہماری حفاظت فرما اپنی اس آنکھ کے ساتھ جو سوتی نہیں، اور ہماری حفاظت فرما اپنی اس مضبوط پناہ کے ساتھ جس کا قصد نہیں کیا جا سکتا، اور ہم پر رحم فرما اپنی قدرت کے ساتھ کہ تو ہم پر قادر ہے، اور ہم ہلاک نہیں ہونگے جب تک کہ تو ہماری امید ہو۔

دعاء ماثورہ برائے حفاظت

۱۔ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَا بَدِيْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ بِرَحْمَتِكَ نَسْتَغِيْثُ اَصْلِحْ لَنَا شَاْنَنَا كُلَّهٗ، وَلَا تَكِلْنَا اِلٰى اَنْفُسِنَا طَرْفَةَ عَيْنٍ، وَلَا اِلٰى اَحَدٍ مِّنْ خَلْقِكَ (تفسیر ابن کثیر ص ۲۶۲/۳)

اے حی وقیوم (جو زندہ اور قائم رکھنے والا ہے) اے آسمانوں اور زمین کو ایجاد کرنے والے، اے بزرگی اور عزت والے! تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تیری رحمت کے ساتھ ہی ہم مدد طلب کرتے ہیں ہمارے تمام حالات کو درست فرما دے اور ہم کو آنکھ جھپکنے کے لحظہ تک بھی ہمارے نفسوں کی طرف نہ سونپ، اور نہ اپنی مخلوق میں سے کسی کی طرف سونپ،

۲۔ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ اَصْلِحْ شَانِیْ كُلَّهٗ وَلَا تَكِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَةَ عَیْنٍ (حصن حصین مترجم ص۱۱۴)

اے زندہ اور قائم رکھنے والے، میں تیری رحمت کے طفیل تجھ سے فریاد کرتا ہوں کہ میری تمام حالت کو درست فرما دے اور مجھے ایک لحظہ بھر بھی میرے نفس کی طرف نہ سونپ۔

۳۔ اَللّٰهُمَّ رَحْمَتَكَ اَرْجُوْا فَلَا تَكِلْنِیْ اِلٰی طَرْفَةَ عَیْنٍ، وَاَصْلِحْ لِیْ شَانِیْ كُلَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ۔

اے اللہ میں تیری رحمت کی اُمید رکھتا ہوں، پس مجھے میری طرف نہ سونپ ایک لحظہ بھر بھی اور میری تمام حالت کو درست فرما دے تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

(تفسیر قرطبی ص۲۲۳/۱۴ بحوالہ ابوداؤد طیالسی)

دو ہزار نیکیاں: حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا. جو شخص یہ دعا پڑھے گا.

مَنْ قَالَ

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ اَحَدًا صَمَدًا لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ، وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ، كُتِبَتْ لَهٗ اَلْفَیْ حَسَنَةٍ وَمَنْ زَادَ زَادَهُ اللّٰهُ (حلیۃ الاولیاء ص۱۵/۳)

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ وحدہٗ لاشریک ہے، یگانہ، بے نیاز نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ وہ کسی سے جنا گیا، اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے" تو اس کو دو ہزار نیکیاں ملیں گی، اور جو زیادہ پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کو زیادہ دے گا.

حوادث اور شیطن سے بچاؤ کے لیے

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْغَرَقِ وَالْحَرَقِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ اَنْ یَّتَخَبَّطَنِیَ الشَّیْطٰنُ عِنْدَ الْمَوْتِ

(کتاب الاستعاذۃ لابن قدامہ ص۱۱۸ و نسائی ص۳۲۱/۲ ابن ماجہ ص—)

اے اللہ! میں تیری ذات کے ساتھ پناہ چاہتا ہوں، پانی میں غرق ہونے اور آگ میں جلنے سے اور میں تیری ذات کے ساتھ پناہ چاہتا ہوں اس سے کہ شیطان موت کے وقت مجھے خبطی بنا دے۔

دعائے کرب

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَظِیْمُ الْحَلِیْمُ

کوئی معبود نہیں، مگر اللہ، جو عظیم اور بردبار ہے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْاَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ

(بخاری ص ۹۳۹ ج ۲، مسلم ص ۳۵۱ ج ۲)

کوئی معبود نہیں مگر اللہ جو عرش عظیم کا مالک ہے، کوئی معبود نہیں مگر اللہ جو آسمانوں اور زمین کا اور بزرگ عرش کا کا رب اور مالک ہے۔

دعاء اسم اعظم

۱۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِاَنِّیْ اَشْهَدُ اَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ

(روح المعانی ص ۱۹۳ ج ۱۵)

اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں (کہ میری یہ شہادت لکھی جائے) میں گواہی دیتا ہوں، کہ تو ہی اللہ ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو یگانہ اور بے نیاز ہے، وہ جس نے نہ کسی کو جنا ہے نہ وہ کسی سے جنا گیا ہے اور نہ ہی کوئی اس کا ہمسر ہے۔

۲۔ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ۔ (ابوداؤد ص ۲۰۹ ج ۱، ترمذی ص ۵۰۱، ابن ماجہ ص ۲۷۴، مستدرک حاکم ص ۵۰۴ ج ۱، ابن حبان من حديث بريدةؓ

قَالَ الْحَافِظُ هُوَ اَرْجَحُ مِنْ حَيْثُ السَّنَدِ مِنْ جَمِيْعِ مَا وَرَدَ فِیْ ذٰلِكَ۔ تحفۃ الاحوذی ص ۲۵۳ ج ۴

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہی ہے یگانہ، بے نیاز جس نے نہ کسی کو جنا ہے، نہ وہ کسی سے جنا گیا ہے اور نہ ہی کوئی اس کا ہمسر ہے

۳۔ اَللّٰهُمَّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْحَنَّانُ الْمَنَّانُ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ۔

(ترمذی ص ۵۰۱ عن انسؓ)

اے اللہ! تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو ہی ہے جو شفقت کرنیوالا اور احسان کرنیوالا ہے، آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والا ہے، اے بزرگی اور عزت کے مالک۔

۴۔ ہر روز تین بار پڑھے

يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ يَا اَللّٰهُ يَا رَحْمٰنُ يَآ اِلٰهَنَا وَاِلٰهُ كُلِّ شَيْءٍ اِلٰهًا وَّاحِدًا لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ

اے زندہ اور قائم رکھنے والے، اے بزرگی اور عزت والے، اے اللہ اے رحمٰن، اے ہمارے معبود اور ہر چیز کے معبود، ایک ہی معبود، تیرے سوا کوئی معبود نہیں

(مسائل رازی ص۲۵۸)

دعائے عفت وہدایت

حضرت عبداللہؓ سے مرفوعاً مروی ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ الْهُدٰى وَالتُّقٰى وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰى (ترمذی ص۱۸۵ حسن صحیح)

اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت، تقویٰ، پاک دامنی اور غنا کا سوال کرتا ہوں۔

گناہوں سے بچنے کے لیے

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ فَحُلْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ الْخَطَايَا فَلَآ اَعْمَلُ بِشَيْءٍ مِّنْهَا

(تفسیر مظہری ص۴۳)

اے اللہ! تو آدمی اور اس کے دل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے، پس میرے اور گناہوں کے درمیان تو حائل ہو جا، پھر میں ان میں سے کسی گناہ کا ارتکاب نہ کروں۔

حق اور باطل میں امتیاز کی دعائے ماثورہ

اَللّٰهُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا اتِّبَاعَهٗ وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّارْزُقْنَا اجْتِنَابَهٗ وَلَا تَجْعَلْهُ مُلْتَبِسًا عَلَيْنَا فَنَضِلَّ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا (تفسیر ابن کثیر ص۲۵۱ ج۱)

اے اللہ! ہمیں حق بالکل واضح طریق پر دکھا دے اور اس کا اتباع عطا فرما، اور ہمیں باطل واضح طور پر دکھا اور اس سے بچنے کی توفیق عطا فرما، اور اس باطل کو ہم پر ملتبس نہ بنا، پھر ہم گمراہ ہو جائیں گے اور ہمیں متقیوں کا پیشوا بنا دے۔

خوف وخطرے کے وقت

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّؓ قَالَ قُلْنَا يَوْمَ الْخَنْدَقِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ مِنْ شَيْءٍ نَقُوْلُ فَقَدْ بَلَغَتِ الْقُلُوْبُ

حضرت ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں، کہ ہم نے خندق کے دن عرض کیا حضرتؐ کیا کوئی دعا ہے جو ہم پڑھیں کیونکہ خوف سے دل اچھل اچھل کر گلوں تک پہنچ رہے ہیں

الْمُنَاجِيْ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ قُوْلُوْا
ہیں۔ آپ نے فرمایا، ہاں یوں کہو۔

اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِنَا وَاٰمِنْ رَوْعَاتِنَا (مسند احمد ص ۳/۳ ابن کثیر ص ۲/۲ بحوالہ مسند احمد و ابن ابی حاتم)
اے اللہ! ہمارے عیوب پر پردہ پوشی فرما اور ہمارے خوف کو امن سے بدل دے۔

رضا بالقضاء: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا یوں کہو۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ نَفْسًا بِكَ مُطْمَئِنَّةً تُؤْمِنُ بِلِقَائِكَ وَتَرْضٰى بِقَضَائِكَ وَتَقْنَعُ بِعَطَائِكَ (تفسیر ابن کثیر ص ۱/۵۱۸ بحوالہ ابن عساکر)
اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے ایسا نفس عطا فرما جو تیری ذات کے ساتھ اطمینان رکھنے والا ہو، اور تیری ملاقات پر ایمان رکھتا ہو، اور تیرے فیصلے پر راضی ہو، اور تیری عطا کردہ چیز پر قانع ہو۔

افتتاح صلوٰۃ کے وقت

۱۔ اَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرَئِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ وَاِسْرَافِيْلَ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ اِهْدِنِيْ لِمَا اخْتُلِفَ فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِكَ اِنَّكَ تَهْدِيْ مَنْ تَشَاءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (بخاری ص ۲۶۳ مسلم، ترمذی ۲/۲۹۳ تفسیر ابن کثیر ص ۱/۲۵۱)
اے اللہ! جو رب ہے، جبرائیل میکائیل، اسرافیل کا جو پیدا کرنے والا ہے، آسمانوں اور زمین کا، جو جاننے والا ہے غیب و شہادت کا، تو ہی فیصلہ کرتا ہے اپنے بندوں کے درمیان ان باتوں میں جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔ اے اللہ! مجھے ہدایت دے اس چیز میں جس میں اختلاف کیا گیا ہے حق میں، اپنے حکم سے، بیشک تو ہی ہدایت دیتا ہے جس کو چاہے سیدھے راستہ کی۔

۲۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ مِنْ هَمْزِهٖ وَنَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ۔ (تفسیر ابن کثیر ص ۲/۲۵۴)
میں پناہ لیتا ہوں اللہ تعالیٰ کے ساتھ شیطان مردود سے اس کی چھیڑ چھاڑ، تکبر اور وسوسہ اندازی سے۔

درستگی و سداد کے لیے: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا یوں کہو۔

اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ وَسَدِّدْنِيْ (مسلم ص ۳۵/۲)

اے اللہ! مجھے ہدایت دے اور مجھے درستگی عطا فرما۔

نیند میں گھبرانے اور ڈرنے کے وقت

بِسْمِ اللّٰهِ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَمِنْ شَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَاَنْ يَّحْضُرُوْنِ (مسند احمد ج ۲ حصن حصین ص ۱۵۱، ترمذی ص ۵، ابوداؤد ص ، ابن کثیر ص ۲۵۵/۳)

اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ میں پناہ چاہتا ہوں، اللہ تعالیٰ کے کلمات تامہ کے ساتھ، اس کے غضب اور اس کے عذاب سے، اور اس کے بندوں کے شر سے اور شیاطین کی چھیڑ چھاڑ سے، اور اس سے کہ وہ شیاطین میرے پاس حاضر ہوں۔

ثبات قلب کے لیے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بکثرت یہ دعا کرتے تھے۔

يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ (ترمذی ص ۵)

اے دلوں کو پلٹنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر ثابت قدم رکھ۔

رات کو خواب میں بیدار ہونے پر

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ ـــــ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ، ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ اَوْ دَعَا اُسْتُجِيْبَ لَهٗ (ترمذی ص ۴۹۱، بخاری ص ، ابوداؤد ص ، اذکار ص ۲۴/۲، ابن کثیر ص ۳۲۵/۳، ابن ماجہ ص ۲۷۶ حصن حصین ص ۱۵۳)

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ وحدہٗ لاشریک ہے، اسی کے لیے بادشاہی ہے اور اسی کے لیے تعریف ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے، اور برائی سے پھرنے کی اور نیکی کے کرنے کی طاقت نہیں، مگر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے، پھر کہے، اے اللہ! مجھے بخش دے، یا کوئی دعا کرے مستجاب ہوگی۔

دعائے خلیل

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب آگ میں ڈالا گیا تھا۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں، کہ انہوں نے یہ دعا کی تھی۔

۱۔ حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ — کافی ہے میرے لیے اللہ تعالیٰ، اور وہ بہتر کارساز ہے۔ (بخاری ص — ، ابن کثیر ص ۱۸۴ ج ۲)

۲۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنے کے لیے جکڑ رہے تھے۔ تو اُن کی یہ دُعا تھی،

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ لَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الْمُلْكُ، لَا شَرِيْكَ لَكَ (ابن کثیر ص ۱۸۴ ج ۲)

اے اللہ! تیرے سوا کوئی معبود نہیں تیری ذات پاک ہے، تیرے لیے تعریف ہے، اور تیرے لیے ہی بادشاہی ہے، تیرا کوئی شریک نہیں۔

علم نافع کے لیے ۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ دُعا کرتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ انْفَعْنِيْ بِمَا عَلَّمْتَنِيْ وَعَلِّمْنِيْ مَا يَنْفَعُنِيْ وَزِدْنِيْ عِلْمًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ (ترمذی ص ۵۱۱ ابن ماجہ ص ۲۷ وَفِيْ رِوَايَةٍ اُخْرٰى) وَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ حَالِ اَهْلِ النَّارِ (ابن کثیر ص ۱۶۷ ج ۲)

اے اللہ! مجھے فائدہ پہنچا، اس علم سے جو تو نے مجھے سکھلایا ہے، اور مجھے سکھلا وہ علم جو مجھے فائدہ دے، اور میرے علم میں اضافہ فرما، اور اللہ تعالیٰ کے لیے ہی تعریف ہے ہر حال میں ایک روایت میں ہے اور میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ پناہ چاہتا ہوں دوزخ والوں کے حال سے۔

شیاطین سے حفاظت اور بہت اجر:۔ جو شخص اس کو دس دفعہ پڑھے گا، اس کو چار غلام اولاد حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (ترمذی ص ۵۱۱)

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ وحدہٗ لاشریک ہے، اسی کی بادشاہی ہے، اور اسی کے لیے تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

صحیحین کی روایت میں ہے، جو شخص اس کو سو مرتبہ پڑھے گا اس کو دس غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا، سو نیکیاں حاصل ہوں گی اور سو برائیاں مٹیں گی، اور سارا دن رات تک شیطان سے اس کی حفاظت ہوگی (بخاری ص — ، مسلم ص ۳۴۲ ج ۲)

مریض پر پڑھ کر پھونکنا:۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مرفوعاً روایت ہے، کہ جو مریض

قریب المرگ نہ ہو تو سات مرتبہ پڑھ کر دم کرے گا شفا ہو گی۔

اَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَنْ يَّشْفِيَكَ (ابو داؤد ص۸۶)	میں سوال کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ سے جو عظیم ہے اور عرش عظیم کا مالک ہے، کہ وہ تجھ کو شفا دے۔

توکل و توحید

تَوَكَّلْتُ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا (ابن کثیر ص۶۹ بحوالہ ابو یعلی عن ابی ھریرۃ مرفوعاً بسند ضعیف)	میں نے توکل کیا ہے اس ذات پر جو زندہ ہے، اور کبھی بھی اس پر موت طاری نہ ہو گی، سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے کوئی بیٹا نہیں بنایا۔ اور نہ اس کا کوئی شریک ہے بادشاہی میں، اور نہ اس پر ضعف طاری ہوتا ہے کہ اس کا کوئی مددگار ہو اور اسی کی بڑائی بیان کرو۔

خاص دعا

وَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِذَا صَلَّيْتَ فَقُلْ	اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمد! جب آپ نماز پڑھیں تو یہ دعا کریں۔
اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِيْنِ وَاِذَا اَرَدْتَّ بِعِبَادِكَ فِتْنَةً فَاقْبِضْنِيْ اِلَيْكَ غَيْرَ مَفْتُوْنٍ۔ (ترمذی ص۲۶۶)	اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ نیکیوں کے کرنے کی توفیق دے، اور برائیوں کو چھوڑنے کی اور مساکین سے محبت کرنے کی توفیق دے اور جب تو اپنے بندوں کے ساتھ آزمائش کا ارادہ فرمائے تو مجھے ایسی حالت میں اپنی طرف اٹھالے، کہ میں فتنے میں مبتلا نہ ہوں۔

عام (سال) فتح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دعا کی تھی

اَللّٰهُمَّ لَا تُخْزِنِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (مسند احمد، تفسیر ابن کثیر ص۲۹۲)	اے اللہ! مجھے قیامت کے دن رسوا نہ کرنا۔

حضرت حسن بصریؒ کی دعا

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْ اَصْحَابِ	اے اللہ! ہم کو اصحاب یمین میں سے بنا دے

الیمین (تفسیر ابن کثیر ص ۲۸۴ ج ۴)

حضرت امام احمدؒ کی دعا

اَللّٰهُمَّ كَمَا صُنْتَ وَجْهِيْ عَنْ سُجُوْدِ غَيْرِكَ فَصُنْ وَجْهِيْ عَنْ مَسْئَلَةِ غَيْرِكَ

(فتح الملہم ص ۶۴ ج ۲)

اے اللہ! جس طرح تو نے میرے چہرے کو اپنے سوا غیر کے سامنے سجدہ کرنے سے محفوظ فرمایا ہے اسی طرح میرے چہرے کو اپنے سوا غیر کے سامنے سوال کرنے سے بھی محفوظ فرما۔

وحشت اور گھبراہٹ میں

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَاَنْ يَّحْضُرُوْنَ

(حصن حصین مترجم ص ۱۵۱)

میں اللہ تعالیٰ کے کلمات تامہ کے ساتھ پناہ لیتا ہوں اللہ تعالیٰ کے غضب اور اس کی سزا سے اور اس کے بندوں کے شر سے اور شیاطین کی چھیڑ چھاڑ سے اور اس سے کہ شیاطین میرے پاس حاضر ہوں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کو یہ دعا سکھلائی

اَنْ يَّقُوْلَ كُلَّ يَوْمٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ

کہ ہر روز تین مرتبہ یوں کہو۔

"اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ اُشْرِكَ بِكَ وَاَنَا اَعْلَمُ وَاَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا اَعْلَمُ"

(حاشیہ مظہری ص ۲۲۹ ج ۵)

"اے اللہ! میں تیری ذات کے ساتھ پناہ چاہتا ہوں، اس بات سے کہ میں جانتے ہوئے تیرے ساتھ شرک کروں، اور میں بخشش چاہتا ہوں، تجھ سے ان چیزوں کے بارہ میں، جن کو میں نہیں جانتا۔

جب نکاح کرے یا خادم اونٹ خریدے تو یہ دعا پڑھے:-

بیوی اور خادم میں برکت کے لیے یہ دعا کرے۔

"اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ

اے اللہ! میں تجھ سے اس (عورت، خادم یا جانور) کی خیر کا سوال کرتا ہوں، اور اس خصلت کی بہتری

شَرِّهَا وَشَرِّ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ	کا سوال کرتا ہوں جس پر تو نے اس کو پیدا کیا ہے
(ابوداؤد صفحہ ۲۹۳ ج ۱)	اور میں تیری ذات کے ساتھ پناہ چاہتا ہوں اس
	کے شر سے اور اس خصلت کے شر سے جس پر تو نے اسکو پیدا کیا ہے۔

دُعا عند الوداع:- جب کسی کو رخصت کرے تو یہ دعا کرے۔

اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكَ وَاَمَانَتَكَ وَ	میں اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں، تیرے دین و
خَوَاتِيْمَ عَمَلِكَ (لِلْوَاحِدِ)	امانت اور تیرے آخری عمل کو۔

(ابوداؤد صفحہ ۲۵ ج ۲، کتاب الجہاد)

اور اگر لشکر یا کسی جماعت کو رخصت کرے تو یوں کہے۔

اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكُمْ وَاَمَانَتَكُمْ	میں اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں، تمہارے دین و
وَخَوَاتِيْمَ عَمَلِكُمْ (ابوداؤد صفحہ ۲۵ ج ۱)	امانت اور تمہارے آخری عمل کو۔

امام گازرونیؒ کی دعا

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ هٰذِهِ الْبُقْعَةَ	اے اللہ! بنا دے ہمارے واسطے اس خطہ کو آباد
عَامِرَةً بِذِكْرِكَ وَاَوْلِيَآئِكَ وَاَصْفِيَآئِكَ	تیرے ذکر اور تیرے اولیاء واصفیاء کے ساتھ
اِلَى الْاَبَدِ، وَاجْعَلْ قُوْتَنَا وَقُوْتَهُمْ	ہمیشہ کے لیے آباد، اور بنا دے ہماری اور ان کی
يَوْمًا بِيَوْمٍ مِّنَ الْحَلَالِ مِنْ حَيْثُ	روزی ہر روز حلال سے، اور ایسی جگہ سے جہاں
لَا يُحْتَسَبُ،	سے کسی کا وہم و گمان بھی نہ ہو۔
اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنَ الْمُتَحَابِّيْنَ	اے اللہ! بنا دے ہم کو ایسے کہ تیری ذات و رضا کیلئے
فِيْكَ وَمِنَ الْمُتَبَاذِلِيْنَ فِيْكَ وَمِنَ	ایک دوسرے سے محبت کرنے والے ہوں، اور تیری
الْمُتَزَاوِرِيْنَ فِيْكَ بِحُرْمَةِ نَبِيِّكَ	رضا کیلئے خرچ کرنے والے ہوں، اور تیری ہی وجہ
مُحَمَّدِنِ الْمُصْطَفٰى صَلَوَاتُ اللّٰهِ	سے ایک دوسرے کی زیارت وملاقات کرنیوالے
وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ	ہوں، تیرے نبی محترم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل
وَانْظُرْ اِلٰى حَوَآئِجِنَا كَمَا	سے اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں اور سلام ان پر ہوں۔
يَنْظُرُ الْاَرْبَابُ فِيْ حَوَآئِجِ الْعَبِيْدِ	اور اے اللہ! ہماری حاجتوں کی طرف اس طرح

وَاِلیٰ مَا یَعْمَلُهٗ مِنَ الذُّنُوْبِ.

اَللّٰهُمَّ اَغْنِنَا بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَبِفَضْلِكَ عَنْ مَّنْ سِوَاكَ وَبِطَاعَتِكَ عَنْ مَعْصِيَتِكَ، يَامَنْ اِذَا دُعِيَ اَجَابَ، وَاِذَا سُئِلَ اَعْطٰى، هَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا.

اَللّٰهُمَّ اَغْنِنَا عَنْ بَابِ الْاَطِبَّاءِ وَعَنْ بَابِ الْاُمَرَاءِ وَعَنْ بَابِ الْاَغْنِيَاءِ،

اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنَا بِثَنَاءِ النَّاسِ مَغْرُوْرِيْنَ وَلَا عَنْ خِدْمَتِكَ مَهْجُوْرِيْنَ وَلَا عَنْ بَابِكَ مَطْرُوْدِيْنَ وَلَا بِنِعْمَتِكَ مُسْتَدْرَجِيْنَ وَلَا مِنَ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الدُّنْيَا بِالدِّيْنِ وَارْحَمْنَا يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ اَجْمَعِيْنَ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ، وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا دَائِمًا اَبَدًا كَثِيْرًا بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ.

(ابواسحاق ابراہیم بن شہریار گازرونیؒ
تذکرۃ الاولیاء للشیخ عطارؒ ص ۲۲۵)

نگاہ فرما جس طرح آقا اپنے غلاموں کی حاجتوں کی طرف نگاہ کرتے ہیں، اور ان کے گناہوں پر جو وہ کرتے ہیں عفو کی نگاہ ڈال،

اے اللہ! اپنے حلال کے ساتھ ہمیں اپنے حرام سے مستغنی بنا دے، اور اپنے فضل کے ساتھ اپنے سوا دوسروں سے مستغنی بنا دے۔ اور اپنی اطاعت کے ساتھ اپنی معصیت سے مستغنی بنا دے، اے وہ ذات کہ جب اس کو پکارا جائے، تو وہ قبول کرتا ہے اور جب اس سے سوال کیا جائے تو وہ دیتا ہے۔ عطا فرما ہمیں اپنی جانب سے رحمت اور تیار کر دے ہمارے لیے ہمارے معاملہ میں ہدایت،

اے اللہ! ہم کو طبیبوں، ڈاکٹروں کے دروازوں پر جانے سے اور امراء، حکام کے دروازوں اور مالداروں کے دروازوں سے بچا اور مستغنی بنا،

اے اللہ! نہ کر ہم کو لوگوں کی تعریف سے مغرور اور نہ اپنی خدمت سے مجبور اور روکے ہوئے۔ اور نہ تیرے دروازے سے دھکیلے ہوئے اور نہ تیری نعمت کے ساتھ مہلت دیئے ہوئے، اور نہ بنا ہمیں ان لوگوں میں سے جو دنیا کو دین کے ساتھ کھاتے ہیں اور ہم پر رحم فرما، اے سب سے بڑھ کر رحم کرنے والے۔

اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کاملہ نازل ہو، اس کی مخلوق میں سب سے بہتر یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

پر اور آپ کی تمام اہل پر، جو پاک ہیں، اور سلامتی ہو ان پر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے تیری رحمت کے واسطے سے، اے سب سے بڑھ کر رحم کرنیوالے۔

آئینہ دیکھ کر

اَللّٰهُمَّ اَحْسَنْتَ خَلْقِيْ فَاَحْسِنْ خُلُقِيْ

(حصن حصین ص۲۴۶ جامع صغیر مع شرح فیض القدیر ج۲ ص۱۲)

اے اللہ! میری شکل وصورت جس طرح تو نے اچھی بنائی ہے، تو میرے اخلاق کو بھی اچھا بنادے۔

ھفوات وغیرہ کا کفارہ

۱۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ جِدِّيْ وَهَزْلِيْ وَخَطَئِيْ وَكُلُّ ذٰلِكَ عِنْدِيْ (مسلم ج۲ ص۳۴۹ حصن حصین ص۲۷۳)

۲۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَظُلْمَنَا وَهَزْلَنَا وَجِدَّنَا وَخَطَأَنَا وَعَمْدَنَا وَكُلُّ ذٰلِكَ عِنْدَنَا

(حصن حصین ص۲۹۴ بحوالہ طبرانی)

اے اللہ! ہمارے گناہوں کو، ہماری زیادتیوں کو، ہماری دل لگی سے کیے ہوئے گناہوں اور غلطی سے کیے ہوئے گناہوں اور سنجیدگی سے کیے ہوئے گناہوں اور قصد وارادہ سے کیے ہوئے گناہوں کو معاف فرما اور یہ سب ہم سے سرزد ہوتے ہیں۔

نفس کے شر سے پناہ کے لیے

اَللّٰهُمَّ اَلْهِمْنِيْ رُشْدِيْ وَاَعِذْنِيْ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ۔ (ترمذی ص۵۰۲)

اے اللہ! تو میرے دل میں نیکی اور ہدایت کی بات ڈال دے، اور مجھے میرے نفس کے شر سے بچا۔

ثبات قلب کے لیے

اَللّٰهُمَّ مُصَرِّفَ الْقُلُوْبِ صَرِّفْ قُلُوْبَنَا عَلٰى طَاعَتِكَ۔

(حصن حصین ص۲۷۳)

اے اللہ! دلوں کو پھیرنے والے! تو ہمارے دلوں کو اپنی اطاعت کی طرف پھیر دے۔

قبرستان میں جاتے وقت

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ

سلام ہو تم پر اے مومن قوم کی بستی کے رہنے

وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ — والو، اور ہم بھی ان شاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں۔

(مسلم ص۳۱۶/۱)

ناگوار بات کو دیکھے: اگر کسی ناگوار بات کو دیکھے تو یہ دعا پڑھے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ وَّاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ حَالِ اَھْلِ النَّارِ — سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، ہر حال میں، اور میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ پناہ چاہتا ہوں دوزخ والوں کے حال سے۔

(تفسیر ابن کثیر ص۱۶۷/۴)

قرض کی ادائیگی کے لیے

اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِکَ عَمَّنْ سِوَاکَ — اے اللہ! تو میری کفایت فرما اپنے حلال کے ساتھ حرام سے، اور اپنے فضل کے ساتھ مجھے غنی بنا دے اپنے سوا دوسروں سے۔

(ترمذی ص۵۱۲)

کوئی احسان کرے

جَزَاکَ اللّٰہُ خَیْرًا (حصن حصین ص۲۵۲) — اللہ تعالیٰ تجھے جزائے خیر عطا فرمائے۔

قرض ادا کرنے پر

اَوْفَیْتَنِیْ اَوْفَی اللّٰہُ بِکَ — تو نے میرا قرض پورا کیا ہے، اللہ تعالیٰ تجھے پورا بدلہ عطا فرمائے۔

(حصن حصین ص۲۵۴)

مسلمان کو ہنستے ہوئے دیکھے تو

اَضْحَکَ اللّٰہُ سِنَّکَ (ابوداؤد ص۲۵۴/۲) — اللہ تعالیٰ تجھے ہمیشہ ہنستا ہوا اور خوش رکھے۔

چاند دیکھے تو

اَللّٰھُمَّ اَھِلَّہٗ عَلَیْنَا بِالْیُمْنِ وَالْاِیْمَانِ وَالسَّلَامَۃِ وَالْاِسْلَامِ رَبِّیْ وَرَبُّکَ اللّٰہُ (ترمذی ص۴۹۸) — اے اللہ! اس چاند کو ہم پر برکت اور ایمان وسلامتی سے نمودار فرما۔ (اے چاند) میرا اور تیرا رب اللہ تعالیٰ ہے۔

بارش برستی ہو تو

اَللّٰھُمَّ صَیِّبًا نَافِعًا (بخاری ص۱۴۰/۱) — اے اللہ! خوب برسنے والی اور مفید ہو۔

کسی کام میں مغلوب ہو جائے

حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ (حصن حصین ص۲۲۵) — کافی ہے مجھے اللہ تعالیٰ اور وہ بہتر کارساز ہے ۔

ظالم حکمران وغیرہ سے ڈر ہو تو

رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَبِیًّا وَّبِالْقُرْاٰنِ حَکَمًا وَّاِمَامًا (حصن حصین ص۲۲۳) — میں اللہ تعالیٰ کو رب، اسلام کو دین اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی اور قرآن کریم کو امام اور پیشوا سمجھ کر راضی ہوں ۔

شر سے بچاؤ کے لیے : تین بار پڑھے ،

یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ (حصن حصین ص۲۱۸) — اے ازلی ابدی زندہ ! اور اے ہر چیز کو تھامنے والے میں تیری رحمت سے فریاد رسی کرتا ہوں

خوف کے اندیشے سے

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ (ابوداؤد ص ۲۱۵/۱) — اے اللہ ! ہم تیری ذات کو ان کے مقابلہ میں سپر بناتے ہیں ، اور ان کے شر سے تیری پناہ لیتے ہیں

زم زم پی کر : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ عِلْمًا نَّافِعًا وَّرِزْقًا وَّاسِعًا وَّشِفَاءً مِّنْ كُلِّ دَاءٍ (مستدرک حاکم ص ۴۷۳/۱) — اے اللہ ! مجھے علم نافع کشادہ روزی اور ہر بیماری سے شفاء عطاء فرما ۔

کسی جگہ مقام کرے

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ (مسلم ص ۳۴۷/۲) — میں اللہ تعالیٰ کے کلمات تامہ کے ساتھ پناہ لیتا ہوں ، اس چیز کے شر سے جس کو اس نے پیدا کیا ہے

مباشرت کے وقت

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطٰنَ وَجَنِّبِ الشَّیْطٰنَ مَا رَزَقْتَنَا (بخاری ص ۷۷۶/۲ مسلم ص ۴۶۳/۱) — اللہ تعالیٰ کے نام سے اے اللہ ! ہم کو شیطان سے دور رکھنا ، اور جو تو ہمیں عطا فرمائے اس سے بھی

شیطان کو دُور رکھنا

فراغت کے بعد

اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ لِلشَّيْطٰنِ فِيْ مَا رَزَقْتَنِيْ نَصِيْبًا (حصن حصین ص۲۷۲)

اے اللہ! جو تو نے مجھے عطا فرمایا، اس میں شیطان کا حصہ نہ بنانا۔

نیا لباس کسی کو پہنے ہوئے دیکھے تو کہے

تُبْلِيْ وَيُخْلِفُ اللّٰهُ تَعَالٰى (ابوداؤد ص۲۰۲ ج۲)

تم پہنو اور بوسیدہ کرو، اور خدا تمہیں اور دے

لباس پہنے تو پڑھے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَسَانِيْ مَا اُوَارِيْ بِهٖ عَوْرَتِيْ وَاَتَجَمَّلُ بِهٖ فِيْ حَيَاتِيْ (ترمذی ص۵۱۲)

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، جس نے مجھے پہنایا، جس سے میں اپنی پردہ پوشی کرتا ہوں اور اپنی زندگی میں زینت حاصل کرتا ہوں۔

کھانا کھانے پر

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مُسْلِمِيْنَ (ترمذی ص۴۹۹)

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، جس نے ہم کو کھلایا پلایا، اور ہمیں مسلمان بنایا۔

روزہ افطار کرتے وقت

۱۔ اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ (ابوداؤد ص۳۲۲ ج۱)

اے اللہ! تیرے لیے میں نے روزہ رکھا ہے اور تیری دی ہوئی روزی پر میں نے افطار کیا۔

۲۔ ذَهَبَ الظَّمَاُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ (ابوداؤد ص۳۲۱)

پیاس دُور ہو گئی، رگیں تر ہو گئیں، اور اجر ثابت ہو گیا انشاء اللہ

۳۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ بِرَحْمَتِكَ الَّتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ اَنْ تَغْفِرَ لِيْ ذُنُوْبِيْ (مستدرک حاکم ص۴۲۲ ج۱، ابن سنی ص۱۸)

اے اللہ! میں تجھ سے تیری رحمت کے واسطے سے سوال کرتا ہوں، وہ رحمت جو ہر چیز پر وسیع ہے کہ تو میرے گناہوں کو بخش دے۔

۴۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْکُفْرِ وَالْفَقْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ (نسائی ص۲۱۴)

اے اللہ! میں تیری ذات کے ساتھ پناہ چاہتا ہوں، کفر، فقر اور عذاب قبر سے

۵۔ اَللّٰهُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ (ابوداؤد ص۲۱۴)

اے اللہ! میری مدد فرما۔ اپنے ذکر شکر اور اچھی عبادت کرنے پر

جب بچہ بات کرنے لگے تو اس کو سکھلاؤ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

(عمل الیوم واللیلۃ لابن سنیؒ ص۱۶۰)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی دعا

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ نَعِیْمًا لَّا یَبِیْدُ وَقُرَّۃَ عَیْنٍ لَّا تَنْفَدُ وَمُرَافَقَۃَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فِیْ اَعْلَی الْجَنَّۃِ جَنَّۃِ الْخُلْدِ

(مسند احمد ص۳۸۶)

اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں، ایسی نعمت کا، جو ہلاک نہ ہو، ——— اور ایسی آنکھوں کی ٹھنڈک جو ختم نہ ہو، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کا جنت کے اعلیٰ درجہ میں۔

غیر مسلم کے لیے دعا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی طلب فرمایا، تو ایک یہودی نے آپ کو پانی پلا دیا۔ آپ نے اس کو دعا دی (مرتے دم تک اس کے بال سفید نہیں ہوئے)

جَمَّلَکَ اللّٰهُ (عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی ص۱۱۶)

اللہ تعالیٰ تجھے خوبصورت بنائے

غسل کے لیے کپڑے اتارنے سے پہلے

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ

(عمل الیوم واللیلۃ لابن سنیؒ ص۱۱)

اللہ تعالیٰ کے نام سے جس کے سوا کوئی معبود نہیں

مال واولاد میں برکت کے لیے

ہر روز تین بار پڑھے

۱- اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ

اے اللہ! رحمت کاملہ نازل فرما، ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو نبی امی ہیں، اور آپ کی آل اور آپ کے صحابہؓ اور آپ کی ازواج مطہرات پر جو مومنوں کی مائیں ہیں۔

۲- یہ بھی ہر روز تین بار پڑھے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَعَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ

اے اللہ! رحمت کاملہ نازل فرما اپنے بندہ کامل اور اپنے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر، اور سب مومن مرد اور سب مومن عورتوں پر، اور سب فرمانبرداری کرنے والے مردوں اور فرمانبرداری کرنیوالی عورتوں پر۔

جن پر بہت اجر ملتا ہے

سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ عَدَدَ خَلْقِهٖ وَزِنَةَ عَرْشِهٖ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهٖ وَرِضَاءَ نَفْسِهٖ

(مسلم صفحہ ۳۵۰ ج ۱)

پاک ہے اللہ تعالیٰ، اور ہم اس کی تعریف کرتے ہیں اس کی مخلوق کی گنتی کے برابر، اور اس کے عرش کے وزن کے برابر، اور اس کے کلمات کی سیاہی کی مقدار کے برابر اور اسکی رضا کے برابر

حضرت حسن بصریؒ جو درود شریف پڑھتے تھے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّاتِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ وَاَصْھَارِہٖ وَاَنْصَارِہٖ وَاَشْیَاعِہٖ وَمُحِبِّیْہِ وَاُمَّتِہٖ وَعَلَیْنَا مَعَھُمْ اَجْمَعِیْنَ یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ

(شفاء لقاضی عیاض، صفحہ ۵۰)

اے اللہ! رحمت کاملہ نازل فرما حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کے آل و اصحاب پر اور آپ کی ازواج اور اولاد اور آپ کے اہل بیت پر، اور آپ کے سسرال و انصار پر، اور آپ کے گروہ والے لوگوں یعنی اتباع اور محبین پر، اور آپ کی امت پر اور ہم پر بھی ان سب کے ساتھ، اے سب سے بڑھ کر رحم کرنے والے۔

حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ جو درود شریف پڑھتے تھے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ كُلِّ ذَرَّةٍ اَلْفَ مَرَّةٍ (تذکرۃ الرشید ص۲۸ ج۲)

اے اللہ! رحمت کاملہ نازل فرما ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر، اور آپ کی آل پر، ہر ذرہ کے عدد کے برابر، ہزار ہزار مرتبہ۔

موت کی سختی سے بچنے کے لیے

اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلٰى سَكَرَاتِ الْمَوْتِ وَغَمَرَاتِ الْمَوْتِ (شمائل مع ترمذی ص۵۹۹)

اے اللہ! مجھ پر موت کے سکرات اور موت کی سختیوں کو آسان بنا دے۔

۲- اَللّٰهُمَّ لَقِّنِّيْ حُجَّةَ الْاِيْمَانِ عِنْدَ الْمَمَاتِ (حصن حصین ص۴۹۶)

اے اللہ مجھے ایمان کی دلیل سمجھا، دنیا میں موت کے وقت۔

اتباعِ سنّت کے لیے

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ اِتِّبَاعَ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ظَاهِرًا وَّبَاطِنًا قَوْلًا وَّفِعْلًا عِبَادَةً وَّعَادَةً۔

اے اللہ! مجھے ہمارے آقا اور مولیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع ظاہر و باطن میں قول و فعل میں عبادت اور عادت میں نصیب فرما۔

غم و اندوہ سے بچنے کے لیے

ہر روز ایک بار پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ

(ترمذی ص۵۰۲)

اے اللہ! میں تیری ذات کے ساتھ پناہ چاہتا ہوں، اندیشہ اور غم سے اور میں تیری ذات کے ساتھ پناہ چاہتا ہوں عاجزی اور سستی سے اور میں تیری ذات کے ساتھ پناہ چاہتا ہوں بزدلی اور بخل سے، اور میں تیری ذات کے ساتھ پناہ چاہتا ہوں قرضے کے غلبہ سے اور مردوں کے دباؤ سے

دنیا کی ناپائیداری سے بچنے کے لیے

ہر روز ایک بار پڑھے

اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ مُصِيْبَتَنَا فِيْ دِيْنِنَا وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْيَا

اے اللہ! ہماری مصیبت ہمارے دین میں نہ بنا۔ اور صرف دنیا کو ہی ہمارا بڑا مقصود اور ہمارے

اَکْبَرَ هَمِّنَا وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا وَلَا غَايَةَ رَغْبَتِنَا وَلَا تُسَلِّطْ عَلَيْنَا مَنْ لَا يَرْحَمُنَا (ترمذی ص۵۰۴)

علم کی آخری پہنچ اور ہماری رغبت کی انتہا نہ بنا، اور ہم پر ایسوں کو مسلط نہ کرنا جو ہم پر رحم نہ کریں۔

خشیت الٰہی حاصل کرنے کے لیے:۔ ہر روز ایک بار پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِي عَيْنَيْنِ هَطَّالَتَيْنِ تَسْقِيَانِ الْقَلْبَ بِذُرُوفِ الدَّمْعِ مِنْ خَشْيَتِكَ قَبْلَ اَنْ تَكُونَ الدُّمُوعُ دَمًا وَالْاَضْرَاسُ جَمْرًا۔

اے اللہ! مجھے ایسی آنکھیں عطا فرما، جو تیرے خوف سے بہنے والی ہوں، اور بہنے والے آنسوؤں سے دل کو سیراب کریں، اس سے پہلے کہ جب آنسو خون بن جائیں، اور دانت آگ کے کوئلے

(جامع صغیر مع شرح فیض القدیر ص ۱۴۲/۲)

حصول تقویٰ کے لیے:۔ ہر روز ایک بار پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اٰتِ نَفْسِي تَقْوٰهَا وَزَكِّهَا اَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكّٰهَا اَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا (حصن حصین ص۴۶۳)

اے اللہ! مجھے میرے نفس کا تقویٰ عطا فرما، اور میرے نفس کو پاک کر دے، تو بہتر پاک کرنے والا ہے، اور تو ہی اس نفس کا آقا اور مولا ہے۔

محبت ایمانی حاصل کرنے کے لیے:۔ ہر روز ایک بار پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ اِلَيْنَا الْاِيْمَانَ وَزَيِّنْهُ فِي قُلُوبِنَا وَكَرِّهْ اِلَيْنَا الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ وَاجْعَلْنَا مِنَ الرَّاشِدِيْنَ۔

اے اللہ! ایمان کو ہماری طرف محبوب بنا دے اور اس کو ہمارے دلوں میں مزین کر دے، اور کفر فسق اور نافرمانی کو ہمارے دلوں میں مبغوض بنا دے اور ہم کو بنا دے ہدایت یافتہ

(حصن حصین ص۳۱۰)

مختصر اورادِ آئینہ

سورۃ فاتحہ، آیۃ الکرسی، بقرہ کی آخری آیات، سورۃ آل عمران کا آخری رکوع اِنَّ فِی خَلْقِ السَّمٰوٰتِ سے لے کر اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ تک۔ سورۃ مؤمنون کا آخری رکوع لَفِسْبَتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا سے آخر تک حٰمٓ ○ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ○ غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ تین آیات، سورۃ حشر کی آخری آیات؛

سورۃ زلزال، سورۃ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ، سُوْرَةُ الْكٰفِرُوْنَ، سُوْرَةُ الْاِخْلَاصِ۔ مُعَوِّذَتَيْنِ (قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ)؛

صبح شام دونوں وقت اور اگر دو وقت ممکن نہ ہو تو ایک مرتبہ اس کو ضرور جاری رکھنا چاہیئے۔ اور اگر ان کے ساتھ ساتھ روزمرہ صبح کے وقت سورۃ یٰسین اور مغرب کے بعد سورۃ السجدۃ اور عشاء کے بعد سورۃ الملک اور جمعہ کی شب سورۃ دخان اور جمعہ کے دن سورۃ الکہف یا اس کی ابتدائی اور آخری دس دس آیات کو۔ اور خیر و برکت کے حصول کے لیے سورۃ مزمل بھی اگر پڑھ لے تو بہت بہتر ہوگا۔

اگر اللہ تعالیٰ کسی بندے کو توفیق عطا فرمائے کہ وہ قرآن کریم کی تلاوت اور اذکار مسنون کے ساتھ ساتھ الحزب الاعظم حضرت مولانا ملا علی قاریؒ کی مرتب کردہ اور مناجات مقبول حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانویؒ کی مرتب کردہ،

اور دلائل الخیرات حضرت شیخ محمد بن سلیمان جزولیؒ کی مرتب کردہ اور حزب البحر مولانا شیخ ابوالحسن شاذلیؒ کی مرتب کردہ اور حصن حصین حضرت جزریؒ کی مرتب کردہ،

اگر ان میں سے بھی ایک منزل پڑھ لے تو یہ سب مقبول اور متبرک دعائیں ہیں، انشاءاللہ

بہت فیض ہوگا، اسلاف کرام ان پر عمل پیرا رہے ہیں۔ لیکن یہ بات یاد رہے کہ ان میں سے کسی دعا کا کسی غلط یا ناجائز مقصد کے لیے پڑھنا اللہ تعالیٰ کے غضب اور ناراضگی کا موجب ہو سکتا ہے تمام جائز مقاصد کے لیے پڑھنی چاہییں، اور خاص طور پر تقرب الی اللہ پر نظر رہے، مقصد یہی ہونا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کسی طرح ہم سے راضی ہو جائے۔

مشائخ کرام چشت کے معمولات

۱۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى عَدَدَ مَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى (تین بار)

۲۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِىْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَىُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ ″

۳۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّىْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ ″

سُبْحَانَ اللّٰهِ (ایک ایک سو بار) صبح و شام

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ″ ″

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ″ ″

اَللّٰهُ اَكْبَرُ ″ ″

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى الخ ″ ″

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِىْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَىُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ [1] ″ ″

---

[1] هٰذِهِ التَّسْبِيْحَاتُ السِّتَّةُ الَّتِىْ لَقَّنَنِىْ شَيْخِىْ وَمُرْشِدِىْ شَيْخُ الْاِسْلَامِ مَوْلَانَا السَّيِّدُ حُسَيْنُ اَحْمَدُ الْمَدَنِىْ رَحِمَهُ اللّٰهُ عِنْدَ اَخْذِ الْبَيْعَةِ وَاَيْضًا لَقَّنَنِىْ "پاس انفاس" وَاَيْضًا اَجَازَنِىْ بِقِرَاءَةِ حصن حصين وَدَلَائِلِ الْخَيْرَاتِ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ عَلٰى ذٰلِكَ۔ (سواتی)

عمومی اوراد

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ (سو بار یا جتنی بار میسر ہو)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِهٖ 〃

یَا عَزِیْزُ 〃

یَا مُغْنِیْ 〃

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ 〃

اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ 〃

اَلرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ 〃

اَلْحَنَّانُ الْمَنَّانُ 〃

یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ 〃

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ 〃

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلَّذِیْنَ ظَلَمْتُهُمْ وَاَسَاْتُهُمْ 〃

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاُمَّةِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم 〃

اَللّٰهُمَّ ارْحَمْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم 〃

اَللّٰهُمَّ اهْدِ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم 〃

اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم 〃

اَللّٰهُمَّ تَجَاوَزْ عَنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم 〃

اَللّٰهُمَّ اجْمَعْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم 〃

(لَمَّا دُخِلَ عَلٰى عُثْمَانَ جَعَلَ 〃

یَقُوْلُ (تفسیر ابن کثیر ص ۵۳۲ ج ۱) 〃

اَللّٰھُمَّ فَرِّجْ عَنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم — ایک ایک سو بار

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَنَا وَلِوَالِدَیْنَا وَلِسَادَتِنَا وَلِمَشَائِخِنَا — ″

اَللّٰہُ الصَّمَدُ — ″

حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ — ″

حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ — ″

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ — ″

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ ، لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ — ″

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَتُبْ عَلَیَّ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ — ″

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَتُبْ عَلَیَّ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُوْرُ — ″

اَللّٰہُ اَللّٰہُ رَبِّیْ لَا اُشْرِکُ بِہٖ اَحَدًا — ″

اَللّٰہُ اَللّٰہُ رَبِّیْ لَا اُشْرِکُ بِہٖ شَیْئًا — ″

مَاشَاءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ — ″

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْمَلِکُ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ — ″

عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ (مَرْفُوْعًا) مَنْ قَالَ فِیْ یَوْمٍ مِائَۃَ مَرَّۃٍ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْمَلِکُ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ" کَانَ لَہٗ اَنِیْسًا فِیْ وَحْشَۃِ الْقَبْرِ وَاسْتَجْلَبَ الْغِنٰی وَاسْتَقْرَعَ بَابَ الْجَنَّۃِ (حلیۃ الاولیاء ص ۲۸۰ ج ۸)

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ — (ایک سو بار یا جتنی بار میسر ہو

حضرت معروف کرخیؒ کی دعا:۔ حضرت معروف کرخیؒ نے کہا ہے، جو شخص اس دعا کو دن میں دس بار پڑھے گا، وہ ابدالوں میں سے لکھا جائے گا۔

اَللّٰھُمَّ اَصْلِحْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ اَللّٰھُمَّ فَرِّجْ عَنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (حلیۃ الاولیاء ص۳۶۶ ج۸)

اے اللہ! درست کر دے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی حالت کو، اے اللہ! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے تنگی کو دور کر دے! اے اللہ! رحم فرما حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر

دائیں ہاتھ کی انگلیوں پر: دن میں ایک بار پڑھے۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

پاک ہے اللہ! سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، اللہ سب سے بڑا ہے، برائی سے ہٹنے کی اور نیکی کرنے کی طاقت نہیں مگر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے۔

بائیں ہاتھ کی انگلیوں پر:۔ دن میں ایک بار پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ، وَارْحَمْنِیْ وَارْزُقْنِیْ، وَاھْدِنِیْ وَعَافِنِیْ، وَاجْبُرْنِیْ، وَارْفَعْنِیْ (ابوداؤد ص۱۲۳ ج۱، ترمذی ص۶۸، ابن ماجہ ص۶۶)

اے اللہ! مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما، مجھے روزی، ہدایت اور عافیت عطا فرما، اور میری شکستگی کی تلافی فرما اور مجھے بلند فرما۔

اظہار عجز کے لیے:۔ ہر روز ایک بار پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ۔ (مسلم ص۲۱۸ ج۱)

اے اللہ! جس کو تو دے کوئی روک نہیں سکتا، اور جس کو تو روک دے اس کو کوئی دے نہیں سکتا، اور بخت والے یا کوشش والے کو اس کا بخت یا کوشش تیرے سامنے فائدہ نہیں دے سکتی

برأت شرک کے لیے:۔ ہر روز ایک بار پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ اَنْ اُشْرِکَ

اے اللہ! میں تیری ذات کے ساتھ پناہ چاہتا ہوں

بِكَ شَيْئًا وَّاَنَا اَعْلَمُ وَاَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَآ اَعْلَمُ وَتَبَرَّأْتُ مِنَ الْكُفْرِ وَالشِّرْكِ وَالنِّفَاقِ وَالرِّيَاۗءِ وَالْكِذْبِ وَالْخِيَانَةِ وَالنَّمِيْمَةِ وَالْبُهْتَانِ وَالْفَوَاحِشِ وَالْمَعَاصِيْ كُلِّهَا وَاَسْلَمْتُ وَاٰمَنْتُ وَاَقُوْلُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

اس سے کہ میں تیرے ساتھ جانتے ہوئے کسی چیز کو شریک بناؤں، اور میں معافی چاہتا ہوں اس سے جس کو میں نہیں جانتا، میں بیزار ہوا کفر، شرک، نفاق، ریا، جھوٹ، خیانت، چغلی، بہتان اور تمام بے حیائیوں اور گناہوں سے، اور میں اسلام لایا ہوں اور ایمان لایا ہوں، اور میں کہتا ہوں، کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

عہد پر قائم رہنے کے لیے:۔ ہر روز ایک بار

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِيْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْ لِيْ فَاِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ

(حصن حصین ۲۲)

اے اللہ! تو میرا رب ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو نے مجھے پیدا کیا ہے، اور میں تیرا بندہ ہوں اور تیرے عہد اور وعدہ پر قائم ہوں جتنی میری طاقت ہے، میں تیری ذات کے ساتھ پناہ چاہتا ہوں، اس چیز کی برائی سے جو میں نے کی میں اقرار کرتا ہوں تیری نعمت کا مجھ پر، اور میں اقرار کرتا ہوں، اپنے گناہ کا، اور بخش دے مجھ کو، بیشک تو ہی گناہوں کو بخشتا ہے۔

عہد نامہ:۔ ہر روز ایک بار پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اِنِّيْ اَعْهَدُ اِلَيْكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا بِاَنِّيْ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ، وَاِنَّكَ اِنْ تَكِلْنِيْ

اے اللہ! جو آسمانوں اور زمین کو ایجاد کرنیوالا ہے، اور غیب و شہادت کو جاننے والا ہے میں تیرے سامنے عہد کرتا ہوں، اس دنیا کی زندگی میں کہ میں گواہی دیتا ہوں تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو وحدہٗ لاشریک ہے تیرا کوئی شریک نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں، کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیرے بندے اور رسول

إِلَىٰ نَفْسِيْ تُقَرِّبْنِيْ مِنَ الشَّرِّ، وَتُبَاعِدْنِيْ مِنَ الْخَيْرِ، وَإِنِّيْ لَا أَثِقُ إِلَّا بِرَحْمَتِكَ فَاجْعَلْ لِّيْ عِنْدَكَ عَهْدًا تُوَفِّيْنِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ (تفسیر ابن کثیر ۱۳۸/۳)	ہیں، اور تو اگر مجھے میرے نفس کی طرف سونپ دے تو مجھے شر سے قریب کر دے گا، اور خیر سے دور کر دے گا اور میں سوا تیری رحمت کے کسی چیز پر اعتماد نہیں کرتا، پس مقرر کر دے میرے لیے اپنے پاس ایسا عہد تو مجھے دے دے قیامت کے دن بے شک تو وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کے لیے خصوصی دعا:۔ ہر روز ایک بار پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْئَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِيْنِ، وَأَنْ تَغْفِرَ لِيْ وَتَرْحَمَنِيْ وَإِذَا أَرَدْتَ بِقَوْمٍ فِتْنَةً، فَتَوَفَّنِيْ إِلَيْكَ غَيْرَ مَفْتُوْنٍ، اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُّحِبُّكَ وَحُبَّ عَمَلٍ يُّقَرِّبُنِيْ إِلَىٰ حُبِّكَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ نَّفْسِيْ وَأَهْلِيْ وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ (حصن حصین ص۲۷۹، حاشیہ ترمذی ص۲۹۶)	اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ نیکیوں کے کرنے کی توفیق عطا فرما اور برائیوں کو ترک کرنے کی، اور مساکین کے ساتھ محبت کرنے کی، اور یہ کہ مجھے بخش دے، اور رحم فرما، اور جب تو کسی قوم کے ساتھ فتنے کا ارادہ کرے، تو مجھے اپنی طرف اٹھا لے ایسی حالت میں کہ میں فتنے میں مبتلا نہ ہوں۔ اے اللہ! مجھے اپنی محبت عطا فرما اور اس کی محبت جو تجھ سے محبت کرتا ہے اور ایسے عمل کی محبت عطا فرما جو تیری محبت کے قریب کر دے، اے اللہ اپنی محبت کو میرے نزدیک میرے نفس اور اہل اور ٹھنڈے پانی سے زیادہ محبوب بنا دے۔

استسقاء کے لیے

اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا اَللّٰهُمَّ أَغِثْنَا۔ (بخاری ص۱۳۷/۱، مسلم ص۲۹۳/۱)	اے اللہ! ہم کو پانی سے سیراب کر دے، اے اللہ ہم پر بارش برسا۔

مصیبت کے وقت اور قرآن پاک کی ابتداء کے وقت:۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رض

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ	اے اللہ! میں تیرا بندہ ہوں اور تیرے بندے کا

وَابْنُ اَمَتِكَ نَاصِيَتِيْ بِيَدِكَ مَاضٍ فِيَّ حُكْمُكَ عَدْلٌ فِيَّ قَضَاءُكَ اَسْأَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ سَمَّيْتَ بِهٖ نَفْسَكَ اَوْ اَنْزَلْتَهٗ فِيْ كِتَابِكَ اَوْ عَلَّمْتَهٗ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ اَوِ اسْتَاْثَرْتَ بِهٖ فِيْ عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ رَبِيْعَ قَلْبِيْ وَنُوْرَ بَصَرِيْ وَجِلَاءَ حُزْنِيْ وَذَهَابَ هَمِّيْ اِلَّا اَذْهَبَ اللّٰهُ هَمَّهٗ وَاَبْدَلَ مَكَانَ حُزْنِهٖ فَرَحًا

(حسن حصین ص ۳۱۹)

اور تیری بندی کا فرزند ہوں، میری پیشانی تیرے دستِ قدرت میں ہے، تیرا حکم میرے اندر نافذ ہے اور تیرا فیصلہ میرے بارے میں نافذ ہے، اور تیرا فیصلہ میرے بارہ میں مبنی بر انصاف ہے، میں تجھ سے سوال کرتا ہوں، تیرے ہر اس اسم پاک کے واسطے سے جس اسم کے ساتھ تو نے اپنی ذات کو موسوم کیا ہے، یا اس کو اپنی کسی کتاب میں نازل کیا ہے، یا وہ اپنی مخلوق میں سے کسی کو سکھلایا ہے یا اپنے پاس علمِ غیب میں اس کو مخفی رکھا ہے، اس کے واسطے سے میں سوال کرتا ہوں کہ قرآن عظیم کو میرے دل کی بہار آنکھوں کا نور اور غموں اور تمام اندیشوں کو دور کرنے والا بنا دے۔

ختم قرآن کے وقت

اَللّٰهُمَّ اٰنِسْ وَحْشَتِيْ فِيْ قَبْرِيْ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ بِالْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ وَاجْعَلْهُ لِيْ اِمَامًا وَّنُوْرًا وَّهُدًى وَّرَحْمَةً اَللّٰهُمَّ ذَكِّرْنِيْ مِنْهُ مَا نَسِيْتُ وَعَلِّمْنِيْ مَا جَهِلْتُ وَارْزُقْنِيْ تِلَاوَتَهٗ اٰنَاءَ اللَّيْلِ وَاٰنَاءَ النَّهَارِ وَاجْعَلْهُ لِيْ حُجَّةً يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ (الحزب الاعظم ص ۱۰۸)

اے اللہ! میری قبر میں میری وحشت کو انس سے تبدیل فرما دے، اے اللہ! مجھ پر رحم فرما، قرآن عظیم کی برکت سے، اور اس کو میرے لیے پیشوا، نور اور ہدایت اور رحمت بنا دے۔ اے اللہ یاد دلا دے مجھے جو میں اس سے بھول گیا ہوں، اور سکھا دے مجھے جس سے میں جاہل رہا ہوں اور صبح و شام قرآن پاک کی تلاوت کی مجھے توفیق عطا فرما اور اس کو میرے لیے حجت بنا دے۔ اے رب العٰلمین۔

دفن کرتے وقت

بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِهٖ

اللہ تعالیٰ کے نام سے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

رَسُوْلِ اللّٰہِ (ترمذی صفحہ ابوداؤد صفحہ ۱۰۲، ابن ماجہ صفحہ) کی سنت یا آپ کی ملت پر (اس کو قبر میں رکھتے ہیں)

آگ لگ جائے

اَللّٰہُ اَکْبَرُ (بار بار)

سواری پر سوار ہوتے وقت

بِسْمِ اللّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ، وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ (ابوداؤد صفحہ ۲۵۰ ج ۱، ترمذی صفحہ ۲۹۷، مسند احمد صفحہ ۹۸ ج ۱)

اللہ تعالیٰ کے نام سے سواری کرتا ہوں، سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے ہمارے لیے ان سواریوں کو مطیع اور فرمانبردار بنا دیا، اور ہم ان کو قابو میں رکھنے کی طاقت نہ رکھتے تھے، بیشک ہم اپنے رب کی طرف ضرور لوٹ کر جانے والے ہیں۔

کشتی پر سوار ہوتے وقت

بِسْمِ اللّٰہِ مَجْرٖھَا وَمُرْسٰھَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔ وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ ق وَالْاَرْضُ جَمِیْعًا قَبْضَتُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِیّٰتٌ بِیَمِیْنِہٖ سُبْحٰنَہٗ وَتَعَالٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ (تفسیر ابن کثیر صفحہ ۴۴۶ ج ۲)

اللہ تعالیٰ کے نام پاک کی برکت سے ہی اس کا چلنا اور ٹھہرنا ہوگا، بیشک میرا پروردگار بہت بخشش کرنے والا اور بہت مہربان ہے اور نہیں قدر کی ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی جیسا کہ حق ہے، اس کی قدر کرنے کا، اور تمام زمین قیامت کے دن اس کی مٹھی میں ہوگی، اور تمام آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے، پاک ہے اس کی ذات ان باتوں سے جن کو یہ لوگ اس کے ساتھ شریک بناتے ہیں۔

مسجد میں داخل ہوتے وقت :- درود شریف پڑھ کر

۱۔ اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ (مسلم صفحہ ۲۴۸ ج ۱، ابوداؤد صفحہ ۶۷ ج ۱)

اے اللہ! اپنی رحمت کے دروازے میرے لیے کھول دے

۲۔ اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ الشَّیْطٰنِ

اے اللہ! تو مجھے شیطان مردود سے پناہ دے

الرَّجِيْمِ (مستدرک حاکم ص۲۵۷ ج۱ وقال الحاکم والذہبیؒ علی شرطہما)

مسجد سے نکلتے وقت : پہلے درود شریف پڑھے پھر یہ دعا پڑھے۔

۱۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ (مسلم ص۲۴۸ ج۱، ابوداؤد ص۶۷ ج۱)

اے اللہ! میں تجھ سے تیرا فضل مانگتا ہوں۔

۲۔ اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ (موارد الظمآن ص۱۰۱)

اے اللہ! تو مجھے شیطان مردود سے محفوظ رکھ

لیلۃ القدر نظر آنے پر

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ (مستدرک حاکم ص۵۳۰ ج۱)

اے اللہ! تو بہت معاف کرنے والا ہے، اور معاف کرنے کو پسند کرتا ہے۔ مجھے بھی معاف فرما دے۔

درود شریف

۱۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

(بخاری ص۴۷۶ ج۱، مسلم ص۱۷۵ ج۱)

اے اللہ! رحمت نازل فرما حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور آپ کی آل پر جیسا کہ تو نے رحمت نازل فرمائی حضرت ابراہیم (علیہ السلام) پر اور ان کی آل پر، بیشک تو تعریف اور بزرگی والا ہے۔ اے اللہ! برکت نازل فرما حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر، اور آپ کی آل پر جس طرح تو نے برکت نازل فرمائی ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر، اور آل ابراہیم پر، بیشک تو تعریف والا اور بزرگی والا ہے

۲۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى رُوْحِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْاَرْوَاحِ وَعَلٰى

اے اللہ! رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرما ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روح

جَسَدِهٖ فِي الْاَجْسَادِ وَعَلٰی قَبْرِهٖ فِي الْقُبُوْرِ، وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ

(جذب القلوب ۲۶۹)

پاک پر ارواح میں، اور آپ کے جسم مبارک پر اجسام میں اور آپ کی قبر مبارک پر قبور میں، اور آپ کی آل اور اصحاب پر۔

۳۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

(حصن حصین ص۳۱)

اے اللہ! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت کاملہ نازل فرما، جو نبی امی ہیں، اور آپ کی ازواج طاہرات پر بھی، جو مؤمنوں کی مائیں ہیں اور آپ کی اولاد پر اور آپ کے اہل بیت پر، جیسا کہ تو نے رحمت کاملہ نازل فرمائی ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر، بیشک تو تعریف اور بزرگی والا ہے۔

۴۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كُلَّمَا ذَكَرَهُ الذَّاكِرُوْنَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كُلَّمَا غَفَلَ عَنْ ذِكْرِهِ الْغَافِلُوْنَ

اے اللہ! رحمت کاملہ نازل فرما ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جب بھی ذکر کرنے والے ان کا ذکر کریں۔ اور اے اللہ! رحمت کاملہ نازل فرما ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جب بھی ان کے ذکر سے غفلت کریں غفلت کرنے والے۔

۵۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوةً تُنْجِيْنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ الْاَهْوَالِ وَالْاٰفَاتِ وَتَقْضِيْ لَنَا بِهَا جَمِيْعَ الْحَاجَاتِ وَتُطَهِّرُنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ السَّيِّئَاتِ وَتَرْفَعُنَا بِهَا اَعْلَی الدَّرَجٰتِ وَتُبَلِّغُنَا بِهَا اَقْصَی الْغَايَاتِ مِنْ جَمِيْعِ الْخَيْرَاتِ فِي الْحَيَاتِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ۔

اے اللہ! رحمت کاملہ نازل فرما ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر، ایسی رحمت جو ہمیں تمام خطروں اور آفات سے بچالے اور اس کی برکت سے ہماری تمام حاجتیں پوری فرمادے، اور اس کی برکت سے ہمیں تمام برائیوں سے پاک کردے، اور اس کی برکت سے ہمیں اعلیٰ درجوں پر بلند فرمادے اور اس کی برکت سے ہمیں تمام خوبیوں کی انتہا کو پہنچادے، زندگی میں اور موت کے بعد بھی۔

۶۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ (الدر الثمین صـ۳۶)

اے اللہ! رحمت کاملہ اور سلامتی اور برکتیں نازل فرما حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو نبی امی ہیں، اور آپ کی آل اور صحابہ پر۔

۷۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ مُنْشِیءِ الْخَلْقِ مِنْ عَدَمٍ ثُمَّ الصَّلٰوۃُ عَلَی الْمُخْتَارِ فِی الْقِدَمِ مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

(قصیدہ بردہ)

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو مخلوق کو نیستی سے پیدا کرنے والا ہے۔ پھر رحمت کاملہ ہو اس ہستی پر جو قدیم زمانے سے ہی برگزیدہ ہے اے میرے مولا! رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرما ہمیشہ ہمیشہ اپنے حبیب پاک پر جو تمام مخلوق سے بہتر ہیں

۸۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِکَ وَبَرَکَاتِکَ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ وَاَزْوَاجِہٖ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَذُرِّیَّتِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

(جلاء الافہام لابن قیم صـ۱۲)

اے اللہ! اپنی تمام بڑی بڑی رحمتیں اور برکتیں نازل فرما حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو نبی ہیں اور آپ کی تمام ازواج پر جو مومنوں کی مائیں ہیں، اور آپ کی اولاد پر، اور آپ کے اہل بیت پر، جیسا کہ تو نے رحمتیں نازل فرمائی ہیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام پر، بیشک تو تعریف اور بزرگی والا ہے۔

۹۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے حضرت زید بن وہبؓ سے فرمایا کہ جمعہ کے دن ہزار مرتبہ یہ درود شریف پڑھا کرو۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ

اے اللہ! رحمت کاملہ نازل فرما حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو نبی امی ہیں

درود شریف برائے زیارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم: شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ لکھتے ہیں کہ جو شخص جمعہ کی رات کو دو رکعت نفل پڑھے، ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ۲۵ بار پڑھے اور سلام کے بعد ہزار بار یہ درود شریف پڑھے۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ — اللہ تعالیٰ رحمت نازل فرمائے نبی امی پر

تو خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوگی۔ (جذب القلوب ص۲۶۱)

جامع درود شریف:۔ ہر روز ایک بار پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلَی الْمَلٰٓئِکَۃِ وَالْمُقَرَّبِیْنَ وَعَلٰی صَالِحِ الْجِنِّ وَالْمُؤْمِنِیْنَ وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ

اے اللہ! تمام انبیاء رسول، ملائکہ مقربین، نیک جنات، مومنین اور اپنے نیک بندوں پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرما۔

جمعہ کے دن درود شریف پڑھنے کی فضیلت:۔ حضرت ابراہیم بن ادھم ؒ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت علیؓ سے مرفوعاً بیان کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ صَلّٰی یَوْمَ الْجُمُعَۃِ مِائَۃَ مَرَّۃٍ جَآءَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَمَعَہٗ نُوْرٌ لَوْ قُسِّمَ ذٰلِکَ النُّوْرُ بَیْنَ الْخَلْقِ کُلِّھِمْ لَوَسِعَھُمْ

جو شخص جمعہ کے دن سو مرتبہ درود شریف پڑھے گا وہ قیامت کے دن آئے گا، اور اس کے ساتھ ایسا نور ہوگا کہ اگر اس نور کو ساری مخلوق پر تقسیم کیا جائے تو سب کے لیے کفایت کر جائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ وازواجہ امہات المؤمنین واتباعہ الی یوم الدین۔

تم الکتاب بفضلہ تعالیٰ

اللھم اجعلہ خالصا لوجھک الکریم

احقر عبدالحمید سواتی

خادم مدرسہ نصرۃ العلوم وجامع مسجد نور نزد گھنٹہ گھر شہر گوجرانوالہ

رجب ۱۴۰۶ھ

ضمیمہ

بقیہ ۵۰۷ سے آگے

مسئلہ ، نماز میں کوئی شخص اپنے ہاتھ سے مدد حاصل کر سکتا ہے (یعنی جب ضرورت پڑے) ۔

چنانچہ امام بخاریؒ ترجمۃ الباب میں نقل کرتے ہیں حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے کہا کہ آدمی اپنے ہاتھ سے مدد لے سکتا ہے ، اپنے جسم میں جس طرح چاہے . (جب کہ وہ معاملہ نماز کے ساتھ تعلق رکھتا ہو)

امام بخاریؒ کہتے ہیں کہ ابو اسحٰقؒ نے اپنی ٹوپی اٹھا کر اپنے سر پر رکھ لی ، اور نیز امام بخاریؒ کہتے ہیں کہ حضرت امیر المؤمنین علیؓ اپنا دایاں ہاتھ نماز میں اپنے بائیں ہاتھ کے گٹے (رسغ) پر رکھتے تھے ، اس کو اٹھاتے نہیں تھے ، الّا یہ کہ کہیں جسم میں کھجلی ہو یا کپڑا درست کرنا ہو تو اس کو اٹھاتے تھے ۔

حافظ ابن حجرؒ شرح بخاری فتح الباری میں لکھتے ہیں کہ حضرت علیؓ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تھے ، تو تکبیر کہہ کر اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کے گٹے پر رکھتے تھے ، اور برابر اسی طرح اسکو قائم رکھتے تھے ، یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہو جائیں ، الّا یہ کہ اگر اپنے جسم کی جلد میں کھجلی ہوتی یا کپڑا درست کرنا ہوتا ، تو اس کو اٹھاتے تھے ۔

(حاشیہ بخاری مع بخاری $\frac{159}{1}$)

امام بخاریؒ نے اس پر حضرت ابن عباسؓ کی یہ روایت نقل کی ہے ، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ میں رات کے وقت آپ کے بائیں طرف کھڑا ہو گیا تھا ، اپنے دائیں ہاتھ سے میرا کان پکڑ کر مجھے دائیں طرف کھڑا کر دیا ۔

بقیہ ۵۲۷ سے آگے

مسبوق و لاحق کے بعض مسائل

مسبوق اس شخص کو کہتے ہیں جس کو نماز کا کچھ حصہ یا اکثر حصہ امام کے ساتھ نہ مل سکے، مسبوق کا حکم یہ ہے کہ اس سے جتنا حصہ نماز کا امام کے ساتھ رہ گیا ہو، وہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد پڑھے گا، اور یہ بالکل منفرد کے حکم میں ہوتا ہے۔ جس طرح منفرد آدمی نماز پڑھنے میں ثنار، تعوذ، تسمیہ اور قراءۃ کرتا ہے، اسی طرح یہ بھی باقی ماندہ نماز میں اسی طرح کرے گا۔

لاحق وہ ہوتا ہے جو امام کے ساتھ ابتدا میں شریک ہوتا ہے لیکن کسی عذر کی وجہ سے یا بغیر عذر کے امام کے ساتھ اقتدا کرنے کے بعد اس کی بعض رکعات یا تمام رکعات رہ جائیں، مثلاً غفلت کی وجہ سے، یا بھیڑ کی وجہ سے یا حدث لاحق ہونے (بے وضو ہو جانے) کی وجہ سے، یا بلا عذر کے، مثلاً اپنے امام سے پہلے رکوع، سجود کر لیا، اور اس طرح وہ رکعت رہ گئی، یا مقیم شخص جو مسافر امام کی اقتدا میں پڑھتا ہے، یا صلوٰۃ خوف میں پہلی ایک یا دو رکعتیں امام کے ساتھ پڑھتا ہے یہ لاحق ہوگا۔ اس کا حکم مقتدی کا حکم ہوتا ہے، یہ باقی ماندہ نماز میں قراءۃ نہیں کرے گا، نہ سجدہ سہو [illegible] (دے [illegible] اگر بھول گیا اور سجدہ سہو اس پر واجب ہوا) اور نہ اس کا فرض اقامت کی نیت سے تبدیل ہوگا۔ ایسا شخص مسبوق کے برعکس پہلے اس حصہ کو قضا کرے گا۔ جو امام کے ساتھ پڑھنے سے رہ گیا ہے، اور اگر جماعت ابھی باقی ہو تو یہ امام کے ساتھ شریک ہوگا۔

- لاحق سے جو رکعات رہ گئیں ہیں ان میں وہ مقتدی سمجھا جائے گا، اور امام کے ساتھ جیسا مقتدی قراءۃ نہیں کرتا ایسے ہی لاحق بھی قراءۃ نہیں کرے گا، بلکہ سکوت اختیار کرے گا، اور خاموش کھڑا رہے گا، اگر اس سے سہو ہو جائے تو سجدہ سہو کرنے کی ضرورت نہیں۔

مسئلہ: مسبوق سے جو رکعتیں رہ گئی ہوں ان کو اس طرح ادا کرے پہلے

قرأة والی رکعت پڑھے اور پھر وہ رکعت جو بغیر قرأۃ کے ہو، اور قعدہ ان رکعات کے مطابق بیٹھنا ہوگا، جو امام کے ساتھ پڑھی ہیں، مثلاً تین رکعات ہوچکنے کے بعد وہ امام کے ساتھ شریک ہوا ہو، اس کو ایک ہی رکعت امام کے ساتھ ملی، اب یہ دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ اور اس کے ساتھ دوسری سورت ملا کر پڑھے گا۔ اور پھر قعدہ بیٹھے گا، اور پھر دوسری رکعت میں بھی سورۃ فاتحہ اور سورۃ ملائے گا قعدہ نہ کرے گا، کیونکہ یہ تیسری رکعت بنتی ہے، چوتھی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ نہ ملائے اور قعدہ بیٹھے یہ آخری قعدہ ہوگا۔

مسئلہ:۔ اگر ایک شخص مسبوق بھی ہو اور لاحق بھی تو اس کی ادائیگی نماز کا طریقہ اس طرح ہے مثلاً عصر کی ایک رکعت ہو جانے کے بعد وہ جماعت میں شریک ہوا۔ اور شریک ہونے کے بعد اس کو حدث لاحق ہوگیا، اور وہ وضو کرنے لگ گیا۔ اور اس اثناء میں کچھ حصہ نماز کا یا پوری نماز ختم ہوگئی تو اس کو اس ترتیب سے نماز ادا کرنی ہوگی، پہلے ان رکعات کو ادا کرے جو اس کے نماز میں شریک ہونے کے بعد رہ گئی تھیں۔ ان میں یہ مقتدی کی طرح ادا کرے گا، یعنی قرأۃ نہ کرے گا۔ اور ان میں سے پہلی رکعت میں قعدہ کرے گا، کیونکہ یہ امام کے حساب سے دوسری رکعت بنتی ہے، اور پھر دوسری رکعت میں قعدہ نہ کرے گا، کہ یہ امام کے حساب سے تیسری رکعت بنتی ہے، پھر تیسری رکعت پڑھ کر قعدہ بیٹھے گا، کہ یہ امام کے لحاظ سے چوتھی رکعت ہے، اور اس میں اس کو قرأۃ بھی کرنی ہوگی، کیونکہ اس میں وہ مسبوق ہے یہ رکعت ہوچکی تھی جب یہ امام کے ساتھ شریک ہوا تھا، اور مسبوق منفرد کا حکم رکھتا ہے۔

مسئلہ:۔ نماز خوف میں پہلا گروہ لاحق کا حکم رکھتا ہے، جو اپنی باقی ماندہ ایک یا دو رکعت بغیر قرأۃ کے ادا کرے گا۔

اور نماز خوف میں دوسرا گروہ مسبوق کا حکم رکھتا ہے، جو اپنی باقی ماندہ نماز منفرد کی طرح پڑھے گا۔

اسی طرح جو مقیم شخص مسافر امام کے پیچھے نماز پڑھتا ہے، وہ مسافر امام کی نماز ختم کرنے کے بعد وہ لاحق ہوگا۔

مسبوق ولاحق کے مسائل مندرجہ ذیل احادیث و آثار سے ماخوذ ہیں۔

۱۔ اَبُوْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ (مَرْفُوْعًا) فَمَا اَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوْا وَمَا فَاتَكُمْ فَاَتِمُّوْا (وَفِيْ رِوَايَةٍ) صَلِّ مَا اَدْرَكْتَ وَاقْضِ مَا سَبَقَكَ (مسلم ص ۲۲۰ ج ۱)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جماعت کی شرکت میں جلدی نہ کرو، جتنا حصہ امام کے ساتھ پاؤ اس کو پڑھو، اور جو تم سے فوت ہو جائے اسکو بعد میں پورا کر لو۔

(دوسری روایت میں ہے) نماز پڑھو جتنا حصہ امام کے ساتھ پالو، اور جو حصہ تم سے رہ جائے اس کو قضاء کر لو۔

۲۔ عَنْ مُعَاذٍ قَالَ كَانَ النَّاسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا سُبِقَ الرَّجُلُ بِبَعْضِ صَلَاتِهٖ سَأَلَهُمْ فَاَوْمَئُوْا اِلَيْهِ بِالَّذِيْ سُبِقَ بِهٖ مِنَ الصَّلٰوةِ فَيَبْدَاُ فَيَقْضِيْ مَا سُبِقَ ثُمَّ يَدْخُلُ مَعَ الْقَوْمِ فِيْ صَلَاتِهِمْ فَجَاءَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَالْقَوْمُ قُعُوْدٌ فِيْ صَلَاتِهِمْ فَقَعَدَ، فَلَمَّا فَرَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جب کسی شخص کی نماز میں کچھ حصہ اسکی جماعت میں شرکت سے پہلے ہو جاتا تھا، تو وہ لوگوں سے پوچھ لیتا تھا اور لوگ اس کی طرف اشارہ کرتے تھے اس کو تبلا دیتے تھے، کہ اتنا حصہ پہلے ہو چکا ہے، پھر وہ شخص اس حصہ کو جو پہلے ہو چکا تھا، پہلے پڑھکر لوگوں کے ساتھ باقی نماز میں شریک ہو جاتا تھا، ایک دفعہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ آئے اور لوگ نماز میں بیٹھے ہوئے تھے، تو وہ بھی اُن کے ساتھ بیٹھ گئے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ

قَامَ فَقَضٰى مَا كَانَ سُبِقَ بِهٖ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم اِصْنَعُوْا كَمَا صَنَعَ مُعَاذٌ (مسند احمد ج۵ ص۲۲۳)

۳- اَخْبَرَنَا اَبُوْحَنِيْفَةَ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ اَنَّ مَسْرُوْقًا وَجُنْدُبًا دَخَلَا فِيْ صَلٰوةِ الْاِمَامِ فِي الْمَغْرِبِ فَاَدْرَكَا مَعَهٗ رَكْعَةً وَسَبَقَهُمَا بِرَكْعَتَيْنِ فَصَلَّيَا مَعَهٗ رَكْعَةً ثُمَّ قَامَا يَقْضِيَانِ فَاَمَّا مَسْرُوْقٌ فَجَلَسَ فِي الرَّكْعَةِ الْاُوْلٰى الَّتِيْ قَضٰى وَاَمَّا جُنْدُبٌ فَقَامَ فِي الْاُوْلٰى وَجَلَسَ فِي الثَّالِثَةِ فَلَمَّا انْصَرَفَا اَقْبَلَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا عَلٰى صَاحِبِهٖ ثُمَّ اِنَّهُمَا تَسَاوَقَا اِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ فَقَصَّا عَلَيْهِ الْقِصَّةَ فَقَالَ كِلَا كُمَا قَدْ اَحْسَنَ

وَاَنْ اُصَلِّيَ كَمَا صَلَّى الْمَسْرُوْقُ اَحَبُّ اِلَيَّ.

ہوئے تو حضرت معاذؓ کھڑے ہوگئے اور جو حصہ رہ گیا تھا، اس کو پورا کیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم بھی اسی طرح کیا کرو جس طرح معاذ نے کیا ہے۔

امام محمدؒ نے کتاب الآثار میں امام ابوحنیفہؒ اور حمادؒ کے واسطے سے حضرت ابراہیم نخعیؒ سے روایت بیان کی ہے، ایک دفعہ حضرت مسروقؒ اور جندبؓ امام کے ساتھ مغرب کی نماز میں شریک ہوئے جب کہ امام دو رکعت پڑھ چکا تھا، انکو صرف ایک ہی رکعت امام کے ساتھ ملی۔ پھر یہ دونوں امام کے فارغ ہونے کے بعد اپنی باقی ماندہ دو رکعات پڑھنے کے لیے کھڑے ہوئے، مسروقؒ نے تو ایک رکعت پڑھکر قعدہ کیا اور جندبؓ پہلی رکعت پڑھنے کے بعد کھڑے ہوگئے اور دوسری رکعت پڑھکر پھر قعدہ کیا پھر جب دونوں نماز سے فارغ ہوئے تو ایک دوسرے پر متوجہ ہوکر ایک دوسرے کی کارگذاری کو غلط کہنے لگے، پھر دونوں نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی خدمت میں حاضر ہونے پر اتفاق کیا اور اپنا سارا واقعہ ان کے سامنے بیان کیا، تو عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا تم دونوں نے ٹھیک کیا ہے، اور میں تو اس طرح نماز پڑھنے کو زیادہ پسند کرتا ہوں

جس طرح مسروق نے پڑھی ہے۔

أَخْرَجَهُ الْإِمَامُ مُحَمَّدٌ فِي الْآثَارِ وَقَالَ بِقَوْلِ ابْنِ مَسْعُودٍ نَأْخُذُ يَجْلِسُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ فَاتَتَاهُ وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ رِجَالُهُ كُلُّهُمْ ثِقَاتٌ وَسَنَدُهُ مُتَّصِلٌ

اس اثر کو امام محمدؒ نے کتاب الآثار میں نقل کیا ہے، اور خود امام محمدؒ نے کہا ہے کہ ہم عبداللہ بن مسعودؓ کے قول پر عمل کرتے ہیں کہ جو دو رکعتیں اس سے رہ گئی ہیں۔ ان دونوں میں قعدہ کریگا۔ اور یہ امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے (اس روایت کے رجال سب ثقات ہیں اور سند بھی متصل ہے)

احناف کا مسلک یہ ہے مسبوق جو رکعات امام کے سلام کے بعد پڑھتا ہے وہ قراءۃ کے اعتبار سے اول ہے یعنی حکماً اس کی نماز کا پہلا حصہ ہے، اگرچہ حساً وہ آخر ہے، اور تشہد کے اعتبار سے یہ آخر ہیں اور امام کے ساتھ جو رکعتیں اس نے پائی ہیں وہ تشہد کے اعتبار سے اوّل ہیں، اور قراءۃ کے اعتبار سے آخر ہیں۔

عبداللہ بن مسعودؓ کا اثر جس کو مجمع الزوائد والے نے بحوالہ طبرانی نقل کیا ہے۔

اَلَّذِي تَفُوتُهُ بَعْضُ الصَّلَاةِ مَعَ الْإِمَامِ قَالَ يَجْعَلُ مَا يُدْرِكُ مَعَ الْإِمَامِ اٰخِرَ صَلٰوتِهٖ

وہ شخص جس کی نماز کا بعض حصہ امام کے ساتھ رہ گیا ہے، تو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا ہے جو حصہ اس نے امام کے ساتھ پالیا ہے، اس کو اپنی نماز کا اخیر حصہ سمجھے۔

اور عبداللہ بن عمرؓ کا اثر جسے الجوہر النقی میں بحوالہ ابن ابی شیبہ نقل کیا ہے۔

اَنَّهٗ كَانَ يَجْعَلُ مَا اَدْرَكَ مَعَ الْإِمَامِ اٰخِرَ صَلٰوتِهٖ

کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ بھی جو حصہ نماز کا امام کے ساتھ پاتے تھے اس کو نماز کا آخری حصہ سمجھتے تھے۔

(اعلاء السنن ج ۴ ص ۳۰۱ تا ۳۰۲)

واللہ اعلم بالصواب

بقیہ ۱۳ سے آگے

سسرال میں امامت کے مسئلہ پر بعض حضرات نے اشکال پیش کیا ہے کہ فتاویٰ دارالعلوم میں اس طرح لکھا ہے "وطن اصلی کے یہ معنیٰ لکھتے ہیں ۔ کہ وطن قرار ہو یعنی وہاں رہنا مقصود ہو، پس موضع تاہل یعنی تزوج وطن اصلی اس وقت ہوتا ہے کہ وہاں رہنا مقصود ہو اس کی زوجہ وہاں رہتی ہو، یہ نہیں کہ اگر کسی جگہ نکاح کر کے عورت کو لے آیا، تو پھر بھی وہ موضع نکاح وطن ہو جاوے گا حاصل یہ ہے کہ جس جگہ اسکی زوجہ رہتی ہے، اور اسکو وہاں رہنا مقصود ہے تو وہ بھی وطن اصلی ہے اگر دو زوجہ دو شہروں میں رہتی ہیں تو دو وطن اصلی ہیں ۔

لَوْ كَانَ لَهُ بِبَلْدَتَيْنِ فَايَّتُهُمَا دَخَلَ صَارَ مُقِيْماً (شامی)

اگر کسی شخص کے لیے دو مختلف شہروں میں دو بیویاں ہوں ۔ تو وہ ان میں سے جس شہر میں داخل ہو گا وہ مقیم ہو گا ۔

اس عبارت سے واضح ہے کہ زوجہ کا وہاں ہونا اور رہنا معتبر ہے ۔ محض نکاح کر کے کہیں سے لے آنا یہ سبب وطن بننے کا نہیں ہے ۔ واللہ اعلم انتہیٰ عزیز الفتاویٰ صـ ج ۱ ۲)

نیز کبیری اور فتح القدیر صـ ۴۰۳ مصری کی عبارت سے بھی معلوم ہوتا ہے ۔

"وَطَنٌ اَصْلِيٌّ وَهُوَ مَوْلِدُ الْاِنْسَانِ اَوْ مَوْضِعٌ تَاَهَّلَ بِهِ وَمَنْ قَصَدَهُ التَّعَيُّشَ بِهِ لَا الْاِرْتِحَالَ" انتہی

بعض فقہا نے اسی پہلو کو اختیار کیا ہے، جیسا کہ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰنؒ صاحب کے فتاویٰ میں درج ہے، لیکن یہ پہلو مرجوح ہے، راجح بات وہ ہے جو احقر نے تحریر کی ہے حضرت عثمانؓ کی روایت میں مطلق تاہل علت ہے، اور صاحب فتح القدیر یا کبیری والے نے جو عبارت نقل کی ہے، اس کا محل یہ بھی ہو سکتا ہے ۔

فَالْاَصْلِيُّ (وطن اصلی)

۱۔ هُوَ مَوْلِدُ الْاِنْسَانِ وہ انسان کا مقام پیدائش ہوتا ہے ۔

۲۔ وَمَوْضِعٌ تَاَهَّلَ بِهٖ اور جہاں انسان نکاح کرے ۔

۳ - وَمَنْ قَصَدَهُ التَّعَيُّشَ بِهٖ اور وہ مقام جہاں انسان رہائش پذیر ہونے کا قصد کرتا ہے۔

یہ تینوں الگ الگ جملے ہیں، اور ہر ایک علت اتمام ہے۔

ان حضرات کی پیش کردہ عبارت جہاں کبیری والے نے لکھی ہے۔ اس کے چار سطر بعد یہ بھی لکھا ہے۔

"وَلَوْ تَزَوَّجَ الْمُسَافِرُ بِبَلَدٍ وَلَمْ يَنْوِ الْإِقَامَةَ بِهٖ فَقِيْلَ لَا يَصِيْرُ مُقِيْمًا وَقِيْلَ يَصِيْرُ مُقِيْمًا وَهُوَ الْأَوْجَهُ لِمَا مَرَّ مِنْ حَدِيْثِ عُثْمَانَ رض (کبیری ص۵۴۴ مصری)	اور اگر مسافر کسی شہر میں نکاح کرلے اور وہاں اقامت کا ارادہ نہ کرے (تو اس میں فقہاء کرام کا اختلاف ہے) بعض نے کہا ہے کہ وہ شخص مقیم نہیں بنے گا اور بعض نے کہا کہ وہ مقیم بن جائے گا۔ اور یہی بات زیادہ بہتر اور راجح ہے جیسا کہ حضرت عثمان رض کی حدیث میں بیان ہو چکا ہے۔

اسی طرح فتاوٰی قاضی خان والے بھی مطلق تاہل کو علت قرار دیتے ہیں۔

"اَلْكُوْفِيُّ إِذَا نَوَى الْإِقَامَةَ بِمَكَّةَ وَبِمِنًى خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا لَمْ يَكُنْ مُقِيْمًا وَإِنْ تَاَهَّلَ بِهِمَا كَانَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنَ الْمَوْضِعَيْنِ وَطَنًا اَصْلِيًّا لَهٗ (قاضی خان ج۱ ص۸۱ مطبع لکھنؤ)	ایک کوفے کا باشندہ جب مکہ مکرمہ اور منیٰ میں پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کرے تو وہ مقیم نہیں بنے گا اور اگر ان مقامات (مکہ اور منیٰ) میں نکاح کرے تو ان دونوں میں سے ہر ایک مقام اس کے لیے وطن اصلی ہو جائے گا۔

حضرت عثمان رض کے اتمام پر جب اعتراض کیا گیا تھا، تو اس کی توجیہ کے سلسلہ میں صاحب فتح الملہم حضرت شیخ عثمانی رح لکھتے ہیں۔

"ثُمَّ كَانَ ذٰلِكَ (اَيِ الْإِتْمَامُ) بَعْدَ مُضِيِّ الصَّدْرِ مِنْ خِلَافَتِهٖ لِاَنَّهٗ تَاَهَّلَ بِمَكَّةَ	پھر حضرت عثمان رض کا نماز کو پورا چار رکعت پڑھنا ان کی خلافت کے ابتدائی دور گزرنے کے بعد ہوا، کیونکہ انہوں نے مکہ میں نکاح کر لیا

عَلٰی مَارَوَاہُ اَحْمَدُ اَنَّہٗ صَلّٰی بِمِنیٰ اَرْبَعَ رَکْعَاتٍ فَاَنْکَرَ النَّاسُ عَلَیْہِ فَقَالَ یَا اَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ تَاَھَّلْتُ بِمَکَّۃَ مُنْذُ قَدِمْتُ وَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلّٰی علیہ وسلم یَقُوْلُ مَنْ تَاَھَّلَ فِیْ بَلَدٍ فَلْیُصَلِّ صَلٰوۃَ الْمُقِیْمِ۔

تھا جیسا کہ امام احمدؒ نے (مسند میں) نقل کیا ہے کہ حضرت عثمانؓ نے منیٰ میں جب چار رکعات پڑھنی شروع کیں تو لوگوں نے اس بات کو اوپرا خیال کیا تو حضرت عثمانؓ نے کہا، اے لوگو! جب میں مکہ میں آیا ہوں اس وقت سے میں نے یہاں نکاح کر لیا ہے۔ اور میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے، جو شخص کسی شہر میں نکاح کر لے تو اس کو مقیم شخص کی طرح نماز پڑھنی چاہیئے۔

قَالَ الْحَافِظُ ھٰذَا الْحَدِیْثُ لَا یَصِحُّ لِاَنَّہٗ مُنْقَطِعٌ وَفِیْ رِوَایَتِہٖ مَنْ لَّا یُحْتَجُّ بِہٖ

اس روایت پر بحث کرتے ہوئے حافظ ابن حجرؒ نے کہا ہے کہ یہ حدیث درجہ صحت کو نہیں پہنچتی کیونکہ یہ منقطع ہے (ایک راوی درمیان میں سے چھوٹا ہوا ہے) اور اس حدیث کے بیان کرنے میں ایسا راوی بھی ہے جس کی روایت سے استدلال نہیں کیا جاتا (یعنی ضعیف ہے)

قَالَ ابْنُ الْقَیِّمِ وَقَدْ اَعَلَّہُ الْبَیْھَقِیُّ بِانْقِطَاعِہٖ وَتَضْعِیْفِہٖ عِکْرِمَۃَ بْنَ اِبْرَاھِیْمَ

حافظ ابن قیمؒ نے کہا ہے کہ امام بیہقیؒ نے اس حدیث کو ایک تو منقطع ہونے کی وجہ سے اور دوسرا اس کے راوی عکرمہ بن ابراہیم کی تضعیف کی وجہ سے معلول قرار دیا ہے

قَالَ اَبُوالْبَرَکَاتِ بْنُ تَیْمِیَّۃَ وَیُمْکِنُ الْمُطَالَبَۃُ بِسَبَبِ الضُّعْفِ فَاِنَّ الْبُخَارِیَّ ذَکَرَہٗ فِیْ تَارِیْخِہٖ وَلَمْ یَطْعَنْ فِیْہِ وَعَادَتُہٗ ذِکْرُ الْجَرْحِ وَالْمَجْرُوْحِیْنَ وَنَصَّ اَحْمَدُ وَابْنُ عَبَّاسٍ قَبْلَہٗ اَنَّ الْمُسَافِرَ اِذَا تَزَوَّجَ لَزِمَہُ الْاِتْمَامُ

لیکن ابو البرکات ابن تیمیہؒ (جو امام ابن تیمیہؒ کے جد امجد ہیں) نے کہا ہے ممکن ہے کہ اس حدیث کے ضعف کے سبب

وَهٰذَا قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَمَالِكٍ وَاَصْحَابِهِمَا وَهٰذَا اَحْسَنُ مَا اعْتُذِرَ بِهٖ عَنْ عُثْمَانَؓ

(فتح الملہم ص ۲۴۶/۲)

کا مطالبہ کیا جائے، اور پوچھا جائے کہ اس حدیث کو کیوں ضعیف قرار دیا گیا ہے۔ جب کہ امام بخاریؒ نے اپنی تاریخ میں اس راوی کا ذکر کیا ہے اور اس پر کوئی جرح نہیں کی حالانکہ امام بخاریؒ کی عادت ہے کہ وہ جرح اور مجروحین کا تذکرہ ضرور کرتے ہیں، اور حضرت امام احمدؒ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے بھی صراحت سے بیان ہو چکا ہے کہ مسافر شخص جب کسی مقام میں نکاح کرے تو اس پر لازم ہے کہ وہ نماز پوری پڑھے اور یہی قول حضرت امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ اور ان کے اصحاب کا ہے اور یہی سب سے بہتر توجیہ اور عذر ہے جو حضرت عثمانؓ کی طرف سے پیش کیا گیا ہے۔

صاحب اعلاء السنن نے حضرت عثمانؓ کی روایت کو بیان کرنے کے بعد یہ بھی بیان کیا ہے۔

اس حدیث کو ابو یعلی نے بھی روایت کیا ہے، اور اس کے الفاظ یہ ہیں۔

اِذَا تَاَهَّلَ الْمُسَافِرُ فِیْ بَلَدٍ فَهُوَ مِنْ اَهْلِهَا يُصَلِّیْ صَلٰوۃَ الْمُقِيْمِ اَرْبَعًا

جب کوئی مسافر کسی شہر میں نکاح کر لے تو وہ اس شہر کے اہل (باشندوں) میں شمار ہوگا، اور وہ مقیم کی طرح چار رکعات نماز پڑھے گا۔

صاحب اعلاء السنن حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ حافظ ابن قیمؒ کی عبارت مذکورہ نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں، ابن قیمؒ کی مراد اس کلام سے اس حدیث کی تحسین کرنا ہے

کہ اس کے راوی کی امام بخاریؒ نے گویا توثیق کی ہے، جب کہ انہوں نے اس پر جرح نہیں کی، طعن نہ کرنا ہی ان کی توثیق ہے۔ اب اس حدیث کے بارے میں کوئی مجمل جرح معتبر نہیں ہوگی، البتہ اگر مفسر جرح ہو تو وہ قابلِ قبول ہو سکتی ہے لیکن ایسی مفسر جرح موجود نہیں۔ اور پھر حضرت ابن عباسؓ اور امام احمدؒ اور امام ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ نے اس پر عمل کیا ہے، اور مجتہد کا کسی حدیث سے احتجاج کرنا یہ اس حدیث کی تصحیح ہے، پس یہ حدیث حسن کے درجہ میں ہے، اور بالخصوص جب کہ حافظ ضیاء مقدسی نے اپنی کتاب مختارہ میں مسند طریق پر اس کو نکالا ہے۔ یہ بات حافظ ابن قیمؒ نے اپنی کتاب تعجیل المنفعۃ میں بیان کی ہے۔

صاحب اعلاء السنن حاشیہ میں کہتے ہیں۔

"اور امام بیہقیؒ کا اس حدیث کو منقطع کہنا یہ غالباً عبدالرحمٰن بن ابی ذباب اور حضرت عثمانؓ کے درمیان ہے، لیکن جب عبدالرحمٰن کا بیٹا عبداللہ طبقہ ثالثہ کا راوی ہے، اور حضرت ابوہریرہؓ سے بھی روایت کرتا ہے، جیسا کہ تہذیب ج ۵ ص ۲۹۴ میں مذکور ہے تو اس میں کوئی بُعد نہیں کہ اس نے عَنْ اَبِیۡہِ عَنْ عُثْمَانَ روایت کیا ہو۔ اور جمہور کے نزدیک معاصر اگر عن کے ساتھ روایت بیان کرتا ہے، تو اس کو لقا پر محمول کرتے ہیں، اور اگر انقطاع ہی تسلیم کیا جائے۔ تو پھر بھی قرون ثلاثہ میں انقطاع مضر نہیں جس طرح ارسال۔

امام بخاریؒ کی عادت سکوت وعدم جرح مشہور بین المحدثین ہے۔

جیسا کہ امام ابو داؤدؒ کا سکوت بھی روایت کے قابل احتجاج ہونے کی علامت ہے، لہٰذا کسی طرح بھی یہ حدیث حسن کے درجہ سے کم نہیں، جب کہ مجتہدین کرام نے اس پر عمل بھی کیا ہے۔

فقہاء کرام کا یہ بیان کہ اگر کوئی مسافر کسی جگہ پندرہ دن کی اقامت کی نیت کرے تو وہ مقیم ہوگا، اور اس سے کم مدت تک نیت کرے تو

مقیم نہیں ہوگا۔ اس سے مراد وطن کے علاوہ کسی مقام میں اقامت ہے، کیونکہ جب کوئی شخص وطن میں داخل ہوجاتا ہے تو اس کو اقامت کی نیت کرنی ضروری نہیں ہوتی، محض وطن میں داخل ہونے کے ساتھ ہی بغیر نیت کے وہ مقیم ہوتا ہے۔ لیکن تاہل اختیار کرنے کی صورت میں مسند احمد کی یہ حدیث اور ابو یعلیٰ کی روایت کے مطابق مقام تاہل ملحق بالوطن ہوجائے گا، اب اس کا حکم مقیم جیسا ہی ہوگا، واللہ اعلم بالصواب

مفسر قرآن حضرت مولانا صوفی عبد الحمید سواتی مدظلہ کی

مایہ ناز اور مقبول عام تفسیر

معالم العرفان فی دروس القرآن

مکمل طبع ہو رہی ہے

اللہ رب العزت کے کلام پاک کو عوام کے اذہان کے قریب کرنے لیے مفسرین کرام نے بے شمار کوششیں کی ہیں اور ہو رہی ہیں۔ یہ تفسیر بھی اسی سلسلہ کی ایک اہم اور مبارک کوشش ہے۔ رواں دواں اور آسان اردو زبان میں قرآن کریم کے الفاظ کا ترجمہ اور سہل انداز میں مستند تفسیر، ضروری مسائل کی توضیح، ضروریات وقت، زمانہ و ماحول کی خرابیوں کی نشاندہی اور ان کا علاج، قرآن کریم کی آیات سے اور پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیان کردہ تفسیر اور صحابہ کرامؓ ائمہ کرامؒ اور جمہور مفسرین کی اختیار کردہ توضیحات کو ملحوظ رکھتے ہوئے شرک و بدعت اور مذاہب باطلہ اور نظلات فاسدہ کا مختصر طریق پر بہتر رد اس تفسیر کا خاص امتیاز ہے۔ اعلیٰ کتابت و طباعت اور معیاری جلد بندی کے ساتھ بیس ضخیم جلدوں پر مشتمل اس تفسیر کی قیمت روپے ہے۔
علماء، طلباء، خطباء، اور عوام الناس کے لیے بے حد مفید اور معلومات افزا ہے۔

ناشر: ادارہ نشر و اشاعت مدرسہ نصرت العلوم، فاروق گنج گوجرانوالہ

مقالات سواتی

افادات۔ حضرت مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتی مدظلہ العالی

مرتب۔ حاجی محمد فیاض خان سواتی مہتمم مدرسہ نصرت العلوم گوجرانوالہ

اس مجموعہ میں مندرجہ ذیل اکتیس علمی و تحقیقی مضامین کو ترتیب دیا گیا ہے۔

(۱) توحید کے چند دلائل (۲) اللہ رب العزت کی زیارت کیسے ہو گی (۳) رسول ﷺ کی شریعت کے مقاصد (۴) خواب میں رسول ﷺ کی زیارت (۵) مقام صحابہ رضی اللہ عنہم (۶) حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی چند وصیتیں (۷) حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ (۸) حصول علم کے لئے ضروری آداب (۹) علم اور اہل علم کا مرتبہ (۱۰) علم کہ راہ بحق ننماید جہل ست (۱۱) دارالعلوم دیوبند (۱۲) اسلام کا نظام طہارت (۱۳) اسلام کا قانون حدود و تعزیرات (۱۴) انسانیت کی تکمیل کے لئے اخلاق اربعہ کی اہمیت (۱۵) انسانیت کے چار بنیادی اخلاق (اخلاق اربعہ) (۱۶) تمدن میں بگاڑ کے اسباب اور ان کا علاج (۱۷) فرقہ ناجیہ اور نوابت میں فرق (۱۸) مودودی صاحب کے بعض نظریات دین کے لئے نقصان دہ ہیں (۱۹) فتنے کس طرح پیدا ہوتے ہیں اور انکا علاج (۲۰) بحالت صوم انجکشن کا حکم (۲۱) اسلام میں حلال و حرام کا تشریعی فلسفہ (۲۲) ملت حنیفیہ کی حقیقت (۲۳) مسئلہ توسل پر ایک نظر (۲۴) کائنات میں جانداروں کی تخلیق (۲۵) حکمت ولی اللّٰہی کے شارحین (۲۶) شہروں کی آبادی اور بربادی کے اسباب (۲۷) تحقیق وحدت الوجود اور وحدت الشہود (۲۸) وحدت الوجود اور وحدت الشہود میں تطبیق (۲۹) مسئلہ وحدت الوجود میں راہ اعتدال (۳۰) اکابر علماء دیوبند اور مسئلہ وحدت الوجود (۳۱) باب الرؤیا (۴۰۰ صفحات پر مشتمل یہ کتاب شائع ہو چکی ہے۔) قیمت /۔ روپے

ناشر: ادارہ نشر و اشاعت مدرسہ نصرت العلوم، فاروق گنج گوجرانوالہ

مولانا عبیداللہ سندھیؒ کے علوم وافکار

از: مفسر قرآن حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتی دام مجدہ

برصغیر کے نامور عالم دین، انتہائی ذہین، فہم مستقیم، ذہن ثاقب، فطانت و سمجھ میں قوت قدسیہ کے مالک، قرآن کریم کے دور حاضر میں بے بدل مفسر، حدیث کی مشکلات پر کماحقہ نگاہ رکھنے والے، فقہ اور دیگر علوم و فنون عقلیات و نقلیات میں کمال درجہ کی مہارت تامہ رکھنے والے، اقتصادیات، معاشیات، تاریخ اور قدیم و جدید فلسفہ کے امام، سیاسیات و پولیٹکل معاملات سے کماحقہ باخبر، دقیق سے دقیق مشکل کو اپنے عمل و تدبر سے حل کرنے والے الجھی ہوئی گتھیوں کو سلجھانے والے عظیم صوفی، باعمل عالم، قرآنی انقلاب کی روح سے منور، شیطانی اور تمام خود ساختہ نظاموں کو درہم برہم کرنے والے، راسخ العقیدہ، پرجوش نومسلم، مربی علماء و محسن انسانیت، معلم قرآن، فلسفہ ولی اللہی کے ماہر استاذ اور صحیح اسلامی انقلاب کے علمبردار، سلف صالحین بالخصوص امام ابو حنیفہؒ کے مکتب فکر کے عظیم ترجمان، علمائے دیوبند کے تربیت یافتہ، انتہائی درجہ کے متقی پرہیزگار، خدا پرست عالم حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ جن کی اپنوں نے ناقدری کی اور بیگانوں نے کبھی تو الحاد و اشتراکیت کا اتہام، کبھی تشدد و عصبیت کا الزام لگایا اور کبھی تجدد و مغربیت کی طرف نسبت کی۔ مولانا کی طرف منسوب غلط باتیں، افکار و خیالات میں ان کی غلط ترجمانی، تعصب کی وجہ سے مولانا کی شخصیت کو مجروح کرنے کی ناکام کوشش تلامذہ و معاصرین کی مولانا کے صحیح افکار پیش کرنے میں کوتاہیوں اور دیگر غلط فہمیوں کے ازالہ کے ساتھ ساتھ اس مختصر کتاب سے مولانا کی شخصیت، ان کے مقام اور کام کو سمجھنے میں مدد ملے گی۔ علاوہ ازیں مولانا کا پورا ذہنی پس منظر اعتقادات و اعمال، تعلیم و تربیت، خاندانی حالات، راسخ العقیدہ بزرگوں سے تربیت پانے اور سلاسل طیبہ میں بیعت اور اشغالات، آزادی ملک و وطن کیلئے بے پناہ قربانیوں اور صعوبتوں کو برداشت کرنے، انگریز کی جڑوں کو برصغیر سے اکھاڑنے، مسلمانوں کو ان کے اصل مقام کی طرف لانے، علماء کو ان کا صحیح مقام دلانے کے سلسلہ میں مولانا کی کوششوں کا اجمالاً یا تفصیلاً خاکہ آپ کو زیر نظر کتاب میں ملے گا۔ جو پڑھنے سے ہی تعلق رکھتا ہے۔ قیمت: روپے